

ردِّ قادیانیت

رسائل

• مولانا شوکت اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

• جناب مظہر الدین ملتانی

احتساب قادیانیت

جلد ۵۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

www.besturdubooks.wordpress.com

چشمہ اللہ الکفر الخلفی للرحمن

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد اٹھاون (۵۸)

مصنفین : مولانا شوکت اللہ میرٹھی

جناب مظہر الدین ملتانی

صفحات : ۶۳۰

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اول : ستمبر ۲۰۱۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جنوری ہاؤس روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

## فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۵۸

۱۵	حضرت مولانا اللہ وسایا	عرض مرتب	☆.....
۱۷	حضرت مولانا شوکت اللہ میرٹھی	ضمیمہ شحنہ ہند ۱۹۰۴ء	.....۱
۴۱۱	جناب مظہر الدین ملتانی	تاریخ محمودیت	.....۲
۵۲۳	" "	کمالات محمودیت	.....۳
۵۴۳	" "	ربوہ کا پاپ	.....۴

## تفصیلی فہرست شحنہ ہند ۱۹۰۴ء

۱۸	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	.....	شمارہ ۲، ۱	.....	یکم و ۸ جنوری ۱۹۰۴ء
۲۲	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	آغاز سال وساتی نامہ توحید۔	.....۲			
۲۴	۲۰۰۔ لدھیانوی!	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	.....	شمارہ ۳	.....	۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء
۲۷	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	حتیٰ قادیان کی منظوم تردید۔	.....۱			
۳۰	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	افغانی مینڈ حاصل عبداللطیف لے پالک کی بھینٹ میں۔	.....۲			
۳۱	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	مسئلہ معراج پر امرودی صاحب۔	.....۳			
۳۳	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	مرزائی جماعت۔	.....۴			
۳۴	مفتول رسالہ اشاعت القرآن!	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	.....	شمارہ ۴	.....	۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء
۴۰	ماخوذ از رسالہ ترقی لاہور!	مرزا قادیانی کے کالمی بریک کرامت نہ کہ شہادت۔	.....۱			
۴۳	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	مرزا مہمبلی۔	.....۲			
۴۴	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	.....	شمارہ ۵	.....	یکم فروری ۱۹۰۴ء
۴۵	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	خاتم الانبیاء اور خاتم الاخفاء۔	.....۱			

- ۲..... مرزائی اخبار الحکم کی کاپی پلٹ۔  
 ۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... تلوار کی جگہ قلم اور زبان کا جہاد۔  
 ۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... ہندوستانی قہقباہ برسر دجال پنجاب۔  
 ۴۷ محمد فاروقی لاہوری!
- ۵..... مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح۔  
 ۴۸ ایک مہمراز گورداسپور!
- ۶..... نظم ارمغانی بخود دجال قادیانی۔  
 ۵۰ ارمغانی سیالکوٹ!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۶ ..... ۸ رفروری ۱۹۰۳ء
- ۱..... قادیانی شاعری۔  
 ۵۲ ۲۰۰۔ لودھیانہ!
- ۲..... قادیانی کی خود ستائی اور اس کے چیلوں کی واؤ خائی۔  
 ۵۲
- ۳..... قصیدہ۔  
 ۵۳
- ۴..... وہ آسانی نشان ظاہر ہوا۔  
 ۶۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۷ ..... ۱۶ رفروری ۱۹۰۳ء
- ۱..... مرزا قادیانی کا تحریری اقبال۔  
 ۶۱ الحمد یث!
- ۲..... کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔  
 ۶۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... لاہور میں مرزائی مجلس۔  
 ۶۴ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۸ ..... ۲۳ رفروری ۱۹۰۳ء
- ۱..... عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔  
 ۶۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... مرزائی مقدمات۔  
 ۶۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں۔  
 ۶۷ ابو عبد اللہ رفیع اللہ!
- ۴..... مرزائیوں کی دوبارہ شکست۔  
 ۷۱
- ۵..... مجددانہ مشرق کی پیشنگوئیاں۔  
 ۷۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶..... مجدد کی صداقت کا آسانی نشان۔  
 ۷۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۷..... وہی مرزا قادیانی کا جہاد۔  
 ۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۸..... ناکامی پر ناکامی۔  
 ۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!



ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ ..... شمارہ ۹ ..... یکم مارچ ۱۹۰۳ء

- ۱..... دین میں مدد۔  
 ۲..... ایک نیا مہدی چھائی دیا گیا۔  
 ۳..... مرزا کے الہامی مقدمات۔  
 ۴..... مرزا کی مقدمات کا خاکہ۔  
 ۵..... حضرت مولانا میر علی شاہ کی شہادت۔  
 ۶..... مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۰ ..... ۸ مارچ ۱۹۰۳ء

- ۱..... شریک و مخالف۔  
 ۲..... تمام انبیاء کا کام رہے۔  
 ۳..... مسیح موعود کے آنے پر تلواریں تمام جہاد ختم ہو جائیں گے۔  
 ۴..... ہماری پیشینگوئیاں۔  
 ۵..... مرزا قادیانی کی بعثت کی غرض۔  
 ۶..... مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۱ ..... ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء

- ۱..... یا رسول اللہ۔  
 ۲..... مراسلہ۔  
 ۳..... مرزا قادیانی حضرت حسینؑ سے افضل۔  
 ۴..... موت کی پیشینگوئی اور طاعون۔  
 ۵..... مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۲ ..... ۲۳ مارچ ۱۹۰۳ء

- ۱..... مردے پر قل اور فاتحہ۔  
 ۲..... مرزا کی مقدمات۔  
 ۳..... اردو زبان میں تازہ چھپا ہوا الہام۔  
 ۴..... نبی بھی اور اسی بھی۔  
 ۵..... مرزا قادیانی پر فردر اور جرم لگائی گئی۔  
 ۶..... ایک ایک حاکم دراصل گورنمنٹ ہے۔  
 ۷..... مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۳ ..... یکم مارچ ۱۹۰۴ء

- ۱..... مرزا قادیانی کے گلے میں استروں کی مالا۔
- ۱۰۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... مرزا قادیانی پر فرد جرم۔
- ۱۱۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... مسلسل فوجداری مقدمات۔
- ۱۱۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... مرزا بیت سے توبہ۔
- ۱۱۵ مولانا غلیل الرحمن اجالوی!
- ۵..... اصلاح تمدن اور قرآن مجید۔
- ۱۱۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۴، ۱۵ ..... ۸ و ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء

- ۱..... آخری الہام۔
- ۱۱۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... ماموریت و ہلاکت۔
- ۱۲۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... ملہم کا اعتقاد پر ملہم پر۔
- ۱۲۱ اللہوت۔ جنگ!
- ۴..... انکار حجرات۔
- ۱۲۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵..... آسانی نشان کا ظہور۔
- ۱۲۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶..... مرزا قادیانی کے مشن کا پختہ کل پہلو۔
- ۱۲۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۶ ..... ۲۳ مارچ ۱۹۰۴ء

- ۱..... کاسٹل کی کھدائی کا جواب چیف کورٹ۔
- ۱۲۹ قاسم علی نین ہیکٹر مک سرہندا
- ۲..... نبی اور جہود میں فرق۔
- ۱۳۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... مرزائی جماعت۔
- ۱۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... وہی مدنی شاہ والا معاملہ۔
- ۱۳۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵..... کالیوں بھرے خطوط۔
- ۱۳۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۷ ..... یکم مئی ۱۹۰۴ء

- ۱.....
- ۱۳۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲.....
- ۱۳۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... اصول مذہب
- ۱۴۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

- ۴..... مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے مہلت۔  
 ۱۳۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵..... گورڈاسپور میں قادیانی مقدمہ۔  
 ۱۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶..... مرزا کی مذہب اور منافقانہ کارروائی۔  
 ۱۳۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۸ ..... ۸ مئی ۱۹۰۲ء
- ۱..... انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔  
 ۱۳۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... وہی وفات مسیح۔  
 ۱۵۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... ایک لے پالک کے آنے کی ضرورت۔  
 ۱۵۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... مرزا قادیانی کے دوسک۔  
 ۱۵۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ ..... شمارہ ۱۹ ..... ۱۶ مئی ۱۹۰۲ء
- ۱..... مرزا کی مذہب کی حقیقت۔  
 ۱۵۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... ایک خدا کے آنے کی ضرورت۔  
 ۱۶۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... انت منی بمنزلہ عرشی  
 ۱۶۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... مرزا کی مقدمات کی نسبت طرح طرح کی افواہ۔  
 ۱۶۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۰ ..... ۲۲ مئی ۱۹۰۲ء
- ۱..... ہمارا رویہ صادق۔  
 ۱۶۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... مرزا کی اخبار الحکم کی فریاد۔  
 ۱۶۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... بے معنی الہام فارسی۔  
 ۱۷۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... آیت قرآن کا صرف عن نظاہر۔  
 ۱۷۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵..... مرزا اور مرزائیوں کو دوسرے پیا انعام۔  
 ۱۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶..... گروہ احمدیہ پر نزالہ۔  
 ۱۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۷..... جنگ کا نام صلح۔  
 ۱۷۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۸..... زندگی کے فیشن سے بہت دور چاہئے ہیں۔  
 ۱۷۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۹..... نبی ناقص اور دجال۔  
 ۱۷۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۱ ..... یکم جون ۱۹۰۴ء

- ۱..... مرزا قادیانی حذو شوں کا سلفہ کر گئے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۷۹
- ۲..... کیا مرزا قادیانی حج و عمرہ کی ہوس کی گھڑی بن گئے ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۰
- ۳..... وہی مسیح علیہ السلام کا قتل و صلب۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۲
- ۴..... اہل اسلام کو کسی آسمانی نشان کی ضرورت نہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۳
- ۵..... منارۃ الحک۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۶

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۲ ..... ۸ جون ۱۹۰۴ء

- ۱..... مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت۔ اخبار المحدث! ۱۸۷
- ۲..... تصویر پرستی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۸
- ۳..... اصلاح تمدن۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۰
- ۴..... مرزائی الہامات اور مقدمات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۱
- ۵..... مرزا قادیانی کو بہشت کی ضرورت نہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۲
- ۶..... ظالموں کو سب و ختم کرنا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۳
- ۷..... مرزائی مقدم۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۳
- ۸..... مرزا قادیانی کے دعویٰ کا اعلان۔ مولانا عبدالحکیم قاسمی! ۱۹۳
- ۹..... دعائے شک حق ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۵
- ۱۰..... عجیب فقرہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۶

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۳ ..... ۱۶ جون ۱۹۰۴ء

- ۱..... الزامات و اتہامات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۷
- ۲..... جہاد قرآنی و مرزائے قادیانی۔ اشباح القرآن! ۱۹۹
- ۳..... عدالت کی شکایت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۱
- ۴..... مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی دلیل۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۲
- ۵..... رکعت اور آسمانی قدرتی نشان۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۴

- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۴ ..... ۲۴ جون ۱۹۰۴ء
- ۱..... محمد پراہام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۶
- ۲..... دبی سب کا سلب اور قتل۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۷
- ۳..... مرزا قادیانی کا کوئی چھاپریہ طاعون سے نہیں مرا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۰
- ۴..... مرزائی مقدمات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۲
- ۵..... مہلک سب اور طاعونی نمی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۳
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۵ ..... یکم جولائی ۱۹۰۴ء
- ۱..... الہام کی حقیقت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۵
- ۲..... موت کی دھمکی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۷
- ۳..... اخبار الحکم کی فریاد۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۰
- ۴..... مرزائی مذہب اور آریہ مذہب میں کیا فرق ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۲
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۶ ..... ۸ جولائی ۱۹۰۴ء
- ۱..... قادیانی کا الہامی و حکومتی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۳
- ۲..... جو سب سوالات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۶
- ۳..... مرزا قادیانی کی دھونس۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۷
- ۴..... مرزا اور مرزائی پچھلا خواب دیکھ رہے ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۹
- ۵..... اخبار پانیر اور مرزا قادیانی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۰
- ۶..... زندہ باندھ جو صدقات تو ڈال رہا دھوٹے پہلا کو ہموار دیکھ کر۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۱
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۷ ..... ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء
- ۱..... نیچریوں پر مرزا قادیانی کا سب و لعن۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۳
- ۲..... مسلمان دبی ہے جو مسیح کی موت کا قائل ہو۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۵
- ۳..... ہمرزائے قادیانی کی رسالت۔ پیسہ اخبار گوردا سپورا ۲۳۶
- ۴..... مرزائے قادیانی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۷
- ۵..... مرزا قادیانی کی تعلیم۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۹

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۸ ..... ۲۳ جولائی ۱۹۰۳ء

- .....۱ سوال و جواب۔ .....۱-۲ کجرات!
- .....۲ مرزا قادیانی کا خرد و عقیم عقیدہ ہے۔ .....۲۳۴ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۳ آنحضرت ﷺ کا کسر شان۔ .....۲۳۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۴ آئینہ کمالات قادیانی۔ .....۲۳۷ لدھیانوی۔ ۲۰۰ پیالہ!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۲۹ ..... یکم اگست ۱۹۰۳ء
- .....۱ مرزا قادیانی انبیاء کی محسم توین ہیں۔ .....۲۵۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۲ مرزائیوں کے کروت۔ .....۲۵۵ عمر الحسنوی کو سنا!
- .....۳ مرزائیت سے توبہ۔ .....۲۵۶ پیسا اخبار!
- .....۴ دینی حیات تک۔ .....۲۵۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۵ مرزائیوں سے سوال۔ .....۲۵۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۰ ..... ۸ اگست ۱۹۰۳ء
- .....۱ دس کا ایک رہ جانا جو نہیں تو کیا ہے؟ .....۲۶۰ امام الدین۔ لاہور!
- .....۲ دینی حیات تک۔ .....۲۶۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۳ تفسیر سورۃ جمعہ۔ .....۲۶۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۴ تیرہ سو برس میں کس قدر مجد آئے؟ .....۲۶۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۱ ..... ۱۶ اگست ۱۹۰۳ء
- .....۱ مرزا قادیانی پر فرد جرم کی تکمیل۔ .....۲۶۹ پیسا اخبار!
- .....۲ مرزا قادیانی کا انوکھا الہام۔ .....۲۷۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۳ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام میں فرق۔ .....۲۷۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۲ ..... ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء
- .....۱ آئینہ کمالات قادیانی میں ۵۵۵ دیکھو! .....۲۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۲ دینی حیات تک۔ .....۲۷۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- .....۳ حدیث شریف میں ردِ قادیان سے کیا مراد ہے؟ .....۲۷۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۳ ..... یکم ستمبر ۱۹۰۴ء

- ۱..... مرزائی مقدمات۔ نامہ نگار اخبار احمدیہ! ۲۸۱
- ۲..... مرزا قادیانی اپنے کاذب ہونے کے ستر ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۸۲
- ۳..... سیدنا مسیح علیہ السلام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۸۴
- ۴..... مولوی محمد احسن صاحب امروہی میرٹھ میں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۸۷
- ۵..... خط بابت دعاوی مرزا۔ منور علی عمر جدید! ۲۹۲
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۳ ..... ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء
- ۱..... ان دونوں میں کون سچا ہے؟ پیسا اخبار! ۲۹۶
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۵ ..... ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء
- ۱..... لاہور میں مرزا قادیانی کا بکھر۔ اخبار احمدیہ! ۲۹۹
- ۲..... مرزا غلام احمد قادیانی۔ پبلک میگزین امرتسرا! ۳۰۰
- ۳..... نظم قرآن کے حشر کرنے میں مرزا قادیانی کا کفر۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۰۱
- ۴..... مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۰۴
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۶ ..... ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء
- ۱..... نظم بردجال قادیانی۔ ۲۰۰ رلدھیانہ! ۳۰۵
- ۲..... مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مذاہب حق پر ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۰۹
- ۳..... مرزائی مقدمات۔ نامہ نگار پیسا اخبار! ۳۱۱
- ۴..... دینی وفات مسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۱۳
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۷ ..... یکم اکتوبر ۱۹۰۴ء
- ۱..... مرزا غلام احمد قادیانی، لیکچر لاہور۔ مولوی ممتاز علی اخبار تالیف و اشاعت! ۳۱۴
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۸ ..... ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء
- ۱..... حامد قادیانی سب لکھتے۔ ۲۰۰ رلدھیانہ! ۳۱۹
- ۲..... تیس ۳۰ راجالوں کا خروج۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۲۳
- ۳..... آنحضرت ﷺ کی اصلاح کا قادیانی حرفات سے موافق۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۲۶

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۳۹ ..... ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

- .....۱ مرزا سزایاب ہو گیا۔ نامہ نگار! ۳۲۸
- .....۲ آسانی باپ نے لے پاک سے کیسا سلوک کیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۰
- .....۳ مجدد کا الہام اور رویہ صادق۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۱
- .....۴ دونوں فریق کو مزا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۱
- .....۵ ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۲

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۰ ..... ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

- .....۱ مرزا قادیانی کی اکیل۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۶
- .....۲ تازیانہ میرت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۷
- .....۳ عجیب معص۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۸
- .....۴ بچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۸
- .....۵ وہی آسانی نشان۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۰
- .....۶ مرزائی مذہب اور عیسائی مذہب۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۳
- .....۷ بے معنی الہام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۳

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۱ ..... یکم نومبر ۱۹۰۲ء

- .....۱ قطعہ تاریخ سزایابی مرزا غلام احمد قادیانی۔ مولانا ابوالخضر محمد عبدالحق! ۳۳۵
- .....۲ پانچواں دجال۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۵
- .....۳ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں یا آریا؟ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۸
- .....۴ مرزائیت کی کشش تاویلات کی طوفان میں ڈانواں ڈول ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۹
- .....۵ دجال کی علامت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۱
- .....۶ مرزائیت سے توبہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۲

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۲ ..... ۸ نومبر ۱۹۰۲ء

- .....۱ مرزا اور مرزائیوں کا دجال۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۳



- .....۲ .....جی میں مرزا قادیانی کی اپیل۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۷
- .....۳ .....ضعیف حدیثوں سے استدلال۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۹
- .....۴ .....الخلافۃ بالمدينة والملك بالشام۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۰
- .....۵ .....مرزا قادیانی کا فریب۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۰
- .....ضمیمہ شجہ ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۳ ..... ۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء
- .....۱ .....لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۱
- .....۲ .....دور قی والے کا دجال اور دجالن۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۳
- .....۳ .....ہر دجال دوسرے کو دجال بتاتا ہے۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۵
- .....۴ .....انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۵
- .....۵ .....ناخلف منافق مرزائی۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۶۶
- .....ضمیمہ شجہ ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۴ ..... ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء
- .....۱ .....مرزا قادیانی کا نیا سواٹک۔ پبلک میگزین! ۳۶۸
- .....۲ .....قادیانی سری کرشن سیالکوٹ میں۔ اخبار اللہ یث! ۳۶۹
- .....۳ .....مرزائیوں کرشن جی مہاراج کو غرور کر۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۷۱
- .....۴ .....”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“ ..... شمارہ ۴۵ ..... یکم دسمبر ۱۹۰۴ء
- .....۱ .....اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۷۷
- .....۲ .....مرزا قادیانی مہلہ۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۷۸
- .....۳ .....اپیل خارج۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۸۰
- .....۴ .....نبی بننا خالہ جی کا بازو نہیں۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۸۰
- .....۵ .....مرزا قادیانی اور عبداللہ چکڑا لوی۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۳۸۳
- .....ضمیمہ شجہ ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۶ ..... ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء
- .....۱ .....قطبہ تاریخ سربانی مرزا قادیانی۔ مولوی محمد دیکادی! ۳۸۵

- ۲..... مرزا قادیانی کا گرگت کی طرح رنگ بدلنا۔  
 ۳۸۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... مرزا قادیانی اپنے محبوب انبیاء کے سر پر تھوپتے ہیں۔  
 ۳۸۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... مرزا قادیانی۔  
 ۳۸۹ اخبار زمیندار!
- ۵..... بروز اور تاخت۔  
 ۳۹۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶..... مرزا اور مرزا نیل کو مبارک۔  
 ۳۹۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۷..... صورت مثالی۔  
 ۳۹۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۸..... نام میں بھی خبط۔  
 ۳۹۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ چھٹہ ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴ ..... ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء

- ۱..... گرد جی سے چیلوں کی مخالفت۔  
 ۳۹۴ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲..... بقیہ مرزا قادیانی اپنے محبوب انبیاء پر تھوپتے ہیں۔  
 ۳۹۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... خرق اجماع پیشانی کو بردباد کرتا ہے۔  
 ۳۹۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔  
 ۴۰۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵..... قادیانی کرش بنتا۔  
 ۴۰۱ آریا گرگت!

ضمیمہ چھٹہ ہند میرٹھ ..... شمارہ ۴۸ ..... ۲۴ دسمبر ۱۹۰۴ء

- ۱..... بروز نی رنگی۔  
 ۴۰۳ از رسالہ اتحاد!
- ۲..... کیا بنو دامل کتاب ہیں۔  
 ۴۰۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳..... احیاء اموات۔  
 ۴۰۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴..... تقدیق انبیاء علیہم السلام۔  
 ۴۰۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵..... ریلوے۔  
 ۴۰۹ عصر جدید رسالہ!
- ۶..... قسمت کے دھکے۔  
 ۴۱۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى . اما بعد !

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے احتساب قادیانیت کی جلد اشادون (۵۸)

تجس خدمت ہے۔

۱..... اس جلد میں ”ضمیمہ شمعہ ہند ۱۹۰۴ء“ کی مکمل فائل موجود ہے۔ اس کے ایڈیٹر

حضرت مولانا شوکت اللہ میرٹھی (مولانا محمد احسن میرٹھی) تھے۔

۲..... ”تاریخ محمودیت“ کے چند اہم مکر پوشیدہ اوراق اس کتاب کے مصنف جناب

مظہر الدین ملتانی تھے۔ ان کے والد فخر الدین ملتانی نے قادیانیت قبول کی اور ملتان سے قادیان

منتقل ہوئے۔ ان پر جب قادیان کے دوسرے خلیفہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے چاشین مرزا محمود

قادیانی کی بدکرداری عیاں ہوئی۔ انہوں نے آواز اٹھائی۔ مرزا محمود نے ان کو قتل کر دیا۔

فخر الدین ملتانی کے بیٹے مظہر الدین ملتانی نے اپنی آنکھوں کے سامنے باپ کو قتل ہوتے دیکھا تو

مرزا محمود کے خلاف ہو گئے۔ چنانچہ مرزا محمود کی بدکرداری پر یہ کتاب لکھی۔ مگر مرزا محمود کے مخالف

ہونے کے باوجود آخر تک قادیانی رہے۔

۳..... کمالات محمودیہ: یہ بھی مظہر الدین ملتانی قادیانی کی مرتب کردہ ہے۔ اس کتاب کا

انہوں نے خود یہ تعارف قلمبند کیا ہے۔ ”بد باطن و جال (مرزا محمود) کے دجل فریب کے چند اہم مکر پوشیدہ اور اراق درج کئے گئے ہیں۔“ اس کتاب نے بھی قادیانی مولف کے ہاتھوں مرزا محمود کو بے لباس کر دیا ہے۔

۴..... ربوہ کا پوپ: یہ کتاب بھی مظہر الدین ملتانی، قادیانی کی مرتب کردہ ہے۔ جس میں مرزا محمود ایسے ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے، دینی سیاست کے پردے میں چہرہ دستیائیں، حکومتی خاکے، فوجی نظام حکومت کے خواب، ربوہ سٹیٹ بینک وغیرہ، گشتی مراسلہ، ربوہ کے جاسوسوں کا کام، حکومت کی پالیسی کے راز چرانا، مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی، ایسے بیسیوں عنوانات قائم کر کے مرزا محمود کے کردار کو تار تار ہوتے دکھایا گیا ہے۔

غرض احتساب قادیانی سے کی جلد ہذا یعنی جلد اٹھاون میں دو حضرات کی چار کتب در سائل موجود ہیں۔

۱..... مولانا شوکت اللہ میرٹھی کے ضمیرہ شکنہ ہند سال ۱۹۰۴ء کی مکمل فائل ۱ جلد

۲..... جناب مظہر الدین ملتانی کی ۳ کتب

گو یاد دو حضرات کی: ۴ کتب در سائل

اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ فلحمد لله على ذلك!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا

۹۲ / ستمبر ۲۰۱۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَوْلَانَا شَوْكَتُ اللَّهِ مِيرْٹُ

ضمیمہ شجرہ ہند میرٹھ

۱۹۰۴ء



مولانا شوکت اللہ میرٹھی

## تعارف مضامین ..... ضمیرِ شمعہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم ۸ جنوری کے شمارہ نمبر ۲۱ کے مضامین

.....۱	آسمانی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	آغاز سال وساقی نامہ توحید۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

### ۱ ..... آسمانی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہر شے ذرے سے لے کر صحرائ تک اور قطرے سے لے کر دریا تک ضعیف پٹنے سے لے کر قوی پیکل ہاتھی تک اور تیار درخت سے لے کر بڑے کاہ تک سب آسمانی نشان یعنی صنایع کون و مکان اور خالق اُس وجہ کی قدرت و صنعت کی مضبوط حجت و برہان ہیں مگر معلوم نہیں تاخلف لے پالک اور اس کے کھوسٹ باپ کی مراد آسمانی نشان سے کیا ہے۔ لے پالک کا ایمان یقیناً رب العالمین کی قدرت کے نشانوں اور اس کے معجزات باہرہ اور علامات قاہرہ پر نہیں کہ اپنے لئے چنڈول نامعقول شیطانی باپ کے نشانوں کے ظہور کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔ لے پالک کا ایمان تو پروردگارِ عالم کی لم یزل وجود اور اس کی صفات کاملہ پر کیا ہوگا۔ خود باپ کا ایمان بھی نہیں۔

تو حال خاندانش راجہ ہرسی

سنگ و سنگ زاد گمان کرسی بہ کرسی

معلوم نہیں آسمانی باپ کو اپنے لے پالک سے کیا ضد آ پڑی ہے کہ لے پالک کو ذلیل کرنے اور جھوٹا بنانے کے لئے لفظ الہام کرتا رہتا ہے۔ ایک آسمانی نشان تو یہ تھا کہ ضمیرِ شمعہ ہند کی اشاعت بند ہو جائے گی اور اسی سال پر حصر نہیں سحرہ آسمانی باپ اپنے تاخلف لے پالک پر تین سال سے براہ الہام کرتا ہے کہ ضمیرِ سب بند ہوا۔ اور اب بند ہوا مگر کیا وہ کبھی بند ہوا ہے یا ہوگا ہاں برے کی اس میں وہ ضرور ہو جائے گا۔ فیصہ نے تو دجالوں کی ناک میں بحون اللہ القہار حیر ڈال رکھا ہے۔ یقینی بند کر رکھی ہے۔ سروں پر آ رہ چلا رکھا ہے جب تک مجدد النہ شرقیہ اور شمعہ توحید کے دم میں دم ہے اور خاصان الہی (مریوان و معاونان ضمیرِ شمعہ ہند) کا سایہ عاطفت اس کے سر پر ہے بند ہو نہیں سکتا۔ ہاں بروایت و دجالیہ کی ترکی جلد تمام ہوئے جاتی ہے۔ انشاء اللہ

تعالیٰ ابھی ابھی امر تر سے چند معتد حضرات تشریف لا کر غریب خانہ پر فروکش ہوئے۔ ان کا بیان ہے کہ مرزائیت کی ہوا اکھڑ رہی ہے۔ وہ دم توڑ رہی ہے۔ اس کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ مرزائیوں کا ایک معتد بہ حصہ منحرف ہو گیا ہے۔ خیمہ کو دیکھ دیکھ کر لوگ مرزائیت سے نفرت کرتے جاتے ہیں اور راہ راست پر آتے جاتے ہیں۔ اور چونکہ مرزا قادیانی نے لوگوں کو دم جھانسنے دے کر بہت سا کمال جمع کر لیا ہے اور سادہ لوحوں کی گانٹھ کاٹ کر جائیدادیں اوروں کے نام سے خرید لی ہیں اور مستورات کو زیور مرصع بجواہرات سے سونے کی پتلیاں بنادیا ہے۔ لہذا جن لوگوں پر ظلم کھلتا جاتا

ہے

(یہاں اس شمارہ کے دو صفحات نہیں ملے، مرتب!)

ہی یقین کرتے ہیں اگر چہ ان کو آنحضرت ﷺ کی رسالت سے انکار ہے لیکن منصف مزاج علماء و حکماء یورپ اور انگریز مصلحین و مورخین آنحضرت ﷺ کو سچا رفار مراد ہادی سمجھتے ہیں اور اصول مذہب اسلام کو قانون فطرت کے موافق بتاتے ہیں۔ صرف ایک ناخلف لے پالک ہے جو دیگر انبیاء کو اپنی جعلی اور زوری بروذیت کے مقابلے میں نہیں دیکھ سکتا۔ نہ اس کے دل میں ان کی عظمت ہے۔ شوکت اللہ نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ مرزا قادیانی تو چینی الاصل اور پنجابی نژاد مغل ہیں۔ ان پر زبان عرب میں خلاف آیہ ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ کیوں الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس اعتراض کو تسلیم کیا اور اب ان پر علاوہ زبان عرب اردو اور فارسی زبان میں بھی الہام ہوتا ہے۔ آسمانی باپ نے جو بحر نابالغ ہے اردو اور فارسی زبان کا بھی آسمانی سکول سے ڈپلومہ لے لیا ہے۔

اور ان زبانوں میں بھی لے پالک پر الہام کرنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن اب یہ اعتراض ہے کہ ہندوستان تو مختلف اقوام و مذاہب کا مسکن ہے جن کی زبانیں بھی مختلف ہیں اور لے پالک ٹھہرا امام الزمان اور سب کا نبی۔ پس اب آسمانی باپ کو اس کی خاطر پشتو، کشمیری، سنسکرت، بھاشا، سرہٹی، گجراتی، سندھی، مارواڑی، بیواڑی، انگریزی وغیرہ کی تعلیم بھی سکول میں پانی پڑے گی۔ الغرض چاہئے لے پالک کی خاطر غریب بوڑھا باپ سبھی جتن کرنے پر مجبور ہوگا۔ آپ جاننے لعل پیار تو لعل کے خال بھی پیارے اور جب وہ امام الزمان ہے تو دنیا کی زبانوں، ترکی، فرنج، لاطینی، جرمنی، چینی، جاپانی، ڈنڈ وغیرہ زبانوں کا سیکھنا بھی آسمانی باپ کا فرض ہوگا۔ ورنہ لے پالک اپنی

جنیت کی پوری تبلیغ نہ کر سکے گا۔ مگر اب اعتراض کا یہ پوچھنے کا کہ کسی نئی پر دنیا کی مختلف زبانوں میں غضبناک اور تکلیف مالا یطاق الہامات نہیں ہوئے۔ لیکن دنیا نے ان کو نبی تسلیم کر لیا۔ ایک لے پاک ہے کہ جب تک ساری خدائی کی زبانوں میں اس پر الہام نہ ہو۔ کوئی اس کو بروزی نبی اور امام الزمان نہیں مان سکتا۔

وائے قسمت ہائے اندھیر۔ نکتہ رسی ولے ہالک نوازی عالم بالا معلوم شد۔ لیکن یہ یاد رہے کہ آسمانی باپ سینک کٹا کر کتنا ہی چھڑوں میں ملے مگر کسی زبان میں صحیح الہام کرنے کا سلیقہ اس کو کبھی نہ آئے گا اور وہی مثل ہوگی کہ گوسالہ ماہر شد و گاؤ نھد۔ ہاں مجدد السنہ مشرقی کے بیت العلوم تجدید میں اگر آسمانی باپ تعلیم پالے تو کیا طاقت ہے۔ کہ غلط الہام کر سکے۔ مرزاंनी اخبار الحکم میں وقت کی شہنائی (وہی الہامات) یوں بجا لی گئی ہے۔ ”کاکم ذاہب“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) اس میں ظرف غائب ہے یعنی آسمانی باپ نے یہ کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک جانے والا ہے اسے یہ بھی نہیں سوچھی کہ کہاں جانے والا ہے۔ ناقص الہام کو مجدد پورا کئے دیتا ہے۔ سب یوں پڑھو ”کلکم ذاہب الی دار البوار“ دوسرا الہام ”اکمل اللہ کل مقصدی“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) یہاں مستثنیٰ محذوف ہے۔ پورا الہام یوں پڑھو ”اکمل اللہ کل مقصدی الا لایمان“ پھر بھی یہ خط رہے گا کہ آسمانی باپ یوں کہہ رہا ہے کہ اللہ نے میرا ہر مقصد پورا کیا۔

لے پاک کا ذکر نہیں کہ اس کا ہر مقصد اللہ نے پورا کیا۔ مجدد کے الہام نے یہ ثابت کر دیا کہ آسمانی باپ کو بھی ایمان حاصل نہیں۔ تیسرا الہام ”انی مع الرسول اقوم واقصدک واروم انت معی وانا معک“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) یہ الہام پہلے بھی ہو چکا ہے پھر رسول اور ہے جو غائب ہے اور اقصدک میں مخاطب حاضر اور ہے پہلے یہ الہام ہوا تھا ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۴۲۲ طبع سوم) میں تجھ سے اور تو مجھ سے یعنی میں تیرا بیٹا تو تیرا بیٹا۔ میں تیرا باپ تو میرا باپ۔ اس الہام کا یہ مطلب ہے کہ تو میرے ساتھ یعنی لے پاک باپ کے ساتھ اور باپ لے پاک کے ساتھ۔ دونوں کے لئے ایک معیت کافی نہیں۔ باپ کی معیت بیٹے کے ساتھ اور ہے اور بیٹے کی معیت باپ کے ساتھ اور آسمانی باپ گھاس کھا گیا ہے۔ اور لے پاک آلو۔

چوتھا الہام ”کبر عند اللہ موت هذا الرجل“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) یعنی اس مرد کی موت بڑی ہے اور وہ اس کا مرنا نہیں چاہتا۔ مرنے کے واسطے تو عیسیٰ مسیح تھے۔ لے پاک تو منارے کی برہی پر ہمیشہ ہٹا کٹا بیچارہ ہے گا۔ پس ہذا الرجل سے مراد خود لے پاک ہے اور اگر



مولوی کرم الدین صاحب یا کوئی اور صاحب مراد ہیں تو یہ تخویف ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی عدالت میں توبہ نامہ لکھ چکے ہیں۔

پانچواں الہام ”ان الله لا يضر“ (تذکرہ ص ۵۰۱ طبع سوم) اس کا یہ ایک ٹکڑا بھی آسمانی باپ بھول گیا یعنی ”الا المتكبرين الملحدين“ ”خدائے تعالیٰ بے شک کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ مگر متکبروں، منکروں، ملحدوں کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔ کیونکہ وہ توحید و رسالت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔“ ”ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون“ (تذکرہ ص ۵۰۱ طبع سوم) تعجب ہے کہ اس قرآنی آیت میں کچھ غل وغل فصل تغیر تبدیل گھول میل نہیں کیا گیا۔ ”نری نصر امن عند الله وهم يعمهون“ (تذکرہ ص ۵۰۲، ۵۰۱ طبع سوم) نصر من الله“ اور یعمهون قرآنی آیت کا پورا ٹکڑا ہے جو جملی لفظ تری کے ساتھ یوں چمک رہا ہے جیسے ظلمت میں نور۔ اس جعل سازی پر خدا کی مار۔ اور تو کیا کہوں۔ چھٹا الہام ”فبشرى للمؤمنين“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) قرآن مجید میں ہے ”فبشر عبادى الذين يستمعون القول الآیہ“ آپ پر اس کی جگہ یہ الہام ہوا ”لعنت الله على الجاهد“ ”الہام“ ”مخرج ما كنتم تكتمون“ (تذکرہ ص ۳۹۹ طبع سوم) حق بر زبان جاری۔

یہ الہام تو آسمانی باپ نے لے پالک کے سب حال کیا ہے کیا معنی مقدمہ استغاثہ مولانا کرم الدین صاحب میں وکلاء نے جرح میں مرزا قادیانی سے سب کچھ اٹھوا لیا۔ ہر چند چھپایا مگر توبہ، توبہ۔ وکیل آپ جانتے ہیں ایک ہی کائیاں۔ وہ کوئی بات لگی لپٹی کب چھوڑنے والے ہیں۔ یہاں تو ہم آسمانی باپ کو شاباش دیتے ہیں اور لے پالک کے ڈنٹر ملتے ہیں۔ اب خیر سے قاری اور اردو زبان کے الہامات بھی سنئے۔ ساتواں الہام ”بستر عیش“ (تذکرہ ص ۳۹۹ طبع سوم) ”خوش باش کہ علاقبت نکو خواہد بود“ (تذکرہ ص ۳۹۹ طبع سوم) یہ الہام تو واقعی بہت چوچو ہوتا ہے۔ جو حق تعالیٰ اور ریگ ماسی کی دم سے نکلا ہے اور زعفرانی طلوے میں تر مہر ہو کر اور باہ کی قاب میں رکھ کر آسمانی باپ نے پیش کیا ہے کہ بچہ کچھ غم نہ کر۔ دنیا کے مرنے تمہارے لئے ہیں۔

وفارق ابناك اذا ما ابناك

ومند شبناك وصد من سنخ

یعنی عیش اور مستی کی حالت میں اگر باپ بھی روکے تو اس سے جدا ہو جاو اور چار طرف اپنا جال پھیلا دے اور جو سامنے آئے اس کو ڈکار کر لے۔ آٹھواں الہام ..... (اردو) ”ہماری فتح۔ ہمارا غلبہ۔“ (تذکرہ ص ۳۹۸ طبع سوم) یہ الہام تو آسمانی باپ نے ایمان کو بالکل لنگل کر کیا ہے کیونکہ

محمد والہ مشرقیہ پر اس کے خلاف الہام ہو چکا ہے کہ ”وردت المذلة ونزلت المذلة“ بہت جلد معلوم ہو جاتا ہے کہ فتح و شکست کا کیا رنگ رہے گا۔

تو اس الہام..... (پھر عربی الہام آکودا) ”ظفر من اللہ وفتح مبین۔ ظفر وفتح من اللہ“ (تذکرہ ص ۴۹۵، طبع سوم) الہام ان کے دونوں کٹڑوں میں کیا فرق ہوا۔ پہلے تو آسمانی باپ نے ذرا جیوٹ کر کے کہہ دیا کہ تیری فتح ہوگی۔ مگر جب آتھم والا قصہ یاد آیا۔ جس میں باپ اور لے پالک دونوں کو اپنا سر بیٹنا پڑا تھا۔ تو جھٹ سے کہہ دیا کہ فتح اور شکست خدا ہی کی طرف سے ہے تاکہ بعد خرابی بسیار بچاؤ کا پہلو باقی رہے۔ و سو اس الہام..... رسول پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں۔“ (تذکرہ ص ۴۸۵، طبع سوم) رسول خود بدولت ہیں۔ یہ منہ اور گرم مصالح۔ کیوں کیا مصیبت آئی۔ کیا ابھی سے دن یاد آگئے۔ جو پناہ کے لئے قلع جات کی فکر ہوئی۔ یہ تو انہما درجہ کی بدفالی اور تشائم ہے۔ آسمانی باپ سے بوکھلا گیا۔ سنسنا گیا۔ حواس یوں غائب ہو گئے جیسے منارے کی خیالی تعمیر مناسب تھا کہ لے پالک کا دل بڑھاتا جس کا ننھا سا کلیجا ہے۔ اس کی دھڑکن دور کرتا۔

اسے چپتے کی طرح پھیلاتا، بڑھاوے دیتا کہ تو ایسا اور تیرا آسمانی باپ ایسا، نہ کہ خوفناک الہام سے پیٹ میں اور بھی پانی کر دیتا۔ واہ جی واہ! یہ انیسویں صدی کے لے پالک اور یہ سنگدل باپ ہیں۔ خون سفید ہو گئے۔ اولاد کی گری محبت سرزد ہو گئی۔ قرب قیامت ہے نا۔ خوب یاد رکھو کہ خدائے تعالیٰ سرکشوں کو پناہ نہیں دیتا۔ فرعون کا قصہ یاد کرو۔ اس کی شان ذوالہطش العید ہے۔

### آغاز ساقی اور ساقی نامہ توحید

تیری ذات غنی ہے ساقی	تو بخشش کا دہنی ہے ساقی
آئے ہیں رند پیاسے در پر	دے دے جام طہور کوثر
رند ہیں کب سے پیاسے بھوکے	پیتے ہیں کب سے گھونٹ لہو کے
ساغر عرفان پی کے لگائیں	یامن ہو یا ہو کی صدائیں
نعرے لگائیں مل چل ڈالیں	ہند سے ہر طہ کو نکالیں
دجالوں علاتوں بھاگیں	اپنے گدھوں کی اٹھائیں باگیں
لید ہر ایک پلید کے کٹے	ہر مردود و مرید کی کٹے

حال ہوا اتر اک اک بدکا	بند ہو خرطہ ہر مرتد کا
آکے منارے پر الو بولیں	حق تو حق تو حق تو بولیں
بند ہو اس کا مفقہ رنگی	چمن بولے دجال مسیحی
ہو خارج سب فتنہ طرازی	جو ہے بروزی ہو وہ برازی
تحت شئی میں پناہیں مانگیں	سر ہو نیچے اوپر ہو مانگیں
وہ دھو ساری نفس پرستی	کچھ نہ ملے جز ذلت و پستی
بھیج دیا ابلیس نے فرمان	یعنی نبی بننا ہے آسان
سہل ہے حلہ پہننا نبی کا	گھر ہے نبوت خالہ جی کا
سجے بروزیت کو نہ نادان	بیعت کر لی ہو کے شادان
مہدی مہدی عیسیٰ عیسیٰ	سجے نہ شکل ہے یہ ٹلیسی
منہ اسلام سے یکسر موڑا	دیو لعین سے نانا جوڑا
اینٹ کہیں کی کہیں کا روڑا	بھان متی نے کہا جوڑا
پیچھے کا باپ پلگ کا خالو	میں ہوں وادی چمن کا بھالو
ابن اللہ کی اوڑھ کے لوکی	کرتا ہوں موت کی پیشین گوئی
لوگو جاگو جاگو جاگو	ہوا آیا بھاگو بھاگو
آیا بروزی آؤخ آؤخ	دجال آیا کر کے تناؤخ
دھنیا سکھیا ہو کے اکٹھے	ساتھ ہوئے الو کے بچے
گھر میں ہے پردے کی بو بو بیٹی	مادر بن کر ڈھڈو بیٹی
بن ٹھن کر بی شادی بیٹی	مکرو ریا کی دادی بیٹی
ساتی رندوں کو جلوہ دکھائے	جام شراب طہور پلائے
توڑ دے جلد خمار ہستی	بہم ہیں ازل کے مست استی
ایک رسول ہے ایک خدا ہے	وہ شیطان ہے جو ان سے جدا ہے
ختم رسل ہے محمد اکرم	صلی اللہ علیہ وسلم
جان ہو رسول اللہ پر صدقے	اس کے جلال دجاہ پہ صدقے

اس کا ہو جو کہ شریک رسالت	حشر تک اس پر ہے لعنت
اس پہ چلے تا روز قیامت	امرہ خامہ حضرت شوکت
دین محمد ﷺ جاگے جاگے	کفر کی ظلمت بھاگے بھاگے
خوش رہیں سب یارانِ ضمیمہ	سارے مدد گارانِ ضمیمہ
دونوں جہاں میں ان کی ہو عزت	ان کو ملے دارین کی دولت
جیتے رہیں باہشت و جہنم	ملکر بولو آمین آمین

اے مرہبان و معاونانِ شحمہ و ضمیمہ! ہمارے پاس کوئی تحفہ نہیں جو آغاز سال پر آپ کے حضور پیش کریں۔ ہاں ایک پکتا ہوا تازہ ہوتا تازہ ساقی نامہ توحید صفحاتِ ضمیمہ کی قاب میں رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے آپ سرور و مخور ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ!

تعارف مضامین ..... ضمیمہ شحمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ جنوری کے شمارہ نمبر ۳ کے مضامین

.....۱	جنتی قادیان کی مظلوم تردید۔	۲۰۰۔ لہو حیا نئی!
.....۲	افغانی سینڈھامہ عبداللطیف لے پالک کی بیٹھ میں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مسئلہ معراج پر امر وہی صاحب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا کی جماعت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

قادیانی جنتی کا اردو الہام براہین ص ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۲۶۵

میں اپنی چکار دکھاؤں گا

تجھ کو اردو میں یہ الہام ہوا اے مکار	لفظ ہیں جس کے میں دکھاؤں گا اپنی چکار
قادیانی، نہیں چکار چمک کو کہتے	تیرا لہم کوئی پنجاب کا دھقان ہے گنوار
میں چمک اپنی دکھاؤں گا اگر کہہ دیتا	نہ تو خود بنتا وہ جاہل نہ تجھے کرتا خوار

جنتی کی عربی دانی کتاب و سادس ص ۲۲، خزائن ج ۵ ص ۲۲

رب ارحم علی الذین یلعنون علی

کادیانی تو ایک جاہل ہے	عربی دانی کو اپنے کردے ملے
------------------------	----------------------------

جب ہو رب ارحم الذین سمح  
سچ میں لایا تو علی کیا شے

حسینی کی فارسی شاعری از ازلہ ص ۱۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۸۱

چوں کافراز ستم پیر سب مسیح را	غیوری خدا بسرش کرد همسر
تو نہیں جانتا کہ لفظ غیور	ہے بہ تخفیف یا مشدود ہے
نام حق بھی زبان پہ ٹھیک نہیں	چانتا ہے تو شاعری کی قے

کتاب وسوس ص ۵۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً

سج نامری را تا قیامت زندہ می فہمد	مگر مدفون یثرب را اندادند این فضیلت را
ہمہ درہائے قرآن را جو خاشاکے پتھکندند	ہمہ عیسائیوں را از مقال خود مدد دادند
ز علم تا تمام شان چھانگم گشت ملت را	دلیری با پدید آمد پرستاران میت را
راہے بے شک علامت مفعول	ہے یہ تکرار بے سری اک لے
ملت تو نشست با میت	تف بہ نظم تو اے بریدہ پے

ازالہ قادیانی ایضاً

آن قبلہ رو نمود مکتبی پجارو ہم	بعد از ہزار دسہ کہ بت انگندہ در حرم
سہ سہ صدارا دہم شد ہم	در حرم بت انگندہ از نے
ایں زباندانی تو دان الہام	حسوت کایں فخر میکنی پاوے
قادیانی یہ دین فروشی ہے	چھوڑ جاہل فریبیاں تاکے

اگر قادیانی صاحب ان اعتراضوں کا جواب با صواب دے دیں تو مبلغ پانچ روپیہ انعام ملیں گے اور اگر اپنی نالائقی کا اقرار کر کے تسلیم کر لیں تو بھی خالی ندر ہیں گے۔ وصول انعام کی یہ صورت ہے کہ آپ نے براہین کے دس روپیہ جو پیشگی لے کر کھائے ہیں ان میں سے پانچ روپیہ معاف کر دیئے جائیں۔ ۲۰۰۔ لودھیانہ۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

لے جھل منتظر خوش بلش کلمند لستان

آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

قادیانی الہدیر عنوان سراپا کذب و ہدیان سے بعض نادانف تاثرین دور دراز کے

رہنے والے دھوکا نہ کھائیں۔ ضرور حقیقت الحال سے واقف رہیں۔

اے جہاں غافل آکرے باش و باحق جو امان	از کج کاذب انن الوقت دجال زمان
جاہلانستان ارا لمی خوانند واد	فی الحقیقت درستان وچانستان ایمانستان
نام زگی گرمی کافور کے زیبا بود	یابہ نام حربہ خوانی چمن یا بوستان
آنکہ میگوید رسول اللہ نبی اللہ منم	نسل دے چکیز خوانی مسکن او قادیان
اولا گوید رسولے میسم صاحب کتاب	باز میگوید کہ تیر رفتہ آید درکمان
خویشمن را اوند پندارد رسول اللہ چرا	افضل از یحییٰ رسول اللہ نہد خود رامکان
شاہد دجالیش آمد ہمیں پندار دے	حضرت ختم الرسل کرش معرف زین نشان
شد مصرع درخبر نمود نبی بعد من	ہر کہ گشت اکنون نبی دجال باشد بیگان
اہل ایمان را ہمیش یک نشان کافی بود	پچ خوانند مودون تا ابد تاویل آن
خوانند آیات قرآن واحادیث نبی	زین حدیث مصطفیٰ مہر سکوش بردہاں
اہل دین از ہر طرف پرسیدہ اندش بار بار	در جواب ہنکس یکبار کھودہ زبان
مگر ختم نبوت شد چو وحی خود نمود	افضل وہالا تراز وحی رسول اش بہمان
کونہ ہمیدن تو است اکثر از اسرار وحی	بے موندہ مشکف گردید ماہیت چنان
در نبوت باشد این راز دقیق از معرفت	من بوقت خویش گردیدم بہ یک یک راز دان
زانکہ او عبد و رسول محض بود و من ولد	عبد را مثل ولد باشد کجا اعزاز و شان
گاہ میگوید نبی ہستم ولکن ناقص	شد نبوت بہرہ من لیک جزی زا ساں
صاحب الہام وحی است بچو وحی مرسلین	در نبوت چوست تصانیف نماید خود بیان
در نبوت پچ ناقص زانیہام نامہ کے	جزئی و ناقص مودہ کمر دجال میان
در کلام پاک ہر دان لا تفرق خواندہ ایم	ہمہرین ایمان باشد سخن بہکمان
اُرے آرے فضل یک برونگرے فضل خداست	در جہانے صفحت دار نہ مردم بچمان
رود و کرم و خدمت دجال از حد در گزشت	الامان سخی ذکید کادیانی الامان
از پریشانی دنیا و دہال آخرت	حافظ دنا سر ترا باد آن خدائے دو جہاں
در رہ دین تادم آخر روی ثابت قدم	پس بفرودں برین پاشی خدا را مہماں

دہلی ۲۰۰۱ء لودھیانہ

## ۲ ..... افغانی مینڈہ حاملہ عبداللطیف لے پالک کی بھینٹ میں مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین! کو معلوم ہے کہ مندرجہ عنوان ”افغانی مثلاً“ حج حرمین شریفین کے ارادے سے ہندوستان آیا تھا بد قسمتی دھکا دیکر قادیان لے گئی اور مرزا قادیانی کے مجھے چڑھ گیا۔ بردزیت جو اپنا افسوس دم کرتی ہے تو کس کاج اور کس کا طواف۔ خود قادیان کو کئے اور مدینے سے بڑھ کر یقین کر بیٹھا۔ مرزا قادیانی کو افغانستان میں اپنی بردزیت کے پھیلانے کا اچھا شکار مل گیا۔ وہ سمجھے کہ یہ شخص خود افغان اور افغانی طبائع افغانی خوبو سے واقف ہے کابل میں اس کے ذریعے سے مرزائیت کا قہم خوب گڑ جائے گا اور کیا عجب ہے کہ رفتہ رفتہ امیر کابل بھی مجھ سے بیعت کر لے اور یوں پانچوں گھی میں اور سر جو لہے میں ہو جائے۔ پس اس کو جھانے دے کر رجعت تعمیری پھر وہیں چلتا کر دیا جہاں سے آیا تھا۔ اس نے کابل پہنچ کر بردزی نبوت کی تبلیغ شروع کر دی آپ جانتے ہیں کہ افغانی علماء کٹر سنی اور راسخ الاعتقاد حنفی المذہب، جمہت پٹ اس کے ارتد اود اتحاد کا فتویٰ لگا دیا۔ افغانستان اسلامی حکومت، غیر ممکن تھا کہ علماء کا فتویٰ اوپر اوپر جاتا۔ اور مشہور ہے کہ خود امیر حبیب اللہ خان بھی اچھے عالم دین ہیں۔

پس امیر صاحب نے افغانی مثلاً کو طلب کیا اور اظہار لیا اس نے وہی کہی جو شیطان نے اس کے کان میں پھونک دی تھی کیونکہ قرآن مجید خود ناطق ہے کہ ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم“ امیر صاحب نے حسب فتویٰ جمہور علماء اور مذہب حضرت امام ابو حنیفہ تین روز کی مہلت دی کہ اس عرصہ میں تائب ہو۔ مگر کس کی توبہ؟ وہ تو پہلے ہی توبہ سے توبہ کر چکا تھا تاگزیر تین دن کے بعد قتل اور سنگسار کیا گیا۔ اب اس کی روح جہنم کی سیر کر رہی ہے اور مرزا قادیانی نفسانی دنیوی لذات کی بہشت میں بدستور چکھو تیاں اور مزے اور اڑا رہے ہیں نف ہے اس زندگی پر کہ اپنے چیلے اور آسانی باپ کے پوتے کا ساتھ نہ دیا۔ اور عالم افغان بغداد سے اس افغانی مینڈہ کے کو حلال نہیں حرام کر دیا۔

ناظرین! کو عائلا یاد ہو گا کہ ہمارے نامہ نگار گزشتہ مرزائی نے ضمیمہ ۱۹۰۱ء میں اعلان دیا تھا کہ اگر مرزا قادیانی کابل جا کر اپنی بردزی نبوت کی تبلیغ کرے تو میں پچاس ہزار روپیہ دینے پر آمادہ ہوں۔ مرزا قادیانی نے اس اعلان کو اپنے دل میں نقش کا لہجہ کر رکھا تھا اور موقع کے منتظر تھے۔ بالآخر موقع ملا کہ ایک افغانی کو اپنا چیلہ بنایا اور بہت کچھ خیالی پلاؤ پکایا مگر بجائے اس کے افغانی مثلاً افغانستان میں مرزائی نبوت کی منادی کرتا ملک عدم میں جامنا دی کی سو احساس تھا۔

لے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ضمیمہ کی کرامت دیکھئے کہ اسے جو پیشنگوئی کی تھی کہ مرزا قادیانی نہ افغانستان جاسکیں گے نہ کسی ذریعہ سے وہ تبلیغ ضلالت میں کامیاب ہو سکیں گے۔ وہ پوری ہوئی۔ حورائے رقص کنائے ساغر مستانہ زدند۔

مرزا قادیانی اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہیں تو مناسب تھا کہ خود قتل ہو کر مرزائی امت کا کفارہ بننے نہ یہ کہ ایک افغانی کو اپنی بحیثیت میں چڑھاتے۔ آسانی باپ بڑا چلتا پڑا ہے۔ لے پالک کو تو بال بال بچایا اور جی کے بدلے ایک جی دے دیا۔ لیکن کیا ایک مینڈھا ان لاکھوں بھیڑوں کا کفارہ ہو سکتا ہے۔ جن کو ظالم بھیڑیا چٹ کر گیا ہے۔

رواں از خشم وشہوت در عذاب از بہر تن تکلے

دو گھرگ میش ہرور راجگر خائے شبان بینی

مرزا قادیانی نے اپنے چیلے کے قتل ہو جانے پر ایک کتاب تذکرۃ الشہادتین شائع کی ہے جس میں امیر کابل کو پانی پی پی کر کوسا ہے اور پیشنگوئی کی ہے کہ یہ خون ناحق ضرور رنگ لائے گا اور افغانستان کا تختہ الٹ جائے گا۔ کابل میں پچھلے دنوں پیسے کی وبا بہت سخت پھیلی تھی اور ہزاروں آدمی ہلاک ہوئے تھے۔ مگر بدبختی افغانی مثلاً کا واقعہ اس وہاء سے پہلے ہوا۔ ورنہ مرزا قادیانی کو یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ افغانیوں کو افغانی مثلاً کے خون ناحق کا بدلہ ملے گا کہ ایک خون کے عوض آسانی باپ نے ہزاروں کا خون پیا۔ لیکن اگر ان کو کچھ عقل اور سوچ بوجھ ہے تو اب بھی کہہ سکتے ہیں کہ آسانی باپ کو چونکہ اس کا علم تھا کہ میرا پوتا قتل ہوگا لہذا افغانیوں کو پیشگی سزا دے گئی۔ ہاں آسانی باپ چوک گیا کہ لے پالک پر یہ کہہ دینے کا الہام نہ کیا۔

آپ نے گورنمنٹ کے خوش کرنے کو جہاد کا پھر وہی راگ الاپا ہے کہ ”امیر کابل کو چونکہ اس امر کا اچھی طرح یہ یقین ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی جہاد کا مخالف ہے۔ اس لئے اس نے جھٹلا کر میرے چیلے کو قتل کرا دیا۔“ جی بجا ہے نہ صرف امیر کابل بلکہ دنیا کے تئیں کروڑ مسلمانوں کو آپ سے اس لئے مخالفت ہے کہ آپ جہاد کے مخالف ہیں۔ یہ عجیب امر ہے گورنمنٹ تو جہاد کے موافق اور آپ مخالف۔ وہ فساد اور بغاوت کے برپا ہونے پر خود جہاد کرتی ہے اور اب شمالی لینڈ میں جہاد کر رہی ہے۔ کیا آپ نے باوصف امام الزمان ہونے کے کبھی گورنمنٹ میں انتہائی میموریل بھیجا ہے کہ بوڑھوں کو ترسواں میں کیوں قتل کیا اور اب صومالی مثلاً پر کیوں جہاد کر رہی ہے۔ یوں کہو کہ سنبھلے خود اناخن نہ دے۔ اگر قابو ہوتا تو تمام علماء اسلام اور مشائخ عظام پر جنہوں



نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور دے رہے ہیں۔ آپ ضرور جہاد کرتے اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑتے اور اب بھی ضرور سانی کا کوئی وقتہ اٹھا نہیں رکھا۔

مرزائی مقدمات شاہد ہیں۔ آپ کی تحریریں آپ کے ارادے کی شاہد ہیں کہ جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ واجب القتل ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف ۳۰ کروڑ مسلمان بلکہ تمام مذاہب والے جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے واجب القتل ہیں یعنی اس قابل ہیں کہ ان پر جہاد کیا جائے۔ جہاد تو خود بدولت کی رگ و پے میں سما یا ہے اور مسلمانوں پر تہمت دھرتے ہیں کہ وہ جہاد پر نکلے بیٹھے ہیں کیا گورنمنٹ منافقانہ پالیسی نہیں سمجھتی۔

برٹش عدالت میں ایک کیس بھی آپ کے خلاف ہوا تو ہم دکھا دیں گے کہ آپ برٹش گورنمنٹ کے کیسے ہوا خواہ اور وفادار ہیں۔ خود غرضی کی مسیحیت و بردزیت ہے جب کسی سے آپ کا مطلب نہیں لکھتا یا کوئی آپ کے دعویٰ کی مخالفت کرتا ہے اور کامیاب نہیں ہونے دیتا تو وہ واجب القتل ہے۔ اس میں کوئی ہو۔

ہم حیران ہیں کہ جب آپ کے پاس دولاکھ و الٹھیر ہیں اور تمام افغانستان واجب القتل ہے تو کیوں کابل، پرپورش نہیں کرتے۔ یہ ہم ذمہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سے ہر طرح کی اجازت و لوا دیں گے اور اس سے توپ گولہ وغیرہ سامان جنگ اور حکم جہاد قرار واقعی عطا کر دیں گے، مگر آپ کسی طرح مرد میدان بنیں اور جہاد کا ارادہ پورا کریں۔ گورنمنٹ کے حضور تو مرزا قادیانی اپنی بردزیت و مسیحیت کا دار و مدار جہاد کی مخالفت پر رکھتے ہیں۔ یعنی چونکہ میں جہاد کا مخالف ہوں۔ اس لئے مسیح موعود و امام الزمان ہوں اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ صیہی مسیح چونکہ دنیا میں وفات پا گئے لہذا میں مسیح موعود ہوں پس آپ کی مسیحیت و بردزیت کے مختلف وجود ہیں۔ حالانکہ انجیل کے سچے پیرو پادری وغیرہ بھی جہاد کے خلاف ہیں جن کا عمل عیسیٰ مسیح کے اس حکم پر ہے کہ جو شخص تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مارے دایاں گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ بھلا راسخ الاعتقاد مسیحی جہاد کے کیوں مخالف نہ ہوں گے۔ پس ایسے اعتقاد کا ہر مسیحی مسیح موعود ہے۔ علی ہذا مسیح کی وفات کے جو لوگ قائل ہیں خصوصاً یہود وغیرہ۔ یہ سب مسیح موعود ہیں۔ اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ آپ نے بردز (تناخ) کیا ہے تو ایک ایک ہندو جو تناخ کا قائل ہے اور اسی ذریعے سے مکرر اور سہ کر اور بار بار دنیا میں آتا ہے مسیح موعود ہے اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ آپ کے زمانہ میں طاعون آیا ہے تو جب کبھی طاعون آیا ہے یا آئندہ آئے گا اس زمانے کا ایک انسان مسیح موعود ہے۔

اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ ”اذالعشار عطلت“ کے موافق اونٹنیاں بے کار ہو گئی ہیں اور ان کو آپ کے دجالوں (ریلوں) نے بے کار کر دیا ہے تو جس ملک میں اونٹنیاں ہیں۔ وہاں کے آپ مسیح موعود نہیں حالانکہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ میں امام الزمان اور مسیح الزمان ہوں اور جس ملک میں ریلیں نہیں آپ وہاں کے بھی مسیح نہیں۔ الغرض آپ کی کس کس حماقت کا اظہار کیا جائے؟

۳ ..... مسئلہ معراج پر امر وہی صاحب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا کی اخبار الحکم میں امر وہی صاحب نے ایک سوال دربارہ مسئلہ معراج قائم کر کے جواب دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی جسمانی معراج سے انکار کیا ہے کیونکہ یہ مسئلہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک معجزات و خوارق عادات سے ہے اور مرزا کی مذہب میں لازماً انجیر کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا یعنی نقض قانون انجیر محال ہے۔ ہاں مرزا قادیانی کے خوارق اور حرکات اور سکناات میں نقض فطرت جائز اور واقع ہے۔ جیسی مسیح اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ایک معجزہ بھی صادر نہیں ہوا نہ انہوں نے کسی مردے کو زندہ کیا۔ مرزا قادیانی نے کئی مردے زندہ کئے اور پیشینگوئیوں میں تو آپ عالم الغیب ہیں مگر صرف ہلاکت کی پیشینگوئیوں میں الغرض مرزا قادیانی معجزات کی مشین اور خوارق عادت کے پتلے ہیں۔

امروہی صاحب کی غزل کا مقطع یہ ہے کہ آیہ ”سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ“ کے موردان کے بروزی صاحب ہیں اور مسجد اقصیٰ سے مراد مسجد قادیان ہے اور انیسویں صدی میں یہ معراج آپ ہی کو حاصل ہوئی ہے۔ ہم کو امر وہی صاحب کی اس لغویات و قریبات اور خوشامد پر غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ غصہ تو اس لئے کہ کلام مجید کے محمل و معانی کو مسخ کیا اور الحاد کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ہنسی اس لئے کہ مسجد اقصیٰ سے تو مسجد قادیان مراد لی گئی مگر مسجد حرام سے کوئی مسجد مراد لی گئی۔ امر وہی صاحب اس کا جواب دیں۔ دوم..... امر وہی صاحب نے اپنے آقا اور خداوند نعمت کی بروزیت کا مرتبہ بالکل گھٹا دیا بھلا مسجد قادیان کے مقابلے میں یہ مسجد الحرام اور مسجد الاقصیٰ کیا چیز ہیں اب تو بروزی صاحب پر یہی الہام ہوا ہے کہ دنیا کی مسجدوں کی عظمت قادیان کی مسجد کے مقابلے میں منسوخ ہو گئی جس طرح تمام نبوتیں مرزائی نبوت کے مقابلے میں منسوخ ہو گئیں۔

ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ مرزا قادیانی اپنے چیلوں کو حج حرمین شریفین سے روکتے پس آیہ ہالانے تو مرزا قادیانی کی شان کو بالکل گھن لگا دیا اور منارے کی تفسیر کو ڈھا دیا جو مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ کی شان و شکوہ کم کرنے کو قائم کیا جائے گا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تفسیر خیالی ہے اور پوری ہو بھی سکتی تو بروزی کی وفات کے بعد۔ سوم..... مرزا قادیانی جو تفسیر دانی اور علم و فضل کے مدعی ہیں ذرا فن بلاغت کے متعلق ہم کو اس سوال کا جواب دیں کہ ”سبحان الذی اسرے بعبده لیلاً“ میں خود اسراء کے لغوی معنی شب رفتن ہیں پھر لیل کیوں فرمایا گیا۔

ہم کو یقین نہیں کہ آپ کو قاعدہ تجرید جاری کرنے کا سلیقہ ہو، اگر کسی سے پوچھ چکھ کو آپ نے بتایا بھی تو ہم یہ پوچھیں گے کہ اس مقام پر تجرید کی کیوں ضرورت ہوئی اور جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ لیل کہا نہا را کیوں نہ کہا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو تجرید کا قاعدہ درحقیقت معلوم ہی نہیں۔ شاید حکیم الامت المرزا سیہ کو معلوم ہو۔ اچھا انہیں سے پوچھ کر حکم میں جواب دیجئے (ایڈیٹر)

### ۴ ..... مرزائی جماعت

امروعی صاحب لکھتے ہیں کہ جس جماعت کی نسبت لصوص قطعہ سے مظفر اور منصور ہوتا ثابت ہوتا ہے۔ وہ بھی جماعت احمدیہ (مرزائیہ محدث) ہے جس کے لئے حدیث نسائی باب غزوۃ الہند میں یہ بشارت موجود ہے۔ ”عصابتان حررهما اللہ من النار عصابة تغزوا الہند وعصابة تکون مع عیسیٰ بن مریم“ (نسائی ج ۳ ص ۵۲) معلوم نہیں امروعی صاحب کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جڑ کھود رہے ہیں۔ اور بروزی کے حق میں کاٹے ہوئے ہیں۔ بروزی کو تو غزوۃ اور جہاد کے نام سے لرزہ چڑھتا ہے اور وہ اپنی بعثت و نبوت کی یہی علت غائی اور لم قراردیتا ہے کہ میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے آیا ہوں اور آپ وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت پر ہندوستان میں جہاد فرض ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کیا دیر ہے دولاکھ مرزائی مجاہدین تو موجود ہیں کیوں ہندوستان میں جہاد نہیں کیا جاتا تا کہ مرزا قادیانی کی نبوت جو ہندوستان میں جہاد کرانے پر متوقف ہے ثابت ہو۔ پھر حدیث میں دو گروہ بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی ”عصابتان تغزوا الہند وعصابة تکون مع عیسیٰ بن مریم“ یہ دونوں گروہ جدا جدا ہیں۔

ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں یعنی ایک وہ گروہ جو ہندوستان پر جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ دونوں ایک گروہ ہوں۔ کیونکہ

حدیث میں عصائیہ دو جگہ صاف موجود ہے۔ مگر مروی صاحب نے دونوں کو ایک کر دیا ہے یہ آپ کی دیانت ہے۔ تعجب ہے کہ ہند میں جہاد کرنے والا گروہ تو ابھی تک پیدا نہیں ہوا اور مسیح آکودا۔ پہلے آپ جہاد کریں پھر اپنے بروزی کو مسیح بنائیں۔ اور اگر آپ کا گروہ صرف جہاد کرنے والا ہے تو مسیح کو ابھی تک طاق لسیان پر سمجھئے۔

دوم..... ذرا ایمان سے اپنے بروزی کی قسم کھا کر کہو کہ وہ مسیح بن مریم ہے۔ وہ تو مسیح بن مریم کو مارتا ہے یعنی اس کی وفات کا قائل ہے۔ ورنہ وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتا مگر آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم زندہ ہے جو دوبارہ آئے گا اور ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اب فرمائیے یہ حدیث آپ کے بروزی کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ چنانسی سے کم ہے یا سوا؟ وہ تو عیسیٰ کی ذلت پر بڑے بڑے دلائل چھانٹا ہے اور آپ کے عندیے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم زندہ ہیں۔ آپ جیسے گھر کے بھیدی ہوں تو لڑکا کیوں نہ ڈھئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ ماری جائے۔ حق نمک ادا کرنے والے حلال خور ایسے ہی ہوتے ہیں۔ واہ شاہاش۔

آپ نے دوسری حدیث یہ پیش کی ہے ”کیف تہلک امة انا اولھا والمہدی وسطھا والمسیح آخرھا ولكن بین ذالک فیج اعوج لیسوامنی ولا انا منہم رواہ رزین کذا فی مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذه الامة“ اس حدیث پر بھی آپ کو تھپڑوں سے اپنے گال گلاب کی طرح لال کرنے پڑیں گے۔

ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ مخبر صادق نے تین زمانوں کی خبر دی ہے ایک آپ ﷺ کا زمانہ دوسرا حضرت مہدی کا، تیسرا مسیح علیہ السلام کا۔ یہ تینوں زمانے مختلف ہیں۔ لیکن افسوس ہے مروی صاحب نے پھر ایسی حدیث پیش کی جو ان کے بروزی کی شان اور دعویٰ کے بالکل خلاف ہے۔ حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا زمانہ اور ہے اور عیسیٰ کا اور۔ ورنہ تین طبقات ثابت نہ ہوں گے اور امت ہلاک ہو جائے گی کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کل کا ایک جز بھی منہی ہو جاتا ہے تو کل من حیث النکل کا انتفاء لازم ہے۔ اب سنئے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں مہدی بھی ہوں اور عیسیٰ بھی اور حدیث بالا یہ کہتی ہے کہ عیسیٰ اور ہے مہدی اور۔ حدیث تو جھوٹی ہو نہیں سکتی کیونکہ آپ نے سند پیش کی ہے ہاں بروزی صاحب ہی جمعوئے ہوں گے اور وہ بھی ماشاء اللہ خود مروی صاحب کے قول سے۔

اب مرزائیوں کو یہ کہنے کا ضرور موقع ملے گا کہ ناؤ کس نے ڈبوئی۔ خواج خضر نے جو

کچھ ہم لکھ رہے ہیں اور آئندہ لکھیں گے خدا کرے آپ اس کو سمجھیں کیونکہ یہ ذرا دقیق اور پہلو دار باتیں ہیں جو معارضۃ القلب سے متعلق ہیں اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ آپ جس طرح دیگر علوم و قانون سے عاری ہیں اسی طرح فن مناظرہ اور اس کے اصول و قواعد سے بھی نااہل ہیں۔ ورنہ غیر ممکن تھا کہ آپ ایسی حدیثیں پیش کرتے جو خود بروزی غمی کے دعوے کا استیصال کرتیں۔

اور اگر آپ یہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ۱۳ سو برس کے بعد مرزا قادیانی اولاً مہدی ہوئے اور آخر میں مسیح ہو گئے تو بین ذالک فی الحج احوج کو کیا کیجئے گا یعنی مہدی اور مسیحی کے مابین ایک گروہ شاطر کچھ و گمراہ ہو گا تو یہ ماشاء اللہ آپ ہی کا گروہ ہوا۔ مبارک۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مرزا قادیانی نے جو اپنے کو مہدی اور مسیحی دونوں کا بروز بنایا ہے تو لوگ اس کی لم سے بہت کم واقف ہوں گے۔ کیا مافی کہ آج تک مہدی تو بہت سے پیدا ہو چکے ہیں مگر مسیح ایک بھی پیدا نہیں ہوا اور نہ کسی مہدی کا ذب نے یہ دعویٰ کیا کہ میں مسیح بھی ہوں۔ پس مرزا قادیانی مسیح اور مہدی بن کر اپنے ہم پیشہ مہدیان کا ذب کو جھٹلاتے ہیں۔ لیکن ان کی بد قسمتی سے ان دونوں دو مسیح بھی پیدا ہو گئے ایک انگلستان میں مسٹر کلفٹ۔ دوسرا فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی۔ یہ دونوں بھوت کی طرح مرزا قادیانی کو نظر آرہے ہیں اور مرزا قادیانی بڑی حسرت سے مومن کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

پہنچے وہ لوگ رتبہ کو کہ مجھے

شکوہ بخت ناز سا نہ رہا

مرزا قادیانی نے اپنے دعوے پر ایک موضوع حدیث پیش کی ہے کہ ”لا مہدی الا عیسیٰ“ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی معارض ہے اور صحیح ہو بھی تو مسٹر کلفٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں کہ مہدی کوئی نہ آئے گا۔ البتہ مسیحی آئے گا یعنی جس کو تم مہدی سمجھے ہوئے ہو وہ مسیحی ہے مہدی کا کوئی وجود نہیں۔ اس سے لازم آیا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں مہدی بھی ہوں اور مسیحی بھی۔ وہ جھوٹا ہے مغتری ہے بد معاش ہے جمل ساز ہے۔

جناب من! آپ غمانہ ہوں تو کچھ عرض کروں۔ ابتداء سے لے کر اب تک جس قدر مہدی اور مسیح پیدا ہوئے یہ سب دجالوں، کذابوں، لور دجالوں، ملاحون تھے اور ہیں جن کا انجام دنیا نے دیکھ لیا اور مرزا قادیانی کا انجام بھی دنیا دیکھ لے گی۔

## تعارف مضامین ..... ضمیمہ شحہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ جنوری کے شمارہ نمبر ۴ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کے کالمی مرید کی حرام موت نہ کہ شہادت۔ منقول رسالہ اشاعت القرآن!
.....۲	مرہم عیسیٰ۔ ماخوذ از رسالہ ترقی لاہور

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

### ۱ ..... مرزا قادیانی کے کالمی مرید کی حرام موت نہ کہ شہادت

منقول از رسالہ اشاعت القرآن!

مرزا قادیانی کی ایک کتاب ”تذکرۃ الشہادتین“ مطبوعہ ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء ہمیں ۲۰ دسمبر ۱۹۰۳ء کو ملی۔ اس میں آپ اپنے دو اشخاص مولوی عبداللطیف اور میاں عبدالرحمن ساکن خوست علاقہ حدود کابل کی موت کا حال لکھتے ہیں جو بقول آپ کے احمدی یعنی مرزا قادیانی موصوف کے مرید تھے۔ ان میں مولوی عبداللطیف کی موت کے متعلق آپ نے بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ لہذا ہم بھی انہیں کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں۔ اس مرید کے جو حالات مرزا قادیانی نے لکھے ہیں اور جس سے آپ نے ان کو ذرہ شہداء میں داخل ہونے کا گمان کیا ہے۔ ان کو فرضاً صحیح بھی تسلیم کر کے اگر قرآن شریف کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ صاف حکم دے گا کہ یہ شخص حرام موت سے مراد ہے اس نے اپنے خالق کے حکم کا خلاف کیا ہے۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

واضح ہو کہ کسی کی شہادت یا حرام موت سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ ہماری بلا سے کوئی مرے یا جیئے۔ ہمارا مقصود صرف اشاعت و تبلیغ قرآن مجید ہے۔ مرزا قادیانی نے عبداللطیف کو شہید کہنے میں از روئے قرآن کریم غلطی اور ایک مسئلہ میں غلط بیانی کی ہے۔ آیات قرآن مجید پر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کسی مومن کو کوئی ظالم کافر مجبور کرے کہ تم اس ایمان و دین سے پھر جاؤ۔ ورنہ تم کو قتل کیا جائے گا۔ تو اس کو اپنے دل میں ایمان پر قائم رہنا چاہئے لیکن زبان سے ایمان کا انکار کر دینا چاہئے۔ تاکہ وہ قتل سے بچ جائے۔ کیونکہ انسانی وجود اللہ کی نعمت اور امانت ہے اور اللہ کا حکم ہے کہ ایسے جبر و ظلم کے موقع پر زبان سے ایمان کا انکار کرے اس نعمت کو بچالے۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مولوی عبداللطیف جب قادیان سے رخصت ہو کر اور حج کا ارادہ ملتوی رکھ کر جس کے واسطے ان کو امیر صاحب کابل نے علاوہ اجازت دینے

کے روپیہ بھی دیا تھا۔ واپس کا بل پہنچے اور امیر صاحب کو اس حال پر آگاہی ہوئی کہ آپ مرزا قادیانی کے مرید ہو گئے ہیں اور حج کو نہیں گئے تو مولوی عبداللطیف صاحب قید کئے گئے۔ اور چار ماہ تک سخت قید میں رہے۔ اس عرصہ دراز میں باوجود یہ کہ امیر صاحب نے ان کو قید و قتل سے بچانے کے وعدہ پر بارہا کہا کہ تم قادیان سے توبہ کرو۔ مگر مولوی صاحب کا امیر صاحب کے سامنے یہی جواب تھا کہ میں اس شخص سے ہرگز توبہ نہ کروں گا۔ میں اپنے عقیدہ کے خلاف اظہار نہ کروں گا۔ اس لئے وہ قاضی صاحب کے حکم سے قتل کر دیا گیا اور آخری وقت میں بھی امیر صاحب نے اسے سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔

اس موت کو مرزا قادیانی بڑے فخر سے شہادت لکھتے ہیں اور مقتول کو زمرہ شہداء میں شمار کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کے لئے ایک نمونہ بتلاتے ہیں۔ اگر یہ واقعات صحیح اور درست ہوں اور مرزا قادیانی بھی فرضاً مسیح موعود اور رسول اور نبی اور ملہم ہوں تاہم عبداللطیف حرام موت مرا ہے اور عبداللطیف نے اپنے ایمان پر اصرار کرنے میں قرآن مجید کا خلاف کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اس حرام موت کو شہادت لکھا ہے اور اس شخص کو ان آیات کا مصداق تحریر کیا ہے جو شہداء کے حق میں وارد ہیں اور خدا پر افتراء کیا ہے۔ اور آئندہ کیلئے لوگوں کو اس حرام موت سے مرنے پر ترغیب دی ہے۔ حالانکہ ہرگز ایسی طعون موت شہادت نہیں ہوتی۔

تمام قرآن مجید کا لب لباب و تصور صرف فطرت اللہ کی محافظت و نگہبانی ہے یعنی جو وجود اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اس کو بر حال و برقرار رکھنا اور ”فطرت اللہ، خلق اللہ، نعمت اللہ، امانت اللہ“ سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور اس کو خراب و برباد کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں وجود و فطرت سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت و رعایت کا امر کیا ہے۔

”فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون (الروم: ۳۰)“ ﴿اللہ کی اس فطرت یعنی پیدا کردہ حالت کی نگہبانی کیا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمام جن و انس کو پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس خلقت یعنی فطرت کو خراب و ہلاک کرنا جائز نہیں۔ یہی پکا دین اسلام ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔﴾  
خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ فطرت اللہ و خلق اللہ یعنی اپنے وجود کو نگاہ رکھنا پکا دین ہے جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرے وہ دین اسلام سے خارج ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ وجود کو خلق اللہ سے تعبیر کر کے اس کی محافظت کی تعلیم کرتا ہے۔

”ولا ضلنهم ولا منينهم ولا مرنهم فليبتكن ماذان الانعام ولا مرنهم فليغيرن خلق الله ومن يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبيناً (النساء: ۱۱۹)“ ﴿ہر شیطان زبان حالی کہتا رہتا ہے کہ میں ان کو ضروری پہکاؤں گا۔ اور ان کو امیدیں بھی ضرور دلاؤں گا اور ان کو سمجھاؤں گا۔ تو وہ میری ہدایت کے مطابق غیر اللہ کی نیاز کے جانوروں کے کان بھی ضرور چیرا کریں گے اور ان کو سمجھائیں گے تو ضرور فطرت اللہ کو برباد کر دیں گے اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح گھائے میں آ گیا۔﴾

اس آیت میں خلق اللہ کی حفاظت نہ کرنے والے کو تبع شیطان اور بھاری خسارہ پانے والا فرمایا گیا ہے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے وجود کو امانت اللہ سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت کی تاکید کی ہے۔

”انا عرضنا الامانة على السفوت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسلان انه كلن ظلوما جهولا ليعذب الله المنفقين والمنفقت والمشرکين والمشرکات (الاحزاب: ۷۲، ۷۳)“ ﴿تحقیق ہم جنس سموت (یعنی جملہ مخلوقات علوی) اور جنس زمین (یعنی تمام مخلوقات سفلی) کو) اور جنس پہاڑ (یعنی سب مخلوقات ملمسہ۔ زمین مثلاً اشجار و محل وغیرہ کو اپنی امانت (یعنی ان کو وجود عطا کرتے ہیں۔ پس ان تمام اشیاء نے ہماری دی ہوئی امانت کی نگہبانی کو قبول نہ کیا یعنی ان کی طبیعت استعدادیں اور حالتیں اس نگہبانی کرنے کی قابلیت نہیں رکھتیں اور جنس انسان (یعنی ذوی العقول یعنی ملائکہ جن و انسان) نے اس نگہبانی کو قبول کیا۔ اس لئے تحقیق (وہ شخص امانت اللہ یعنی اللہ کے دیئے ہوئے وجود کی حفاظت و رعایت باوجود استطاعت کے نہیں کرتا) وہ عظیم (یعنی اللہ کی امانت کی حق تلفی کرنے والا) ہو جاتا ہے اور (جو کتاب اللہ کی تعلیم سے بے خبر رہے) وہ جہول بن جاتا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ ایسے منافقوں اور مشرکوں کو عذاب جہنم میں ڈالے گا۔﴾

”الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله كفراً واحلوا قومهم دار البوار جهنم يصلونها وبئس القرار (ابراہیم: ۲۹، ۳۸)“ ﴿کیا تو ان لوگوں کے حال نہیں دیکھ رہا کہ جو (خود بھی) شکر نعمت اللہ کے بجائے کفران نعمت کرتے ہیں اور اپنی قوم کو (بھی) بھاری ہلاکت یعنی دوزخ کی جگہ ٹھکانا پتاتے ہیں۔ اس میں وہ جھٹکتے چلتے رہیں گے اور وہ ان کے لئے برا ٹھکانا ہے۔﴾



ان آیات میں اللہ تعالیٰ نعمت اللہ یعنی اپنے دیئے ہوئے وجود کو ضائع و برباد کرنے والے کو کافر جہنمی فرماتا ہے۔ ”وَلَا تَقْلُوا بِهِنَّ اِنَّهِنَّ رَحِمٌ حَلَالٌ“ (نورہ: ۱۹۵) ﴿اور اپنی جان کو ہرگز ہرگز کسی طرح کی ہلاکت میں نہ ڈالو﴾۔ اس آیت میں اپنے وجود کو ہلاکت میں ڈالنے کی سخت نہی ہے۔ ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو محفوظ و سلامت رکھنا فرض ہے۔ اور اس کو ہلاک کرنا کفر و عصیان۔ اب ہم یہ ثابت کریں گے کہ اس وجود کو ہلاکت سے بچانے کے لئے پروردگار نے محرمات کو اضطراب کی حالت میں حلال کر دیا ہے ”غیر باغ و لا عادی“ ﴿اور ہر قسم کی حرام چیزوں کو بے اختیاری کی حالت میں کھانا ضروری بیان کیا ہے﴾۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل محرمات بیان کئے ہیں۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ والدین پر احسان نہ کرنا۔ اپنی اولاد کو قتل کرنا۔ فواحش (یعنی زنا، لواطت، چوری، راہ زنی وغیرہ تمام متعدی گناہ) اور خون کرنا اور ناحق یتیم کا مال کھانا اور وزن دھاپ کو پورا نہ کرنا اور انصاف کی بات نہ کرنا اور اللہ کے وعدوں کا خلاف کرنا۔ دیکھو ”قل تعالوا اقل ما حرم ربکم علیکم..... ذلکم وضکم بہ لعلکم تنفکرون (الانعام: ۱۵۱)“ دوسری جگہ رکوں کا لہو۔ اور گوشت خنزیر اور نیا زغیر اللہ اور جو کھا کھنٹ کر مارا گیا ہو اور جو چوٹ سے پاگڑ کر یا سینک لگ کر مر ا ہو اور جس کو درندوں نے کھا لیا ہو اور جو چڑھاوا کسی استحان پر ذبح کیا گیا ہو وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے دیکھو ”حرمت علیکم المیتۃ..... فسق (۱۷۳)“ اور ان کے علاوہ سوہی حرمت بھی بیان کی ہے دیکھو ”واحل للہ للبیع وحرم الربوا (پ ۲، ۶۷)“

ایسا ہی اکثر مقامات پر بہت سی چیزوں کی حرمت قرآن مجید میں آئی ہے۔ خوف طوالت سے صرف چند مقامات بطور مشتم نمونہ درج کر دیا ہے۔ ان میں سے بعض قرآن مجید میں جس قدر محرمات بیان ہوئے ہیں شروع سے آخر تک ان تمام محرمات کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وقد فصل لکم مالحرم علیکم الا ما اضطررتم الیه وان کثیراً لیسئلون باہوائہم بغیر علم ان ربک ہو اعلم بالمعتدین (الانعام: ۱۱۹)“ ﴿اور تحقیق اللہ نے جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں وہ تمام کھول کر (قرآن مجید میں) تمہارے واسطے بیان کر دی ہیں (ان سے بچو) مگر جس حرام چیز کی طرف تم مضطرب و مجبور کیے جاؤ وہ تمہارے لئے اس وقت حلال ہے لیکن تحقیق نادانی کی قرآن کے باعث بہت لوگ اپنے نفسوں کو اور اپنی قوم کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ ایسے حد سے گزرنے والوں کے حال خوب جانتا ہے۔﴾

اے ہوش سے کام لینے والو! غور کرو اور سوچو کہ تمام محرمات قرآن مجید اضطرابی حالت میں حلال ہو جاتے ہیں اور کیوں؟ صرف اس واسطے کہ انسان اپنے وجود کو ہلاک ہونے سے بچالے۔ کیونکہ انسان اپنی وجود کا خود مالک نہیں۔ بلکہ وہ خدا کی امانت ہے اور مالک کا حکم آپ نے سن لیا ہے کہ وہ حفاظت ہی کا حکم دیتا ہے۔ تمام محرمات مجبوری کی حالت میں حلال کر دیئے ہیں کہ انسان اپنے وجود کو ہلاک نہ کرے اور جملہ محرمات کا مرتکب ضرور ہو جائے۔ پس اس حکم کا خلاف کرنے والا یعنی محرمات کو مضطرب کی حالت میں بھی حرام جاننے والا اور اپنے وجود کو ہلاک کرنے والا آیت ”وَلَا تَقْلُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ کا نافرمان و باغی اور ”وَأَنْ كَثِيرًا لِّيَضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ“ کا پورا پورا مصداق اور اللہ کی حدود کو توڑنے والا ہے۔

پس جب کہ محرمات ابدی سے بوقت اضطراب وجود کو سلامت رکھنے کے لئے پرہیز کرنا ناجائز ہے تو مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے سے بوقت مجبوری انکار ظاہر نہ کرنا اور آپ کی جموئی رسالت و نبوت و محدثیت و امامت سے توبہ کا حرف زبان سے بھی اظہار نہ کرنا اور اپنی جان کو قتل کر دینا آیت ”وَلَا تَقْلُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ کی مخالفت کرنا اور ”الاما اضطرتتم“ کو بالائے طاق رکھ دینا اور ”أَنْ رَبِّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ“ کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ یہ کتاب اللہ سے سراسر ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور ایسا فحش ہرگز شہید کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ بیچہ مخالفت کتاب اللہ حرام موت مرا ہے۔

اے حرام موت سے مرنے والے کو شہید لکھنے والے اور بندگان خدا کو ایسی موت پر ترغیب و تحریص دینے والے اپنے کئے اور کرائے سے باز آؤ توبہ کا اشتہار دے ورنہ عاقبت میں سزائے گا اور اس دن تیرا پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔ ”مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ أَلَا مِنْ أَعْرَهِ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ“ (احمل: ۱۰۶) جو شخص کتاب اللہ سے اس کو ماننے کے بعد انکار کرے سوائے اس شخص کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل مطمئن بالا ایمان ہو۔ لیکن جو شخص خوش دلی سے کفر کرے تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے عذاب عظیم مقرر ہے۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ جو شخص خوش دلی سے کتاب اللہ سے انکار کرے اس کے لئے تو عذاب عظیم اور خدا کا غضب ہے مگر جو شخص مجبوری سے کرے تو اس کو کچھ بھی مواخذہ نہیں کیونکہ ایسی حالت میں ایسا کرنا فرض ہے پس جو شخص مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر نہ کہے اور اپنی جان کو ہلاک کر دے وہ خدا کا نافرمان ہے اور اس نے اللہ کی امانت میں خیانت کی اور آیت ”وَلَا تَقْلُوا“

بایدیکم الی التهلكة“ کا باغی و فاسق ہوا۔ ”معاذ اللہ حاشا للہ“ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات سے انکار اور استہزاء کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہے کہ ایسا کرنے سے تم بھی ان جیسے بن جاؤ گے۔ دیکھو ”وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بها ویستهزئوا فیها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلتم ان اللہ جامع المنفقین و الکفرین فی جہنم جمیعاً (النساء: ۱۳۰)“

اور ایسا ہی کتاب اللہ کی تکذیب و توہین کرنے والے کے ساتھ محبت کرنے سے سخت منع کیا ہے اور ایسا کرنے والے کو ایمان سے خارج بتایا ہے ”کما قال لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الا خریضاً دون من حاد اللہ ورسولہ (البقرہ: ۲۲)“ اور ”لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ (آل عمران: ۲۸)“

پھر باوجود ایسی سخت ممانعت کے فرمایا ”الا ان تتقوا منهم تقۃ ویحذرکم اللہ نفسه والی اللہ المصیر (آل عمران: ۲۸)“ ﴿مگر کافروں (کے اکراہ و ظلم) سے بچنے کے لئے ان سے بظاہر محبت رکھو۔ (تاکہ امانت اللہ محفوظ رہے) اور (اس کا خلاف نہ کرو) اللہ تم کو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور تم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔﴾

ان آیات میں کافروں کے ظلم و ایذا سے بچنے کے لئے ان سے بظاہر محبت رکھنے کی اجازت دی گئی کیونکہ اس کی امانت یعنی وجود کو نگاہ رکھنا فرض ہے۔ پس جو شخص اس کا خلاف کرے گا۔ وہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ ایسے شخص کو زمرہ شہداء میں تصور کرنا سراسر غلطی ہے۔ اگر عداوت تو کفر و شقاوت ہے میں اخیر میں مرزا قادیانی کی خدمت میں دوستانہ عرض کرتا ہوں کہاں ہے قرآن کی مخالفت کرنے والے اور لوگوں کو حرام موت پر براہیختہ کرنے والے میں تجھے دوبارہ نصیحت دیتا ہوں اور ہمدردی انسانی سے تجھے کہتا ہوں کہ تو نے اس امر میں جو کچھ لکھا ہے۔ بہت برا لکھا ہے۔ اور اس سے تیرے جو مزید آئندہ حرام موت سے مرے گئے نہ صرف ان پر عذاب ہوگا بلکہ اس کا تجھ پر بھی بوجھ و الجائے گا اور مطابق آیہ کریمہ ”و یحملون اوزاراً و اوزاراً مع اوزارهم“ تیرا بہت بڑا حشر ہوگا۔ اور بموجب ”ومن یشفع شفاعة سبیقة یکن له کفل منها“ اس کرکوت سے تیرا بہت سا نامہ اعمال سیاہ ہو گیا ہے۔ میں مکرر کہتا ہوں کہ تو اس سے توبہ کر اور ”الا الذین تابوا“ و ”اصلحوا و بینوا فاولئک الذین اتوب علیہم وانا التواب الرحیم“ کا صدق بن جاؤ نہ تیرا کیا تیرے کام آئے گا ”وما علینا الا البلاغ“

انجیل میں مرزا قادیانی کے مریدوں سے بھی نصیحا گزارش ہے کہ اے مرزا قادیانی کے معتقد دوستو! ہم مرزا قادیانی کے اس قول کی ہرگز ہرگز اجازت نہ کرنا اور وہ ہزار دفعہ اس کی حرام موت کو تمہارے لئے نمونہ نیک پیش کرے مگر تم اسے خراب تر نمونہ یقین کرنا اور نہ یاد رکھو کہ خدا کی مخالفت کرنے سے مرزا قادیانی تمہارے کچھ کامند آئیں گے اور آپ اکیلے خدا کے حضور مجرم ہو کر جائیں گے۔ ”ولقد جئتمونا فرادى كما خلقنکم اول مرة (پ ۷، ع ۱۷)“ اور پھر ”انہ من یات ربہ منجرماً فان لہ جہنم لا یموت ظہیہا ولا یحییٰ (پ ۱۶، ع ۱۲)“

۲ ..... مرہم عیسیٰ

ماخذ از رسالہ ترقی لاہور

مرزا قادیانی نے بڑے خطر آتی سے لکھا تھا کہ تقریباً ہزار طبی کتابوں میں لکھا ہوا ہے جو مرہم عیسیٰ اور مرہم حواریین اور مرہم مصلحین کے نام سے مشہور ہے۔ ان کتابوں کے تمام فاضل مؤلف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنایا گیا تھا۔ (ریو ج ۱ ص ۴۱۹) میں آپ کا پہلا قول سن کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوگا کہ کوئی مرہم ایسے تبرک ناموں سے عوام و خواص میں مشہور ہو گیا کیونکہ سچائی و آج دو ہزار برس سے ضرب الخلل جس نے کوزہ می کو چنگا، اندھے مادہ زد کو بیدار کیا۔ ہر قسم کے پیاروں کو خفاہ بخشی۔ اور روحانی دردوں کا مداوا کیا۔ حتیٰ کہ مردوں کو زندہ کیا۔ بلکہ خاک کے پتے کو پھونک بار کر طائر پران بنا دیا دوسرا خفاہ اور دوا تھا۔ اگر کسی دارو کو اس کے نام سے منسوب نہ کرتے تو کیا کئی کئی صدیوں اور عظیم کے نام سے کرتے۔ دوائیوں میں سمجھنا سبکی مشہور ہے۔ اور مفرح کج بھی (قرابا دین حلی کوٹکھوری ص ۱۷۳، ۱۸۳) بلکہ طب کی کتابوں کے نام بھی ایسے ہیں جیسے فالہ کج یہ تو بالکل معمولی بات ہے اگر کوئی بات تعجب کی ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ جو شخص مرہم عیسیٰ پر ایسا گرویدہ ہو گیا ہو کہ ہر قرابا دین کو آیت وحدیث ماننے لگے۔ وہ عیسیٰ سے سراسر منکر ہو جس کا خود قرآن شریف شاہد ہے۔

اگر مرزا قادیانی اس مرہم کے نام ہی کو اپنی غلط فہمی کی بنیاد بناتے تو ہم ان سے باز پرس نہ کرتے اور ان کو اپنے خیالی پلاؤ پکانے دیتے مگر ان کے دوسرے قول نے ہم کو مجبور کر دیا اور ہم کو کہنا پڑا ”ہو اکذب من قرابا دین اطباء“ یعنی وہ طبیعوں کے قرابا دین سے بھی زیادہ جھوٹا ہے اور اس لئے ہم نے اس بہتان کا دروازہ بند کرنے کی نیت سے اپنے آرٹیکل مطبوعہ ترقی ماہ جنبر ۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی سے دو باتیں دریافت کی تھیں ایک یہ کہ کون لوگ تھے جو لکھ گئے کہ وہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض انہوں نے ایسا

لکھا تو آپ کے ان فاضل مؤلفوں کے ذرائع معلومات کیا ہو سکتے ہیں۔  
 ہمارے انہیں سوالوں کے ٹانے کی غرض سے مرزا قادیانی نے اپنا ہر پچھواہ اکتوبر میں  
 بعنوان طبی شہادت کچھ ایسا گول گول لکھ دیا کہ جواب تو مطلق نہ ہوا مگر عوام الناس کو دھوکا ضرور پڑ  
 گیا ہوگا۔ اس لئے ہم کو یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ قاش کرنا چاہا۔

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ ”تقریباً ہزار پرانی طبی کتابوں کے تمام فاضل مؤلف  
 گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا۔“ پس ہمارے سوال  
 کے جواب میں مرزا قادیانی کو مناسب تھا کہ تقریباً ہزار فاضل مؤلفوں سے چند سب سے قدیم اور  
 سب سے فاضل مؤلفوں کی شہادت پیش کرے کہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے  
 لئے بنا تھا۔ مرزا قادیانی کی غرض چونکہ تحقیق نہیں۔ لہذا اور طریقہ اختیار کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔  
 ”پہلے رومی زبان میں حضرت مسیح کے زمانہ ہی میں کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قریبا  
 دس تالیف ہوئی۔ جس میں یہ نسخہ تھا اور بیان کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے  
 نسخہ بنایا گیا۔“ کیا اچھا ہوتا اگر مرزا قادیانی اس قریبا دس سے عبارت نقل کر کے بتا دیتے کہ فلاں  
 محکم خانہ میں یہ کتاب موجود ہے اور اس کی عمر کی نسبت بھی کوئی دلیل سناتے۔ حالانکہ حضرت مسیح  
 علیہ السلام کے زمانہ کی کوئی ایسی رومی زبان کی قریبا دس نہیں جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے  
 کسی موصیما آپ کے زخموں کا کوئی اشارہ ہو۔ مگر میں ایک لطف ملاحظہ کریں۔ پہلے تو آپ نے  
 یہ فرمایا تھا کہ تمام فاضل مؤلف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے  
 لئے بنا تھا۔ ”اب آپ نے فرمایا کہ:“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کے حواریوں نے تیار  
 کیا۔“ اور اس کے معنی ہم یہ سمجھتے کہ جناب والا نے چوٹوں اور زخموں کی نسبت تقریباً ایک ہزار  
 اطباء پر بہتان باندھا۔ اب ان الفاظ کو عبارت سے حذف کر کے آپ قول سے جواب دیں۔ اور اقبال  
 کر دیا کہ کسی فضل یا اہل عقل و معرفت نے ہرگز ہرگز یہ نہیں لکھا کہ کوئی مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 زخموں کے لئے بنایا گیا تھا۔

مرزا قادیانی نے طب کی کچھ کتابوں کی فہرست دی ہے جس میں قریبا دس صدی کو بھی  
 داخل کیا ہے۔ ان کتابوں میں سے کوئی نہ کوئی کتاب ہر شہر میں مل سکتی ہے۔ جس کو دیکھ کر ناظرین  
 اپنا اطمینان کر لیں۔ ”ہم تو مرزا قادیانی کے پہلے ہی قائل تھے۔ اور لکھ چکے ہیں کہ کتابوں کا نام  
 صحفی و مطبوعہ کر آپ سے نکروں جو بول سکتے ہیں۔“ مگر یہ تماشایا ہے کہ اہل فہرست میں نمبر اول  
 ”قانون شیخ الرئیس بعلی سینا“ ہے۔ میں اس کی عبارت اردو ترجمہ نو لکھوری جلد ہفتم ص ۹۳ سے

نقل کر کے دکھاتا ہوں کہ مرزا قادیانی کیسے سچے آدمی ہیں۔ ”مرہم رسل اس کو مرہم ذیہ سلجی بھی کہتے ہیں یعنی مرہم حواریین کا اور مرہم زہرہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ ایسا مرہم ہے کہ باسانی نوہیر سخت اور خنار بر سخت کی اصلاح کرتا ہے۔ کوئی دوا مثل اس کے نہیں اور پھوڑوں کے مردار گوشت اور پیپ کو نکال ڈالتا ہے اور اند مال کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔“

پس ناظرین دیکھ لیں

- .....۱ شیخ نے اس مرہم کو مرہم عیسیٰ نہیں کہا۔
  - .....۲ یہ بھی نہیں کہا کہ حواریوں نے بنایا۔
  - .....۳ یا عیسیٰ کے لئے بنایا۔
  - .....۴ یا عیسیٰ کے دشمنوں کے لئے بنایا۔
  - .....۵ کوئی اشارہ یا کہنا یہ حضرت عیسیٰ کے دشمنوں یا چوڑوں کا نہیں کیا۔
  - .....۶ بلکہ شیخ اس لغو خیال کا بھی قائل نہیں کہ اس مرہم کی کوئی حقیقی نسبت حواریوں سے ہے۔
  - .....۷ اس محفل پرانے طبیب نے آج سے نویرس پوسٹر عوام کے گمان کو اس عبارت میں گویا رد کیا کہ ”لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف سے منسوب ہیں۔“
- اس کو شیخ کا کلام مان لینا محض سادہ لوحی ہے۔ اب ہم مرزا قادیانی کے اس سخن کو کیا کہیں کہ تمام فاضل مؤلف کو اسی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے لئے بناتھا اور شیخ سے بڑھ کر ہم کو سنا فاضل تلاش کریں جس پر مرزا قادیانی نے اتنا بڑا بہتان باء خدا اور وہ بھی ایک بہتان نہیں بلکہ بہتانوں کا سب سے مدد دہ ہے۔

افسوس بسم اللہ ہی غلط۔ سچ بات شیخ الرئیس فرما چکے اور متاخرین میں سے کسی نے کچھ لکھا تو بلا سند و بلا تحقیق وہی غلط الحامض فصیح فقرہ کہ اجزاء امین نسخہ دوا زہدہ عدد است کہ حواریین جہت عیسیٰ علیہ السلام ترکیب کردہ (دیکھو قرا بادین فارسی حکیم اکبر ازانی نوکلشوری ص ۵۰۸ء اور علاج الامراض الامراض حکیم محمد شریف خان دہلوی نوکلشوری ص ۶۳۹ء اور بقیہ بر حاشیہ میزان الطب اردو نظامی ص ۱۸۰ء غرض کہ کسی نے حضرت مسیح کے دشمنوں کا ذکر اور اس مرہم سے ان کو منسوب نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کے تمام حوالے محض لغو ہیں۔ خود شیخ بتلا چکا کہ یہ مرہم نوہیر اور خنار یر مار اور پھوڑوں کے مردار گوشت کا علاج ہے اور حکیم ناظم جہاں اکسیر اعظم جلد رالغ نظامی ص ۲۸۹ء، ص ۳۰۰ میں لکھتے ہیں کہ مرہم رسل منسوب بحواریین اور خنار یر قادیانی کا سب سے عظیم یافتہ ایم۔ بھلا اس کو

تعارف مضامین ..... ضمیمہ فحشہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم فروری کے شمارہ نمبر ۵ کے مضامین

.....۱	خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی اخبار الحکم کی کاپیا لٹ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	تلوار کی جگہ قلم اور زبان کا جہاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	ہندوستانی قہقباہ برسر دجال پنجاب۔	محمد فاروقی لاہوری!
.....۵	مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح۔	ایک بمصر از گورداسپورا
.....۶	نظم ارمغانی بحضور دجال قادیانی۔	ارمغانی سیالکوٹ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور مرزا قادیانی خاتم الخلفاء وہ قادیانی اخباروں اور

مختلف تحریروں میں اپنے کو خاتم الخلفاء کہتے ہیں۔ اگر خلفاء کے معنی انبیاء کے لیتے ہیں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام مجید میں وارد ہوا ہے کہ ”انسی جاعل فی الارض خلیفہ“ تو دو خاتم ہونے ہو سکتے۔ کیونکہ ختم ایک امر بیض ہے جو متجری اور منقسم نہیں ہو سکتا۔ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم ہیں اور مرزا قادیانی کہتے ہیں خاتم ہوں یا شاخسانے درحقیقت پور پرانے جفا داری آسمانی باپ کے نکالے ہوئے ہیں۔ غریب لے پالک تو معصوم جمعہ آٹھ دن کی پیدائش نہ ابھی منہ کی وال جھڑی نہ دودھ کے دانت ٹوٹے۔ بالکل بھرتا بالغ۔

پس آسمانی باپ ہی کو طاعون ملعون یا افغانی بغدادی کے حوالے کر دینا چاہئے۔ کیونکہ سارا فساد اسی کھوٹ کا ہے اور اگر خلیفہ کا مرتبہ نبی سے گرا ہوا ہے یا خلیفہ سے مراد مسلمانوں کو کھنڈے اترے سے موٹے والا اور پوچا رادے کر کھوٹی تک کو صاف کرنے والا ہے تو یہ صفت واقعی مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے لیکن اس صورت میں آپ نبی نہیں رہتے اور بردزی رسالت و نبوت قادیان کے پڑا دے یا اصطبل سے کھوٹا کھاڑ کر بھاگتی ہے اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ تو چل میں بھی آیا۔

وہ خلیفہ جی جو کل پھرتے تھے سب کو موٹے

آج ان کی بھی ضمیر میں حجامت ہوگئی

پھر آپ مثیل مسیح اور موعود مسیح ہونے کے مدعی ہیں مگر عیسیٰ مسیح نے کہاں کہا ہے کہ میں خاتم الخلفاء یا خاتم الانبیاء ہوں۔ اگر مرزا قادیانی کا ایمان فی الحقیقت قرآن پر ہے تو مسیح اپنے خاتم ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ”انقزال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد“ یعنی اے بنی اسرائیل میں تمہاری ہی طرف رسول ہوں تصدیق کرتا ہوں توراة کی جو میرے ہاتھ میں ہے اور بشارت دیتا ہوں۔ ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے اس کا نام احمد ہوگا۔ یہی انجیل میں ہے کہ میرے بعد فارقلیط (تسلی دینے والا) آئے گا لیکن مرزا قادیانی کا ایمان توراة و انجیل پر کیوں ہونے لگا جبکہ قرآن پر بھی نہیں۔

اور یہ صاف ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ بنی اسرائیل میں سے ہیں نہ کہ بنی اسرائیل میں سے تعجب ہے کہ اصل مسیح تو خاتم الانبیاء نہ ہو اور مثیل مسیح خاتم الانبیاء ہو جائے اور اگر مرزا قادیانی یہ کہیں کہ میں انبیاء بنی اسرائیل کا خاتم ہوں تو اپنے مرزائیوں کو بنی اسرائیل ثابت کریں اور امام الزمان ہونے کا دم چھلا کاٹ کر پھینک دیں ورنہ خاتم الخلفاء بننے اور بنانے سے تائب



ہوں اور آئندہ کے لئے کان پکڑیں ورنہ ابھی ابھی سر میں کان اور کانوں میں سر اور دونوں میں منارے کا کلس کر دیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

### ۱ ..... مرزائی اخبار الحکم کی کاپیا پلٹ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ماشاء اللہ اب والا بن اب تو الحکم مہاراج دھراج کنیش جی (ہاتھی) کے کانوں سے چوڑا اور سری مہاراج ہنومان جی کی دم سے لمبا یعنی بڑی تسلیج کے پیلے پر شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ ہم اکھاڑے کے بچوں بچ اپنے ہمعصر کے ڈنڈ منارے کی مٹی سے ملتے ہیں اور پیٹھ ٹھونک کر کہتے ہیں کہ شاباش۔ اپنے حریف و رقیب البدھ کو نیچا دکھانے کا یہی داؤ تھا ورنہ الحکم چاروں شانے چت ہو کر آسمان جہان نکلا اور حکیم الامتہ کا افسون امام الزمان کے افسون پر چپ رہتا اگرچہ الحکم کا حجم البدھ کے حجم سے دو چند بلکہ تقریباً سہ چہ ہے مگر قیمت بھی تو دو چہ ہے۔ یعنی البدھ کی قیمت اڑھائی روپے اور الحکم کی عام قیمت پانچ روپے سالانہ ہے مگر آپ جانتے ہیں پیٹ پتلانے والے تو ارزان بعلت پرش ہیں نہ کہ گراں بحکمت پر۔ لہذا اب خیر اسی میں ہے کہ قیمت بھی گھٹا دی جائے ورنہ ہم دکھا دیں گے کہ البدھ چند روز میں اپنا حجم اسی قیمت اڑھائی روپے سالانہ پر دو چہ کر دے گا اور پھر قسم ہے لے پالک کے منارے دی کہ بدھ یا پیٹھ جانے میں کچھ بھی کسر نہ رہے گی۔ ہم تو الحکم کے یار و مددگار ہیں۔ اسی نے بروزیت کی نیو جمائی۔ اسی سے منارہ ٹھا کر دوارا بننا۔ اسی نے جھیلے لوں اپنا گھر سیلاب کی نذر کیا۔ بروزیت کو شہرت کے بانس پر چڑھانے میں اسی نے کڑیاں پھیلیں۔ ہمیں تو الحکم ہی پیارا ہے کیا طاقت ہے کہ کوئی حریف اس کا مد مقابل بن سکے ورنہ ابھی ابھی راجب بند کرو یا جائے اور گھاس دانہ کی جگہ مرچوں کا تو برا چڑھا دیا جائے۔ کچھ غم نہ کرنا۔ مجدد النہ مشرقیہ تمہاری کمک پر ہے ایک البدھ کیا ہزار البدھ لکھیں مگر دسا سٹول یا دمدار ستارے کی طرح غائب نہ ہو جائیں تو جب ہی کہنا۔ کجا الحکم کجا البدھ۔ یہ وصول کے اندر پول کوہ منجیرہ۔ یہ چند بیدستری اور سختوری مجنوں وہ گڑ کے شیرے کا حیرا۔ یہ منارے کی جریب وہ نمی منی صلیب۔ آئندہ یا قسمت یا نصیب۔ (ایڈیٹر)

### ۳ ..... تلواری کی جگہ قلم اور زبان کا جہاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار الحکم کے صفحہ لوح پر چند روز سے یہ فقرہ محبت رہتا ہے۔ ”آج سے انسانی جہاد جو تلواری سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے۔“ وغیرہ!

خدا کا حکم تو ٹل نہیں سکتا اور نہ ساری خدائی سے جہاد اٹھ جاتا حالانکہ جہاد برابر جاری ہے۔ صومالی لینڈ میں برٹش گورنمنٹ جہاد کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں مقدونیا کے باغیوں پر سلطان ترکی نے جہاد کیا اور عنقریب انشاء اللہ دنیا کے بعض حصوں میں نہایت سخت جہاد ہونے والا ہے اگر جہاد کا وجود دنیا میں نہ ہو تو کوئی سلطنت قائم نہیں رہ سکتی۔ چوروں اور ڈاکوؤں اور بد معاشوں اور قاتلوں کو گرفتار کرنا اور سزا دینا بھی جہاد ہے جو تمام سلطنتوں کے خلاف نہیں۔ ہاں مسخرے آسمانی باپ نے لے پالک کے نام ایسا نا ورشاعی حکم بھیجا ہوگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ تلواری کا جہاد تو بند ہو گیا ہے مگر قلم اور زبان کا جہاد بند نہیں ہوا جو تلواری کے جہاد سے سخت تر ہے۔

جراحات السنان لها التیام

ولا یلتام ما جرح اللسان

یعنی بھال کے زخم بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بھرتے۔ لے پالک جو سالہا سال سے دنیا کے تمام مذاہب پر قلم کا جہاد کر رہا ہے اور ہر مذہب کے بزرگوں کی مذمت کر کے اہل مذاہب کے دلوں کو نوک قلم سے پھلنی بنا رہا ہے تو آسمانی باپ نے یہ جہاد جائز کر دیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں بت پرستوں کو برا کہنے سے بھی روکا گیا ہے۔ ”پڑھو لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الاّیہ“ مگر لے پالک کو پرانے قرآن سے کیا غرض اس کو تو نئے باپ کا نیا حکم چاہئے۔

میری بد دعا سے فلاں مارا جائے گا کیا یہ کلجیا پن اور سیف زبانی کا یہ دعویٰ جہاد نہیں میرے ساتھ طاعون کا لشکر آیا ہے اور میں اپنے منکروں کو اس کے ہاتھوں ہلاک کر رہا ہوں کیا یہ دعویٰ جہاد نہیں اپنے نفس پر جہاد نہیں کیا جاتا۔ ہر دم بھی دھن تیار ہے کہ میری بات سچی نہ ہو۔ میں ذلیل نہ ہوں جو کچھ میں چاہا ہوں وہی ہو۔ میں بروزی ہوں میں خدا کا تھنپی ہوں بلکہ ”انا ربکم الاعلیٰ“ مگر خدائے تعالیٰ ایسے منکب اور مغرور کو ذلت پر ذلت دے رہا ہے۔ اس کی رعیت کا سر کچل رہا ہے جس طرح فرعون بے عون کا سر کچلا۔

آپ خود جہاد کر رہے ہیں اور برٹش گورنمنٹ کو خوشامد کے شیشے میں اتار رہے ہیں کہ میں جہاد کے خلاف ہوں اور میں نے جہاد بند کر دیا ہے۔ بھلا اس بکواس کو پوچھتا کون ہے جو جہاد آپ کے ذہن میں ہے نہ وہ ظالمانہ جہاد اسلام میں ہے نہ مسلمانوں کے خواب و خیال میں نہ خود گورنمنٹ کے قیاس و گمان میں۔ جو جہاد ظالموں پر کیا جاتا ہے وہ صورتہ جہاد ہے مگر معنی میں

انصاف ہے جو خود غرض مغتری ایسے جہاد کو روکتا ہے جو بڑا مفسد اور تمام گورنمنٹوں کا بدخواہ اور عام امن میں خلل ڈالنے والا ہے کیونکہ ریاست بے سیاست ممکن نہیں۔ بروہی نبوت نے بھی اوائل میں قلم سے لوگوں کی موت ہی کی پیشینگوئیوں کا جہاد کیا۔ دولٹ ڈال کر اپنی نبوت کو منوانا چاہا مگر اس ظالمانہ جہاد کا برٹش عدالت نے سر توڑ ڈالا اور تحریف الناس سے آئندہ کے لئے توبہ نامہ لکھوا لیا۔ ورنہ خدا جانے ہلاکت کی پیشینگوئیوں کا جہاد کیا کر کے رہتا۔

بار بار جہاد یاد دلانا گویا مسلمانوں کو اشتعال اور گورنمنٹ کو ان کی جانب سے نفرت دلانا ہے اور اسلام اور غیر اسلام پر تمرا بھیجتا ہے کہ ظالمانہ جہاد کو رواج دیا۔ آپ سے زیادہ اسلام کا کورنگ اور مسلمانوں کا دشمن کون ہوگا؟ قابو نہیں چلا ورنہ تمام مسلمان بلکہ اقوام مذہب و دنیا جو جعلی نبوت اور امام الزمائی کو نہیں مانتے۔ آپ کے ہاتھوں قتل کر دیئے جائیں اور آپ ان کو کچا ہی بھیجھوڑ کر کھا جائیں۔ قرینہ یہ ہے کہ آپ کا جو مخالف اپنی قضا سے مرجاتا ہے۔ خوشی کے شادیاں بچائے جاتے ہیں اور مرزائی اخباروں میں شتم کیا جاتا ہے۔ اس سے آپ کا حبث باطن اور بدخواہی مخلوق صاف عیاں ہے۔ جہاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں قتل کا ارادہ اور اقدام بھی درحقیقت جہاد ہے۔ ”ان الله يعلم ما فئ الصدور“ اور ”انما الاعمال بالنیات“ (ایلیٹر)

### ۴ ..... ہندوستانی قبچاق برسر دھال پنجاب

محمد فاروقی لاہوری

اے مردود بے ایمان مرزا	یہ کیا برپا کیا طوفان مرزا
کبھی ہنٹا ہے عیسیٰ گاہ مہدی	نہیں ہے یہ تجھے شایان مرزا
ابھی ذمہ ہیں عیسیٰ آسمان پر	نہ ان کو جان تو بے جان مرزا
مسح ابن مریم آئیں گے پھر	حبیب حق کا ہے فرمان مرزا
نصوں قلعہ کا ہے تو مگر	نہ کو سے کیوں تجھے قرآن مرزا
حدیثوں کے معانی مت غلط کر	نہ کر فرقان کا بطلان مرزا
تو ہے بمرتبہ شداد و فرد	تو ہے قارون کا ہم شان مرزا
مسلمانوں کو لوٹا خوب تو نے	تو ہے چنگیز خان کی جان مرزا
تو خاص اہلیس کا نور بھر ہے	حیری آکھیں ہوں بے لعان مرزا

بچا ہے گر کہوں دجال پنجاب	لقب ہے یہ تیری شایان مرزا
فصل اناسیت <del>کلمہ حق</del>	کہ ہے تو بدتر از حیوان مرزا
غلام احمد کا تو ہرگز نہیں ہے	اکہ اد بندہ شیطان مرزا
پنجاب ہی میں میری ولت	تو ہے ہندوستان ایمان مرزا
نہ تیرا قادیان دارالامان ہے	وہ ہے اکہ فوج الاحزان مرزا
مسلمانوں کے حق میں ہے تو الٹی	تو موذی ہے علی الطغیان مرزا
بگا دوں لوگ دم میں تجھ کو دم میں	نہ ٹھہرے تو سر میدان مرزا
تیرے لکڑے کو کاٹنے پرے کا ہے شوق	اڑا ساتھ اس کے تو بھی تان مرزا
مرے گا کور کور کوڑھی تو ہو کر	یہ کہتا ہوں علی الاعلان مرزا
نہیں تجھ پر کھلے اسرار عرفان	نہیں حق کی تجھے پہچان مرزا
تیرے خادم کیا کرتے ہیں تجھ پر	دل و جان مال و زر قربان مرزا
یہ پیشین گوئی میری یاد رکھنا	عیاں ہوگا ہے شعبان مرزا
چھٹی تاریخ سہ شنبہ کا ہو دن	اسی دن ہوگا تو بے جان مرزا
جو ناری ہیں چمے تو سکی ناری	ترا دوزخ میں ہوا ایوان مرزا
ظریف ابھر ختم کرتا تو اس غزل کو	نہ ہو جائے کہیں ہلکان مرزا
بدل کر قافیہ کھوں غزل اور	کہ جس کو سن کے ہو خیران مرزا

(باقی آئندہ)

## ۵ ..... مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح

ایک مہر از گورداسپور

۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء کو مرزا نیوں گاؤہ الہام کا مقدمہ فوجداری جو منجانب حکیم فضل دین مرزا قادیانی کے خاص حکم سے برخلاف مولوی صاحب موصوف دائر کیا گیا تھا اور جو ۱۲ مارچ سے چلی رہا تھا اور جس کی نسبت مرزا قادیانی پر متواتر نصرت و فتح کے الہامات برس رہے تھے آخر کار خارج ہو گیا اور مولوی صاحب عزت سے بری ہو گئے۔ بہت سے احمدی دور دراز مسافت طے کر کے آخری حکم سننے کے منتظر تھے کہ مرزا قادیانی کا تازہ نشان (فتح مقدمہ) دیکھیں لیکن صاحب مجسٹریٹ کا یہ حکم سن کر سب کے رنگ فق ہو گئے اور وہ سب امیدیں جو مرشد جی نے ایک مدت

دراز سے فتح و ظفر کی دلا رکھی تھیں۔ خاک میں مل گئیں اور مرزا قادیانی کے الہام کی قلمی کھل گئی۔ ۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کو اس مقدمہ میں جو مولوی صاحب کی طرف سے لائیکل بتام مرزا قادیانی و حکیم فضل الدین دائر تھا۔ ساڑھے گیارہ بیجے سے قانونی بحث شروع ہوئی۔ جس کو مولوی صاحب کے وکیل نے نہایت متانت سے ادا کیا۔ پھر مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں الفاظ استغاثہ کی تشریح کتب لغت، عربی، فارسی، انگریزی، نقایس، حدیث کے حوالے اور خود مرزا قادیانی کی تصنیفات سے مدلل طور سے کی اور اپنی حیثیت کے دلائل اچھی طرح بیان کئے اور سندیں پیش کیں جن کے خاتمہ پر مرزائی جماعت کے چٹکے جھوٹ گئے۔ رات کو مرزا قادیانی کو تپ چڑھ گیا۔

چنانچہ دوسرے روز ۱۳ تاریخ کو عدالت میں ان کی طرف سے ڈاکٹری شٹیکلیٹ پیش ہوا کہ وہ بیماری کی وجہ سے ایک ماہ تک حاضر نہیں ہو سکتے۔ اور حکیم فضل الدین نے زیر دفعہ ۵۲۶ مضابطہ فوجداری مہلت مانگی کہ چیف کورٹ میں درخواست انتقال مقدمہ کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دوسرے استغاثہ جات ۴۱۱ و ۵۰۰ کی نسبت بھی درخواست گزاری۔ عدالت نے ۱۳ مئی فروری تک مہلت دی اس کے بعد عدالت نے پہلے مقدمہ میں مولوی صاحب کی بریت کا حکم سن کر اس فیصلہ کو حرف پڑھا جو ۹ رادراق کا انگریزی میں لکھا تھا۔

اب وہ الہام! ”جاءك الفتح ثم جاءك الفتح“ (تذکرہ ص ۴۷۶ طبع سوم) کیا ہوا اور وہ مجموعہ فتوحات تک وعدہ کہاں اڑ گیا اور انجام مقدمات کی پیشینگوئی کیا ہوئی اور ان تازہ الہامات مشہورہ الحکم ۷۲۴ و ۱۹۰۳ء ہماری فتح ہمارا غلبہ ”ظفر من اللہ وفتح مبین“ (تذکرہ ص ۴۹۵، طبع سوم) وغیرہ کا کیا حشر ہوا؟ آپ کے جتہ اللہ نے تو جیسا الحکم مذکور میں چھپا خواب میں اصحاب القبور (مردگان) کے سامنے بھی ہاتھ جوڑے اور دعائیں کرائیں لیکن افسوس کہ وہ سب محنت اکارت گئیں۔ سچ ہے ”وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو“ کیا مرزائی اس معاملہ پر غور نہ فرمائیں گے۔ یا روبرو انصاف۔ ”اليس منكم رجل رشيد“ ذرا مرزا قادیانی سے یہ تو پوچھئے کہ آپ نے خود انجام مقدمات کی پیشینگوئی اس آیت سے فرمائی تھی ”اللہ مع الذين اتقوا والذين هم محسنون“ اب اہل تقویٰ آپ سے یا آپ کے مخالف میدان تو مولوی صاحب جیت گئے خدا کی نصرت ان کی یاد ہوئی پھر یا تو آپ کو اپنے ہم پر صاف بدعین ہو جانا چاہئے یا اس کا فیصلہ مان لیجئے کہ حق آپ کے خلاف ہے۔ ایک اور آیت بھی آپ نے الحکم میں اس مقدمہ کی پیشینگوئی میں شائع فرمائی تھی ”الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل۔ الم يجعل كيدهم في تضليل وارسل عليهم طيرا ابابيل۔

ترمیہم..... الخ “اب آپ ہی تشریح فرمائیے کہ اس صاحب الفیل اس موقع پر کون ہیں اور ان کے مقابلہ میں مغرور و منصور کون؟ ہم تو گورداسپور میں جہاں تک دیکھتے رہے آپ کی ہی پارٹی بڑے کروفر کے رتھوں اور گاڑیوں پر سوار ہو کر آتی تھی پھر آپ کی نسبت طیبر آبا بیل (حقیر جانور) کا خیال کرنا تو نہایت بے ادبی ہے۔ البتہ پہلی شق کی کوئی وجہ نکل سکتی تھی تو برہمہ مہمانی اس الہام کی پوری تفسیر کر دیتے مرزائی صاحبان مانیں یا نہ مانیں۔ دنیا میں تو اب مولانا مولوی کرم الدین صاحب کی فتح و ظفر کا ڈنکا بج گیا اور مرزا قادیانی کا وہ طلسم اعجاز و دعویٰ الہام ٹوٹ گیا۔ ”الحق یعلو ولا یعلیٰ“ اب تو مرزائی صاحبان کو مرشد جی سے صاف کہہ دینا چاہئے کہ۔

بس ہو چکی نماز مصلیٰ اٹھائیے

انسوس ہے کہ مرزا قادیانی کے جری سپاہی خوبہ کمال الدین صاحب وکیل کی یکسالہ محنت اکارت گئی اور برخلاف صدمہ مبارکہ اذ جناب مولانا مولوی محمد کرم الدین صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ نے ایک زبردست فتح حاصل کی۔

آج جابجا جناب بابو چند لال صاحب بی اے بمحکمہ ٹیٹ گورداسپور کے اس بے لاک انصاف کا چرچا ہو رہا ہے کیوں نہ ہو آپ نے واقعی نوشیروانی عدالت کا نمونہ دکھایا اور ان ہی وجوہ سے تو انگریزی عدالتوں کے میزان عدل کا قائل ہونا پڑا ہے کہ یہاں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔

راقم ایک بمصر از گورداسپور!

۶ ..... نظم ار مغانی بخضور دجال قادیانی

از مغانی سیالکوٹ!

کیا تاب ہے مرزا قادیانی کی کہ رچن میرے آگے	دنہار نہ ٹھہرے گا وہ ملعون میرے آگے
وہ سامری زادہ ہے میں موئی کا عصا ہوں	کوئی بھی چلا اس کا نہ انسوس میرے آگے
تقریر کو بھولے ابھی تحریر کو بھولے	آدے سر میدان جو وہ دوں میرے آگے
نہ نثر کی نہ نظم کی ہے اس کو لیاقت	دزدیدہ صہٹ پڑتا ہے مضمون میرے آگے
ہیں جتنے کہ مرزائی خبر لوں گا میں سب کی	سب بھاگیں گے کہتے ہوئے پل پل ہیں میرے آگے
خود مردہ ہیں وہ کہتے ہیں صیٹی کو جو مردہ	ہیں کفر کے صحرا کے وہ بھون میرے آگے
کالک کے مہینے میں ہے مرزا کی ولادت	پلے کی طرح کرتا ہے لوں لوں میرے آگے
مرئی کی طرح گھر میں وہ اظہوں پہ ہے بیٹھا	ڈرے سے لگا نہیں ملعون میرے آگے

مرزا قادیانی زمانے کے ہیں بے واؤ کے خسرو	وہ لاکھ بنے گرچہ فریدوں میرے آگے
ہیں خانہ الحاد کے ہرزا قادیانی کھوڑ	اس واسطے کرتے ہیں غمزوں میرے آگے
مرزائی جو سن پائیں کہیں میری فزل کو	شرمندہ بہت ہوں نہ کریں چوں میرے آگے
مرزا کا میرے ڈر سے ہوا دھک سے کلیجہ	ایک چنگی سے مل دوں گا وہ ہے جوں میرے آگے
میں پڑھ کے فزل اپنی جو مرزا کو سناؤں	آنکھوں سے بہا دے گا وہ جیوں میرے آگے
کرتا ہے جو وصف اس کا ہے وہ ایک کائنات	سارگی پر کرتا ہے وہ روں روں میرے آگے
مرزا نہیں انسان ہے گر پٹھی ہے کتا	پنجاب کے لوگوں کی ہے وہ جیوں میرے آگے
آفاق میں جب دھوم مچے میری فزل کی	مرزا کا ہو کا حال دگرگوں میرے آگے
دجال نہیں پر خرد جال ہے مرزا	ہو مجھے سے مقابل کرے ڈمچوں میرے آگے
زنجیر پڑی کفر کی مرزا کے گلے میں	ہے جن حلات کا وہ مہمون میرے آگے
میں بدلے طیدہ کے حزار اس پر چڑھاؤں گا	قسمت سے پردزی ہو جو مہفون میرے آگے
جو معتقد ان کے ہیں وہ حش ماری	مرزا قادیانی ہے صورت میمون میرے آگے
بے نے کا ہے وہ فقر تو بے دال کا بوم	ہے سنگ بلالوں وہ ملعون میرے آگے
مرزا کے جو اقوال ہیں بے بے کے ہیں موتی	بے رے کا ہے وہ گوہر کنوں میرے آگے
مرزا قادیانی کی طبیعت کا ابھی حال ہو روشن	ایک شعر کرے آگے جو موزوں میرے آگے
کرتا ہے جو وہ طعن بزرگان سلف پر	خود ہو گیا خلقت میں وہ ملعون میرے آگے
تصنیف کو دیکھ اس کی یہ کہتا ہوں بہ انصاف	چرکیں سے نہیں رتبہ میں افزودں میرے آگے

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ فروری کے شمارہ نمبر ۶ کے مضامین

.....۱	قادیانی شاعری۔	۲۰۰۔ لودھیانہ!
.....۲	قادیانی کی خود ستائی اور اس کے چیلوں کی ڈاڑھائی۔	
.....۳	قصیدہ۔	
.....۴	وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱ ..... قادیانی شاعری

۲۰۰۔ لودھیانہ!

قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کی چاروں جلدوں کے عنوان پر ایک تاریخی رباعی لکھی ہے جس کے تیسرے مصرع کی دم بڑھی ہوئی ہے۔

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ  
اک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ  
ار بسکہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے راہ  
تاریخ بھی یا غفور نکلی وہ داہ

الفاظ اور بندش سے قطع نظر ہم قادیانی سے صرف چاروں مصرعوں کا وزن پورا کر دینا چاہتے ہیں اگر پورے کر دے تو حضرت شوکت سے سفارش کر کے اس کا نام بھی شاگردوں میں درج کرادیں گے۔ اگرچہ ایسا کوون اس لائق نہیں کہ اس کو ان کی شاگردی کا اعزاز بخشا جائے۔ پھر ”دہواہ“ کیا خوب ہے۔

از بسکہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے  
یہ بھی مصرع رباعی کا ایک پورا وزن ہے آگے قادیانی کی ”راہ“ حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس پر دور باعیاں ہدیہ ناظرین ہیں۔

حد سے باہر ہے راہ تیری مرزا  
کرتا ہے اسی پہ تو دلیری مرزا  
سب کمر و دعا ہے یہ براہین تیری  
بس کھل گئی تیری ہاتھ پھیری مرزا  
کہنا تجھے معذرت بجا ہے مرزا  
ہر بات میں تجھ کو اعتدا ہے مرزا  
الہام ہیں تیرے انبیاء سے بڑھ کر  
بیٹا تو خدا بن چکا ہے مرزا

## ۲ ..... قادیانی کی خود ستائی اور اس کے چیلوں کی ٹاٹا خانی

ایک قادیانی شہزادہ اپنے خانہ ساز رسول دینی کا فارسی قصیدہ پڑھ کر کہتا ہے کہ اس کے



مقابلے میں کوئی نہیں لکھ سکتا، بڑھ کر تو کیا اس کے برابر بھی لکھنا محال ہے۔ اگر کوئی ارادہ بھی کرے تو اس کا نطق بند ہو جائے۔ وغیرہ چونکہ یہ کالی شہزادہ فارسی سمجھتا ہے جیسا کہ اہل کابل بول سکتے ہیں اس لئے ہم نے اسی ردیف و قافیہ میں بحون اللہ تعالیٰ کچھ لکھا ہے وہ شائع کرتے ہیں۔ قادیانی نے بجز خود ستائی کوئی کمال نہیں دکھایا۔ ہم نے بھی قادیانی کے اصل حالات تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ قادیانیوں میں اہل انصاف کم ہیں الا ماشاء اللہ پھر بھی خدا کی رحمت واسعہ پر نظر رکھ کر امید رکھتے ہیں کہ کوئی تو حق پسند غیرت مند ہوگا جو اس سے اس کے جواب کا مطالبہ کرے گا اور پھر اس کو لا جواب پا کر قبول حق سے مشرف ہو کر از سر نو مسلمان ہوگا۔ آئیں اگر مقابلہ میں دشنام دے، دروغ گوئی، مغالطہ اور خدعت وغیرہ استعمال کی گئی جیسا کہ یک ہزاری، دو ہزاری اشتہاروں میں ولد الزناء اور حرام زادے کی گالیاں مستعمل ہوئی ہیں تو خیر یہ بھی سب کو معلوم ہے۔

دھن خویش بد شنام مالا صائب

کاین زر قلب بھر جا کہ دہی باز آید

خود بخود سب طرف سے حسب معمول پھٹکاریں پڑیں گی اگر قادیانی بزم خود رسول

اس کی پروا نہ کرے مگر اہل بصیرت پر اصلیت ظاہر ہو رہی ہے۔

۳ ..... قصیدہ

بنام آنکہ نہ مبداش و منتہا باشد	بنام او بر کہتا بہ کار ما باشد
کسیکہ بردمش از خالق التجا باشد	ہمو خودش برہ راست رہنما باشد
گرت بجانب محبوب چشم و ابا شد	ہمہ ہر آنچہ بجزوے بود فنا باشد
ترا بہ بحر محبت اگر شنا باشد	نہ بیچ آگہیت از غم و عنا باشد
نصیب نفس تو با حق اگر غنا باشد	جہاں و اہل جہاں لقمہ و گدا باشد
غبار بردل طالب زرنج رہ نبود	کہ خاک راہ درد و ست کیمیا باشد
غبار راہ قدم چون بصدق بردارند	بہ چشم اہل نظر ہم چو تو تیا باشد
بمال وزرچہ بود راہ دوست ہمودن	بہ ہرچہ حکم کند جان و دل فدا باشد
منازل رہ داریں سہل باشد اگر	بدل بھر قدم اللہ رہنا باشد
مباش شد و غمان از حصول و فقد جہل	کہ ایں جہاں فنا دار ابتلا باشد
کجا بہ علم و ہدایت قدم نہد بہ ثبات	ہر آنکہ در رہ دین مرکبش ہوا باشد

اگر قبول نہ امروز حق کنی..... فردا	براه حق شدنت آرزو بسا باشد
تنداشت نبود آن دم از مکان بعید	هم آن عمل که زخود کرده هبا باشد
بآل عذاب و گرفتاری ابد شغلت	به لیتنی و دریغا و حسرتا باشد
بود معامله کار باغلاظ و شداد	نه بیچ فائده از زاری و بکا باشد
به قعرهاویہ سازند مقعدش هر کو	نبی نباشد و انہاز انبیاء باشد
بایں نبوت جزئی و ناقص دجال	بشان ختم رسل قدح مدعا باشد
محمد عربی کا بروئے مبارک او	بیک اشارہ زمشکل گرہ کشا باشد
درد دحق بروانش به پیر دانش باد	سکون خاطریم این درد دائمی باشد
شہے کہ جنیش شرکان اور به غمزدگان	زراہ مرحمت از سینہ غمزد باشد
خلاصہ دو جہاں فخر انبیاء و رسل	کہ روز محشرش آن عرش متکا باشد
خدا چو ختم نبوت بذات پاکش کرد	پہ علو بشر جاہش انتہا باشد
اگرچہ از ہمہ آخر نبوتش آمد	ولیک خلقت نورش بابتدا باشد
چنان رسول بریں پایہ کار زوی الی	بسامتش شدمے هر رسول را باشد
منش به خلق قدا لاشریک له خوانم	بلید طبع کسے گوازیں خفا باشد
نبوتش ہمہ عالم گرفت تا محشر	نبوتے نہ به فاروقؓ و مرتضیٰؓ باشد
بود مماثل دجال اگر بزعم خودش	کنون بدوش کس این حلہ وقباؓ باشد
نبوت ست زحق پایہ بلند ترین	نہ آنچل کہ بوی دست کس رسا باشد
نہ رزق و روزیؓ دنیا بل اختیار کسے ست	به کسب کس نہ ہدایت نہ ابتدا باشد
نبی نبی ست بوی نقص راگزرد نبود	فضیلت دگرے فضل کبریا باشد
چو ماہ کامل برج سعادت اندہمہ	عجب مدار چو عو عوز اشقیاء باشد
حقیقت اینکہ به قرآن نہا شدش ایمان	کہ دینش رد احادیث مصطفیٰؐ باشد
ہوائے فتنہ وزیدن گرفت در عالم	بہر چہاں طرف فتنہ ہا پپا باشد
قدم به منبر تجدید دین نہد ہیہمات	کسے کہ نیچریش پیر پیشوا باشد
به حسب گفتہ عیسیٰؑ بمے مسیح شوند	زہر طرف نہ جہاں چون مسیح زہا باشد
جناب ختم رسل سیؑ شمرد ایشان را	چہ بیند آنکہ دلش درتہ عما باشد

هم این مغل بچه را بین کز انڈیا باشد	بسوئے انگلش وامریکن و فرنچ به بین
علی الخصوص چو دجال مرزا باشد	برائے عالمیان فتنہ اند دجالان
ہنگاہ وشام شب وروزم این دعا باشد	خدا زمکرو فریبش امان بھد ہمہ را
بکذب وجہل بیان دیش گوا باشد	بہ مجلسہ زبخاری حدیث عرض آورد
زیادتی ست بقرآن و دلگرا باشد	پس از رسول ونبی گر کسی محدث خواند
مثیل وہ شانہش خدعہ ودغا باشد	مہین حضرت عیسیٰ ست قادیانی پیر
ز قادیانی دجال نفی ما باشد	ببین کہ بر صلیبہ مائے نفی حق فرمود
زمعجزات ویش نفرت و ابا باشد	بہ خاندانش کند طعنہائے زشت وزبوں
بکور چشم یکے گوہر و حصیٰ باشد	چو عجل سامری اعجاز عیسیٰ انکار د
یکے مغل بچہ ذوالمجد والاعلا باشد	ہمیں پس ست ز توهین کہ در مقابلہ اش
بذات خود کہ بامراض مبتلا باشد	منم مسیح زمان گفتش چہ ہو الجبی ست
زنیم باشد ودرما درش خطا باشد	بہ ابن مریم صدیقہ اش چہ نسبت کو
بہ بیوگی سہ پسر زانقوا باشد	زگوہرش چہ زمن پرسی آنکہ جدہ او
بصدق ساخذ من روضۃ الصفا باشد	بہ ہزل و شتم نہ گفتم چنین سخن ہرگز
حرام زادگیش مدحت و ثنا باشد	حرام زادہ بگوید کسی کہ مردم را
چرانہ لعنت از ان سوش در قفا باشد	جوز افتراء بخدا کرد پیشگوئی ہا
چہ بزیلی ست کہ روپوشی از لا قضا باشد	بہ ضلع شرف و ز اخبر غیب پھلو کرد
چو کار مرد خدا بر قضا رضا باشد	چرا سکوت ز الہام کرد و خلاف شد
ہر وہی ملت حقہ ز دین خدا باشد	چو گفت در حق فرزند خود کان اللہ
ہاو خطاب مسلمان کجا روا باشد	بگوید آنکہ خدا نا منم بجائے ولد
کہ فارغ از خطر محشر و جزا باشد	چسبان از ونشود و صلوات این دلیر یھا
نہ بر عنایت و فضل حقش رجا باشد	نہ خوفش از سخط و قہر قلمر جبار
چہ غیرتش نبود سخت بے حیا باشد	ہر آنکہ زوجہ الہامیش بہود بیا غیر
کہ آہ من شدہ ام پیرو ان فتا باشد	چہ خوش بود کہ کند عنریہ حیاتی خویش
حبالہ اش بہ جوانی زمن حبا باشد	بہ پیریم زن نو ملہم و ہدچہ کنم

چو خوف من بلش جالہنیر هست پس لو	کند هر آنچه کند از من اعتنا باشد
مشو مکد ران اشعار صافیم مرزا	که کار اهل نظر اخذ ما صفا باشد
بخوانم از سر نو مطلع چو مطلع ماه	که شور درک لهد و حبذا باشد
رخت سیاه چو شب ظلمت آشنا باشد	به مهر نیز تراد عوی ضیا باشد
به پیشگوئی خورو سیاه میگردی	که کار تو بخدا دائم افترا باشد
چنین ذلیل شدی و نمردی از غیرت	بحیرت اندهمه کاین چه ماجرا باشد
بکوه سرزونت ابلهی و بیبلکیست	چو طاقت تو نه هم سنگ کهریا باشد
دلیر باشد و بے باک ترز شیطان کو	خدا پسرگه <sup>۱</sup> و گلهش پسر خدا باشد
نبی بشر بود و حیث امتیاز آمد	اگر ترا خبر از حصر انما باشد <sup>۲</sup>
چو وحی تست منزله زدخل شیطانی	نبوت تو چرا زیر القوا باشد
رسول نیستم آنجا که گفته به فریب	بروئے وصمت دجالی اختفا باشد
بچند سال شدی بعد از ان رسول الله	تراد و آخر کار آنچه در دعا باشد
همان رسول که او خاتم النبیین ست	چه سفلہ مثلیت بارتقا باشد
گهی مجدد گاهی محدثی و نبی	ز بهر این خدا بودند بنا باشد
بگو چو طبع <sup>۳</sup> براهین نمودی از الهام	بناشد آنچه تو گفتی صحیح یا باشد
اشارت بنزول جلال عیسی کرد	به رحم و عود خدا کایت عسی <sup>۴</sup> باشد
خدا بکار برو قهر و عنف چون عیسی	دوباره سوئے زمین نازل از سما باشد
جلال عیسوی اتمام حجت افزا د	منم جمالی و بار فقم انزاد! باشد
نزول آنکه بیان کرد خامه او را	بدارد مرگ هم از خامه ات را باشد
الا چگونه بگیر دید آن همه منسوخ	بشرع نسخ باخبار کے روا باشد
ترا همان متوفی کمال اجر دبد <sup>۵</sup> ۵۵۷	بلے به حضرت عیسی پی عزابا شد
فریب و جور که کردی تو با مسلمانان	بجز خدای جهان یا که مشتکی باشد
نشسته بر سر شاخی چو از بنش ببری	بسر قتلونت از دست خود سزا باشد
طفیل <sup>۶</sup> نام گرامی آنکه شهره شدی	چه خوش به عیب شماریش حق انا باشد
شدند دابة الارض چون همین علماء <sup>۷</sup>	خلاف فتوے شانت نه از حجی <sup>۸</sup> باشد

کلام او بود اظهار کفر هر کافر	مسلم این همه پیش اولی النبی باشد
ز نیچریه میزس از چنین معاملها	که کار شان بکتاب حق اعتدا باشد
بجان ودل چوکسے شرع رابود خادم	مگو که غیر مزکی وبے وفا باشد
به قول ذاکثر سر منہ فرو به زمین	بارتداد که ان کرم این وبایا شد
بود جو کور عصائے کسے بلمست تو کلین	از ان صلیب و ازیس کرم برملا باشد
مگر تو دُرپس آئینه که چوں طوطی	بگوشت آنچه در آمد همت صدا باشد
چسان امام زمان ومجددش خوانند	چو طائر آنکه به اوستاد هم نوا باشد
مجال گفتش از خویشتن نباشد هیچ	سوء فلاسفہ اش گوش براندا باشد
بزن کنی همه مرهون که وارثان نبرند	ایا مسیح همیں زهد واتقا باشد
لیسافت تو بتازی و فارسی معلوم	بیائے لفظ غیورست باشد
نه باشد از صله رحم و لعنتت خرکر	به هر دو مهمل و به معنیت علی باشد
شنیده تو فقط را علامت مفعول	برائے بیت به نظم تو جمع را باشد
بی به شعر نه پیچدنه شاعری نه نبی	بسوق شعر که از چون توئی شرابا شد
نه رزر شعر شناسی نه صحت الفاظ	بزمهره مشعرا دخلست ابتغا باشد
گرایس طریق بود اے گروه مرزائی	زمان نصیحت دین داز شما جفا باشد
عجب که زر سندود لستانش میخوانند	غضب که خون خور دو نیز دلربا باشد
بود مثیل مسیح و مسیح صدهیهات	کسیکه در طلب مال رو ستا باشد
بشاعری سزد این لاف خود ستائیا	که آن مهالفه باشد نه ادعا باشد
نبی که میکند اظهار واجب ست پاو	بداهت همه کس منصبش عطله باشد
النقوا پسرے را مثیل او خوانید	به ابن مریم صدیقہ این هجا باشد
کجا مسیح فلک پلیه مفیض المال	که جانب همه از دست او سخا باشد
کجا مجاورو شیدائی جیفه دنیا	که پهن دست سوالش باغیا باشد
خلاف طبع اگر بشنوید دم مزید	که ابتداهش هم از جانب شما باشد
کلام من بود الحق مرعاً ار نجشید	بعلت همه مرزائیان شفا باشد
شنوکه بلبل شیراز خواند ربستان	زنغمهاش بذل راحت بقا باشد

دوائے تلخ بنوش از شفات می باید	که دافع مرضست تلخی دوا باشد
وے زست طبیبیکه از عرض خلی ست	همش به علم خداد وانتما باشد
چوقا دیانی بدگوئی بدلگام ردد	بجانباشد ازین جانب از رخاشد
چنانکه حق نبودخار بودنت باگل	بخار گل شدنت نیز ناسزا باشد
زفیض خاض دم انتصار دین قلم	هر پهلو خردجال چون عصا باشد
جواب من بدرستی نداد وهم نهد	به قادیانی دون طاقتش کجا باشد
به گفتگوش به دیده ایم و تحریرش	که در مقابلہ شتام وژا خا باشد
همیس قدر که زد جالش بیان گردید	باهل دانش وانصاف اکتفا باشد
زخواندن رد دجال بزمین به فلك	مسیح را بلب احسنت ومرحبا باشد
دمدچو شحنة دم عیسوی باوراش	پے شرارت دجال انطفا باشد
سیاه ولال شم البدر والحکم زالم	به هرد ویچ نه نطق ونه انجلا باشد
براه راست چشاش بیند و چگونه رود	کسیکه کجرویکج بین به چشم وپا باشد
نه نور بین ست به مرزانه حسن احسن او	جواب شحنة ازاینان بانتقا باشد
معاونان ضمیمه زحق جزا یا بند	هم آنکه مهتمش صاحب نکا باشد
اعانتش به همه اهل دین بود واجب	که بهر اهل جهان موجب هدا باشد
زبندگان ضعیف ست سعیدیت یارب	دای چه غم چوبه فضل تو اتکا باشد
بهر معلمه چشمش به رحم وعفو تو بس	که پاک از مد سمعت وریا باشد
عطا چوکر دیش ایمان همش بدرگاہت	ملادو مامن وملوای وملتجا باشد
به فضل ومرحمت خود موقوفش گردان	که بدردت همه اوقات جبهه سا باشد
به مسجد صالحا با جماعت صالحا	به فجر وظهر ودرگرب وعشا باشد
ز شام تا سحر ایاک نعبدش شغلے	به نستعینک از صبح تا مسا باشد
به فضل رزق تو عمرش چنان بسر گردو	نه هیچ فکر عذائے غم عشا باشد
مشوش نکند گاه گرم وسرد جهان	ترددش نه ز صیف ونه از شتا باشد
به بخش وجه معاش انچنان وفکر معاد	که دل نبود متعلق زما سوا باشد
بأحمدان حجم هیچگاه دل ندهم	یک احمد عربی بس که مقتدا باشد

طریق سنت و قرآن رہ نجات من ست	بہر طریق و گہر فتنہ و بلا باشد
دم رحیل ازین سجن مومنم رحلت	چنان بود کہ پرنواز قفس رہا باشد
تو شاد از من و من از تو شادمان ہاشم	بہ این دلم پتتش و شوق آن بقا باشد
حضور بارگہت روز محشر آمدنم	بتاچ مغفرت و عفو ما مضی باشد
زحشر جانب فردوس شاد شاد روم	ندائم از لب رضوان بیبا باشد
بنور و جہک یا ذوالجلال والاكرام	نظر بوجہ توام باشد و خوشا باشد
بہ رب العالمیان حمد اول و آخر	سلام او بہ کسے کہ اہل اصطفا باشد

(حاشیہ جات گزشتہ اشعار) ۱۔ کہ پہچ بشر مثل اوند تو اند شد از و اہل شدن کہا۔

۲۔ کہ برترین خیر الامم مسجد تابد گرے چہ رسد۔

۳۔ چنانچہ قادیانی خود را جری اللہ فی ظل الانبیاء مینویسد۔

۴۔ نحن قسمنا بینہم معیشتہم الایہ

۵۔ گورہ اسچور۔

۶۔ قید و جرمانہ۔

۷۔ الہامات مندرہ۔

۸۔ قادیانی الہام شدہ انا زود کھیا ما آن زن لا زود چہ تو سا محکم۔

۹۔ گاہے خدا پھر خدا گاہے پھر خدا۔

۱۰۔ قل انما ابشرکم بوحی الی الایہ۔

۱۱۔ آقا راشدیار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملیم

و نامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید میں تالیف کیا۔ مجموعہ اشتہار ج ۱ ص ۲۳

۱۲۔ مسیٰ رحیم ان رحیم براہین ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱ (قادیانی نے اس آیت میں بھی اپنی ذاتی لیاقت سے

رحیم کو رحیم ملے گی لکھا ہے۔ یہ قادیانی اصلاح ہے۔

۱۳۔ حضرت عیسیٰ مسیح۔

۱۴۔ ازالہ قادیانی ص ۵۰۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰ (دلہ لارض سے مراد گروہ علماء مشکمین اسلام ہے جو اسلام کی

سچائیوں کو استلائی سے پھیلانے ہیں۔ ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰ بھان دول خدمت شریہ غرابجالانے ہیں لیکن

ان میں کامل تزکیہ اور کامل وفاداری نہیں۔ قرآن شریف (دلہ لارض کا کام یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ علاقہ یہ کہہ دے گا کہ

لا انا کافر ہے اس سے قادیانی ضرور کافر ہو گیا۔ کیونکہ اس کے دلہ لارض نے کہا ہی دی۔

۱۵۔ حق دانائی۔

۴ ..... وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آسمانی باپ برس روز سے لے پا لک پر الہام کے دو گھڑے برسا رہا تھا کہ مقدمات کی تقار بازی میں چت بھی تیری اور پٹ بھی تیری مگر قسمت میں لکھے تھے تین کانے۔ ان کے پڑتے ہی خرد جال کان میں اکافرین کسوتیاں دبا کر دم اٹھا کر لید کرتا ہوا جو بھاگتا ہے تو لے پا لک اس کے حدت اور شرط کی آواز کو اپنے حق میں فتح کے شادیا نے سمجھا۔ ارے یہ کیا ہو گیا جی کچھ نہیں، مانگی تھی اور پر سے اور ملی بیچے۔ ہاتھ تیرے جھوٹے کے منہ میں وہ۔

ہم بھی کہتے ہیں بے شک آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ فراعنہ کا تکبر ڈھس گیا۔ غرور کے غرے ڈبے لوٹ گئے۔ بردنیت کے چکے چھوٹ گئے۔ جموٹی پیشنگنیوں کے سر پھوٹ گئے۔ اب جعلی نبوت منارے سے اپنا سر پلک رہی ہے۔ خود آسمانی باپ بسور ہا ہے اور لے پا لک اس کو گھور رہا ہے۔ کھوسٹ کی ڈاڑھی کھوسٹے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ قابو نہیں چلتا ورنہ جو کچھ کر گزرتا تھوڑا تھا۔

گورد اسپور کی عدالت میں چیخے چلاتے ٹسوے بہاتے فریادی گئے کہ لوٹ لیا جاہ کر دیا۔ دعادی فریب دیا۔ کوئی پوچھے کیا شے لوٹ لی۔ کیا کسی نے آسمانی باپ کا ترکہ لوٹ لیا۔ ورثہ پڑ پ کر لیا۔ ہزاروں کا زبور مرصع بجواہرات مرزائیوں کے صندوقوں میں نقب لگا کر چور لیا۔ ڈاکہ ڈال کر دھرا ڈھکا سب چھین لیا۔ غرقی لنگوٹی چھوڑ دی اور بس دنیا کو تو خود لے پا لک دعا اور فریب دے رہا ہے۔ مسلمانوں کی گانتھ کاٹ رہا ہے اور اسلامی علماء اور مشائخ پر دعا اور فریب کا الزام دھر رہا ہے۔

مولوی فیضی مرحوم نے آپ کی کتاب پر جو نوٹ لکھے تھے کیا وہ الہامی نوٹ تھے کہ ان کے سوا دوسرا شخص ویسے نہیں لکھ سکتا۔ آپ کے دعوے تو ایسے لجر اور لغو اور پادروا اور متناقض ہیں کہ تھوڑی سی استعداد والا بھی انکو مٹری کا جالنا کراڑا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ مولوی فیضی اور حضرت عبد مہر علی شاہ صاحب۔ ان کی شان تو بہت اعلیٰ اور ارفع ہے مگر چونکہ سیف چشتیائی نے بروزیت کے منارے کی تعمیر ڈھادی ہے اور جعلی نبوت کا قلع قمع کر دیا ہے۔ لہذا وہائی اور تہائی چائی گئی۔ بغرض محال وہ نوٹ کسی کے تھے مگر مرزائیوں کے سر پر تو آ رہ چلائے کو کافی تھے۔ آم کھانے یا بیڑ گننے۔ اسی کو جھوٹھل سے تو خون لگا کر اور فریادی ہو کر عدالت میں گئے۔ اس سے صاف طور پر مرزا اور مرزائیوں کا عجز ظاہر ہو گیا کہ کھسیانی ملی کھبانو چنے لگی میرٹھ کے بعض منافق یہودی (مرزائی) جو



ہمارے شاگرد بھی ہیں بنگارتے تھے کہ دعا کا کامل ثبوت گزر گیا۔ اب مولوی کرم الدین کو معذرت نہیں (گویا ان کو مسیح موعود صلیب پر کچھو ادے گا) اور کیا اچھی بات ہو کہ مولوی صاحب معذرت کریں، معافی چاہیں اور حضرت اقدس کی دونوں طرح فتح ہے۔ سزا ہوگی جب بھی آسمانی نشان ظاہر ہوگا اور معافی چاہی جب بھی۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ پانسا الٹا پڑے گا اور دعوے خارج ہو کر الٹا لائبل کا چارج سر پر دھرا جائے گا۔ باقی آئندہ۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ فروری کے شمارہ نمبر ۱ کے مضامین

..... ۱	مرزا قادیانی کا تحریری اقبال۔	الحدیث!
..... ۲	کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
..... ۳	لاہور میں مرزائی مجلس۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا قادیانی کا تحریری اقبال

الحدیث!

..... ۱ (ضمیمہ انجام اہتم ص ۵۰۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸، ۲۸۹) کے حاشیہ میں آپ تحریر کرتے ہیں۔  
 پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشینگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں ان کو کوئی معجزہ نہ دکھایا جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سو جمی اور کیسے پیش بندی کی اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے یہ تو وہی بات ہوئی جیسا ایک شریر مکار نے جس میں سر اسر یسوع کی روح تھی۔ لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایسا دروہتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وعیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر پر ایک دلچسپ کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آگیا سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھلا۔ یہی آپ کا طریق تھا (ف) اس تحریر سے بقول مرزا قادیانی ثابت ہوا کہ یسوع

اسرائیلی تھا اور نادان تھا اور یسوع کی روح ایک شریر مکار میں تھی اور (تحدہ قیصریہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور چونکہ اس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور تواریط کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔“ اف سبحان اللہ یسوع کی روح بقول مرزا غلام احمد ایک شریر مکار میں تھی اور اب وہی یسوع کی روح ان میں یعنی خود مرزا قادیانی میں موجود ہے اور (ابین نمبر ۴ ص ۱۵، خزائن ج ۱ ص ۲۳۶) میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں۔ ”خدا نے اپنے مسیح موعود (یعنی مجھ کو) پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار ہے۔“

۲..... (تحدہ قیصریہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنی اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور یسوع کی طرف سے اپنی ہو کر ہادیب التماس کروں۔“

اور (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں تحریر کرتے ہیں۔ ”اے عیسائی مشنریو! اب رہنا مسیح مت کہو اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔“

اے مرزا یتیم ایمان سے کہو کہ جس یسوع مسیح کے مرزا قادیانی اپنی جنتے ہیں وہ کون ہے اور جس مسیح سے اب وہ افضل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کون ہے ابن مریم یا کوئی اور؟  
(س)

وہ آزادی تیری داد ہے جو اپنی شاہوں سے زیادہ ہے  
(ج)

طبع بنایا اپنی مند بنا یا شاہ میرا کچھ نقصان نہ اوسد گیا وساہ  
۳..... (تواریط نمبر ۲ ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۲۵۱، ۲۵۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ”مگر تعجب ہے کہ عیسائی لوگ کیوں حید کا ذکر کرتے ہیں..... اور اپنے یسوع کی چال چلن کو کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ ایسی جوان عقول پر نظر ڈالتا ہے..... کیا جائز تھا کہ ایک کسی کے ساتھ وہ ہم نشین ہوتا۔ کاش وہ حید کا پابند ہوتا۔ تو ان حرکات سے بچ جاتا۔ یسوع کی بزرگ دادیوں، نانوں نے حید کیا تھا یا صریح زنا کاری تھی۔“ نبی اللہ اور اس کی دادیوں اور نانوں کا لحاظ ہو تو ایسا کہ شیطان کے خیال میں بھی نہ ہو۔

(س) اے مرزا یتیم! خداوند تعالیٰ سے ڈر کر بچ کہو کہ یہ یسوع جس کی مرزا قادیانی تو ہیں کرتے وہی ابن مریم ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے ”وجیہا فی الدنيا والاخرة ومن المقربين“ (آل عمران: ۴۵) کے خطاب سے ممتاز فرمایا ہے۔ یا کوئی اور ہے مگر جواب دینے سے پہلے اپنے ہر ورشد کا تحریری اقبال بھی دیکھ لینا۔

دیکھو (توحیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں۔ ”ہائیل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود مغربی کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ وہی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرا مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ دونوں آسمان پر اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔“

(ف) اس عبارت سے بقول مرزا قادیانی صاف ظاہر ہے کہ یسوع حضرت مسیح بن مریم نبی اللہ کا ہی نام ہے۔ نہ کسی اور کا اور مرزا قادیانی نے دیدہ دانستہ حضرت مسیح بن مریم کی ہی سخت توہین کی ہے نہ کسی اور کی۔ دیکھو (تحدیث کلمہ ص ۱۲۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۹) (المجدد ص ۲)

۲ ..... کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور

کوئی سال شاید ایسا گزرتا ہو کہ مرزا قادیانی علماء اور مشائخ کو ”الصلح خیر“ کا اعلان نہ دیتے ہوں۔ حال میں بھی آپ نے اعلان دیا ہے مگر واقعات اور تجربات برابر شہادت دیتے رہتے ہیں کہ ایسے اعلان محض غریب اور دھوکے کی ٹٹی ہوتے ہیں۔ یعنی بظاہر یہ ثابت کرتے ہیں کہ میں بڑا ملیم اور مرغ و مرغیان ہوں اور چونکہ آپ عرصہ تک خلق اللہ کو تحریف دلا چکے ہیں۔ یعنی لوگوں کی موت کی پیشگوئیاں کر چکے ہیں اور مواخذے پر گور و واسپور کی عدالت میں اقرار نامہ لکھ چکے ہیں۔ کہ آئندہ پبلک کی دل آزاری نہ کروں گا اور جرم تحریف کا مرکب نہ ہوں گا پس گورنمنٹ اور اس کے حکام پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں تو غریب گنواور نمائی بھیڑ ہوں نہ کہ پھاڑنے والا بھیڑیا۔ مگر جب تک بھیڑیے کی جگہ چبانے والی کچلیاں موجود ہیں اور جب تک اس میں قدرت نے درندگی کی صفت پیدا کر رکھی ہے کون یقین کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے نیچرل خواص سے باز آجائے گا۔ پس اہل اسلام کوئی بیوقوف نہیں نہ گورنمنٹ نادان ہے کہ آپ کی ظاہری صلح کے جھانے میں آجائے۔

آپ مجسم صلح ہوتے تو ضرور رسائی کی قطع سے مسلمانوں کو عدالت میں نہ کھجاتے۔ مولوی کرم الدین صاحب پر نالش کرنے سے پہلے اس صلح خیر کا اعلان دیتے اور مجددانہ مشرقیہ نے بار بار سمجھایا کہ موٹھیں نیچی کر لو اور دعویٰ سے دست بردار ہو، مگر آسانی باپ تو ٹھہرے کا جام بھلا کر کچے گھڑے کی چڑھانا اور اپنے لے پالک کا سر تڑوانا چاہتا تھا۔

ہماری ایک بھی نہ سنی گئی اور لے پالک کو کہیں کا بھی نہ رکھا۔ یہ باپ ہے یا لے پالک کے دشمنوں کا بھی قبلہ گاہ۔ اب چونکہ مرزا قادیانی فرما رہی تھیں کہ کھانے اور غرور اور نفوت کے عالم

بالا سے پارے کی طرح گرے کہ اٹھنا بلائے جان ہو گیا تو اصلاح خیر کا اعلان دیتے ہیں۔ عصمت بی بی ازبے چادری۔ پھر صلح کا تو اعلان اور مقدمہ برابر جاری۔

یعنی مرزائیوں کا دعویٰ خارج ہو کر جو مولوی کرم الدین صاحب کی جانب سے لائبل قائم ہو گیا ہے۔ تو ہائی کورٹ میں درخواست دی ہے کہ ہم کو اس عدالت سے انصاف کی امید نہیں۔ لہذا مقدمہ دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے۔ ہم بھی تو دیکھیں کیونکر منتقل ہو سکتا ہے اور عدالت کیونکر نا منصف اور معتم قرار پاتی ہے ہم پھر صلاح دیتے ہیں کہ مولوی کرم الدین صاحب سے معافی چاہیں اور ہم ذمہ کرتے ہیں کہ وہ معاف کر دیں گے کیونکہ وہ کریم النفس ہیں۔ اہل اسلام کو آپ سے کوئی ذاتی عداوت اور پر خاش نہیں۔ نہ وہ آپ کے جانی دشمن اور ضرر رساں ہیں اور شخہ ہند تو جیسا آپ کا ہوا خواہ ہے شاید کسی اور کا ہو۔ البتہ تمام علماء و مشائخ عظام اور عام اہل اسلام آپ کے ٹھکانہ عقائد اور بروزی نبی اور جعلی مسیح موعود بننے کے مخالف ہیں۔ آپ بجائے اعلان اصلاح خیر کے اپنے فاسد اور مفسد عقائد سے باز آنے اور ان سے توبہ کرنے کا اعلان دیں تو پھر تو چار طرف سے صلح ہی صلح ہے اور اگر کوئی اس پر آپ کی جانب بری نگاہوں سے دیکھے تو شخہ ہند اس کی آنکھ نکال ڈالے اور گردی کے پیچھے سے زبان کھینچ لے۔ آپ اسم ہمسکی یعنی غلام احمد بن جائیں نہ کہ بروزی احمد یعنی نبی، کیونکہ ایک غلام کے لئے کسی طرح شایان شان نہیں وہ آقا بن جائے یا آقا کے نام سے اپنے کو موسوم کرے۔ یہ تو سخت گستاخی اور اچھی خاصی بے وفا کی بلکہ نمک حرامی ہے۔

۳ ..... لاہور میں مرزائی مجلس

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں شکست پانے سے بروزی نبوت اور الہامی پیشینگوئیوں کی ہوا اکھڑ گئی تو مرزا قادیانی کو خوف ہوا کہ تمام چیلہ فخر ہو جائیں گے اور ان کی عقیدت کی گرم جوشی پر ادس پڑ جائے گی۔ اور جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا کچھ مرزائی سردمہر ہو کر کافور بھی ہو چکے ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی ان کی ٹیلنگ کے انجن میں از سر نو حرارت پیدا کرنے کی دوسری چال چلے یعنی اعلان دیا گیا کہ: ”خود بدولت خاص لاہور کی مرزائی مجلس میں ایک تقریر کریں گے۔“ کیا لوگوں نے آپ کی ٹھکانہ تقریریں اور مذاہب پر سب و سن کرنے کے لیکچر اس سے پہلے نہیں سنے یا آپ کے رسالے جن میں کفریات بھری ہیں کسی نے نہیں دیکھے؟ جن کا لب لباب یہ ہے کہ میں بروزی نبی ہوں، مسیح موعود ہوں، امام الزمان ہوں اور مسیح، جو محاذ اللہ ایسے اور ویسے

تھے دنیا میں مر گئے۔ (دہ نہ مرتے تو مرزا قادیانی کیونکر موعود بنے؟) اور میر امرزائی گروہ ایسا ہے اور ویسا ہے اور وہی حق پر ہے۔ باقی تمام مذاہب والے ناحق پر ہیں وغیرہ۔ اگر ایسی اللہ بتو کی تقریریں اور تحریریں نہ ہوں تو کیلے ایندھن میں آگ کیونکر لگے اور چندے کہاں سے جمع ہوں اور چند بے دستری اور مستفقوری بھون اور قوت رجویت کے دعفرانی حلوے کہاں سے آئیں؟

مگر ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمانان لاہور خصوصاً علماء اور مشائخ لاہور و پنجاب اس جلے کی کچھ پرداہ نہ کریں گے نہ مناظرہ کا ارادہ کریں گے۔ کیونکہ باوصف متواتر اعلان دینے کے نہ مرزا قادیانی نے کبھی کسی اسلامی عالم سے مناظرہ اور مہبلہ کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔ نہ کرنے کی جرأت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو تو ہمیشہ مرزائیوں میں اپنی گرم بازاری اور عوام میں شہرت مقصود رہی ہے۔ الغرض کچھ نہ کچھ شغل چاہئے۔ ایکہ بازی ہوگی تو کیا ہوا، دوسرے داؤ میں پوہارہ ہو جائیں گے۔ سادہ لوحوں کی حماقت کا قمار خانہ سلامت رہے اگرچہ انجام میں جو جیتا سوہارا اور جو ہارا سوہرا۔ قسمت کا نوشتہ ہے جواری لاکھ روپے بھی جیتے گا تو سب ہار جائے گا اور بالآخر غرقی لنگوٹی باقی رہ جائے گی۔ پس یہ دیندی عیش عشرت کی بہاریں چند روزہ ہیں۔ (ایڈیٹر)

معذرت ..... کاتب کی علالت کی وجہ سے اس تاریخ کا ضمیمہ ۴ صفحے پر شائع ہوا آئندہ اس کی سر نکال دی جائے گی۔ معاونین اطمینان فرمائیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ فروری کے شمارہ نمبر ۸ کے مضامین

۱.....	عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲.....	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳.....	مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں۔	ابو عبد اللہ رفیع اللہ!
۴.....	مرزائیوں کی دوبارہ شکست۔	.....
۵.....	محمد دالسنہ مشرق کی پیشینگوئیاں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۶.....	محمد کی صداقت کا آسانی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۷.....	وہی مرزا قادیانی کا جہاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱ ..... عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۴ء میں بحوالہ البدرا یک سوال کے جواب میں بزرگ خود ثابت کیا ہے کہ ”عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔“ جی ہاں درست ہے وہ تو مرزا قادیانی کے نزدیک ایک مہذب انسان بھی نہ تھے۔ بلکہ معاذ اللہ فاسق و فاجر تھے۔ صاحب شریعت ہونا تو کجا۔

اس کی وجہ ہم سے سنئے۔ مرزا قادیانی اپنے کو مسیح موعود اور مثیل اسحٰق قرار دیتے ہیں اور بظاہر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں اگر عیسیٰ مسیح کو صاحب شریعت مانیں تو آپ موعود اور مثیل نہیں رہتے کیونکہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ اصل تو صاحب شریعت نہ ہو اور مثیل صاحب شریعت ہو جائے۔ حالانکہ یہ محض کید ہے۔ آپ تو اپنے کو انبیاء اہل شریعت سے بھی بڑھ کر خیال کرتے ہیں۔ کسی نبی نے اپنے ماسبق نبی کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا خود کلام مجید توراۃ وانجیل کی تصدیق کرتا ہے۔ ”پر موعود“ مصداقاً لما بین یدی من التوراة والانجیل “اور یہ ظاہر ہے کہ جس کتاب کی قرآن تصدیق کرے۔ وہ کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے آیات قرآنی کو منسوخ کیا۔ احادیث نبویہ کو منسوخ کیا۔ حج حرمین شریفین سے مسلمانوں کو روکا تصویر پرستی کو رواج دیا۔ آنحضرت ﷺ کی قسم نبوت کا انکار کیا۔ جو قرآن آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کی آیات کا نزول اپنی شان میں بتانا شریعت اسلامی کا منسوخ کرنا نہیں۔

مرزا قادیانی باوصف نبی مستقل بننے کے آنحضرت ﷺ کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے کو ہو بہو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ پر یہ وحی کب اور کہاں نازل ہوئی کہ ”انت بمنزلہ ولدی“ (تذکرہ ص ۲۵۶ طبع سوم) اور ”انت منی وانا منك“ (تذکرہ ص ۳۲۲ طبع سوم) کلام مجید میں تو ”ماکان محمد ابداً احد من رجالکم..... الخ“ وارد ہوا ہے۔ مرزا قادیانی خدا کے بیٹے بھی بن گئے اور باپ بھی۔ پھر عیسائیوں پر اعتراض کہ وہ خدا کی ابوت اور عیسیٰ مسیح کی انبیوت کے قائل ہیں۔ آپ تو خدا کا بیٹا اور باپ بننے میں عیسائیوں سے بھی بڑھ گئے۔ کیونکہ وہ عیسیٰ مسیح کو صرف ابن اللہ بتاتے ہیں نہ کہ ابواللہ۔ بھلا ان حماقتوں کا کوئی ٹھکانا بھی ہے۔ (ایڈیٹر)

## ۲ ..... مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آسانی باپ نے جو لے پالک پر فریب کا مقدمہ دائر کرنے کا الہام کیا تو وہ دراصل فریب اور دعا کا مفہوم ہی نہیں سمجھا اور نہ اس کو یہ معلوم ہوا کہ برٹش قانون کی اصطلاح میں فریب اور دعا کس کو کہتے ہیں۔ اخبار میں کسی مضمون کے شائع کرنے کا نام فریب نہیں۔ البتہ لائبل ہو سکتا ہے مگر مولوی کرم الدین صاحب نے لائبل بھی نہیں کیا۔ فوجداری کیا معنی یہ مقدمہ تو دیوانی میں بھی نہیں چل سکتا۔ کیونکہ دیوانی میں حرج کی نالش ہوتی ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مولوی فیضی صاحب کے نوٹوں کے متعلق جو مضامین سراج الاخبار میں شائع ہوئے ان سے کسی کا کیا حرج ہوا۔ مرزا قادیانی کو تو بہر نفع قائمہ ہی ہوا کیونکہ مقدمات کے نام سے چندہ بٹورا گیا۔ گرم بازاری ہوئی۔ شہرت ہوئی۔ ایسی چکھوتوں کے انٹھنے کا موقع تو خدا دے۔

ہم نے دعا اور فریب کے مقدمات کو بہت کم سرسبز ہوتے دیکھا ہے۔ اس میں بڑا پوائنٹ کسی شخص کو خلاف واقع یا خلاف صداقت امور کا باور کرا دینا ہے۔ اس مقدمہ میں دعا کی کوئی بات باور کرائی گئی۔ مرزائی ایسے ننھے نہ تھے کہ دعا اور فریب میں آجاتے۔ ان کا گرو تو فریب و دعا دے کر دنیا کے کوڑے کر رہا ہے۔

دیکھو دعا اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص سے پانچ سو روپیہ اس لئے پھنکارے کہ میں تم کو آسانی باپ سے سال جیسا پورا بیٹا دلوا دوں گا۔ یہ ان نیچرل دعا اور فریب ہے۔ کیونکہ بیٹا دلوانا کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ اگر اس ارتکاب دعا میں نالش دائر کی جاتی تو بروزی صاحب جیل خانے کی ہوا کھاتے نظر آتے۔ کسی بات کی پیشینگوئی کرنا صاف کاشنس گٹ (خطا ارادی) ہے کیونکہ مرزا قادیانی اپنے کاشنس میں خوب جانتے ہیں کہ میں غیب دان نہیں ہوں۔ علیٰ ہذا جیسا کہ ہمارے فاضل نامہ نگار نے لکھا کہ لوگوں سے براہین احمدیہ کی قیمت لے کر ڈکار گئے اور کتاب بند ہو۔ اگر دعا کے ایسے ہی مقدمات دائر ہو کر میں تو مرزا قادیانی کا مارے مقدمات کے پلاسٹر بمبڑ جائے اور بروزیت اور موعودیت سب بھول جائیں مگر انسان کو اپنی آنکھ کا ہتیر نظر نہیں آتا دوسروں کی آنکھ کا ہتیر نظر آتا ہے۔

## ۳ ..... مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں

ابو عبد اللہ رفیع اللہ!

ہمعصر احمدیہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۹۰۹ فروری ۱۹۰۴ء کو مقدمہ مسجد سیالکوٹ کی تاریخ

تھی۔ ۹۔ فردری کو سب سے پہلے مولوی برہان الدین چلمی قادیانی پیش ہوئے جن پر جرح باقی تھی۔ جرح ہوئی، مگر کیا عرض کروں جرح کیا تھی۔ تمام مسائل کا تصفیہ تھا۔ چند جملے نقل کرتا ہوں۔  
مولوی ثناء اللہ صاحب نے پوچھا کہ کسی سچے نبی کی توہین کرنے والا کون ہے؟  
جواب..... کافر ہے۔

سوال..... مرزا قادیانی نے تحفہ قیصریہ میں کہا ہے کہ میں یسوع مسیح کی رنگت میں آیا ہوں۔  
جواب..... کہا ہے مگر اس لئے کہ وہ کتاب ملکہ معظمہ کے نام بھیجی گئی تھی۔ اور ملکہ معظمہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں جانتی تھیں۔

سوال..... مرزا قادیانی نے یسوع کے حق میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ ”وہ شریر، مکار، دغا باز، جھوٹا، حرام خوار وغیرہ تھا؟“

جواب..... ہاں لکھے ہیں مگر عیسائیوں کو الزام کے طور پر۔

سوال..... حضرت ہارون، زکریا، یحییٰ علیہم السلام نبی صاحب شریعت جدید تھے؟

جواب..... صاحب شریعت جدیدہ نہ تھے۔

سوال..... خاتم النبیین کا انتظار ایسے نبی ہونے کے لئے مانع ہے۔

جواب..... جہت قہطل کے بعد ایسے نبیوں کو مانع نہیں (یعنی آنحضرت کے بعد حضرت زکریا جیسے نبی ہو سکتے ہیں)

سوال..... مسلمانوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی بابت کیا ہے یعنی وہ کوئی نئی شریعت پر ہوں گے یا اسلامی شریعت پر عمل کریں گے؟

جواب..... یہ ان مسلمانوں سے پوچھو۔

سوال..... آپ کا عقیدہ مرزا قادیانی کے بیعت کرنے سے پہلے کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت لائیں گے یا قرآن وحدیث کے پابند ہوں گے؟

جواب..... محکم ایمان تھا اس پر فرمائی قہقہہ لگا۔

سوال..... (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) پر مسیح موعود کا کام سیاست (حکومت ملکی) بھی لکھا ہے؟

جواب..... ہاں لکھا ہے۔

سوال..... جو شخص کسی ایسی پیشین گوئی کو جو رسول خدا ﷺ کی شان میں ہوا ہے حق میں بتلائے تو وہ کافر ہے یا مسلمان؟



جواب..... کافر ہے۔

سوال..... مرزا قادیانی نے (ازالہ ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) پر لکھا ہے کہ میں مطابق پیشینگوئی مجروح احمد ہو کر آیا ہوں؟

جواب..... (کتاب دیکھ کر) ہاں لکھا ہے حالانکہ یہی حضرت اپنے بیانوں میں لکھا چکے ہیں کہ احمد والی پیشینگوئی آنحضرت کے حق میں ہے (خیر اسی طرح کئی گھنٹے جرح ہوتی رہی۔ اخیر کے سوال لکھتا ہوں۔ مولوی برہان الدین جہلمی قادیانی نے اپنے بیانوں میں ایک حدیث لکھائی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم ج ۱ ص ۸۷)“ یہ اس دعوے پر لائے تھے کہ مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ایک شخص ہو گا نہ کہ اسرائیلی نبی۔ اس پر سوال ہوا کہ جملہ اسمیہ کسی اسم معرفہ کی صفت ہو سکتا ہے؟

جواب..... میں نہیں بتلا سکتا۔

سوال..... ابن مریم معرفہ ہے یا کفرہ؟

جواب..... آپ بار بار وہی پوچھتے ہیں۔

سوال..... بغیر صرف دعوہ جاننے کے لئے کوئی شخص علم حدیث سمجھ سکتا ہے؟

جواب..... ہاں استاد سمجھائے تو سمجھ سکتا ہے۔

سوال..... آپ نے بھی بغیر صرف دعوہ کے حدیث پڑھی تھی؟

جواب..... نہیں! میں نے تو بڑی بڑی کتابیں پڑھی تھیں۔ (جب ہی سوالات مذکورہ کو ایسے مضامین سے حل کر دیا)

سوال..... آپ حدیث مذکور کی ترکیب جانتے ہیں؟

جواب..... جانتا ہوں۔

سوال..... اس میں واؤ کیسا ہے؟

جواب..... واؤ عطف کا۔

سوال..... یہ عطف کس پر ہے؟

جواب..... نزل پر۔

سوال..... نزل کیا ہے فصل یا اسم؟

جواب..... فصل ہے۔

سوال..... یہ معطوف اور معطوف علیہ مل کر کیا بنے؟

جواب..... اب میں تھک گیا ہوں مجھے رخصت ملے۔ حاکم نے پہلے تو سمجھایا کہ اس وقت تو اور چار پانچ منٹوں میں جان چھوٹ جائے گی۔ کل یہ پھر تازہ دم ہو کر آئیں گے اور تم کو بہت ستائیں گے۔ مگر بڑے میاں نے اس میں خیریت سمجھی کہ اس وقت تو جان بچ جائے کل کو دیکھا جائے گا۔ اس کے بعد ایک دو گواہ معمولی واقعات کے گزرے۔ اخیر میں ایک گواہ شفی رحیم بخش عرضی نویں رعیہ ضلع سیالکوٹ آئے۔ طرز بیان کچھ ایسا تھا کہ حاکم نے مجبور ہو کر ان کو متنبہ کیا کہ ہوش سے شہادت دو۔ ان کے وکیل نے عذر کیا کہ سیدھے آ دی ہیں۔ حاکم نے فرمایا کہ میں اسے عقل دے دوں۔ آپ نے اپنے بیان میں لکھایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس سال حج ہوگا۔ تو نہ ہوا۔ دوسرے سال ہوا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کا ثبوت مانگا تو کہا کل دوں گا۔

اس بیان کو سن کر بعض ہندوؤں نے مسلمانوں سے تعجب کے ساتھ کہا کیا تمہارا پیغمبر ایسا ہی تھا کہ اس سال کی خبر بتلائے تو دوسرے سال کو ہو؟ مگر خدا مولانا ثناء اللہ صاحب کو جزائے خیر دے جنہوں نے خود مخالف سے اس کی تکذیب کرائی۔ دوسرے روز بقیہ جرح کے لئے مولوی برہان الدین پھر آئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے زائد المیاد پیش کر کے حدیث کا ایک فقرہ پڑھوایا جس کا مضمون تھا کہ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ میں نے تم سے کہا تھا؟ کہ اسی سال تم حج کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ تو نہیں کہا تھا یہ دکھا کر مولوی صاحب نے سوال کیا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کے موافق پیشگوئی نہیں ہوئی۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ مولوی برہان الدین نے خدا لگتی کہی کہ ایسا شخص جھوٹا ہے۔ اسی خبر کو سن کر رحیم بخش مذکور نے بھی اپنے موقع پر آ کر اقرار کیا کہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ اس سال حج ہوگا۔

سوال..... یسوع عیسائیوں کا مصنوعی معبود ہے؟

جواب..... ہاں۔

سوال..... قرآن کے صریح حکم کے موافق کرنے سے بھی کوئی شخص نبی یا ولی ہو سکتا ہے؟

جواب..... نہیں۔

سوال..... مرزا قادیانی نے یسوع کو جو عیسائیوں کا معبود ہے برے الفاظ سے یاد کیا ہے یعنی شریر، مکار، جھوٹا، حرامکار وغیرہ کہا ہے؟

جواب..... ہاں عیسائیوں کو الٹرا می طور پر کہا ہے۔

سوال..... قرآن شریف میں کوئی آیت اس مضمون کی ہے کہ مشرکوں کے معبودوں کو برا نہ کہا کرو؟

جواب..... بعد تامل ہاں ہے۔ مولوی برہان الدین اور شفی رحیم بخش دونوں نے اس مضمون کا

اقرار کیا اسی طرح اور گواہ بھی کم و بیش کہتے گئے۔ کسی سے صاف اور کسی سے پیچدار الفاظ میں مولوی صاحب نے کھلوایا۔ کہ مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے پیچھے نماز درست نہیں۔ ۳۰ روز پیشی ہو کر ۲۵ فروری ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی جس کی کیفیت سے پھر اطلاع دوں گا۔  
راقم: عبد اللہ، رفیع اللہ ولد قاضی عطاء اللہ قریشی امام مسجد صدر سیالکوٹ

## ۴ ..... مرزائیوں کی دوبارہ شکست

۲۰ فروری ۱۹۰۴ء کو مرزائیوں کی طرف سے درخواست انتقال مقدمات بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور گزری تھی۔ صاحب بہادر نے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری کر کے مسلمین طلب کر لیں تھیں اور تاریخ پیشی ۱۲ فروری مقرر تھی۔ اس تاریخ کو مقدمہ بمقام علی وال صاحب موصوف کی عدالت میں پیش ہوا۔ مرزائیوں کی طرف مسٹر اور ٹیل صاحب بیرسٹر خواجہ کمال الدین بابو محمد علی وکلاء تھے اور مولوی محمد کرم الدین صاحب کی طرف سے بابو مولال وکیل گورداسپور تھے بحث وکلاء طرفین سنی گئی اور مسلموں کا ملاحظہ کیا گیا۔

مرزائیوں کے وجوہات انتقال بے بنیاد ثابت ہوئے صاحب بہادر نے درخواست نام منظور کر کے مقدمہ واپس عدالت بابو چند لال صاحب میں بھیجا۔ مرزائیوں کو یہ دوسری ہزیمت نمک برلش پاشین کا مصداق ہے۔ فرمائیے مرزائی صاحبان ”جاءك الفتح“ کا تو پہلے حشر ہو چکا تھا ”ثم جاءك الفتح“ (تذکرہ ص ۴۷۶، طبع سوم) کی مبارک باد قبول ہو۔ کیا اب بھی آپ غور نہ فرمائیں گے۔ خدا کے لئے اپنے بڑھے میاں والہامی صاحب سے پوچھئے کہ کیا اس کا ملہم کہیں سویا ہوا ہے۔ یا الہامی مشین کا کوئی پرزہ ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ عبرت، عبرت!

## ۵ ..... مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئیاں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین کو یاد ہو گا کہ ہم نے پچھلے سال پیشینگوئیاں کی تھیں کہ اس سال مرزا قادیانی سے کوئی آسانی یا زمینی مواخذہ ضرور ہو گا چنانچہ ہوا، پھر ہم نے پیشینگوئی کی کہ مقدمات مرجوعہ میں کامیابی نہ ہوگی۔ چنانچہ دعویٰ فریب میں فراماشی لا جواب ناکامی ہوئی۔ پھر ہم نے گزشتہ ضمیمہ میں پیشینگوئی کی تھی کہ چند لال صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس سے مولوی کرم الدین صاحب کے استغاثہ اشعوانے کی جو درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں (نہ کہ چیف کورٹ پنجاب کے اجلاس میں) دی گئی تھی ہم بھی تو دیکھیں مقدمہ کیوکر اٹھتا ہے؟ چنانچہ ۱۲ فروری کو مرزا قادیانی کے بیرسٹر اور وکلاء نے حد درجہ زور لگایا مگر مقدمہ نہ اٹھا اور بدستور بابو چند لال صاحب

کے ہی اجلاس میں رہا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم پر خداوند کریم نے مشکف کیا تھا اور لے پالک پر آسانی باپ نے، جو زمانے بھر کا جھوٹا اور فری اور مکار ہے کیا مرزائی اب بھی مجددانہ مشرق پر ایمان نہ لائیں گے اور اپنے بردوزی کی نبوت پر تتر ا نہ بھیجیں گے؟

لائل کا جو چارج مرزا قادیانی پر دھرا گیا ہے جب تک ہم پر الہام نہ ہو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ الہام کے ہوتے ہی شائع کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین منتظر رہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی آزاد اور بے لاگ حاکم کے اجلاس سے مقدمہ کا اٹھوانا خالہ جی کا گھر نہیں۔ بغور دیکھئے تو حاکم کی نسبت یہ ایک قسم کا لائیل ہے کہ وہ نا منصف ہے۔ ظالم ہے، جنبہ کرتا ہے، فریق مانی سے گٹھ گیا ہے۔ متعصب ہے، پھر انتظام میں بھی فرق آتا ہے۔ ہر شخص جس کے خلاف نا انصاف ہوتا ہے یا اس کو غلط فہمی سے نا انصافی کا گمان گزرتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے حق میں چونکہ نا انصافی ہوئی ہے۔ ظلم ہوا ہے یا آئندہ ہوگا پس میرا مقدمہ اس اجلاس سے اٹھ جائے۔ مگر انصاف تو سب جگہ ایک ہی ہے۔

بھر کجا کہ رسیدیم آسمان پیداست

لہذا ہم نے تو ایسے لوگوں کو ناکام ہی جوتے دیکھا ہے۔ گورنمنٹ اتنی عدالتیں کہاں سے لائے جو لوگوں کی طبیعت اور نشاء اور مطلب کے موافق فیصلے کریں اور عدالتوں کو ایسے لوگوں کا محکوم اور تابع بنائے۔ مہلا جب خود آسانی باپ نے لے پالک کی فیصلہ اور اس کو اپنے منکس بے بس معصوم مظلوم پر رحم نہ آیا تو برٹش عدالتوں کو کیوں رحم آنے لگا۔ انھوں حسرتیں زندہ درگدہ ہو گئیں۔

(ایڈیٹر)

## ۶ ..... مجدد کی صداقت کا آسانی نشان

مولانا شوکت اللہ مرعشی!

مرزا قادیانی ہا بار آسانی نشان کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی کرتے ہیں مگر آسانی نشان تو کہا۔ ایک چگاڑا بھی گھپ اندھیرے میں پرچھٹائی ظاہر نہیں ہوتی۔ ہاں جن ساون کے اندھوں کی آنکھ پھوٹ گئی ہے۔ ان کو ہریالی ہی ہریالی سوچتی ہے۔ اب مجدد کی صداقت کا آسانی نشان دیکھئے۔ سید محمد اسماعیل صاحب متخلص بہ عیش ڈرامسین پارٹی نمبر ۱۲۰ ہرہ دون خلف مولوی محمد احسن صاحب امرتسی جو بردوزی نبی کے خلیفہ دوم ہیں مجدد کی تجدید پر ایمان لا کر شاگردوں میں داخل ہوئے۔

دیکھو صداقت کے ماننے والے خلف ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے بزرگواری کی ایک بھی نہ سنی اور بجائے اس کے کہ جعلی نبی سے بیعت کرتے سچ مجدد سے بیعت کی۔ برخلاف بعض کلمے

پڑھے مرزائیوں مولوی امروہی وغیرہ کے کہ دل میں تو جہد کے کمال تجدید پر ایمان لائے ہیں۔ جہد کی قوت و سطوت اور شوکت اللہ کا جبروت دیکھ چکے ہیں اور دھلک کے بیچوں بیچ ٹھگ چکے مگر اقرار کرتے ہوئے زبان مفلوج ہو کر شل ہو جاتی ہے۔ ہاں بعض مرزائی ہمارے شاگرد ایسے بھی ہیں کہ ہمارے سامنے تو تجدید کی تصدیق کرتے ہیں اور جب اپنے یاروں میں جاتے ہیں تو کچھ اور ہاتھتے ہیں۔ یہ یہودی منافق ہیں۔ (ایڈیٹر)

۷ ..... وہی مرزا قادیانی کا جہاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۰ فروری ۱۹۰۴ء کے الحکم میں اخبار پانیر کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی غلائی کو نہیں سمجھا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انہوں نے جہاد کا مفہوم غلط سمجھا وغیرہ اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ حقیقی اور اصلی جہاد ضرور موجود ہے اور اس کی غلائی بھی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ مذہب اسلام میں کونسا جہاد ہے۔ اصلی اور حقیقی یا صرف لوٹ مار اگر اصلی اور حقیقی جہاد ہے تو مرزا قادیانی اس کی مخالفت کر کے مرتد بن رہے ہیں اور اگر لوٹ مار ہے تو مذہب اسلام اس کی ممانعت کرتا ہے اور لیبروں اور قاتلوں اور قطاع الطریق کو سخت سے سخت سزا دیتا ہے لہذا نہ صرف قانون اسلام بلکہ ہر سوسائٹی کا قانون مذہب اور قتل کے خلاف ہے پس آپ نے انیسویں صدی میں خروج کر کے کیا تیر مارا اور اپنی بھست کا کیا کمال دکھایا۔ اس صورت میں تو ہر شخص جو لوٹ مار قتل و مذہب کے خلاف ہو سچ موعود اور امام الزمان اور خاتم المرسلین اور آسمانی باپ کا لے پالک ہے۔

الحکم کی پیشانی پر یہ فقرہ ثبت رہتا ہے۔ ”آج سے انسانی جہاد جو تلواریں سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔“ ہم پوچھتے ہیں اگر خدا نے جائز جہاد بند کیا ہے جس کی غلائی کے آپ بھی قائل ہیں۔ تو دنیا پر بڑا ہماری ظلم کیا۔ مگر دنیا کا خدا تو ظالم نہیں البتہ آسمانی باپ ظالم ہے جس نے اس مصلحت کو جس پر تمام کورٹیں عامل ہیں اور جس کے موافق ہمیشہ جہاد کرنی رہتی ہیں نہ سمجھا اور بڑے ہماری فساد کی اصلاح کو روک دیا مگر افسوس ہے کہ کسی کو رمنٹ نے آسمانی باپ کے حکم پر کان نہ دھرے نور جہاد برادر دھڑا دھڑا جاری رکھا۔ اور اگر خدا نے لوٹ مار بند کی ہے تو یہ آج سے نہیں بلکہ ازل سے بند کی گئی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی بروزی اصطلاح میں لفظ احمد کو جمالی اور لفظ محمد کو جلالی بتاتے ہیں۔ آپ نے جلال سے بڑی ظاہر کی کیونکہ اس میں جہاد مضمر ہے اور جمالی پر لٹو ہو گئے۔ یعنی آپ

احمد بنے نہ کہ محمد۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ نے لفظ محمد پر تہرا کیا تو اس کی شان جلال میں کون سا جہاد مضمر تھا۔ جائز یا ناجائز؟ اگر جائز مضمر تھا تو تہرا کیوں کیا؟ اور ناجائز مضمر تھا تو آنحضرت ﷺ کو جابر اور خاتم اور قاتل قرار دیا معاذ اللہ۔ اور پھر اتباع سنت اور آنحضرت ﷺ کی محبت کا دعویٰ؟ ہاتھ تیرے مرتد کی دم میں ہمارے منشی الہی بخش صاحب لاہوری کا عصائے موسیٰ (یہ ایک کتاب کا نام ہے جسے بروزیت و مسیحیت کا ایسا استیصال کیا ہے کہ کہیں کا نہیں رکھا) پھر آپ اپنے کو بروزی محمد بھی کہتے ہیں مگر صفت جلال سے عاری اور بروزی احمد بھی بتاتے ہیں۔ مگر صرف صفت جمال سے متصف۔ یہ عجیب بروزیت ہے کہ شخص واحد میں ایک صفت سلب ہو کر پائی جائے۔ پھر بروزیت و حلول کہاں رہا؟ یعنی آنحضرت ﷺ تو جلالی بھی اور جمالی بھی اور بروزی مرزا صرف جمالی۔ ہر بات میں تعارض ہر دعویٰ میں تناقض ہے مگر نہٹ اندھوں کو کون بھائے جو متضاد اور تناقض بروزیت پر ایمان لا چکے ہیں۔

میں جہاد کا مخالف ہوں۔ جہاد کرنے والوں کا دشمن ہوں۔ اے بے ذرا کانوں کی ٹھٹھیاں نکال کر سن۔ ہندوستان تو ہنود کا ملک ہے۔ اگر مسلمان جہاد نہ کرتے تو یہاں چینی الاصل مغل کا وجود آج کیونکر نظر پڑتا اور وہ کیونکر بروزی بن کر گورنمنٹ کے خوش کرنے کو جہاد کا مخالف بننا (جس ہانڈی کھائے اسی ہانڈی چسید کرے) اگر جہاد کا وجود نہ ہوتا تو برٹش گورنمنٹ ہندوستان پر کہاں قابض ہوتی۔ ساری خدائی میں تو جہاد جاری اور یہ مکار جہلاز جہاد کا مخالف اگر چوروں، بد معاشوں، ڈاکوؤں پر جہاد نہ کیا جائے تو ہندوستان میں ابھی ابھی ۱۸۵۷ء کا غدر قائم ہو جائے پس جو شخص جہاد کی مخالفت کر کے فساد کرانا اور اندرونی مفسدوں اور بیرونی باغیوں کو حوصلہ دلانا چاہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ملک اور قوم اور گورنمنٹ کا کون بدخوار ہوگا؟ (ایڈیٹر)

## ۸ ..... ناکامی پر ناکامی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے بابو چند دلال صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست کی تھی کہ میں علیل ہوں ایک ماہ کی مہلت مل جائے مگر منظور نہ ہوئی اور ۲۳ فروری کو پیشی تھی ہم آئندہ ناظرین کو مطلع کریں گے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو انتقال مقدمہ نام منظور کیا ہے تو مرزا قادیانی چیف کورٹ میں بھی جائیں گے۔ لے پالک کی منہمی سی جان اور اتنے غلجبان۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم مارچ کے شمارہ نمبر ۹ کے مضامین

.....۱	دین میں مہارت -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	ایک نیا مہدی پھانسی دیا گیا -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا کے الہامی مقدمات -	بی اے شرف گورداسپوری!
.....۴	مرزائی مقدمات کا خاکہ -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ کی شہادت -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... دین میں مہارت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۷۱ اور فروری میں مرزا قادیانی نے سرسید کی نسبت یوں کلفھانی کی کہ دوسری قوم کے عرب میں آکر اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے آخر نبوت سرسید کی یہاں تک پہنچی کہ اب آخری ایام میں تثلیث کے ماننے والوں کو نجات یافتہ قرار دیا گیا۔

قرآن شریف میں اسی لئے ہے ”لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ“ دوسرے کو راضی کرنے کے لئے اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے۔ اس لئے مہارت سے مومن کو پرہیز کرنا چاہئے۔

چیلوں کے حلقے میں لال گروہن کرادھر ادھر کی ہانکنا دوسری چیز ہے اور عمل کرنا دوسری چیز متعصب پادریوں کی ہاں میں ملانے اور اپنے نزدیک گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے اسلامی جہاد پر قہر شروع کر دیا۔ متعصب عیسائی اور دوسری قومیں بھی کہتی ہیں کہ اسلام ایک جامد مذہب ہے۔ جو تکرار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ یہی آپ کہتے ہیں کیا اس کا نام مہارت نہیں؟ مہارت کیا معنی یہ تو اچھی خاصی نمک حرای اور اسلام سے ارتداد ہے۔ یہود کے خوش کرنے کے لئے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں گویا یہود کا اتباع کیا۔ یہ ”لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ“ کی

مخالفت ہے؟ بروزی (تاجی) بن کر خود کو راضی کرنا چاہا مگر کوئی راضی نہ ہوا۔  
اگر مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ میں کرشن جی یا رام چند رنجی کا ادتار ہوں تو ہنود جب بھی  
راضی نہ ہوتے اور یہی کہتے ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدرت رامی شناسم

اسلامی جہاد وہ چیز ہے کہ آج کے روز تمام گورنمنٹیں اسی قانون پر چل رہی ہیں۔ ہم  
بار بار دین دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ جہاد سے کوئی گورنمنٹ خالی نہیں بلکہ یورپین گورنمنٹیں تو  
اپنا مذہب جہاد ہی سے پھیلاتی ہیں۔ پادریوں کا مشن کسی ملک میں بھیج دیا اور جب کوئی پادری  
آسمانی تڑہ بن کر حسب اتباع عیسیٰ مسیح بعینہٗ چڑھ گیا تو بحری اور بری فوج چڑھ دوڑی اور انجیل  
مقدس کا حکم پس پشت ڈال کر اسلامی قانون ”جزاء سیفۃ سیفۃ مثلھا“ پر عمل کیا لیکن مرزا  
قادیانی اس کے خلاف ہیں گویا تمام گورنمنٹوں کے خلاف ہیں۔

لیٹ لیٹ کر مدھمت کی مگر پسر خوش نہ خلوند

از ازلیں سورا ندہ و ازاں سورا ندہ

عیسیٰ مسیح فردقن تھے۔ میں بھی فردقن ہوں کیونکہ ان کا مثل ہوں۔ مگر عیسیٰ برے تھے  
اور ایسے اور ویسے تھے میں دینا نہیں ہوں پھر بھی مثل مسیح ہوں۔ گویا پادریوں کے ساتھ متضاد  
کارروائی کی کہ ان کو راضی بھی کرنا چاہا اور ناراض بھی اور سچ پوچھو تو مدھمت کرنی بھی نہ آئی۔ عیب  
بھی کرنے کو ہنر چاہئے۔

۲ ..... ایک نیا مہدی پھانسی دیا گیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کر وزن علاقہ سوڈان میں ایک عیار محمد الامین نامی نے مہدویت کا جھنڈا کھڑا کیا۔  
سوڈان کے ڈپٹی گورنر کرنل مابین نے فوج بھیج کر اس کو گرفتار کیا اور پھانسی پر چڑھا دیا۔  
اس پر احکم بہت خوش ہو رہا ہے۔ ظلیں بجا رہا ہے کہ دیکھو بعض نادان یہ کہتے ہیں کہ  
خدائے تعالیٰ مفتی علی اللہ کو مہلت دیتا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو محمد الامین ایسی جلدی پھانسی  
نہ دیا جاتا۔ واہ ایڈیٹر صاحب احکم تانت باجی اور راگ بوجھا۔ اس کو آپ نے اپنے بھائی ملا  
عبداللطیف اور ڈاکٹر رحمت پر کیوں منطبق نہ کیا۔ ان کو بھی تو مہلت نہ ملی اور بہت جلد صفحہ ہستی سے  
مٹا دیئے گئے۔ خس کم جہاں پاک۔ اگر وہ مفتی علی اللہ نہ ہوتے تو آپ کی منطق کے موافق ایسی



شتاب رومی سے ملک عدم میں نہ پہنچے۔

پھر معلوم نہیں مہلت سے آپ کی کیا مراد ہے۔ مہلت سے مراد آزمائش ہے۔ یعنی خدائے تعالیٰ منصف ہے۔ ظالم نہیں وہ ہر طرح حجت قائم کرتا ہے اور سیدمی راہ بتاتا ہے جب کوئی گمراہ گمراہی سے باز نہیں آتا تو سزا لازم ہو جاتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی بعثت کی مدت ۳۰ سال بتاتے ہیں یہ خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی مفتری ۳۰ ہزار سال بھی جے تو مہلت نہیں۔

### تا قیامت زندگی آخر فنا

بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کے پیروں میں حقیقت مہلت کے معنی ہی نہیں سمجھے۔

اس نئے مہدی کے چھانی پانے پر تو مرزائیوں کو عبرت ہونی چاہئے تھی نہ کہ مسرت۔ کیا معنی کہ اگر ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی عملداری نہ ہوتی یا آپ کا بل وغیرہ اسلامی سلطنت میں رہ کر مفتری علی اللہ بنے تو یقیناً آپ کو اتنی مہلت بھی نہ ملتی جتنی عبداللطیف اور رحمت علی کو ملی۔ برٹش گورنمنٹ کو دعائیں دو جس کی بدولت اللہ تلے دوڑ رہے ہیں وہ خوب جانتی ہے کہ مہدی صرف حتماء ہیں۔ حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں اور پیدا ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے اپنی مہدیت موعودیت کا دار مدار غالباً اس پر رکھا ہے کہ جو مفتری علی اللہ جلد مر جائے وہ جھوٹا ہے اور جو زیادہ مدت جئے وہ سچا ہے۔ مرزا قادیانی کو یقین ہے اور شاید آسمانی باپ نے الہام کر دیا کہ تمام مہدی مر جائیں گے اور لے پا لک سب کے بعد مرے گا اب ہم مرزائیوں کو ہوشیار اور خبردار کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار بتاتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی لندن میں مسٹر پکٹ اور فرامیسی مسیح ڈاکٹر ڈوٹی کی حیات میں مر گئے تو وہ دونوں مسیح سچے اور مرزا قادیانی جھوٹے اور اگر مرزا قادیانی زندہ رہے اور وہ دونوں ان کی زندگی میں مر گئے تو مرزا قادیانی سچ کھیت اور باون تولے پاؤرتی سچے۔

اگر مرد میدان ہو تو مجدد النہ شرقیہ سے معاہدہ کرو تا کہ سال دو سال ہی میں صدق کذب کھل جائے اور خدا کی عتابیت سے یہ ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو رکاحریہ ہیں اور قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوٹی اب تو مرزا قادیانی کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں۔ ان کے مرنے کے بعد مرزائیوں کی چھاتی پر پھونک لیں گے۔ الامینوں کی رسی درابھی ہوئی تو کیا ہوگا، دبی ہوگا جو عوام میں ضرب المثل ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔

### ۳ ..... مرزا کے الہامی مقدمات

بی اے شرف گورداسپوری

جب سے مرزا قادیانی نے مقدمے شروع کئے ہیں گورداسپور صدر کچہری میں مریدوں کا ایک گروہ بھی اس کمرہ میں جہاں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت میں مرزا قادیانی حاضر ہوتے ہیں مرید بھی ہمراہ ہوتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ عجیب ہوتا ہے کوئی تو کان میں بات کہہ رہا ہے کوئی رو مال لئے ہوئے ہے، کوئی پینے کے پانی کا لوٹا لئے بیٹھا ہے۔ کوئی دوڑا دوڑا بھاگا کتا میں لارہا ہے۔ کوئی الہامات کی تصدیق، کوئی جرح قدح کی نقل کر رہا ہے۔ کوئی وکیل صاحب کے لئے کرسی کی فکر میں ہے۔ غرض مرید طرح طرح کے فرائض زور و شور سے بجالا رہے ہیں۔ کیا مجال کہ تماشیوں میں سے کوئی ذرا سی بات بھی مرزا قادیانی کے برخلاف پیش کرے اگر بھولے سے کرے تو مریدوں کا گروہ جھٹ سے لگے بے رحمی کرنے۔

بھلا شریف اور بھلا ناس کس طرح مرزائی گروہ کی اشتعال آمیز سخت کلائی سن سکتا اگر کسی نے سوال کیا تو سوال کچھ، جواب کچھ اور وہ بھی ایسی شیریں کلائی سے جو مرزا قادیانی کی کتب سے سب پر اظہر وعیاں ہے۔ خود بوڑھے میاں قادیانی کیسی رنگین عبارت سے بزرگان سلف کو یاد فرماتے ہیں۔ خصوصاً سبکی مذہب کے بزرگوں اور عیسائی مسیح کو جس کے آپ مثیل ہونے کے مدعی ہیں۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کو اس مقدمہ لائیکل میں جو مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے بنام مرزا قادیانی وحکیم فضل الدین بھیروی دائر تھا۔ قریب ساڑھے ۱۱ بجے کے قانونی بحث شروع ہوئی۔ مولوی صاحب نے الفاظ استغاثہ کی کتب لغت، عربی، فارسی، انگریزی، تقاسیر، حدیث اور خود مرزا قادیانی کی تصنیفات سے مدلل تشریح کی اور اپنی حیثیت اور سندیں پیش کیں۔ پھر تو مرزائیوں کے ایسے چھکے چھوٹے کہنا گیاراں کو مرزا قادیانی بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کے سرٹیفکیٹ سے معلوم ہوتا کہ وہ ایک ماہ تک عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتے اور پھر حکیم فضل الدین نے زیر دفعہ ۲۶ مضابطہ فوجداری مہلت مانگی کہ چیف کورٹ میں ہم انتقال مقدمہ کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دوسرے استغاثوں ۴۱۱/۵۰۰ کی نسبت بھی درخواست گزاری۔ عدالت نے ۱۳ فروری ۱۹۰۴ء تک مہلت دی۔ اس کے بعد پہلے مقدمہ میں مولوی صاحب کی بریت کا حکم بنا کر اس فیصلہ کو حرف بحرف پڑھا جو ۱۹ دوق کا انگریزی میں لکھا ہوا تھا۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کا دن مرزا کے گروہ کے لئے نہایت نحوست دکھست کا دن تھا

کیونکہ اس دن مرزائیوں کا وہ الہامی مقدمہ فوجداری جو منجانب حکیم فضل الدین بھیردی برخلاف مولوی کرم الدین دائر تھا۔ اور جو ایک سال دو ماہ سے چل رہا تھا اور جس کی نسبت مرزا قادیانی بہت سی فتح اور نصرت کے الہامات بارش کی طرح چھما چھم برسا چکے تھے اور قادیانی آرگن الحکم مطبوعہ ۱۰۷۳ جون ۱۰۷۳ء میں بڑے زور و شور سے وہ سب الہام درج ہو چکے تھے۔ جس میں فتح اور کامیابی کی تاویلیں چھپ چکی تھیں۔ تمام مرید شیخ چلی کے خیالات پیر جی سے سن کر بہت خوش ہو رہے تھے اور دروازے سے سفر طے کر کے فتح کی آواز سننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اچانک بابو چند لال صاحب بی اے مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت سے خارج کیا گیا۔ پھر تو رنگ فق ہو گئے۔ چہرہ پر مردنی سی چھا گئی اور سب امیدیں فتح و ظفر کی خاک میں مل گئی۔ الہام کی قلعی کھل گئی۔

انصاف مجسم مجسٹریٹ کا فیصلہ سن کر سب لوگ بہت خوش ہوئے کہ مجسٹریٹ صاحب نے واقعی اپنی دماغی اور الہی برکت سے (جو خدا کی طرف سے ان کو ملی ہے تاکہ وہ جھوٹ اور سچ کا فیصلہ دیں جس کے لئے خدا نے ان کو اس عہدے تک پہنچایا ہے۔) دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دکھایا کہ ویسی حکام بھی ایسی باریک و دقیق و پیچیدگیوں کو بہت آسانی سے دریافت کر لیتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی الہی اور خدا داد لیاقتوں کا ثبوت دیتے ہیں۔ یعنی رعایا کی بہتری کرنا اور حق داروں کا حق پہنچانا اور گورنمنٹ کے قوانین کے تابع ہونا کاش جس طرح اس ویسی حاکم نے اس مقدمہ کی پیچیدگی کو بخوبی سمجھا اور فیصلہ دیا۔ اسی طرح باقی حکام بھی کیا کریں۔ اب ہم مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیوں بھی۔ فتح و نصرت کس کو ہوئی اور تاویلیں اور الحکم کے خشک الفاظ اور گیدڑ بھمکیاں کہاں نکلیں؟

باقی مقدمات کا کیوں انتقال کرانا چاہتے ہو؟ کیوں مرزا قادیانی سے تاویل نہیں کراتے لہذا دوسرے مقدمات بھی گورداسپور بھی کرانا تاکہ ہم اپنے ناظرین کو الہامی مقدمات کا حال سناتے رہیں۔ (الراہم بی اے شرف گورداسپور پنجاب)

۴ ..... مقدمات گورداسپور

پنجاب ساچار!

نامہ نگار سراج الاخبار لکھتا ہے کہ مرزائیوں کی درخواست انتقال مقدمات محکمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر سے نامعلوم ہو کر جب مسلمین عدالت ماتحت میں واپس آئیں تو عدالت نے فریقین کو نوٹس حاضری ۱۶ فروری بھیج دیئے مرزا قادیانی بھی قبیل نوٹس کے باعث گورداسپور

میں معہ اپنی پارٹی کے تشریف لائے۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ گھوڑا سپور کی زہریلی آب دھوانے پھر آپ کی نازک طبیعت پر اثر کیا، آتے ہی ایسے بیمار ہو گئے کہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کیا۔ ایک ماہ تک حاضری عدالت سے معذور ہیں بیماری کا برا ہو جو مرزا قادیانی کا چچا نہیں چھوڑتی خدا خیر کرے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ قادیان سے گورداسپور تک سفر کرنے سے تو بیماری مانع نہیں ہوتی لیکن شہر سے عدالت تک جانے سے روک دیتی ہے۔ لوگ تو ان کی دعا سے صحت پاویں اور آپ بیمار ہو جائیں۔ اچھے صبح ٹھہرے۔ مرزائیوں کے دکلاء نے یہ بھی عذر کیا کہ چیف کورٹ میں ان کی طرف سے مسٹر اور ٹیل صاحب بھر مٹرنے درخواست انتقال دے دی ہے۔ عدالت نے ایک ہفتہ تک مہلت دی مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم کو ان کی درخواست پر عدالت نے تاحکم ثانی عدالت کی حاضری سے معاف فرمایا۔

## ۵ ..... مرزائی مقدمات کا خاکہ

مولانا شوکت اللہ سیرخی!

افسوس ایسا زمانہ آگیا کہ باپ کو اولاد سے اصلاً محبت نہیں رہی۔ بھلا غضب ہے نا کہ خود باپ ہی کو نشیب فراز نہ سوچے اور بیٹے کو اندھے کوئیں میں دھکا دے دیا۔ آسانی باپ نے لے پا لک کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے مقدمات ہی کے دائرہ کرنے کا الہام نہیں کیا۔ بلکہ حق باپ کی پیشگی نفاذ بھی مرزائیوں کے گھر بھجوا دیئے۔ دوران مقدمات میں ایک ایک مرزائی کی مارے خوشی کے کانوں تک ہا چھیں چری ہوئی (اے تو بہ کھلی ہوئی) تمہیں۔ قسم ہے ہجرت اقدس کی مولوی کرم الدین صاحب مزاسے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ فریب چوڑے سوچ (میدان کے بچ) ثابت ہو گیا۔ اب بھاگتے راہ نہ ملے گی۔

دوسرا اور متواتر الہامات بھی تو ہو چکے ہیں۔ بھلا کوئی الہام بھی خالی گیا ہے جو یہ خالی جائے گا۔ مقدمہ کی روئیداد کچھ ہی ہو مگر ہوگا الہام کے موافق۔ اور میرا تو الہام پر ایمان ہے (ہر کہ شک آرمہدی سومالی و ملا افغانی عبداللطیف گرد) تیسرا! اور خدا کی عنایت سے آثار بھی ہمارے ہی فتح کے نظر آتے ہیں۔ آپ نے دیکھا بھی کہ جب ہمارے مخالف کے گواہ پیش ہوتے ہیں تو عدالت کے تیور بگڑ جاتے ہیں۔ آنکھوں سے خون برسنے لگتا ہے اور جب ہمارے گواہ پیش ہوتے ہیں تو عدالت کا کچھ اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ قہر کی صورت مہر سے بدل جاتی ہے۔ چوتھا! ہاں ہاں یہ تو میں نے بھی اکثر دیکھا ہے وجہ یہ ہے کہ کام تو اور ہی ہاتھ کر رہا ہے۔ عدالت کی کیا طاقت ہے کہ بیت حق کے خلاف اپنے قلم کو ذرا بھی جنبش دے سکے۔ انتہم کی طرح عدالت کے دل پر بھی رعب غالب آگیا ہے۔

پانچواں! حضرت کی مخالفت جس کا جی چاہے کرے۔ عدالت ہو یا کوئی اور مگر چند روز میں حقیقت کھل جائے گی۔ ہندوستان میں ابھی تک طاعون موجود ہے وہ تو حضرت کے مخالفوں ہی کے لئے آیا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اور کیونکر سمجھیں ”صنم بکم عمیٰ فہم لایرجعون“ مرزا اور مرزائیوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ عدالتیں ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھتی ہیں کہ فلاں مقدمے کے فیصلے کا پبلک پریکٹس پڑے گا۔

وہ صرف طزم یا مدعا علیہ کی حیثیت اور صفائی مد نظر نہیں رکھتیں کیونکہ مصلحت بھی ایک چیز ہے جس کا ہر حالت میں ملحوظ رکھنا عدالتوں کا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے کاروبار اور کارخانے کا جہاز دعا اور فریب کے دریا میں چل رہا ہے۔ اگر ایک مقدمہ میں بھی کامیاب ہو جائیں تو آسمان سر پر اٹھائیں زمین کو روند ڈالیں اور وہ لوٹ کھسوٹ مچائیں کہ کچھ نہ پوچھئے۔ اسی مقدمہ میں دیکھئے کہ کس قدر الہامات کا مینہ برس رہا تھا اور اخباروں میں پیشینگوئیاں ششتر ہو رہی تھیں۔ کیا وہ حکام کی نظر سے نہیں گزرتی تھیں۔

پیشینگوئیاں اور الہامات کے شائع کرنے سے مرزا قادیانی اپنے مقدمات کا فیصلہ کر چکے تھے۔ گویا عدالت کو بتا چکے تھے کہ مقدمہ میرے حق میں فیصل ہو جانا چاہئے۔ یہ درحقیقت تو بین عدالت تھی مگر اوچھا پن، کم ظرفی، حماقت کی نحوست تو قسمت میں لکھی تھی۔ وہ کیونکر ملتی حکام وقت نے دیکھا کہ مرزا دنیا کے ٹھکنے کے لئے خدائی کے دعوے کر رہا ہے۔ پس اس کے غرے ڈیوں کا سر ٹوٹنا چاہئے ورنہ پبلک کو نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پس محمد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئی پر مرزا اور مرزائیوں کو ایمان لانا چاہئے کہ وہ اپنے کسی دعوے میں عدالت سے کامیاب نہ ہوں گے۔ اور مجبور سواری اور تفتیش اور نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور غور سے دیکھئے تو مرزا قادیانی کے حق میں ناکامی ہی مفید ہے ”والولبسٹ اللہ الرزق لعباده لبغوا فی الارض (الشوریٰ: ۲۷)“ اس کا ترجمہ فارسی میں کسی شاعر نے یوں کیا ہے۔

نامرادم دارداین افزونی خواہد بدھر

آب برمن بسنہ اند آرے ز استقالے من

مجرم کو سزا ملتا اور اس کا ناکام رہنا درحقیقت اس کے حق میں سودمند ہے ورنہ عادی بننے پر مآل کی ہلاکت ہے۔ عدالتوں کے دماغ تو بڑے ہوتے ہیں تو حویلی سی عقل والا ابھی مرزا قادیانی کے لغویات و خرافات اور متضاد و متناقض دعوؤں کو نہیں مان سکتا۔ اور آج کل تو دنیا پر فلسفے کا قبضہ ہے۔ کوئی بات بے دلیل مانی نہیں جاتی۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو شوکر کھا کر بھی عقل نہیں

آئی۔ ان کو یاد نہیں رہا کہ اس عرصہ میں انہوں نے کیا کیا جنگ مارا ہے جس کا خمیازہ آج کے روز بھگت رہے ہیں اور انشاء اللہ بھگتیں گے۔ دعویٰ تو نبوت اور برذیت اور مہدویت و مسیحیت اور خاتمیت اور امام الزمان ہونے کا ہے اور عام مجرموں کی طرح عدالتوں میں گھسٹ رہے ہیں۔ ارے مارے پھرتے ہیں کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں؟ ہم سچ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی تائید سے ہماری پیشینگوئی اور روپاء صادقہ ہرگز اوپر اوپر نہیں جاتے۔ ناظرین! کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنا ایک خواب مشتہر کیا تھا کہ ہم قادیان میں ہیں اور سامنے سے مرزا قادیانی اس حیثیت میں آرہے ہیں کہ ان کا سراپاؤں سے لگا ہوا ہے اور کمان کی طرح دوہرے ہو رہے ہیں۔ یہ خواب بالکل اس آیت کریمہ کا مصداق تھا ”یوم یعرف العجمون بسیمہام فیخذ بالنواصی والاقدام“ یعنی جس روز کو مجرم پہچانے جائیں گے اپنی پیشانیوں سے پس وہ جکڑے جائیں گے ساتھ پیشانیوں اور قدموں کے۔ چنانچہ اس خواب کا ظہور ہوا۔ ”صدق اللہ العلیٰ العظیم“ عبرت عبرت۔ یہ تو صرف زندگی کی سزا ہے۔ بہت بڑی عقوبت جو عقیلی میں ہوگی۔ وہ ابھی باقی ہے پس اب وہ سمجھیں اور مفتی علی اللہ بننے سے تائب ہوں اور جموٹے دعوؤں کو تہ کر کے سچے اور یکے مسلمانوں میں شامل ہو جائیں۔

## ۶ ..... حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب کی شہادت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم کو معلوم ہے کہ مرزائی تمام بڑے بڑے شہروں میں غل مچاتے پھرتے ہیں اور مرزائی اخباروں میں بھی زور شور سے مشتہر ہو رہا ہے کہ ”ہیر صاحب مدوح نے کتمان شہادت کیا جو کبیرہ ہے۔“ ہم سے سنئے۔ یہ جو کھیل کتمان شہادت یا عدم ادائے شہادت کی نہیں بلکہ یہ جلن ہے کہ مرزا قادیانی پر تو سن کی بھی قیل ہو اور وارنٹ جاری ہو۔ مچلکے اور ضمانتیں لے جائیں اور ہیر صاحب خدا کی عنایت سے ہر طرح حاضری عدالت سے محفوظ رہیں لیکن یہ قصور تو لے پا لک کے مسخرے آسمانی باپ کا ہے کہ کچھ بھی مدد نہ کر سکا۔ پس اسی کھوسٹ کا جھونڈا چھونکنا چاہئے۔

دوم..... مرزا قادیانی کا کونسا شرعی حق تلف ہوتا تھا جس کے لئے ہیر صاحب کی ادائے شہادت کی ضرورت تھی۔ مرزائی مقدمے کی بنیاد تو سراسر فساد پر تھی۔ یعنی اپنا غلو اور ایک مسلمان بلکہ ہرگز یہ معزز عالم و فاضل (مولوی کرم الدین صاحب) کی ذلت اور رسوائی مد نظر تھی جن کو خدائے تعالیٰ نے ہر طرح عزت دی اور مخالفوں کو ہر طرح ذلت۔ اور ابھی تو کچھ بھی ذلت نہیں ملی۔

کار کلی ہنوز در قدر ست

اے اللہ کو بلا وجہ ستانا ہرگز خالی نہ جائے گا انشاء اللہ۔ سوم..... حضرت پیر صاحب پر تو کبیرہ گناہ کا الزام مگر خود بدولت قرآن کی مخالفت کر کے چھلے چھلائے کافر بن گئے۔ پر ”مؤمن فلا وربک لا یلق منون حتی یحکموا فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (النساء: ۶۵)“ قسم ہے تیرے رب کی نہ مومن ہوں گے یہاں تک کہ حکم ظہرائیں تجھ کو ان معاملات میں جن میں وہ جھگڑ رہے ہیں پھر بتائیں اپنے نفسوں میں (تیرے فیصلے سے) کوئی جرح اور مان لیں مان لیتا پس آپ نے حضرت ﷺ سے فیصلہ نہ چاہا بلکہ عدالت غیر سے چاہا اور چونکہ پیر صاحب عدالت غیر میں حاضر نہیں ہوئے اور ناموس شریعت اسلامی ملحوظ رکھا اور حکم قرآن پر دل و جان سے عامل ہوئے۔ لہذا تمہیں ایمان سے کہو کہ سچ مومن آیت بالا کے موافق وہ ہوئے یا آپ؟ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء / مارچ کے شمارہ نمبر ۱۰ کے مضامین

.....۱	شرکیہ وظائف۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	تمام انبیاء ناما کام رہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مسح موعود کے آنے پر نکوار کے تمام جہاد ختم ہو جائیگے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	ہماری پیشینگوئیاں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کی بعثت کی غرض۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... شرکیہ وظائف

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء میں یاحسین اور باعلی وغیرہ پکارنے والے شیعہ اور بابا عبدالقادر وغیرہ پکارنے والے صوفیوں کی بہت کچھ تھاڑ اور چٹھاڑ کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ رہتا مسیح اور رہتا یحسین کہنے والوں میں کیا فرق ہے؟ یعنی عیسائیوں نے مسیح کے خون کو امت کے گناہوں کا کفارہ بنایا تو شیعہ نے حسین کے خون کو وغیرہ۔ اور اخیر میں اس غزل کا یہ مقطع لکھا ہے کہ ”حضرت اقدس انجی خرابیوں کو دور کرنے کو مبعوث ہوئے ہیں۔“ کیا کہنا ہے۔ گویا اسلام میں شرک و کفر کی

ممانعت ہی نہیں اور مذہب اسلام ایک ناقص مذہب ہے اور تیرہ سو برس تک ناقص رہا۔ اب مرزا قادیانی کو اس کی تکمیل کے لئے آسانی باپ نے بھیجا۔ مرزا اور مرزائیوں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ یقولون مالا یفعلون کے مصداق بن رہے ہیں۔ خدا کے لئے پالک بن کر مشرک فی التوحید اور نبی بن کر مشرک فی الرسالت ہوئے اپنی تصویر کی اشاعت سے دنیا میں شرک پھیلایا۔ مسلمانوں کو حج حرمین شریفین سے روکا وغیرہ۔

فرمایئے شرک اور کفر اور الحاد کے اور کیا سینک ہوتے ہیں؟ پھر تاویلیں وہ لغو اور بے معنی جن کو تھوڑی سی عقل والا بھی تسلیم نہ کرے۔ میں نبی ناقص ہوں نہ کہ کامل۔ میں خدا کا صلیبی بیٹا نہیں بلکہ پیارا (گودلیا) ہوں۔ میں بذریعہ تصاویر اپنی رسالت کی تبلیغ کرتا ہوں۔ تصویر کی پرستش نہیں کرتا جیسی مسیح دنیا میں مر گئے یہ میری موعودیت کی کچی دلیل ہے۔ شیعہ اور عیسائی تو آپ سے کہیں بڑھ کر اپنے عقائد کی تاویل کر سکتے ہیں۔ شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اماموں کو خدا نہیں سمجھتے۔ عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح خدا کے نطفے سے نہیں۔ ہنود کہہ سکتے ہیں کہ ہم جو اپنے دیوتاؤں کو پکارتے ہیں تو ان کو بھگوان نہیں سمجھتے ان کی دھات کی مورتیاں تو ہماری ہی بنائی ہوئی ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ بے حس و حرکت پتھر وغیرہ ہیں۔

مگر ہم ان کو سامنے رکھ کر زنا کار جو قیام سرور کا دھیان گیان کرتے ہیں جس طرح مسلمانوں میں تسبیح کا رواج ہے کہ جب تک ہاتھ میں تسبیح رہے گی خدا کا نام ضرور لیا جائے گا ورنہ اس کی یاد سے ذہول ہوگا وغیرہ۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے پاس ایسی ایک بھی دلیل نہیں جو عیسائیوں اور ہندوؤں کو شرمائے اور آریا کو تو کیا شرمائیں گے جو اپنے کو محض عقل کا پیر بتاتے ہیں۔ اور جنہوں نے مرزا قادیانی کا ناٹھہ بند کر دیا ہے۔ وہ جب قدیمی اوتاروں کو نہیں مانتے تو بردوزی اوتار کو کیا مانتیں گے۔

گزشتہ الحکم میں کسی نے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ کہنا کیسا ہے؟ خود مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ درست ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ اور یا حسین اور یا علی کہنے میں کیا فرق ہے؟ جس طرح الحکم میں بطور مظهر لکھا ہے کہ ”ربنا المسیح اور ربنا الحسین“ میں کیا فرق ہے؟ یا رسول اللہ کہنا آپ نے اس لئے جائز کیا کہ آپ خود بھی تو معاذ اللہ رسول اللہ ہیں؟ مرزا کی جس طرح زندگی میں آپ کو یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کہہ کر پکارتے ہیں۔ آپ نے یا رسول اللہ کہنے کے جواز سے گویا ہدایت کر دی ہے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے اسی طرح پکارا و اعانت ہے اس دعوے تو حید اور کھلے شرک پر جس کی دلدل میں سر سے قدم تک دھنسنے ہوئے ہیں۔



یہ مسائل تو حد بہ ترے عقائد شرک  
تھے ہم سمجھے مسلم جو نہ ایسا خوار ہوتا  
من چاہے مگر منڈیا ہلائے

ایک صاحب نے (قابلاً براہِ تسخیر یا استخوان) مرزا قادیانی کو لکھا تھا کہ ”میں ایک شخص پر عاشق ہوں اگر وہ مل جائے تو مرزا قادیانی کا مرید ہو جاؤں گا۔“ اس کے جواب میں حکیم الامتہ المرزا سیہ نے اپنے اخبار البدل میں ٹیپ ٹاپ کا سالے دار خط کسی مرزائی سے لکھوایا جس کے اخیر میں جلی قلم سے یہ لکھا تھا کہ (مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں) ہم پوچھتے ہیں کیا درحقیقت ایسا ہی ہے؟ ضمیمہ میں ایسے واقعات درج ہو چکے ہیں کہ کسی شخص نے ادھر مرزا قادیانی کو خط لکھایا کوئی شخص قادیان میں پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دیکھنے آیا ادھر اس کا نام مریدوں کے رجسٹر میں ٹانک دیا گیا اور جھٹ مرزائی اخباروں میں مشتہر کیا گیا مگر مرزا قادیانی کو سیدھے سادھے مسلمانوں کو مرزائی بنانے کا شوق نہ ہوتا تو قادیان میں یہ چہل پہل کہاں سے ہوتی؟ مستحقوری مجموعیں کھا کھا کر مرزا قادیانی ساٹھے پاٹھے اور پانچ مرزائی کیونکر سنڈھیاتے؟ چندے کہاں سے آتے؟ مرزا انیس جڑاؤ زور سے لدی ہوئی کیونکر نظر آتیں؟ جائیدادیں اوروں کے نام سے کیونکر رجسٹر کرائی جاتیں؟ کماؤ پوت نہ ہوں تو باواہمی کے پوپے منہ میں حلوے طیدے کہاں سے آئیں؟ جتنی اولاد ہوگی اتنی ہی کمائی بڑھے گی۔ بیٹے ہوئے سیانے والدہ گئے پرانے۔ اور اگر فی الواقع مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں تو رسول اور امام الزمان بننے کا بھی شوق نہیں۔ خدائے تعالیٰ تو آنحضرت ﷺ کے بھڑاس پر جو آپ کو گمراہوں کے راہ راست پر لانے کے لئے تھی یوں فرمائے ”لعلک باخع نفسك علی آثارہم“ یعنی اے محمد ﷺ شاید تو ان کے پیچھے اپنے نفس کو ہلاک کرنے والا ہے اور بروزی نبی یوں کہے کہ مجھے مرید بنانے کا شوق نہیں۔ بس نبی بروزی نبوت کی لٹیاری ڈبودی۔ ہتھیاری ہاردی۔

اگر مرید بنانے کا شوق نہیں تو رسالے اور اخبارات کیوں شائع ہو رہے ہیں۔ کیوں بھیڑیے کی طرح خاک اڑائی جاتی ہے کیوں رات دن مرزا قادیانی کی بھٹی ہوتی ہے۔ کیوں پیشینگوئیاں کی جاتی ہیں اور جب کوئی پیشینگوئی پوری نہیں ہوتی تو کیوں تاویلوں سے جوتیوں کاں کاٹھے جاتے ہیں اور کیوں عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ رسول اور امام الزمان کی بیعت کرنا اور اس پر ایمان لانا ویسا ہی فرض ہے جیسے رسول پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرض ہے۔ پڑھو ”یالیہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایہ“ مگر بروزی رسول کا عجیب برزخ ہے

کہ جامین کے فرائض یعنی مرید بنانے اور مرشد بننے کے ساقط کر کے اپنے کو جھوٹا نبی قرار دے رہا ہے۔ یہ درحقیقت صحت بی بی از چچا داری کا مضمون ہے جب آپ باوصف فرامشی رسول بننے کے کوئی معجزہ یا کرامت نہیں دکھا سکتے تو نبوت در رسالت وغیرہ کا چولا ہی اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ بھلا جب آپ ایک عاشق شیدا اور مجرد کو جو رد بھی آسانی باپ سے نہیں دلا سکتے تو کیسے چہیتے لے پالک ہیں۔

آپ سے تو امر تر اور لاہور وغیرہ کے کوٹھی وال قوم ساق ہی اچھے جو بے گھروں کے گھر تو بسا دیتے ہیں اور ایسے ایسے نازنین پر پتھم معشوقوں سے سستے داموں بغل گیر کر دیتے ہیں کہ بیگمات میں ایسی ایک بھی نہ ہوگی اگر مرزا قادیانی یہ عذر لنگ پیش کریں کہ میں نے اپنی رسالت کی تبلیغ کر دی میں کسی پر جبر نہیں کرتا تو ہم کہیں گے کہ پھر آپ کو مرید بنانے کا کیوں شوق نہیں۔ اسی صورت میں تو تبلیغ بالکل فضول۔ اور نبوت در رسالت و بدوزیت خاک و حول ٹھہری اور آپ مامور من اللہ بھی نہ رہے۔

کیونکہ جس شخص کو خدا نے تعالیٰ اپنا کام لینے کو مامور کرتا ہے، ادائے فرض کا شوق و ذوق اس کے دل میں بھر دیتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس میں انبیاء پر و انہ کی طرح گرے طرح طرح کے ظلم سے اور جان پر کھیل گئے۔ شوق تو ادنیٰ مرتبہ ہے حالانکہ آپ اس کا بھی انکار کرتے ہیں۔ کہ مجھے مرید بنانے کا شوق نہیں۔ دعوے تو لمبے لمبے بلند پروازیان وہ کچھ اور پھر آپ ہی کئی ہوئی کھڑی اور تجھے ہوئے غبارے کی طرح آسانی باپ کے جھونپڑے سے تخت اطریٰ میں آرہے۔ خبردار! جو پھر کبھی ایسا کلمہ زبان سے نکالا کہ مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں۔

البدرا اور الحکم دونوں آئندہ کے لئے کان پکڑیں مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں ہاں دھمکانے کا شوق ہے کہ فلاں مارا جائے گا فلاں دھرا جائے گا اور میں غضب ناک نبی ہوں طاعون طعون میرے قابو میں ہے، جس پر چاہوں مسلط کر دوں، جس ملک میں چاہوں بھیج دوں، جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے اور میرے مرید نہیں ہوتے طاعون انہیں کے ہڑپ کرنے کو آیا ہے پھر بھی مرید بنانے کا شوق نہیں؟

ہاں جب سے چند پٹنیاں ملی ہیں کیا معنی کہ ادھر تو آپ کی پیشگوئیاں جو لوگوں کی ہلاکت کے بارے میں تھیں چٹ پڑی، ادھر تحریف اور نقص امن کے الزام پر عدالت نے دھر گھسیٹا تو ہلاکت کی دھمکیاں براہ اسئل نکل گئیں۔ خصوصاً مقدمہ فریب میں جب سے ناکامی ہوئی پیشگوئیاں جاتی رہیں اور الہامات بھی گا دھو رہے گئے کیونکہ وہ تو مقدمات یا واقعات کے پیش

آنے اور ایسے وقت میں بروذیت کی دکان چکانے کے لئے نازل ہوتے ہیں اور جب گرم بازاری پر اوس پڑ جاتی ہے تو الہامات بھی کاغذ خورد ہو جاتے ہیں اور چونکہ پچھلے مقدمے میں نچا دیکھ چکے ہیں لہذا ہم پیشینگوئی کرتے ہیں کہ اب کوئی الہام نہ ہوگا جب تک مقدمات مرجوع فیصل نہ ہوگیں۔ ہاں فیصل ہونے پر جھوٹی پیشینگوئیوں کی تاویلیں ہوں گی کہ حضرت اقدس نے پہلے ہی یوں کہہ دیا تھا اور دوں کہہ دیا تھا اور ”وہم من بعد غلبہم سیغلبون“ الہام ہو چکا تھا الغرض جدھر کی ہوا دیکھیں گے اودھر ہی گڈی اڑا دیں گے۔ یہ کیوں وہی مگرزی کے بنانے پر مرید بنانے کا شوق۔

۲ ..... تمام انبیاء ناکام رہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۲۴ فروری میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”حضرت صلی علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی محنت سے تیار کئے تھے (جیسے آپ نے ۳۰ برس میں تیار کئے) وہ بھی پورے غلط اور دو قار ثابت نہ ہوئے اور خود مسیح کو ان کے ایمان و اخلاص میں پر شک ہی رہا یہاں تک کہ آخری وقت جو مصیبت و مشکلات کا وقت تھا وہ حواری ان کو چھوڑ کر چلے گئے، ایک نے گرفتار کر دیا، دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی، اس سے بڑھ کر اور کیا ناکامی ہوگی۔ حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم بھی راستے ہی میں فوت ہو گئے۔ اور ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے۔ اور انکے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین اس کا قاتل ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی کیسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔“

آنحضرت ﷺ کی کامیابی کا ذکر محض کید اور مسلمانوں کی روداری کی وجہ سے دل سے نہیں۔ مرزا قادیانی کا مقصد بھی ہے کہ تمام انبیاء ناکام رہے صرف میں کامیاب ہوں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر میں کسی معاملہ (مثلاً مرزائی مقدمات میں ناکام ہوں تو میری نبوت میں کچھ بکس نہیں مل گیا بڑے بڑے انبیاء ناکام ہو چکے ہیں۔ چہ خوش و خشاک۔ اگر حواری کا منحرف ہونا انبیاء کی ناکامی ہے تو (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ بھی ناکام ہیں۔ پڑھو ”ومن اهل المدينة مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم“ (التوبہ: ۱۰۱) ”کوئی پوچھے اگر لوگ منافق بن کر منحرف ہو جائیں (جیسے مرزا قادیانی کو بظاہر تو آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں مگر درحقیقت اپنے کو تمام انبیاء سے بڑھ کر خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) سمجھتے ہیں۔ اگر بڑھ کر نہ سمجھتے تو بعد ختم رسالت اپنے کو نبی کیوں بناتے؟) تو اس میں انبیاء کا کیا قصور؟ کیونکہ وہ عالم الغیب اور

عالم مافی الصدور نہ تھے جیسے مرزا قادیانی اپنے کو عالم الغیب سمجھتے ہیں۔ یعنی پیشینگوئیاں کرتے ہیں۔ ”پڑھو انک لا تھدی من اھببت ولكن الله يھدی من یشاء“ لیکن ان کی نبوت ناکام نہیں رہی۔ کیونکہ ناکام رہنا نقص نبوت ہے اور خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کو ناقص بنا کر نہیں بھیجا۔ یہ تو صرف آسمانی باپ کا کام ہے جس نے اپنے لے پاک کو ناقص (ناخلف) بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اگر کسی نبی کی نبوت ناکام اور کسی کی کامیاب ہوتی تو ہم کو ”لا تفرق بین احد من رسلہ“ کی تعلیم نہ دی جاتی اور آنحضرت ﷺ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ”لا تخیروا فی انبیاء اللہ“ اور ”لا تفضلونی علی یونس ابن متی“ بعض انبیاء سے اگر لغزش ہوئی ہے تو وہ ابتلاء (امتحان) ہے اور یہ ایک ناز و نیاز ہے۔ نبوت ایسے معاملات سے زیادہ کامل ہوتی ہے نہ کہ ناقص۔ لیکن یہ وہ سمجھے جو صاحب حال ہو اور پاک اور صاف کانشنس (نور ایمان یا قوت ممتازہ) رکھتا ہو۔ نفس پرست حکم پرورد گئے ان رموز کو کیا سمجھیں؟

وہ اولوالعزم عیسیٰ مسیح جو کلمت اللہ ہے اور وہ اولوالعزم موسیٰ جو کلمہ اللہ ہے تو ان کو ناکام (ناقص نبی) بتاتا ہے تیرا مشن مجسم تو ہین انبیاء علیہم السلام ہے اور تیرا وجود ان کے لئے مجسم لعنت اور شر ہے۔ اچھے جہلاء میں بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور دوسرے انبیاء کی توہین کرنا سراسر الحاد ہے ناسبہ جس نے ایک نبی کی توہین کی اس نے تمام انبیاء کی توہین کی۔

اگر انبیاء تیرے زعم کے موافق اپنی بعثت و نبوت میں ناکام رہے تو جناب ہاری پر الزام آتا ہے کہ اس نے دنیا میں ناکام نبی بھیجے اور اس سے معاذ اللہ لغو اور عبث فعل سرزد ہوا۔ اس صورت میں خدائے تعالیٰ حکیم نہیں رہتا۔ اس کے اہل علم و حکمت کا ہوتے ہیں کہ انبیاء کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا مگر اصلاح نہ ہوئی اور ان کی رسالت ناکام رہی۔ جو منہ میں آیا یک دیا خبردار زبان کو لگام دے اور ایسے امرا ذات منہ ہی میں رہنے دے۔ کیوں دنیا میں نجاست و خباثت پھیلاتا ہے۔ سامعین اور حاشیہ نشین تو گوہ کے کیڑے بن گئے ہیں۔ گوہ میں رہنا اور ریٹگانان کی زعمی کا شجر بن گیا ہے۔ پس انہیں کون سمجھائے اور گندگی سے کون نکالے؟ وہ پورے متمدن ہو گئے ہیں۔ اور قریب ہے کہ جنم پاش پاش ہو کر ہلاک ہو جائیں۔ (ایڈیٹر)

۳ ..... مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائینگے

مولانا شرکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی یہی دلیل اخبارِ اہلکم کی پیشانی پر ثبت رہتی ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں آج کل تلوار کا جہاد ختم ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے نہیں جانتی رہی تو مشرق اقصیٰ کی

طرف دیکھیں اگر سماعت نہیں جاتی ہے تو جنگ روس و جاپان کے روزانہ حالات سنیں اور اگر یہ مراد ہے کہ صرف اسلام سے آجکل جہاد اٹھ گیا ہے تو ترکی اور مقدونیا اور بلغاریا اور مراکو کا نظارہ کریں کہ کیسی تلواریں کھینچ رہی ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ ہم کو دوسرے ممالک سے کیا غرض۔ ہندوستان میں تو امن دامان ہے۔ جہاد کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تو برٹش گورنمنٹ مسیح موعود ہے نہ کہ مرزا قادیانی۔

دوم..... آپ ساری خدائی کے مسیح موعود اور امام الزمان نہیں ٹھہرتے کیونکہ گو ہندوستان میں جہاد نہ ہو مگر دیگر ممالک میں تو جاری ہے۔ سوم..... ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں اور ۲۳ کروڑ ہندوؤں میں سے ہر شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ چونکہ اب جہاد نہیں رہا اور میں اس زمانے میں پیدا ہوا ہوں پس میں مسیح موعود ہوں۔ دیکھئے ۳۰ کروڑ مسیح موعود پیدا ہو گئے۔ چہارم..... مرزا قادیانی نے جو چند سال قبل لوگوں کی موت کی پیشینگوئی کا طوفان برپا کیا اور آسمانی باپ سے التجا کر کے طاعون کو بلوایا تو کیا یہ جہاد نہ تھا؟ جہاد سے مراد تو قتل کر دینا ہے خواہ تلوار سے قتل کیا جائے خواہ دوسرے آلے یعنی تیغ زہان اور سیف دعاء سے۔ اب دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے مرہٹک اور ایڈیکاٹک جلا وطنوں کے ہاتھوں لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا۔ کیا یہ جہاد نہیں؟

پنجم..... آپ جیسے صلح کل ہیں دنیا پر ظاہر ہے۔ اگر قابو چلے تو اپنے ایک ایک مخالف کو اسی طرح ذبح کریں جس طرح امیر کابل نے آپ کے کفارے افغانی دے دیے (مثلاً عبداللطیف) کو ذبح کیا اور سب سے پہلے کابل علی پرورش اور جہاد کریں اور درحقیقت تلوار سے نہیں تو زہان سے کر چکے ہیں۔ یعنی پانی پی پی کر امیر کابل کو کوس چکے ہیں اور پیشینگوئی کر چکے ہیں کہ افغانی حکومت کا جلد خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ تلوار کا دار تو آپ کر ہی چکے اگرچہ اس سے افغانیوں کا ہال بھی ٹیڑھا نہ ہوا یہ جہاد نہیں تو کیا ہے؟ ہاں خدائے تعالیٰ نے گنہگار کو ناخن دیئے۔ آپ نے اب تک اپنا جہاد تو بند کیا ہے نہیں، اور دنیا سے جہاد بند کر رہے ہیں۔ ششم..... صورت حال اور عملی کارروائیوں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے ایک ایک مخالف دشمن کے درپے آزار ہیں جب آپ کا کوئی مخالف قضاء الہی سے مرتا ہے تو منارے کے گنبد میں خوشی کے تان اڑاتے ہیں کہ میری مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ نے اس کو ہلاک کیا نہ کہ قضاء الہی نے۔ یہ جہاد نہیں تو کیا ہے اور غور کیجئے تو یہ گویا خدائی دعوے ہیں پس اپنے کو مسیح موعود نہیں بلکہ خدائے قادر مطلق مستہر کیجئے۔

واقعات اور مشاہدات صاف بتا رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جہاد کے ختم ہو جانے کی جو پیشینگوئی فرمائی ہے ابھی اس کا زمانہ نہیں آیا یا پھر مسیح موعود کے آنے کا زمانہ کیا؟ ہندوستان میں جہاد کو بند ہوئے دوسویس ہو گئے اور اس عرصہ میں اگر کہیں خونریزیاں

ہوئیں تو وہ جہادات نہ تھے بلکہ فسادات تھے اور مرزا قادیانی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش کیا آسانی باپ نے لے پا لک کے حمل میں آنے سے بھی پہلے بطور جنگی جہادات بند کر دیئے تھے۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ یہ سب گورنمنٹ کی خوشامد ہے اور میں گورنمنٹ کا خوشامدی مسیح موعود ہوں۔ تعجب ہے کہ ہندوستان میں امن وامان تو قائم کرے برٹش گورنمنٹ اور مسیح موعود بنیں مرزا قادیانی۔ کنائیں خانخاناں۔ اڑائیں فہیم۔ برٹش گورنمنٹ کی عملداری نہ ہوتی تو ہم دیکھتے کہ آپ کیونکر مسیح موعود اور بروزی نبی بن سکتے ہیں۔

کابل میں اپنا ایک مشنری بھیجا تو قادیانہ دیکھ لیا اس کا کیا حشر ہوا۔ قبل از حشر جہنمی بنا آپ کے پاس مسیح موعود بننے کی صرف تین دلیلیں ہیں۔ اول..... مصلیٰ مسیح دنیا میں وفات پا گئے۔ کئی معقول اور زبردست دلیل ہے۔ گنگو اتلی بھی کہہ سکتا ہے کہ جسوقت پورکار رجبہ مر گیا لہذا میں اس کا جانشین ہوں۔ دوم..... میرے زمانہ میں طاعون آیا۔ گویا پہلے کبھی طاعون آیا ہی نہیں تو تاریخ قلعہ ہیں اور اگر آیا ہے تو طاعون کے زمانہ کا ہر شخص مسیح موعود تھا۔ سوم..... جہاد بند ہو گیا۔ آنکھوں کے اندھے اور نام نین سکھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انگلستان، فرانس، جرمن میں آج کل جہاد نہیں ہر انگریز، فرانسیسی، جرمنی کہہ سکتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ لندن میں مسٹر کلف اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح موجود ہیں مگر انہوں نے اپنے دعویٰ پر یہ انوکھے دلائل اور شواہد قائم نہیں کئے جو قادیانی مسیح نے قائم کئے ہیں۔

گویا مسیح موعود بننے کے لئے مختلف وجود اور حیثیتیں ہیں اور جس طرح مرزا قادیانی کے دعوے کے موافق باوصف ختم نبوت کے قیامت تک نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح مسیح موعود بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جب نبوت ہی ختم نہیں ہوئی تو مسیحیت و مہدیت کا ختم ہو جانا ہرگز عقل میں نہیں آتا۔ آخر سوڈان وغیرہ میں مہدیوں کے پیدا ہونے کا سلسلہ جاری ہے ہی۔ لیکن اس صورت میں مرزا قادیانی کی بعثت کی دم میں کونسا سرخاب کا پرہا کہ آپ نہ صرف مہدی بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم النبیین) بن گئے اور تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔

مرزا قادیانی نے دیکھ لیا کہ ختماء ہرزمانہ میں موجود رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے عیار اور چالاک چلتے پڑے تو مہدی اور مسیح بن جائیں اور میں نہ بنوں۔ ہاں مرزا قادیانی میں ترجیح کی یہ بجز ضرور ہے کہ گزشتہ مہدیوں نے جہاد کا اعلان دیا۔ مرزا قادیانی جہاد کے نام سے بھی چوہے کابل ڈھوڑتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ مسیح کے دعویٰ ہی تمام مذاہب سے جنگ اور کھلم کھلا جہاد کا اعلان ہیں کیونکہ توہین اور بدذہانی سے تمام مذاہب والوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

## ۴ ..... ہماری پیشینگوئیاں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہماری پیشینگوئی کے موافق مرزائی مقدمات کے انتقال کی درخواست چیف کورٹ میں بھی نامنکور ہوئی اب بھی تمام مرزائیوں اور خود مرزا قادیانی مجدد السنہ مشرقیہ کی مجددیت پر ایمان لا کر مجدد سے بیعت نہ کریں تو اس سے بڑھ کر کوئی ہٹ دھرمی، نا انصافی اور تعصب ہو نہیں سکتا۔ مرزا قادیانی پر ایمان تو پیشینگوئیوں ہی کی وجہ سے ہے اور جب وہ غلط ہو جائیں اور ان کے مقابلہ میں مجدد کی پیشینگوئیاں واقعات اور مشاہدات کے کانٹے میں بال باندھی ہر طرح پوری اتریں تو مرزا قادیانی کو چھوڑ کر مجدد پر کیوں ایمان نہ لایا جائے؟ شک ہو تو آسانی باپ سے پوچھ لیں وہ ضرور الہام کر دے گا کہ لے پا لک جھوٹا ہے اور مجدد سچا، پس اسی پر ایمان لاؤ۔

معلوم نہیں مجسمہ ریت گورداسپور مسٹر چند دلال صاحب کی عدالت پر کیوں اعتماد نہیں کیا جاتا؟ گورنمنٹ تو اپنے افسروں پر اعتماد کر کے رعایا کے انصافی امور کا حل و عقدان کو تفویض کرے اور مرزا قادیانی انجمنیں ڈالیں۔ یہ خوارق بہت ہی خوفناک ہیں۔ غالباً آسانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ لے پا لک اس عدالت سے کامیاب نہ ہوگا۔ آسانی باپ تو گھاس کھا گیا ہے یا اس کو لے پا لک سے کچھ ضد آ پڑی ہے کہ سچا الہام ایک بھی نہیں کرتا۔ دائے حسرت۔ دائے قسمت۔ دائے نیت۔ ہم بھر کہتے ہیں کہ مونہیں نیچی کر لو اور مصالحت و معافی کا پیام دو۔ جبکہ الحکم کی پیشانی پر یہ فقرہ درج ہے کہ ”ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔“

تو کیا وجہ ہے کہ عملی کارروائی سے اس کا ثبوت نہیں دیا جاتا۔ مصالحت اور معافی کی تحریک اور سبقت میں کچھ کسر شان نہیں۔ البتہ مقدمات کی بھڑکی میں سرگامی اور پاؤں پیچھے رہنا سخت کسر شان ہے۔ یہ ہم مذاق یا بدعتی سے نہیں لکھتے۔ اس میں فریقین کا فائدہ ہے اور اسٹین چھوڑ کھین میں سراسر نقصان اور تکلیف ہے۔ اور مرزا قادیانی کی گرم بازاری کو زیادہ ضرر ہے۔ کیونکہ ان کی بعثت کا انحصار بالکل الہاموں اور پیشینگوئیوں پر ہے اور عدالت کا انصاف تیز کے منہ بھی ہے۔ جب پیشینگوئی پوری نہیں ہوتی تو راسخ الاعتقاد مرید بدظن ہو کر اور لمبی گردن اٹھا کر رسا توڑا کر کھوٹا کھاڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور پھر جنون تک کے ٹوٹے ہو جاتے ہیں۔ دیکھ لو مقدمات نے مریدوں کی رجوعات، بھیڑ بھاڑ کس قدر کم کر دی ہے اور مرزا قادیانی کو کتنا نقصان

ہنچایا ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ مطہر رات دن گرم رہے اور روغن بادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ اور جند بید ستری مستحضر مجوئی دم پخت ہوتی رہیں۔ مزے ہوں بہاریں ہوں اور نس۔ (ایڈیٹر)

## ۵ ..... مرزا قادیانی کی بعثت کی غرض

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی ہار بار بلکہ روزانہ منبر پر یا شہنشین میں بیٹھ کر بکارتے ہیں کہ میں دنیا کو اسلام کی خوبیاں دکھانے آیا ہوں۔ (لوگ) آنحضرت ﷺ کی عظمت و شان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ ﷺ کی جگہ کرنے والے پیدا ہو گئے تھے۔ الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۳ء ج نمبر ۷ یہ مسلمانوں پر مفتی علی اللہ کا افتراء ہے بلکہ خود جگہ کا مرکب ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے نبوت ختم کر دی یہ جھٹلاتا ہے اور اپنے کو نبی مانتا ہے۔ کیا یہ آنحضرت ﷺ اور قرآن اور اسلام اور خدائے اسلام کی جگہ نہیں۔ آیات قرآنی کو مسخ کر کے ان کا نزول اپنی شان میں مانتا ہے کیا یہ آنحضرت کی جگہ نہیں؟

اپنی تصویر بنانے اور خوانے اور شائع کرنے اور گھروں میں رکھنے کو مباح قرار دیتا ہے جس شخص نے شریعت کا ایک حکم بھی توڑا اس نے تمام شریعت کو توڑا اور اسلام اور پیغمبر اسلام اور خدائے تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی جگہ کی۔ مرزا قادیانی تو ہمیشہ احکام شریعت توڑتا رہتا ہے۔ اسلام کی خوبیاں خود ہی دنیا پر روشن ہیں۔ ”ترکت فیکم البیضاء لیلھا ونھارھا سواء الحدیث“ یعنی میں تم میں آفتاب (دین اسلام یا قرآن) چھوڑے جاتا ہوں جس کے رات دن برابر ہیں (وہ کبھی ماندیا غروب نہ ہوگا) کوئی شپر چشم ہی آفتاب کو ماند اور بے روشن مانتا سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ میں اسلام کی روشنی دکھانے آیا ہوں اسلام کی جگہ کرنا ہے کیونکہ آفتاب خود روشن ہے۔ وہ روشنی پھیلانے میں کسی کا محتاج نہیں۔

قرآن مجید میں ہے ”هذا هدى للناس، هذا بيان للناس تبيينا لكل شئ“ بھلا کسی کی کیا طاقت ہے کہ اسلام اور قرآن کو اپنی صداقت میں دیگر وسائل کا محتاج بتائے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کو یہ حکم ہے کہ ”تذکر انما انت مذکر“ کا فرض ادا کرنا جس طرح آپ پہ فرض ہے اسی طرح تمام علماء امت محمدیہ پر فرض ہے۔ تمام علماء تہذیب و تمدن و تہذیب فرما رہے ہیں اور سب مجدد ہیں مگر آج تک اپنے کو نبی اور خاتم الخلفاء کسی نے نہیں بتایا نہ بعد ختم نبوت دعوے نبوت کیا۔ یہ تو ملحدوں اور مرتدوں کا کام ہے۔ (ایڈیٹر)



تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ مارچ کے شمارہ نمبر ۱۱ کے مضامین

.....۱	یار رسول اللہ۔	عثمان میسوری
.....۲	مراسلہ۔	مدنی شاہ دارٹی!
.....۳	مرزا قادیانی حضرت حسینؑ سے افضل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	موت کی پیشنگوئی اور طاعون۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... یار رسول اللہ

عثمان میسوری

اخبار الحکم قادیانی مطبوعہ ۱۹۰۴ء فروری میں بذیل حل مسائل اس سوال کے جواب میں کہ ”یار رسول اللہ“ کہنا کیسا ہے۔ حکیم نور الدین صاحب موحدین کی مخالفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یار رسول اللہ کہنا درست ہے۔ مگر جو دلائل اس کے لئے لائے ہیں وہ ویسے بھی بودے ہیں جیسے ایک گھوڑے کو تیل ثابت کرنے میں کھینچ جان کر پیش کئے جائیں۔ حیات مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو تو مسیح میں الوہیت اور ان کو جی القیوم و سبج و بصیر ماننے والا ٹھہرا کر مشرک بنایا جاتا ہے اور یار رسول اللہ کہنے کی تائید میں خود حکیم صاحب رسول اللہ ﷺ کو ہر زمانہ میں موجود یعنی جی القیوم سبج و بصیر قرار دیتے ہیں اور اس موجودگی کے ثبوت میں مرزا قادیانی کی موجودگی پیش کرتے ہیں۔

اس سے ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی ہر زمانہ میں موجود یعنی جی القیوم سبج و بصیر رہیں گے۔ اور ہر ایک مرزائی کو یا مرزا کہنا درست ہوگا کہ گو یا رسول اللہ ﷺ کی پکار کے جواز سے مرزا قادیانی کو یا مرزا اپکارنے کا رستہ صاف کیا گیا ہے۔ جو مرزا قادیانی کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس انوکھے اجتہاد کو آنکھیں بند کر کے کچھ وہی بھولے بھالے لوگ تسلیم کریں گے جو حکیم الامت کو بھی روح القدس کا ہم زبان ماننے ہوں گے ورنہ ایک دانا جس وقت یا اللہ اور ایک نادان جس وقت یار رسول اللہ کہتا ہے دونوں کا مقصد و استمداد و استعانت کے سوا کچھ نہیں ہوتا مگر یاد رہے کہ ایک دوسرے کے مفہوم میں حق و باطل کا فرق ہے ”ایاک نستعین“ کی

ہنا پر خود رسول اللہ ﷺ سے استمداد اور استعانت چاہا کرتے تھے۔ اور اپنے اس نمونہ سے امت کو گھیر گھار کر محض اسی نقطہ پر حلق فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں یہ کہنے پر مامور تھے ”قل لا املك لنفسی ضراً ولا نفعاً الا ما شاء اللہ (یونس: ۶۹)“ یا رسول اللہ کے جواز میں حکیم صاحب نے ایک نئی شاخ فطرطعت کے اظہار کی نکال کر دنیا کو ایک نازہ مفہوم کا سبق دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک ناجائز کو جائز قرار دینے میں بہت سی ناجائز و بے ربط باتوں سے ان کو کام لیتا پڑا۔ یہ تو بالبداہت ثابت ہے کہ ہر زندہ شخص کو خواہ وہ کافر ہے یا لقا بلہ یا کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ غائب ہو تو اس حاضرانہ خطاب کا مستحق سوائے خدائے حی القیوم سبح و بصیر کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

حکیم صاحب اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ فرماتے ہیں ”کیا جب اللہ کو یا کہہ کر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے حتیٰ طور پر تو اس کا ثبوت نہیں..... الخ“

بحان اللہ یہاں تو حکیم صاحب نے غضب ہی ڈھا دیا اور اپنی ساری حکمت اور تبحر علمی کی قلعی کھول دی اس کے جواب کو طول ندے کر ہم صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کریں گے۔

فقیر بہ معرفت نہ آرامد

تار کارش بکفر نہ انجامد

افسوس ایک تعصب سو جہالتوں کی ماں بن جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی تعلیمات و حکیم صاحب کی تلقینات کا مقابلہ کرتے وقت ہم ششدر رہ جاتے ہیں کہ یا اللہ یہ چراغ تلے اندھیرا کیا؟ چنانچہ اہلکیم کے اسی پرچے کے ص ۲۲ کا لم ۲ میں ناظرین ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی ایک دقیق مسئلہ کی حمایت کس دروے کے ساتھ کر رہے ہیں جس سے حکیم صاحب کو حل مسائل کو بھگتے رستہ نہیں ملتا۔ میرا استاد خدائی رستہ طے کریں اور مرید یا شاگرد اس پر کانٹے بھجاتے رہیں۔

ایں چنین لکن دولت خلفہ ویرانی کنند

حکیم صاحب سے ہم مؤدبانہ التجا کرتے ہیں کہ جب کہ حکیم الامت کا خطاب ان کو مرزا قادیانی سے مل چکا ہے۔ تو ان کو چاہئے کہ اپنی حکمت کی گدی پر بیٹھیں مگر مسند رسالت کا کو نہ دہادیں کیونکہ۔

ہر سخن موقع و ہر نکته مقامے دارد

ایضاً اہلکیم کو بھی چاہئے کہ اپنے اخبار کے کالموں میں جو صرف مرزا قادیانی کی مشن کا

کفیل ہے۔ حکیم صاحب کے مشن کا کفیل نہ بنے۔ حکیم صاحب کی بھرتیوں کا خاتمہ کر دے اور ان کے حل مسائل وارشادات سے مرزا قادیانی کی تعلیمات کو کھجوری نہ بنادے۔

۲ ..... مراسلہ

مدنی شاہ دارنی!

مولانا شوکت! السلام علیکم۔ میں بنظر افادۃ اہل اسلام آپ کا تھوڑا سادقت ضائع کرنا چاہتا ہوں چونکہ حق میری جانب ہے پس امید ہے کہ آپ بنظر ہمدردی اہل اسلام بطور ذیل کو اپنے غمیمہ میں جگہ دیں گے۔

میں حاجی وارث علی شاہ صاحب کا مرید ہوں بمقتضاء آب و دانہ شہر اٹاودہ میں آیا اور ایک روز شامت اعمال سے بعد چند رفقاء میر صادق حسین صاحب مختار کے مکان پر بھی پہنچ گیا۔ مختار صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں۔ مدوح نے مجھ سے دریافت کیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب مرزا قادیانی کو کیا کہتے ہیں میں نے کہا اہل عبد القیوم پانی پتی نے مجھ سے کہا تھا کہ چند صاحبوں نے حاجی وارث علی شاہ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ سید احمد خان مرحوم اور مرزا غلام احمد قادیانی کیسے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں کسی کو برا نہیں کہتے۔ پھر کیا تھا اس قدر کہنا ان کو کافی ہوا۔ فوراً ۸ فروری ۱۹۰۴ء کو ایک اشتہار جاری کر دیا کہ حاجی صاحب مرزا قادیانی کو سب علیہ السلام کے درجے پر پہنچا ہوا بتاتے ہیں۔

جمع اہل اسلام عموماً اور مریدان حاجی صاحب خصوصاً مرزا قادیانی کی مخالفت سے باز آئیں۔ اس اشتہار سے مسلمانوں کو تشویش پیدا ہوئی اور مجھ سے استفسار کیا۔ میں نے جواب دیا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں نے کوئی بات بردایت حاجی صاحب بجز اس کے کہ ملت فقراء میں کسی کو برا نہیں کہتے بیان نہیں کی۔ بعد مسجد بنجایاں واقع کنوہ شہاب خان شہر نواٹاودہ میں ایک خاص جلسہ منعقد ہوا اور قریب سو آدمیوں کے عائد شہر جمع ہوئے۔ میں نے ان کے رو برو بھی بجواب ان کے سوالات کے ظاہر کر دیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب نسبت مرزا غلام احمد کچھ نہیں کہتے۔ حاجی صاحب ایک فقیر آدمی ہیں مولوی لوگ جو کچھ نسبت مرزا قادیانی فرما رہے ہیں اس کو ان کتابوں میں جو بجواب مرزا قادیانی شائع ہوئی ہیں دیکھ لیجئے۔ علاوہ اس کے مرزا قادیانی کا دعویٰ وغیرہ ایسا ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ عرش پر بیٹھا ہوں صبح کو یہ خواب ایک بزرگ سے ظاہر کیا۔ بزرگ نے کہا کہ اگر آج رات پھر وہ خواب دیکھو تو عرش کے نگرے پکڑ لینا۔ چنانچہ دوسری رات بھی وہی خواب پھر دیکھا اس نے عرش کے نگرے پکڑ لئے۔ اتنے میں جو آکھ کھلتی

ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنے کان پکڑے ہوئے ہیں۔

یہ سن کر مختار صاحب کی طرف سے ۱۶ فروری ۱۹۰۳ء کو دوسرا اشتہار شائع ہوا۔ جس میں میری نسبت غلط بیانی ظاہر کر کے چند گواہان کے نام زیر اشتہار درج کئے ہیں اور زبانی یہ بھی فرمایا کہ مسماۃ شاہ جہان طوائف کا سارا خاندان گواہ ہے۔ (سبحان اللہ تانت باجی اور راگ بوجھا کیسے ثقہ اور معتمد و مستند شرعی گواہ ہیں) یہ کلمات شاید مختار صاحب سے شیخی اور خود رنگی کی حالت میں سرزد ہوئے ہیں۔ پھر جو گواہ مختار صاحب نے اشتہار میں درج کئے ہیں بجز بیدم شاہ کے جو بندی جان طوائف کا لڑکا ہے وہ لوگ انکار کرتے ہیں۔ اور جس وقت مجھ سے اور مختار صاحب سے گفتگو ہوئی یہ لوگ واقعی موجود نہ تھے۔

خدا ایسی جموں ہاتوں سے بچائے جیسا وہ اپنے پاک کلام سورہ حجرات: ۶۰ میں فرماتا ہے ”یا ایہا الذین امنوا ان جئاکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین“ مورخہ ۱۶ رذوالحجہ ۱۳۲۱ھ راقم مدنی شاہ واری بقلم خود۔

ایڈیٹر..... تعجب ہے کہ مختار صاحب نے مدنی شاہ اور حاجی وارث علی شاہ کو مرزا قادیانی کا راسخ الاعتقاد مرید مشتہر نہیں کیا اور ایک نوع سے تو درحقیقت دونوں کو مرزا قادیانی کا مرید بتا ہی دیا کیونکہ جب بقول مختار صاحب مدنی شاہ نے مرزا قادیانی کو مسیح علیہ السلام کے درجے پر پہنچا ہوا بتایا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کے درجے کی تصدیق کی ہے تو وہ اچھے خاصے مرزائی مومن بن گئے ہیں۔ اب الحکم یا البدر میں بزمہ بیعت کنندگان مدنی شاہ اور حاجی وارث علی کا نام کیوں شائع نہ ہو۔ مدنی شاہ صاحب نے بقول ملا عبدالقیوم، مرزا اور سرسید احمد خان دونوں کی نسبت حاجی وارث علی شاہ صاحب سے استفسار کا ذکر کیا مگر مختار صاحب سرسید کا ذکر کما گئے۔

کیونکہ اس صورت میں ان کو بھی مسیح علیہ السلام کے درجے پر ماننا پڑتا۔ حالانکہ مرزا قادیانی سرسید کو گالیاں دے چکے ہیں۔ اور دیتے ہیں اگرچہ یہ کورنگی ہے کیونکہ مرزائی مذہب سرسید ہی کی جوتیوں کا طفیل ہے اور انہیں کے اقوال سے تراشا گیا ہے۔ پھر جب مرزا قادیانی براہ راست مامور من اللہ بلکہ آسمانی باپ کے لے پالک ہیں تو ان کو کسی شہادت کی کیا ضرورت اور اگر ضرورت ہے تو حاجی وارث علی شاہ صاحب مرزا قادیانی سے بہت بڑھے ہوئے بلکہ ان کے آسمانی باپ ہیں کیونکہ ان کی شہادت اور مہر کے بغیر لے پالک کا تنیت نامہ جائز اور ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس اب تمام مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی حاجی وارث علی شاہ صاحب پر ایمان لائیں۔

اثارہ کا ایسا ہی واقعہ پہلے بھی ضمیمہ میں چھپ چکا ہے مگر شرم کسے؟  
 ۳..... مرزا قادیانی حضرت حسینؑ سے افضل؟  
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا دعویٰ بہت زور و شور کے ساتھ ہے۔ امام حسینؑ سے آپ کیوں افضل نہ ہوں جبکہ عیسیٰ مسیح بلکہ انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ آپ بزم خود خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہیں امام حسینؑ اور آپ کے والد ماجد امیر المومنین علیؑ نے نبی بننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور مرزا قادیانی نے کیا تو کیوں آپ امام حسینؑ اور تمام صحابہؓ اور دوازدہ امام اور تمام اولیائے سے افضل نہ ہوں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسی طرح آنے والا محمدی مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے۔

ہم بارہا مضبوط دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی نبی کو دوسرے نبی یا انبیاء پر فضیلت اور ترجیح دینے کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ ہم کو تو ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ کی تعلیم دی گئی ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسی ارشاد ہے کہ: ”لا تخیروا فی انبیاء اللہ ولا تفضلونی علی یونس ابن متی“ لیکن نواب قادری نے مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث بلکہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب رہی آیت ”فضلنا بعضهم علی بعض“ یہ فضیلت علم الہی میں ہے۔ اور یہ جناب باری کا فضل ہے۔ ہم اس میں ہرگز شریک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کے خلاف ہم کو فضیلت دینے سے منع فرما دیا ہے جیسا کہ اوپر گزرا عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کومحمدی مسیح بتاتے ہیں اور بظاہر اکثر شہود سے کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا امتی ہوں مگر تعجب ہے کہ کسی نبی کا امتی دوسرے نبی سے بڑھ جائے۔ کجانی، کج امتی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر آپ کے وجود میں اجتماع ضدین ہے کہ آپ امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ بات یہ ہے کہ نبی بننے کو آج کل مسالہ ہی کیا لگتا ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے کہ تو تمام انبیاء سے افضل ہے۔ اب رہی شہرت اور رجوعات افریقہ کے مہدیوں کے ساتھ جس قدر جم غفیر رہا ہے اور اب صومالی مثلاً کے ساتھ ہے اور ہندوستان میں دیانند سرتی کے جس قدر پیرو ہیں اور اس کی زندگی میں تھے لب گور تک بھی آپ کو اتنے پیرو میسر نہیں ہو سکتے مگر کیا وہ نبی تھے؟ معاذ اللہ!

(ایڈیٹر)

## ۴ ..... موت کی پیشینگوئی اور طاعون

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے اپنی شروع بخت میں ہول دلوں کے پٹوں میں موت کی دھمکیاں دے دے کر خوب پانی کیا۔ اس زمانہ میں طاعون کا وجود ہندوستان میں نہ تھا مگر مرزا قادیانی کا غالباً یہ فشا تھا کہ لوگ بلا سبب اور بلا مرض اچانک کھاتے کھاتے مر جائیں گے، گتے گتے مر جائیں گے، موتے موتے مر جائیں گے۔ کچھڑی کھاتے کھاتے نیچے اتر جائیں گے، زعفرانی پلاؤ اور مستحوری مجون کھاتے کھاتے گردن کے منکے چل جائیں گے مگر پھٹک ایک پھٹک دد کا یہ چھو منتر نہ چلا۔ کیا سنی کہ ایک بھی نہ مرانہ ملی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔

پھر جن کو آسمانی باپ کے ہاتھوں مارنا چاہا (آئیم وغیرہ) وہ بھی نہ مرے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کو اپنی موت نظر آگئی یعنی عدالت نے تحریف بجرمانہ میں دھر لیتا چلیے لیے پر پبلک کو بہت دھمکیاں دے رہے تھے۔ اب آئے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔ ادھر موت کی پیشینگوئیاں سن سن کر مولوی بیالوی سہم گئے کہ یہ بجلیاں بھی پر کوئڈ رہی ہیں۔ عدالت میں درخواست دی کہ مجھے ہر وقت ہاتھ میں رکھنے کو ایک بغدادیا تلوار یا بندوق کا لائسنس ملے۔ پھر تو عدالت کے اور بھی تیور بدل گئے کہ یہ تو نقص امن کا اچھا خاصا کسچر ہے۔ دونوں کو طلب کر لیا کہ کیوں حفظ امن کا چنگلہ اور ضمانتیں نہ لی جائیں پھر کیا تھا آسمانی باپ کی دہائی اور برٹش کی تہائی ہے جو میں آئندہ کسی پر جیتے جی موت کی دھونس ڈالوں خیر جان بچی لاکھوں پائے۔ اگر چہ ہم کے دھواں دھار گولے تو ٹھنڈے ہو گئے مگر آپ جانے نیچر کیوں بدلنے لگا مرزائی اخباروں میں دبی زبان سے مفصلاً نہیں تو مجملاً موت کی دھمکیاں مخالفوں پر جاری رہیں۔ اتنے میں خوش قسمتی سے طاعون یوں آکودا جیسے رومی لشکر پر جاپانیوں کے گولے اور جیسے سومالی مثلاً کی فوج پر برٹش میکسم تو پون کا گراب۔ مرزا قادیانی نے دیکھ کر کہا کہ طاعون تو آسمانی باپ کی خالہ کی نانی کے بچے کا بھانجا ہے اور لے پالک کا ایڈیگا بنگ بن کر آیا ہے۔ مخالفوں کو یوں چٹ کر جائے گا جیسے میری مرزائی روغن بادام کی دم ہوئی بریانی اور جیسے آٹھ دن کا بھوکا بھیڑ یا کسپ کی وانہ خور بھیرٹوں کو۔

اب مرزائی اخباروں میں ہمیشہ طاعون ہی کا ذکر خیر اور دنیا پر طاعون ہی کی دھونس ہے اور حوالہ دیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ میں بھی طاعون پھیلا تھا اور چند صحابی طاعون سے وفات پا گئے تھے۔ مگر آپ تو بردوزی نبی جب مٹتے کہ جیسے آنحضرت کے عہد مبارک میں طاعون نہیں آیا آپ کے زمانہ میں بھی نہ آتا۔ یہ خبر نہیں کہ مرزا قادیانی نے جو انبیاء کی توہین اور

شریعت اسلامی کی ترمیم کی ہے تو اس دہال میں طاعون نازل ہوا ہے اور ایک پانی ساری ناؤ کو لے ڈوبا ہے۔ مرزا قادیانی ۱۰ مارچ کے احکم میں فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا کوئی مامور مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا۔ نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور غلل پیدا ہوتا ہے۔“

جی بجا ہے طاعون سے نہیں تو ذیابیطیس سے اختلاج قلب ہے۔ بواسیر وغیرہ امراض اسفل سے اکثر مفتی علی اللہ ہلاک ہوتے ہیں جیسا کہ جلد ظہور میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ جب غرض ہلاکت ہے تو کسی ذریعہ سے ہو۔ ایک قسم کی روٹی کیا پتلی کیا موٹی۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک بعض ہلاکتوں میں بھی سرخاب کا رہے۔ مفتی علی اللہ مہدی سوڈانی کس ذلت سے مرا کہ ہڈیاں تک اکھاڑ کر دریائے نیل میں پھینکی گئیں گویا مرنے کے بعد بھی چین نہ ملا۔ موجودہ مہدیوں اور سچیوں کا جو کچھ حشر ہو گا دنیا دیکھے گی انشاء اللہ۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ مارچ کے شمارہ نمبر ۱۲ کے مضامین

.....۱	مردے پر قل اور فاتحہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اردو زبان میں تازہ چوچو ہاتا الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نئی بھی اور امتی بھی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی پر فردر قرار داد جرم لگائی گئی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	ایک ایک حاکم دراصل گورنمنٹ ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مردے پر قل اور فاتحہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کسی مرزائی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا کہ مردے کے جو قل کئے جاتے ہیں یا مردے کو دفن کر کے بیٹھ کر جو فاتحہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ فضول باتیں ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ مرزا قادیانی نے لال بیکیوں کے لال گرد یعنی اپنے بڑے بھائی کی لال کتاب سے فتوے نہیں دیا۔ حالانکہ دونوں ایک ہی تحصیل کے چٹے بٹے اور ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں۔ ایک ہی زمین کی کہاوتیں ہیں۔ لال گرد کے چیلے تو مروے کی نماز اور قبر پر بیٹھ کر قتل اور فاتحہ وغیرہ سب پڑھتے پڑھاتے ہیں، تجا۔ دسواں، بیسواں، چلم وغیرہ بھی مناتے ہیں۔ جیسے لال گرد کو چڑھاوے چڑھتے تھے اس سے زیادہ مرزا قادیانی کو چڑھتے ہیں۔ اب کیا کسر رہ گئی دونوں کو کرے وزن میں کیوں برابر نہ ہوں؟ (ایڈیٹر)

## ۲ ..... مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم لکھتا ہے کہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء کو لالہ چند لال صاحب کی عدالت میں مقدمات پھر پیش ہوئے۔ پہلے مسٹر ادگار من صاحب بیرسٹریٹ لا۔ لاہور پیر وکار منجانب حضرت اقدس (مرزا) کے تار کے متعلق جو صاحب ممدوح نے لاہور سے بھیجا تھا ذکر ہوا کہ صاحب ممدوح بوجہ بیمار ہونے کے حاضر نہیں ہو سکے۔ اس لئے مقدمہ کا التوا ہوا۔ مگر عدالت نے پاس وجہ کہ خواجہ صاحب بھی پیر وکار ہیں مقدمہ کو شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرت اقدس کے تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے پچھلی پیشی پر پڑھنے کے لئے لیا تھا اور آج اس کا فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جائے یا نہ۔ عدالت نے اس کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔ فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو اس لئے شامل مثل کیا گیا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی ۴ گھنٹے تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جس میں انہوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنے بیان اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف چل نہیں سکتا۔ ۹ روکوہ اپنی اس تقریر کو ختم کر چکے اور آج شاید فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے۔ اس کے بعد مقدمہ ۴۱۱ بر خلاف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہوئی اور ازاں بعد مجسٹریٹ نے ہر سہ مقدمات کا یکجائی فیصلہ سنانے کا وعدہ کیا ہے۔

ایڈیٹر ..... نہ صرف ننھے منے لے پالک کا اتنا سا کلیجا بلکہ اس حکم سے تو ہمارا ہاتھ بھر کا کلیجا بھی دھڑکنے لگا کہ عدالت ایک ہی تاریخ کو تینوں مقدمات چٹا کر دے گی اور مٹھیں لے پالک کے اہل کرنے سے پہلے بھی آسانی ہائی کورٹ میں بھیج دے گی کہ پچھری بے مدعی فضل خدا۔ یہ قال



اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ عدالت کا عندیہ تو بجز مجدد کے جس پر خدائے علام الغیوب کی جانب سے الہام ہوتا ہے کسی نامحرم کو معلوم ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ عدالت ہی کیا جس کا راز فری میں قبل از انفصال کسی پر کھل جائے اور ایک یورپین فلاسفر بھی کہہ گیا ہے کہ انصاف کے پاؤں اون یاروئی اور ریشم کے ہوتے ہیں جن کی آہٹ معلوم نہیں ہوتی مگر اس کے ہاتھ فولاد کے ہوتے ہیں جن کی مضبوط اور لاجنسب گرفت سے آسانی باپ بھی نہیں بچا سکتا۔ ہاں اتنا ضرور کہہ گیا ہے کہ مقدمات میں کچھ اہمیت نہیں جیسی تو سب کے سب ایک لاشی ہانک دیئے جائیں پس یتیم اور معصوم لے پالک کو بھی چنداں خوف نہ کرنا چاہئے۔ ہمیں تو صرف یہ خیال ہے کہ گزشتہ الہامات تو نفع حکم کے بعد ریح کی طرح پھر ہو گئے۔ اخیر کا الہام ”وہم من بعد غلبہم سیغلبون“ (تذکرہ ص ۶۴، طبع سوم) تو پورا ہو۔ غضب ہے نا آسانی باپ نے تو اندھیر گری چو پٹ راجہ ہی والا معاملہ کر دیا کہ ایک الہام بھی صداقت کے گھاٹ نہ اترا۔ آسانی باپ کی یہ سکھا شاہی تو دیکھی نہیں جاتی پس مجدد السنہ شرقیہ زور لگا رہا ہے کہ اور کچھ نہیں تو کسی طرح لے پالک کے آنسو ہی پونچھ جائیں۔ (ایڈیٹر)

### ۳ ..... اردو زبان میں تازہ چو چو ہاتا الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مقدمات کا آخری الہام جوہ ارماریج کے حکم میں شائع ہوا ہے یہ ہے ”میدان میں فتح خدا تجھے دے گا۔“ (تذکرہ ص ۵۰۶، طبع سوم) معلوم نہیں وہ کونسا میدان ہے۔ عدالت کا میدان تو سامنے ہے جس میں بجز شکست کے اب تک کچھ نصیب نہ ہوا۔ آئندہ بھی دیکھا جائے گا اور اگر قیامت کا میدان مراد ہے تو وہاں کی شکست بھی مفتری علی اللہ کے کیریکٹر کے آئینے میں صاف نظر آرہی ہے۔ جس نے نہ صرف اپنے کو بروزی نبی بلکہ خدا کا لے پالک بھی بنادیا۔ ”الحق یضاه ہئون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم اللہ الٰہی“

تعب ہے کہ لے پالک تو مجدد السنہ شرقیہ سے منحرف۔ مگر لے پالک کا باپ فوراً مجدد کے حکم کی تعمیل کرتا ہے کیا معنی کہ جب مجدد نے لے پالک کے ولی ٹھکر کو ڈانٹا کہ عربی زبان میں کیوں الہام کرتا ہے جبکہ لے پالک کی مادری زبان اردو ہے۔ یہ تو تکلیف بالا یطابق ہے۔ بھلا لے پالک عربی زبان کون سے کالج میں پڑھتا پھرے گا مجدد کی اس لتاز کا یہ اثر ہوا کہ اب اردو زبان میں الہام ہونے لگا کئی آنچ کی کسر اب بھی رہ گئی کیا معنی کہ لے پالک جو اپنے کو ساری خدائی کا نبی اور امام الزمان بتاتا ہے۔ اس کو آسانی ہانکی سکول میں ایک ہی زبان کی تعلیم دی گئی

ہے۔ بے رحم اور بے درد باپ نے تکلیف مالا یطاق کا پہاڑ ایک معصوم جان پر دھر دیا۔ ساری دنیا کی تبلیغ کا ڈیلو مارے کر بھیج دیا اور یہ غریب صحیح اردو زبان بھی نہیں بول سکتا۔

انگریزی، فرنگ، لاطینی، چینی، ژند، ترکی وغیرہ زبانیں تو سات سمندر پار ہیں لے پالک تو خود ہندوستان کی زبانوں سنسکرت، سمراتی، مارواڑی، سندھی، مرہٹی، دکنی، پھاڑی، کشمیری، پشتو وغیرہ بیسیوں زبانوں سے نا بلد ہے۔ بھلا وہ کس کس زبان میں اپنا فرض تبلیغ ادا کرے گا۔ آسانی باپ نے تو جو منہ میں آیا لکھ دیا (الہام کر دیا) مگر وہی مثل ہوئی کہ اندھا گائے اور بہرہ بجائے۔

### ۴ ..... نبی بھی اور امتی بھی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے تو بالکل امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ امت مرزائیہ کے تمام ارمان خاک میں ملا دیئے اور خود آسانی باپ کا دل توڑ دیا۔ کیا معنی کہ وہ تو مرزا قادیانی کو لے پالک اور امام الزمان اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) قرار دے اور آسانوں کی چھتوں پر اپنے چہیتے کی محبت میں یوں مھکیا تا پھرے جیسے نمائی گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے۔ اور اکلوتا لے پالک اپنے کو محمدی مسیح (امتی) بتائے۔ یا تو وہ اولوالعزیز کی عرش کے تارے توڑنے کو نہا مٹا ہاتھ بڑھائے یا یہ پست فطرتی کہ تحت العری کی حسیض میں گر جائے۔

وجہ یہ ہے کہ آسانی باپ اور آسانی پوتوں (مرزائیوں) نے تو لے پالک بھی مان لیا اور امام الزمان بھی اور مستقل رسول بھی۔ مگر نہ مسلمانوں نے مانا نہ ہنود نے، نہ عیسائیوں نے نہ یہود نے۔ اور غضب تو یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے بھی نہ مانا جس کے سامنے بیٹھ بیٹھ کر، لیٹ لیٹ کر، بسور بسور کر، دانت میں تنکے لے کر زمیڈ و دمجڑے اور خوشامد اندوز لالو چوکی گئی کہ میں غلامان، غلام مستہام، رد کردہ خاص وعام، مردود علماء کرام و مشائخ عظام، اہل اسلام و فہلہ مذاہب عوام ہوں اور دنیا سے جہاد کے دور کرنے کو آیا ہوں اور مجھ میں یہ کرشمہ ہے کہ اگر برٹش گورنمنٹ پر روس یا کوئی اور غنیم حملہ کرے تو اپنی بددعاء بے درمان سے اس کی توپوں کے گولوں کو اولوں کی طرح ٹھنڈا کر سکتا ہوں۔ ہندوؤں کو صند دقوں میں رکھے رکھے ہی گھن لگا سکتا ہوں۔

الغرض برٹش کے دشمنوں کو بے گھاس دانہ موت سے پہلے مار سکتا ہوں۔ اور اے ملکہ معظمہ اور اے ملک معظمہ ایڈورڈ ہفتم تمام علماء اسلام و مشائخ عظام میرے جانی دشمن ہو گئے ہیں۔ کیونکہ میں ان کی طہارح اور عندے اور کاشنسن اور نیت کے خلاف جہاد کا مخالف ہوں اور تمام

ہندوستان میں بجز میرے اور میری امت کے کوئی تیرا سچا دوست و قادر ہوا خواہ اور نمک حلال نہیں۔ میں حرام خورد نہیں ہوں بلکہ حلال خورد ہوں (مسلمان تو جہاد کی مخالفت کی وجہ سے مرزا قادیانی کے مخالف ہیں مگر عیسائی اور آریا وغیرہ کیوں مخالف ہیں؟) حالانکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا البتہ اپنے کوسو ڈان کے بہت سے مہدیوں کی طرح مہدی ضرور بنایا اور یہ خوشخبری خود محمد ﷺ دے گئے ہیں کہ میرے بعد مہدی پیدا ہوگا اور ایسا اور ویسا ہوگا میرا تمام حلیہ مہدی کے حلیے فرمودہ محمد ﷺ سے ملتا ہے اور خود عیسیٰ مسیح بھی انجیل میں کہہ گئے ہیں کہ میرے بعد فارقلیط (تسل دینے والا) آئے گا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ وہ محمد صاحب ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ فارقلیط میں ہوں اور دو فارقلیط ہوں تو کیا برائی ہے عیسیٰ مسیح نے مطلق فارقلیط کے آنے کی پیشینگوئی کی ہے ایک یا دو یا تین دس یا بیس کی قید نہیں لگائی۔

محمد کی امت محمد ﷺ کو فارقلیط سمجھے میری امت مجھے فارقلیط سمجھے ایک سے دو بھلے دو دواور چڑی۔ اور مسلمانوں کی عقلوں پر تو ایسے پتھر پڑے ہیں کہ کوئی مہدی ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ ہر مہدی کو جھوٹا بلکہ دجال قرار دیتے ہیں اس صورت میں تو قیامت تک کوئی مہدی نہ آئے گا۔ بد بخت مسلمانوں کی قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ محمد ﷺ کی پیشینگوئی سچی ہو۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا مہدی آپکا اب چھپا ہوا ہے۔ سنوں سے شیعہ ہی اچھے۔ انہوں نے ایک مہدی آخر ڈھونڈ تو نکالا۔ میں اپنے دعوے میں اس لئے سچا ہوں کہ نہ صرف مہدی بلکہ مسیح موعود بھی ہوں۔ جتنے مہدی اب تک گزرے وہ سب مہدی ہی تھے۔ مسیح موعود بننے کا کسی کو بھی حوصلہ نہ ہوا۔ یہ میرا ہی جگر ہے کہ میں نے محمد ﷺ کی اس پیشینگوئی کو سچا کر دکھایا کہ لا مہدی الا عیسیٰ اور اگر لندن میں مسٹر کاکس نے اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ میری ہی تقلید ہے۔

دلوں بالکل جموٹے ہیں کیونکہ وہ خالی خالی مسیح ہیں نہ کہ مہدی بھی۔ مجھ جیسا جامع صفات مہدی نہ تو اب تک پیدا ہوا نہ آئندہ قیامت تک پیدا ہوگا۔ اس لئے میں نے اپنے لئے خاتم الخلفاء کا لقب تراشا ہے جن کے سر میں آنکھیں ہیں وہ مجھ میں کچھ اور ہی جلوہ دیکھتے ہیں۔ میں نہٹ اندھوں اور پٹم وید والوں کو کیا دکھاؤں جنہیں موتے دھار بھی نہیں سمجھتی اور اگر میں نے عیسیٰ مسیح کے کیریکٹر پر حملہ کیا تو یہ بھی کوئی فطری جرم نہیں۔ یہودیوں نے مجھ سے کہیں بڑھ کر حملے کئے ہیں۔ اور ہر مذہب والے دوسرے مذہب کے پیرواؤں پر حملے کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

دیکھو آریا اور عیسائی محمد ﷺ صاحب کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ میں نے ہی ایسا کونسا ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ پس اسے ہر مجبئی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم اب تیری عدالتیں بھی مسلمانوں کا منہ کر کے جو جہاد پر تلے بیٹھے ہیں۔ دربارہ اختراع جہاد میری دشمن ہو گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں تعزیر کے اڑنے میں دھرا جاؤں اور مکافات کے تختے میں کھینچا جاؤں۔ پس ابن اللہ عیسیٰ مسیح کے صدقے مجھے دشمنوں کے ظالم بنجوں سے بچا۔

تیرے ہاتھ بہت لمبے لمبے ہیں تیرے کان خدائی ٹیلیفون ہیں۔ میری یہ فریاد خود روح القدس تیرے گوش ہوش میں ضرور پہنچا دے گا۔ معلوم نہیں مرزا قادیانی کے پادروا دعادی پر ایمان لانے والے کیسے بھلے آدی ہیں کہ نہ ان کے سروں میں دماغ ہے نہ دماغ میں عقل ہے آپ اپنے کو نبی بھی بتاتے ہیں اور امتی بھی۔ آنحضرت ﷺ کو بظاہر کامل بتاتے ہیں اور اپنے کو ناقص۔ پھر یہ حماقت تو دیکھئے کہ اپنے کو بردوزی بھی قرار دیتے ہیں بھلا کامل کا بردوزی ناقص کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس صورت میں تو وہ بردوزی ہی نہیں رہتا۔ ہاں اس کو شیطان کا برازی کہئے۔ آپ کہتے ہیں ناقص نبی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ لغوی منہی کے اعتبار سے ہر ناقص ناقص نبی یعنی کسی نہ کسی بات کی خبر دینے والا اور جملہ خبریہ سے قلم کرنے والا ہے۔ آسمانی باپ نے لے پالک میں کوئے سرخاب کی دم لگائی؟ پھر کیا کسی نبی نے کہا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں اور فلاں فلاں کامل نبی ہیں؟ کیا قدرت الہی ناقص ہے کہ دنیا میں ناقص نبی بھیجتی اور ناقص دین پر لوگوں کو ایمان لانے کی تکلیف دیتی اور دنیا میں ناقص دین پھیلاتی ہے؟ دعویٰ تو بظاہر ناقص نبی ہونے کا ہے۔ مگر اپنے کو کامل انبیاء موسیٰ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی اکمل بتایا جاتا ہے۔ مطلب یہی ہوا نا کہ تمام انبیاء ناقص ہیں اور میں کامل ہوں ہذا خلت۔

اب بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ گردن میں پلاستر لگایا جائے اور آپ کو پاگل خانے بھیجا جائے کیونکہ طبع دنیوی اور خود غرضی انسان کو مجنون بنا دیتی ہے۔ اور آپ بھی اس میں مجبور ہیں۔ اطمینان فرمائیے کہ مجدد السنہ مشرقیہ کے عہد و تجدید مہد میں ایسے لغو اور لادلائل دعوے چل نہیں سکتے۔ اب وہ بوند ولایت گئی۔ وحشت لد گئی جہالت گدھے کے سینک کی طرح پڑا دے میں دفن ہو گئی۔

(ایڈیٹر)

۵ ..... مرزا قادیانی پر فردر داد جرم لگائی گئی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد کی پیشین گوئی نہ کبھی خالی گئی ہے نہ انشاء اللہ آئندہ خالی جائے گی۔ بارہا سمجھایا کہ

عدالت سے مقدمات اٹھالو۔ ضرر رسانی کی پالیسی تہہ کر رکھو۔ دھونس ڈال کر اپنے کو موعود نہ منواد۔ علماء اور مشائخ کو نہ ستاد۔ موچیں نیچی کرلو۔ اپنے خوف اور بدحواس آسانی باپ (شیطان کے الہامات) کو گلدھے کی لات خرافات و اہیات سمجھو۔ وہ لے پالک کی مت مار رہا ہے دھوکے دے رہا ہے مگر مجدد کی ایک بھی نہ سنی۔ شیطان نے کان بھرے کر دئے تھے۔ انجام یہ ہوا کہ مولوی کرم الدین صاحب کے لائبل کے استخائے پر عدالت نے فرد قرار داد جرم لگا دی۔ اب مرزا قادیانی کی سٹی گم ہے۔

اختلاج قلب ہے۔ ضعف اعضاء رئیسہ ہے۔ گپ چپ کے لڈو کھا گئے ہیں۔ نہ کچھ کہتے ہیں نہ سنتے ہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ فرد جرم کا سنا پیام موت نہ ہو جائے۔ مہدویت و بدروزیت تو گمنی چرلے میں۔ اب تو لے پالک کی جان ہی کے لالے پڑ رہے ہیں۔ آسانی باپ جدا سر پیٹ رہا ہے پوتے جدا بے دانہ دنگا بلبلاتے ایڑیاں رگڑتے پھرتے ہیں۔ سب کو بھوجوں کے ٹوٹے کا دھڑکا ہے۔ یہ جھس چاں اور لالے تلنے پھر کہاں نصیب، کچھ پوتے تو مایوس ہو کر ابھی سے فخر ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ کیونکہ الہامات مقلب ہو گئے۔ یعنی فتح کا الہام ہوا اور ملی شکست، شکست کا الہام ہوتا تو فتح ملتی جیسی تو ہم نے کہا تھا کہ آسانی باپ خوف ہو گیا ہے ہدیان بکنا ہے۔ الغرض مہدویت و مسیحیت کی سلامتی یا موت متدارہ لائبل پر منحصر ہے۔ اس کے بعد ہم دکھادیں گے کہ۔

وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا

نہیں نہیں لے پالک ابھی چند روز اور بھی دنیا کی ہوا کھائے گا۔ مسٹر پکٹ، ڈاکٹر ڈوکی ابھی زعمہ ہیں جب تک وہ نہ مر لیں لے پالک نہیں مر سکتا۔ اور نہ آسانی باپ لے پالک کو جھوٹا بنا سکتا ہے جس نے یہ کہنے کا الہام کر دیا تھا کہ ڈاکٹر ڈوکی مجھ سے مبالغہ کرے جو جھوٹا ہوا وہ اپنے حریف سے پہلے مر جائے۔ چنانچہ کسی گزشتہ ضمیمے میں مرزا قادیانی کا یہ قول اور اس پر ہماری رائے شائع ہو چکی ہے۔ دیکھ لینا مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوکی کو مار کر بھی مرزا قادیانی نہ مریں گے۔ کیا عدالت مظلوم اور مصوم لے پالک پر مطلق رحم نہ کرے گی۔ کیا جرمانہ نہ لے گی۔ کیا کال کوٹھری میں دھکیل دے گی۔ کیا اس کے کاشنس پر آٹھم کی طرح رعب کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ ہم کو تو ہرگز یقین نہیں آتا۔ تاہم خوف کی کوئی وجہ نہیں جرمانہ تو مرزا قادیانی ایک لاکھ روپیہ تک داخل کر سکتے ہیں کیونکہ دو لاکھ چیلے ایک ایک روپیہ دیں تو وہ دو لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔

پھر فائدہ بھی مختلف چندوں سے بھر پور ہے۔ نئی اور پرانی مغفول جائیداد بھی ہے اور

بالفرض کال کوٹری ہی ہوگئی تو کیا۔ یہ تو عیسیٰ مسیح کی سنت ہے۔ آپ چونکہ مثیل مسیح ہیں لہذا صلیب نہ ہو تو کم از کم جیل خانہ ہو۔ پس مرزا قادیانی کو بڑی خوشی اور ثبات و استقلال سے سزا کو قبول و منظور کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ عدالت سزا دے حالانکہ یہ ابھی کسی کو معلوم نہیں اور جب کہ خود لے پالک اور آسانی باپ دونوں غیا کھا گئے تو دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت کیا کرے گی لے پالک کو ذرا حوصلہ کرنا اور تیل کی دھار دکھنی چاہئے۔ فرد قرار داد جرم لگ جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عدالت سزا ہی دے دے گی۔ مرزا اور مرزائیوں کو یوں اطمینان کر لینا چاہئے کہ عدالت ہر طرح ضابطہ پری اور تکمیل مشل کی پابند ہے تاکہ کوئی قسم یا کسی نہ رہ جائے جس کی وجہ سے مجرم عدالت بالا سے صاف چھوٹ جائے اور سزا قید ہی ہوگئی۔ تب بھی لے پالک کے گھرے ہیں۔ مرزائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ یہ منجانب اللہ ابتلاء تھا بعض انبیاء بھی قید رہ چکے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیسی کڑیاں جھیلیں پس مرزا قادیانی کو سوئی پر کس کر اور بھی گھرے ہو جائیں گے اور زیادہ قیمت کو نکلیں گے۔

حیرت ہے کہ قرار داد جرم کا حکم سننے ہی مرزا قادیانی کا ایسا پتلا حال کیوں ہو گیا کہ ہر طرح مایوس ہو کر بھی یقین کر بیٹھے کہ سزا ملے گی۔ کیا کوئی تازہ غضبناک الہام ہوا ہے جس نے پچھلے الہاموں کو جو فتح کا آرڈر لائے تھے۔ منسوخ کر دیا ہے کیا کائنات نے ان کو شرمایا ہے کہ تو نے کیا جھک مارا تھا جس کی یہ سزا ملی اور اسی باعث ان کا جی چھوٹ گیا ہے ہمت ہار بیٹھے ہیں کیونکہ مجرم کو نوعیت جرائم پر نظر کر کے اپنا انجام ضرور معلوم ہو جاتا ہے۔

وفا نہ می کند امید مغفرت بلیاس

نہ زانکہ عفو الہی نساز دم مغفور

ہماری رائے میں تو مرزا قادیانی کے حق میں سزا ہی مفید ہے کیونکہ وہ متنبہ ہو کر آئندہ ایسے افعال سے باز رہیں گے اور سزا کا ملنا ہی گویا ان پر رحم ہے ورنہ کیریکٹر پر نظر کر کے ساری عمر قید خانہ ہی میں کٹ جائے گی کیونکہ بزرگان مذاہب پر سب دشمن کرنے سے ان کے دشمن رات دن بڑھتے چلے جائیں گے جس کا انجام سب کو معلوم ہے بشرطیکہ مرزا قادیانی ہماری بات سمجھیں سر اسر نفع تو اس میں تھا کہ وہ اقراری مجرم بن جاتے اور عدالت کو زیادہ تکلیف نہ دیتے ہماری رائے میں قید یا جرمانہ کی سزا تو چنداں قابل لحاظ نہیں نہ اس کی پروا۔ البتہ علیہ..... مرزا قادیانی کو تو صرف یہ رونا ہے کہ میرے گوز شتر ہو جانے سے علماء اسلام اور مشائخ توحیدے خوش ہوں گے سکھوں کی مسیح داڑھی کا ایک ایک بال مور کی دم کی طرح جب وہ ناچتا ہے کھل جائے گا۔ آریا

جدے ہی دھوتیوں میں آندھ ہو جائیں گے اور مہاراج دیا نند سرتی کی بے کے بھجن گائیں گے۔  
 عیسائی کوٹ پتلون میں پھولے نہ سائیں گے۔

ٹوپیاں اچھالیں گے کہ وہ مسیحیت و مہدویت کا خلیازہ نہیں خیر اٹھ رہا ہے۔ انگریزی  
 اخبارات پامیز وغیرہ خوش ہو ہو کر بیمارک کے لئے جدے قلم اٹھائیں گے کہ آج پنجابی نبی جس  
 کے خروج کی یورپ د امریکہ میں دھوم تھی اپنی مرزائی امت کا کفارہ ہو گیا۔

فی الحقیقت یہ ایسی جگر گداز باتیں ہیں جس نے مرزا قادیانی کو اختلاج قلب وغیرہ کا  
 جو کچھ صدمہ ہو بجا ہے لیکن یہ ہم پیشینگوئی کرتے ہیں کہ اصل خیر ہے۔ مستغوری یا قوتیاں اور  
 چند بے دستری مجنوں مرزا قادیانی کو ہرگز نہ مرنے دیں گی وہ آج ہی کے لئے معدے میں  
 ریزہ ریزہ کی طرح جمع ہو رہی تھیں۔ (ایڈیٹر)

۶ ..... ایک ایک حاکم دراصل گورنمنٹ ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

گورنمنٹ ایک مختص مجسم اور اس کے اعضاء آنکھ کان دل و دماغ وغیرہ ماتحت حکام  
 ہیں جو تمام ملک میں مقرر ہیں۔ ان کا ایک ایک اجلاس حقیقت میں ہوم گورنمنٹ کا اجلاس ہے۔  
 دیکھ لو اگر کوئی ملزم کسی اجلاس کی اہانت کرتا ہے تو اس پر یہ کہہ کر مقدمہ قائم کیا جاتا ہے کہ اس نے  
 ہر مجسٹریٹ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے اجلاس کی توہین کی۔ اور جس طرح اعلیٰ گورنمنٹ ملک کی کیفیت  
 اور کروڑوں رعایا کی طبیعت و حیثیت اور عام پولیٹیکل حالت کو زیر نظر رکھتی ہے۔ ماتحت حکام بھی  
 اپنے فیصلوں میں اس کا لحاظ کرتے ہیں اور کیونکر نہ کریں کہ وہ انتظام اور امن و امان کے قیام  
 و استحکام کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے پوری کونسل کے اجلاس سے لے کر آئری  
 مجسٹریٹوں کے اجلاس تک سب گورنمنٹ کے اجلاس ہیں اور سب اپنے درجے کے موافق اسی  
 طرح حکم نافذ کرتے ہیں جس طرح گورنمنٹ اور جیسے شعائیں آفتاب سے نکل کر آفتاب ہی کی  
 جانب رجوع ہوتی اور اس میں چھپ جاتی ہیں۔

تمام فیصلوں اور انتظاموں کی رپورٹ گورنمنٹ میں ہوتی ہے اور گورنمنٹ ان سے  
 نتیجہ نکال کر اپنا ریمارک مشتہر کرتی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حکام ماتحت کے تمام فیصلے درحقیقت  
 گورنمنٹ کے فیصلے ہوتے ہیں اور اگر گورنمنٹ کسی حاکم کا فیصلہ منسوخ کرتی ہے تو وہ گویا اپنے ہی  
 فیصلہ پر نظر ثانی کرتی ہے۔

اگر کوئی حاکم کسی عادی چور یا ڈاکو یا قاتل یا جلساز کو سزا دیتا ہے یا کسی بد معاش اور

تھا نگدار (رسہ گیر) سے فعل ضامی لیتا ہے تو اس کی وجہ یہی نہیں ہوتی کہ اس پر جرم ثابت ہے۔ بلکہ یہ امر ملحوظ رکھتی ہے کہ خلق اللہ کو امن ملے گا اور دوسرے بد معاشوں اور ظالموں کو عبرت ہوگی۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کو اگر مولوی کرم الدین کے استغاثہ لائبل پر سزا ملی تو یہ سزا محض اس لئے نہ ہوگی کہ انہوں نے مولوی صاحب کو لٹیم لکھا تھا بلکہ اس قسم کے تمام مجرمانہ افعال پر نظر ہوگی۔ شہادت خود مرزائی کتابوں سے عدالت کے سامنے پیش کی گئی ہے گویا مرزا قادیانی کے ہاتھ کٹ گئے ہیں اور از ماست کہ بر ماست کی پوری مثل صادق ہو گئی ہے۔ مرزا قادیانی نے تو مسیحیت و برودیت کی براہنڈی کے نشے میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا نہ صرف زندہ علماء اور مشائخ بلکہ گزشتہ انبیاء اور اولیاء پر سب و شتم اور لعنت کا مینہ برسانا شروع کر دیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو تو کہیں کا بھی نہ رکھا جن کو قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ اپنا کلمہ اور اپنی روح قرار دیتا ہے۔ وہ اولوالعزم مسیح علیہ السلام جن کی نسبت پیغمبر عرب و عجم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو بچہ شکم مادر سے زمین پر آتا ہے اس کو شیطان چھوتا ہے مگر عیسیٰ اور اس کی ماں مریم علیہما السلام کو شیطان نے نہیں چھوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر عیسیٰ مسیح کی عظمت اور عصمت کا اور کیا ثبوت ہوگا؟ مگر معلوم نہیں مرزا نے باوصف دعویٰ مسلمان اپنا کیلچا کیسا پتھر کا کر لیا اور اپنے کاشنس کو کیسا مسخ کر دیا کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو ایک مہذب انسان کے درجے سے بھی گرا دیا۔ وہ عیسیٰ مسیح جن کی پرستش تمام یورپ کرتا ہے اور خود برٹش گورنمنٹ بھی اس کو اپنا نجات دہندہ یقین کرتی ہے۔ کس قدر خیرگی اور نمک حرامی ہے کہ گورنمنٹ کے اسی نجات دہندہ اور خدا کو بے ساختہ گالیاں دی جائیں جس کی کرڈوں رعایا سبھی ہے اور گورنمنٹ نے جو آزادی از راہ شفقت مادی عطا فرمائی اسی آزادی کے تیروں سے گورنمنٹ کا کیلچا چھیدا جائے۔ اور قانون سڈیشن کو پشت ڈال کر گورنمنٹ کی وفادار رعایا میں ناراضی پھیلانی جائے۔

کس تیر تم کا ہے نشانہ انصاف سے دیکھنا میرا دل

مرزا قادیانی کی جو تحریریں اور جو دعویٰ شائع ہوئے کیا وہ گورنمنٹ کی نظر سے نہیں گزرے کیا انگریزی اخباروں نے ان پر خوفناک ریمارک نہیں کئے مگر مرزا قادیانی متاثر نہ ہوئے پھر گورنمنٹ میں لگا تار دھواں دھار میموریل بھیجے کہ میرے ساتھ دولاکھ والٹیمز ہیں۔ میں بڑا صاحب وقعت و سطوت ہوں یہ گویا گورنمنٹ پر در پردہ دھمکی تھی۔ شامت جب آتی ہے تو ایسی ہی سوچتی ہے مگر جس طرح خدائے حقیقی کی لاشی میں آواز نہیں اسی طرح گورنمنٹ مجازی کی لاشی میں بھی آواز نہیں بالآخر مرزا قادیانی نے جو دام اوروں کے پھانسنے کو تیار کیا تھا۔ آپ ہی اس میں



پھنس گئے۔ مرزا قادیانی کے ساتھ دو لاکھ وائٹ میٹروں کے ہونے کا اعلان بلائے جان ہو گیا۔ اگرچہ نہتی فوج کی بھیڑ بھاڑ کیا پدی کیا پدی کا شور باہے لیکن پولیٹیکل نظر سے دیکھنے والے اس کو خوفناک سمجھتے ہیں کیونکہ مذہبی جھگڑے بالآخر پولیٹیکل جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ آخر سوڈان میں مہدیوں نے کیا کیا اور اب صومالی ملے کیا کر رہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے آنکھ اٹھا کر دنیا کا نظارہ نہ کیا اور وہ دعوے کئے کہ آج تک کسی مہدی نے نہیں کئے۔

ہم مرزا قادیانی کے ہرگز دشمن نہیں ہیں۔ ہم ان کے بھلے کو سال بھر سے برابر فہمائش کر رہے ہیں کہ آپ کے حق میں یہ دعوے مضمر ہیں اور ان کا انجام بہت برا ہے اور اب بھی ہم چاہتے ہیں کہ سارے دعوے واپس لیں اور سیدھے سادھے سچے مسلمان بن جائیں۔ اور آفات سے محفوظ رہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم اپریل کے شمارہ نمبر ۱۳ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کے گلے میں استروں کی مالا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزا قادیانی پر فرد جرم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مسلل فوجداری مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا نیت سے توبہ۔	مولانا عظیم الرحمن انبالوی!
.....۵	اصلاح تمدن اور قرآن مجید۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا قادیانی کے گلے میں استروں کی مالا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے مہدی اور مسیح بن کر سادہ لوحوں کو موٹا ناتو شروع کر دیا مگر یہ خبر نہ رہی کہ یہ دعویٰ ان کے گلے میں استروں کی مالا ہو جائے گا۔ آزادی کا زمانہ ہے مذہب آزاد ہیں میں آزاد ہوں جو چاہوں کروں جسے چاہوں گالیاں دوں۔ اہل مذہب میں اشتعال پیدا کروں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ خبر نہیں کہ مرموہ آزادی کا بال بال قانون تحریر میں جکڑا ہوا ہے جب تک کوئی رعایا ایک گورنمنٹ کی محکوم ہے ہرگز آزاد نہیں ہو سکتی گورنمنٹ نے جب دیکھا کہ پریس کی آزادی

رعایا کو گریز پانا دے گی تو خاموش سدیش کی ایک بیڑی اور بڑھا دی۔

قدم رکھنا سنبھل کر محفلِ رندان میں اے زاہد

یہاں ساغر چمکتا ہے یہاں پگڑی اچھلتی ہے

اگر مرزا قادیانی بزدلی نبی اور موعود مسیح تھے تو صرف اپنے دعوے پر دلائل قائم کرتے اور سچے رفاہیوں کی طرح دشمنوں کو بھی حلم اور وقار سے دوست بنا کر مٹھ کر دیتے۔ بھلا کسی آسمانی کتاب یا صحیفے میں دکھائیں تو کسی کہ ایک نبی نے دوسرے نبی کو برا کہا ہے؟ کلام مجید نے تو انبیاء میں کوئی مابہہ الامتِ از نہیں رکھا اور تمام انبیاء کو مساوی درجہ عطا فرمایا۔ بلکہ بت پرستوں کی نسبت بھی حکم دیا کہ ان کو برا نہ کہو۔ سبحان اللہ کیا تہذیب و مہمانت اور سلامت روی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نسبت جناب باری نے فرمایا ”انک لعلىٰ خلق عظیم“ اور خود آنحضرت نے اسی بناء پر فرمایا ”بعثت لا تمم مکارم الاخلاق“ ”کیا خلق عظیم اور مکارم اخلاق یہ اجازت دیں گے کہ مخلوق کا دل دکھاؤ ان کے بزرگوں اور معبودوں کو برا کہہ کر اشتعال دلاؤ۔ مرزا قادیانی نے تو اس خشونت اور تعصب سے کام لیا ہے اور اپنے طرز کلام میں جس کو وہ الہام بتاتے ہیں بد گوئی کا وہہ پنجاب را اختیار کیا کہ ایک قمیض کو بھی اس کو عار سمجھے گا۔ پھر بھی آپ بزرگزیہ نبی اور مامور من اللہ ہیں۔

کسی مذہب کو برا کہنے سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قائل کے دل میں اس کی جانب سے سخت عداوت اور نفرت بھری ہوئی ہے۔ اور اگر اس کا قابو چلے تو جدال و قتال سے ہرگز باز نہ رہے۔ مسیح علیہ السلام کو جو گالیاں دی گئیں تو تمام مسیحیوں نے جن میں گورنمنٹ بھی شامل ہے ملتہذا بھی نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا ہمارے مذہب سے سخت برا فروختہ ہے اور بس چلے تو عام طور پر جہاد کرے اور سب کو تہ تیغ کر ڈالے اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے پاس دو لاکھ قلمی و لکیری ہیں وہ تو جہاد اور جدال و قتال کا پورا سالہ رکھتا ہے اور ایسے شخص کا وجود بہت خوفناک ہے۔ مذہبی خصوصیت و منافرت نے دنیا میں کیا کیا خون خرابے نہیں کئے؟

یورپ جو آج کل اعلیٰ درجے کی تہذیب پر پہنچا ہوا ہے تو تاریخ میں دیکھ جاؤ کہ ایک ہی مذہب کی شاخیں آپس میں رگڑ کھا کر درخت چنار کی طرح کیسی مشتعل ہوئیں کہ سارا زمین جلا دیا اور گیلی سوکی ایک بھاؤ چلنے لگی۔ نہ صرف انبیاء بلکہ تمام مذاہب پر سب و لعن کرنے سے کیا مرزا قادیانی کا بھی مقصد نہیں کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ فلاں مذہب میں یہ عیب اور فلاں نبی اور رفاہی میں یہ نقص ہے۔ اصلی مہدی اور مسیح اور اصلی نبی میں ہوں۔ میرے سوا سب جھوٹے اور

جعلی اور کم از کم ناقص تو ضرور تھے۔ میرا نیا احمدی (مرزائی) مذہب بھی سب مذاہب سے اچھا ہے۔ اس لئے اعلان عام ہے کہ کوئی احمدی (مرزائی) مذہب بھی سب مذاہب سے اچھا ہے۔

یہ تعصب خشونت، عداوت اور مذہبی نفرت نہیں تو کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ تو قرآن میں یہ حکم دے کہ ”وَارْكِعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ“ یعنی نماز پڑھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھو۔ یہ عام حکم ہے کسی فرقہ کی تخصیص نہیں اور اسی بناء پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ فَاجِر“ اور مرزا قادیانی اپنی محدثہ جماعت کو یہ حکم دیں کہ ڈیڑھ اینٹ کی جدی چنواور ڈھائی چاول قادیانی دیک دانی میں جدی ہی گلاؤ۔ بظاہر جہاد کا انکار اور صلح کاری کا اعلان۔ لیکن کسر صلیب اور قتل خنازیر کا دعویٰ، اور پادری لوگ دجال، مرزا قادیانی کی کس کس ناعاقبت اندیشی کو رد کیا جائے۔ آپ اپنی الہامی کتاب (ازلہ ابہام حاشیہ ص ۹۸، ۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹) میں لکھتے ہیں کہ: ”کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر ایک چھت کے قریب۔ جو شخص زمین پر بیٹھا ہے میں نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اس کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے ہیں لیکن اگر خدا چاہے تو تھوڑے ہی، بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی ”کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ“

مرزا قادیانی اپنے مذکورہ بالا کشف کی لاکھ تاویل کریں مگر ان کے مخالفین المعنی فی بطن الشاعر کو ہرگز نہ سمجھیں گے اور ظاہری معنی مراد لیں گے کہ آپ مذاہب غیر پر جہاد کرنے کو ایک لاکھ فوج چاہتے ہیں اور اس سے آپ کی نیت ظاہر ہے یہ چند سال قبل کا واقعہ ہے۔ پچھلے سال تو مرزا قادیانی نے اپنی فوج دو لاکھ کے قریب بتائی ہے اور ایک سال میں اس نے اٹھارے بچے بھی نڈی دل کی طرح ضرور دیئے ہوں گے۔ جس سے چار لاکھ دالغیر ہو گئے ہوں گے۔ اب کیا تھا شیان بھنے کو تو ال جس کے چار بھائی اتار لین پکڑی اور جین لیں رضائی۔ ہر حکم دلائل سے متواتر ثابت کر چکے ہیں کہ مذہب اسلام میں ویسا ہی جہاد ہے جیسا یورپ میں ہے اور آج کل چین و جاپان کے مابین ہو رہا ہے اور اکثر ہوتا ہے اور ہو چکا ہے مگر اسلام میں حاکم وقت پر جہاد (بغوات) کرنا ممنوع ہے اور نہ مسلمانوں میں اب جہاد کا خیال ہے وہ تو جہاد کو بالکل بھول گئے

ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے قتل خنازیر اور کسر صلیب کا اپنی نسبت اعلان دیکر برخلاف تمام مسلمانوں کے ثابت کر دیا ہے کہ مجھ میں جہاد کا مادہ ہے۔ بلکہ میں جہاد کرنے پر مستعد ہوں اور جب مقدس پادریوں کو جو گورنمنٹ کے پیشوا ہیں دجال قرار دیا ہے تو گورنمنٹ ضرور ہوشیار ہوگئی ہوگی اور اس کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر اب ہندوستان میں جہاد ہوا تو مرزا قادیانی کی بدولت ہوگا۔

پس گھڑی کی چوتھائی میں اس کا قلع قمع ہونا چاہئے۔ چنانچہ غالباً اب اس کا وقت آگیا اور یہ وقت مرزا قادیانی نے مولوی کرم الدین پر نالش کر کے خود پیدا کیا اور اپنی راہ میں کانٹے بوئے۔

واضح ہو کہ قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور مرزا قادیانی کی بدولت چند مرتبہ جھگڑے ہو کر عدالت تک نوبت پہنچ چکی ہے مگر حصل نہ آئی۔ اب گورداسپور کے حکام کو خوف ہوا ہوگا کہ مرزا قادیانی کے کارن ضرور کبھی نہ کبھی کوئی بڑا بھاری فساد ہوگا جس سے امن میں خلل آجائے گا اور پھر گورنمنٹ میں ہماری بدنامی ہوگی اگر بہ کشتن روز اول پر عمل نہ کیا اور خاردار زہریلے درخت کی شاخیں بڑھنے دیں اور حکام گورداسپور کا خیال ہے بھی بجا۔

جب مرزا قادیانی علی الاطلاق نہایت سختی کے ساتھ تمام مذاہب کو اشتعال دلا رہے ہیں تو وہ بظاہر جہاد کے مخالف ہیں مگر عملاً جہاد کرنے پر ہر وقت مستعد ہیں پس عدالت کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی سنگین واقعہ پیش آجائے اور کوئی بھاری جھگڑا کھڑا ہو جائے جس کے فروپا فیصل کرنے میں عدالت کو تکلیف ہو لہذا اس کا حفظ ما تقدم ضروری سمجھا۔ ہم لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ قبل از فیصلہ عدالت الہامات فتح کا شائع کرنا بے نظیر فرائض حماقت ہوئی ہے۔ گویا عدالت کو اشتعال دلایا ہے۔ آسمانی باپ اگر چند روز اپنے پوٹے منہ میں جو حرف بے تشدید کی طرح دانتوں سے خالی ہے۔ کھٹکٹیاں بھر کر بیٹھا رہتا اور اگر وہ ہڈیاں میں خاموش نہ رہ سکتا تھا تو لے پا لک ہی چند بے دسٹری مجنون کی طرح پیٹ میں بچا لیتا اور اس کی سرسراہٹ بھی نہ ہونے دیتا تو کیا مشکل تھی مگر افسوس۔

نہالے راکھ پروردیم آخر نخل ملتم شد

۲ ..... مرزا قادیانی پر فرد جرم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخبار زمیندار لاہور بحوالہ روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ ”۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء کو بمقدمہ لائبل جو مولوی کرم الدین صاحب ساکن ضلع جہلم نے برخلاف مرزا قادیانی اور ان کے مرید حکیم فضل الدین پر گورداسپور میں بعدالت رائے چند دلال صاحب دائر کیا تھا۔ اس میں دونوں پر فرد قرار داجرم لگ گئی۔ مرزا قادیانی جواب کے لئے ۳ مارچ کو طلب ہوئے اور فضل دین صاحب کا





نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہونے کا زمانہ آگیا لیکن قدرت الہی کچھ اور ہی کہہ رہی تھی بالآخر بڑے بول کا سر نیچا ہوا اور ابھی کیا ہے ذرا دیکھتے تو جانیے کیا کیا ہوتا ہے۔ اس خود سری اور خدائی دعویٰ کا کوئی ٹھکانہ بھی ہے کہ اپنی فتح یابی ڈنکے کی چوٹ مشہور کر دی اور نہ صرف ایک، بلکہ متواتر صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کو فتح کا کامل وثوق ہو گیا تھا اور تمام مرزائی امت نے اپنے نبی کے الہامات امتنا و صدقاً کہہ کر مان لیے تھے۔

مگر اپنے خوارق اور اعمال نامے پر نہ مرزا قادیانی کی نظر تھی نہ مرزائی پارٹی کی۔ اب عدالت میں وہ اعمال نامے پیش ہوئے تو تڑکا ہو گیا۔ اور آنکھیں کھل گئیں کہ کس شمار غوث میں مہیوت تھے۔ مرزا قادیانی سمجھے کہ میں گورنمنٹ کے سر پر تو پوچھا پھیر رہا ہوں کہ جہاد کا مخالف ہوں اور میرا مشن اسی لئے ہے۔ پس جس طرح چاہو خلق اللہ کی دل آزاری کرو اور انبیاء اور اولیاء اور تمام پیشوا ہان مذہب کو گالیاں دو گورنمنٹ میری حامی ہوگی۔ میں نے اسی کے منہ کو خوشامد کی رشوت کی چاٹ لگا دی ہے۔ پس وہ مثل مشہور جس کا کھانے اس کا گائیے پر عمل کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ مطیع اور خود غرضی اور جب جاہ انسان کو حماقت اور ناعاقبت اندیشی کا پتلا بنا دیتی ہے۔ گورنمنٹ جو ۳۰ کروڑ انسانوں پر حکومت کر رہی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی دانائی (حماقت) سے اسے نادان سمجھا اور اشتناع جہاد کا اعلان ہی بلائے جان ہو گیا۔ گورنمنٹ سمجھ گئی کہ مرزا بلطائف الخلیل اپنے کو جہاد کا مخالف بتاتا ہے اور جب اس کی جمیعت دولاکھ سے بڑھ کر دس پانچ لاکھ ہو جائے گی تو دوسرے مہدیوں کی طرح خود جہاد کرے گا پس مرزا اقراری مجرم ہے۔

(ایڈیٹر)

### ۴ ..... مرزا حیثیت سے توبہ

از جانب مولوی قاری ظلیل الرحمن اہلوی سند یافتہ

حدود وقت کے بعد تمام اہل اسلام کو بشارت تازہ کہ آج بدھ کے روز مغرب کے وقت بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۳۱۳ھ ایک عام مجمع کے سامنے تین آدمی جو مرزائی عقیدہ رکھتے تھے میرے ہاتھ پر توبہ کر کے زمرہ مسلمانان میں شامل اور گردہ موٹیں میں داخل ہوئے اور توبہ کے وقت مولوی اکبر حسین صاحب لدھیانوی بھی موجود تھے۔ چنانچہ ان کی شہادت بھی اس پر درج ہے۔ مجھے امید کامل ہے کہ اور مرزائی بھی اس اشتہار کو دیکھ کر اپنے باطل عقیدوں سے توبہ کر کے مسلمان بن جائیں گے۔ خداوند کریم ان کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا اور تعصب کو ان کے دل سے نکال دے۔ آمین! خدا کا شکر ہے کہ کچھ باغ کی تینوں مسجدوں بلکہ تمام شہر کے رانیوں نے اتفاق

کر لیا ہے کہ یہ اور چند مرزائی جب تک توبہ نہ کریں گے ہم ان کو کسی تقریب میں شریک نہ کریں گے۔ ان تینوں آدمیوں کے نام جنہوں نے توبہ کی یہ ہیں۔

العبد                      العبد                      العبد  
اللہ بندہ ولد فاضل              غلام نبی ولد اللہ بندہ              جانی ولد اللہ بندہ  
گواہ شد                      گواہ شد

منشی عبدالغنی (چودھری شہر)              چودھری تحسن نالیہ ساکن انبالہ شہر  
از جانب مولوی اکبر حسین لدھیانوی حنفی نقشبندی

خدا کا شکر ہے کہ آج بتاریخ ۱۳ ربوی الحجہ مطابق ۲ مارچ ۱۹۰۳ء کو درود ایک مجمع کثیر مومنین کے اپنے عقائد فاسدہ مرزا قادیانی سے مسی اللہ بندہ ولد فاضل قوم اراکین بدست حضرت مولانا مولوی حافظ محمد ظلیل الرحمن امام مسجد پختہ باغ نقشبندی مجددی توکلی ہمراہ اپنے دونوں فرزندوں جانی و غلام نبی کے نائب ہو کر داخل گروہ اہل اسلام ہوا، اور عقائد مرزائیوں سے بیزار ہو کر سچے دل سے توبہ کر کے شامل زمرہ مسلمانان ہوا۔ وہ مقرر ہے کہ میں آئندہ مرزائیوں کے ساتھ میل جول اللہ کے واسطے ترک کرتا ہوں۔ میں خدا سے توفیق چاہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے زمرہ میں میرا خاتمہ ہو اور جب تک زندہ رہوں دین محمدی پر قائم ہوں۔ خداوند کریم اور مرزائیوں کو بھی یہی توفیق دے کہ وہ بھی نائب ہو کر مسلمانوں میں شامل ہو جائیں۔ آمین ثم آمین۔ سند کے واسطے ان کے انگوٹھے دھیر بھی لکوا دیے ہیں۔

گواہ شد

نیاز آگین اکبر حسین غوثی نقشبندی لدھیانوی حنفی عنہ

الشہرہ جمدار چودھری رحمت اللہ و دیگر ایمان انبالہ شہر محلہ پکا باغ۔

ایڈیٹر ..... ہم لکھ چکے ہیں کہ مسیحیت و مہدویت کا بالکل مدار مقدمات پر ہے۔ اب یکے بعد دیگرے رخصت ہوئی جاتی ہے۔ مرزائیوں کے فخر و ہونے کا ٹپکا لگ گیا ہے۔ اب چند روز میں ٹاپا بالکل خالی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

۵ ..... اصلاح تمدن اور قرآن مجید کی تعلیم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

نہ صرف ہمارا شہری صحیفہ مصرعہ ید بلکہ ہر ایک اسلام اور قرآن اسلام کے سچے فدائی کا سپر ایمان ہے کہ تمام دینی اور دنیوی امور کی ہدایت و اصلاح بہتری و فلاح قرآن مجید ہی کے



ذریعے سے ممکن ہے ورنہ نہ دین ہے نہ دنیا ہے ہر طرح خسارہ ہی خسارہ ہے۔

عصر جدید نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کی تعلیم اگر سچے طریقے سے ہو اور ادھام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد ازمہ کی روشنی میں اس کو (قرآن کو) دیکھا جائے تو وہ بھی بجائے ایک جبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ ہو جاتا ہے۔ جس کو رب کی طرح ہر شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام اور غلط اور پرمردہ خیال کو تمدن کی تصویر بنالیتا ہے۔ پس قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہئے۔

بہت معقول ریمارک ہے مگر الحکم اس سے انکار کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ قرآن مجید کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے کیا جائے۔ اس کے نزدیک گویا قرآن مجید خلاف عقل و علم ہے اور قرآن کو عقل و علم سے کوئی واسطہ نہیں۔ ”نعوذ باللہ من هذه السخافة والبلادة والكفر والطغيان والبهتان والهديان“

قرآن مجید تو اپنے کو برہان مبین بتائے اور الحکم (قادیان) اس کو خلاف عقل قرار دے۔ الحکم کو یقیناً برہان کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں۔ ہم سے سنو! برہان کے معنی دلیل روشن اور حجت قاطع کے ہیں کیا دلیل روشن اور حجت قاطع خلاف علم و عقل ہوتی ہے؟ دلیل روشن یعنی آفتاب کی طرح روشن جس کا کوئی ذی عقل اور ذی حس اور ذی بصیر انکار نہیں کر سکتا۔ حجت قاطع یعنی منکر مستدل کے ہر ایک دعوے اور دلیل کے کاٹنے والی پس ایسی شے کو دینی لوگ خلاف عقل کہیں گے جو مادرِ ادا دھمے ہیں اور دنیوی خود غرضی اور طمع نفسی کا جالا ان کی آنکھوں پر آگیا ہے جو بے عقل سادہ لوحوں کو قرآن سے پھیر کر اپنی بروزیت (استدراج یا تاج) پر لارہے ہیں۔ اور قرآن کی غلط تاویلیں کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

استدراج اور تاج تو خلاف عقل نہیں نہ چھٹی بن جانا خلاف عقل ہے۔ مگر قرآن معاذ اللہ خلاف عقل ہے۔ اندھوں پر فریب کا مسریم ڈالا جاتا ہے کہ جو کچھ میں کہوں وہ مانو۔ قرآن بھی میری عقل کا تابع ہے۔ اگر قرآن کو خلاف عقل نہ بتائیں تو لچر اور پوچ دعوے کیونکر چل سکیں؟ حج کو جانا خلاف عقل یعنی اسے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ ہاں قادیان کا طواف اور حج مطابق عقل ہے۔ زکوٰۃ وغیرہ کا ایک پیسہ کہیں نہ دو سب قادیان میں جمو یک دو تا کہ زعفرانی حلوؤں اور مستحوری معجونوں میں کام آئے۔ جائیدادیں خریدی جائیں۔ مرزائینوں کے لئے زیور مرصع بجواہر تیار ہوں جو عین عقل ہے؟ مسیح علیہ السلام کا زندہ رہنا جو قرآن سے ثابت ہے خلاف عقل ہے مگر اس کا دوبارہ دنیا میں ایک چھٹی مغل کے قالب میں حلول کر جانا خلاف عقل نہیں۔

حدیثوں میں مہدی و مسیح کے آنے کی پیشینگوئی مطابق عقل ہے بہت سے دجال (مہدی یا کذاب) اب تک آچکے اور یہ پیشینگوئی بڑے ڈھڑلے کے ساتھ واقع اور پوری ہو چکی مگر دجالوں کا آنا پھر بھی خلاف عقل ہے۔ مرزائی الہام ”جسری اللہ فسی حلال الانبیاء“ (تذکرہ ص ۹، طبع سوم) یعنی شخص واحد کا لاکھوں انبیاء کے حلول (قالیوں) میں آنا خلاف عقل نہیں مگر انبیاء کا معصوم ہونا خصوصاً عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا۔ جن کو قرآن کلمۃ اللہ اور روح اللہ قرار دیتا ہے خلاف عقل ہے۔

ایڈیٹر الحکم نے اپنی راگ مالا کا تان اس پر توڑا ہے کہ علم اور عقل کی روشنی مسیح موعود (مرزا) کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن جو اپنے کو نور و کتاب مبین کہتا ہے یہ غلط ہے وہ تو بالکل تاریک ہے۔ مرزا قادیانی ہی اس پر اپنے علم و عقل کی روشنی ڈالیں تو قرآن نور بن سکتا ہے۔ بس چناب معلوم شد تانت ہاجی اور راگ بوجھا۔ مرزا قادیانی میراثی طور پر بھی راگ مالا اپنے ساتھ لائے ہیں۔ (ایڈیٹر)

### عدالت پر الزام

الحکم مطبوعہ ۱۷ مارچ میں لکھا ہے کہ جب مرزا قادیانی کی طرف سے علالت کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا تو عدالت نے حکم دیا کہ ڈاکٹر صاحب شہادت کے لئے پیش ہوں اس پر ہر چند عذر کیا کہ میری عمر طبعی شاہ صاحب کی علالت کا جب سرٹیفکیٹ پیش ہوا تو عدالت نے ان کے ڈاکٹر کو شہادت کے لئے کیوں طلب نہ کیا مگر یہ عذر مسوع نہ ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ میری عمر طبعی شاہ صاحب گواہ تھے اور مرزا قادیانی ملزم ہیں ملزم اور گواہ کی حیثیت میں بڑا فرق ہے۔

دوم..... میر صاحب ممدوح ایک گوشہ نشین درویش ہیں مہدی بن کر مختلف مذاہب میں لینک پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ نہ کسی مذہب کی دل آزاری کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی حالت ظاہر ہے۔ پس مرزا قادیانی کی علالت کا اعتبار نہ ہوا اور میر صاحب کی علالت کا ان کی حیثیت اور چال چلن کے موافق اعتبار ہوا۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ..... ضمیمہ فحشہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶/۱۷ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۳، ۱۵ کے مضامین

.....!	آخری الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
--------	-------------	--------------------------

.....۲	ماموریت و ہلاکت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	ملہم کا اعتقاد پر ملہم پر۔	اللہ دہ۔ جھنگ!
.....۴	انکار معجزات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	آسمانی نشان کا ظہور۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزا قادیانی کے مشن کا پوچھ گچھ پہلو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱..... آخری الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم نے مرزا قادیانی کا آخری الہام یہ لکھا ہے ”ان شأنتك هو الابتدر (تذکرہ ص ۲۶۵)“ جیسے مجدد السنہ مشرقہ شوکت اللہ نے ڈالتا ہے۔ مرزا قادیانی نے آیات قرآنی کا فتح و نسخ کرنا یا ایک ٹکڑا کسی آیت سے اور دوسرا ٹکڑا کسی دوسری آیت سے لے کر کہاؤ عذرا الہام تیار کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اب پوری آیت لے لیتے ہیں مگر بالکل بے محل اور خلاف مورد۔ کیا معنی کہ کلام مجید حسب اقتضاء وقت نمجا نمجا نازل ہوا ہے جو آیات کے شان نزول کے مطالعہ سے ظاہر ہو سکتا ہے اب سنئے۔ سورۃ الکوتر اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ صاحبزادگان رسول مقبول ﷺ یعنی طیب و طاہر علیہما السلام نے متواتر وفات پائی۔

کفار خوش ہوئے کہ اب محمد ﷺ اتر ہو گیا۔ (معاذ اللہ) ان کو خوف ہوا کہ نبی کی اولاد بھی ہم کو بت پرستی اور شرک سے روکے گی۔ اترتے تھے ماخوذ۔ افضل التفضیل کا میغہ ہے جس کے معنی چھپا کٹے کے ہیں یعنی مقطوع النسل۔ کفار کے اس طعن سے آنحضرت ﷺ کو اور بھی رنج ہوا۔ تب خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب کی تقفی کے لئے سورہ کوثر نازل فرمائی کہ ”انما اعطینک الکوثر“ یعنی طیب و طاہر کے بدلے ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے کوثر کثرت سے ماخوذ ہے اور مبالغہ کا میغہ ہے وہ شے جو بہتات اور کثرت رکھتی ہے۔ اس سے مراد عوض کوثر بھی ہو سکتی ہے جس میں بڑی کثرت سے مومنین کو دودھ اور شہد ملے گا اور قرآن بھی مراد ہو سکتا ہے جو دین اور دنیا کی نعمت ہے اور امت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے ”من سلك علیی طریقتی فهو آلمی“ یعنی جو شخص میرے بتائے ہوئے راہ پر چلتا ہے۔ وہی میری اولاد ہے اس حیثیت سے آپ کی اولاد مشرق سے غرب تک کثرت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے اور آج کے روز

دشمنان دین کفار و مشرکین عرب کا کہیں پتا بھی نہیں۔ جیسا کہ ”ان شانک هو الابر“ سے ظاہر ہے یہ خدائے تعالیٰ کی پیشین گوئی ہے جو روز روشن کی طرح دنیا پر آشکارا ہو رہی ہے کہ آپ کا دشمن ہی پیچھا کٹا ہے۔

اب مرزا قادیانی فرمائیں کیا وہ مقطوع النسل ہیں۔ کیا وہ صاحب اولاد نہیں کیا بچھلے دنوں ان کے دو فرزند وفات پا چکے ہیں؟ شاید آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہو کہ میرا لے پا لک اب نہیں تو آئندہ چند روز میں ضرور مقطوع النسل ہو جائے گا۔ ہمارا قابو چلے تو اس بدھگونی پر کھوسٹ کھچے آسمانی باپ کے منہ میں انگارے بھر دیں۔ کہ مردود اپنے لے پا لک کو مقطوع النسل کرنا چاہتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کے دشمن تو ہندوستان کے ۳۰ کروڑ آدمی ہیں کیا وہ سب مقطوع النسل ہیں یا ہو جائیں گے ہرگز نہیں سب مرزا قادیانی کی چھاتی پر موگ دیں گے۔ انشاء اللہ ہمارے پیارے اور جیتے الحکم کا فرض ہے کہ ایسے اندھا دھند الہامات شائع نہ کیا کرے جن کی بدھگونی خود مرزا قادیانی کی ناک پر استرا چلائے، دیکھو خبردار ہوشیارا گریہ آخری الہام ہے تو الٰہی خیر۔ (ایڈیٹر)

۲ ..... ماموریت و ہلاکت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دنیا میں خصوصاً عدالتوں میں لوگ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں مگر کوئی ہلاک نہیں ہوتا لیکن مرزا قادیانی الحکم مطبوعہ ارمارچ میں بحروف جلی فرماتے ہیں کہ ”میرا دعویٰ جھوٹا نہیں خدائے تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اس کی تائید میرے ساتھ ہے اگر میں اس کی طرف سے مامور نہ ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا..... الخ“

(ملفوظات ج ۶ ص ۲۸۹)

واضح ہو کہ خدائے تعالیٰ کسی کو قتل از وقت معهود جو اس نے مقرر کر دیا ہے ہلاک نہیں کرتا ”اذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون“ اور اپنے منکروں کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ ہر طرح حجت قائم ہو اور قیامت روز پوچھا جائے ”ما اسلکم فی سفر“ کس شے نے تم کو دوزخ کی طرف چلایا؟ اور آنحضرت ﷺ کو کم دیتا ہے کہ ”اہلہم رویدا“ پس مرزا قادیانی کو اپنی ہلاکت میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ خوب گل جھڑے اڑائیں۔ دندنائیں، ستھوری اور چند بیدستری مچوئیں کھا کر سنڈیا لیں، دن عید، رات شبرات منائیں۔

دیکھو ملک سوڈان وغیرہ میں کس قدر مہدی پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ سب نے اناولا غیری کے نقارے بجائے اور یہی دعویٰ کیا کہ ہم مامور من اللہ ہیں مگر جب تک ان کی ذلت و رسوائی (جو منجانب اللہ مقدر تھی) بخوبی نہ ہو چکی اور دنیا پر ان کے جموٹے و عودوں کے پاؤں کی عبرت نہ

پڑ چکی۔ قبل از وقت ہلاک نہ ہوئے۔ شاید مرزا قادیانی ہلاکت سے جسمانی موت مراد لیتے ہیں۔  
حقیقی ہلاکت کو بھولے ہوئے ہیں جو خدا پر افتراء کرتے ہی ان پر طاری ہو گئی ہے اور روح بالکل بے  
حس بلکہ مردہ بن گئی ہے جس کے مقابلے میں مانی موت صرف ایک نقل مکانی ہے۔

موت و ماندگی کا وقفہ ہے

یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

لندن کی مسیح پاکٹ اور فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوکی اور صومالی مہدی بھی یہی کہہ سکتے ہیں جو  
مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ مگر چاروں دل میں خوب جانتے ہیں کہ ہم سراسر جھوٹے ہیں اور ساتھ ہی  
یہ بھی جانتے ہیں کہ ابھی ہماری ہلاکت کا زمانہ نہیں آیا۔ پس ایک مکار عورت کی طرح اپنے حتمی  
دستہا کے سامنے میٹھر دلا لے کر جاتے ہیں۔ ایسے جھکنڈے سادھو بچوں کو کون سکھائے۔

ہلاکت، ہلاکت تو مرزا قادیانی کا تکیہ کلام بلکہ طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ پچھلے دنوں  
پیشینگوئیوں سے اردوں کو ہلاک کرتے تھے اب اپنے کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل اقدام  
خودکشی ہے۔ اور ہم ٹھہرے شمع، اگر ابھی ابھی جھٹکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر مجسٹریٹ گورڈ اسپور کے  
اہلاس میں چلا کر دیں تو کیسی گت بنے۔ پس خبردار ایسی بات سمجھی نہ کہو جو تمہارے نفس کے اندر  
نہیں اور جس کو تم خود جھوٹ سمجھ رہے ہو۔

۳ ..... ملہم کا اعتقاد پر ملہم پر

اللہ۔ جگ!

مرزا قادیانی (توضیح بطرام ص ۲۱، ج ۱ ص ۶۱) میں لکھتے ہیں: ”اوپر کی طرف سے وہ  
اصلی درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملتی ہوئی ہے۔ حائل بندہ کے دل میں بارواہ الہی پیدا ہو کر رب قدیر  
کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور پھر ان محبتوں کے ملنے سے جو در حقیقت نرا اور مادہ کا حکم رکھتی  
ہے ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الہی محبت کی چمکنے والی آگ سے  
جو مخلوق کی ہیروزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس  
ہے۔“ اس عبارت سے چند امور ظاہر ہوتے ہیں۔

اول..... کم زور انسان کی محبت رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔  
دوم..... عاجز انسان کی محبت در حقیقت نرا اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ سوم..... خداوند تعالیٰ اور بندے  
کی محبت مل جانے سے تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ نرا اور مادہ وہاں بھی  
موجود ہے اور کیوں نہ ہو آپ خدا کے بمنزلہ ولد ہیں۔

اور (توضیح المرام ص ۲۲، جزائن ج ۳ ص ۶۲) میں ہے: ”اور چونکہ روح القدس ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یحییٰ پاک حسیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے شرکانہ سمجھ لیا۔“ اس عبارت سے بھی چند امور ثابت ہوئے۔

اول..... روح القدس جبرائیل فرشتہ کا نام نہیں بلکہ خدا اور بندہ کی محبت کے ملانے سے تیسری چیز ہے۔

دوم..... وہ تیسری چیز پیدا شدہ خداوند تعالیٰ اور بندہ کے لئے بطور ابن ہے اور یحییٰ پاک حسیث ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے شرکانہ سمجھ لیا۔

اس جگہ مرزا قادیانی نے نصاریٰ کی تقلید کی اور ان کے ہم اعتقاد ہوئے دیکھو خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۷ ”تمن ہیں جو آسمانوں پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس یہ تینوں ایک ہیں۔“ مرزا قادیانی اور نصاریٰ کی تقریر میں فرق صرف چال بدلنے کا ہے۔ ورنہ دعویٰ دونوں کا ایک ہے۔ مرزا یحییٰ، دیکھو خدا کا فرمان ”ولا تقولوا ثلاثة“ یعنی یہ نہ کہو کہ تین ہیں اور ”لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة وما من اله الا اله واحد وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب اليم (مائدہ: ۷۳)“ یعنی قطعی کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر ایک، اگر باز نہ ہیں گے اپنے قول سے، البتہ لگے گا ان کو عذاب دردناک، مرزا یحییٰ تم ہو جب آیات کس کو کافر کہو گے۔ خدا سے ڈرو ورنہ کچھ متاؤ گے۔

دیکھو مرزا غلام احمد خدا سے برابر ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ (ضمیمہ انجام آخر ص ۶، جزائن ج ۱ ص ۲۸۶) میں کہتے ہیں۔ براہین احمدیہ میں خدا نے مجھے کہا ہے ”انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی“ یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید۔

اس الہام سے ظاہر ہے کہ مرزا براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت توحید اور تفرید کا مرتبہ تو حاصل کر چکے تھے لیکن پورا خدا بننے میں کچھ کمی تھی جو عبارت ذیل سے پوری ہو گئی۔ دیکھو (ابھین نمبر ۳ ص ۲۵ حاشیہ جزائن ج ۱ ص ۴۱۳) ”اور وائیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے ”انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی“ مرزا قادیانی نے آپ ہی اپنے پہلے الہام کی تفسیر کر دی یعنی وائیل نبی کی کتاب سے تحریری ثبوت پیش کر کے اپنا خدا کی

مانند ہونا ثابت کیا۔

کیا اب بھی مرزائی جماعت انکار کرے گی کہ مرزا قادیانی خدا کی مانند ہونے کے مدعی نہیں، قرآن مجید میں تو ”لیس کمثلہ شئی اور قل هو اللہ احد اللہ الصمد“ وارد ہوا اور برائین احمدیہ میں خدائے تعالیٰ مرزا قادیانی کو ”انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی“ کہے۔ الحکم نمبر ۸، ج ۵ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۴ء میں عبدالکریم صاحب مرزا قادیانی سے روایت کرتے ہیں کہ ”ایک روز کاسر اعلیٰ (مرزا قادیانی) فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ضرور جانتا ہے کہ کس قدر مجھے نصرانی مذہب کے استیصال کے لئے جوش ہے۔ پس میں اس کو ان لفظوں میں ادا کر سکتا ہوں کہ مجھے اس اعتقاد کی جہاں کے لئے اتنا جوش ہے کہ جتنا خود خدا کو۔“ خدا پر جھوٹ۔ ”ان اراد ان یهلك المسيح الآی“

نصاری کی بیخ کنی اور ان کے اعتقاد کی جہاں کے لئے مرزا قادیانی کے خدا کو بھی مرزا قادیانی کے مساوی جوش ہے۔ اس تحریر کو تقریباً چار سال کا عرصہ گزرا اور جوش تو دونوں کو اس سے پہلے کا ہوگا۔ لیکن اب تک دونوں سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور مسلمانوں کا خدا تو اس بات سے پاک ہے کہ اس کو کسی چیز کی جہاں کے لئے عاجز انسان کی مانند جوش کھانا پڑے۔ بلکہ وہ تو ایسی طاقت رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو تمام جہاں کو طوفانِ احمر میں ہلاک کر دے۔ خود قرآن شریف گواہ ہے اور (تحد) قمریہ ص ۱۳، خزائن ج ۲ ص ۲۶۶) میں لکھتے ہیں ”اے قہرہ ملکہ معظمہ ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جنابِ الہی میں جھکتے ہیں اور ہماری رو میں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔“ کجا مرزا اور اس کے خدا کو جھوسیت کی بیخ کنی اور جہاں کا جوش اور کجا عیسوی مذہب ملکہ کی اقبال مندی اور سلامتی کی دعا۔

اور رسالہ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۷۷) میں لکھتے ہیں ”خدا نے مجھے کہا ہے ”انت منی وانا منک“ ہاں منک سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا مرزا قادیانی سے پیدا ہوا ہے۔ ”ماخذ اللہ قرآن مجید میں لم یلد ولم یولد اور انت منی وانا منک مرزا قادیانی کا الہام۔

اے مرزا نیو! تم خداوندِ قہار سے ڈر کر بیچ بکوا کر کوئی اور شخص کہے کہ میں توحید اور تفرید کا مرجع رکھتا ہوں۔ یا یہ کہ وہ واضح نئی کی کتاب میں مجھے خدا کی مانند لکھا ہے۔ یا یہ کہ میں خدا سے ہوں اور خدا مجھ سے ہے تو تم اس کو کافر کہو گے یا نہیں؟ اگر دانستہ جھوٹ کہو گے تو کاذب کے واسطے خداوندِ قہار کی طرف سے لعنت کا خطاب موجود ہے۔

## ۴ ..... انکار معجزات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بقول خود تو کم دیش تین سو معجزات اب تک دکھا چکے ہیں۔ مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ میں سے کسی نے معجزہ نہیں دکھایا۔ معجزہ خارق فطرت ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے لئے عین ہے۔ مردوں کو کسی نے خدا کے حکم سے زندہ نہیں کیا اور بے چارہ مسیح تو کیا زندہ کرتا جو مرزا قادیانی کے نزدیک مہذب انسان بھی نہ تھا۔ جس طرح زندہ کرنا صرف خدا کا کام ہے۔ اسی طرح مار ڈالنا بھی اسی کا کام ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے بذریعہ اپنے جلا دیڈیکاٹک (طاعون) کے لاکھوں آدمیوں کو مار ڈالا اور جو مخالف مرتا ہے اس کو مرزا قادیانی ہی مارتے ہیں۔ آختم بھی پیشینگوئی کی میعاد کے اندر ہی مر گیا ہوتا مگر وہ دل میں مرزا قادیانی پر ایمان لے آیا اس لئے نہ مرا۔ اگرچہ اس نے ایمان لانے کا بظاہر اقرار نہ کیا۔ مرزا قادیانی نے بارہ ہزار کی تھیلیاں بھی جھکا دیں کہ اگر آختم یوں کہہ دے کہ میرے دل پر خوف غالب نہیں ہوا یا میں دل میں ایمان نہیں لایا تو یہ تھیلیاں اس کی اور اس کے باپ دادا کی مگر آختم کا فولادی دل بارہ سیر چاندی پر بھی نہ کھلا۔

یہ عجیب نبی ہے کہ اپنی نبوت کا انکار کرنے والے کو انعام دیتا ہے اور جب دنیا میں انعام سبز دکھا کر مجبور کرتا ہے کہ میری نبوت کا انکار کرو شاید اسی انکار کے باعث آخرت میں جنت کا مالک کر دے۔ کیوں بھی مرزا نہ ہو! اب کیا صلاح ہے۔ جب دنیا میں دولت اور آخرت میں جنت آپ کے بروزی نبی نے منکروں پر لٹا دی تو آپ کے واسطے کیا رہا؟ ڈھاک کے تین پات دی مش ہوئی کہ گھر کے نہ گھاٹ کے۔

خیر یہ تو انکار معجزات کا جملہ مترضہ تھا اب اصل حقیقت سنئے کہ سیرٹھ میں چند مرزائی ہیں ہم سے اکثر ملاقات رہتی ہے اور معجزات پر بحث ہوتی ہے۔ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ طلب کرنے پر بحث ہوئی۔ ”رب ارنی کیف تحی الموتی“ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولكن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزاء ثم ادعهن یتاتینک سعیا (بقرہ: ۲۶۰) ”مفسرین نے جو کچھ اس آئیہ کی تفسیر فرمائی ہے وہ تو علماء و ناظرین ضمیمہ پر بخوبی روشن ہے مگر ہم نے اس پر حسب ذیل مجددانہ بحث کی۔

ہم نے کہا بے شک محی اور ممیت خدائے تعالیٰ کی صفت ہے تم معجزات انبیاء کے منکر ہو مگر کیا قدرت الہی کے معجزات کے بھی منکر ہو جو ہمیشہ اور ہر وقت بطور سنت اللہ معجزات دکھاتی



رہتی ہے۔ آیت مذکورہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام معجزہ دکھانے کے مدعی نہیں بلکہ وہ تو جناب باری سے اس کی سنت کے موافق معجزہ طلب فرماتے ہیں کہ ”اے خدا تو فاطر السموات والارض ہے تو قادر مطلق ہے مجھے بھی دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔“ اگر خدائے تعالیٰ احياء اموات نہیں کر سکتا تو یہ سوال عبث ہوا حالانکہ نبی کا سوال عبث نہیں ہوتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کو خدائے تعالیٰ منع فرماتا ہے اور اس کو ضلالت کا سبب قرار دیتا ہے۔ اس پر مرزائیوں نے کہا وہ نبی ہی کیسا جو معجزہ دیکھ کر خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے۔ ہم نے کہا ”ارنسی کیف تحی الموتی“ پر فوراً کرو آخر یہ کیسا سوال ہے اور کون سا سائل ہے۔ دوم..... کوئی نبی ماں کے پیٹ سے ہی نبی نہیں پیدا ہوا بلکہ یہ نعمت ہر نبی کو بعد میں ملی ہے۔ پڑھو ”ووجدک ضالاً فہدنی (الضحیٰ: ۷)“ آنحضرت ﷺ کی جانب خطاب ہے جس میں حالت قبل از وحی کو یاد دلا کر خدائے تعالیٰ اپنی تمام نعمتیں یاد دلاتا ہے اور ہدایت فرماتا ہے کہ ”واما بنعمة ربك فحدث“۔

خدا کے فضل کا موسیٰ سے پوچھئے احوال  
کہ آگ لینے کو جائیں پیبری مل جائے

”ذالك فضل الله يوتيہ من يشاء“ وحی اور الہام پر نبوت کا مدار نہیں۔ وحی اور الہام اچھا ہو یا برا ہو ہر شخص پر بلکہ ہر جاندار پر ہوتا ہے۔ ”اوحي ربك الى النحل الآية“ اے محمد ﷺ تیرے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی۔ ”ان الشياطين ليوحون الى اوليائهم الآية“ تحقیق شیاطین اپنے چیلوں پر وحی بھیجتے ہیں۔ دیکھئے شیاطین بھی وحی کے مالک ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ آیت ”ماضل صاحبکم وما غوى“ آیت ”وجدک ضالاً فہدنی“ کے خلاف ہے تو جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں قبل از نزول وحی کی حالت کا بیان ہے اور دوسری آیت نبوت و نزول وحی کے بعد کی ہے۔ چنانچہ اس سے اگلی آیت ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحى“ اس کی شاہد ہے۔

آیت میں صریحاً کے معنی پر پڑے یا اجزاء علیحدہ کر دینے کے ہیں۔ مگر مرزائیوں نے اپنے نبی کی نواسیجہ و تفسیر سے وہی معنی بیان کئے جو سید النبیاء نے اپنی تفسیر میں لکھے یعنی جانوروں کو اپنی جانب رجوع کر اور پرچادہ تیری جانب دوڑ کر چلے آئیں گے۔ ارے واہ رے نیچری مرزائیو! تمہاری تاویل کے کیا کہنے ہیں۔ جانداروں کا پرچانا بڑا بھاری معجزہ اور یہ آیت قدرت ہے گواہ لئے ہمیں سو کو چہ دے بکری بھیڑوں کو، چڑی مار وغیرہ طیور کو۔ حلال خورکوں کو۔ پرچا لیتے ہیں کیا ایک اولوالعزم نبی جناب باری سے ایسے ہی آیات قدرت کے دیکھنے کی استدعا کرتا ہے۔

اور اپنا اطمینان چاہتا ہے۔ پھر سوال تو یہ ہے کہ اے خدا تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے جواب یہ ہے کہ جالوروں کو پرچا۔ سوال از آسان جواب از آسان۔

مرا انیوں نے کہا یہ تو قیامت کا ذکر ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا ہے کہ یا الہی تو قیامت میں مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا اس کا جواب یہ ملا کہ جس طرح تو جالوروں کو پرچا لے گا۔ اسی طرح ہم بھی مردوں کو پرچا لیں گے۔ ہم نے کہا یہ جالور تو دنیا میں تھے دھوئی کی تخلیق کیونکر ہوئی۔ پھر کیا شجر اچھا و جڑ نہیں حالانکہ تم معجزات کے بالکل منکر ہو۔ جب تمہارے نزدیک دنیا میں مردہ و زندہ نہیں ہو سکتا تو سالہا سال کے بعد جب ہڈیاں خاک ہو جائیں گی تو مردے کیونکر زندہ ہوں گے ”اذا غفطہ و کفنا ترا باذالک وجع بعینہ“ کیا تم انی منکروں سے کم ہو۔ یہ تو بالکل ”فلعن ببعض و نکفر ببعض“ کا مصداق ہے۔

ہم نے ایک اور بات کہی کہ یا تینک معنی اکیں فرمایا تینک طیر اکیں مفرمایا جو طور کے لئے موزوں تھا اس کا کچھ جواب نہ ملا۔ ہم نے کہا سنا اس لئے فرمایا کہ اگر وہ جالور اڑ کر آئے تو یہ احتمال ہوتا کہ شاید دوسرے جالور اڑ کر آگئے ہیں اور جب دوڑ کر سامنے سے آئیں گے تو یہ احتمال جاتا رہے گا۔

جب ہم نے بیحد بحث کرنی چاہی تو چونکہ مردانہوں کی بات میں تناقض تھا۔ لہذا وہ سمجھ گیا کہ مجدد المشرق کے حضور ہماری کوئی بات چل نہ سکے گی۔ لہذا بحث کا خاتمہ ہو گیا یہ جاوہ جا۔

## ۵ ..... آسانی نشان کا ظہور

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

عروائی اچھل کود رہے ہیں رنگ دلیاں مٹا رہے ہیں کہ لالہ چند دلال صاحب مجسٹریٹ گورداسپور جنہوں نے ہمارے حضرت اقدس پر بلا حیدر ناکرہ مگنا غرہ نہ بردہ تاحق درد گردہ خدا کی پناہ ایک نددو بلکہ تعویذات ہند کی تمہی دفعات لگا دی تھیں۔ آخر کار قبل از فیصل کرنے مقدمہ کے حوزل کے ساتھ گورداسپور سے بدل گئے۔ یعنی اب نرے منصف رہ گئے۔ بھلا آسانی نشان کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں اب بھی دنیا ایمان نہ لائے تو جائے جہنم میں۔ اور اس شخص نے بھی عجیب اندھیر کھانا پھانسا تھا کہ دئی کا بالکل جامہ ہی پہن لیا تھا۔ بات بات میں اسی کی طرف اشارہ کرتی، اسی کا جذبہ، اب دوسرا حاکم آتا ہے وہ خالہ کا بیٹا ہے۔ دیکھیں مولوی کرم الدین کیونکر کامیاب ہوئے ہیں۔ اور ہاگ تو درحقیقت آسانی باپ کے ہاتھ میں ہے اگر چند دلال اس کی مخالفت نہ کرتا تو یہ دن کیوں دیکھتا؟

ہم بھی چاہے ہیں کہ مرزا قادیانی کسی طرح بچ جائیں کیونکہ وہ آسمانی باپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ کسی طرح نسل تو جاری رہے ورنہ آسمانی باپ کے خاندان کا ہی خاتمہ ہے۔ جتنے حکام آئے دن بدلتے رہتے ہیں اور گورنمنٹ گزٹ میں یہ تغیر و تبدل چھپ کر شائع ہوتا رہتا ہے یہ سب آسمانی نشان ہوتے ہیں کیونکہ وہ مستحیوں کے ساتھ نا انصافی طرفداری اور تعصب مذہبی برتتے ہیں۔ لیکن اگر اس حاکم کے اجلاس میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو کدھر جائے گا۔ کیا دوسرا آسمانی نشان ظاہر ہوگا اور وہ حاکم بھی اپنے درجے سے تنزل ہو کر بدلا جائے گا۔ ضرور بالضرور۔ آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ ترکی پٹے اور تازی قمرائے۔ غیر ممکن ہے کہ مرزا جدید حاکم کے اجلاس سے کورے بری نہ ہوں۔ پہلا حاکم مولوی کرم الدین کا طرفدار تھا۔ نیا حاکم اس کے برعکس لے پالک کا طرفدار ہوگا۔ جب ہی تو آسمانی نشان ظاہر ہوگا۔ جس کا الہام ہو چکا ہے۔ پس مناسب ہے کہ الحکم میں گزشتہ متحدہ الہامات کی طرح یہ الہام بھی شائع اور عدالت کی نظر سے گزر کر اس کو سابق مجسٹریٹ کی طرح صحیبہ ہو۔

۶ ..... مرزا قادیانی کے مشن کا پولیٹیکل پہلو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس قدر مہدی آج تک گزرے اگرچہ سب نے دین کے نعرے بلند کئے مگر درحقیقت سب کا مشن پولیٹیکل تھا۔ کیونکہ وحشی بغیر اس لٹکے کے قابو میں نہیں آسکتے۔ انہوں نے کہا کفار اور مکرین کو ملک سے نکالو اگر وہ مہدویت تسلیم نہ کریں تو سخت اذیتوں اور برے برے فدا یوں سے ان کو ہلاک کرو کیونکہ آج کے روز ہمارا قبضہ ہمارا سمکہ ہمارا حکم ہے۔ بالآخر ملک گیری اور دنیوی جاہ و حشم کی ہوس میں زبردست قوموں کے ہاتھوں کتے کی موت مارے گئے۔ یہ ان ممالک کی کیفیت ہے۔ جہاں وہ آزاد اور مطلق العنان تھے۔ ہتھیار اور سامان حرب رکھنے کی ممانعت نہ تھی۔ انہوں نے یہ خیال خام پکایا کہ آسمانی تائید ہمارے ساتھ ہے۔ افواج ملائکہ ہماری کمک پر ہے۔ فوج بھی ہے فزائے بھی ہے مگر چند روز میں چھوٹی کے پر ہی اس کو ملک عدم میں لے اڑے اور غبارِ آلود مطلق صاف ہو گیا۔

مگر ہندوستان جیسے ملک میں جو مختلف مذاہب و اقوام کا مسکن ہے کسی عیار کا مہدی یا مسیح بنا قابلِ مضحکہ ہے۔ خصوصاً موجودہ زمانہ میں جب کہ تمام اقوام و مذاہب امن و امان کے ساتھ ایک آزاد پرامن گورنمنٹ کی حکومت میں ہیں۔ ایسے ملک کو موڈان پر قیاس کرنا حماقت یا مانجھ لیا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کا جیسا سلوک و جبروت اعلیٰ درجہ کا ہے وہ ویسی ہی علیم و مستقل حراج

ہے۔ اس کو آزادی مذہب کا بڑا پاس ہے وہ حتی الوسع نہیں چاہتی کہ کسی کے مذہب میں خواہ نیا ہو یا پرانا دخلت کرے۔ پس مرزا قادیانی کی خوش قسمتی ہے کہ باوصف دل آزاری تمام اہل مذہب کے جو کور عنایت کی گئی وہ قادر عایا ہے اب تک قانون سنڈیش میں نہیں لپیٹے گئے۔ میں امام الزمان ہوں میں مسیح موعود ہوں۔ مجھ پر ایمان لانا فرض ہے اور جو شخص امام الزمان پر ایمان نہ لائے وہ واجب القتل ہے۔

آخر اس کے کیا معنی ہیں۔ کیا مذہب اسلام میں ایسا حکم ہے۔ اسلام میں تو ”لا اکراہ فی الدین“ اور ”لکم دینکم ولی دین“ وارد ہے اس سے مرزا قادیانی کی نیت صاف ظاہر ہے کہ وہ اس حیلے سے ہفت اقلیم کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں اور اگر قابو چلے تو خدا جانے اپنے منکروں کی کیسی گت بنائیں مگر مرزا قادیانی نے اپنی نیت پر یوں پردہ ڈالا کہ جہاد کی مخالفت کی اور جہاد بھی وہ جس کا پتا مذہب و مقدس اسلام میں تو کجا کسی وحشی سے وحشی مذہب میں بھی نہیں مل سکتا۔ بساط تو یہ ہے کہ جہاد کے نام سے بظاہر لرزہ چڑھتا ہے اور نیت ایسی کھوٹی کہ ہفتم اقلیم کو ہڑپ کر جائیں اور بجز ان لوگوں کے جو ان پر ایمان لائیں کسی کو روئے زمین پر زندہ نہ چھوڑیں۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ ان کے پاس بقول خود دو لاکھ ہتھی فوج ہے اور اگر دس پانچ لاکھ مسلح فوج مل جائے تو یقیناً نمرود کی طرح خدائی کا دعویٰ کریں۔ آخر مرزا قادیانی آسمانی باپ کے لے پالک تو ہیں ہی۔ بالغ ہو کر آسمانی بادشاہی کے پورے مالک بن جائیں گے کیونکہ لے پالک ہی اپنے باپ کی میراث کا مالک بنتا ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے مشن کا پوئلکھل پہلو جس کو بجز مجددانہ مشرق کے کوئی نہیں جان سکتا۔

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۶ کے مضامین

.....۱	آسمانی ہائی کورٹ اور پنجاب چیف کورٹ۔	قاسم علی خان ہیڈ کلرک سر ہند!
.....۲	نیا اور مجدد میں فرق۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائی جماعت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	وہی مدنی شاہ والا معاملہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	گالیوں بھرے خطوط۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... آسمانی ہائی کورٹ اور پنجاب چیف کورٹ

قاسم علی خان سرہند!

عزیزیکہ از در گھش سر بتافت

بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

عرصہ تک مرزا قادیانی اسی بات پر تلے رہے کہ جہاں کسی سے ذرا بھی چشمک ہوئی جھٹ آسمانی ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اور بذریعہ مشن یعنی اشتہار مشہور بھی کر دیا کہ فلاں شخص پر ہم نے مقدمہ دائر کیا ہے۔ اگر مدعا علیہ معافی مانگ لے تو ہم درخواست دعویٰ واپس لے لیں گے۔ ورنہ اس کی یہ ذلت ہوگی یہ بتائی آوے گی۔ بے چارہ کھنچا کھنچا پھرے گا۔ حتیٰ کہ اس کے متعلقین بھی لپیٹ میں آجائیں گے۔ ان پر بھی اذہار نازل ہوگا نقصان ہوگا۔ تاکہ یہ غریب خوف زدہ ہو کر تابع فرمان بن جائے اور جب دیکھا کہ رعب دواب اور پیشینگوئی کا اثر نہیں پڑا تو دلا لوں کی معرفت خفیہ کارروائی، دھوکہ دہی شروع کر دی، تاکہ کسی نہ کسی حیلہ سے دام تزدیر میں پھنس جائے۔ بعض معاملات میں افشاء راز ہونے پر زیادہ قلعی کھلنے لگی تو مجبوراً آسمانی عدالت میں مقدمات دائر کرنے سے شاید بدین لحاظ اجتناب کرنے لگے کہ وہاں تاریخ پیشی بھی دو سال کبھی تین سال کے بعد پڑتی ہے۔ تاریخ معینہ پر مقدمہ پیش بھی ہوا تو پہلی کچی پیشی پر ہیجہ بے بنیاد ہونے کے دعویٰ خارج حالانکہ مدعا علیہ کو خبر تک نہیں کہ کیا ہوا۔

مگر مدعی کو ضرور بذریعہ الہام خبر دی جاتی ہے کہ تمہارا مقدمہ خارج۔ اب تاویل کی ضرورت پڑی تو کہہ دیا کہ ہم نے رحم کھا کر مقدمہ واپس لے لیا۔ کیونکہ ہم اسم ہائیکہ جہاں ہیں۔ نہ کہ جہاں۔ جب ان چال بازیوں کا حال طشت از بام ہونے لگا اور رجسٹر آمدنی میں بھی کمی محسوس ہوئی اور مقدمات کا فوری اثر بھی ظہور میں نہ آیا اور پچھلے بھی لکھ دیا کہ آسمانی ہائی کورٹ میں آئندہ کوئی مقدمہ دائر نہ کریں گے تو ناچار عدالت عالیہ میں مقدمات دائر کرنے چھوڑ دیئے اور برٹش گورنمنٹ کی طرف جھکے۔ اس میں چند فوائد دست بدست ملنے کی بڑی گنجائش موجود تھی۔

اول ..... الہام قید اور جرمانہ مخالف کے لئے تیار ہے۔ دوم ..... نصف رقم جرمانہ آمدنی میں شمار۔ سوم ..... جو روپیہ بطور چندہ کسی کی ذلت کے لئے جمع کیا جا چھٹے گا۔ اس میں سے بھی نصف غنیمت المال کا مال اور کامیابی پر پانچوں کھی میں۔ مگر شش مشہور سرمنڈاتے ہی اولے پڑے جو مقدمہ لائبل شروع کیا۔ اس میں سوائے الہام پر اعتبار ہونے کے وکلاء و ویر شروں سے صلاح

مشورہ اور ان کی رائے پر کلی اعتماد، گویا خدا کا دروازہ چھوڑ کر اب ہر شے کے پاس در و در پھرتا شروع کیا۔ امام الزمان، خلیفۃ اللہ، حجت اللہ وغیرہ کے جس قدر ڈپلومے ملے تھے۔ سب ہالائے طاق، مرزا قادیانی کے لئے خود اپنی تحریرات میں پر بھی قدرتی حجاب حائل جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

”کیونکہ اس حنجور کی حالت میں کچھ الٹی صفات کا رنگ ظنی طور پر انسان میں آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا رحم، خدا تعالیٰ کا رحم، اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ کسی دعا کے کہتا ہے فلاں چیز پیدا ہو جائے۔ تو پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھے تو اس پر کوئی دہال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصود کو بلا اختلاف پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی اس کا کن بھی اس حنجور اور مد کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ جب یہ سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ معاہدہ تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک چیز جو اس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔“ مرزا قادیانی نے یہ تمام مدارج خاص اپنے حق میں مخصوص کئے ہیں اور ہر مرید کو اس کی تعلیم ہے۔

مگر اپنے لئے لیا منیماج ہے یہ حالت حنجور اور مد کی تھی اب تو حالت جزء کی ہے۔ اسی لئے خداوند کریم کا بھروسہ بالکل چھوڑ دیا گیا۔ پھر کیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

لیکن پھر بھی الہام کی عادت مستمر نہ چھوٹی۔ نفس امارہ نے ایسا چمکا دیا کہ تیس سالہ محنت و مشقت طرفہ العین میں غایت گئی۔

طرفة العینى جہاں برہم زند

کس نمی آرند کہ انجام زند

حکیم الامت کی بھی حکمت عملی نہ چلی۔ ان پر تو سکتہ کا عالم طاری ہے۔ جس پر مقدمہ دائر کیا وہ تو بعون عنایت ایزدی سرخرو ہوا عزائم تمام جرم سے بری۔ اور دعویٰ خارج۔ مگر حضرت کو معذہ ان تمام مشاہیر کے جن کے بھروسہ پر خداوند تعالیٰ سے جو تمام عالم کا امیدگار ہے روگردار ہوئے یہ سزا ملی کہ تشہیر کئے گئے اور آفات آسمانی، جسمی، مالی کے علاوہ بے توقیری وغیرہ نفع میں رسی بے

عزتی کا..... جاگرا جو لاحق حال دشمنان ہوا۔ اس نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ خرد جال سے اترتے ہی مرضِ فرسن عود کر آیا اور سوائے اس کے کہ ڈاکٹر صاحب بہادر سے بسنت التجا ہو کہ بچاؤ اب یہ ذلت پر ذلت کہ اسی دجائی قوم کی پناہ ڈھونڈی ورنہ کاراز دست رفت کا معاملہ ہے۔ اس پر یہ طرہ کہ برٹش گورنمنٹ کے اعتبار پر اعتبار اور یہ التجا کہ خالص الحامس اسی قوم پر مجھے اعتبار ہے جس کے بھروسے میں نے اس قادرِ قدیر کے در سے سرتابی کی ہے۔ باوجود اس قدر منت و سماجت و لجاجت کے پاداشِ عمل کا دعویٰ حکم رہا۔ چیف کورٹ تک دہائی چھائی مگر توبہ کہیں احکم الحاکمین کا حکم بھی ٹل سکتا ہے۔

اب شمار کر لو کتنی ذلتیں ایک ہی جوئیں بھونگی پڑیں اور ابھی تو پہلا ہی پیالہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خود قول ہے کہ اسی دنیا میں بہشت اور دوزخ شروع ہو جاتی ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں فردِ جرم لگ گئی۔ کئے تھے روزے بخشوانے نماز گلے پڑی۔ جس کا نتیجہ نہیں معلوم کیا ہوگا۔ اکثرِ ضمیمہ سے یہ بات پائی جاتی تھی کہ دس بجے سے لے کر برابر پانچ بجے شام تک بلا وقفہ عدالت میں کھڑے رہتا اور سفید دودھ اور برف کھڑے کھڑے اڑا جاتا جو مخصوص مرض ذیابیطیس میں مبتلا ہوا دوسروں دودھ اڑا جائے۔ پھر دس بجے سے پانچ بجے شام تک یعنی سات گھنٹہ تک برابر کھڑا رہے اور بول کی بھی حاجت نہ ہو۔ واہ رے محدے اور گردے کی قوت ماسکہ و جاذبہ۔ اگر ذیابیطیس نہ ہوتا تو شاید دھڑکیوں اور منوں دودھ اور برف پی جاتے۔ قبل از پیشی حکیم الامت صاحب کوئی کشیدہ کھلا دیتے ہوں گے۔

یا خوفِ عدالت ہے کہ پیشاب تک نہیں آتا گورنمنٹ پر ہمد منت یہ ثابت کرنا کہ میں عمر سیدہ ہو گیا ہوں۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور پھر پولیٹیکل خدمات تیس ۳۰ سال سے کر رہا ہوں جن کو سوائے گورنمنٹ کے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اسی پالیسی کے اصول پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کو گالیاں دیتا ہوں اور اسلام بھی بکھارتا ہوں تاکہ مسلمان بدن نہ ہو جائیں۔ مگر اس خفیہ خیر خواہی کا بظاہر تو کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ مقدمات کی اتنی شاہد حال ہے۔ شاید چیف کورٹ میں پہنچ کر نتیجہ حاصل ہو جس کی امید لگی ہوئی ہے۔ فی الحال ہمیں منتظر رہنا چاہئے۔ اگر زندگی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ بذریعہ ضمیمہ ہند رائے ظاہر کی جائے گی۔

مرزا قادیانی کی حالت حموج، مدو جزر سے ہمیں ایک نہایت باریک نکتہ مفروضہ موبہ مدلل گیا۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت ہر وقت اور ہر لحظہ مثل نقطہ مفروضہ کے جو اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ حموج اور مد کی حالت میں قائم رہتی تھی اور طرفۃ العین کے لئے بھی جیسا کہ

مرزا قادیانی کا آج کل حال ہے۔ بحال جزر۔ کبھی نہ پلٹتی تھی۔ ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمراہ شاگردوں کے راستہ میں جاتے تھے تو ایک عورت نے جس کا مرض بارہ سال سے جاری تھا اور ہزار ہا علاج کر چکی تھی پیچھے سے آپ کا دامن چھوا کیونکہ اس نے اپنے کو اس لائق نہ سمجھا کہ سامنے سے آئے۔ معاذ دامن کو چھوتے ہی مقناطیسی اثر ظاہر ہوا۔ حضرت مسیح نے پھر کر دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے دعائے خیر دی کہ جیسا تیرا اعتقاد ہے۔ ویسا ہی ہو چنانچہ ویسا ہی وقوع میں آیا۔ مگر افسوس مرزا قادیانی کے حاشیہ نشین جو شب و روز خدمت میں موجود پویشاکیں بدلوا دیں ہر وقت مصافحہ سے ہاتھ گرم کریں۔

پھر بھی وہ حرارت جو ایک عام آدمی میز یا تختہ میں ڈال کر اس کو حرکت دے سکتا ہے۔ اب مرزا قادیانی کی صحبت سے حاصل نہ ہو اور مسجد میں وہی غل غپاڑا، حقہ نوشی جس کے مرزا قادیانی نالاں ہیں جاری رہے۔ اب مرزا قادیانی انصاف کریں کہ یہ بھی عمل الترب ہے یا خدا کا ہاتھ یا وہ خود خدا ہے جو سفر میں معہ تمام اپنی برکتوں کے ہمراہ ہوتا تھا۔ افسوس ہے کہ مرزا کو اپنی تحریرات جادہ اعتدال سے فرخوں دور بھینک رہی ہیں۔

راقم: قاسم علی خان ہیڈ کلرک محکمہ نہر سرہند

## ۲ ..... نبی اور مجدد میں فرق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حدیث شریف میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ ہر صدی پر مجدد پیدا ہوگا تو اس سے مراد حقانی علماء ہیں جو مسلمانوں کو توحید بھی اور اجاب طریقہ محمدیہ ﷺ یاد دلائیں گے۔ امور دین اور قواعد شرع متین کی تعلیم و تلقین کریں گے۔ مگر وہ نبی اور رسول نہ ہوں گے ورنہ حدیث میں لیا کا لفظ ضرور آتا حالانکہ صرف من یجد دلہا دینہا وارد ہوا ہے وجہ یہ ہے کہ نبی اور رسول صاحب شریعت ہوتا ہے جو علی الاعلان نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجدد فی الدین کے لئے خرد نہیں کہ وہ اس کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میری تجدید پر ایمان لاؤ کیونکہ وہ تو محض تلقین و تعلیم و تذکیر کرتا ہے جو حقانی علماء دین کا منصبی فرض ہے۔ دیکھ لو کسی مجدد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور جموٹے مہدیوں نے بھی نہیں کیا جو اپنے دل میں خوب جانتے تھے کہ ہم جموٹے اور محض حب جاہ اور ہوس مال و متاع کے لئے دنیا کو اپنی جانب رجوع کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ مکار اور فریبی تھے مگر حفظ ناموس شریعت اسلامیہ کو انہوں نے ملحوظ رکھا اور بے حیا اور ڈھیٹ نہیں بنے جیسے کہ مرزا قادیانی ہیں۔

کسی مجدد نے مامورن اللہ ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کیا کیونکہ ہر شخص مامورن اللہ



ہے۔ ”کہ الخلق وله الامر الای“ شاید ہے مرزا قادیانی جو اپنے کو بار بار مامور من اللہ کہتے ہیں تو اپنے دعوے سے منزل ہو کر پستی میں گرتے ہیں کیونکہ ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول والوالامر منکم“ میں خدا اور رسول کے بعد اولوالامر تیسرے درجے پر ہے۔ یعنی وہ نبی یا رسول نہیں ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اولوالامر ہونے کے ساتھ نبوت و رسالت کے بھی مدعی ہیں۔ ہذا خلف۔ کس کس تناقض کو رو دیا جائے۔

علیٰ ہذا نبی کا مرتبہ مجدد کے مرتبہ سے بڑھا ہوا ہے کم از کم دلوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت تو ضروری ہے یعنی ہر نبی مجدد ہے۔ مگر اس کا عکس صحیح نہیں۔ یعنی ہر مجدد نبی نہیں۔ انسان اور حیوان میں جو فرق ہے یہی فرق نبی اور مجدد میں ہے یعنی جس طرح انسان زید وغیرہ کو حیوان مطلق لکھنا لائیل ہے۔ اسی طرح نبی کو مجدد کہنا باعث کسر شان ہے مگر مرزا قادیانی کے لئے کسر شان نہیں۔ وہ اپنے چیلے چا پڑوں میں تو نبی ہیں اور مسلمانوں کے سامنے اپنے کو حسب فحوائے حدیث شریف مجدد بتاتے ہیں گویا گر گٹ کی طرح بدلتے ہیں کہ کبھی نبی کبھی مجدد۔ کبھی لے پاک، کبھی اصلی نبی نہیں بلکہ پردازی نبی۔ اور کبھی بعض انبیاء سے بھی بڑھ کر۔

عیسیٰ کجا است تابندہا بہ منبرم

(از الدہوایم ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

کبھی خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) یعنی قیامت تک تمام انبیاء سے بڑھ کر اور خاتم رسالت ایک لغویت ہو تو بیان کی جائے۔

مجدد تو صرف احکام الہی کو یاد دلاتا ہے مگر مرزا قادیانی نے مجدد بن کر یہ کیا کہ احکام الہی اور شریعت اسلامیہ ہی کی ترمیم و تنسیخ کر دی۔ تصویر پرستی کو رواج دیا حج کی ممانعت کی۔ بعض انبیاء کو نبی ہی نہ رکھا اور کلمتہ اللہ اور روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں اور ان کے جانشین بنے۔ کیونکہ عیسیٰ بھی نبی رہتے تو مرزا قادیانی نبی کیونکر بنے۔ معجزات کا انکار کیا کیونکہ خود کو نبی مجرہ نہیں دکھا سکتے۔ نا کو آئے بھی نا کو آئے۔ آنحضرت ﷺ نے عیسائی مذہب (مسیحیت) کی اصلاح کی تو آپ نے خدا کا لے پاک بن کر تو حیدری کو جزیر سے اڑا دیا۔ مذہب اسلام جو تمام مذاہب کا مصلح ہے۔ آپ نے با وصف دعویٰ مسلمان اس کی اصلاح کا دعویٰ کیا۔ اصلاح کیا سادہ لوحوں کو موٹر کر اور چند یا پر ہاتھ پھیر کر اسلام ہی سے مرتد و منحرف کر دیا۔ اس صورت میں آپ کو مجدد تو کیا البتہ موجد مذہب جدید مرزائی و ناسخ و مرم دین الہی کہتے تو بجا ہے۔

نبی اور رسول ضرور صاحب حیثیت ہوتا ہے مگر جن اصول اسلامیہ مع حج اور حرمت تصاویر

کی آپ نے ترمیم کی ہے۔ اس کی نسبت الہام ہونے کا کبھی کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ آسانی صحیفہ مشتبہہ کیا۔ ہاں چند بے جوڑ اور بے معنی فقرے وہ بھی اپنی بھٹی میں ضرور مشتبہہ کئے کہ تو ایسا ہے اور تو ویسا ہے یا بعض قرآنی آیتیں تو زمزم کر اور الہام بنا کر مشتبہہ کیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مذہب کے اصول بھی مدون ہیں مگر مرزائی مذہب کے اصول و ضوابط جو الہامی طور پر نازل ہوئے ہوں۔ ان کا کوئی مجموعہ اب تک منضبط اور مدون اور مطبوع و مشتبہہ نہیں ہوا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دل کی بات اور ماحصل کے ادا کرنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ ورنہ غیر ممکن ہے کہ جو خرافاتی رسالے اردو زبان میں مشتبہہ ہو رہے ہیں وہ عربی زبان میں مشتبہہ نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ سب الہامات ہیں اور نبی جو کچھ کہتا ہے الہام ہی سے کہتا ہے۔ ”وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحَىٰ“ اس کی شاہد ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کا مفتری علی اللہ ہونا صاف ثابت ہے اور مفتری علی الناس تو آپ ہیں ہی۔

کیا معنی کہ تمام اولیاء اللہ علیہ الرحمہ کو اپنے ساتھ ناقص نبی بنادیا اور حکم لگا دیا کہ قیامت تک ناقص نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ناقص نبی کیا معنی کوئی ناقص ولی بھی نہیں۔ ناقص یا کامل جو کچھ ہیں خود بدولت ہی ہیں۔ کیونکہ آپ ناقص نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء یعنی اکمل الانبیاء بھی۔ ایسی متنقص لغویات سے جیلوں چاڑیوں کو تو کیا شرم آئے گی جبکہ خود کو شرم نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد ہر صدی پر ایک مجدد آئے گا تو کیا یہ بھی فرما دیا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود بھی ہوگا تو تمام مجددوں کا جو آج تک آئے اور آئندہ تا قیامت آئیں گے۔ مہدی اور مسیح ہونا ضروری ہے اور کیا یہ بھی فرما دیا ہے کہ مجددوں میں سے کوئی اور تو مہدی اور مسیح نہ ہوگا ہاں تیرہویں صدی میں ایک عظیمی الاصل مصلح ہندوستان کے موضع قادیان میں پیدا ہوگا جو مجدد بھی ہوگا اور مہدی اور مسیح بھی۔

اور باقی تا قیامت برائے نام مجدد ہوں گے۔ مہربانی فرما کر یہ لغویات گنتے جا بیئے۔ کیا آنحضرت نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ قرآن مجید جو مجھ پر نازل ہوا ہے وہ دہر دہر اور دہر دہر اور صد کر اور ہزار کر ہر مجدد پر نازل ہوگا بلکہ ترمیم ہو کر۔ گویا جو واقعات میرے زمانہ میں گزرے ہیں اور جن کی بابت وقتاً فوقتاً وحی نازل ہوئی ہے وہی واقعات لوٹ کر دنیا میں پھر آئیں گے۔ خصوصاً قادیان میں کیونکہ وہ واقعات آسانی باپ کی ذمیل میں محفوظ ہیں۔ یہ تو بالکل دعا و دھواؤں کا عقیدہ ہوا جو یہ کہتے ہیں کلاطوقان لوح اور اصحاب کہف اور سکندر و آلقرن وغیرہ کے واقعات اپنے اپنے ظرف میں موجود مگر ہماری آنکھ سے غائب ہیں۔

مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا کہ اپنے کو بروزی نبی بنائے یعنی آنحضرت ﷺ کی روح ان کے جسد میں عود کر آئی ہے۔ (جیسا کہ تناخ والوں کا عقیدہ ہے) پھر ضرور ہے کہ وہ تمام واقعات بھی عود کر آئیں جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں واقع ہوئے۔ اگرچہ اہل تناخ کا یہ عقیدہ نہیں کہ دوسرے قالب میں روح کے حلول کر جانے پر اس کے تمام واقعات و افعال بھی لوٹ آئیں گے اور نہ دعا و دھروالوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گزشتہ واقعات پھر ظاہر ہوں گے کیونکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ واقعات معدوم نہیں ہوئے بلکہ اپنے اپنے ظرف میں موجود ہیں مگر آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ اس صورت میں مرزا قادیانی نہ تناخی ہیں نہ دعا و دھروالے دھریہ ہیں اور مسلمان تو خدا نہ کرے کیوں ہوتے۔

### ۳ ..... مرزائی جماعت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

عجیب لطف ہے کہ مرزا قادیانی کا تو کوئی مذہب ہی نہیں۔ وہ تو آسمانی باپ کے لے پاک بن کر یا بالکل مطلق العنان ہو گئے اور انت منی وانا منک کہہ کر خود خدا بن گئے۔ بھلا خدا کا کوئی مذہب کیوں ہونے لگا۔ وہ تو جس طرح تمام دنیا کا خلاق اور موجد ہے۔ اسی طرح مذہب کا بھی خالق اور موجد ہے۔ مگر مرزائی جماعت بہت سے مذہب سے مرکب ہے۔ اور مرزا قادیانی کسی کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کرتے۔ ہر تکی کو اپنا ناخ پر نچار ہے ہیں۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیعت کر لو مذہب جو چاہو رکھو۔ مطلب سحری دیگر است، مرزائیوں میں خفی بھی ہیں۔ الہدیت بھی ہیں۔ صوفی بھی ہیں وغیرہ۔ خود حکیم صاحب اور امروہی صاحب اپنے کو گروہ الہدیت سے بتاتے ہیں۔ یہ ان کی تقلیدی، چال ہے کیا معنی کہ نواب سید صدیق حسن خان مرحوم کے زمانے میں دونوں صاحب الہدیت تھے۔ مگر باوصف جدید بروزی نبی اور امام الزمان کے پیدا کر لینے کے اب بھی ان کا بدستور الہدیت رہنا قابل افسوس اور کورانہ تقلید اور اپنے خاتم الخلفاء کی کسر شان کا باعث ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بروزی نبی پر ابھی تک ان کا پورا پورا ایمان نہیں اور منافقانہ برتاؤ برت رہے ہیں ورنہ سچی محبت اور خالص عقیدہ تو شرک فی الاسم بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

مولوی امروہی اپنا یا یوں کہئے کہ تمام مرزائی جماعت کا رشتہ شیخ بیالوی سے ملنا چاہتے ہیں مگر حکیم صاحب وغیرہ بلکہ خود مرزا قادیانی بالکل خلاف ہیں۔ غالباً امروہی صاحب کا یہ خیال ہے کہ ہم نے شیخ بیالوی کو جیت لیا تو ہندوستان کے دس لاکھ الہدیت کو جیت لیا اور پھر ایک نظیر مل

مئی۔ شیخ موصوف کے منڈتے ہی قادیان میں الہمدیٹ کی ٹپکانکی شروع ہو جائے گی پھر کیا تھا میں بھی چل اور تو بھی چل۔ تمام الہمدیٹ مرزائی نہ ہو جائیں تو جیسی کہنا۔ اب تک تو امر وہی صاحب کی اس خیالی کچھڑی کی ہانڈی میں ابال آیا نہیں نہ گیلی لکڑیوں نے آگ قبول کی تاکہ ہانڈی میں کھدی دی آئی آئندہ یا قسمت یا نصیب۔ بقرض محال شیخ پٹالوی چکنی چڑی ہاتوں میں آ بھی گئے تو جماعت الہمدیٹ پر کیا اثر۔

امروہی صاحب ہیں تو مرزائی مگر اپنی حقانیت پر دلیل دینی لاتے ہیں جو عموماً علماء مقلدین اپنے مذہب کے حق ہونے پر لاتے ہیں یعنی ”اتبعوا السوادا لاعظم“ اب وہ مرزائی جو خفی بھی ہیں اور مرزائی بھی۔ جواب دیں کہ کونسا سوادا عظم حق پر ہے۔ مرزائی سوادا عظم یا خفی سوادا عظم۔ اگر دونوں حق پر ہیں تو دو سوادا عظم ہوں نہیں سکتے جیسا کہ اٹھل التفصیل کا خاصہ ہے۔ نہ نبی اور مجتہد کا سوادا ہام جمع ہو سکتا ہے۔ کجا نبی محصوم اور آسمانی باپ کالے پالک اور کجا ایک مجتہد جو غلطی بھی کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ خود مرزا قادیانی نے باوصف نبی ہونے کی خفی مذہب کو اس دلیل سے حق پر بتایا تھا کہ یہ بڑا گروہ ہے اور بڑے گروہ پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے ان کی قلیل جماعت کا ناحق پر ہونا لازم آتا ہے مگر ان کو تو زمانہ سازی سے مطلب ہے۔ کس کو حق اور کس کا ناحق۔

بات یہ ہے کہ جھوٹ کی ناؤ چل نہیں سکتی۔ ایک جھوٹ کے ثابت کرنے کو بہت سے جھوٹ تلاش کرنے اور مسلسل دروغگوئیوں کا تانا بانا بننا پڑتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کا کوئی مذہب نہیں ہاں ان کے مطلب کے مذاہب بہت سے ہیں جسلی سح کی وفات ثابت کرنے کو آپ اہل قرآن ہیں کسر صلیب اور قتل خنازیر کے لئے آپ الہمدیٹ ہیں۔ اور غلوں و جالون والی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ تو آپ الہمدیٹ بھی نہیں۔ بیٹھا ہڑپ اور کڑوا تھو تھو۔ بروزی نبی بننے کے لئے آپ اہل تنازع ہیں اور معجزات سے انکار کرنے میں آریا اور نجری اور آسمانی باپ کالے پالک بننے اور حدیث قائم کرنے میں جیسا کہ گزشتہ ضمیمہ میں بعض مرزائی کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا گیا۔ آپ لھرائی ہیں، آپ کا مذہب ہزار داستان ہے ایسے پاک مذہب کے کیا کہنے ہیں؟

۴ ..... وہی مدنی شاہ والا معاملہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اثادہ کے مختار صاحب نے ایک لمبا چوڑا مضمون مدنی صاحب کے معاملہ میں مرزائی اخبار الحکم میں شائع کرایا ہے۔ معلوم نہیں یہ کس بات کی تردید ہے۔ مدنی صاحب تو یہ کہتے ہیں کہ۔

میں نے ایسا نہیں کہا جیسا اٹاودہ کے مختار نے ایک اشتہار میں شائع کیا اور مختار صاحب یہ ثابت کرنا چاہے ہیں کہ غلاں غلاں کے مواجہ میں مدنی صاحب نے اپنے عیروارث علی شاہ صاحب کا مقولہ مرزا قادیانی کی نسبت بیان کیا کہ وہ عیسیٰ مسیح کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں حالانکہ عیسیٰ مسیح کے مرتبہ پر پہنچنا مرزا قادیانی کے لئے تک کا باعث ہے کیونکہ ان کے عقیدے اور مشہور کتابوں کے موافق عیسیٰ مسیح تو معاذ اللہ مہذب انسان بھی نہ تھے چہ جائیکہ نبی اور کلمہ اللہ اور روح اللہ ہوئے مگر مختار صاحب وغیرہ کے نزدیک یہ بڑا بھاری فخر ہوا کہ وارث علی شاہ صاحب نے مرزا قادیانی کو مسیح کے درجے پر پہنچا دیا۔ خیر مرزا قادیانی اور مرزائی دونوں آپس میں منٹ لیں۔

پھر مختار صاحب کی تھمندی دیکھئے کہ انہوں نے وہ خط و کتابت بھی شائع کی ہے جو خود وارث علی شاہ صاحب اور سجادہ نشین کرناٹ سے ہوئی ہے۔ دونوں صاحبوں نے جواب دیا ہے کہ ہم مدنی شاہ اور بدھنی شاہ اور لولے شاہ اور چھوٹے شاہ اور لٹو شاہ اور چڑھو شاہ کو جانتے بھی نہیں اور آپ ان کا کلیہ لکھیں اور ہم نے مرزا قادیانی کے معاملہ میں کچھ نہیں کہا۔ لیجئے جناب جتنی چٹائی تعمیر ہی ڈھ گئی۔ یعنی مرزا قادیانی کو وارث علی شاہ نے مسیحیت کا جو تمغہ دیا تھا وہ غلط اور بالکل خیالی پلاؤ نکلا۔ دائے افسوس ہائے حرمان، ہم کو ادھر تو مختار صاحب کی دروسری پر افسوس ہوا ادھر مرزا قادیانی مسیح موعود نہ بنے، کورے مرزا قادیانی ہی رہے۔

اب مناسب ہے کہ جس طرح بن پڑے تمام مرزائی حاجی وارث علی شاہ صاحب کی پندگشت پر ماتھار گڑیں کہ وہ ان کو مسیح موعود بنادیں۔ اور شوقیت دے دیں۔ مختار صاحب کا ایمان نہ الہام پر ہوا نہ وحی پر ہوا۔ ہاں حاجی صاحب کے شوقیت پر ہوا۔ مرزا قادیانی کے دس پانچ راسخ الاعتقاد مرید ایسے ہی ہوں تو مخالفوں کی کیا ضرورت۔ اگر مختار صاحب ثابت بھی کر دیں کہ مدنی شاہ وغیرہ نے ضرور ایسا کہا تھا تو کتنی رکعتوں کا ثواب ملے گا۔ جبکہ شاہ صاحب نے سارا ہوائی قلعہ ہی اڑا دیا۔ ڈیر ایڈیٹر الحکم نے بھی نہ سوچا کہ میں اخبار میں کیا شائع کر رہا ہوں اور اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا۔ دیکھو ہم کہہ دیجئے کہ ایسے معاملات میں مجددانہ مشرقیہ سے صلاح لے لیا کرو ورنہ رسوائی ہوگی اور مجدد کو رنج پہنچے گا۔

۵ ..... گالیوں بھرے خطوط

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

بعض ڈام فول بکیر جو قائل اپنے کو اپریل فول کا فرزند بتائیں گے جن کی مرزا عیت کے اقتضاء سے فحش اور دشنام بھرے کتا مخطوط دفتر شخبند ہند میں بھیجے ہیں۔ یہ ان کے ہر طرح عاجز

ہو جائیگی دلیل ہے۔

جو حجت نماند دنی خود را  
بدشنام درہم کشد روے را  
وہ ضمیر کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ ان کے دعوے بالکل لچر اور پوچ ان کے  
ہوائی قلعہ کی دیواریں بالکل ریت کی ہیں جن کے اڑانے کو مچھڑکی معجز فسی گویا صرصر عادی ہے۔  
ابے نامرودہ گالیاں دینا کسے نہیں آتا۔ مرد میدان ہو تو بات کا جواب دو مگر تم کو تو جواب کی جگہ ماں  
بہن کی مغلظات علانیہ دے رہے ہو۔ ہم اس میں بھی خوش ہیں کیونکہ تمہاری اتنی ہی توفیق ہے۔

تعارف مضامین ..... ضمیر فقہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم مئی کے شمارہ نمبر ۱ کے مضامین

.....۱	قادیان میں طاعون۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی فلفلہا ہم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اصول مذہب سے بے پروائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے مہلت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	گوردا سپور میں قادیانی مقدمہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائی مذہب اور منافقانہ کارروائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... قادیان میں طاعون

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دارالامان قادیان جو آسمانی باپ اور اس کے لے پالک کا بیڈ کوارٹر ہے اور جس کی  
نسبت الہام ہو چکا ہے کہ جو یہاں آئے گا امن میں رہے گا۔ اب خود لے پالک کے ایڈیکاٹنگ  
طاعون نے وہاں وہ ادم مچا رکھی ہے کہ کچھ نہ پوچھے روزانہ بھیڑیا بین ۲۵، ۴۵، ۶۵ بھیڑیوں کو اٹھالے  
جاتا ہے۔ آسمانی باپ کے سارے پوتے گدھے کے سینک ہو کر اڑ مچے ہو گئے جہاں جس کے  
سینک سائے بھاگ کر وارد ہو گیا۔ خالی خولی مرزا قادیانی اور حکیم صاحب ٹٹروں رہ گئے ہیں ٹاپا  
بالکل خالی۔ حکیم صاحب قادیان سے باہر خیمہ زن ہیں ان کے سارے لکا لکا منظر الحق بھی بیعت

چڑھ گیا۔ مرزا قادیانی نے حکیم نور الدین و قطب الدین کو حکم دے دیا کہ کسی مریض کے مکان پر نہ جائیں۔ اور مرزا قادیانی کے گھر بھی کوئی نہ آنے پائے۔ قادیان کی تنہی سی آبادی کل ۳ ہزار ایک صفر اس میں سے بھی غائب یعنی خیر مال ۳۰۰ ہی رہ گئے۔ سکول بھی بند، بازار ویران اور سنسان، الٹی توبہ۔ لے پاک کا ایڈیکاٹک ایسا منہ چڑھا کہ اپنا دیکھنا نہ پایا۔ سب پر متھا صاف پیشینگوئیوں کی کسی درگت ہو رہی ہے۔ مقدمات میں وہ ناکامی۔ طاعون سے یہ توبہ، پھر بھی حتماء اور سفہاء کو ہوش نہیں آتا جہالت کا بھوت سر پر بدستور سوار، مرزائی اخبار البدر نے بھی طاعون کی دستبرد کو تسلیم کیا۔ آخر یہ کیا ہے مفتی علی اللہ کی شامت اعمال ہے۔ ایک پاپی ساری ناؤ (ہندوستان) کو لے ڈوبا۔ خدائے تعالیٰ افتراء کا ہیذا غرق کرے۔

۲ ..... ونی غلط الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مہر الدین مشرقیہ نے دنیا بھر کے جموٹے فریبی اور مکار آسمانی باپ کو ڈانٹا کہ لے پاک پر لغو اور مصنوعی الہام کرنے سے باز رہے مگر باز نہ آیا۔ معلوم ہوا کہ جب تک تجدید کے کیروسیں سے اس کا منہ جھلسا جائے گا اور جمونپڑا نہ چھوٹا جائے گا ہرگز باز نہ آئے گا۔ اچھا تو لے اور مزہ دیکھ۔

فارسی الہام۔ ”اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویران کردی“ (تذکرہ ص ۵۸ طبع ۳)۔ اپنے ایڈیکاٹک طاعون کی طرف خطاب ہے مگر اس نے تو اب لے پاک کے دوستوں کے گھر بھی ویران کر دیئے۔ عربی الہام ”اجرت من النار“ (تذکرہ ص ۵۸ طبع ۳)۔ صیغہ معروف حاضر ہے تو یہ معنی نہ ہوئے کہ بچایا تو نے آگ سے مگر یہ معلوم نہ ہوا لے پاک نے آگ سے کیسے بچایا۔ اس نے تو اپنے چیلوں پر دوزخ کا دروازہ کھول دیا ہے اور صیغہ مجہول حاضر ہے تو یہ معنی ہوئے کہ بچایا گیا تو آگ سے، یہ بھی غلط۔ کیونکہ لائبل کی آگ تو سنگ رہی ہے بلکہ اس پر تیل پڑ رہا ہے اور اگر آخرت کی آگ مراد ہے تو اس کے لئے بھی ایندھن تیار ہو رہا ہے جلد روشن ہوا جاتا ہے اور اگر صیغہ شکلم معروف مراد ہے تب بھی غلط۔

کیونکہ آسمانی باپ پر بریش خود در ماندہ ہے وہ کسی کو کیا بچائے گا ایک مقدمہ تو خارج کر دیا۔ دوسرے میں لے پاک کے سر پر چارج دھر دیا اور اگر مجہول شکلم مراد ہے تو وہ بھی غلط کیونکہ آسمانی باپ (شیطان) جو لے پاک کا طاغوت ہے پہلے ہی تاری ہے اور قیامت کے روز دوزخ میں (جس کی صفت وقودھا الناس والحجارة ہے) ٹھونسا جائے گا انشاء اللہ۔ اردو الہام۔ جدرہ دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ (تذکرہ ص ۵۸ طبع سوم) لیجئے جناب! آیات قرآنی کا

الہام تو ہوتا تھا اب اردو زبان کے بھگتہ تکبندوں کی زبلیات کا بھی الہام ہونے لگا۔ ہاتھ ترے چورے کی دم میں منارہ۔ یعنی آسمانی باپ اپنے لے پالک سے کہہ رہا ہے کہ سب جگہ تو ہی تو ہے۔

۳ ..... اصول مذہب سے بے پروائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انگریزی ہمعصر پانیر نے ایک شرافشاں آرٹیکل چھاپا تھا جس میں یہ ثابت کیا تھا کہ مرزا قادیانی کا مشن ملک اور گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔ پانیر نے لکھا تھا کیا اچھا ہوتا اگر فرانس کی طرح ہندوستان کے لوگ بھی لاپرواہ ہوتے یہاں تو ذرا سی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسی پھوس میں چنگاری۔

مرزائی اخبار الحکم نے اس کا جواب دیا تھا، جواب کیا تھا نصیبوں پر ماتم تھا۔ ایک ایک بات کئی کئی دفعہ دہرائی گئی۔ ماہصل یہ تھا کہ ”حقیقی مذہب کی پابندی ہی سے ملک میں امن قائم ہوتا ہے۔“ ہم اس پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ الحکم کا خیالی پلاؤ اس وقت دم بخت ہوتا کہ تمام ہندوستان کا ایک مذہب ہوتا۔ یہاں تو بھگتہوں نے مذہب ہیں اور سب اپنے اپنے مذہب کو حقیقی مذہب سمجھتے ہیں اور حتی الوسع اپنے مذہبی اصول پر چلتے ہیں گورنمنٹ کی جانب سے امور مذہبی میں کوئی مداخلت نہیں اور اسی آزادی کی وجہ سے علاوہ قدیم مذہب کے جدید مذہب بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزائی مذہب بھی جن کی ایک شاخ ہے۔

گورنمنٹ تو کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتی مگر جو خود غرض دنیا پرست دوسروں کے مذہب کی توہین کرتے اور ان کے رفارمروں کو گالیاں دیتے ہیں کہ ہم اچھے ہیں اور وہ برے تھے وہ ضرور مذہبی مداخلت کرتے اور مذہب کی آزادی میں خلل ڈالتے اور فیلنگ پیدا کرتے ہیں پانیر کا اشارہ اسی جانب ہے اور ممکن ہے کہ مرزائی مشن کی جانب اشارہ ہو جس کی تعداد خود مرزا قادیانی کے قول کے موافق دو لاکھ ہے جو اپنے نبی کے سر پر جان و مال فدا کرنے کو ہر دم تیار ہیں۔ ادھر انہوں نے کوئی حکم دیا ادھر ہر دیوانہ راہوئے بس است کا عالم سب پر طاری ہو گیا۔ دو لاکھ وائیکٹر کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ پورا مشن ہے اور چونکہ قادیانی نبی کا دعویٰ ہے کہ میں کسریلیب اور قتل خنازیر کے لئے آیا ہوں لہذا نہ صرف غریب پانیر بلکہ تمام عیسائیوں کو جو کچھ خوف ہو بجا ہے کیونکہ مذہبی محبت اور ساتھ ہی پر جوش تعصب ایسا برچشم ہے کہ دوسرے کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ جب باوصف دعویٰ مسلمان مرزا قادیانی نے اپنی مریدوں کو تاکید و ہدایت کی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو تو دوسرے مذہب کے ساتھ ان کو جس قدر تعصب و عناد ہے اس کا اندازہ ناظرین کر سکتے ہیں۔



عیسوی مذہب تو کس شمار میں رہا جس کے استیصال کے لئے وہ مسیح بن کر مبعوث ہوئے ہیں۔ مریدوں کو شاید مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی اس لئے ممانعت ہے کہ مسلمان تو خدا کی نماز پڑھتے ہیں اور مرزا قادیانی ان سے اپنی نماز پڑھوانا چاہتے ہیں۔ چند روز میں پرانا قبلہ بھی بدل دیا جائے گا۔ آسمانی باپ الہام کرنے والا ہے کہ اب تمہارا قبلہ قادیان ہے۔ حج کرنے سے مرزائیوں کو منع کر ہی دیا ہے۔ فہراء اور مساکین کو جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ محروم کر ہی دیا ہے اور مریدوں کے نام سکھا شہی آرڈر بھیج ہی دیا ہے کہ تھیر سے لے کر قطمیر تک زندہ جیر کی کھیر کے لئے بھیج دو۔ عیسیٰ مسیح کو ماری دیا ہے کہ وہ آسمانی باپ کا بیٹا نہ تھا بلکہ میں ہوں۔

مقدس مذہب اسلام غیر مذہب کے ساتھ تعصب برتنے کو رد کرتا ہے مگر مرزا جیسے خود غرض دنیا پرستوں نے اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔ یہ اسلام کے چہرے پر بدنما ستے بلکہ بے ہنگم رسولیاں ہیں۔ غیبی سرجری سے آپریشن ہو کر منے اور رسولیاں نکالی جائیں تو اسلام کا نورانی چہرہ صاف ہو کر چمک اٹھے۔

پانیر نے جو فرانس کی نظیر پیش کی ہے کہ وہاں کے لوگ مذہب سے بے پرواہ ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہاں مذہبی امور میں مداخلت نہیں کی جاتی۔ عیسیٰ بدین خود، موسیٰ بدین خود، یہ مطلب نہیں کہ تمام ملک فرانس دہریہ ہے۔ فرانس پر کیا حصر ہے۔ مذہب کے لحاظ سے کسی ملک کی حالت یکساں نہیں۔ کیا ہندوستان میں دہریے موجود نہیں۔ اگر تحقیق کی جائے تو لاکھوں دہریے نکلیں گے اور جو لوگ عقیدہ اصول مذہب کو مانتے ہیں۔ وہ بھی عملاً اپنے فرائض سے بے پرواہ ہیں۔ لاکھوں مسلمان نماز روزہ حج زکوٰۃ سے بے پرواہ ہیں مگر ہیں مسلمان۔ وہ دہریہ نہیں۔ وہ اپنے کو ترک عمل کے لحاظ سے خاٹلی اور گنہگار سمجھتے ہیں اور جب خدا اور رسول کا نام آئے گا سر جھکا نہیں گے۔ اس کو مذہبی بے پروائی نہیں کہہ سکتے بلکہ عملی بے پروائی کہیں گے۔ وہ پورے راسخ الاعتقاد ہیں بھلا ایک راسخ الاعتقاد کیونکر مذہب سے بے پرواہ یعنی دہریہ ہو سکتا ہے۔

ہنود میں بھی (ناستک یا دہریہ) ہیں مگر تمام ہنود ناستک نہیں۔ فرانس کے لوگ اگر کثرت سے عیاش اور فحش و فجور میں غرق ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مذہب سے بے پرواہ ہیں۔ فرانس والے مذہبی عقائد کے پابند اور اپنے پوپ (اٹلی کے سفیر اعظم) کے تابع ہیں۔ چنانچہ ناظرین نے تار برقیوں میں دیکھا ہوگا کہ جب پچھلے دنوں اٹلی کے پوپ نے گورنمنٹ فرانس کو ڈانٹا تو پریسیڈنٹ فرانس کے ہوش گندے ہو گئے اور خود پوپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا تہیہ کیا۔ اگر مذہب کی جانب سے بے پروائی ہوتی تو پریسیڈنٹ فرانس پوپ کے حکم کی کچھ پرواہ

نہ کرتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ فرانس کی پبلک مذہب سے بے پرواہ نہیں اور چونکہ یہ جمہوری سلطنت ہے۔ لہذا پریسڈنٹ بھی جمہور کے مذہبی خیالات و عقائد کا تابع اور پابند ہے۔

مذہب سے غرض یورپ میں صرف عیسائی (قومیت) ہے اس کی پرواہ نہیں کی جاتی کہ پریسڈنٹ مذہب کے کیا اصول ہیں اور رومن کیتھولک کے کیا اصول۔ اور یہ دونوں مختلف کیوں ہیں اور دونوں ایک ہی کیوں نہیں ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں سالہا سال سے مذہبی مناقشے نہیں ہوتے کیونکہ تمام ملک مذہب ہے انہوں نے مذہبی اصول کو دنیوی امور سے بالکل جدا کر دیا ہے۔

پانیر کا مقصد ہے کہ ہندوستان میں چونکہ تعلیم و تربیت عام نہیں ہوئی اور یہاں کے باشندے عجم پرست اور ضعیف الاعتقاد ہیں۔ لہذا جہاں کسی مداری نے پھٹک ایک پھٹک دو کہہ کر ڈمگڈ کی بجائی سینکڑوں بچے ہی ہو ہو کر تے غل چاتے چاروں طرف سے دوڑے۔ اور جہاں اس نے بندر اور بکرے اور بھورے جنگل کے جمہورے بھالو کے دو چار کرتب اور دوسرے شعبہ دکھائے پھر کیا تھا مداری کی جھولی میں روٹی کا کھڑا۔ دھڑی دھیلا کرنے لگا اور جب جھولی بھر گئی تو اوہ مداری رخصت اور بچے چپت۔ لیکن جب کوئی سادھو بچہ اپنے کو مذہبی مداری بتاتا اور بانسری بجاتا ہے تو اس کی حالت معمولی مداری سے مختلف ہوتی ہے۔ مداری یہ نہیں کہتا کہ میں جو تماشا دکھا رہا ہوں۔ وہ واقعی ہے یا کرامت و معجزہ ہے۔ وہ اپنے میں خدائی اوصاف اور قدرت کے جذبات نہیں متا تا وہ دامن پھیلا کر اور کاسہ ہاتھ میں لیکر تماشا دیکھنے والوں سے دھیلا دھڑی مانگتا ہے اور کھلم کھلا کہتا ہے کہ ہم لوگ یہ پا کھنڈی پیٹ کی خاطر کرتے ہیں۔

لیکن مذہبی مداری اور سادھو بچہ اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ دنیا کو محض طمع نفسی سے فریب دے رہا ہے اور بظاہر اپنے کو خدا رسیدہ ولی بلکہ نبی قرار دیتا ہے اور خدائی اوصاف سے متصف ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ غیب کی باتیں بتاتا ہے۔ پیشگوئیاں کر کے لوگوں کو مارتا اور جلاتا ہے یہ معمولی مداریوں سے کہیں زیادہ خوفناک ہے یہ اپنا جال مٹی میں چھپا دیتا ہے تاکہ آسانی سے چڑیاں پھنس جائیں جیسا کہ ہم مرزا قادیانی کے شعبہ دیکھ رہے ہیں۔

اگر ہندوستان کے لوگ احسن نہ ہوتے تو ایسے سادھو بچوں سے جیسا کہ پانیر نے لکھا ہے بے پرواہ ہو جاتے۔ آپ ہی حشرات الارض کی طرح چند روز میں ان کا نام و نشان تک مٹ جاتا اور اب کیا ہے دنیا چند روز میں دیکھ لے گی کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ جب بڑے بڑے جاہ و چشم و تق و علم والے مہدیاں کذاب جنہوں نے جراثیم سلطنتوں سے جنگ کی، پامال ہو گئے تو مرزا کیا پدی کیا پدی کا شور ہے۔ جس کے وجود کا ثبات بالکل گورنمنٹ کی خوشامد پر ہے۔ مرزا کا کیریکٹر دیکھ

کر گورنمنٹ ذرا بھی اپنے تہور بدل لے۔ بس آج ہی مہدیّت و مسیحیت تینیت کا خاتمہ ہے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مرزا کا کیریکٹری اس کے گلے میں استروں کی مالا ہے۔

الحکم نے پانیر کو دمکی دی ہے کہ جب ہندوستان کو فرانس کی طرح مذہب سے بے پرواہ ہونے کا سہی پڑھایا جاتا ہے تو ہندوستان میں جمہوری گورنمنٹ بھی ہونی چاہئے۔ جیسی فرانس میں ہے ”ہم کہتے ہیں اگر ہندوستان اس قابل ہو تو گورنمنٹ کو کیا عذر ہے۔ یہاں تو جہالت و وحشت کا بازار گرم ہے۔ نہ صرف ہندو مسلمانوں میں بلکہ خود ہندوؤں اور باہم مسلمانوں میں جتنا ہے ہر ایک دوسرے کے خون کا کچا سا ہے یہ ملک تو اپنی شامت اعمال سے اس قابل ہے کہ برٹش جیسی آزادی حکومت نہیں بلکہ دس جیسی جابر شخصی سلطنت اس پر قابض حکمران ہو اور پھر ہم دیکھیں کہ مرزا قادیانی کیونکر مہدی اور مسیح موعود بن سکیں اور کیونکر اعلان دے سکیں کہ میرے ساتھ دو لاکھ و انچھتر ہیں۔ مسیح موعود (ڈاکٹر ڈوی) تو فرانس میں بھی موجود ہے مگر وہ اپنی قوم اور مذہب کا دشمن نہیں جیسے مرزا قادیانی ہیں نہ اس نے مذہب کی ترمیم و تنسیخ کی ہے نہ دیگر مذہب پر سب و لعن کیا ہے نہ ان کے بزرگوں کو گالیاں دے کر تمام ہندوستان میں فیلنگ پیدا کیا ہے۔ نہ اس نے اوروں پر نہ اوروں نے اس پر فوجداری مقدمات دائر کیے ہیں نہ گورنمنٹ فرانس اس سے بدظن ہے نہ اس نے کوئی نیا مذہب پیدا کر کے اپنا نیا مشن کھڑا کیا ہے۔ وہ ویسا ہی رومن کیتھولک عیسائی ہے جیسے تمام اہل فرانس ہیں۔ مرزا قادیانی کو اس سے سبق لینا چاہئے۔ علی ہذا النہی مسیح مسٹر کلف نے بھی کوئی نیا مذہب اور نیا مشن کھڑا نہیں کیا وہ ویسا ہی پروٹسٹنٹ ہے جیسے تمام اہل لندن ہیں۔ پس مرزا قادیانی کا کیا منہ ہے کہ پانیر کی بات کا جواب دے سکیں۔

۴ ..... مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے مہلت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ”ولو یواخذ اللہ الناس بظلمهم ماسترك علیہا من دابة ولكن یلخرهم (النحل: ۶۱)“ اور اگر خدا لوگوں کے ظلم کے باعث (جو وہ اوروں پر یا بد اعمالیوں سے اپنے نفس پر کرتے ہیں) ان کو پکڑ لے تو زمین کی پشت پر کوئی چوہا یا بچہ ہوا نہ چھوڑے (یعنی ان کی بد اعمالیوں کا وبال تمام حیوانوں پر پڑے) لیکن وہ ان کو نہیں پکڑتا۔ کہ مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ رحیم و حلیم ہے وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے کہ اب بھی سمجھ لیں اور اب بھی سمجھ لیں مگر جب وہ نہیں سمجھتے تو پھر الامان من غضب الہیم اس کا قہر جوش میں آتا ہے۔ آخرت کا عذاب تو الگ رہا دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے جس کے

ہزاروں نظائر موجود ہیں۔

اب چونکہ لالہ چند ولال صاحب مجسٹریٹ گورنمنٹ کے بدل جانے سے مرزا قادیانی کو مقدمات میں مہلت مل گئی ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ اس مہلت کو قیمت سمجھیں اور قدرت الہی کا ایک کرشمہ خیال کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی مولوی کرم الدین صاحب مدنی سے معافی مانگیں اور عقائد باطلہ اور افتراء علی اللہ سے تائب ہوں۔ انبیاء کی عظمت کریں۔ اپنے کو انبیاء کا ہسر نہ بنائیں۔ کیونکہ یہ سارا وبال اسی گستاخی خیرگی، بے ادبی کا ہے۔

بے ادب خود رانہ تنہا داشت بد

بلکہ آتش در ہما آفاق زد

خود مرزا قادیانی انصاف اور غور سے دیکھیں کہ انہوں نے بزرگان مذاہب عامہ کو برا کہنے سے تمام ہندوستان میں عداوت و فساد کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ کوئی مذہب والا ان سے خوش نہیں۔ آخر اس کا کیا انجام ہے۔ مرزا اور مرزائیوں کا کائنات گند اور بے حس نہیں ہو گیا تو وہ ہم سے زیادہ اپنے انجام کا رے واقف ہیں۔

مرزا اور مرزائی اگرچہ ہمیں دشمن سمجھتے ہیں۔ مگر درحقیقت ہم ان کے سچے دوست اور صلح ہیں ہم نے کبھی نہیں چاہا کہ عدالت میں مقدمات جائیں۔ اور مسلمان مالی اور جسمانی اذیت اٹھائیں۔ ہم ۱۸ ماہ سے برابر جج رہے ہیں کہ صلح کر دو مگر ہماری جج و پکار نہیں سنی جاتی۔

مرزا قادیانی اگرچہ صلح کا ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ ان کی حیثیت ہر طرح صلح ہی میں ہے۔ آسمانی نشان کا ظہور بھی صلح ہی سے ہوگا۔ اور چونکہ اب مولوی کرم الدین صاحب کا پلہ ہماری ہے یعنی وہ مدعی کی حیثیت میں ہیں اور مرزا قادیانی ملزم کی حیثیت میں۔ تو خیر نال آپ ہی کو دینا چاہئے اگرچہ عدالت کا عندیہ ابھی معلوم نہیں مگر قیافہ سے سب کچھ روشن ہو سکتا ہے۔

موج نہیں نیچی کر کے صلح کی التجا کرنے اور معافی مانگنے میں بمقابلہ اس کے کہ عدالت سے جرمانہ یا قیدیادلوں کی سزا مل جائے مرزا قادیانی کا کچھ بھی کسر شان نہ ہوگا۔ فرض کرو کم از کم جرمانہ ہی کی سزا مل گئی تب بھی مہدی مسعود اور مسج موعود کے لئے کچھ شرم کی بات نہیں۔ وہ مثیل اس مسج جو اوروں کی ہلاکت و تباہی و زوال کی آئے دن پیشینگوئی کرتا تھا۔ آج کے روز عدالت سے سزا یا ب ہو کر پبلک میں ذلیل ہو جائے اور پھر تمام چیلے اور حواری پھر ہو جائیں جج ہے۔

یہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے

کہ تاریکی میں سایہ بھی ہمارا ہوتا ہے انسان سے

دنیا ہوا کو دیکھتی ہے اور جب ہوا بگڑ جاتی ہے تو سب ہوا ہو جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو ابھی تجربہ نہیں ہوا۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اب مہدویت و مسیحیت صلح کے ہاتھ اور صلح مولوی کرم الدین کے ہاتھ ہے تو مثل اول سے حد واسطہ دور کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ مہدویت و مسیحیت مولوی کرم الدین کے ہاتھ ہے۔ ورنہ بیہات کہہ کر ہاتھ نہ ملے پڑیں تو ہم ساتھ کے ساتھ اپنا نام مجدد نہ رکھیں تھوڑی سی سزا بھی بہت بڑی ہوتی ہے۔ انسان ہمیشہ کو داغی ہو جاتا ہے آخر ماہ دو ماہ قید کی سزا بھی اسی عدالت کے اختیار سے ملتی ہے جس کو تین سال قید کی سزا دینے کا اختیار ہے پس سزا سزا سب برابر ہے۔

## ۵ ..... گورداسپور میں قادیانی مقدمہ

مولانا شوکت اللہ صاحب!

پیر اخبار کا نامہ لگا رکھتا ہے کہ اراپرل کو مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ جو مرزا قادیانی پر دائر ہے۔ لالہ آتھارام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے اجلاس میں جو بجائے رائے چند دلال صاحب ہوشیار پور سے تہدیل ہو کر آئے ہیں پیش ہوا۔ مرزا قادیانی کی طرف سے مسٹر اوگارفن ایڈووکیٹ اور خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب وکلاء حاضر تھے۔ اور مولوی صاحب کی جانب سے شیخ نبی بخش صاحب وکیل گورداسپور۔ فضل دین طرم اصالتا حاضر تھا۔ مرزا قادیانی کی طرف سے بدستور سابق پیاری کاسٹریٹیکٹ پیش ہوا۔ وکیل استغاثہ نے اعتراض کیا کہ یہ کاسٹریٹیکٹ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے دیا ہے جو طرم کے مرید خاص ہیں۔ وکیل طرم نے ڈاکٹر صاحب کا مرید ہونا تسلیم کیا کہ اس تاریخ پر ہم کوئی کارروائی نہیں چاہتے۔ اس واسطے طرم کی اصالتا حاضری کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ وکلاء استغاثہ نے کارروائی از سر نو شروع کی اور حکم لکھا گیا کہ طرم اس پیشی پر اصالتا حاضر آئے اور گواہان استغاثہ حسب ذیل زیر دفعہ ۳۵۰ طلب ہوئے مولوی غلام محمد صاحب خاص تحصیل پکوال، مولوی محمد علی صاحب قاضی تحصیل جہلم مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے وکیل نے کامل امید دلائی کہ مرزا قادیانی عدالت میں تشریف لائیں گے۔ یعقوب علی والے مقدمہ میں بھی گواہان استغاثہ دوبارہ طلب ہوئے اور تاریخ ۶ مئی مقرر ہوئی۔

ایڈیٹر ..... خدانہ کرے مرزا قادیانی بیمار ہوں۔ آسٹریائی باپ کا لہوے کے اندھے کی سی لاشی ایک لے پالک، غضب ہے کہ وہ بھی بیمار ہو جائے۔ عدالت کو اگر شبہ ہے تو کسی یورین ڈاکٹر سے ان کے جگر اور معدے اور پیچہ پڑے وغیرہ کو اکزیمن کرائے۔ خدانے چاہا تو جوانوں سے بڑھ کر

ثابت ہوں گے۔ آخر یہ زعفرانی طلوے، یہ روغن ہادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ۔ یہ چند بے دستری اور مستقوری مجوئیں کیا ہوں گی؟ اسی جناب آپ کا خیال کدھر ہے مرزا قادیانی تو حرارت غریزی کی دھواں دھار مشین بنے ہوئے ہیں۔ کٹاکٹ بنچے جنوار ہے ہیں۔ مولیٰ دے اور بندہ لے۔ اچھے خاصے ساٹھے باٹھے بنے ہوئے ہیں۔ پس آپ کو نصیب دشمنان مرعیض کہنا بدقالی بدخواہی، بداندیشی، مریدوں کو انجام پڑا تو نظر ڈالنی چاہئے گی۔

۶ ..... مرزائی مذہب اور منافقانہ کارروائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کو اپنا نیا مذہب قائم کرنے اور مسیح بننے کے لئے بظاہر تو حضرت مسیح علیہ السلام سے نفرت ہے۔ لیکن درحقیقت تمام انبیاء سے نفرت ہے، اور یہ کھلی بات ہے کہ جس شخص نے اپنے کو بعد ختم نبوت نبی بنا رکھا ہے اس کو تو سارے ہی انبیاء سے رقابت ہوگی وہ ان کا نام لینا بھی گوارا نہ کرے گا۔ مرزا قادیانی کا عندیہ یہ ہے کہ نہ صرف مسیحی لوگ جنہوں نے عیسیٰ کو خدا بنا لیا ہے۔ مردہ پرست ہیں بلکہ مسلمان بھی جو عیسیٰ کو زندہ سمجھتے ہیں عیسائیوں سے کچھ کم مردہ پرست نہیں ہیں۔ گویا خدائے تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو یکساں فضیلت و عظمت عطا کی ہے اگر مسلمان بھی ان کی عظمت حکم خدا کے موافق کریں تو وہ مردہ پرست ہیں مشرک ہیں، کافر ہیں وغیرہ۔ اس میں آنحضرت ﷺ بھی آگے کیونکہ وہ بھی وفات پا گئے۔

مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ سب مرکمل گئے، خاک ہو گئے اب تو زندہ نبی میں ہوں ان کی جگہ پر مجھ پر ایمان لاؤ۔ ان کو بھول جاؤ۔ قرآن بھی جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا بحیثیت نزول علی محمد وہ بھی مردہ ہو گیا تھا۔ اب میری نبوت نے اس کو از سر نو زندہ کیا ہے کیا معنی کہ وہی قرآن کرودی ہو کر مجھ پر نازل ہوتا ہے۔ اگر میں انیسویں صدی میں مبعوث نہ ہوتا تو قرآن کے ساتھ خود مذہب اسلام ہی مردہ ہو جاتا۔ پس نہ صرف قرآن و اسلام پر بلکہ تمام مسلمانوں پر میرا بہت بڑا احسان ہے۔ قرآن اور خدائے قرآن نے تو میرا احسان مانا مگر مسلمانوں نے نہ مانا جو حدود و احسان فراموش اور کافر نعمت ہیں۔ نہ میرا رتبہ پہچانا کیونکہ مسلمان نہ انتہی میں ہی خوب جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں یا آسمانی باپ جانتا ہے جس نے مجھے لے پالک بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے خود خود میں جو دیکھا ہے نہیں کہہ سکتا

کہ مہادا کہیں سن پائیں مذاہب والے

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا انیسویں صدی کا ایک خوفناک ڈاکو ہے جو مسلمان بن کر مسلمانوں کے ایمان کی دولت لوٹتا ہے۔ وہ مجسم شیطان ہے جو آئے دن طرح طرح کے روپ بدل کر مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ مکارہ اور حمالہ بیوہ عورتوں کی طرح خدا اور رسول کے ذکر پر زار و قطار روتا ہے۔ ایک صاحب نے جو آدھے مرزائی ہیں ہم سے بیان کیا کہ جب خدا اور رسول کا ذکر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا گل جائے گا پانی ہو کر بہہ جائے گا۔ ہم نے کہا سادھو بچے اس سے کہیں زیادہ پا کھنڈ پھیلاتے ہیں۔ اگر وہ درحقیقت ایسا ہی ہوتا تو خدا پر افترا نہ باندھتا، رسول اللہ ﷺ سے اگر اس کو محبت ہوتی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو نبی اور رسول نہ مٹتا، تقویٰ اور خشیت اللہ پر شہ نشین میں بیٹھ کر لیکچر دیتا۔ مرزائی اخباروں میں توحید و اتباع سنت پر طویل و بسیط مضامین کا شائع کرنا اور باہنہ اپنے کو نبی اور خاتم الخلفاء مٹانا خدا اور اس کے رسول بلکہ تمام انبیاء کی کھلی توہین ہے۔ مرزائیوں نے تو بدوزی نبوت تسلیم ہی کر لی ہے۔ ان کے سامنے توحید و سنت بگاڑنا بالکل فضول ہے۔ معلوم ہوا یہ اوروں کو پھانسنے کا جال ہے جب کوئی مرزائیوں سے متحیر ہو کر پوچھتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی اپنے کو نبی کہتے ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ قسم ہے وعدہ الاشریک کی یہ زنا بہتان ہے۔ وہ تو حدیث شریف کے موافق اپنے کو مجدد مٹاتے ہیں لیکن یہی اجنبی جب چند روز محبت میں رہتا ہے اور مرزائی افسوس اس پر اچھی طرح دم ہو جاتا ہے تو اپنے پرانے عقیدہ کا جبہ اتار کر اور کان دہا کر خرد جال کی نئی جمول پہن لیتا ہے اور دم اٹھا کر اسی راہ چلنے لگتا ہے جس راہ تمام مرزائی چل رہے ہیں۔

ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ مرزا قادیانی کو مسریم میں بھی بڑا کمال ہے جب کسی شخص سے آگے ملاتے ہیں تو وہ انہیں کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے۔ اس وقت ہمارے ایک شاگرد بھی بیٹھے تھے جو پچھلے دنوں اپنے مطلب کی خاطر بظاہر مرزائی بن گئے ہیں اور حکیم الامت وغیرہ میں بھی ان کی قدر و منزلت ہے کہنے لگے کہ مجھ پر تو مسریم کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا ان کے چہرے سے تو صاف طور پر دنیا داری، عیاری، مکاری، بخود مرضی، شکم پرستی مترشح ہے۔

محذرت..... میرٹھ میں طاعون کی وہ گرم بازاری ہے کہ قادیان کے گھر کے گھر صاف ہو گئے۔ قفل لگ گئے، لوگ بھاگ نکلے، موت کا خوف ہر دم غالب ہے۔ کاروباری لوگوں کا دل کام پر نہیں لگتا۔ لہذا اگر ایسے سخت دنوں میں شیعہ ہند اور ضمیمہ کی اشاعت میں وقفہ ہو جائے تو ناظرین معاف فرمائیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء مئی شمارہ نمبر ۱۸ کے مضامین

.....۱	انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی وفات مسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	ایک لے پالک کے آنے کی ضرورت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کے دوسک۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کسی نبی نے اپنے اختیار سے معجزات دکھانے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا کیونکہ ایسا دعویٰ درحقیقت خدا بننے کا دعویٰ ہے۔ غرور مردود نے جو انا احی و امیت کہا تو ظاہر ہے کہ وہ خود خدائی کا مدعی تھا۔ انا ربکم الاعلیٰ مگر یہ دعویٰ توڑا گیا اور ایسی ذلیل موت مرا کہ اس کا نقش عبرت صفحات تاریخ پر ہمیشہ ثبت رہے گا۔ اور ہر مفتوری علی اللہ کا بھی یکساں حال ہوا۔

ہر نبی نے باذن اللہ کہہ کر معجزات دکھائے۔ جیسی علیہ السلام نے فرمایا ”ابره الاکمره والابرص واحی الموتی باذن اللہ“ اور دوسری جگہ ”فیكون طیراً باذن اللہ“ ہیں معجزات انبیاء درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔ ان لوگوں کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں جو معجزات الہی کے منکر ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی حالت کو اپنی حالت پر قیاس کیا ہے۔ وہ اس سے غافل ہیں کہ۔

کارہا لکان را قیاس از خود مگیر

یہ بھی فطرت کے خلاف وہ بھی فطرت کے خلاف۔ گویا وہ تمام قانون قدرت کے جامع اور حافظ نہیں اور جیسی ان کی ہستی محدود ہے ایسی ہی فطرت الہی بھی محدود ہے۔ فلسفے اور سائنس کا موجودہ زمانہ نئی نئی چیزوں کی تلاش اور تحقیقات میں زمین کا گز بن گیا۔ اور ہمیشہ ایسی جزئیات ملتی رہتی ہیں کہ ان کا اور ان کی فطرت کا اس سے پہلے کسی علم نہیں ہوا۔ اور بڑے بڑے فلسفی ہزاروں اشیاء کی نسبت جو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کی فطرت یہی ہے۔ وہ تحقیق و تدبر سے



بالکل غلط ثابت ہوئی اور ان کی فطرت کچھ اور ہی نکلی پھر بھی پورا اذعان نہیں ممکن ہے کہ یہ بھی نہ ہو بلکہ کوئی دوسری اور تیسری فطرت ہو اہم جڑا۔

ایک حقاقت شعار دھریہ کہہ اٹھتا ہے کہ فلاں امر بالکل خلاف عقل ہے۔ کوئی پوچھے آپ کیا اور آپ کی شخصی عقل کیا اور خود انسان کی محدود ہستی ہی کیا کہ غیر محدود قدرت کا احاطہ کر سکے اور اس پر کوئی حکم لگا سکے جبکہ عقل ذرا سی دیر میں گندلی ہو جاتی ہے۔ ادھر کوئی خوف غالب ہوا۔ عقل رخصت ہوئی۔ ذرا سا بخار آیا اور عقل جاتی رہی۔ کوئی تکلیف پہنچی اور عقل غت ر بود۔ کوئی عجوبہ نظر پڑی اور عقل کو حیرت نے چکا چوند لگا کر سکتے میں ڈال دیا۔ اگر انسانی عقل قابل اعتبار مستقل شے ہوتی تو انسان ہرگز ڈانواں ڈول نہ ہوتا نہ اس سے غلطیاں سرزد ہوتیں۔ ایک وقت روئی نہ ملے پھر دیکھو عقل کہاں جاتی ہے؟ جب پیٹ بھر گیا عقل سرسہلانے کو آموجود ہوئی۔ سارا فساد دروٹیوں کا ہے۔ کبھی کسی غریب آدمی نے قدرت و فطرت الہی میں عقل کو دخل نہیں دیا۔ پیٹ بھروں ہی نے خدا کا انکار کیا ہے اور نبی کیا معنی خدا بن گئے ہیں۔

ڈاکٹر اور طبیب جو مریضوں کو اجزاء دیتے ہیں تو جس طرح ان کو مرض کا نیچر معلوم ہوتا ہے اسی طرح اجزاء کو نیچر بھی معلوم ہوتا ہے۔ تاہم سینکڑوں اور ہزاروں مریض مر جاتے ہیں اور ان کو کسی تدبیر سے شفا نہیں ہوتی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نیچر کے معلوم کرنے سے اللہ کی عقل بالکل قاصر ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی جو جملی نبی بنے ہیں تو تمام انبیاء کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں چونکہ انبیاء نے قدرت الہی کے آثار (معجزات) کو کھائے اور مرزا قادیانی نہیں دکھا سکتے تو سرے سے معجزات ہی کا انکار کر دیا۔ لیکن جو پیشگوئیاں دکھلا رہے ہیں غیبت کی باتیں بتا رہے ہیں لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں طاعون پھیل رہا ہے لہذا نبی کیا معنی، مرزا قادیانی تو خدا ہیں۔ انبیاء کے معجزات کا انکار لیکن اپنے خدا بننے کا اقرار۔ یہ عقل کا فتور نہیں تو کیا ہے چند خوشامدی اچھل کندہ ناتراش منڈ گئے۔ فارغ البالی ہو گئے۔ روٹیاں ملنے لگیں تر لقمے کھاتے کھاتے گردے پر جس قدر چربی چڑھی اسی قدر عقل اور ایمان کی آنکھوں پر چربی چھا گئی۔ اب خود نبی کے آئینے میں بجز اپنی ایک بینی دو گوش کے کچھ نظر نہیں آتا۔ نبی اور رسول کی شان ہی یہ ہے کہ وہ مجرہ دکھائے ورنہ اس میں اور عام انسانوں میں مابہ الامتیاز نہیں۔

آخر کروڑوں انسان اس وقت تک کیوں انبیاء کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ نبی کے افعال، عادات، اخلاق سب معجزات ہیں جو عام انسانوں میں نہیں پائے جاتے۔ آنحضرت ﷺ کا ادنیٰ

معجزہ یہ تھا کہ لا تغضبہ الدنیا دنیا آپ کو غصہ نہیں دلا سکتی تھی یعنی دنیوی امور میں کبھی آپ کو غصہ نہیں آیا مرزا قادیانی کو دیکھئے کوئی شخص ذرا بھی آپ کی شان میں کوئی سوئے ادب سے کام لے بھر کیا تھا فریب کو چھپا چھوڑنا مشکل ہو جائے اور اگر بس چلے تو اس کو کچا ہی بھنچوڑ کر کھا جائیں اور جب کوئی مخالف ہوتا ہے تو مرزا اور مرزائی ہانسون اچھلتے ہیں کہ فلاں شخص پر ہمارا وبال پڑا گویا ہم نے اس کو مارا۔

خود کفار مکہ اور ان کے سرداروں نے ہمیشہ اعتراف کیا کہ ”واللہ یکذب محمد قط“ یعنی قسم ہے خدا کی محمد ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ آپ ﷺ کا ادنیٰ معجزہ تھا۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ سراسر جھوٹ اور فریب کے پتے ہیں اور دن بھر میں خدا معلوم کتنے جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کا جہاز ہی جھوٹ اور فریب کے دریا میں چل رہا ہے۔ نبی اور رسول اور خدا کا ہنولہ ولد بننا اور آیات قرآنی کا الہام ہونا بالکل فریب و افتراء علی اللہ، رئیس اینٹھ کر لوگوں کو اولاد دلوانے کا وعدہ ہمہ تن فریب اور دروغ، تمام پیشگوئیاں جھوٹی لکھیں۔ لعنة الله علی الکاذبین

آنحضرت ﷺ کا خلق عظیم بالکل معجزہ تھا خدائے تعالیٰ نے شہادت دی ”انک لعلی خلق عظیم“ اور خود آپ ﷺ نے فرمایا بعثت لاتعم مکلدم الاخلاق غیر اقوام بھی اس معجزے کی قائل ہیں اور کروڑوں آدمی قیامت تک قائل رہیں گے۔ یہ ہیں معجزات قدرت۔ اب مرزا قادیانی کے اخلاق و خوارق کو دیکھئے کہ واجب التحظیم علماء اور مشائخ تو کیا چیز ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ان کی بدزبانوں سے نہیں بچے اور ان کی ارواح طیبہ و مقدسہ بھی پناہ مانگ رہی ہیں۔ بھلا نبی اور رسول خدا کی طرف سے دنیا میں تالیف قلوب اور انسانی برگزیدہ اخلاق پھیلانے آتے ہیں یا مخلوق کو گالیاں دے کر اپنے سے منحرف کرنے کو، خدائے تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی شان میں فرماتا ہے۔ ”لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک“ ”یعنی اے محمد اگر تو بدخوا اور سخت دل ہوتا تو لوگ میرے گرد سے علیحدہ ہو جاتے۔ مرزا قادیانی کی بدخوئی اور غلیظ القلسی سب دامن تحریروں سے عیاں ہے۔ اس کے موافق اگر ان کا کائنات یوں ملامت کرتا ہو کہ ”انت فظ غلیظ القلب فقد انفضوا من حولک“ تو کچھ عجیب نہیں۔

انبیاء سے اگر کوئی بات ان کے شان کے خلاف سرزد ہوئی ہے تو جناب باری نے بذریعہ الہام فوراً تنبیہ فرمائی ہے مگر مرزا قادیانی سینکڑوں حرکتیں خود اپنے کائنات کے خلاف کر رہے ہیں مگر کبھی یہ نہیں کہتے کہ مجھ کو آسانی باپ نے فلاں الہام کی رو سے ڈالنا ہے کہ مردود،

مطروود، بے بہبود، نامسعود وغیر محمود، ثانی نمرود، ناخلف مولود تو نے یہ کیا جھک مارا۔ لٹکا دوں،  
 ملامت کی صلیب پر اور کر دوں کانوں کے پھوپھو سر۔ گویا آپ انبیاء سے بھی بڑھ کر معصوم ہیں۔  
 پیشینگوئیوں کے غلط اور جھوٹ ثابت ہونے پر کبھی اپنی غلطی کا اقرار نہیں کیا اور ہمیشہ طائل تاویلین  
 ہی کھڑیں جن کو سن کر خرد جال کو بھی پڑاؤے پر عرق آجائے۔ اور طاعونی بخار چڑھ جائے۔ انبیاء  
 کے معجزات غلط مگر مرزا قادیانی کے مذکور بالا خوارق صحیح اور معجزات سے بھی کہیں بڑھ کر۔  
 ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

## ۲ ..... وہی وفات مسیح

مولا ناشوکت اللہ میرٹھی!

کیا کسی نبی نے اپنی نبوت کی صداقت کا معیار اس بات پر رکھا ہے کہ چونکہ فلاں نبی  
 وفات پا چکا ہے۔ اس لئے میں نبی ہوں۔ موجودہ زمانہ میں البتہ انگلینڈ میں مسٹر پاکٹ نے اور  
 فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی نے اور قادیان میں چینی مغل نے مسیح بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ پہلے بھی  
 متعدد یوں نے یہ کہا کہ ہم سب مسیح موعود ہیں۔

انجیل میں فارقلیط (تسل دینے والے) کے آنے کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں بھی خود  
 صیسی مسیح کا قول درج ہے۔ ”اذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول  
 اللہ الیکم مصداقاً لما بین یدی من التوراة و مبشراً برسول یتاتی من بعدی  
 اسمہ احمد“ یعنی یاد کرائے محمد ﷺ جبکہ صیسی نے بنی اسرائیل سے کہا کہ بے شک میں تمہاری  
 ہی طرف خدا کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں (نہ کہ بنی اسرائیل کی طرف کیونکہ آنحضرت ﷺ بنی  
 اسرائیل سے ہیں اور اس لئے صیسی کی نبوت بنی اسرائیل کی جانب منحصر نہیں ہو سکتی) اور ایک رسول  
 کی (بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا) اس آیت پر لحاظ کر کے مناسب  
 تھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے کو مسیح موعود قرار دیتے مگر صداقت اور صفائی اس کے معنی ہیں کہ  
 آپ ﷺ نے اپنے کو صیسی موعود نہیں بتایا۔

گاؤ فری میکنسن جس نے ہادصف انگریز بلکہ پادری ہونے کے آنحضرت ﷺ کی  
 نبوت کی تصدیق اور مذہب اسلام کی حمایت کی ہے اپنی کتاب حلیۃ الاسلام میں لکھتے ہیں: ”اگر  
 محمد ﷺ کو دنیوی مال و دولت اور نمود و نظر ہوتی تو اپنے کو انجیل کی پیشینگوئی کا مصداق قرار دے  
 کر مسیح موعود بتاتے تاکہ تمام بد بخت عیسائی آپ ﷺ کے قدموں پر جا گرتے مگر انہوں نے ایسا  
 نہیں کیا بلکہ حلیث کو توڑا اور توحید کو قائم کیا۔“ اس انصاف پسند پادری نے وہ تمام الزامات

اٹھائے ہیں جو متعصب یاودی آنحضرت ﷺ پر لگاتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے کو عیسیٰ موعود اور مثل نصاریٰ حقیقی ابن نہیں تو بحولہ ائین ملایا، پھر بھی عیسائیوں نے دھاری ماری اور ان کے نام کا بلڈ وک بھی نہ پالا۔ تب حملہ کر عیسیٰ مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں۔ بات ترے مرتد کی دم میں پادریوں کی حلیہ کا رول۔

جب کوئی سادہ لوح آپ کا چپلا جتا ہے یا بنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو وہ رسالے دکھائے جاتے ہیں جن میں مسیح کی وفات بزم خود کا بت کی جی ہے کہ ۱۹ سو برس تک کوئی شخص کیونکر زندہ رہ سکتا ہے اور وہ بھی بے کھائے پیئے۔ اور آسمان پر کوئی کیونکر جا سکتا ہے۔ کیونکہ طبقہ زمہریر میں پہنچ کر کوئی شے زندہ نہیں رہ سکتی۔ وغیرہ۔

مگر ایک آریا اور ایک دہریہ بھی یہی کہتا ہے جو عیسیٰ کی وفات کا قائل نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں مانتا۔ مرزائی تو دہریوں اور آریوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ ان کو خوش ہو کر اور بظلم بجا کر کہتا چاہئے کہ آریا اور دہریے بھی ہمارے بھائی مرزائی ہیں۔ اور انہوں نے جب وفات مسیح کو مان لیا تو عیسیٰ موعود بھی مانتا تھا جیسا مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اسحق کے دل میں میرا خوف پیدا ہو گیا تھا گویا وہ مردہ بن گیا تھا۔ پس مرزا قادیانی صرف عیسیٰ مسیح کے مارنے کو مسیح موعود بنے ہیں مصلحان کے مشن کا یہی کام ہے کہ جا بجا عیسیٰ مسیح کو بارے پھریں لیکن اس صورت میں ایک ایک یہودی ہائیک ایک آریا ہائیک ایک دہریہ مسیح موعود ہوگا جس کو تر آن مجید سے بھی استدلال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی جیسی مرزا قادیانی کی ضرورت ہے اور پھر مرزا قادیانی کہہ سکیں گے کہ میں منکران وفات مسیح کے لئے مسیح موعود ہوں نہ کہ قائلین وفات کے لئے حالانکہ آپ خیر سے امام الزمان اور مسیح الزمان اور خاتم المظاہر اور خدا جانے کیا کیا ہیں؟

پھر تاویلیں بالکل خلاف لغت، خلاف مصلوہ، خلاف سیاق و سباق، خلاف جمہور مفسرین، و ما قلوہ و ما صلہ کے یہ معنی اختراع کئے کہ عیسیٰ مسیح کو صلیب پر بھی کھینچا اور قتل بھی کیا لیکن نہ قتل کا نتیجہ واقع ہوا نہ صلب کا، ہر فعل کی نسبت یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس کا وقوع تو ہوا مگر نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ و ما قلوہ و ما صلہ جواب ہے انا قتلنا مسیح عیسیٰ بن مریم کا۔ یعنی یہود نے کہا کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ ان کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نے صلیب پر بھی کھینچا اور قتل بھی کیا مگر نہ صلب کا نتیجہ ظاہر ہوا نہ قتل کا۔ ان کا مطلب تو یہی تھا کہ ہم نے واقعی قتل بھی کیا اور پر بھی کھینچا اور قتل اور صلب کا نتیجہ بھی ظاہر ہوا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ان کا دعویٰ تو کچھ تھا اور خدا نے تعالیٰ کی کئی قتل و صلب نے کیا قائدہ دیا یہ تو ان کے دعویٰ کا مطلق جواب نہ ہوا۔ یہ ایسی بات ہے

جس کو تھوڑی سی سمجھ والا بھی قبول کر سکتا ہے۔ مگر مرزا اور مرزا پنڈتوں سے امید نہیں کہ بلیڈ الطبعی ان کو سمجھنے سے اور قصب قبول کرنے سے۔

پھر دعویٰ تو آپ کا یہ ہے کہ کوئی بات نیچر کے خلاف نہیں ہوتی حالانکہ عیسیٰ کا صلیب پر چڑھنا اور قتل کرنا سب کچھ ہوا لیکن نہ وہ مصلوب ہوئے نہ متحول تو کیا یہ نیچر کے خلاف نہ ہوا اور اگر کہو کہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہم کسی کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں مگر وہ نہیں مرنے اور اکثر ارادے پورے نہیں ہوتے۔ تو اس میں خدائے تعالیٰ کی قدرت کی عظمت کا کوئی نشان ایسے مہتم بالشان محاطے میں ظاہر نہ ہوا جیسا کہ مسیح کا معاملہ ہے اور جس سے دنیا کی تواریخ کو نئے رخ پر ہے اور جس کے باعث کروڑوں آدمیوں نے آپ کو سختی بلکہ خدا قرار دے دیا کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہوئی۔ بات تو آپ کے نزدیک اتنی ہے کہ جیسے مسیح کو یہود نے قتل کرنا چاہا مگر وہ کسی وجہ سے بچ نکلے۔ لیکن ایسی خفیف بات کے لئے خدائے تعالیٰ کا یہ کہنا کہ مل رفیعہ اللہ مصلیٰ فضول اور بے نتیجہ ہوا۔ مناسب تو اس مقام پر وہ اللہ یا بجاہ اللہ یا بجاہ اللہ تھا۔ مگر چونکہ جواب انا قتلنا مسیح کا ہے یعنی مسیح نے ہمیں مسیح کو مار ڈالا تو صاف ظاہر ہے کہ جب تک یہ دعویٰ صحت میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو زندہ اپنی طرف اٹھالیا۔ یہود کے دعوے کا جواب اور استیصال نہیں ہو سکتا مگر مرزا کا دینی ٹکڑا انبیاء کے حجرات سے خدائی اب معلوم ہوا کہ خدائی حق اس سے بھی خند ہے کیونکہ رفیعہ اللہ میں اس قدر عظمت ہے کہ کوئی شے اس سے

۳۔ ایک لے پالک کے آنے کی ضرورت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا کی اخبار قلم لکھا ہے کہ پانچ آج سے انیس سو تین میں پہلے دو یا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہے بلکہ خدا کا بیٹا اور مخالفین آدم بھی ہے اور پھر اس ضرورت کی تردید کرتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا دینی بھی تو ابن اللہ یا اللہ کے جتنی کی ضرورت کو موجودہ زمانے میں تسلیم کر کے خود آسانی باپ کے لے پالک بنے ہیں۔ تو ب ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے آئینے میں اپنی ناک نہیں دیکھی۔ ذرا خیال کرنا چاہئے کہ خدا کا لے پالک بن کر آنے کا اس شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے جو اپنے کو مسلمان اور قرآن پر ایمان رکھنے والا مانتا ہے جس میں آیت ”لم یلد ولم یولد“ موجود ہے۔ پھر معلوم نہیں الحکم پانچ کی بتائی ہوئی ضرورت کا کس منہ سے رد کرتا ہے۔

خدائے تعالیٰ نے تو کامل حجت اور برہان (قرآن مجید) خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر

نازل کر کے مسلمانوں کی تمام ضرورتیں پوری کر دیں۔ اب دینی اور دنیوی امور میں کسی شے کی ضرورت نہ رہی مگر مرزائیوں کو نبی کی بھی ضرورت۔ الہام اور وحی کی بھی ضرورت۔ امام الزمان کی بھی ضرورت۔ مہدی اور مسیح موعود کی بھی ضرورت۔ خدا کے لے پالک کی بھی ضرورت۔ گویا اسلام اور پیغمبر اسلام کی بعثت نے کچھ کیا ہی نہیں نہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت پوری کی۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت اور نزول قرآن بالکل فضول تھا۔ محاذ اللہ۔ حالانکہ تمام ضرورتیں پوری ہو گئیں ہیں ہاں مرزائیوں کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوئی۔ جس کا پورا ہونا تیرہ سو برس کے بعد چینی مغل پر منحصر ہوا۔

مرزا قادیانی اپنے کلام اور خدا رسولی کے کلام کی جو کچھ تاویلیں اپنے مطلب کے موافق کریں وہ سب درست۔ لیکن دوسرے مذہب والے جو کچھ اپنے مذہب کی نسبت کہیں وہ سب غلط۔ آپ کہتے ہیں میں ان کا ایسا لے پالک نہیں ہوں جیسے دنیا میں انسان کسی کو اپنا لے پالک بنا لیتے ہیں مگر عیسائی اس سے بھتر تاویل کر سکتے ہیں کہ یسوع مسیح خدا کا ایسا بیٹا نہیں جیسے مکہ مذہب کا بیٹا ہے اور نہ عیسیٰ مسیح ان آلات و وسائل سے پیدا ہوا ہے جن سے تمام انسانوں اور حیوانوں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے لئے عقائد و اصول پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذہب اسلام کو انہوں نے اقوام دنیا میں رسوا کر دیا ہے چونکہ وہ اپنے کو مسلمان بلکہ اسلامی نبی قرار دیتے ہیں اور اسلام کی اصلاح کے مدعی ہیں۔ لہذا غیر اقوام اور غیر مذاہب بھی خیال کرتے ہوں گے کہ اسلام میں نہ توحید ہے نہ بت پرستی کی ممانعت ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے تصاویر کو رواج دیا۔ اپنے کو خدا کا لے پالک بنا لیا۔

وہ خیال کریں گے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین (سب سے آخری رقاہر) نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا خاتم الخلفاء ہے اور قرآن میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے اور قرآن میں نہ حج کا حکم ہے نہ مستحقوں کو زکوٰۃ دینے کا۔ اور علماء اسلام اب تک نصاریٰ سے فضول جھگڑتے رہے مرزا خدا کا حتمی ہے اور اسلام میں تنازع بھی موجود ہے کیونکہ مرزا بروزی نبی ہے پس بنود سے اسلام کا معارضہ کرنا فضول ہے۔ اب فرمائیے اسلام کس بات کا فخر کر سکتا ہے اس نے کوئی اصلاح کی ہے شرک اور بت پرستی اور سو قبیحہ کی جو جماعتیں دوسرے اقوام و مذاہب میں موجود ہیں۔ اسلام میں بھی موجود ہیں۔ فعوذ باللہ من ذالک۔

بکلی مرے فغان سے گری آسمان پر  
جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا

اگر ہاوصف نزول آئیہ ”اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ کے کسی نبی یا لے پاک کے آنے کی ضرورت ہے تو اسلام کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیا قرآن میں کسی کے آنے کی ضرورت بتائی گئی ہے اگر اب بھی کسی کے آنے کی ضرورت ہے تو اسلام اپنی اصلاحات عامہ اور ہدایات نامہ پر کچھ غور نہیں کر سکتا اور منبر پر چڑھ کر مرزا کا اسلام کی خوبیوں پر کچھ دینا محض منافقانہ کارروائی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر الحاد کے شیشہ میں اتارتا ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں ہر صدی پر مجدد کے آنے کی ضرورت ہے ہم کہتے ہیں کہ لے پاک کے آنے کی بھی ضرورت ہے۔ کیا ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو دین اسلام کی ترمیم کرے۔ کیا ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو خاتم الانبیاء بنے۔ کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اب تو ایسا دعویٰ کرنے والے کو پاگل خانے بھیجے کی ضرورت ہے جتنے مہدی اب تک گزرے کسی نے یہ دعوے نہیں کیا کہ اسلام کے لئے کسی نبی اور امام کی ضرورت ہے نہ انہوں نے اپنی وقت بڑھانے کے لئے کسی نبی کو برا کہا۔ حالانکہ وہ جھوٹے تھے اور اپنے دل میں بھی خوب جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں لیکن مرزا قادیانی مہدیان کذاب سے بھی کہیں بڑھ کر کاذب ہیں کہ انبیاء کو محض دنیا پرستی اور حکم پروری کے لئے برا کہتے ہیں اور جس صورت میں اللہ کو اس چاہ حلال اور جبروت کا شرمہ بھی نہیں ملا جو بعض دوسرے مہدیوں کو مل چکا ہے تو اگر وہ خدا خواستہ کسی قابل ہو جائیں اور دو لاکھ دالٹھیروں سے بڑھ کر دو چار دس پانچ لاکھ دالٹھیر نصیب ہو جائیں تو خدا جانے کیا کریں؟ کسی کو جینے بھی نہ دیں۔ اور ان کے خوارق سے کیا عجب ہے کہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھیں کیونکہ انبیاء کے سارے مدارج طے کر چکے ہیں۔ اب صرف خدا بننا باقی ہے۔

مرزائیوں کو موجودہ زمانے میں امام کی ضرورت ہے مگر ایسے امام کی کہ جو صفیں اس میں ہوں وہ کسی نبی میں نہ پائی گئی ہوں وہ مسیح بھی ہو، مہدی بھی ہو، بروزی نبی بھی ہو، خاتم الخلفاء بھی ہو اور بالآخر خدائے وحدہ لاشریک کا لے پاک بھی ہو۔ ایسا عجیب الخلق اور خلاف قانون فطرت نبی تو قادیان ہی میں پیدا ہو سکتا ہے دیگر ممالک میں تو آج تک پیدا ہوئے نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ پس بڑا معجزہ مرزا قادیانی کا بھی ہے کہ آپ ان نیچرل نبی ہیں۔ اب مرزائیوں کو کسی معجزے کے دیکھنے کی کیا ضرورت۔ مرزا قادیانی کا عصر ہی خلاف فطرت خمیر سے گوندھا گیا ہے۔ لہذا شیعہ عجاب، انبیاء کے تمام معجزات اور عیسیٰ مسیح کا ابن اللہ بننا خلاف فطرت ہے۔ مگر خدا کا لے پاک بننا مرزا کے لئے عین فطرت۔ مرزا کی عقل تو سوڈان کے جنگل میں چرنے لگی تھی مرزائیوں کی عقل کے طوطے بھی عدم آباد رکھے۔

## ۴ ..... مرزا قادیانی کے دوسرے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے چونکہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں اور ان پر اس سبب دشمن کا وبال پڑا ہے کہ علماء و مشائخ نے ان کو اسلامی سوسائٹی سے خارج کر دیا ہے اور ویسے بھی مقدمات متدارکہ میں برابر دلائل اٹھا رہے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے کسر شان کا مزہ چکھ رہے ہیں۔ لہذا کاشف کے شرم دلانے پر اب معذرت کرتے ہیں کہ میرا مخاطب عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ وہ یسوع ہے جس کے فسق و فجور کی لعنت اور تاریکی دنیا میں پھیلی جس نے خدائی کا دعویٰ کر کے لوگوں کو گمراہ کیا وغیرہ۔

یہ مرزا قادیانی کی محض مکاری اور دفع الوقتی ہے کیونکہ کسی آسمانی کتاب اور کسی تاریخی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا میں دوسرے گزرے ہیں۔ بہر حال مسیح سے مرزا قادیانی کی مراد وہی یسوع مسیح ہے جس کو عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں اور خدا سمجھ کر جس کی پرستش کرتے ہیں۔ اور استدلال لاتے ہیں کہ ہمارا یسوع مسیح وہی ہے جس کی نسبت قرآن میں کلمۃ اللہ اور روح منہ وارد ہوا ہے وہ پاک ہے، وہ معصوم ہے، صاف ثابت ہے کہ اس کے سوا کوئی اور یسوع نہیں گزرا ورنہ مرزا قادیانی بتا دیں کہ فلاں سن میں گزرا ہے اور فلاں کا بیٹا تھا اور فلاں جگہ پر پیدا ہوا اور فلاں جگہ پر مرا جہاں اس کی قبر موجود ہے اور کیا یہ وہی یسوع ہے جس کو آپ نے کشمیر میں مارا ہے اور وہیں اس کی قبر بنادی ہے اور کیا یہ وہی یسوع ہے جو صلیب پر کھینچا گیا اور جس کی وفات ثابت کرنے کو وہن تک کا زور لگایا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ گالیاں اسی یسوع کو دی جاتی ہیں اور یہی آپ کا رقیب ہے جس کے آپ مثل ہیں اور اس کے سوا کوئی یسوع نہیں گزرا۔ اگر کشمیر میں جھوٹے یسوع کی قبر ہے تو بتاؤ سچا مسیح کہاں ہے؟ اور کہاں اس کی قبر ہے اگر تم نہ بتا سکو گے تو لازم آئے گا کہ سچا مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ جس کے زندہ رہنے کے تم منکر ہو۔

کیا نصاریٰ ایسے نادان اور از خود رفتہ تھے کہ ایک فاسق فاجر شخص کو خدا کا بیٹا بنا دیتے اور بعض ہم صفت اور ہم پیشہ جھوٹے مہدیوں پر عیسیٰ مسیح کو قیاس کیا جو فی الحقیقت فرجی اور مکار اور دنیا کے ٹھگنے والے تھے اور چند روز میں کتے کی موت مارے گئے۔

پھر معلوم نہیں میرے پر سوڑے، اب یہ معذرت کیوں کی جاتی ہے اور کس کا خوف ہے کیا مرزا قادیانی کو اس جرم میں پھانسی لگتی ہے یا وہ سنگسار کئے جاتے ہیں جس طرح افغانی عبداللطیف سنگسار کیا گیا۔ کیا مولوی کریم الدین کی طرح کسی مسلمان یا عیسائی نے ان پر لائیل کا



دعویٰ دائر کیا ہے۔

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اس لئے گالیاں دی جاتی ہیں کہ دنیا ان کی عظمت کرتی ہے۔ نصاریٰ ان کو خدا مانتے ہیں اور مسلمان سچائی یقین کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب مرزا قادیانی اپنے کو مسیح اور امام الزمان مان چکے ہیں تو رقابت کے باعث عیسیٰ مسیح کی وقعت ان کی نظر میں کھٹک رہی ہے۔ اور محمولہ حمل کر ان کو اور ان کے ساتھ عیسائیوں اور مسلمانوں کو گالیاں دے رہے ہیں کہ میں آسمانی باپ کا زندہ لے پا لک اور نبی دنیا میں موجود، مجھے تو کوئی دمڑی کو بھی نہیں پوچھتا اور سب میرے نام پر پا پوش مارتے ہیں اور نصاریٰ مردہ ابن اللہ کی پرستش اور مسلمان مردہ نبی کی عظمت کرتے ہیں۔ عظمت کیا معنی یہ بھی نصاریٰ کی طرح عیسیٰ مسیح کو پوجتے ہیں۔

خدا کی شان عیسیٰ مسیح تو فاسق و فاجر ٹھہریں جن کی عصمت کی قرآن و حدیث شہادت دیں اور مرزا فاسق فاجر نہ ٹھہرے جو سینکڑوں جھوٹ بولے۔ جھوٹا مشن کھڑا کرے۔ فریب اور دغا کی دکان جمائے۔ اصول اسلام کو توڑے۔ اپنے کو لے پا لک بنانے اور اپنی تصویر شائع کرنے سے دنیا میں شرک پھیلانے۔

دیکھو اس قدر جھوٹے مہدی گزرے مگر مرزا نے کبھی کسی مہدی پر سب و لعن کا بیڑ نہیں برسایا حالانکہ وہ مردود اسی قابل تھے وجہ یہ ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ ملعون ٹھہرتے ہیں اور آپ کے پاس کوئی دلیل اس امر کی نہیں کہ وہ تو جھوٹے تھے اور میں سچا ہوں۔ پھر عیسیٰ مسیح جو آپ کے نزدیک مر گئے ان کو تو ہر طرح برا کہا جاتا ہے اور ان کا قطعاً انکار کیا جاتا ہے لیکن یورپ میں جو دو مسیح (مشرکیت اور ڈاکٹر ڈوئی) اور سالی لینڈ میں مہدی (ملا عبد اللہ) آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اور مرزا کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ نہیں توڑا جاتا وجہ یہ ہے کہ تینوں خالہ کے بیٹے ہم پیشہ اور ہم عصر ہیں۔ انہوں نے یورپ و افریقہ کا کونا دایا تو مرزا قادیانی نے ہندوستان کا۔ نصف ی و نصف لکم هذا قوم الوحوش وہ زندہ بٹے بٹکری لینے کو موجود۔ انبیاء تو مر گل گئے وہ کیا کر سکتے ہیں جلن تو اس بات کی ہے کہ دنیا مردہ پرست ہے۔

اگر مرزا قادیانی کا یسوع فاسق و فاجر تھا تو اس سے تعرض ہی کیا۔ دنیا میں لاکھوں فاسق و فاجر ہیں جو نکمال باہر ہیں اور وہ خود ملعون ہیں ان پر لعنت بھیجے کی ضرورت ہی نہیں۔ نہ وہ کسی کا کچھ بگاڑتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا مقابلہ تو انبیاء سے ہے جب تک ان میں عیب نہ نکالیں اور ان کو فاسق و فاجر نہ بنائیں خود معصوم نبی نہیں بن سکتے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی عیسیٰ بن مریم ہی کو فاسق و فاجر قرار دیتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے یسوع کو جس کا درحقیقت وجود ہی نہیں۔

مرزا قادیانی کی نگاہ میں تو وہ مسیح ٹھک رہا ہے جس کی شان ”ابری الاکھہ والابرص واحی العوتی باذن اللہ“ ہے۔ مرزا قادیانی ان معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ خود کو کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے۔ قاسم دفاجر کا ان کو کیا خوف جس کو کوئی بھی نہیں مانتا۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ مئی کے شمارہ نمبر ۱۹ کے مضامین

.....۱	مرزائی مذہب کی حقیقت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	ایک خدا کے آنے کی ضرورت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	انت منی بمنزلہ عروشی	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مقدمات کی بہت طرح طرح کی افواہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزائی مذہب کی حقیقت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اور ان کے آرگن (مرزائی اخبارات) برابر حقیقی مذہب اور مذہب کی صداقت وغیرہ کا راگ الاپ رہے ہیں معلوم نہیں سچے مذہب اور حقیقی مذہب سے ان کی کیا مراد ہے۔ مذہب اسلام تو مراد ہو نہیں سکتا کیونکہ اس پاک مذہب کو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ قرآن کی نصوص قطعیہ اور ادائے ارکان اسلام کا انکار بلکہ ان کو رد کر چکے ہیں۔ پس حقیقی مذہب سے ان کی مراد جدید مرزائی مذہب ہے۔ حالانکہ اس کے اصول و احکام بھی ابھی تک مدون و مستتر نہیں ہوئے۔ بجز اس کے کہ عیسیٰ مسیح وفات پا گئے لہذا مرزا قادیانی مسیح موعود اور پیغمبر میں اور جو کوئی ان پر ایمان نہ لائے وہ ظہر مرتد واجب القتل ہے اور مردہ پیغمبروں کو مانتا اور ان کی وحی اور الہام پر مقابلہ زندہ پیغمبر کے ایمان لانا حماقت ہے۔ زمانہ بدل گیا تم بھی پرانے مذہب کا میلہ پچلا چلا جسم سے اتار دو، پتھر مذہب کی طرف لٹکولی پٹو۔

دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں ان کے اصول کی کتابیں موجود ہیں اور مذہب صرف اہل مذاہب بلکہ عکرم الہا کو رعشت بھی انہیں کے قواعد اور مرجع اصول کے موافق مقدمات کا فیصلہ کرتی اور ان کو مانتی ہے۔ مگر کیا مرزا قادیانی نے بھی اپنے مذہبی اصول کی کتابیں محسوس لایف کونسل میں

بھیجی ہیں کہ احمدی (مرزائی قوم) کے معاملات و مقدمات ان کے موافق فیصل ہوا کریں کیونکہ اصول شرع محمدی اور اصول دھرم شاسترہ وغیرہ اب کرم خوردہ اور ردی ہو گئے۔ اور چونکہ مرزا قادیانی امام الزمان ہیں لہذا تمام ممالک یورپ و افریقہ و ایشیاء چین اور روس وغیرہ کی گورنمنٹیں بھی پرانے مذہبی اصول منسوخ کر کے اپنی رعایا میں مرزائی مذہب کے اصول جاری کریں۔

حالانکہ ممالک مذہب غیر کو تو جانے دیں ممالک اسلامیہ ترک، افغانستان، فارس وغیرہ میں اپنی اصول کی کتابیں اور اپنا مشن سمجھیں پھر دیکھیں کیا مراد آتا ہے۔ ایک چیلہ ملا عبد اللطیف کو افغانستان بھیجا تو تھا۔ دیکھو اس کا کیا حشر ہوا۔ مگر تو کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ چونکہ برٹش گورنمنٹ کے مبارک پر امن عہد میں سب کو آزادی کی نعمت حاصل ہے۔ لہذا مرزائی بکر کو دھچکاتے اور منادی کرتے پھرتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح وفات پا گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔

مرزائیوں نے سینکڑوں کتابیں اور رسالے مشہر کئے ہیں لیکن ان میں وفات مسیح اور مرزا کی خود ستائی اور بھٹی اور انبیاء علیہم السلام اور موجودہ زمانے کے مشائخ اور علماء پر سب و لعن برسانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ حقیقی اور سچا مذہب ہے۔ جس پر مرزا اور مرزائیوں کو فخر ہے۔

مرزائی اخباروں میں تعلقی کے ساتھ مشہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس اور ان کے حواری کی تصانیف یورپ و امریکہ میں بھی لکھیں اور مرزائی میگزین بھی برابر نکلتا ہے اور وہاں کے لوگ عیسیٰ مسیح کی وفات کو تسلیم کرتے ہیں اور مرزائی اخبار میں ایک امریکن کا خط بھی شائع ہوا تھا کہ میں وفات مسیح کے باب میں آپ سے متعلق ہوں مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ آپ مسیح متونی کے قائم مقام ہیں اور امام الزمان ہیں اور ہم لوگ عیسیٰ مسیح کو چھوڑ کر آپ پر ایمان لائے ہیں اور چونکہ یورپ و امریکہ کو جدید فلسفے اور سائنس نے چر لیا ہے اور الحاد پھیلادیا ہے اگر ان کا پہلا اہتہ قہہ حیات مسیح پر ہوگا تو دوسرا اہتہ مرزا کے مسیح موعود بننے پر ہوگا۔

ایسے بیوقوف نہیں کہ مرزا کی خود غرضانہ چال نہ سمجھیں کہ یہ شخص مسیح کو تو مارتا ہے اور خود اس کی جگہ لیتا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ مسیح نے وفات پائی ہو یا وہ زندہ ہو مگر ایک جینی مثل مسیح نہیں ہو سکتا اور وہ بھی مذہب اسلام میں جو مذہب عیسوی کا مصلح یا یوں کہو کہ کنا حریف ہے۔ مرزا قادیانی سے تو کہیں زیادہ مشرکات اور ڈاکو ڈوکی ان کے نزدیک مسیح بننے کے مستحق ہیں جو عیسوی مذہب رکھتے ہیں لیکن جب یورپ والے اپنے ہم مذہب جدید مسیحوں کو بھی پاگل قرار دیتے اور مسیح کے اڑاتے ہیں تو مرزا قادیانی کسی کھیت کی دساور ہیں۔ اور جس طرح مرزا قادیانی حیات مسیح

کو نہیں مانتے اسی طرح لاکھوں عیسائی نہیں مانتے لیکن کیا وہ سب ہیں اور ایک دوسرے کو کچھ سمجھتے ہیں اس صورت میں تو یورپ و امریکا میں لاکھوں سب بھوں کے

پاگل اپنے کو پاگل نہیں سمجھتا نہ اپنی حرکات کو بھونانہ یقین کرتا ہے مگر ذی عقل اور ذی ہوش اس کو پاگل ہی سمجھتے ہیں اور معذور قرار دیتے ہیں جیسا کہ پائیر نے لکھا تھا کہ ہندوستان کے لوگ بھی مذہبی پاگلوں سے ایسے ہی بے پردا ہو جاتے جیسے فرانس والے ہیں تو مرزا کی مسیحیت و مہدویت ہانڈی کے ابال کی طرح جوش کھا کر خود ہی بیٹھ جاتی ہے مگر ہندوستان میں تو ایک مذہبی پاگل ہیں نہ ان کے حواری۔ یہ تو دیوانہ بکار خویش ہشیار ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مرزا کا افسوس کا جنون طامعون اور پسینے کی طرح متعدد ہو کر اوروں کو بھی پاگل بنا دیتا ہے نہیں جناب نہ مرزا قادیانی پاگل حقیقہ پر کارگر ہو گیا تو اصحاب الفیل بن کر ہاتھی کے روٹ میں سب اپنا اپنا حصہ بخر لگانے لگے۔ دو دو اور چیز کی اگر کوئی انہیں پاگل کہے تو مجددانہ شریعہ ابھی ابھی اس کی جان کو آجائے اور منہ بوج کر ڈاڑھی کھسوٹ لے۔

مرزا اور مرزا قادیانی مارے خوشی کے پھول کو فرانس کا بیلون بنے ہوئے ہیں کہ ہمارا میکیزین یورپ و امریکہ میں جاتا ہے اور وہاں کے لوگ وقت سب کے ساتھ مرزا قادیانی کی مسیحیت پر بھی ایمان لاتے جاتے ہیں مگر ان کی یہ خوشی اور اور خندہ رودی ایسی ہی ہے جیسے فحش کے شعلہ کی کہ تھوڑی دیر کے بعد افسردگی کے سوا کچھ نہیں۔

یورپ و امریکا والوں نے مرزا قادیانی کے وہ رسالے یقیناً نہیں دیکھے جن میں صلی مسیح کو فاسق و فاجر بتایا گیا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اپنے دعوے میں (جس کو وہ سچا سمجھتے ہیں) بے لاگ اور بے ہاک ہیں تو وہ رسالے بھی انگریزی میں ترجمہ کرنا کر یورپ و امریکہ میں بھیجیں پھر تو معلوم ہو جائے گا کہ یورپین اور امریکن مرزا کو کیا سمجھتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ کوئی شخص اپنے مذہبی ادائے فرائض سے کیسا ہی بے پرواہ ہو۔ اس کے عقائد کیسے ہی جھڑل ہو جائیں مگر اس کی فطرت اپنے مذہب و دہانی مذہب کی تو جین ہرگز نہ دیکھ سکے گی۔ جو نیشن اور نیشنلیٹی اور قومیت کا قالب پکڑ گئی ہے۔ یورپ میں آج کے روز اتحاد و اتفاق کی جو عالمگیر روشنی نظر آ رہی ہے وہ صرف مذہب کی دولت ہے۔ اگر یورپ اپنے مذہب سے بے پردا یا بالکل لاد مذہب ہوتا تو ترکی سلطنت کے ساتھ بھی اس کا ویسا ہی اتحاد و خلوص ہوتا جیسا دوسری عیسائی سلطنتوں کے ساتھ ہے اور ترکی سلطنت ان کی آنکھوں میں ہرگز نہ ٹھکتی۔ اگر یورپ کو مذہبی پاس نہ ہوتا تو عیسائیوں ترک کا کان گرم ہوتے ہی سب کے سب مشتعل نہ ہو جاتے اور چین میں مذہبی مشنریوں کے قتل ہو جانے پر تمام یورپ

خون بہانے کو نہ چڑھ دوڑتا۔ بعض یورپین کو اسلامی اصول کو پسند کرتے ہیں مگر وہ ہرگز نہ چاہیں گے کہ مذہب عیسوی کے مقابلہ میں اسلام کو فروغ ہو پس مرزا اور مرزائیوں کا یہ خیال کہ ہمارے رسالوں کو یورپ و امریکہ ششدری آنکھوں دیکھتا ہے۔ نرا خیالی پلاؤ اور زری ملٹی کی خیالی بہشت ہے جس صورت میں یورپ والے قدیمی عظیم الشان مقدس اسلام کو نہیں مانتے تو جدید بے اصل مرزائی مذہب کو کیا مانیں گے۔

یورپ اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ پادری لوگ عیسویں مذہب دنیا میں پھیلانیں اگر وہ مذہب سے بے پردہ ہوتا تو ممالک غیر میں پادریوں کے قتل ہو جانے کی ذرا پروا نہ کرتا اور نہ ان کے قتل کو خود کشی قرار دیتا کہ پادریوں نے مذہب غیر کو ناحق مشتعل کیا تھا جس کی سزا ان کو مل گئی۔

حیات مسیح، مذہب مسیح کا ایک رکن اعظم ہے یعنی عیسیٰ مسیح عیسائیوں کے نزدیک خدا ہے اور خدا کے لئے جی اور قائم ہونا ضروری ہے۔ پس ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ جن فیلسوف عیسائیوں نے اپنے قدیمی خدا اور اسکی خدائی کے اعلیٰ وصف کو نہ مانا یعنی مسیح کو مردہ سمجھ لیا وہ مرزا جیسے بودم کو کیوں مسیح ماننے لگے اور خدا کو چھوڑ کر ایک ہندی وحشی (کالا لوگ) پر کیوں ایمان لانے لگے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی حماقت کے کا بوس میں بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ جس شخص نے مسیح کی وفات کو مان لیا اس نے تجھے مسیح موعود اور امام الزمان تسلیم کر لیا۔ مرزا کے گرد و پیش ایسے حتماء ضرور موجود ہیں مگر یورپ و امریکہ میں اس قسم کے ہونی نہیں ہوئے گئے۔ اب سمجھ لینا چاہئے کہ ولایت میں مرزائی رسالے اور میگزین کونسا قلعہ فتح کر سکیں گے بجز اس کے کہ یہ کاغذات رفع حاجت کے لئے جائے ضرورت میں رکھے جائیں، کس مصرف کے ہیں؟

مرزائی اخباروں میں بیعت کرنے والوں کی فہرست شائع ہوتی ہے اور اکثر سہماء خطوط ہی کے ذریعے سے مرید ہوتے ہیں مگر باوصف رسالوں کی مقدار و حجم و دعاء کی اشاعت کے کبھی کسی یورپین یا امریکن کا نام چشمی کے ذریعہ بیعت کنندوں میں شائع نہ ہوا۔ یورپ کا تو کیا ذکر ہے ہندوستان کے حقیر اور بھوکے کے عیسائیوں نے بھی ڈام فلول ہی کا خطاب دیا۔ ہاں حتماء کا سر سہلا کر ان سے چندہ وصول کرنے کا لٹکا بہت خاصہ ہے کہ مرزائی مذہب رسالوں اور میگزین کے ذریعے سے یورپ و امریکا میں بھی اشاعت پا رہا ہے اور اس دور دراز سرزمین میں بھی مرزائی لوگ برسات کے پینچوؤں اور خود و گھاس کی طرح پیدا ہو رہے ہیں پس لاؤ چندے پر چندا اور کھلاؤ حلوہ اور طیدا۔

پیشینگوئیاں پٹ پڑیں خصوصاً مقدمات کے فتح کی پیشینگوئیوں نے تو ڈرہا ہی پھوٹک دیا۔ جموٹے اور بے معنی الہام کی مٹی خراب ہو چکی۔ موت کی دھولیں اور طاعون کا ڈر ادا بھی جہاں سے نکلا تھا وہیں گھس گیا۔ اس نے بھی ڈائن بن کر پوتوں ہی کو کھایا۔ الغرض کسی نے ساتھ نہ دیا۔ ترکش خالی ہو گئے۔ ایک تیر بھی نشانے پر نہ لگا بلکہ الٹا جولا ہے کا تیر ہو گیا۔ اب حقاء کے نچوڑنے کو بھی لٹکا ہوا رہ گیا کہ عیسیٰ مسیح وفات پا گئے۔ لہذا میں مسیح ہوں۔ کوئی اس خرد جال سے پوچھے کہ جب عیسیٰ مسیح اس سبب سے وفات پا گئے ہیں اس قابل نہ رہے کہ ان کو کوئی نبی بھی کہہ سکے اور سینکڑوں برائیاں اور فسق و فجور معاذ اللہ ان میں پیدا ہو گئے تو دوسرے انبیاء عیوب سے کب بری رہ سکتے ہیں کیونکہ ظاہری وفات پا چکے ہیں۔

خود غرض انسان ضرور پاگل بھی ہوتا ہے کیونکہ اہل الغرض مجنون لہذا جو اعلیٰ انسانی صفات کسی میں پائی گئیں مرزا اس کا رقیب بن گیا۔ اور ان صفات کو اپنے درمیان کے اندر ٹھونسنے لگا۔ پھر طرہ یہ ہے کہ ان صفات کے موصوف کو گالیاں بھی دینے لگا کہ میں اچھا ہوں اور وہ براتھا۔ مثیل اسبح بن کر عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ بروزی محمد بن گیا مگر ان کے صفت خاتم النبیین سے انکار کیونکہ اس صورت میں خود نبی نہیں رہ سکتا۔ خود غرضی سے آنحضرت ﷺ کا وہ اصل درجہ گھٹا دیا جو خدائے تعالیٰ نے ہاشیاء و دیگر انبیاء کے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور پھر خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) اس شخص کی کیا کیا بد معاشی اور نمک حرامی بیان کی جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ جن انسانوں کے باعث مہتمم بالشان واقعات ظہور میں آئے ہیں اور اس لئے دنیا ان کی عظمت کرتی ہے۔ یہ مردود اس عظمت کو نہیں دیکھ سکتا اور یہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے اس عظمت کا مستحق سمجھیں ورنہ یا تو اس واقعے ہی کو سرے سے اڑا دے گا یا مکار عورتوں کی طرح اوصاف میں کیڑے ڈالے گا یا دونوں افعال کا مرکب ہوگا تا کہ ان کی عظمت گھٹے اور میری عظمت بڑھے۔ عیسیٰ مسیح کا واقعہ صلب و قتل عجیب مہتمم بالشان واقعہ ہے جس کے باعث دنیا آپ کی عظمت کرتی ہے۔ مگر یہ عظمت اس کو نہیں بھاتی۔ پس مسیح کے رفیع جسمانی اور حیات جاودانی سے انکار اور ان پر فسق و فجور کا الزام۔ ایسا ہی عظیم الشان معرکہ حضرت امام حسینؑ اور شہیدان دشت کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک نہ تو کسی نے ایسے ظلم و ستم سہے اور صبر و استقامت سے کام لیا نہ لاکھوں لعینوں کے مقابلہ میں ۲۷ تن نے ایسی داد شجاعت دی۔ اللہ اللہ یہ انہیں کا حوصلہ تھا کہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے عزیز اور نعت جگر نے بڑی امتگ اور جوش مسرت کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا اور رضا الہی کی

عروس سے ہمدوش ہوئے یہ جذبہ شوق وصال شاہد حقیقی تھا یہ قوت قدسیہ تھی۔ روحنا فدا ہم الحق۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ ست حسین

سرداد و نداد ست درد ست یزید

حقاکہ بنہ لا الہ است حسین

یورپ کے ایک انصاف منٹ مورخ نے لکھا ہے کہ ابتداء آفریقہ سے لیکر دنیا میں صرف تین بہادر گزرے ہیں ایک حسینؑ، دوسرا جزل مارشل بزن، تیسرا اپولین۔ مگر حسینؑ کے ساتھ علاوہ شہر ویزید کے لاکھوں لشکر کے اور بھی دشمن تھے۔ بھوک دشمن تھی، پیاس دشمن تھی، بے کسی اور تنہائی دشمن تھی، استقلال اور پامردی کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنا حسینؑ ہی کا کام تھا۔ ماحصل یہ ہے کہ حسینؑ کے برابر اپنے دین پر قائم رہنے والا کوئی شخص اور جری دنیا میں نہیں گزرا۔ مگر مردوقسی القلب شہر سیرت، یزید سیرت مرزا کہتا ہے کہ میں حسینؑ سے افضل ہوں۔ یزید نے بھی تو حسینؑ سے یہی کہا تھا کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔ پس میرے ہاتھ پر بیعت کر۔

اب فرمائیے امرزا اور یزید و شہر میں کیا فرق رہا؟ مرزا مارے خوف کے کبھی گھر سے باہر نہیں نکلا چوہے کے بل میں سر دیئے پڑا رہتا ہے۔ تاہم حسینؑ سے افضل ہے؟ عدالت کی ذرا سی ڈانٹ میں توبہ نامہ لکھ دیا کہ آئندہ کسی کی ہلاکت کی پیشین گوئی نہیں کروں گا۔ اب اگر عدالت ذرا بھی دھولس ڈالے تو مسیحیت و بدوزیت ہی کو استغفی دے دے۔ عدالت کی حاضری سے جی چراتا ہے کہ میں مریض ہوں، ذیابطیس میں مبتلا ہوں، بواسیر نے گھیر رکھا ہے، اختلاج قلب نے سلسلہ کر ڈالا ہے۔ حالانکہ ہٹا کتا ہر طرح تنومند چاق دھو بند ہے۔ یہ چیزیں، یہ جہن، یہ دعات پھر بھی حسینؑ سے افضل۔ اس کی شرارتوں اور بد معاشوں کا چربا کہاں تک اتارا جائے۔ خدا اس کو جلد جہنم واصل کرے۔

## ۲ ..... ایک خدا کے آنے کی ضرورت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ ایک مامور کے آنے کی ضرورت تھی مگر افعال سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک خدا کے آنے کی ضرورت تھی اور اب پوری ہوئی۔ دلیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی غیب دان ہیں، محمی اور میت ہیں، کبھی غلطی نہیں کرتے، ان کی کوئی بات خالی نہیں جاتی، وہ فعال لما یرید ہیں، کسی طرح مجبور نہیں، جیسے جبر یہ فرقہ مجبور ہے۔ قدر یہ کہ بھی قبلہ گاہ ہیں، بھلا جس

وجود میں مجددیت، نبوت، رسالت، بروزیت، مسیحیت، مہدویت، امام الزمانی خدا کی تنہیت وغیرہ صفتیں مجتمع ہوں وہ خدا نہیں تو کیا ہے؟ یعنی مجدد ہو کر محمد ﷺ کا بروز اور مسیح موعود ہو کر جری اللہ فی حلال الانبیاء اور مختلف شخصیات اور مختلف شریعتوں کا معجون مرکب، گویا سابر زخ انسانی فطرت کے خلاف ہو مگر خدا کی فطرت کے خلاف نہیں۔ خدا میں تو سب طرح کی طاقت ہے۔ وہ ان نیچرل اوصاف کا مجموعہ ہے جو بات انسانوں کے نزدیک محال ہے وہ خدا کے نزدیک ممکن۔ بلکہ واقع ہے۔ پس اک حتماء کے پھیلنے کو بظاہر تو مامور ہیں مگر درحقیقت خدا ہیں۔ کیا مرزا اور مرزا کی اب بھی قاتلان وحدۃ الوجود کو گالیاں دیں گے اور ان کے اس شعر پر ایمان نہ لائیں گے۔

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار برآمد

دل بر دو نہ ان شد

ہر دم بلباس دگر آن یار برآمد

گہ پیرو جوان شد

عیسائیوں کو عیسیٰ مسیح کے آنے سے پہلے ایک خدا کے آنے کی اور مسلمانوں کو ایک انسان کامل محمد ﷺ کے آنے کی ضرورت تھی۔ دونوں ضرورتیں انجیل مقدس اور قرآن مجید نے پوری کر دیں۔ ہاں مرزائیوں کی ضرورت کی جائے ضرور معور نہ ہوئی تھی کیونکہ انہیں ایک برازی نہیں بروزی خدا کے آنے کی ضرورت تھی۔ اب انیسویں صدی میں وہ بھی پوری ہوئی۔ پس مرزا قادیانی کو اسی کی ضد ہے کیا معنی۔ جب کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مرزا کی شلوار میں پتنگے چھوٹ جائیں گے کیونکہ خاتم النبیین وہ خود ہیں، اور جب مرزا قادیانی یہ کہیں گے کہ عیسیٰ مسیح کو عیسائی خدا سمجھتے ہیں تو مارے حسرت کے پھپھوں میں انگارے دوڑنے لگیں گے کہ مجھے مسیح ابن اللہ (لے پالک خدا) کیوں نہیں ماننے جبکہ میں مسیح پر ہر طرح ترجیح رکھتا ہوں۔ پس مرزا قادیانی نے جو مختلف لقب لئے ہیں تو اس سے درحقیقت ان کی مراد یہ ہے کہ میں خدا ہوں پھر بھی عیسائیوں پر اعتراض کہ انہیں ایک خدا کے آنے کی ضرورت تھی۔

رنگون میں ایک مدراسی نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دے دی جب غصہ فرو ہوا تو ایک مولوی سے چارہ جوئی کی، مولوی نے روپیہ طلب کیا اور کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں اور نکاح نہیں ٹوٹا۔ طلاق دینے والا خوشی خوشی اپنے گھر چلا گیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپ کا یہ فتویٰ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ مولوی نے کہا کہ طلاق دینے والا جاہل کندۂ ناتراش ہے جو (ط) اور (ت) سے واقف نہیں پس اس نے ضرور (ت) سے طلاق دی ہوگی نہ کہ (ط) سے۔



اس پر اہم خوش ہو کر لکھتا ہے کہ کیا اب بھی کسی مامور کی ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ کیا ضرورت ثابت کی ہے۔ غریب مولوی نے تو روپیہ لے کر طلاق ہی ناجائز بتائی مگر مامور من اللہ نے پانچ سو روپیہ اینٹھ کر ایک محرز فوجی اور افسر کو بیٹا دلوانا چاہا حالانکہ آسانی باپ سے ایک چوہیا بھی نہ دلوانا سکا۔ بے شک مرزا انہوں کے نزدیک ایسے ہی مامور من اللہ کی ضرورت ہے۔ ہات تیری ضروری ماموری کی دم میں خرد جال کی لنگوری۔

### ۳ ..... انت منی بمنزلہ عرشی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انت بمنزلہ ولدی (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) کا الہام تو ناظرین کو معلوم ہی ہے جو پرانا ہو گیا اور ضمیمہ میں بیسیوں مرتبہ اس الہام کی دجیاں اڑ چکیں یعنی اس طہ اندہ الہام نے خدائے تعالیٰ کی صفت ”لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد“ کو بالکل اڑا دیا۔ اہلکم نے حال میں تازہ ہتازہ یہ الہام شائع کیا ہے ”انت منی بمنزلہ عرشی“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) تعجب ہے کہ اب تک بمنزلہ ولدی والے الہام کی تو کوئی تاویل نہ کی گئی نہ اس کو استعارہ بتایا گیا مگر بمنزلہ عرشی والے الہام کو خود مرزا قادیانی نے استعارہ بتایا اور عرشی مخلوق اس بارے میں سکوت اختیار کیا اور مرزا انہوں کو سکوت کی ہدایت فرمائی۔

واضح ہو کہ کلام مجید میں جناب باری نے اکثر استعارات سے کام لیا ہے مگر استعارات تشابہات سے نہیں ہیں۔ مرزا اور مرزا انہوں کو سمجھنا چاہئے کہ استعارہ تشبیہ کی قسم ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وجہ تشبیہ اور علاقہ مذکور نہیں ہوتا۔ مثلاً زید شیر ہے اور معشوق آفتاب ہے۔ یہاں شجاعت اور حسن مذکور نہیں مگر فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ شجاعت میں زید کو شیر سے اور حسن میں معشوق کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔

کلام مجید تشابہات سے معمور نہیں ورنہ اس کا سمجھنا محال ہو جائے حالانکہ کلام مجید کی صفت ”تبیانا لكل شعیء اور فصلناہ تفصیلا اور ہدی للناس اور ہدی للمتقین“ ہے اور ظاہر ہے کہ محض تشابہات سے ہدایت نامہ نہیں ہو سکتی۔ پس استعارہ لانا کو تشابہات قرار دینا خرف آسانی باپ اور عیر نابالغ لے پالک کا اضافہ احلام ہے۔

خدائے تعالیٰ نے تشابہات کی یہ صفت فرمائی ہے ”وما یعلم تاویلہ الا اللہ“ ایک ظہوق مرزائی نے ہم سے کہا کہ اس آیت سے آگے ”والر اسخون فی العلم“ بھی ہے۔

ہم نے کہا یہ عطف نہیں بلکہ وقف کے بعد ایک کلام متانف ہے ورنہ لازم آئے گا کہ جیسا علم خدائے تعالیٰ کا ہے۔ ویسا ہی راتخون فی العلم کا ہے۔ یہ شرک فی صفات اللہ ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔ قرینہ صاف بتا رہا ہے کہ تشابہات کی تاویل خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور راتخون فی العلم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم تاویل کے مجاز نہیں۔ اگر عطف مانا جائے گا تو یہ کلام متانف پچھلے کلام کے خلاف پڑے گا۔ عیسیٰ مسیح کی نسبت رفقہ اللہ بھی تشابہات سے ہے۔

کیا معنی کہ یہ فعل الہی ہے ہم کو اس بات کا علم نہیں دیا گیا کہ عیسیٰ کیونکر زندہ اٹھائے گئے اور اب تک کیونکر زندہ ہیں۔ یہ وہی ہے ان کو قتل بھی نہیں کیا۔ صلیب پر بھی نہیں کھینچا مگر کیا بندوں کو اس کا علم ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو کیونکر محفوظ رکھا مرزا قادیانی اپنے مطلب کے موافق بات بات میں آیات کی تاویل کرتے ہیں مگر جو الہام ان پر آسمانی باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کی تاویل نہیں کر سکتے۔ گویا آپ لوگوں کی محفل کے صدر نشین ہیں۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ آسمانی باپ مجھ پر بے معنی الہام کرتا ہے۔ مصیبت تو یہ ہے کہ کلام بے معنی یا بامعنی کی تمیز نہ تو مسخرے آسمانی باپ کو ہے نہ اس کے اگلوں نے لے پا لک کو جب کوئی کلام مجددانہ مشرقیہ کی بحکال میں آتا ہے۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ بے معنی ہے یا بامعنی۔ اب سنئے ”انت منی بمنزلۃ عرشی“ (تذکرہ ص ۵۲۶ طبع سوم) بالکل بے معنی ہے عرش تو مکان کو کہتے ہیں جو رہنے، سہنے، بیٹھنے، اٹھنے کے لئے ہوتا ہے کیا مرزا قادیانی کوئی کوٹھڑی یا کوئی جھونپڑی ہیں جن میں خدائے تعالیٰ رہتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جیسا میرے نزدیک عرش کا مرتبہ بلند ہے۔ ویسا ہی مرزا کا مرتبہ بلند ہے تو عرض یہ ہے کہ خدا کے نزدیک کسی کا مرتبہ بلند نہیں اس کے نزدیک جھونپڑا اور عرش دونوں برابر ہیں کیونکہ بلندی اور پستی محض اعتبارات و اضافات ہیں۔ یعنی ایک شے بہ نسبت دوسری کے بلند اور پست ہے۔ تحت الاعریٰ سے حسب مدارج طبقات زمین بلند۔ زمین سے جھونپڑی بلند۔ جھونپڑی سے حویلی بلند۔ حویلی سے ایوان بلند۔ ایوان سے قلعہ بلند۔ قلعہ سے آسمان بلند علی ہذا مگر خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب ہموار ہیں۔ پس لے پا لک کی کوئی علو پائینگی اور بلند مرتبہ نہ تھی۔ ہاں اگر آسمانی باپ یوں الہام کرتا کہ انت منی بمنزلۃ حمار الدجال تو یہ الہام ”کمثل الحمار یحمل اسفار الآیہ“ کے مطابق ہو جاتا ہم نے بارہا متنبہ کیا کہ جب تک کوئی الہام بغرض اصلاح و مصلحت و مصلحتیہ کے حضور نہ بھیج ہو ہرگز منہ سے نہ نکالو۔ کیونکہ سچے اور جھوٹے بے معنی اور بامعنی الہام کی پرکھ مجددی کو ہے۔

### ۴ ..... مرزائی مقدمات کی نسبت طرح طرح کی افواہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ابھی تک مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ لائبل طے ہوا بھی نہیں کہ یاروں نے دوبارہ حال، و قریب از استقبال، و قبل از مآل پر ملال، ہر پاجزن و نکال، یکسر اختلال، مجسم و بال کی افواہ پہلے ہی اڑا دیں کوئی کہتا ہے کہ مرزا اسلام احمد بیک صاحب کے نام مرزا ضرغام احمد کا خط آیا ہے کہ مرزا قادیانی کو سوا اٹھائیس سال قید کا آؤ سنایا گیا۔ تو کوئی کہتا ہے کہ مرزا اکرام احمد بیک صاحب کا کارڈ ابھی ابھی مرزا انعام احمد بیک کے نام آیا ہے کہ مرزا قادیانی کو ۱۳ سال قید اور سوا چار سال کی کال کوٹھری کا بھی نادری حکم سنایا گیا کوئی کہتا ہے کہ مرزا اہتمام احمد بیک صاحب کے نام مرزا ارتسام احمد کی رجسٹری آئی ہے کہ مرزا قادیانی پر سوا تین ہزار روپیہ ماہوار اور سات برس کے لئے قلعہ چنار گدہ میں رہ کر مرے سے پھولی پھولی کھانے کا حکم سنایا گیا اور اگر جرمانہ ادا نہ کریں (ضرور ادا کریں گے کیونکہ دولاکھ مہدیوں کے ہیر ہیں) تو سوا نو برس قید اور ڈیڑھ سال کی لگا تار کال کوٹھری۔ الہی توبہ۔ ان افواہوں نے ناک میں دم کر دیا اور مجدد کو سخت صدمہ پہنچایا۔

ارے یارو آخر غریب معصوم لے پالک نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ کہ اس کی جان کے لاگو بن گئے ہو۔ اگر اس نے اپنے کو مسیح قرار دیا ہے تو کیا انوکھی بات کی ہے لندن میں مسٹر ککٹ نے اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی نے مسیح بننے کا اور سامی لینڈ میں ملا عبد اللہ نے مہدی بننے کا دعویٰ کیا ہے تم سب کے سب ان تینوں کے جان کے لیوا کیوں نہیں ہوئے؟ مرزا قادیانی ہی لیتے کیوں لینے لگے۔ یورپ کے عیسائیوں نے تو اپنے دونوں مسیحوں کی نسبت چوں بھی نہیں کی کہ تمہیں کیوں کھور دلائے اور کیوں سر پر زمین اٹھالی اور بدامنی لٹی اور بدخواہی پر آمادہ ہو کر منہ سے کیوں بدشگونیاں اگلنے لگے۔ خیر ہمیں ان باتوں کا خیال نہیں البتہ یہ خوف ہے۔

بجا کہے جسے عالم اسے بجا کہو  
زبان خلق کو فقارہ خدا سمجھو

مقدمے کا فیصل ہونا منہ کا نوالہ نہیں ابھی تو ۱۸ ماہ ہی گزرے ہیں۔ کم از کم ۱۸ ماہ تو اور گزرنے دو جب کہیں پوچھنا کہ چمچڑا چمچڑوں میں یا قصائی کے کھونٹے۔

مرزا قادیانی تو ابھی مقدمہ کو کھلائے اور کھٹائی میں ڈلواتے جائیں گے جب تک آسمانی باپ اپنا آسمانی نشان نہ دکھائے اس عرصہ میں کوئی نہ کوئی ایسی بات نکلے گی کہ غریب معصوم لے پالک چٹائی کٹنے سے بچ جائے گا جیسے عیسیٰ مسیح بچ گئے اور پھر مرزائی گلے میں ڈھول

ڈال کر منادی پینٹے پھریں گے کہ وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا اور وہ ممالکت مسیح پوری ہو گئی۔ اور چونکہ اب لالہ چند لال صاحب سابق مجسٹریٹ بدل گئے ہیں اور ان کی جگہ کوئی لالہ آتمارام صاحب مجسٹریٹ آئے ہیں۔ لہذا اہل حق کو قانوناً اختیار ہوگا کہ جدید حاکم کے اجلاس میں تمام گزشتہ کارروائی کو کالعدم کرادے اور از سر نو کارروائی کرائے چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اور چونکہ مرزا قادیانی کے پاس مفت کاروبار ہے اور مولوی کرم الدین صاحب صرف اپنی جیب خاص سے مصارف جمیل رہے ہیں۔ لہذا جمول جمال کی تہ پر تہ چڑھاتے چلے جائیں گے تاکہ مولوی صاحب دق ہو کر راضی نامہ داخل کر دیں۔ لیکن ہم کو مرزا قادیانی کا یہ منصوبہ پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ مولوی صاحب بھی استقلال اور پامردی کے ساتھ کفر کا مقابلہ اسلام سے کر رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ خود مدد کرے گا۔

مولوی صاحب کے دکلاء کا کام ہے کہ مقدمے کے جلد فیصل ہو جانے پر عدالت میں زور دیں۔ مگر یہ اطمینان رہے کہ دیر ہو سویر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ الفاظ لٹیم، کذاب بہتلیع عظیم جو مرزا قادیانی نے مولوی کرم الدین کی نسبت استعمال کئے ہیں وہ ویسے ہی معزز خطابات ہیں جیسے گورنمنٹ اپنے افسروں اور وقادار رئیسوں کے لئے استعمال کرتی ہے۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء ۲۳ مئی شمارہ نمبر ۲۰ کے مضامین

.....۱	ہمارا رویہ صادقہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی اخبار الحکم کی فریاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	بے معنی الہام فارسی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	آیت قرآن کا صرف عن الظاہر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا اور مرزائیوں کو دو سو روپیہ انعام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	گروہ اہلحدیث پر نزلہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	جنگ کا نام صلح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۹	نئی ناقص اور دجال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... ہمارا رویاء صادقہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مشہور واعظ مولانا ابوالعقب محمد صدیق صاحب غریب خانہ پر فروش تھے۔ بعد نماز عشاء مرزائی مقدمات کا ذکر چھڑا۔ کہ فرد قرار واد جرم لگ چکی ہے دیکھئے کیا انجام ہو۔ طویل بحث کے بعد سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز مرغزار ہے۔ چار طرف بنبرہ پھیلا ہوا ہے جیسا بارش کے موسم میں ہوتا ہے۔ ایک بزرگ ریش سفید مقطع صورت نمودار ہوئے اور فرمایا کہ یہاں ایک بڑا خاردار درخت تھا مگر اب نہیں۔ میری آنکھ کھلی تو صبح کی آذان ہو رہی تھی۔ ہمارے صلحاء ناظرین اس خواب کی تعبیر ضرور سمجھ گئے ہوں گے اور ہم آئندہ مفصلاً و مشرحاً عرض کریں گے جب کہ تعبیر کا ظہور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہاں اتنا اب بھی عرض کئے دیتے ہیں کہ وہ سرسبز مرغزار مقدس اسلام ہے۔

۲ ..... مرزائی اخبار الحکم کی فریاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخبار الحکم جو مرزا اور مرزائوں کا سب سے پہلا رفیق فی النار البروزیہ حریق فی بحۃ عشق المتغنی عن عریق لا نهدام بروج الدین مثل الصنجینق فی اشاعۃ المسیحیۃ کا لبرق البریق۔ فی ادارۃ الزندقۃ حدقۃ عین کل زندیق “ ہے۔ اب محض بغلی گھونے اس کا دیوالا نکالنے کی فکر میں ہیں۔ ہمارا یار غار تو الحکم ہی ہے اور ہمارا استاد بھی اس سے ملا ہوا ہے۔ مرزائیت کی ترازو میں کوئی دوسرا حریف در قیاب اس کا پاسنگ بھی نہیں ہو سکتا۔ الحکم کی بات ہے اور ہے۔ چسکا ہی دوسرا ہے۔ غمزہ ہی نہالا ہے۔ یہ آسانی باپ کے لے پالک کا چھینا انت بجزولہ ولدی کا ڈھنڈوریا، کسر صلیب اور قتل خنازیر کا تمغہ چکانے والا منارہ کا پھریرا فلک الافلاک کی چوٹی تک اڑانے والا۔ بھلا یہ خلا غ رفاع دوسرے رقیبوں کو کہاں نعیب؟ یہ مسالا ہی اور ہے چاشنی ہی نہالی ہے۔ قسم ہے منارے شریف دی جو اس کا حریف و بدخواہ ہے وہ روسیاء، راندہ درگاہ، دین و دنیا میں تباہ ہے۔ کوئی کیسی ہی چمک دمک دکھائے مگر کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا۔

یہ پرانا خراٹ، اس کا حریف درخور ڈانٹ، لائق کاٹ چھانٹ، جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش کے آمدی دے پیر شدی کا صداق۔ ہمارا بس چلے تو الحکم کے بداعیثوں کو زمیندوڑ اور

سنگسار کر دیں جس طرح افغانوں نے افغانی ملا کو کابل میں سنگسار کر دیا۔ اب غضب تو یہ ہو گیا کہ خود مرزائی لوگ اخبار الحکم کے شاکی ہیں کہ وقت پر نہیں لکھا اور ہمیشہ فرمائش کرتا ہے کہ میری مدد کرو۔ اشاعت بدھاؤ، الحکم مطبوعہ ۳۰ مارچ میں ایک بڑا دردناک مضمون شائع ہوا ہے جس کو پڑھ کر کلیجا دہل جاتا ہے۔ وہ خریداروں سے التجا کرتا ہے کہ آپ پانچ روپے سالانہ کے بدلے سالانہ دس روپے اور دس خریدار پیدا کریں خواہ وہ پانچ پانچ روپیہ ہی کے ہوں اور ہر سال ایک ایک خریدار تو ضرور ہی پیدا کرتے رہیں۔ اور یہاں یہ کیفیت ہے۔

بناز برآں کن کہ خریدار تست  
ہم سے ایک مرزائی نے بیان کیا کہ الحکم کے ایڈیٹر میں غلوں نہیں رہا۔ لہذا افلاں فلاں  
مقام کی احمدی جماعت نے الحکم کی خریداری بند کر دی اور البدر منگوانے لگے جس کی قیمت بجائے  
اڑھائی روپے کے اب دو روپیہ ہو گئی۔ فرمائیے غریب ایڈیٹر الحکم بروں کی جان کو روک کر یہ نہ  
کہتے تو کیا ہے؟ کہ۔

بسامن آنچہ کرد آن آشنا کرد  
افسوس صد افسوس خون سفید ہو گئے دنیا میں ہمدردی نہ رہی۔ اپنے ہی بدن کا خون  
فاسد ہو گیا اپنے ہی اعضاء دشمن بن گئے۔

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی  
بچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے  
کیا اندھیر ہے کہ البدر تو حکیم الامت کا لے پالک اور الحکم آسانی باپ کے لے پالک  
کا لے پالک۔ مگر اس کی حمایت تو نہ کی جائے اور اس کی کی جائے۔  
تیری چتوں کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا  
ہم الحکم کی ڈھارس باغ دیتے ہیں کہ گہرائے نہیں مجددانہ شرقیہ تمہاری کمک پر ہے کسی  
کی کیا طاقت ہے کہ ہال ہی ٹیڑھا کر سکے۔

۳ ..... بے معنی الہام فارسی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۳۰ مارچ میں الحکم فارسی الہام یہ شائع ہوا ہے۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

(تذکرہ ص ۵۱۲ طبع سوم)

ہم متنبہ کر چکے ہیں کہ جب تک مجدد المشرق سے اصلاح نہ لے لو کوئی الہام شائع نہ کر دو۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ مکان بھی اور سرائے بھی۔ شاید مکان کچھ اور ہے اور سرائے منارے کے کلس کی ٹوک کا نام ہے۔ لے پاک کا ایڈیکاٹک طاعون تو امن بلکہ خود دار الامان کی بربادی اور دھڑا دھڑی لگا کر اس کو خاک کا تو دینا رہا ہے اور آسانی باپ پھر بھی الہام کرتا ہے کہ بیٹا گھبراؤ نہیں ہر طرح امن ہے۔ سولی پر چڑھ جاؤ موٹی بھلی کرے گا۔ یہ الہام ہے یا دار الامان کا انہدام، کشتوں کے پٹے اور مردوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ پھر بھی محبت سرائے میں امن ہے تو بے امنی اور بربادی کے شاید ویسے ہی سینگ ہوں گے جیسے خرد جال کے سر ہیں۔ سنو الہام مذکورہ میں یا تو سرائے حشو ہے یا مکان خوگیر کی بھرتی ہے۔ لہذا اصلاح دی جاتی ہے۔

امن است اندرون محبت سرائے ماب

۴ ..... آیت قرآن کا صرف عن الظاہر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے ایک حواری جو زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں۔ فرماتے ہیں ”حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض کبھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا صرف عن الظاہر کریں جب تک اس صرف کے لئے قرآن تو یہ نہ ہوں ورنہ باب الحاد کا داکرنا ہے وغیرہ۔“  
اجی جناب صرف عن الظاہر کیا معنی یہاں تو آیات قرآنی کی ترمیم و تنسیخ ہی کردی یا یوں کہو کہ بالکل اڑا ہی دیا۔

وہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریبان سے

مجاور صاحب تو زندہ پیر کی چوکھٹ پر بیٹھے چراغیاں اور دودنے چکھ رکھ رہے ہیں انہیں باب الحاد کے داہونے کی کیا خبر اس کی خبر مجدد المشرق کو ہے۔

کیا کہتا ہے آپ نے قرآن قویہ کی قید بہت خاصی لگائی۔ یہ مرزائی جھکنڈا ہے۔ ہر شخص ہر آیت کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ فلاں قرآن سے اس کے معنی یوں نہیں یوں ہیں اور قرینہ عام ہے لفظی نہیں۔ تو چنی اختراعی ہی سہی۔ حالانکہ کلام مجید بالکل صاف ہے اس کی شان بتیانا لکل شے ہے اس کو کسی قسم کے قرینے کی ضرورت نہیں۔ وہ مرزائی قرآن کے خبث سے بالکل پاک ہے۔ تیرہ سو برس کے بعد اب قرآن کریم مرزائی طہرانہ قرآن کا محتاج ہو معاذ اللہ۔ حج حرمین شریفین کو نہ جاؤ۔ لا تعلقوا بایديکم الی تہلکة۔ خارجی قرینہ یہ موجود ہے کہ طاعون پھیلا ہوا ہے۔ طوفان سے جہازات غرق اور تباہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرا قرینہ شہر قادیان ہے جہاں ایک

انسانی صورت مگر شیطان کی صورت موجود ہے جس میں اسود غسی کی روح نے حلول کیا ہے۔ پس یہاں آؤ۔ ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی“ اسی کی شان میں مکررتیرہ سو برس بعد تازل ہوئی ہے۔ ایسے ہی قرآن سے تو دنیا میں بہت سے دجال پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

قرینہ کیا شے ہے جو بات قرین عقل یا قرین قیاس یا قرین ذہن معلوم ہوئی اسی کو اپنے مطلب کے موافق چسپاں کر لیا۔ ایسی باتوں کے لئے شیطان قرین رہتا ہے۔ پس ان کو قرآن شیطانہ کہنا چاہئے نہ کہ قرآن قرآنیہ۔

اسی مجاور نے بارہا لکھا کہ آیت ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی“ مرزا کی شان میں ہے اور جب مجدد نے چٹھاڑ کی تو اب انکار کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ زندہ میر نے اسے پھر ہی اپنا مردود بارگاہ نہیں بنایا کیونکہ وہ اس کی رسالت کا منکر ہے۔ اس کو تو ہزار رسول کہنا بھی تو ہیں کا باعث ہے کیونکہ وہ خاتم الانبیاء ہے۔

مجاور صاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا کام تکمیل دین و تکمیل اشاعت دین۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ہر طرح تکمیل ہو چکی تو اب رسول کے آنے کی کیا ضرورت اور اب تحصیل حاصل کی کیا حاجت؟ مرزا قادیانی تو تنقید دین کر رہے ہیں۔ اگر آپ صلیب کے توڑنے اور سوروں کے حلال کرنے کو آئے ہیں تو فرمائیے کہ اپنی تیس برس کی بعثت میں کوئی صلیب توڑی کتنی مگر جائیں ڈھانیں؟ کتنے سوزن کئے۔ کتنے مندر مسمار کئے؟ کتنے ہندوؤں اور عیسائیوں کو مرزائی بنایا؟ ہاں چند مسلمانوں کو توحید الہی اور رسالت محمدی سے پھیر کر طرد و مرد ضرور بنا ڈالا۔

قرآن سے تو آپ کا مطلب صرف عیسیٰ مسیح کو مار ڈالنا ہے نہ کہ مکرر عیسیٰ مسیح کا آنا کیونکہ قرآن میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ حدیث میں ہاں عیسیٰ بن مریم کے آنے کا بالتصریح ذکر ہے۔ کیا آپ مریم کے بیٹے ہیں؟ ایک ہی حدیث کے ایک جزء کا اقرار اور دوسرے جزء کا انکار کیا۔ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جب خود عیسیٰ بن مریم تشریف لائیں گے تو وہ زندہ ہیں مگر مرزا قادیانی کے نزدیک انیس سو برس تک کسی کے زندہ رکھنے پر خدا تعالیٰ قادر نہیں۔ ہاں تیرہ سو برس کے بعد تمام انبیاء اور خود آنحضرت ﷺ کی روح پاک کے ایک ناپاک جسد میں حلول کرنے پر قادر ہے۔

مجاور صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت غلام احمد نے ازل سے احمد کی غلامی کی مہر اپنے حال اور قال کے سر پر لگا رکھی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا رسول کا غلام بھی رسول ہو سکتا ہے۔ اس



کے تو یہ معنی ہوئے کہ غلام آقا بن سکتا ہے۔ مجاور صاحب کا مضمون عجیب اوٹ پٹا لگ ہے۔ جا بجا اپنی تردید کرتا ہے۔ پس ہم کو تردید کی زیادہ ضرورت نہیں۔

۵ ..... مرزا اور مرزائیوں کو دو سو روپیہ انعام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد النہ مشرقی نے بارہا ترغیب دلائی مگر کسی مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی کو انعام کے لینے کا حوصلہ نہ ہوا یہ بد قسمتی نہیں تو فرمائیے کیا ہے؟ اب ہم ذیل میں دو سوال کرتے ہیں۔ اگر خود مرزا قادیانی یا حکیم الامت المرزائیہ دونوں سوالوں کا مسکت اور شافی جواب دے سکیں گے۔ تو بے تامل دو سو روپیہ پیش کریں۔ حکیم صاحب کو تو حدیث و تفسیر کے سمجھنے کا بڑا دعویٰ ہے۔ جس کی تصدیق مرزا قادیانی بھی کر چکے ہیں۔ پس میدان میں آئیں اور تحسین و آفرین کے علاوہ سفید سفید نقدہ و حرمتہ بھی غلق میں ڈالیں۔ وہ دونوں سوال یہ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود سے کہا ربی الذی یحیی و یمیت تو اس نے کہا اننا احی و امیت یعنی میں بھی تیرے خدا کی طرح مارتا اور زندہ کرتا ہوں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کیا نمرود کا بھی اور میت ہونا تسلیم کر لیا۔ پھر دوسری دلیل لانے کی کیا ضرورت ہوئی۔ ”فسان اللہ یأتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب“ یعنی میرا خدا وہ ہے کہ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے۔ بھلا تو آفتاب کو مغرب سے تو نکال۔ اس میں سوال یہ ہے کہ کیا خدائے تعالیٰ مغرب سے آفتاب کو نکال سکتا ہے؟ اگر نکال سکتا ہے تو مرزا اور مرزائیوں کا جس نیچر پر ایمان ہے وہ ٹوٹ گیا اور سنت اللہ کے خلاف ہوا اور اگر خدائے تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا تو نمرود اور خدا دونوں برابر ہو گئے۔ اور دلیل کا لانا فضول ٹھہرا۔ اس کا جواب دو ہی جگہ کے اندر البدر اور الحکم میں شائع کیا جائے۔

۶ ..... گروہ الہمدیث پر نزلہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہمعصر الہمدیث امرتسر کے نامہ نگار نے قادیان کی اس افراتفری کی تفصیل لکھی تھی اور ضمیمہ شحہ ہند میں کچھ حالات شائع ہوئے تھے اس پر الحکم میں اپنے رسول کے اتباع پر تمام الہمدیث کو برا بھلا کہا گیا ہے کہ فرقہ الہمدیث ایسا ہے اور ویسا ہے۔ یہ بزرگوں اور اماموں کو برا کہتا ہے اور اس نے حدیث کا درجہ قرآن سے بڑھا دیا ہے اور چونکہ اس فرقہ کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ لہذا ایک مجدد (نبی آخر الزمان مرزا) کے پیدا ہونے کی ضرورت ہوئی۔ بیشک اس

غزل کا مقطع بھی موزوں تھا۔

اگر احکم کا نام سچا ہے تو بتا دے کہ الہمدیث نے ائمہ اور بزرگان دین کو کب برا کہا ہے؟ البتہ انہوں نے بعد ختم رسالت کسی مغل کے نبی بننے کی تردید کی ہے اور اس کے الحاد و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے لیکن یہ فتویٰ تو تمام علماء مقلدین و مشائخ نے بھی دیا ہے۔ ہاں الہمدیث نے اس میں سبقت کی ہے اور پھر تمام علماء و مشائخ ہند ان سے مشتق ہوئے ہیں۔ پس مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک تو بھی قاتل لعنت و نفرین بلکہ سزاوارتہ ارک ہیں نہ کہ فقط الہمدیث۔

کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ الہمدیث جس شخص کی تقلید نہ کریں اس کو برا کہیں۔ الہمدیث تو ائمہ اربعہ کیا معنی، خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام صحابہ کے بھی مقلد نہیں ہیں۔ مگر کیا وہ کسی کو برا کہتے ہیں اور کیا بات کسی صحیح العقل کی فہم میں آسکتی ہے اور کوئی ذی عقل اس کو باور کر سکتا ہے؟

احکم کا نام لگا رکھتا ہے کہ قادیان سے کوئی باہر نہیں گیا۔ تمام مرید موجود ہیں اور حکیم صاحب کا خیمہ بھی قادیان سے باہر نہیں گیا وہ بیماروں کے علاج میں بدستور سرگرم ہیں اور طلبہ کو پڑھاتے ہیں وغیرہ۔

اچھا صاحب یہ سب کچھ سہی اور اس سے بھی بڑھ کر مسلم، مفتکون تو اس میں ہے کہ قادیان میں طاعون زور و شور سے موجود ہے جس کی نسبت الہام ہوا تھا کہ یہاں طاعون نہ آئے گا اور آئے گا تو افراتفری نہ ہوگی۔ اس کی تردید نہیں کی گئی۔ کافی اور شافی جواب تو جب ہوتا کہ احکم قادیان میں سرے سے طاعون ہی کے آنے کی تردید کرتا۔ معلوم نہیں یہ فرد گدازت کیوں کی گئی، قلم کو ذرا جنبش ہوتی اور بس۔

یہ الزام کہ الہمدیث قرآن سے حدیث کا مرتبہ بڑھاتے ہیں اس جواب کا مستوجب ہے کہ لعنہ اللہ علی الکاذبین۔ مرزا اور مرزائیوں نے تو اپنے نبی کے وحی اور الہام کے مقابلے میں قرآن و حدیث دونوں کا مرتبہ گھٹا دیا بلکہ دونوں کو اڑا دیا۔ قرآن کا مرتبہ اس لئے گھٹایا کہ اس میں مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہی نہیں۔ اور مرزا قادیانی قرآن کے خلاف مسیح موعود بن گئے۔ حدیث کا مرتبہ اس لئے گھٹایا کہ دجالوں و ملحدوں والی حدیث کو رد کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ دنیا میں دجال کوئی نہ آئے گا۔ ہاں ایک مسیح جو خاتم الخلفاء ہوگا ضرور آئے گا۔ پس مرزا اور مرزائی کس منہ سے کہتے ہیں کہ فلاں کردہ نے حدیث کا مرتبہ بڑھا دیا اور اسی پر کیا حصر ہے۔ مرزائی مذہب جس شے سے عبارت ہے۔ وہ قرآن و حدیث کی مخالفتوں کا الم ہے کہاں تک کوئی تفصیل کر سکتا ہے۔

## ۷..... جنگ کا نام صلح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار ہار بار لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے صلح کر لو اور اخبار الحکم میں تو امن اور صلح کا سفید جھنڈا ہفتہ وار بلند ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کون جنگ کرتا ہے کس نے توپ لگا رکھی ہے۔ خود آسمانی باپ نے اپنے لے پالک کو دنیا سے جنگ کرنے کا ٹھیکہ دے دیا ہے۔ وہ قادیان کے کمینہ گاہ میں بیٹھا دنیا کے مذہب پر سب و شتم کے گولے برسا رہا ہے اور نہ صرف زندہ مشائخ و علماء پر بلکہ اپنی بہادری سے مردوں کی قبروں کو بھی لعن و طعن کے تیروں کا خاک تو دہنار رہا ہے پھر بھی صلح کا سفید جھنڈا قادیان کے ہام پر اڑا رہا ہے کہ لوگو مجھ سے صلح کر لو جس طرح ترکی کے باغی صوبے اور ان کے حمایتی خج و پکار مچا رہے ہیں کہ ہم تو امن اور صلح چاہتے ہیں مگر اندر ہی اندر ترکی کی نیوکھود رہے ہیں۔

آزادی پسند برٹش گورنمنٹ کے عہد میں تمام مذاہب امن و امان کے گہوارہ راحت میں تھے کہ مرزا کے مفید غفلتوں نے نفع صور کا عالم کر دیا کہ یہ بھی مردود و بھی مردود۔ بعض انبیاء بھی مطرود، میں سب سے اچھا، مجھ پر ایمان لاؤ۔ قدیمی مذاہب کو حرف غلط کی طرح دل سے مٹاؤ رات دن اپنی ہی بڑائی اپنی ہی عظمت کی کوئی معاملہ ہو کوئی سبکیٹ ہو مرزا کی ٹانگ اڑی ہوئی دیکھ لو۔ طاعون مرزا کی وجہ سے، کسوف خسوف مرزا کی وجہ سے ریلوں کا رواج مرزا قادیانی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ مرزا کے دجالوں کے گدھے ہیں۔ پہاڑ جو سرنگوں سے حسب ضرورت اڑائے جاتے ہیں مرزا کی وجہ سے الغرض دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب مرزا کے خروج کی وجہ سے ہے۔ مرزا تو دیوانہ بکار خویش، شیار تھا ہی چیلوں پر اس سے کہیں بڑھ کر حماقت یا خود غرضی کا سمریزم دم ہو گیا ہے۔

علماء اور مشائخ کو جنگ کا اعلان کہ مجھ سے مناظرہ کرو، مہالہ کرو، میدان میں آؤ اور جب کوئی میدان میں آئے تو مرزا چوہے کے ٹل کی راہ لے۔ ٹائیں ٹائیں!

مذہبی جنگیں برابر جاری ہیں ہی۔ اب تقریباً ڈیڑھ سال سے قانونی اور عدالتی جنگیں بھی شروع ہو گئیں۔ جن کے سلسلے کا رشتہ شیطان کی آنت سے ملا ہوا ہے اور جب تک مذہبی جنگیں جاری ہیں یہ سلسلہ بھی آسمانی باپ نے چاہا تو برابر جاری رہے گا کیونکہ لے پالک کو لڑنا اسی خرافات و مکار مغتری علی اللہ کا کام ہے۔ مگر ہم بھی تو دیکھیں قانونی جنگ میں لے پالک کی کھر گئیاب ہوتا ہے۔ ایک شکست مل چکی جو پہلی بسم اللہ علی اب انشاء اللہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے

بعد تیسری متواتر شکست ملتی نہ چلی جائے تو ہم اپنا نام مجدد نہ رکھوائیں۔

ہم متواتر فہمائش کر چکے ہیں کہ زبانی صلح کے اعلان سے کچھ کام نہ نکلے گا۔ صفائی قلب اور خلوص ارادت سے صلح کرو۔ اور صلح یہی ہے کہ طحانہ دعاوی واپس لو اور ان سے تائب ہو کر سچے مسلمان بن جاؤ۔ پھر تو مرزا قادیانی اور مرزائی بھائیوں کے بھائی اور یاروں کے یار اور ”یدخلون فی دین اللہ افواجا“ کے مصداق ہیں اور پھر علماء اور مشائخ کی کیا مجال ہے کہ تمہیں بجز بیٹھی نگاہوں کے تیز تیز نگاہوں سے گھوریں۔ یہ مجدد کا ذمہ ہے دیکھو اب بھی کچھ نہیں بگڑا اپنا کیریکٹر بدلو اور جس طرح بن پڑے مولوی کرم الدین صاحب اور حضرت پیر مر علی شاہ صاحب سے معافی مانگو جن کو تم نے بلا وجہ ستایا اور یہ سب اسی کا وبال ہے اور اب تو قادیان کے فنڈ میں روپیہ بھی نہیں رہا۔ ہم کو خوب معلوم ہے کہ رات دن چیلوں چا پڑو نکلے نام چندہ بھیجنے کے آرڈر جاری ہو رہے ہیں اور روپیہ ہو بھی تو کیا ہے۔ بڑی عزت قیمتی شے ہے روپیہ سے اس کا معاوضہ نہیں ہو سکتا۔

۸ ..... زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں (تذکرہ ص ۵۰۹، طبع سوم)

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہ بھی بھکے میں کھینچا ہوا اور آبکاری سے نکلا ہوا نوبوا الہام ہے جو الحکم میں شائع ہوا ہے۔ اس میں دو لفظ فارسی کے ایک انگریزی کا اور باقی اردو ہے۔ گویا یورشین (مخلوط انسل) الہام ہے ارے واہ رے آسمانی باپ تیری مفت رنگی قابل دید ہے مختلف رنگوں کا کیا کیا کپوڑا تماشا دکھا رہا ہے۔ مگر یہ سب ہے شوکت اللہ کی بدولت۔ غنیمت ہے کہ اس مجددانہ اصلاح قبول تو کی جاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے صرف عربی فقروں کا الہام ہوتا تھا جب مجدد نے ڈانٹا کہ این ایہ کیا حرکت ہے قرآن میں تو ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ الّٰہی“ وارد ہوا اور چینی مغل پر بجائے چینی زبان میں الہام کرنے کے آسمانی باپ زبان عرب میں الہام کرے تو اس ڈانٹ پر باپ بیٹا دونوں سہم گئے۔ اور فارسی اردو میں الہام ہونے لگا۔ لیکن اب بھی بڑی بھاری کسر رہ گئی کیا معنی کہ لے پالک کی مادری اور فطری چینی زبان میں الہام نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی سن رکھئے کہ الہام بمعنی ہو بے معنی نہ ہو جیسا کہ بارہا حبیہ کر چکے ہیں ورنہ یاد رکھنا کہ مجدد سے برا کوئی نہیں۔

معلوم نہیں زندگی کے فیشن سے کون لوگ دور جا پڑے ہیں کیا مرزا اور مرزائی؟ اس سے تو بہت خوف پیدا ہوا آسمانی باپ نے خوابہ خضر بکرا پنے ہی بیٹے اور پوتوں کی تاؤ ڈوبنی چاہی

اور اس کے کچھ آثار بھی پائے جاتے ہیں اور اگر جانچیں مراد ہیں تو وہ زندگی کے فیشن سے ہرگز دور نہیں تو اتنا اور متعدد لوگ پلک سے چست سامنے موجود ہیں اور مرزائی مشین کے کیل پرزے بست کر رہے ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ خود مرزا قادیانی زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں تو وہ اطمینان رکھیں کہ اس کا بھی وقت نہیں آیا۔ سختوری مجنوں کے مرتجان معمور اور روغن بادام میں دم ہونے والے پلاؤ کے مسالوں سے کٹھی کھٹلے بھر پور ہیں اور اگر زندگی سے مراد روحانی زندگی ہے تو وہ پہلے ہی مردہ ہو چکی ہے۔ کیونکہ روحانی زندگی درحقیقت دین اسلام ہے بے شک اس کے فیشن سے مرزائی اور مرزا قادیانی بہت عرصے سے دور جا پڑے ہیں۔ اب اس سے قربت کا حاصل کرنا محال ہے۔ پھر فیشن کوئی ایسی شے نہیں جس سے انسان دور یا نزدیک ہو سکے۔ البتہ فیشن انسان سے دور یا نزدیک ہو سکتا ہے کیونکہ انگریزی میں فیشن کے معنی وضع کے ہیں۔ وضع انسان کے پاس آتی ہے۔ انسان وضع کے پاس اڑا کر نہیں جاتا۔ پھر زندگی سے روحانی زندگی مراد ہے تو تصریح ہونی چاہئے کہ فلاں زندگی روحانی ہے۔ مرزا قادیانی کی روحانی زندگی تو موت سے بدتر ہے۔ جیسا کہ ان کے خوارق سے ظاہر ہے۔

ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ مرزائی الہام کسی زبان میں ہو مگر اس کا بے معنی ہونا ضروری ہے یا معنی کلام موزوں کرنے کا نہ آسانی باپ کو سلیقہ ہے نہ لے پالک کو۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش

من انداز قدمت پرا خوب مے شناسم

۹ ..... نبی ناقص اور دجال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے کو بے شک نبی کامل سمجھتے ہیں مگر چونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ اگر میں زبان سے ایسا اقرار کروں گا تو خود میرے ہی مرید مجھ سے منحرف ہو جائیں گے۔ کیونکہ نبی کامل صرف آنحضرت ﷺ ہیں تو اپنے کو نبی ناقص بتاتے ہیں۔ گویا ناقص نبی بننے ہی نے ان کی چلی چڑھا رکھی ہے کامل نبی بننے تو خود دجال ہو جاتے اور حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد دنیا میں ۳۰ دجال آئیں گے اور ہر دجال یہی دعوے کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ لانی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں پس مرزا قادیانی کا اپنے کو ناقص نبی بتانا ہی دجال بننے کا معترف ہونا ہے۔ کیونکہ یہ بات حکمت و قدرت الہی کے خلاف ہے کہ وہ کامل کے بعد ناقص بھیجے اور ایک نور نازل کرنے کے بعد دنیا

کو پھر تاریکی میں ڈال دے پس ناقص نبی بننے والے سب کے سب خود دجال بن گئے۔  
صدق اللہ العلیٰ العظیم وصدق رسولہ الکریم۔

مرزا قادیانی کے دعوے کے موافق اگر حدیث لانی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کامل نبی کوئی نہ آئے گا ہاں ناقص آئے گا تو دجالوں کا ذکر اس کے منافی ہے کیونکہ ناقص نبی کے آنے کو گویا آنحضرت ﷺ نے جائز اور پسند فرمایا۔ اس سے ناقص نبی کی مدح نکلی نہ کہ ذم جو دجال کے لئے ہے گویا صاحب ما یطلق عن الہوی کا کلام متناقض ہو گیا۔

اگر حدیث کا مطلب مرزا قادیانی کے مطلب کے موافق ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد ۳۰ دجال آئیں گے مگر اکیسواں دجال نہ ہوگا بلکہ نبی ناقص ہے۔ اگر ایسا الہام کیا ہے تو مرزا قادیانی اس کا حوالہ دیں۔ مرزا قادیانی بار بار مسلمانوں کو جرد تو بیع کرتے ہیں کہ ارے بد بختو کیا تمہاری قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں نہ کہ مہدی اور مسیح، آخر مسیح کبھی آئے گا بھی۔ اس میں یہ گزارش ہے کہ مسلمانوں کی قسمت میں نبی ناقص تو ہزاروں اور لاکھوں لکھے ہیں مگر خوش قسمتی سے دجال ایک بھی نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی جس قدر دجال اب تک گزرے سب ناقص نبی تھے مگر آپ سب کے قبلہ گاہ ہیں کیونکہ انہوں نے مسیح موعود بننے کا دھوٹی نہیں کیا اور آپ سب گمراہ ہیں۔

پھر مرزا قادیانی ناقص نبی ہیں تو ان کی تمام امت بھی ناقص ہی ہوگی اور اگر مرزائی امت چاروں چل برابر اور آٹھوں کا ٹٹھ کیت (کامل) ہے تو اپنے نبی سے بڑھ گئی ہذا غلط۔ لیکن اگر ہم مرزائیوں سے کہیں کہ تم امت ناقصہ ہو تو ابھی ابھی منہ چاڑ کر اور لبس لپی کچلیاں نکال کر کاٹ کھانے کو دوڑیں پس مرزائی مذہب منہا تھانہ اور مضاد کارروائیوں کا کچر ہے۔ جس طرح ایک قول دوسرے قول کے مخالف ہے۔ اسی طرح ایک عمل دوسرے عمل کے خلاف ہے۔

تعارف مضامین .....ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم جون شمارہ نمبر ۲۱ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی حقہ نوشوں کا سلسلہ کر گئے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	کیمرزا قادیانی کی تجدید پسندی کے بعد کرنے لگے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	دعویٰ مسیح علیہ السلام کا نقل و مطلب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

.....۴	اہل اسلام کو کسی آسانی نشان کی ضرورت نہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	منارۃ المسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱ ..... مرزا قادیانی حقہ نوشوں کا سلسلہ کر گئے مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۷۱۱ء میں (مسح موعود کی تعلیم) کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مرزا قادیانی نے حقہ نوشوں وغیرہم کو نکال دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقہ نوشی بڑا بھاری جرم ہے۔ حالانکہ سینکڑوں مرزائی حقہ پیتے ہیں اور حقہ نوشی ان کی گھٹی میں پڑی ہے یہ سب آسانی باپ اور اس کے لے پالک کے مجرم ہیں اور کسی طرح مقدس مرزائی گروہ میں رہنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ بدکار ہیں۔ لیکن بدکاروں کے نکال دینے کا حکم تو نہ آسانی باپ نے دیا نہ اس کے سگے بیٹے نے جو لے پالک کا بڑا بھائی ہے۔ آسانی باپ کو یہ راز اچھی طرح معلوم ہے کہ جب بدکاروں کو نکال دیا جائے گا تو نیک کار کیونکر پیدا ہوں گے اور ان کا نمونہ کون دیکھے گا۔ مگر افسوس ہے کہ لے پالک کو معلوم نہیں۔ ذرا خیال کیجئے کہ جو لوگ مرزائی بنے ہیں۔ وہ اس سے قبل بدکار ہی تھے اور کروڑوں آدمی جو مرزائی نہیں وہ بھی ضرور بدکار ہیں۔ اگر ان سب پر مرزائیت کا دروازہ بند کر دیا جائے گا تو مرزائی گروہ کیونکر بڑھے گا بڑے بھائی مرزا امام الدین ہی اچھے رہے جنہوں نے حلال خوروں کو مرزائی بنایا اور کسی کے منہ پر مرزا قادیانی کی طرح جھاڑ نہیں ماری۔ مرزا قادیانی کے دل میں حقہ نوشوں کی طرف سے کیوں غبار پیدا ہوا اور بیٹھے بٹھائے ان کی آنکھوں میں کیوں خاک جھونکنے لگے۔ یہ صفائی کہاں ہوئی یہ تو کدورت ہوئی جس کے انبار مرزا قادیانی کے دل میں گھس گئے ہوئے ہیں۔

مرزا قادیانی جو دنیا بھر کے امام ہیں اپنے بڑے بھائی سے سبق لیتے جنہوں نے خاکساری اختیار کی اور صرف حلال خوروں کے امام بن کر خاک سے لاکھ پیدا کی۔ مرزا قادیانی نے ٹوکرا تو سر پر اتار بھاری رکھ لیا مگر اس کے اٹھانے میں کچھ لگے یعنی دنیا کمانے کو امام الزمان تو بن گئے مگر تحمل نہ ہوا۔ برازی (بروزی) نبی کی تو یہ شان تھی کہ بدکاروں کو نیک کار بنانے کے لئے ان میں یوں کھل مل جاتا جیسے بول میں براز اور جیسے کھیت میں کھاد اور جیسے کوڑے میں کرکٹ۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی حلال خوروں اور بدکاروں سے اسی طرح دور جا پڑے جیسے بڑے بڑے مکانوں سے جائے ضرور۔ پھر دنیا میں تو زیادہ تر بدکار ہی ہیں۔ ”وقلیل من عبادی

الشکور ”مرزا قادیانی ان سے بھاگ کر جائیں گے کہاں اور انہیں چھوڑیں گے تو رہیں گے کہاں پھر اپنا مشن کیونکر پورا کریں گے کیونکہ تمام انبیاء بدکاروں ہی کو نیک بناتے ہیں نیک تو خود ہی نیک ہیں انہیں نیک بنانا تحصیل حاصل ہے۔ (ایڈیٹر)

۲ ..... کیا مرزا قادیانی مسیح مصلح دین عیسوی کے دور کرنے کو آئے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۷ مئی کے الحکم میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ ”میں دنیا کو اس عقیدے (دین عیسوی) سے رہائی دوں۔“ (ملفوظات ج ۶ ص ۴۴۷)

اسلام تو دنیا سے دین عیسوی کے دور کرنے کو نہیں آیا مگر مرزا قادیانی آئے۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اس مرکب تو صلیبی (دین عیسوی) کے معنی بھی اب تک نہیں سمجھے۔ دین عیسوی یعنی وہ دین جس پر عیسیٰ علیہ السلام تھے اور جس میں مقدس انجیل نازل ہوئی اور جس کی قرآن نے تصدیق کی کیا مرزا قادیانی اس کے دور کرنے کو آئے ہیں تو یہ سمجھئے کہ دنیا سے مذہب اسلام کے دور کرنے کو آئے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف عیسیٰ مسیح بلکہ تمام انبیاء کا مذہب بھی اسلام تھا۔ کیا عیسیٰ مسیح جن کو خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنا کلمہ اور روح قرار دیا ہے۔ وہ بجز اسلام کے کسی اور مذہب پر تھے معاذ اللہ۔ اب رہی تثلیث۔ یہ خود انجیل میں نہیں اگر انجیل میں تثلیث ہوتی تو قرآن کریم ہرگز اس کی تصدیق نہ کرتا تثلیث کو تو مذہب اسلام تیرہ سو برس سے دور کر رہا ہے اور علماء اسلام برابر اس کے دور کرنے میں سعی ہیں اور خود اسلام اپنے جذبہ صادقہ اور قوت بارقہ سے اہل تثلیث کو اہل اسلام میں داخل کر رہا ہے۔

اور اب تک ہزاروں بلکہ لاکھوں اہل تثلیث اسلام قبول کر چکے ہیں اور قبول کر رہے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی بتائیں کہ انہوں نے کتنے کچھوں کو مسلمان بنایا اور کون سے خطے سے دین تثلیث کو دور کیا۔ ہاں سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر مرزائی دین میں ضرور دلایا جو عیسائی دین سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہاں خدا کا بیٹا ہے تو یہاں خدا کا لے پا لگ ہے۔

مرزا قادیانی کے دعویٰ سے مترشح ہے کہ وہ دین موسوی (یہودیت) دین ہنود (بت پرستی) دین آریا (نچر اور تاج پرستی) کے دور کرنے کو نہیں آئے نہ ان کو تمام مذاہب سے جو دین اسلام کے خلاف ہیں کچھ مرد کار ہے۔ وہ تو دین عیسوی ہی کے دور کرنے کو آئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ دین آپ کے رقیب (عیسیٰ مسیح) کی جانب منسوب ہے جس کے آپ سخت دشمن ہیں یہ عجیب خرقہ نیچر ہے کہ کوئی مثیل اپنے امیل کا یا کوئی نقل اپنی اصل کی دشمن ہو۔ ایسے عقل کے دشمن تو



صرف مرزا ہیں۔

قرآن مجید تو آنحضرت ﷺ سے یوں خطاب کرتے ”انک لا تھدی من احببت  
ولکن اللہ یھدی من یشاء“ اور مرزا قادیانی دعوے سے کہیں کہ میں دین عیسوی کے دور  
کرنے کو آیا ہوں اور عیسیٰ مسیح اور ان کے معجزات اور صفات کو ماننا مردہ پرستی ہے۔ میرا مشن تو دین  
عیسوی ہی کے دور کرنے کو آیا ہے کیونکہ میرا لقب ہی مسیح موعود ہے۔ گویا آسمانی باپ نے ایک مسیح  
کو دوسرے مسیح سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے اور گویا تمام انبیاء آپس میں جنگ ہی کرتے  
رہے ہیں۔ آپ کی بعثت تو صرف دین عیسوی کے دور کرنے کے لئے ہے مگر ہیں امام الزمان پھر  
یہ بھی کس برے پر۔ لے پالک بھی بن گئے۔

شیطان کی آنت سے بڑا اور عروج بن صق کا قبلہ گاہ (خیالی اور کاغذی منارہ) بھی کھڑا  
کر لیا۔ کنیش جی (ہاتھی) کے کان سے چوڑے اشتہارات بھی شائع کر لئے۔ مرزائیوں کے گلے  
میں ڈھول ڈال کر مسیحیت و بد مذہبیت کی ڈھنڈی بھی پٹوادی مگر ایک عیسائی کو بھی اپنے مرکز  
سے جنبش نہ دے سکے۔ نہ کسی آریہ کو مرزائی بنا سکے۔ ہمارے علماء اسلام کا جذبہ اور خلوص دیکھئے کہ  
آریوں کو برابر مسلمان بنا رہے ہیں۔ اور جہاں کہیں مناظرہ ہوتا ہے کوئی نہ کوئی ہندو یا آریا ضرور  
ہی مشرف بہ اسلام ہوتا ہے کچھ دنوں ایک عبدالغفور کی جگہ خدا نے نو عبدالغفور پیدا کر دیئے۔  
فالحمد للہ۔ اس کے خلاف مرزائی کون کون بنے۔ نحمدہ اور جرحو، جھوٹ اور دہنوا اور خوا۔ نیاور بیک،  
بہادر بیک، چگاڈ بیک، سکندر بیک، محمد بیک، بھنگڑ شاہ، بھنگڑ شاہ، میران دین، الہ دین بخش  
دین، غلام سندو، عبدالسالار، عبدالمدار، عبدالمنار، عبداللہ، ٹھا کروار بی، خیر النساء، ہمتیر النساء بی  
قلیمیر النساء، بہار بی بی، نگار بی بی، بیار بی بی، سنسار بی بی، سواری بی بی، نسواری بی بی، بیزار بی بی، بم  
خس بی بی، کرکس بی بی، شمس خس بی بی، بیگل بی بی، بیگل بی بی وغیرہ۔

ارے واہ ارے لے پالک دین عیسوی کو ہندوستان سے خوب دلس نکالا دیا۔ ہم تو  
جب جانتے کہ کسی عبدالمسیح کو عبدالرزاق بناتے کیونکہ آپ مسیح بن مریم علیہ السلام ہی کے مقابلے  
میں مسیح موعود بنے ہیں۔ اگر آپ واقعی مسیح موعود ہوتے تو عیسائیوں کی کیا شامت تھی کہ آپ کو نہ  
ماننے مگر آپ کے عجیب خوارق ہیں کہ مسیح موعود بننے کا تو ارمان بلکہ فخر اور اصلی مسیح پر سب دلعن جس  
کا یہ مطلب ہوا کہ مسیح سے نفرت کا اظہار بھی اور مسیح موعود بننے کا اقرار بلکہ انکار بھی۔ جو لوگ مسیح  
علیہ السلام کے درجے سے نادانف ہیں اور مرزائی کتابوں میں ان پر لعن طعن دیکھتے ہیں ان کو تو  
اصل اور مثیل دونوں سے یکساں نفرت ہوگی وہ کہیں گے۔

اگر نقوش مصور ہمہ ازیں جنس اند

مخواہ دیدہ بنیا خنک تن اعمی

دیکھئے آپ شامت اعمال سے مسیح علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ لے مرے۔ اب تو آپ کو ضروری شرم آتی چاہئے کہ اپنا لقب مسیح موعود کیوں رکھا۔ پس اس کو واپس لیجئے اور آئندہ دین عیسوی کی توہین نہ کیجئے۔

۳ ..... وہی مسیح علیہ السلام کا قتل و صلب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین کو معلوم ہے کہ ہم متواتر طور پر ایک جدید طرز سے حیات مسیح کو کلام مجید سے ثابت اور بجائے مسیح کے منکروں کے دعویٰ وفات کو زندہ درگور کر چکے ہیں۔ اب مجددانہ رنگ پھر ملاحظہ ہو۔ واضح ہو کہ ماقبہ و مصلوبہ (الآیہ سے) یہودیوں کے دعویٰ انا قتلنا مسیح عیسیٰ بن مریم کا استیصال کیا گیا ہے۔ یعنی خود قتل اور صلب کی نفی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ایک اور شخص ان کے مشابہ ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور نہ قول انا قتلنا مسیح کی کامل تردید نہیں ہو سکتی۔ اور نہ یہ ایسا مہتم بالشان معرکہ ثابت ہو سکتا ہے جس کی صدا سے دنیا گون رہی ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح قتل بھی کئے گئے اور سولی بھی دیئے گئے مگر نتیجہ قتل و صلب ظاہر نہ ہوا بلکہ وہ مشہ بالمصلوب ہو گئے۔ بھلا مشہ بالمصلوب ہونا کونسا بڑا معرکہ ہے۔ ہم کسی جانور کے گولی مارتے ہیں وہ گر کر مرنے کے قریب ہو جاتا ہے مگر پھر بھاگ جاتا یا اڑ جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں اور ہزاروں مریض امراض مزمنہ میں مبتلا ہو کر مشہ بالموقی ہو جاتے ہیں مگر محالہ سے اچھے ہو جاتے ہیں لیکن یہ معرکہ مہتم بالشان نہیں ہیں۔ جن کا ذکر خدائے تعالیٰ قرآن میں کرے اور فرمائے۔ ”وما قتلہم المرض یقینا بل رفعہم اللہ الیہ“

مرزا قادیانی نے خدا کے کاموں کو بھی اپنے کاموں پر محمول کیا ہے جو قادیان کے گنبد سلامتی میں بیٹھ کر رات دن کرتے رہتے ہیں۔ پھر طرح طرح کے خلاف فطرت دعوے کہ میری وجہ سے یہ ہوا اور میری وجہ سے وہ ہوا گویا خدائے تعالیٰ نے اپنی سنت فطرت کو بدل کر مرزا قادیانی کی سنت و فطرت کے مطابق کر دیا۔ بظاہر تو ”لن تجد لسنة اللہ تبدیلا“ پر ایمان مگر اپنے خوارق سے اس کا صاف انکار۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کیا یہودی اندھے تھے کہ ان کو عیسیٰ مسیح کے مشہ بالمصلوب ہونے کا علم نہ ہوا۔ عیسیٰ مسیح تو بے کس اور بے بس تھے

اگر وہ مشہد بالمصلوب ہو کر فحش لکھتے تو یہود ان کو ضرور ڈھونڈ نکالتے اور پکڑ کر مکرر صلیب پر چڑھاتے اور ہرگز زندہ نہ چھوڑتے۔ اور اگر باوصف ہر طرح کی طاقت کے وہ اندھے ہو گئے تھے اور ان کی عقلوں پر خدائے تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا تھا تو یہ بھی فی حد ذاتہ قدرت الہی کا دیا ہی معجزہ تھا جیسا عیسیٰ کی حیات کا۔ جس کے مرزا قادیانی منکر ہیں اور یہ معجزہ ان پر ایسا ناگوار ہے کہ اس کو اپنی موت سمجھتے ہیں۔

ایک مرزائی صاحب کہنے لگے کہ ۱۹۰۰ء برس سے قومیں عیسیٰ مسیح کے مشہد بالمصلوب ہونے کی قائل ہیں۔ مسلمان ۱۳ سو برس سے دنیا میں آئے ہیں۔ کیا حق رکھتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کے باب میں دیگر اقوام کے خلاف کچھ منہ کھول سکیں۔ ہم کہتے ہیں کہ قومیں تو نہ صرف ۱۹ سو برس سے بلکہ دس ہزار برس آقا زبشت آدم علیہ السلام سے سبھی کچھ کہتی ہیں۔ کیا ان کی سب باتیں مان لینے کے قائل ہیں۔ دنیا کچھ ہی کہے مسلمانوں کو تو وہ بات ماننی چاہئے جو قرآن کہے۔ مگر یہ مسلمانوں کے لئے ہے نہ کہ مقدس مذہب اسلام اور اس کے احکام کا رد کرنے والوں کے لئے۔ کروڑوں عیسائی عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ ماننے لگے۔

۲۳ کروڑ ہنود پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کو معبود سمجھتے ہیں۔ مرزائی ان سب کی نسبت بھی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا کیا منہ ہے کہ ان کے خلاف منہ کھول سکیں۔ ہندوستان میں ہی دیکھو کہ ۲۳ کروڑ ہنود کے مقابلہ میں ۶ کروڑ مسلمان ہیں گو یہ کہ چٹا حصہ ہیں اور مسلمانوں کو یہاں آئے جمعہ جمعہ ۸ دن ہوئے ہیں اور ہنود قدیم سے ہیں اور ان کی بت پرستی بھی قدیم ہے۔ مگر حسب قول مرزائی مسلمانوں کا کیا منہ ہے کہ بت پرستی پر طعن کریں اور توحید کو اچھا سمجھیں۔

تیسرے سو برس سے تمام علماء اسلام و مفسرین کرام تو آیات قرآن سے عیسیٰ مسیح کی حیات ثابت کریں۔ مگر مرزا قادیانی سب کو رد کریں اور ان کے مقابلہ میں اقوام مخالفان اسلام کے اقوال کو معتبر سمجھیں اور ان کی سند لائیں پھر اچھے خاصے اسلامی مجدد اور بروزی نہی۔

۴ ..... اہل اسلام کو کسی آسمانی نشان کی ضرورت نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جو صحیح مومن خدا تعالیٰ کی آیات بیانات اور نور اور کتاب مبین اور آفتاب اسلام کی روشن اور چمکتی ہوئی مالگیر شعاعیں چشم ظاہر دہاٹن سے دیکھتے ہیں۔ اب ان کو کسی آسمانی نشان کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ”وتمتع کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً لا مبدل لکلماتہ“ الایہ پر ان کا ایمان ہے اور جو لوگ حسب قول مرزا قادیانی (مطبوعہ الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء، مطبوعات

ج ۶ ص ۳۵۱) یہ کہتے ہیں کہ ہم کو کوئی نشان دکھاؤ وہ بچے مسلمان نہیں ہیں بلکہ ”مذبذبین بین ذالک لا الیٰ ہؤلاہ ولا الیٰ ہؤلاہ“ اور ”کلالشاة العائرة بین الغنمین الحدیث اور من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الآخرة اعمیٰ (الایہ)“ کے صدق میں یا مداری سے ہچک ایک ہچک دو کا تماشا دیکھنے کی فرمائش کرتے ہیں یا انکا مرزا قادیانی سے نشان طلب کرنا ایک قسم کا استہزاء یا تعجیز ہے کیونکہ مرزا قادیانی نہ کوئی نشان دکھا سکتے ہیں نہ ایسی قدرت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر نشان دین اسلام کے خلاف ہے۔

مرزا قادیانی نشان طلب کرنے والے کی مذمت کرتے ہیں اور عیسیٰ مسیح کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حرام کار لوگ مجھ سے نشان مانگتے ہیں۔ حالانکہ آپ (اسنے منہ میاں مٹھو) سینکڑوں نشان دکھا چکے ہیں۔ بہت سی پیشینگوئیاں کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ مگر کوئی پوری نہیں ہوئی اور پھر آگے چل کر (دروغ گورا حافظہ باشد) آپ ہی کہتے ہیں (اگر کوئی نشان نہیں دکھایا گیا تو مانگو بے شک مانگو..... الخ) (ملفوظات ج ۶ ص ۳۵۱)

مرزا قادیانی کا پہلا نشان تو یہ ہے کہ دیکھو عیسیٰ بن مریم ۱۹ سو برس کے بعد اب میرے زمانہ میں وفات پا گئے اور میں نے کشمیر میں ان کو دفن بھی کر دیا۔ وہ دیکھو ان کی قبر بھی موجود ہے مگر یہ عجیب روشن نشان ہے کہ مرزائیوں کے سوا کسی کو نظر نہیں آیا نہ ان کے سوا کوئی اس سے واقف ہوا۔ گویا یہ گردہ فریٹھوٹوں کا گردہ ہے جن کے راز سے غیر آدمی واقف نہیں ہو سکتا۔ دوسرا نشان طاحون طحون کا خروج ہے۔ مول تو یہ پہلے بھی دنیا میں آیا ہی نہیں اور آیا ہے تو شاید اس زمانے میں بھی کوئی مسیح پیدا ہوا ہوگا۔ حالانکہ لندن میں طاحون نہیں اور ایک مسٹر نکلسٹ موجود اور جس میں طاحون نہیں مگر ایک مسیح ڈاکٹر ڈوئی موجود۔

ان دونوں مسیحوں نے دعویٰ نہیں کیا کہ ہماری بعثت پر طاحون کا خروج ہوگا گویا ہر مسیح کا نشان اور خاصہ ہر جگہ جدا جدا ہے۔ اگر مرزا قادیانی سے دونوں مسیح معارضہ کرنے لگیں اور قادیان میں آکر محسم گھسا ہوں اور جنگ ڈاکٹر ڈوئی لڑنے لگیں کہ عیسیٰ مسیح تو نبی ہے جو دنیا کو ہر طرح نجات دلوانے آیا ہے وہ تو بیمار یوں اور دواؤں کو دفع کرتا تھا کوڑھیوں تک کو اچھا کرتا تھا۔ مردوں تک کو زندہ کرتا تھا۔ پس اس کا موعود بھی ایسا ہی ہوگا۔ تو کیسا موعود ہے کہ طاحون کو اپنا ایڈیکاٹک بنا کر دنیا کو ہلاک کر رہا ہے پھر عیسیٰ مسیح کی میراث کے شفع و ضلیع تو ہم ہیں جو عیسائی ہیں تو عیسیٰ مسیح کا کھلا دشمن اور رقیب ہے پس کیونکر ان کی جگہ اور ان کا منصب لے سکتا ہے؟ تو فرمائیے مرزا قادیانی کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

پھر دنیا میں آتش زدگیاں ہو رہی ہیں طوفان اور زلزلے آرہے ہیں۔ خورزیاں ہو رہی ہیں۔ مرزا قادیانی ان کو اپنا نشان کیوں نہیں بتاتے کیا یہ کسی اور خونی مسیح کا ادبار ہے۔

آگے چل کر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”تم نے جو اسلام کو قبول کیا ہے تو کونسا معجزہ دیکھا تھا جس قدر معجزات اسلام کے تم بیان کرو گے۔ وہ سماعی ہوں گے تمہارے چشم دید نہیں..... الخ۔ لیجئے جناب اسلام اور اس کے معجزات اور قرآن مجید کا نزول سب سماعی اور عروزیہ کے حصص اور سنی سنائی داستان ہو گئے۔ حالانکہ قرآن مجید اور اس کا معجز نظم اور اس کی ہدایات تامہ جو روز روشن کی طرح دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ ہر مومن کے سامنے موجود ہیں۔ تمام منکران اسلام بھی کہتے ہیں جو مرزائی کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے حق ہونے اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور آنحضرت ﷺ کے نبی مرتحق اور خاتم النبیین ہونے کا بجز سماعی باتوں کے کیا ثبوت ہے۔ اب مرزا قادیانی کو دہریوں اور ٹھوڑوں کا گرد گھنٹال نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

مرزا قادیانی کا یہ مطلب ہوا کہ دین اسلام کی کل باتیں تو سماعی ہیں لیکن جو کچھ میں دکھا رہا ہوں۔ وہ سب محسوس اور چھینی ہیں پس اسلام اور تغیر اسلام کو چھوڑو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ پھر اسلام کے اچھے خاصے مجدد ”لعنة الله على الكذابين والعفرتين الى يوم الدين“ اسلام میں کونسا نشان نہیں۔ جو مرزا قادیانی دکھا رہے ہیں کوئی ہدایت نہیں جو مرزا قادیانی کر رہے ہیں۔ ان کا یہ کہنا بالکل مکاری ہے کہ ”اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجزانسان (مسیحی مسیح) کو خدا بتایا گیا ہے۔ میرے دل میں درد اور جوش پیدا ہوتا ہے..... الخ۔ یوں کہتے کہ رشک و حسد پیدا ہوتا ہے کہ کروڑوں جیسا نہیں نے تو مسیح کو خدا مان لیا اور باد صغیر مسیح موعود بننے کے میرے نام کا کسی نے کتا بھی نہ پالا۔ اگر خدا اور رشک نہ ہوتا تو خشونت اور جھٹ باطن سے کلمتہ اللہ اور روح اللہ کو گالیاں نہ دی جاتیں۔ نہ یہود و تالیوں کے ساتھ قرآن و حدیث کے خلاف ان کی وفات ثابت کی جاتی۔

چونکہ آپ نے اپنے کو مسیح موعود بتالیا ہے۔ لہذا اصلی مسیح کو نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کا یہ کمینہ خیال ہے کہ جب تک مسیح کی وقعت دنیا کے دل میں ہے۔ میری وقعت نہیں ہو سکتی۔ چہ خوش و خشا کا یہ منہ اور مستحوری بھون۔ ایک کہی کہہ سکتی ہے کہ جب تک سیرخ کا نام دنیا میں ہے میری جھنڈا ہٹ کوئی نہیں سن سکتا۔ اور ایک چیونٹی کہہ سکتی ہے کہ جب تک باقی کی ہیبت لوگوں پر چھائی ہوئی ہے مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔

اصل یہ ہے کہ شرارت اور خود غرضی کی حماقت انسان کو پاگل بنائے بغیر نہیں رہتی۔ کونسے

سچے مسلمان کے دل میں درد اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جب وہ یہ دیکھتا اور سنتا ہے کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا ہے۔ اس صورت میں تو ہر مسلمان مسک موعود ہے۔ مرزا قادیانی کی کیا تخصیص مانسانوں کو خدا بنانے کی مذمت میں قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے لئے یہ ایک آسانی نشان ہے کہ وہ عیسائی مسیح کو خدا نہیں سمجھتے، علاوہ مسلمانوں کے بہت سے اہل مذاہب بلکہ خود بعض حکماء وعقلاء یورپ عیسائی مسیح کو خدا نہیں مانتے۔ لیکن کیا وہ سب مسیح موعود ہیں۔ ہاں مرزا کی طرح عیسائی مسیح کو کوئی کالیاں نہیں دیتا۔ مرزا قادیانی کے لئے کالیاں دینا آسانی نشان ہے۔

دشنام بمذہبیکہ عبادت باشد

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

”فاعتبروا یا اولی الابصار“

۵ ..... منارۃ آسج

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مسیح موعود کی بعثت کو ۳۰ سال گزر گئے مگر منارۃ ابھی تک ملن ماور میں ہیں۔ کیا مسیح موعود برجعت قہرئی آسمان پر جائے گا اور اپنے خیالی منارے کے ذریعے سے پھر زمین پر اترے گا۔ کیونکہ ابھی تک تو انجیل کے صفحہ لوح پر خیالی منارے کی مورتی استہپان ہو کر براجم رہی ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں تو یہ موعود منارہ عدم سے وجود میں نہیں آسکتا اور بعد میں آیا بھی تو کس کام کا؟ ہاں مرزا قادیانی چونکہ بروزی یعنی تافعی ہیں۔ لہذا کچھ عجیب نہیں کہ بعد وفات ان کی روح چند کے قالب میں حلول کر کے منارہ کے کلس پر آ بیٹھے۔

جو میرد مبتلا میرد جو خیزد مبتلا خیزد

لیکن یہ عجیب حسرت بھرا سماں ہو گا جس کے خیال میں لانے سے بھی عبرت کی تصویر آنکھوں کے سامنے سج جاتی ہے۔

باسپہانی میکند ہر قصر قیصر عنکبوت

چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

اور اب تو منارۃ آسج ہی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی تعمیر میں روڑے انکے گئے۔ یعنی مجسٹریٹ گورداسپور نے ہندو مسلمانوں کی عذر داری پر تعمیر روک دی اور حکم دے دیا کہ دعویٰ ہو تو دیوانی میں جاؤ۔ مرزا قادیانی دیوانی میں ضرور جاتے مگر مقدمات فوجداری نے ان کی عقل دیوانی کر دی۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ  
سال ۱۹۰۴ء ۸ جون شمارہ نمبر ۲۲ کے مضامین

.....۱	مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت -	اخبار الاحدیث!
.....۲	تصویر پرستی -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اصلاح تمدن -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی الہامات اور مقدمات -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کو بہشت کی ضرورت نہیں -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	طاعون کو سبب و شتم کرنا -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	مرزائی مقدمہ -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	مرزا قادیانی کے دعوؤں کا اعلان -	مولانا عبد الکریم مظہری!
.....۹	دعا بے شک حق ہے -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۱۰	عجیب فقرہ -	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت

اخبار الاحدیث!

اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف کی تعریف میں احسن الہدیٰ فرمائے۔ احسن کے معنی سب سے بڑھ کر خوبصورت کے ہیں اور مرزا کہے کہ قرآن سخت زبان اور گندی گالیاں دینے والا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب مرزا نے اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت گندے اور سخت الفاظ لکھے تو لوگوں نے اعتراضات کئے۔

الرام رفع کرنے کو اپنے (رسالہ ازالہ ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶ حاشیہ) میں لکھ دیا کہ: ”قرآن میں بھی تو ایسے الفاظ ہیں جو نہایت سخت اور گندی گالیاں ہیں۔“

چہ نسبت خاک را با عالم ہاک

بیک مرزا قادیانی اپنی بدزبانی کے باعث علاوہ عند الناس کے عند اللہ بھی ملزم ہیں۔

چند سال قبل حکام وقت نے بھی آپ کو بدزبانی سے حکما روکا تھا لیکن عادت کہاں جائے۔ خداوند تعالیٰ کا معاملہ مخلوق کے ساتھ واقعی اور ٹھیک طور پر ہے کیونکہ وہ تمام اشیاء کا خالق و مالک ہے اور اسکو ہر طرح کرنے اور کہنے کا حق ہے۔ کسی کی کیا مجال جو یہ پوچھے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ یا ایسا کیوں کہا؟ ”لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون“

مرزا نیو، خداوند قہار سے ڈر کر اور خدا اور تعصب کو چھوڑ کر ایمانا کہو۔ اول..... اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ قرآن اکثر استعارت سے بھرا ہوا ہے۔ دوم..... یا یہ کہے کہ قرآن ایسا سخت زبان اور گالیاں دینے والا ہے جس سے غایت درجہ کا غبی اور جاہل بھی بے خبر نہیں۔ سوئم..... یہ کہے کہ قرآن میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں تو ایسے شخص کو تم مسلمان کہو گے یا کچھ اور در نہ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ کہو آمین!

۲ ..... تصویر پرستی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے ایک مرزائی مصور کے سوال کے جواب میں کہا کہ اگر نیک نیتی سے تصویر کھینچی جائے تو جائز ہے۔ ہم کہتے ہیں شریعت نے کہاں حکم دیا ہے کہ تمام ممنوعات و محرمات کا ارتکاب نیک نیتی سے جائز ہے۔ شریعت میں اس قسم کے قیاسات کو تو شیطان و وسوسات قرار دیا گیا ہے۔ ”ان للشیاطین لیو حون الی اولیٰلہم“ شیطان نے بھی تو سب سے پہلے یہی قیاس گھڑا تھا کہ ”خلقتنی من خلرو خلقته من طین“ آدم علیہ السلام کو اسی بنا پر مجبور نہ کیا اور مردود ہو گیا۔ اس نے قیاس کیا کہ خدا کے سوا دوسرے کو مجبور کرنا کفر ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک وہ غالباً نیک نیت تھا۔

آپ فرماتے ہیں: ”اہل یورپ چونکہ تصویر کو دکھ کر قیافہ کی مدد سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں۔ لہذا میں نے تلخج کے لئے اپنی تصویر کی اشاعت کی۔“ (ملفوظات ج ۷ ص ۱۳) گویا آپ مجدد بلکہ موجد دین جدید بن کر یورپ کے مقلد ہوئے۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ آسمانی باپ نے مجھ پر تصویر کشی فرودشی کا الہام کر دیا ہے۔

تصویر پر پ کے لئے کھجوائی گئی ہے تو ہر مرزائی کے گھر میں آپ کی ایک ایک تصویر کیوں موجود ہے۔ کیا ان کا مذاق بھی ہندوستان میں رہ کر یورپ کے مذاق سے بدل گیا ہے۔ جو مرزائی آپ کو ہر وقت دیکھتے ہیں اور جو کبھی کبھی مسافت قریب و بعید طے کر کے زیارت سے شرف ہوتے ہیں کیا وہ بھی اب تک یورپ ہی میں ہیں اور یورپین ہیں کہ ان کی گھروں میں آپ



کی ایک ایک تصویر موجود ہے۔ یوں فرمائیے کہ وہ بت پرست ہیں یعنی جس طرح بت پرستوں کے گھر میں دیوتاؤں کی مورتیاں موجود رہتی ہیں اور وہ صبح شام ان کی پوجا اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے۔

نیک نیتی کا حلیہ ہر فعل میں ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص نامحرم عورت سے زنا کرے اور یہ نیت رکھے کہ میں تو اپنی اور اس کی نفسانی خواہش مٹانے کو زنا کرتا ہوں۔ یا کوئی شخص جلق لگائے یا لواطت کرے کہ میں اس ذریعہ سے زنا سے بچوں گا یا کوئی شخص سود لے اور یہ نیت کرے کہ میں اس سے مسجد تعمیر کرواؤں گا یا دینی مدرسہ کھولوں گا یا پتھانوں کی مدد کروں گا تو ایسی نیت اسلامی شریعت میں کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟ پھر جو امور خلاف شریعت ہیں ان کے ارتکاب میں نیک نیتی کا کیا ثبوت ہے؟ جو شخص کھلم کھلا تصویر بنواتا اور لوگوں کو دیتا ہے کہ اس کو دیکھو اور اپنے پاس رکھو ہر سچا مسلمان اس کو ملعون سمجھے گا۔ اس کے دل میں ہرگز خیال نہ گزرے گا کہ اس کی نیت کیسی ہے کیونکہ دل چیر کر کوئی شخص اپنی نیت نہیں دکھا سکتا۔ نہ ارتکاب امور خلاف شریعت میں نیک نیتی ملحوظ و ماخوذ ہے۔

ذرا خیال کرنا چاہئے کہ جس نبی امی ﷺ کی بعثت صرف اس لئے تھی کہ شرک اور بت پرستی اور اس کے لوازم کو دنیا سے مٹائے اور توحید قائم کرے۔ مرزا باوصف اس دعوے کے کہ میں اس کا متبع اور امتی بلکہ اس کا بروزی ہوں اپنی تصویریں بنائے اور ان کو شائع کرے اور دنیا کو شرک و کفر کی ظلمت میں بر جعت قہقری ڈالے۔

تصویر کا بنانا محض اس غرض سے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو محبت مفرط اور عظمت سے اپنے پاس رکھیں۔ خود مرزا کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ والے میری تصویر دیکھ کر قیافے سے کام لیں اور مجھے مسیح موعود اور امام الزمان سمجھیں اور ان کے دلوں میں میری عظمت قائم ہو فرمائیے اب بد نیتی میں کیا شہر ہا مرزا اپنے ہی منہ اور اپنے ہی دعوے سے ملعون ثابت ہو گیا۔

نیک نیتی شعائر اسلام کے قائم کرنے اور ناموس شریعت کی حفاظت میں ہے نہ کہ شرک اور کفر کے دعائم و لوازم کے پھیلانے میں۔ اسلام میں توحید کی یہ شان ہے کہ بجز خدائے وحدہ لا شریک کے کسی کی ذرہ بھر عظمت بھی دل میں نہ رہے اور جب پتھر وغیرہ وحاتوں کی مورتیوں اور کاغذ کی تصویروں کی عظمت کی گئی تو اسلام اور کفر میں کیا فرق رہا؟

بت پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم مورتیوں کو خدا نہیں سمجھتے بلکہ نہایت نیک نیتی کے ساتھ اس ذریعہ سے زنا انکار جوئی سروپ کا دھیمان گیان لگاتے ہیں۔ کوئی بتائے کہ بت پرستوں

کی نیک نیتی اور مرزا کی نیک نیتی میں کیا فرق ہے؟ کوئی سچا مسلمان ہرگز نہ پوچھے گا کہ مصور اور مصورہ کی کیا نیت ہے وہ تو فوراً دونوں کو طعون قرار دے گا۔ کیا مرزا اور مرزائی اپنے دل چیر کر نیت کی محسوس مخصوص شکل دکھا سکتے ہیں۔

#### ۴..... اصلاح تمدن

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ان کی اصلاح تمدن و معاشرت کے لئے عصر جدید وغیرہ رسالے شائع ہو رہے ہیں جو مسلمانوں کو ٹھیک اسلامی اصول کے موافق مہذب مسلمان بنانا چاہتے ہیں مگر مرزائی اخباروں کو یہ امر ناگوار ہے۔ وہ اس قسم کے رسالوں کو رقابت کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کو اسراف اور تہذیب کی بلا اور خسر الدنیا والا آخرت سے بچانا چاہتے ہیں۔ مرزا اور مرزائی تو اپنے بھوجنوں اور دکھنوں اور مستفوری مجنوں کی خاطر بھی چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان بدستور احمق بنے رہیں اور جو کچھ کمائیں قادیان میں جمویک دیں۔

چو احمق در جہاں بلقی است کس مفلس ندم ماند

مرزائی اخبار تو ہر معاملہ میں اپنے بروزی کی ٹانگ اڑاتے ہیں کہ اس کے چیلے بن جاؤ اس کے منڈرے ہو جاؤ۔ خود بخود دین و دنیا کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور وہ اپنی شفقت کا ایسا پوچھا پھرے گا۔ کہ کھوئی تک نہ رہے گی، چنانچہ مرزائی اخبار اھکم لکھتا ہے ”اس سے پہلے کہ تم ان کو (مسلمانوں کو) کفایت شعار بنانے کی فکر کرو بہتر ہے کہ پہلے مسلمانوں کو مسلمان بنالو..... الخ“ پھر اے ٹو بیٹیں سے صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ اسلام سے خارج کر کے سچے مسلمانوں کو طرد (مرزائی) بنالو۔

مرزائی اخباروں کے نزدیک تو بیٹھے، اٹھنے، چلنے، پھرنے، جاگنے، سونے، بچنے، موٹے الغرض سب کاموں میں امام الزمان کی ضرورت ہے امام الزمان کیا ہوئے بھانڈوں کی پاکی ہوئے یا سہمہ پاگلخانے بھوانے کی کس کے لئے ابھی ضرورت نہیں۔ آگے چل کر اھکم لکھتا ہے کہ ”خداے تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک مامور بھیج دیا ہے جو قوم میں وہی صلاحیت اور تقویٰ پیدا کرنا چاہتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی زندگی کا خاص منشاء تھا۔“ گویا آنحضرت ﷺ کا منشاء جو درحقیقت خداے تعالیٰ کا منشاء تھا نزول قرآن مجید سے پورا نہیں ہوا، اور آیت ”اکملت لکم دینکم“ بالکل غلط اور آنحضرت ﷺ کی بحث بالکل فضول ٹھہری۔ معاذ اللہ۔ بھلا اس خرافات اور مانگو لیا پر کوئی سچا مسلمان کان دھر سکتا ہے ہرگز نہیں آگے چل کر لکھتا ہے تمہارا عصر عصر جدید

مسلمانوں میں جس قوت اور روح کے نفع ہونے کی آرزو کرتا ہے وہ ان میں پیدا ہو جائے گی لیکن بغیر اس کے (مرزا کے) دامن سے وابستہ ہوئے۔ اگر کوئی شخص قومی اصلاح اور فلاح کا مدعی ہو تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکتا..... الخ۔

عصر جدید بے شک مسلمانوں میں اسلامی تہذیب کی روح خدا اور رسول کے خشاء کے موافق چھوکتا چاہتا ہے۔ وہ بے شک رفارمر اور رفاہی کر رہا ہے اور خدا اور رسول کا خشاء آپ نے کامل خلوص اور جذبے سے پورا کر رہا ہے اور کسی قدر کامیاب ہو گیا ہے اور کامیابی کے بقیہ آثار خدا کے فضل سے نمایاں ہو رہے ہیں۔ ہاں وہ مرزا قادیانی کا خشاء ہرگز پورا نہیں کر سکتا۔ اس کا ایڈیٹر سچا مسلمان اور قوم کا سچا فدائی ہے۔ اس نے کوئی مذہبی مشن خلاف اسلام کھڑا نہیں کیا نہ نبی بننے کا اعلان دیا۔ یہ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور، تو مرزائیوں ہی کے کیش جی کو زیبا ہیں۔

مرزا قادیانی تو بجز اپنی زبردستی کی نبوت منوانے کے دوسرا سبق ہی نہیں پڑھے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کے دیکھنے کی آنکھیں ہی قدرت نے ان کو نہیں دیں۔ ان کے سر پر تو صرف وفات مسیح کا بھوت سوار ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کوئی بتائے تو سمجھے کہ مسلمانوں کے تمدن اور طرز معاشرت کی اصلاح میں انہوں نے کونسا پارٹ لیا۔ اگر کسی شہر یا قصبہ میں کوئی مرزائی ہے تو اس کا بس یہی فرض ہے کہ جیسے مسیح وفات پا گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔ بس ان کے دین دنیا کی بھی کائنات ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”انتم اعلم بامور دنیالکم“ یعنی اپنے دنیا کے کاموں کو تم بہتر جاننے والے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصلحان قوم اپنی رائے اور تجاویز سے بھی قوم کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلمانوں کو کس اصلاح کی ضرورت ہے اور دعوے وہ کہہ رہے جائیں نہ اٹھائے جائیں۔

۴ ..... مرزا الی الہامات اور مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مقدمات نہ تھے تو الہامات کی ٹپا کبھی کبھی بلکہ شاید نارہی ہوتی تھی۔ مقدمات کے شروع ہوتے ہی الہامات کی ہم پھوٹ گئی۔ گویا پہلے قبض رہتا تھا اب دست بٹیر ہاتھوں ہاتھ ملنے لگا۔ مگر الہامات کا رنگ مختلف ہے کبھی تو مقدمات میں فتیاب ہو جانے کا الہام ہوتا ہے اور کبھی جب عدالت کے تیور دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے تو اپنے اور اپنے مریدوں کے

جنگلی آنسو پونچھے جاتے ہیں کہ مردود پڑے رہو۔ میں بھی ثابت قدم ہوں تو بھی ثابت قدم رہو۔

نامردی و مردی قدم سے فاصلہ دارد

اگر مریدوں کے دل نہ بڑھائے جائیں اور ان کو ہمت نہ دلائی جائے تو مقدمات وغیرہ کے لئے روپیہ کہاں سے آئے۔ ”نصر من اللہ وفتح قریب اور فتح اللہ و نصیر قریب“ کا انوکھا تازہ نو بواہام ہوتی چکا ہے۔ اگر یہ الہام مولوی کرم الدین کے مقدمے کے فیصل ہونے اور اس میں ناکام رہنے سے پہلے کا تھا جو بالکل برعکس پڑا اور لے پالک کے ساتھ خود آسمانی باپ کی کمر بھی ٹوٹ گئی۔ لیکن ہم کو باپ بیٹے کے اس ہتھیار ہارنے پر بہت ہی غصہ آتا ہے کیا معنی کہ یہ الہام مطلق فتح کا تھا۔ الہام کا یہ مطلب نہ تھا کہ اس مقدمے میں فتح نصیب ہوگی۔ کیونکہ مقدمات تو بہت سے باقی ہیں۔

ابھی تو سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ایسا اندھیر کھاتا تو آسمانی ہائی کورٹ میں ہی نہیں کہ لے پالک کسی مقدمے میں بھی فتح یاب ہو۔ کیلے سوکھے ایک ہی بھاؤ جلیں اور ایک بھی آسمانی نشان چمکتا ہوا نظر نہ آئے۔ پس مرزا قادیانی ذرا تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں۔ یہ ہمارا ذمہ کہ آخری مقدمے میں مرزا قادیانی ضرور فقیاب ہوں گے اور آسمانی نشان کا ضرور طہوں ہوگا۔ آسمانی باپ نے یہ الہام نہیں کیا کہ چپت بھی لے پالک کی اور پٹ بھی لے پالک کی۔ ایسا الہام ہونا تو بالکل فطرت کے خلاف ہے۔ دنیا کے معاملات قمار خانہ ہیں جیتا سو ہار اور ہاراسو ہار۔

قلب است مقام از زمانہ

بگریزا زین قمار خانہ

۵ ..... مرزا قادیانی کو بہشت کی ضرورت نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم میں آپ فرماتے ہیں ”ہماری خواہش ہے کہ الہی تجلیات ظاہر ہوں جیسے موسیٰ نے ”رب ارنی“ کہا تھا ورنہ ہمیں تو نہ بہشت کی ضرورت ہے نہ کسی اور شے کی۔“

جی بجا ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں رب ارنی کہا تھا یا مرنے کے بعد۔ قرآن میں تو مرنے کے بعد مومنین اور متقین کے لئے جناب باری نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے مگر چونکہ آپ کو دنیا ہی میں حسب فوائے حدیث شریف جنت کے مزے اور بہاریں ہیں عیش و عشرت ہے۔ اللہ دنیا سجن المومن و جنت الکافر لہذا مرنے کے بعد جنت کیوں نصیب ہونے لگی؟ آپ تو یقیناً مرتے دم بھی یہی ترانہ گائیں گے۔

خاک میرا دل لے گا حوریانِ عدن سے  
باغِ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر  
پھر الہی جلیات کے ظاہر ہونے کے کوئے اسباب ہیں۔ موسیٰ نے تو کوہ طور پر رب  
ارنی کہا تھا آپ کے پاس تو ابھی تک منارہ بھی نہیں جس پر چڑھ کر آسمانی باپ کا نظارہ ہو۔ اور  
بات یہ ہے کہ آپ بہشت و دوزخ کے درحقیقت قائل ہی نہیں جیسی تو عدم ضرورت ظاہر کی گئی یہ  
نصوص قطعیہ کا انکار اور کفر والی نہیں تو کیا ہے۔

۶ ..... طاعون کو سب و شتم نہ کرنا چاہئے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ طاعون آسمانی باپ کا مامور ہے۔ لہذا اس کو سب و شتم نہ کرنا  
چاہئے۔ کیا معنی وہ تو ایڈی کا ٹک ہے۔ لہذا آسمانی باپ اور لے پاک دونوں کا پیارا ہے۔ اسے برا  
کہنا باپ بیٹے دونوں کو برا کہنا ہے۔ لال پیارا تو لال کے خال بھی پیارے، لیکن جبکہ وہ لے پاک  
کے منکروں کے لئے آیا ہے تو ضرور پیارا ہے اور جبکہ آسمانی باپ کے پوتوں کے لئے آیا ہے تو پیارا  
کیوں ہے اس صورت میں تو اس سے بڑھ کر کوئی ملعون نہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ آزاد اور خود ہو گیا  
ہے یا بوجھلا گیا ہے کہ دوست دشمن کی تمیز نہیں کرتا یا بھوکا ہے کہ جہاں کوئی نرم چارہ دیکھا پکھ گیا۔  
اپنا ہو یا پرایا مسلمان ملعون ہیں۔ عیسائی ملعون ہیں۔ آریا ملعون ہیں۔ الغرض مرزا قادیانی کے  
دعاویٰ کے جو لوگ مخالف ہیں اور ان پر ایمان نہیں لاتے سب ملعون ہیں۔ مگر طاعون ہرگز ملعون  
نہیں۔ جو نہ صرف دشمنوں بلکہ مرزا قادیانی کے دوستوں کو بھی بھنجوڑ رہا ہے۔ دنیا میں کوئی شے  
ملعون اور بری نہیں صرف مرزا قادیانی کے مخالفین ہی ملعون ہیں۔

۷ ..... مرزائی مقدمہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہ مقدمہ گورداسپور میں ہر روز ہوتا ہے صرف ۲۸، ۲۹ کی تعطیل کی وجہ سے ناغہ رہا۔  
مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ کی شہادت ہفتہ عشرہ میں بعد مشکل ختم ہوئی۔ مرزائی وکیل کو مولوی صاحب  
اور انجمن نصرت السنہ امرتسری تحریروں سے ثابت کرنا تھا کہ مولوی صاحب موصوف ہمارے قدیمی  
مخف مخالف ہیں۔ انجام کیا ہوا۔ ”والحکم عند اللہ“ حافظ عبدالقدوس صاحب سہارنپوری جو  
مرزائیوں کی طرف سے گواہ تھے۔ ۲۳ مئی کو حاضر نہ ہوئے ان کے نام وارنٹ ضمانتی مبلغ پانچ سو  
روپے کا حکم ہوا۔

## ۸ ..... مرزا قادیانی کے دعوؤں کا اعلان

مولانا عبد الکریم عتقیری!

مرزا قادیانی بحیال خود ملہم ہیں۔ مجملہ دوسرے الہاموں کے اس وقت قابل غور مفصلہ ذیل الہام ہے۔ ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ إِنَّهُ أَوَى الْفِرْيَةَ ..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۶)“

مرزا قادیانی اس الہام کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔ اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں۔ اول ..... یہ کہ طاعون اس لئے دنیا میں آئی کہ خدا کے مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھا دیا گیا ..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۹)۔ دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی کہ جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے۔ (یعنی مرزا قادیانی کو اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آئیں ..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۹) طاعون کا سبب اگر صرف آپ کی مسیحیت کا انکار ہے اور فرو ہونا طاعون کا آپ کے دعوے مسیحیت پر موقوف ہے تو بہتر ہے کہ گورنمنٹ کو اطلاع دیں کہ ٹیکہ وغیرہ جو انسداد طاعون کے لئے ہے اس پر روپیہ ضائع نہ کرے۔ تیسری بات! جو اس سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک دنیا میں رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے ..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۳۷۰)

یہ مرزا قادیانی کا ایسا صاف دعویٰ ہے جس کی ذرہ بھی تاویل نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ قادیان طاعون سے ایسا تباہ ہوا جو بمقابلہ گرد و نواح کے بہت بڑھ کر ہے ہم ایک فہرست خاص باشندگان قادیان کی طرف سے ذیل میں درج کرتے اور جو انہوں نے طاعون کی حالت میں ہمارے پاس ارسال کی تھی مگر وہ صاحب سبکی تحریر کرتے ہیں کہ ان کی تعداد اموات اس لئے کم ہے کہ شروع ہی میں سب مرزائی بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا سکول ویران ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی اموات ہوئی ہوں وہ فہرست یہ ہے۔ ہندو ۱۰۰، مسلمان ۱۵، مرزائی ۵، چوہڑے ۲۵، ابھی تو دو سال کاٹل بھی نہیں گزرے کہ قادیان جس کو حضور دارالامان سے مشہور کرتے تھے۔ طاعون سے تباہ ہو گیا۔ کیا اب آپ کے الہامات سچے مانے جائیں؟ کیا آپ کو مسیح موعود مانا جائے؟ کیا قادیان اب دارالامان ہے؟ کیا آپ سچے شفیع ہیں؟ کیا آپ بروزی طور پر رسول ہیں؟ ہرگز نہیں۔ باوجود مشاہدہ کوئی مرزائی ان کے دعاوی کا معتقد ہو تو ایسے اعتقاد پر افسوس

صدافسوس۔ (راقم عبدالکریم مدرس عربی ہائی سکول ٹنگری)

۹ ..... دعا بے شک حق ہے

مولانا شوکت اللہ مرٹھی!

مرزا قادیانی بھی دعا کے قائل ہیں مگر صرف اپنی دعا کے، انبیاء کی دعا کے بھی منکر ہیں جنہوں نے دعا مانگی کہ اے خدا ہمارے ہاتھ معجزات دکھا۔ مگر مرزا قادیانی خود معجزات ہی کو نہیں مانتے گویا انبیاء کی دعا میں بھی اثر نہیں ورنہ معجزات ضرور پورے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں انبیاء نے ظہور معجزات کے لئے جس قدر دعائیں مانگیں وہ بالکل فضول اور عبث تھیں۔ حالانکہ فعل عبث لہو و لعب میں داخل ہے جو حرام ہے اور انبیاء از کتاب حرام سے فطرۃ پاک ہیں۔

مرزا قادیانی کے سوانہ آج تک کسی کی دعا قبول ہوئی نہ آئندہ قبول ہوگی۔ وہ اپنی دعا سے ان لوگوں کو بھی اڑے بچے دلا سکتے ہیں جن کے کبھی چوبہا کا بچہ تک پیدا نہیں ہوا اور اولاد بھی پسری نہ کہ دختری وہ اپنی دعا سے دنیا کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ ہیمنہ اور طاعون کو بلوا سکتے ہیں۔ اور بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ جب سبھی کی دعا قبول ہوگی تو لے پالک کو کون پوچھے گا۔ خود مرزا قادیانی ایمان سے کہیں کیا ان کے مخالفوں اور منکروں کی بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر قبول ہوتی ہیں تو کفار کی دعائیں بھی قبول ہونیں کیونکہ جو شخص نبی اور امام الزمان پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور اگر قبول نہیں ہوں تو خدائے تعالیٰ رب العالمین نہیں بلکہ رب المرزائیاں ہے اور رحمن رحیم اس کی عام صفت نہیں بلکہ اس صفت کا ظہور صرف مرزائیوں کے لئے ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ مرزا قادیانی کی وجہ اور ان کی ہی دعا، بدعا سے ہو رہا ہے۔ مگر افسوس کہ مولوی کرم الدین صاحب پر جو فریب کا دعویٰ دائر کیا گیا اس میں کامیاب ہونے کے لئے کہاں تک کا زور نہیں لگایا گیا۔ کیا کیا الہامات نہیں ہوئے لیکن سب بخت ربود۔ ہاں کفار کی دعا قبول ہوگئی اور مرزا قادیانی کو شکست نصیب ہوئی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اور مرزائیوں کا خدا بھی دعا کے قبول کرنے بلکہ خود اپنے انبیاء وعدہ پر قادر نہیں۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی دعا کی حقیقت جس پر مرزائی شش ہیں اور اپنے دین و دنیا کے کاموں کا دار و مدار بلکہ دین و دنیا کی بہبودی انہیں کی دعا پر منحصر رکھتے ہیں۔ قدرت الہی ضعیف الاعتقادوں اور کمزور کائناتوں کی ایسی ہی درگت کرتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ پیشینگوئیاں غلط ہوتی ہیں۔ الہامات گوزشتہ ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ وہ بدعتی سے محض مخلوق کی دل آزاری اور ہوا نفس اور تار و دنیوی اغراض اور حصول

عز و جاہ کے لئے ہوتی ہیں۔

خداے تعالیٰ خود فرماتا ہے ”وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ“ مرزا قادیانی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ خداے تعالیٰ نے ”ادعونی استجب لکم“ سے کن لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ نبیوں کو متقیوں کو خدا اور اس کے رسول پر یہ صفات ایمان رکھنے والوں کو صادقوں کو نہ کہ خدا پر افتراء پاندہ صنف والے کذابوں کو جو خود رسول بن گئے اور آیات قرآنی کا مہبط و مورد اپنے کو بنایا۔ خداے تعالیٰ عادل ہے دلوں کی باتوں، نیتوں اور ارادوں کو دیکھتا اور جانتا ہے پس وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کی دعا ہرگز قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ دوسری مخلوق پر ظلم ہوگا۔ وہ بجائے اس کے کہ ایسے مکاروں کی دعا قبول کرے۔ ان کو زیادہ ذلیل اور رسوا کرتا ہے ورنہ دنیا میں اندھیر مگرگی مچ جائے۔ مولوی کریم الدین صاحب پر مرزا نے کیا کیا ظلم نہیں کئے۔ ان کو کیا کیا اذیتیں نہیں پہنچائیں مگر انجام کیا ہوا۔ مرزا کا داور تو خالی گیا بلکہ ہاتھ سے تلوار گر پڑی اب مظلوم مولوی صاحب کا حملہ ہو رہا ہے دیکھیں مرزا قادیانی اس حملے سے کیونکر اپنے کو بچاتے ہیں۔ خاقانی لکھتا ہے۔

بترس از تیر بلران ضعیفلں بر کمین شب

کہ ہرگز ضعف نالان تر قوی تر زخم پیکشش

۱۰ ..... عجیب فقرہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار الحکم کی پیشانی پر تحت تصویر منارہ یہ فقرہ ثبت رہتا ہے۔ ”بخرام کہ

وقت تو نزدیک رسید و ہائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد“

(تذکرہ ص ۳۹۸، طبع سوم)

یہ فقرہ ضرور الہامی ہے مگر مرزا قادیانی کے لئے فقط (محمدیان) بدھگوئی اور سخت معسر ہے غالباً لہم (آسمانی باپ) کو سہوا ہے۔ اس کی جگہ مرزا ایمان نہیں تو احمدیان ہونا چاہئے تھا کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک لفظ محمد میں صفت جلال اور لفظ احمد میں صفت جمال ہے اور جلال کا معنی جہاد ہے جس سے مرزا قادیانی کو مارے خوف کے کچکی لگتی ہے۔ اس صورت میں مذکورہ بالا الہامی فقرے کے یہ معنی ہوئے کہ جلد ہل یا اللہ کہ تیرے جہاد کا وقت قریب پہنچا اور مجاہدین خونی مسیح کے بلند منارے پر جم گئے۔ دیکھو یہ فقرہ کتنا خوفناک ہے مجدد تو ایسی خطرناک غلطیوں کی اصلاح کرتا رہتا ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ جس طرح مجدد کی حمیہ پر ”ہکسر الصلیب و یقتل الخبیثات“ والی حدیث الحکم کی لوح سے حک کی گئی یہ فقرہ بھی گمڑی کی چوٹائی میں حک



کیا جائے ورنہ یاد رکھئے کہ خیر نہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ جون شمارہ نمبر ۲۳ کے مضامین

۱.....	الزامات و اتہامات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲.....	جہاد قرآنی و مرزائے قادیانی۔	اشعلۃ القرآن!
۳.....	عدالت کی شکایت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۴.....	مرزا قادیانی کے مسجح موعود ہونے کی دلیل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۵.....	رویت اور آسمانی و قدرتی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... الزامات و اتہامات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بار بار کہتے ہیں کہ مجھ پر اگر الزامات و اتہامات سے لگائے جاتے ہیں تو کیا تعجب ہے کونسا نبی ہے جو ایسے الزامات سے بچا ہوا فوس ہے کہ مرزا قادیانی کو الزام اور اتہام کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں۔ الزام کے لغوی معنی لازم کرنا یعنی چٹانا اور کسی شے کا کسی کی گردن پر ڈالنا ہیں۔ الزام کے لئے مطاوعت لازم نہیں یعنی وہ شے درحقیقت چمٹ بھی گئی ہو اور گردن پر پڑ بھی گئی ہو۔ اس لئے طرم اس شخص کو کہتے ہیں جس پر کسی جرم کا الزام لگایا جائے۔ اور تحقیقات جاری ہو اور جب ثابت ہو جائے تو وہ مجرم ہے نہ کہ طرم۔ علی ہذا اتہام کے معنی سخت گرمی میں جانا اور ہوا کا موائف سمجھنا اور کسی پر تہمت دھرنا یعنی گمان پر لے جانا ہے۔ اس کو بھی مطاوعت لازم نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ گمان پر صحیح ہو بلکہ ”ان بعض الظن اثم“ قرآن میں وارد ہے یعنی بدگمانی گناہ ہے۔

اب خیال فرمانا چاہئے کہ انبیاء پر جس قدر الزامات اور اتہامات دھرے گئے تواریخ شاہد ہے کہ ان میں سے ایک بھی ثابت نہ ہوا بلکہ خود جناب باری نے وحی کے ذریعے سے ان کو اٹھادیا اور انبیاء علیہم السلام خدائے تعالیٰ کی کسوٹی پر کامل المعیار ثابت ہوئے۔ مثلاً یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر اور زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت دھری مگر خدائے تعالیٰ

نے دونوں کو بری فرمایا۔ لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک جیسی علیہ السلام تہمتوں سے بری نہیں اور فاسق و فاجر ہیں۔ معاذ اللہ

اب ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے افعال پر جو کچھ الزام لگائے گئے کیا وہ غلط لکھے یا خدائے تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے ان کو اٹھا دیا جب پیشینگوئیاں غلط لکھیں اور مرزا قادیانی پر کذب کا الزام لگایا گیا تو کیا انہوں نے اس الزام سے اپنے کو بری کیا یا مرزا قادیانی نے جب اپنے کو خدائے تعالیٰ کا بمنزلہ ولد بذریعہ الہام بتایا تو وہ اس جرم افتراء علی اللہ سے بری ہو سکے۔ یا انہوں نے کسی فوجی شخص سے جو بیٹا دلوانے کی اجرت پانچ سو روپیہ پھٹکارا تو کیا یہ الزام غلط تھا اور مرزا قادیانی اس کو بیٹا دلوا سکے؟

نبی سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ اس میں قوت قدسیہ ہوتی ہے۔ گناہ کا ارتکاب شیطان کے القاء سے ہوتا ہے لیکن ”فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان الایہ“ کے مطابق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خدائے تعالیٰ القاء الشیطان سے محفوظ رکھتا ہے ورنہ عام انسانوں اور نبیوں میں کچھ فرق نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی پر تو اب تک آسمانی باپ نے کوئی الہام بھی نہیں کیا کہ جو الزامات تجھ پر دنیا لگاتی ہے وہ بالکل غلط ہیں۔ ہاں اب ہمارے اس مضمون کے بعد الہامات ہونے لگیں تو تعجب نہیں۔ ہاں یہ الہامات تو ضرور ہوتے ہیں کہ ”اننت منی وانا منک اور انت منی بمنزلۃ ولدی“ (تذکرہ ص ۲۶، ۲۷، ۲۸) اس لحاظ سے اگر مرزا قادیانی اپنے کو معصوم اور تمام عیوب و نقصانات سے پاک و صاف بتائیں تو مضائقہ نہیں کیونکہ خدا کی طرح خدا کے بیٹے کا بھی عیوب و نقصانات سے پاک ہونا ضروری ہے جیسا عیسائیوں کا عقیدہ ہے تو اب یوں سمجھنا چاہئے کہ تمام مرزائی عیسائی ہیں اور یہ واقعی ہے کیونکہ مرزا قادیانی اپنے دعوے کے موافق عیسیٰ ہیں۔ پس مرزائی کیوں عیسائی نہ ہوں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح مرزا قادیانی کے بدن میں عیسائیوں کے نام سے پتگے لگتے ہیں اسی طرح کسی مرزائی کو اگر عیسائی کہا جائے تو منہ کھوٹنے پر تل پڑے۔ پھر یو ایچی تو دیکھئے کہ مرزا قادیانی تمام عیوب و نقصانات سے پاک ہیں پھر بھی اپنے کو ناقص نبی بتاتے ہیں گویا ناقص ان کے منہ پر داخل ہے۔

اس صورت میں آپ کامل بھی ہیں اور ناقص بھی۔ ہذا غلط۔ نہیں جناب حقیقت میں تو آپ کامل ہی ہیں مگر چونکہ دنیا کے ۳۶ کروڑ مسلمان آنحضرت ﷺ کے کامل انسان اور کامل نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ لہذا آپ ان کے پھیلانے کے لئے اپنے کو ناقص بتاتے ہیں۔ لہذا

آپ اچھے خاصے منافق ہیں حالانکہ نبی منافق نہیں ہو سکتا بلکہ منافقین کے لئے کلام مجید میں وعید موجود ہے کہ ”ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار“

کیا مرزا یا مرزا کی ایمانا کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے سی سالہ بعثت میں کذب وغیرہ کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ تمام پیشینگوئیاں بالکل جھوٹی نکلیں۔ الہامات دروغ ثابت ہوئے اور انشاء اللہ ثابت ہونے والے ہیں۔ خود اپنے اظہاروں میں مرزا قادیانی نے جو کچھ جھوٹ بولا ہے اور اپنی تحریروں کی جو کچھ جھوٹی تاویلیں کی ہیں اور تفسیر کر کے بیمار بنے ہیں وہ عدالت کی شکلوں میں موجود ہے اور کیا عجب ہے کہ ناظرین پر با تفصیل واضح ہو جائے۔ مرزا قادیانی کی دروغ بیانیوں کی تفصیل کو دفتر درکار ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ الزام اتہام لگانا دوسری شے ہے اور ان کا ثابت ہو جانا دوسرا امر ہے۔ مرزا اور مرزائیوں کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ غلط اور جھوٹ ہیں۔

## ۲ ..... جہاد قرآنی و مرزائے قادیانی

اشاہۃ القرآن!

چند ہفتوں سے جب کہ مرزا قادیانی موصوف پر مقدمات کی بوچھاڑ ہونے لگی اور آپ پر فردر اراد جرم بھی لگ گئی تو آپ کے اخبار الحکم قادیانی کی پیشانی پر آپ کا یہ مضمون شائع ہونے لگا۔ ”آج سے انسانی جہاد جو تکواری سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا ہے۔ پس اس کے بعد جو شخص کافر پر تکواری اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۵)

ہمیں اس امر سے کوئی بحث نہیں جیسا کہ بعض اخباروں میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ الفاظ گورنمنٹ کو دھوکہ یا ان کی چالوسی کے لئے ہیں۔ ہمیں اس امر سے بھی واسطہ نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح کیونکہ دنیا میں جب تک انسان آباد ہیں لڑائی جھگڑے قتل و قتل قیامت اور موعودہ ساعت کے آنے تک ہوتے رہیں گے۔ اس لئے یقین ہے کہ مرزا قادیانی کی مراد اس سے یہی ہے کہ از روئے اسلام مسیح موعود کے آنے پر جہاد منع ہوگا۔ لہذا ہماری بحث یہاں صرف جہاد کے جواز و ممانعت پر ہے۔

پہلے کئی دفعہ میرے دل میں ایک بڑا سوال پیدا ہوا تھا اور اس سوال کو کئی اصحاب معتقد

مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش بھی کر چکا ہوں۔ وہ یہ تھا کہ مرزا قادیانی قرآن، حدیث، اجتہاد، علمائے حنفیہ یعنی چار چیزوں کو دین اسلام میں مستند ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسلمان تو ہیں پہلے ہی مسلم ہیں۔ پھر مرزا قادیانی رسول کیسے ہوئے۔ انہوں نے کیا رسالت کی جس ہدایت پر لوگ قائم تھے۔ مرزا قادیانی کبھی اسی پر رہے۔ وہی اختلاف رہا مگر مرزا قادیانی کا مضمون بالادیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ بعض قرآنی احکام کو منسوخ کرنے آئے ہیں۔ جو بغیر کسی نبی کے آئے نہ ہو سکتا تھا۔ شرم!

کیانی الواقع جس جہاد کا پہلے حکم تھا وہ اب خدا کے حکم سے بند ہو گیا ہے۔ کیا خدا اپنے قوانین کو جو فطرت انسانی کے لئے اس نے اپنی کتاب میں باء حقہ ہیں۔ کبھی بدل بھی دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے اور آپ کے نزدیک تو یقیناً ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے مضمون سے ظاہر ہے تو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا کیا جواب؟ ”واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا تبدل لکلمتہ (الکہف: ۲۷)“ ”پڑھاے محمد جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے یعنی اپنے رب کی کتاب جس کے حکموں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔“

ایسی ہی دیگر آیات ہیں جن سے صاف واضح ہے کہ خدا کے حکم بدلے نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے خدا کے ایسے ہماری حکم پر قلم کھینچا۔ جس سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ کیا سچ ہے آپ کے خدا نے ان تمام آیات کو منسوخ کر دیا ہے جس میں حکم ہے کہ کفار سے جنگ کرو ان سے لڑو۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دماغ میں بھی یہ غلط بات سا گئی ہے کہ اسلام میں یوں ہی کافروں کو قتل کرنے کا حکم ہے اور کفار سے ان کو مسلمان بنانے اور اسی طرح اپنا نام غازی رکھنے کی تعلیم ہے جو گورنمنٹ عالیہ کے قانون آزادی کے خلاف ہے مگر آپ کی سب جماعت اور گورنمنٹ عالیہ کو واضح رہے کہ قرآن ایسا نہیں جو آزادی کا خون کرتا ہو وہ تو آزادی کی تعلیم کرتا ہے۔

قرآن کی صرف یہ تعلیم ہے کہ جو لوگ تم سے لڑیں اگر تم کو قدرت ہو تو ان سے بچنے کے لئے اور ان سے لڑنے تک تم بھی لڑو کسی کو ناحق نہ ستاؤ۔

کیا قرآنی جہاد بالکل منع ہو چکا ہے۔ اگر باوصف طاقت مدافعت رکھنے کے ایمان والوں کو کفار قتل کرنے کے لئے تو کیا مسلمان قتل ہو جائیں اور ان سے نہ لڑیں۔ اس اعتقاد میں تو آپ قوانین گورنمنٹ سے بھی گزرے۔ کیونکہ از روئے قانون (حفاظت خود اختیاری) بھی قاتل سے اپنے کو جس طرح ہو سکے بچانا ضروری ہے۔ اور ایسی حالت میں قتل کرنے والے کو اللہ وہ شخص

جس کو وہ قتل کرنے پر زور لگا تا ہو قتل کر دے تو کوئی گرفت نہیں۔ بس یہی قرآنی جہاد ہے جو اپنے بچاؤ کے لئے ہے نہ کہ فساد ہے بلکہ فساد کا انسداد ہے۔ قندبرا

یہ قرآنی جہاد ایسا ہے جس کی بندش مرزا قادیانی کے خدا کے بغیر کوئی ٹھکانہ نہیں کر سکتا۔ خود گورنمنٹ عالیہ پانچویں اور مفسدوں سے جنگ کرتی ہے۔ ورنہ مفسدوں اور ظالموں کا فساد حد سے بڑھ جائے اور لوگوں کی ناک میں جان آجائے۔ فرض کرو کوئی شخص مرزا قادیانی کو کا فر سمجھ کر ان کے قتل کرنے کا قصد کرے اور جو شخص ان کے آگے حائل ہو۔ اس کا بھی صفایا کرتا چلا جائے تو کیا ایسے قاتل کو مرزا قادیانی یا ان کے مرید اس کے فساد سے بچنے کے لئے آخری حیلہ اس کے قتل ہی کا نہ کریں گے اور کیا وہ اس صورت میں مجرم ٹھہر سکیں گے۔ افسوس ہے نادانوں نے قرآن کریم کو عقل کا خونی آزادی کا دشمن سمجھ لیا ہے اور پھر اپنے کو نیک نام کرنے اور ٹھکانہ بننے کے لئے اس کے بعض احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ ان کی بلا سے اس طرح قرآن کلام رخصت رہے یا نہ رہے اس کی ذلت ہو اس پر اعتراض ہوں ایسی بد لگا میوں سے دنیا میں کیسا ہی بڑا انعام مل جائے مگر اخروی عذاب کے وقت کچھ کام نہ آئے گا چند روز عیش و عشرت کے لئے عقبی کا دہال اپنی جان پر لینا ٹھکانہ دلوں اور خدا کے بندوں کا کام نہیں۔

### ۳ ..... عدالت کی شکایت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

معاصر الجہد میٹ نے لکھا کہ مرزا قادیانی کو دوران مقدمہ میں باوصف شدت تشکی کے عدالت نے پانی پینے کی اجازت نہیں دی۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی شاید ایسا ہوا ہو کہ مرزا قادیانی نے پیشی مقدمہ کی حالت میں یہ اجازت مانگی ہو کہ عدالت سے باہر جا کر پانی پیجیں اور وہ موقع غالباً مرزا قادیانی کے حاضر رہنے کا ہوگا۔ جرح ہو رہی ہوگی یا کوئی اور امر ہوگا جس کے باعث عدالت نے ایسے ضروری موقع پر ان کی غیر حاضری مناسب نہ سمجھی ہوگی ورنہ پانی پینے سے کوئی عدالت منع نہیں کر سکتی چنانچہ گزشتہ پیشیوں میں مرزا قادیانی برابر عین اجلاس میں بیروں برف اور شربت وغیرہ منگواتے رہے ہیں۔ اگر واقعی عدالت نے پانی پینے سے منع کیا ہے تو مرزا قادیانی اور ان کے حواری کی جانب سے اب تک کوئی شکایت ہمارے سامنے نہیں آئی نہ شکایت کا محل ہے کیونکہ وہ جیسی موعود ہیں جو نہایت جبر اور ظلم کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے اور حسب قول مرزا قادیانی مشہور بالصلوب ہو گئے اور اب تک نہ کی اور یہی کہا اے باپ معاف کر کیونکہ وہ (یہودی) نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

پھر مرزا قادیانی اپنے کو حسینؑ سے افضل جانتے ہیں جن کو شریوں اور یزید یوں نے لاثانی ظلم اور شتم سے شہید کیا۔ تمام اہلسنت اور نفعیوں پر پانی بند کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی باوصف حسینؑ سے افضل ہونے کے گھنہ دو گھنہ کے لئے بھی نفسی کی برداشت نہ کر سکے تھے۔ لہذا کامل یقین ہے کہ انہوں نے بجائے شکایت کے عدالت کا شکریہ ادا کیا ہوگا۔ ان کا ظرف عیسیٰ مسیح اور حسین سے بہت اعلیٰ ہے جس طرح مرتبہ اعلیٰ ہے گو مرزا قادیانی اپنے ظرف اور شان پر نظر کر کے ایسے حوادث و مصائب کے نزول پر رضا مند اور صابر و شاکر ہوئے ہوں۔ مگر آسمانی باپ کب دیکھ سکتا ہے کہ اس کے لے پا لک کا کان بھی گرم ہو۔ لہذا ہم کو بہت خوف ہے کہ آسمانی باپ کا جبروت ایسے اہم معاملہ کا کیا تذکرہ کرتا ہے۔ آخر لالہ چند لعل صاحب منزل کے ساتھ گورداسپور سے بدل ہی گئے جنہوں نے فرد قرار دیا جرم لگائی تھی۔ پس لے پا لک کا صبر اور آسمانی باپ کی وہ محبت جو اپنے اکلوتے کے ساتھ ہے ہرگز اوپر اوپر نہ جائے گی اور مجدد النہ شرقیہ کا فرض ہے کہ مرزا قادیانی کے آنسو پونچھے۔

۴ ..... مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی دلیل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم متواتر ثابت کر چکے ہیں کہ وفات مسیح سے مرزا قادیانی کی مسیحیت کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ تمام یہودی اور دھریے اور انٹر اٹل یورپ و امریکا حیات مسیح کے قائل نہیں اور بڑی عزم خود ایسے مضبوط دلائل سے وفات مسیح ثابت کرتے ہیں جن کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے دلائل لغو و لجر ہیں مگر کوئی ان میں سے مسیح موعود بننے کا مدعی نہیں حالانکہ مرزا قادیانی کے دعوے سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر مگر حیات مسیح اور مثبت وفات مسیح جیسی موعود ہے۔ ظاہر ہے کہ حیات مسیح قدرت الہی کا ایک معجزہ ہے جس طرح دوسرے معجزات ہیں مگر مرزا قادیانی بچے جھاڑ کر اسی معجزے کے پیچھے پڑے ہیں۔ مرزا قادیانی زور و شور کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی آسمانی معراج کے کیوں مکر نہیں ہوتے اور کیوں یہ دعوے نہیں کرتے کہ کرۂ زمہر و تنگ چوکنگ کوئی نہیں جاسکتا اور آسمان کا خرق و التیام محال ہے اور وہ ایک ظالمیٹ اور انتہائے نظر ہے۔ لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ علی ہذا شق قرار اور عصا موسیٰ کا اڑو دھابن جانا وغیرہ معجزات خلاف فطرت اور خلاف عقل ہیں جس طرح عیسیٰ مسیح کا احیاء اموات خلاف فطرت ہے۔ لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ دل میں مرزا قادیانی کا بھی عقیدہ ہے مگر معلوم نہیں کس ظاہری دہاء نے ان کے منہ پر مہر سکوت لگا دی ہے۔ غالباً ذرا شرم و حیا کا پاس ہے بے حیائی کا پورا پاس ابھی تک آسمانی ہائی کورٹ سے نہیں ملا۔ گو علماء اسلام نے الحاد

وارتد او کا پاس دے دیا ہے۔

الحاد و ارتد اذ کے فتوے سالہا سال قبل منجانب علماء و مشائخ اسلام شائع ہو چکے ہیں جبکہ مرزا قادیانی ایسے بے باک نہ تھے نہ یوں کھلم کھلا دین اسلام کو اس زمانہ میں فارغ خطی دی تھی۔ مگر ہمارے علماء اپنے اشراق اور الہام سے تاثر گئے تھے اور ان کے خوارق دیکھ کر سمجھ گئے کہ رقوم کے اس درخت نے اگرچہ ابھی تک چنداں نشوونما نہیں پایا مگر چند روز میں خاردار ہو کر اپنا زہریلا اثر پھیلانے کا لہذا انہوں نے پہلے ہی الحاد اور ارتد اذ کے تپشے سے اس کی جڑ کاٹ دی۔

مرزائی فخر کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت نے مسیح کو مار کر اپنی مسیحیت کا قلعہ فتح کر لیا۔ وہ شہر دوں اور قصبوں میں بھی اعلان دیں گے کہ وفات و حیات مسیح پر بحث کرلو۔ مگر چونکہ ضمیمہ دیکھ کر لوگ کید سے واقف ہو گئے ہیں۔ لہذا وہ بھی جواب دیتے ہیں کہ جب تم قرآن مجید سے مسیح علیہ السلام کو مارتے ہو تو قرآن ہی کی رو سے پہلے یہ ثابت کرو کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آئیں گے پھر یہ ثابت کرو کہ وہ ہندوستان کے گم نام قصبہ قادیان میں ایک مغل کے جسم میں حلول کریں گے۔ اب رہی حدیث، حدیثوں میں تو میں دجالوں کا آنا بھی لکھا ہے۔ کیا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی مثل اپنے دوسرے ہمعصوروں مسٹر ککٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اور دوسرے گزشتہ دجالوں کے دجال نہیں۔ ان کو تو یہ جلعن اور مرن ہے کہ صیسی بن مریم تو جو ایسا اور دیا تھا زندہ رہے اور میں چند روز میں مر جاؤں۔ مردہ مسیح کو تو لوگ مانیں اور میں زندہ مسیح جو سب کی آنکھوں کے رو برہم موجود ہوں مجھے کوئی ٹکے کو بھی نہ پوچھئے۔

کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا رسالہ میگزین یورپ و امریکا میں بھی جاتا ہے اگر میگزین میں بھی آپ کی مسیحیت کی بھی دلیل ہوتی ہے کہ یسوع مسیح وفات پا گئے۔ اس لئے میں مسیح موعود ہوں تو یقیناً اہل یورپ ہتھ ہتھ زعفرانی بھون بن جاتے ہوں گے اور یہی کہتے ہوں گے کہ مرزا پاگل ہو گیا ہے گردن میں پلاسٹر کا آپریشن کر کے ہم اس کو پاگل خانے بھجوانا لگتا ہے کیا ایسا ہو نہیں سکتا کہ یہ ہلکس (مغص) چند روز جیل خانے کی ہوا کھا کے سکمیں سے چین ہو جائے اور پبلک کو دیک (دق) نہ کرے۔ وہ ہمارے کھداوند یسوع (خداوند مسیح) کو گالی دیتا ہے اس کو مارنا مکلفا ہے جو آسانی باپ کے داہنے ہاتھ بیضا دنیار حکومت کر رہا ہے۔ ہم اپنے ہائی (بھائی) مسٹر ککٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کو کیوں یسوع نہ مانیں جو یسوع مسیح کو مارنا نہیں۔ اور جیسا ہم آسانی باپ کا بیٹا ہے ایسا ہی وہ بھی ہے۔ یسوع مسیح ہم لوگوں میں (یورپ میں) آئے گا نہ کہ ایشیاء کے وحشی کالا لوگوں (افریقا) میں اور جب کہ مرزا قادیانی کو خود انڈیا کے لوگ نہیں مانتے تو ہم لوگ کب ماننا سکنا ہے۔

وہ شریر آدمی جھوٹا ہے۔

## ۵ ..... رویت اور آسمانی و قدرتی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے ۳۱ مئی کے احکم میں رویت (دیدار خدا) پر بحث کی ہے لیکن اس عنوان کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کے نشانوں پر جا کودے ہیں۔ دعوے کچھ ہے دلیل کچھ ہے۔ یعنی گفتگو میں دعوے تو خدائے تعالیٰ کی رویت کا تھا جس کا جلوہ برخلاف تمام انبیاء کے مرزا قادیانی اپنے سادہ لوح مریدوں کو دکھانے میں فرد ہیں۔ اور بحث کی قدرت الہی کے نشانوں پر جن کا کوئی فرد بشر منکر نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رویت کا تعلق ذات سے ہے یعنی خدائے تعالیٰ کی ذات محسوس اور مرئی ہو اور آثار کا تعلق صفات سے ہے یعنی کسی شے کی علامت بحینہ وہ شے نہیں ہوتی واضح ہو کہ دنیا میں حسبِ نوحائے آیت ”لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار“ چشم ظاہر میں سے خدائے تعالیٰ کی رویت محال ہے ورنہ غیر محدود کا محدود ظرف (سمت وغیرہ) میں اور مستغنی کا محتاج الی السمت اور لامکانی کا مکانی ہونا لازم آئے گا۔

دیکھو منکروں نے موسیٰ علیہ السلام سے بھی تو کہا تھا کہ ”لن نؤمن لك حتى نری اللہ جہرۃ“ یعنی اے موسیٰ ہم تجھ پر اس وقت ایمان لائیں گے جب آئے سامنے ہا لمواہبہ اور کھلم کھلا خدا کو دیکھ لیں گے مگر موسیٰ جیسے کلیم اللہ اور اولوالعزم نے خدائے تعالیٰ کو قوم کی استدعاء کے موافق نہ دکھائے اور رب ارنی کا جواب لن ترانی ہی ملا۔

بھلا کیا ہے بساط آئینہ ہائے دیدہ و دل کی

وہ جلوہ پار ہو جائے اگر سد سکندر ہو

اور ارشاد ہوا ”ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف تراني

فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا“ لیکن اے موسیٰ پہاڑ کی طرف دیکھ اگر پہاڑ (جلی سے) اپنی جگہ ٹھہر گیا تو تو بھی دیکھ سکے گا جب خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اس کو کر دیا کھلے کھلے اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ کچھ شوکت۔

بار حسان کیوں اٹھایا جبکہ دل تھا جلوہ گاہ

سل رہی موسیٰ کی چھاتی پر یہ کوہ طور کی

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب موسیٰ کو معلوم تھا کہ چشم ظاہر میں سے خدائے تعالیٰ کی رویت نہیں ہو سکتی تو انہوں نے کیوں عبث استدعاء کی اور فعل عبث کے ارتکاب سے انبیاء بری اور



معصوم ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ قوم پر حجت قائم کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے ایسی استدعاء کی اور دکھا دیا کہ خدائے تعالیٰ کی رویت نہیں ہو سکتی نہ کوئی اس کی تجلی کی تاب لاسکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے دعوے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے خیالی کوہ طور (منارہ) پر چڑھ کر ہمیشہ خدائے تعالیٰ کا دیدار دیکھتے ہیں اور آسمانی باپ اپنے لے پالک کو تجلی کا تماشا دکھاتا ہے جس طرح شہرات میں۔ والدین اپنے بچوں کو آسمانی باپ کا گھر بھوک تماشا دکھاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی جب اپنے کو عیسیٰ مسیح سے افضل بتاتے ہیں تو موسیٰ سے کیوں افضل نہ بنائیں گے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام رویت سے محروم رہے مگر میں ہر وقت منارے کی بدولت خدائے تعالیٰ کا جھمکڑا دیکھتا ہوں۔

اب رہے آسمانی قدرتی نشان۔ یہ ہر شخص ہر وقت دیکھتا ہے اور ”ربنا ما خلقت هذا باطلا“ پر ایمان رکھتا ہے اور ہر ذی روح اور غیر ذی روح قادر مطلق اور فاطر برحق کے وجود اور قدرت و صنعت کا ملکہ مقرر ہے۔ ”یسبح له من فی السموات ومن فی الارض“ مرزا قادیانی اس سے بڑھ کر کیا دکھائیں گے۔ اور نہ ان کے دکھانے کی کوئی ضرورت ہے اور دکھائیں گے بھی تو دیکھی ہوئی شے کو جو محض فضول اور عبث اور تحصیل حاصل ہے۔ البتہ جن کی آنکھیں بواہوی اور انجویہ پرستی سے چوہٹ ہیں اور دن دھاڑے آنکھیں ماگتے پھرتے ہیں اور جن کو حق و باطل اور عظمت کچھ نظر نہیں آتا ان کو دکھائیں۔

مرزا قادیانی تو پورے مداری بھی نہیں۔ پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دکھانے میں بھی بیٹھے ہیں۔ عاریوں کی شعبدہ باز یوں کا راز کھل نہیں سکتا۔ مگر مرزا قادیانی کے کید کا راز پشت از بام ہو گیا اور دنیا طلبی اور حب جاہ کا پاکھنڈ سب پر کھل گیا۔

البتہ مقدمات کے دو نشان بڑے بھاری ہیں جن میں سے ایک تو دنیا نے دیکھ لیا دوسرے کے دیکھنے کی باری ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک تو نشان قدرت دعویٰ ہے جو ان کی کامیابی و کھائے اور جو ناکامی و کھائے وہ قدرت کا نشان نہیں بلکہ دجالی یا شیطانی نشان ہے آخرم کے نہ مرنے اور آسمانی منکوحہ کے وصل سے محروم رہنے کا نشان قدرتی نشان نہ تھا۔ لے پالک کے نزدیک تو وہ نشان معتد اور مستند ہے جو آسمانی باپ دکھائے اور آسمانی باپ کبھی اپنے لے پالک کی ناکامی کا نشان نہیں دکھاتا۔ پس ان کو قدرت الہی کے نشان سے کیا مطلب۔

خواہ کسی ہی متواتر ناکامیاں ہوں مگر مرزا ہرگز ان کا اقرار نہ کریں گے کیونکہ ایسے اقرار سے بروایت و مسیحیت باطل ہوتی ہے۔ پس مرزا قادیانی کا خدا تو دعویٰ ہے جو کامیاب کرتا ہے۔ ناکامیاب کرنے والا ہرگز ان کا خدا نہیں ورنہ وہ ناکامی کا اقرار کرتے نادم ہوتے۔ فرعون

دعوؤں سے توبہ کرتے۔ اب غور کرنا چاہئے کہ شرک اور الحاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔ خوب یاد رہے کہ قدرت الہی اپنے منکروں، مشرکوں اور ملحدوں کو ہرگز کامیابی کا نشان نہیں دکھاتی۔ ”وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ“

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ جون شمارہ نمبر ۲۴ کے مضامین

.....۱	مجدد پر الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	دعی مسیح کا صلب اور قتل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کا کوئی سچا مرید طاعون سے نہیں مرا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مہلک مسیح اور طاعونی نبی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مجدد پر الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۷ جون ۱۹۰۴ء کی شب کو بعد نماز عشاء مرزا قادیانی کے مقدمے میں ہم پر جو الہام ہوا۔ ناظرین اس کو مذاق تصور نہ فرمائیں بلکہ واللہ ثم باللہ واقعی ہے وہ الہام یہ ہے ”وَيَقْطَعُ الْجَنَاحَ“ یعنی بازو کاٹا جائے گا۔ جب تک مقدمہ فیصل نہ ہو جائے یا کوئی اور حادثہ یا واقعہ علاوہ مقدمہ کے واقع نہ ہو اس الہام کا انکشاف نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ مقدمہ میں کسی دوسرے شخص پر آفت آئے اور مرزا قادیانی محفوظ رہیں اور ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کے خلاف مقدمہ فیصل ہونے سے مرزائی مشن کو نقصان پہنچے یعنی ان کے الہامات کا برعکس ظہور میں آنا بہت سے مریدوں کی بد اعتقادی اور یکسوئی کا باعث ہو وغیرہ۔ بہر حال ناظرین کو اس الہام کے عملی طور پر ظاہر ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

درہس آئینہ طوطی صفتم داشته اند

آنچه استاد ازل گفت همان میگویم

ہم کو اپنے الہام پر وثوق اور گمنام نہیں ہاں یہ یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کسی عاجز

بندے سے اکڑائیے کام لے لیتا ہے جن کا وہم و گمان تک نہیں ہوتا۔ ”ذک فضل اللہ یوتیہ من یشاء“ فضل ہمیشہ بے عادت اور بے سبب ملتا ہے ورنہ فضل نہ ہوگا بلکہ اجرت اور حروری ہوگی۔

## ۲ ..... وہی مسیح کا صلب اور قتل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک مرزائی رسالے میں جس کی تالیف مرزائیوں کے لئے فخر کا باعث ہے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کو خدا کے فضل سے اس واقعہ (قتل و صلب مسیح) کے باب میں سچا علم عطا کیا گیا ہے اور اسی سبب سے ان میں کوئی اختلاف نہیں اور جیسا کہ نصوص قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے بلا اختلاف اس امر کو مان لیا ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی بلکہ خدا نے انہیں بعافیت اتار لیا اور طبعی موت سے مار کر اپنی طرف اٹھا لیا پس یہی وہ سچا علم ہے جس کو خدا نے تعالیٰ نے اپنے کلام ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ اور ”وما قتلوه یقینا بل رفعہ اللہ“ میں ظاہر فرما دیا ہے۔

کوئی پوچھے اس واقعہ کی نسبت کس کو اختلاف ہے کیا جمہور امت محمدیہ، صحابہ کرام اور مجتہدین عظام اور علماء فحam کو اختلاف ہے ہرگز نہیں حسبِ نوائے ”لا یجتمع امتی علی الضلالة“ سب حیات مسیح پر متفق ہیں۔ صرف جماعت احمدیہ برخلاف اجماع متفق نہیں اور من شدّ فی النار کی مصداق ہے۔ ایسا کہنا تو بالکل اپنے منہ میاں مٹھو ہے۔ جماعت مرزائیہ کو اگر حیات مسیح میں اختلاف ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ وہ حق پر ہے بلکہ وہ بھی ”ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ (النساء: ۱۰۷)“ کے ذیل میں داخل ہے پھر ”اختلفوا“ ماضی کا صیغہ ہے یعنی وہ لوگ (یہود وغیرہ) جو حیات مسیح میں اختلاف کرتے تھے ان کو بجز ظن کی پیروی کے کوئی علم نہیں دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن اختلاف کا قاطع ہے یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔ اب تیرہ سو برس کے بعد امت محمدیہ سے خارج ہو کر جس کا جی چاہے اجماع ظن اور ہوائے نفس کا بندہ بن کر اختلاف کرے اور ازمنہ ماضیہ کے یہودیوں کی جماعت میں مل جائے۔ دنیا کے ۳۶ کروڑ مسلمانوں کے مقابلے میں اگر چند سو یا چند ہزار مرزائی اجماع امت محمدیہ کے خلاف ہو جائیں تو اسلام کا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ جبکہ مخالف مذاہب کے کروڑوں آدمی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

خود مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک بھی یہ مسئلہ چنداں اہم بالشان نہیں بلکہ اس کی تہہ میں

ایک فریب چھپا ہوا ہے جو درحقیقت سادہ لوحوں کے پھانسنے کا لالسا ہے۔ وہ یہ کہ مسیح جس کو دنیا مردہ سمجھتی ہے مر گئے ہیں اور میں انفس سو برس کے بعد ان کا جانشین بن کر آیا ہوں کیونکہ مسیح بن مریم زندہ ہیں تو وہی مسیح موعود بن کر آئیں گے نہ کہ مرزا قادیانی جو اپنے کو چینی مغل بتاتے ہیں۔

اگر مرزا قادیانی اپنے کو کھنن نبی یا خدا کا نائب بتاتے ہیں اور اسی ایک لکھے میں کامیاب ہو جاتے اور مسیح موعود نہ بننے تو ان کو عیسیٰ مسیح کے مارنے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی اور جب مسیح موعود بنے ہیں تو ضرور ہے کہ عیسیٰ بن مریم کو ماریں کیونکہ اپنے رقیب کا کوئی زعمہ رہنا نہیں چاہتا۔

یہ ہے خالی تو وہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

کلمہ عمر عدد حلقہ آغوش ہوا

مندرجہ بالا شعر بالکل مرزا قادیانی کی حالت کا فوٹو ہے۔ مگر اس کا مطلب نہ مرزا قادیانی سمجھیں گے نہ کوئی مرزائی۔ انشاء اللہ مجددی سمجھائے تو سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے گا تو ہم بتا دیں گے۔

مرزا کو اپنی شہرت اور حب جاہ و منصب اور مال و زر جمع کرنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہ ملا کہ اپنے کو مسیح موعود بتائیں اور مسیح ہی کے نام سے بکسیں مگر دوائے نا انصافی اور کفران نعمت کہ جس مسیح نے ان کو اس درجہ پر پہنچایا اور جس کے نام لیا ہو کہ مرزا قادیانی گھر بیٹھے پنچے لگے۔ اسی کو بے دردی کے بغدے سے مار رہے ہیں اور اس میں طرح طرح کے عیوب نکال رہے ہیں۔ یہ تو بالکل یہودائے استریوطی کا اتباع اور اسی کی شاگردی ہے۔ پھر عیسیٰ مسیح کے مار ڈالنے اور صفحہ دنیا سے ان کا نام مٹا دینے میں کیا کیا جتن نہیں کئے۔ ہونہ ہو عیسائیوں نے تو عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ بتا دیا مجھے بخیر ولہ (آسمانی باپ کا لے پالک) بھی کوئی نہ سمجھے۔ حالانکہ مجھ پر چلکا ہوا اور دھمکا ہوا اور کڑکٹا ہوا اور دھڑکٹا ہوا الہام ہوا مگر الہام کو بھی کوئی نہ مانے۔ اچھا نہ مانو میں بھی عیسیٰ مسیح پر وہ تترے جھاڑوں کہ عیسائیوں کے ساتھ روح القدس بھی پناہ مانگے اور دنیا کے مسلمانوں کو جنہوں نے عیسیٰ مسیح کو زندہ رکھ چھوڑا ہے وہ نافع نچاؤں کہ سب میں زلزلہ ڈال دوں قیامت برپا کر دوں گا۔ اے بد بختو نا بخارو، خدائی خوار و لعنت کے مار تو تم نے عیسیٰ مسیح کو زندہ رکھ چھوڑا ہے اور محمد ﷺ کو زمین کا پیوند کر دیا ہے حالانکہ دونوں مردہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں زندہ مسیح اور زندہ نبی، زندہ امام الزمان ہوں۔ مجھے کیوں نہیں مانتے۔ بولاؤں اپنے ایڈیکاٹک طامعون کو اور پکاروں اپنی خالہ کے بچے ہیضہ کو کہ تمہارا صفایا کروے۔

مرزا اور مرزائیوں کا خدا کی صفت محی اور میہ پر ایمان نہیں خدا جسے چاہے زندہ رکھے جسے چاہے مارے جس طرح حسب نوائے آیہ ”انک میتست وانہم میتون“ آنحضرت ﷺ کا کچھ کسر شان نہیں اسی طرح حسب آیت ہیں ”رفعه اللہ“ زندہ رکھنے سے صبح علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ پر کچھ ترجیح اور فضیلت نہیں کیونکہ نبی نبی سب برابر ہیں۔ وہ جس کے ساتھ جو معاملہ چاہے کرے اور جس کو جو صفت چاہے عطا فرمائے وہ قادر مطلق اور قاطر برحق ہے اسکی صفت ”ان اللہ علی کل شئ قدير“ ہے اور ظاہر ہے کہ احیاء اور امانت اور حیات و ممات بھی شئ من الاشیاء ہیں۔ مرزائیوں کے نزدیک خدائے تعالیٰ بعثت پر تو قادر ہے مگر احیاء پر قادر نہیں گویا خدائے تعالیٰ میں یہ صفت ہی موجود نہیں اور اگر ہے تو برائے نام ہے۔ یا محض فضول اور معطل ہے۔ ذرا عقل کے ناخن لو اور سمجھ کر احیاء اور اموات اضداد میں سے ہیں اور ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ پس اگر خدائے تعالیٰ محی نہیں تو میہ بھی نہیں۔ حالانکہ نص قرآنی اس کے خلاف ہے مرزائیوں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ ”لا یخلف اللہ وعده“۔

اب اہل انجیر کے مزخرف عقائد کے موافق مرزا اور مرزائیوں کا یہ کہنا کہ انجیر نہیں بدل سکتا اور بسنت الہی ایسی ہی جاری ہے کہ وہ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا یعنی صبح کو مار تو سکتا ہے مگر زندہ نہیں کر سکتا۔ اول تو تم غیر محدود قدرت و فطرت الہی کو محدود بتا رہے ہو اور ”فسان من شئ الا عندنا خزائنه“ کا صریح انکار کر رہے ہو اگر تم کو فطرت و سنت الہی کا علم ہو گیا ہے تو احاطہ کھینچ کر بتاؤ۔ دوم..... سنت الہی تو یہی ہے کہ وہ ازل سے لے کر اب تک ہر شے پر قادر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ”لا یستقل عما یفعل وہم یستقلون“ انسانی ارادے غلط ہو جاتے ہیں ہم چاہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔ خود مرزائیوں نے مولوی کرم الدین صاحب پر جو فریب کا دعویٰ دائر کیا تو اس میں کوئی تدبیر اٹھار کھی کیا کیا الہام ہوئے مگر ہوا ہی جو خدائے چاہا۔ پس یہی سنت اللہ و فطرت اللہ ہے جو ٹل نہیں سکتی اور ہمیشہ جاری رہے گی۔

خدائے تعالیٰ تو احیاء پر قادر نہیں مگر مرزا قادیانی احیاء و امانت دونوں پر قادر ہیں۔ جو لوگ ان پر ایمان نہ لائیں ان کو طاعون کے ذریعے سے ہلاک کر سکتے ہیں اور جو ایمان لائیں ان کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں سنت اللہ و فطرت اللہ ہو گئی اور خدا میں جس صفت کے ہونے کا انکار کیا وہ اپنے وجود میں ثابت کی۔

مرزا قادیانی تو دنیا کے مارنے ہی کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں جب ساری خدائی کو

مارتے ہیں تو عیسیٰ مسیح کو کیوں نہ ماریں جن کا زندہ رہنا ان کی نبوت و موعودیت کے حق میں موت ہے۔ مرزا قادیانی جب حدیث میں عیسیٰ بن مریم کا زندہ رہنا دیکھتے ہیں تو آتش غضب کے شعلے ان کے دماغ سے نکلنے لگتے ہیں اور جب قرآن مجید میں عیسیٰ مسیح کی نسبت رفعہ اللہ دیکھتے ہیں تو دانت پیستے ہیں اور تھماتے ہیں کہ قرآن میں رفعہ اللہ کی جگہ امانہ اللہ کیوں نہیں نازل ہوا۔ معلوم نہیں خدائے تعالیٰ اس وقت کس خیال میں تھا کہ بھول گیا۔ یا شاید یہ خیال کیا کہ انیسویں صدی میں آسمانی باپ کالے پالک پیدا ہوگا جو میری لفظی غلطی کی معنوی اصلاح کرے گا یا اس سے غلطی ہوئی جس کا تذکرہ اب آسمانی باپ نے کیا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ و ما قتلوه و ماصلوبہ کے بعد جو ”ولکن شبهہ لهم“ وارد ہوا ہے اگر عیسیٰ مسیح مشہہ بالمصلوب نہیں ہوئے تو لکن کیوں وارد ہوا جو استدراک کے لئے آتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ”و ما قتلوه یقیناً“ کے بعد ”بل رفعہ اللہ“ کیوں وارد ہوا حرف بل تو محض اضراب کے لئے آتا ہے جب و ما قتلوه کے بعد لفظ یقیناً موجود ہے تو اضراب کیسا۔ پھر رفعہ اللہ کے معنی جو مرزائی (اپنی طبعی موت سے عیسیٰ مسیح کا مرنا) بتاتے ہیں تو اس کو لغت سے ثابت کریں کہ رفع کے معنی طبعی موت سے مرنے کے ہیں اور جب ہر شے اپنی طبعی موت سے مرتی اور فنا ہو جاتی ہے تو اس کا ذکر ہی کیسا یہ تو محض فضول اور لغو حشو ہوا۔ نہ عیسیٰ مسیح کی کوئی تخصیص نکلی کیونکہ ایسا تو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ دنیا نے اس کو ہمہم بالشان کیوں سمجھا کیوں مذہب میں جنگ ہوئی۔ کیوں غلطہ مچا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔

پھر جب خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ کو مشہہ بالمصلوب کر کے اٹھا لیا اور چند روز زندہ رکھ کر اور عمر طبعی پر پہنچا کر مارا تو سیاق کلام یوں ہونا چاہئے تھا ”بل رفعہ اللہ و امانہ اللہ بعد العمر الطبعی“ مہلا کلام الہی میں انسانی تاویلیں چل سکتی ہیں یہ صرف کلام الہی کی شان ہے کہ ذرا سی تاویل کرنے پر سارا نظام نظم مہلہب اور درہم و برہم ہو جاتا ہے۔ تاویل کرنا تو کیا کلام الہی پر ظلم کرنا ہے۔

۳ ..... مرزا قادیانی کا کوئی سچا مرید طاعون سے نہیں مرا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

الحکم مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی نے طاعون کے متعلق اپنے بعض مریدوں کو گورداسپور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو جو شناخت کا حق

(ملفوظات ج ۷ ص ۹)

واہ کیا کہتا ہے۔ اس دوپٹی تقریر پر قربان جانیے جو بروزی حکمت عملی سے لبریز ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ جن لوگوں نے مجھے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے نہیں پہچانا یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لائے وہی طعمہ طامون ہوئے۔ اس کی دو شقیں ہیں۔ اول درجہ پردہ لوگ ہیں جو جانتے ہی نہیں کہ مرزا قادیانی کس کھیت کی دساور ہیں نہ ان کو خبر ہے کہ قادیان ملک پنجاب میں کس نبی اور مسیح نے بردز اور خروج کیا ہے۔ دوسرے درجہ پردہ مرزائی ہیں جنہوں نے بظاہر بیعت کی مگر جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ مرزا قادیانی کو نہیں پہچانا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ ہنٹ اندھے (جاہل اور سادہ لوح) تھے کہ نبی اور غیر نبی میں تمیز نہ کر سکتے تھے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی منڈ گئے تھے۔ وہ درحقیقت سرمیں دماغ، دماغ میں حس اور ادراک، سینے میں دل اور دل میں کاشنس نہ رکھتے تھے اور یقین کیا جاتا ہے کہ خوش قسمتی سے ایسے ہی مریدوں کی بھڑبھڑانے مرزا قادیانی کا رجسٹر معمور کر رکھا ہے اور بڑی بات ہے کہ انہوں نے کسی چندے میں بھی کوڑی تک نہ دی ہوگی۔

گویا قارون کے سگوں میں سے تھے۔ خوب ہوا کہ طامون ایسے لٹموں، گھامڑوں، عطائیوں کا سلسلہ کر گیا کیونکہ وہ کسی مرض کی دارو نہ تھے۔ یا خود غرض تھے جو محض پیٹ کی خاطر مرزائی بنے تھے اور خلوص عقیدت نہ رکھتے تھے۔ ایسے لوگ دراصل منافق تھے اچھا ہوا کہ طامون نے ان کو بھی دوسرے بھائیوں میں ملا دیا جس کم جہان پاک۔

مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ طامون سے جس قدر مرزائی مرے وہ حقیقی مرزائی نہ تھے اور جس قدر بیگ رہے خواہ وہ خود غرض اور منافق ہی کیوں نہ ہوں سچے راسخ الاعتقاد مرزائی ہیں۔ تو گویا طامون کچے اور جھوٹے مریدوں کو چٹ کرنے آیا تھا کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ قید لگائی ہے کہ مجھے انہوں نے ایسا نہیں پہچانا جو شناخت کا حق ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو مرزا قادیانی سے آشنا ہی نہیں نہ ان کے نام تک سے واقف ہیں۔ وہ خارج اور مطلق العنان رہے نہ طامون ان کے لئے آیا۔ طامون تو ڈاکٹر بن کر پیاروں ہی کا صفایا کرنے آیا ہے اور یہ چونکہ یہ جاہل، خود غرض، منافق تھے لہذا سب جنہیں ہوئے ”ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار“

لوصاحبو مرزائی بخوادریہ شعر پڑھتے ہوئے سیدھے جہنم کی راہ لو۔

تو دوست کسی کا بھی ستم گر نہ ہوا تھا  
جو ظلم ہے ہم پر وہ کسی پر نہ ہوا تھا

اور ابھی کیا معلوم ہے مرزائیوں میں کتنے جاہل، خود غرض، منافق بھرے پڑے ہیں۔ ان کا تجربہ آئندہ سال انہیں ایام میں ہوگا کیونکہ طاعون تو لے بالک کے ساتھ ہے ہی جب تک لے بالک زندہ ہے طاعون کا دورہ بند نہیں ہو سکتا۔

پھر لاکھوں آدمی مرزا قادیانی کو جیسے کچھ وہ بردز اور موثر ہیں ایسا پچھانتے جیسا پچھانتے کا حق ہے۔ وہ خود مرزا قادیانی کے قول کے موافق طاعون سے محفوظ رہے اور آئندہ رہیں گے۔ انشاء اللہ! حق پر زبان جاری۔ طاعون تو صرف مرزائیوں کے لئے آیا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کو نہیں پچھانا کہ کتنے پانی میں ہیں اور ان کی کیا پالیسی ہے اور کھانے کے دانت کتنے چھوٹے چھوٹے اور دکھانے کے دانت کتنے لمبے لمبے ہیں۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ”جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی، خدائے تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ہمارے گھر کے ادھر ادھر چیخیں آرہی تھیں۔ اور ہمارا گھر درمیان میں اس طرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے اس نے محض اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھا..... الخ“ (ملفوظات ج ۷ ص ۱۷)

شہروں اور قصبوں میں ایسا واقعہ بہت سے گھروں میں ہوا ہے کہ ارد گرد کے لوگ طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ گھر بالکل محفوظ رہے ہیں مگر کیا ان گھروں میں بھی ایک ایک مسیح موعود موجود تھا جس کی وجہ سے وہ محفوظ رہے ہم خود اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میرٹھ شہر میں ہمارے گھر کے اطراف و جوانب قریب و بعید میں طاعون سے اموات کی ٹپا ٹپکی لگی ہوئی تھی۔ ایک مردہ اٹھایا گیا اور دو تین مردوں کے اٹھانے کا تھمتا۔ مگر ہمارے گھر جس میں بیس/چھپیس آدمی تھے سب محفوظ رہے اور کسی کا بال تک بیکانہ ہوا۔ کیا ہم بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ استغفر اللہ! مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اگر ہم مفتی علی اللہ ہوتے تو سب سے پہلے ہم ہی پر طاعون آتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر طاعون مرزا قادیانی کے منکر دلوں کی وجہ سے آیا ہے تو ہندوستان کے ۳۰ کروڑ آدمیوں میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا اور کوئی مرزائی جو مرزا قادیانی پر ایمان لا چکا ہے نہ مرنے والا نہ کہ جس طرح اور لوگ مرے اسی طرح مرزائی بھی مرے۔ طاعون نے نہ تو اپنا دیکھا نہ پرایا سب پر جھاڑو پھیر دی۔ ایسی لہو باتیں بچوں کے پھسلانے کے لئے ہیں۔

۴ ..... مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم میں ان مقدمات کی نسبت مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ



ابھی انفصال میں دیر ہے مقدمہ میزان تحقیقات میں تل رہا ہے دونوں پہلے برابر ہیں۔ فریقین مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ مقدمات کا محول پکڑنا اور مہلت کا ملنا قدرت الہی کا کرشمہ بلکہ چشمک ہے کہ فریقین اب بھی سمجھیں اور اب بھی سمجھیں۔ یعنی با اصلاح ذات البین اور با ہی مصالحت اور عنقوت ترجیح دیں۔ اس صورت میں منازعت کا بالکل انقطاع ہو جائے گا اور آئندہ سلسلہ نہ بڑھے گا۔ اور اگر تقریباً دو سال تک کھکھڑا اٹھانے زیر بار ہونے نظرات میں جتلا رہنے پر کسی فریق کو فتح بھی ملی تو شکست کے بھاؤ پڑے گی اور شاید عمر بھر بھی محضوں سے نجات نصیب نہ ہو کیونکہ اپیل پر اپیل اور حر جانے پر حر جانے کے دعوؤں کا سلسلہ فوجداری اور دیوانی دونوں میں شروع ہوگا۔ دین اور دنیا کے کاموں میں خلل آئے گا۔ کچھ یوں کی خاک اور بھی زیادہ چھانی پڑے گی اور خواہش انتقام اپنا رنگ لائے گی۔ پس جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں یہی مناسب ہے کہ مصالحت ہو کر عدالت میں راضی نامے داخل ہوں اور طرفین سے ضرر رسانی کی پالیسی کو طلاق دی جائے۔ تاکہ ہر وقت کی خلش اور جان کا ہی سے نجات ملے۔

## ۵ ..... مہلک مسیح اور طاعونی نبی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے پاس بجز اس دلیل کے کہ مسیحی مسیح وفات پا گئے کوئی دلیل اپنے مسیح موعود ہونے کی نہیں جس کی ہم بیسیوں مرتبے چھٹا کر چکے ہیں۔ اب صرف طاعون طعون رہ گیا جو مرزا قادیانی کے خدج کی بڑی بھاری علامت اور آسمانی باپ کا جھنڈا ہے اور اس لئے اگر مرزا قادیانی کو طاعونی نبی یا طاعونی مسیح کہا جائے تو بے جا نہیں۔ لوگوں کی ہلاکت کی دھمکیاں تو خیر نال مرزا قادیانی پہلے ہی دیا کرتے تھے مگر وفات مسیح کا قصہ پرانا ہو گیا اور خود مرزائی اس سے استہزاء گئے تو طاعون ہی کا ذکر خیر مرزا قادیانی کی تقریروں اور مرزائی اخباروں کی تحریروں میں رہتا ہے کیونکہ یہ تازہ بہ تازہ ہے اور کل جدید لہذہ کی چاشنی میں خیر کیا گیا ہے۔

چونکہ ہرنی کے زمانے میں طاعون آیا ہے اور خود مسیحی مسیح کے زمانہ میں بھی طاعون سے لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور کسی نبی کی برکت اور دعا اس کا انسداد نہیں کر سکی۔ لہذا بروزی نبی کے زمانہ میں کیوں طاعون نہ آئے۔ اور جو تمغہ ہرنی کو ملا ہے بروزی نبی اس سے کیوں محروم رہے۔ مگر جس صفت میں تمام انبیاء نے بھی دنیا کو ہلاک ہی کیا اور مرزا قادیانی بھی ہلاک ہی کر رہے ہیں تو ان میں اور دیگر انبیاء میں کونسا ماہی الامتیاز رہا حالانکہ مرزا قادیانی خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) اور دوسرے لفظوں میں افضل الانبیاء ہیں۔ دنیا کے لئے تو مرزا قادیانی کا وجود باعث

ہلاکت ہے مگر وہ خود اپنے لئے آسمانی نشان ہیں۔ ان کا بال تک بیکانہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے آسمانی باپ نے صرف انہی کی حفاظت کا ٹھیکہ لیا ہے۔ کیونکہ وہ خلف ہیں اور دوسرے بیٹے ناخلف۔

مرزا قادیانی سے جب کوئی سوال کرے گا کہ طاعون کب دفع ہوگا تو وہ بھی جواب دیں گے کہ جب تک دنیا مجھ پر ایمان نہ لائے گی۔ حالانکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ساری خدائی ان پر ایمان لائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف مرزا قادیانی کی زندگی میں بلکہ ان کے مرنے کے بعد بھی طاعون موجود رہے گا اور جب تک ساری دنیا کا صفایا نہ ہو جائے گا طاعون بھی نہ بٹے گا۔ نہ جہد زجائے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ دنیا بد اعمالیوں میں جلا ہے خدا کو بھول گئی ہے مگر ان کی خوارق یہ کہہ رہے ہیں کہ تم کیسی ہی بد اعمالیوں کے مرتکب ہو۔ کیسے ہی خدا کو بھول جاؤ مگر مجھ پر ایمان لاؤ میں طاعون سے بھی بچاؤں گا اور آسمانی باپ سے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی پارٹی میں ہر گروہ کے مسلمان بھرتی ہو جاتے ہیں۔

مداری، قلندری، محمدی، مقلد، غیر مقلد، خود بروزی نبی اور امام الزمان مگر کسی کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں۔ بلکہ سب کی پیٹھ ٹھوکتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ پیٹ کے اندر کیسا ہی مذہب رکھیں مگر ان کو نبی اور امام الزمان مان لیں۔

حضرت امام اعظمؒ کے مذہب کی بہت تعریف کرتے ہیں مگر بقیہ تین اماموں اور ان کے مذاہب اور ان کے مقلدوں کا ذکر تک نہیں کرتے گویا وہ ناحق پر تھے۔ وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں کثرت سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں پس بڑھتی دولت انہی میں ہے۔ اگرچہ بروزی نبوت پر ایمان لانے والے شاذ و نادر ایسے لوگ بھی ہیں جو کسی زمانہ میں اہلحدیث تھے اور باوصف جدید نبی پر ایمان لانے کے وہ اب بھی اپنے کو اہلحدیث ہی بتاتے ہیں مگر حدیث ”اتبعوا السواذ الاعظم“ کو جو حنفی مقلدین کی شان میں ہے۔ اب اس کا نزول احمدی (مرزائی) جماعت کی شان میں بتایا جاتا ہے پس مرزا قادیانی خوش ہوتے ہیں۔ کسی کے منہ پر تھپڑ نہیں مارتے کہ تم تو اچھے خاصے مشرک فی الرسالہ ہو کہ بروزی نبی کی امت میں ہو کہ اب تک امام ابوحنیفہ کا کلمہ پڑھتے ہو مجتہد کی مفت ”قدیخطی“ ہے اور نبی فطری طور پر معصوم ہوتا ہے۔

یہ عجیب عجیب مرکب ہے کہ ایک خاٹمی کے مقلد بھی اور ایک معصوم نبی کے امتی بھی۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا ہمارے معنوں کا عنوان تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی مہلک نبی اور طاعونی مسیح ہیں اور یہ خطاب ان کے لئے باعث فخر ہے اور یہ ایسی مفت ہے جس نے انکے تمام اوصاف کو

ڈھانپ لیا ہے اور سب اوصاف پر غالب آگئی ہے۔ یعنی اب ان کو خاتم الخلفاء اور بروزی ٹی اور امام الزمان وغیرہ کہنا نہ صرف فضول بلکہ ان کی توہین کا باعث ہے۔ اب جو لوگ مرزا قادیانی پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ غالباً یہی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کرتے ہوں گے کہ ہم کو آپ کی بروزیٹ اور خاتمیت اور امام الزمانی سے کچھ واسطہ نہیں ہم تو آپ کی مہلک نبوت اور طاعونی مسیحیت پر ایمان لائے ہیں کیونکہ یہی آپ کا آسمانی نشان ہے اور یہی آپ کی ذاتیات میں داخل ہیں۔ اس کے سوا جتنی صفات ہیں سب عرضیات ہیں۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ بروزیٹ اور مسیحیت کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہاں طاعون اور ہلاکت خارج میں موجود ہے۔ پس ایک مفہوم دینی پر ایمان لانا اچھا ہے یا موجودی خارج پر۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم جولائی کے شمارہ نمبر ۲۵ کے مضامین

.....۱	الہام کی حقیقت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	موت کی دھمکی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اخبار الحکم کی فریاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مذہب اور آریا مذہب میں کیا فرق ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... الہام کی حقیقت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الہام میں لکھا ہے کہ (زندہ پیر کے مجاور نے) فرمایا ”مجھے یاد ہے کہ کسی نے ذکر کیا کہ فشی الہی بخش (مؤلف کتاب عصاء موسیٰ) اور اس کے ترجمان (صوفی فشی محمد عبدالحق صاحب) کہتا ہے کہ الہام وہ ہے جو پورا ہو جائے۔ اور جو پورا نہ ہو وہ شیطانی کام ہے۔“ حضرت نے (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ ”مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اگر خدا کی قسم دی جائے تو میں کہوں گا کہ میرے الہامات خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن جس شخص نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو وہ ہرگز جرأت نہیں کر سکتا کیا وہ شخص جو کامل یقین رکھتا ہے اور وہ شخص جو مہلکوک ہے برابر ہو سکتے ہیں۔“ (ملفوظات ج ۷ ص ۲۶)

سوال..... از آسان۔ جواب..... از ریسمان مثنی صاحب اور صوفی صاحب نے ایک نکلسائی اور اصولی بات کہی تھی جس سے کوئی ذی عقل انکار نہیں کر سکتا کہ جو الہام پورا نہ ہو اسے الہام کہنا ظہم (خدائے تعالیٰ) پر افتراء کرتا ہے۔ مگر چونکہ اس سے مرزا قادیانی کا کوئی ادعا تھا۔ کیونکہ ان کا کوئی الہام کبھی پورا نہیں ہوا۔ لہذا اوڑان گھائی بتا گئے۔ اور اپنے الہامات کے پورا نہ ہونے کی وجہ نہ بتائی۔ آپ نے مکہ معظمہ کا ذکر کیوں کیا یہ کہنا تھا کہ اگر مجھے قادیان شریف میں خیالی منارے کے نیچے آسانی باپ کی قسم دی جائے۔ کیونکہ آپ مکہ معظمہ اور کعبہ مکرمہ سے مخرف ہو چکے ہیں۔ باوصف استطاعت رکھنے کے حج کو نہیں جاتے بلکہ اپنے چیلوں کو بھی منع کرتے ہیں کہ سمندر میں نا کے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں اور خشکی میں شیر لگتا ہے۔ طاعون اور ہیضہ کے جا بجا قریبے ہیں پس اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا شہید ہونا ہے کوئی سچا الہام خیالی طور پر نہیں ہوتا بلکہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے القاء ہوتا ہے جس کا پورا ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اوروں کے الہامات تو خیالی اور آپ کے الہامات یقینی ہوں جو سرسراہٹ بن کر پھر ہو جائیں اور وقوع میں نہ آئیں اور جس طرح آپ کے الہامات محض افتراء علی اللہ ہیں۔ اسی طرح آپ کی قسم کا بھی کسی ایسے تیسے ہی کو یقین ہوگا۔ ”جو لا قطع کلّ خلاف مہین الآیہ“ پر ایمان نہ رکھتا ہوگا۔

پھر الہام کسی واقعہ کے متعلق ہوتا ہے جس کا ظہور الہام کے لئے کوئی بن جاتا ہے۔ آپ کے الہامات انست بعنزلہ ولدی وغیرہ کو نئے واقعہ کے متعلق ہیں۔ آپ کو آسانی باپ کا لے پالک کس نے مانا۔ الہام تو ہو گیا لیکن اگر ہم خود مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا درحقیقت مرزا خدا کے لے پالک ہیں تو وہ اس کا جواب متعیر ہو کر نفی ہی میں دیں گے۔ فرمایے جب خاص الخاص مریدین بھی الہام کے منکر ہیں تو غیر کیوں منکر نہ ہوں؟

مرزا قادیانی کے الہامات و واقعات کے متعلق اور واقعات کے پورا کرنے والے تو کیا ہوں گے اگر ان کو غور سے دیکھا جائے اور جمع کیا جائے تو ایک بے معنی غیر منضبط بے سرو پا لغویات و خرافات ہوگی۔ نبی بھی بن گئے۔ مسیح موعود بھی بن گئے مگر آسانی باپ نے جدید نبی کی بغل میں کوئی پتھرا (صحیفہ) دیکر نہ بھیجا جس میں امت کے لئے حالات و قوانین ہوتے۔ امام الزمان بن گئے مگر الہام کے گھڑنے تک کا سلیقہ نہ ہوا۔

عیب کرنے کو بھی ہنر چاہئے

مجدد السنہ مشرقیہ پر ایمان لاتے تو وہ اچھوتے الہامات کا گھڑنا بتا دیتا کہ ہرگز نکسال

باہر نہ ہوتے اور پھر ہر طرح چاندی ہی چاندی تھی۔ مریدوں پر الہام نہیں ہوتا بلکہ وہ ابھی عالم رویاء کے سبز باغ دیکھ رہے ہیں جن کا الحکم میں مسلسل چھینا اور پھر ان کی تعبیروں کا ملنا شروع ہو گا۔ ایک مرزائی کا خواب مشہور ہوا ہے کہ کسی شخص نے پانچ سو پونڈ کی رقم کا فارم بھیجا ہے جب رقم کو ضرب دی تو چھتیس ہزار روپیہ حاصل ضرب ہوا (بلی کے خواب میں جھگڑے)

## ۲ ..... موت کی دھمکی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفت بشیر و نذیر اور خود آنحضرت ﷺ کی صفت ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ وجہ یہ ہے کہ انبیاء جناب باری کی شان جلال اور رحمت کے مظہر ہیں۔ یہ دونوں صفتیں بالمقابل لازم و ملزوم ہیں جن کا ظہور اپنے اپنے موقع پر ضروری ہے ورنہ دنیا یا تو سیر ہو جائے یا دلیر ہو جائے اور پھر ضرور ہے کہ دین و دنیا کا نظام درہم و برہم ہو کیونکہ خدائے تعالیٰ عین رحم ہے عین محبت ہے اور خلقت عالم اور بعثت آدم کا منشاء بھی رحمت و شفقت ہے۔ شان رحمت ہی سے کائنات و کمونات ظہور میں آئے ہیں۔ اسی شان رحیمی کے اقتضاء سے کسی نے ذات باری کو باپ قرار دیا۔ کسی نے رب اور پروردگار۔

اس میں بالکل شک نہیں کہ قدرت الہی کا بازار ازل سے ایک دم گرم ہے جس میں صرف رحمت کو رواج ہے۔ قہر و غضب نام کو نہیں۔ ان کے پیدا کرنے والے وہ انسان ہیں جو اس کی عظمت سے ناواقف اور اس کی رضا کے مطابق کام کرنے سے غافل اور اپنی فانی ہستی کے مقابلے میں اس کی ہستی کو بھولے ہوئے ہیں۔ بلکہ انادولا غیری کے نقارے بجا رہے ہیں۔

مرزا قادیانی نے جو لوگوں کو موت کی دھمکیاں دیں اور طاعون کے خروج و نزول کو اپنی نبوت اور بردزیت کا باعث بلکہ تابع بتایا تو کیا اس کے یہی معنی نہیں کہ موت میرے اختیار میں ہے اور اگر تم مجھ پر ایمان لاؤ گے تو زندہ رہو گے ورنہ ہلاک ہو گے مگر مرزا قادیانی نے کبھی یہ بشارت نہیں دی کہ آسمانی باپ تم کو ورثہ میں فلاں فلاں جائیداد یا میراث یا عتیس دے گا باپ بیٹے کے پاس موت کے سوا کچھ نہیں طاعون تو مرزا قادیانی کی خوشی قسمتی سے چند ہی سال سے آیا ہے۔ لیکن جبکہ آپ اپنی نبوت و رسالت ۳۰ سال بتاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس وقت طاعون نہیں آیا اور قبل از طاعون جو دھمکیاں عبداللہ آتھم وغیرہ کو دی گئیں وہ سب خالی گئیں۔ موت کی گیدڑ بھکیاں ہی رہیں۔

بھلا موت کا کسی سچے مسلمانوں کو جس کا ایمان ”اذا جاء اجلہم لا یتستأخرون

ساعة ولا يستقدمون“ پر ہے خوف ہی کیا۔ موت تو ان کے لئے ایک نقل مکانی ہے جو لوگ خدا کو بھولے ہوئے ہیں ان کی زندگی موت بلکہ موت سے بدتر ہے اور جو لوگ ہر دم خدا میں جیتے ہیں ان کی موت بھی زندگی ہے بلکہ وہ کبھی مرتے ہی نہیں موت کی دھمکی صرف بزدلوں پر پڑتی ہے۔ جب بچے اپنے بڑوں سے سنتے ہیں کہ شادی آئی بھی شادی آئی بچھا آئی بھائی بچھا آئی تو وہ ڈر جاتے ہیں یہی حال ان پیران نابلغ کا ہے جو موت سے ڈرتے ہیں۔

موت و ہلاکت سے ڈر کر مرزا قادیانی پر ایمان لانے والے سب بچوں کی سی طبیعت رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ڈیوٹی ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا قادیانی بجز اپنے نفس اور اپنے مریدوں کے کسی کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ عیسیٰ مسیح مرگے تمام انبیاء اور اولیاء اور شہداء خلاف قوائے ”لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا“ مر گئے۔ ان کے تمام مخالفین اور منکرین موجودہ زمانے میں ان کے سامنے بذریعہ طاعون مر گئے اور مرنے کا لگ لگ رہا ہے اور ابھی کیا ہے ساری دنیا مرے گی مرزا قادیانی اور ان کے مرید ہی زندہ رہیں گے۔

مگر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کے وہ مخالفین جو جعلی بروزیٹ و مہدیٹ و مسیحیت کا دھڑوڑ رہے ہیں۔ مثلاً حضرت میر مرہ علی شاہ صاحب مؤلف کتاب سیف چشتیائی وغیرہ۔ اور حضرت مولوی محمد حسین صاحب بنالوی ایڈیٹر رسالہ اشعۃ السنہ جو مرزا قادیانی کے حوالہ در حوالہ ہیں۔ حریف ہیں اور حضرت مفتی الہی بخش صاحب و حاجی صوفی محمد عبدالحق صاحب مؤلف کتاب عصاء موسیٰ وغیرہ اور حضرت مولوی کرم الدین صاحب جنہوں نے مقدمہ فریب میں الہامات کی جڑ کاٹ دی اور حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر مالک اخبار الحمدیٹ امرتسر جو مرزا قادیانی کے بنگلی گھونٹے ہیں اور ہر طرح ان کو ناجنچا رہے ہیں اور حضرت مولوی سید ابو محمد ڈاکٹر جمال الدین مالک بنو میڈیکل ہال صدر بازار پشاور جنہوں نے بروزیٹ کے ہوائی قلعہ کو اپنی ہر قسم کی اعانت سے بذریعہ فیمہ اڑا دیا اور حضرت مولوی امام الدین صاحب مدرس پور ڈسکول گجرات اور تمام حضرات نامہ نگاران و معاونان و ناظرین شیعہ ہند جن کی تعداد بے شمار ہے۔ اور جن کی اعانت اور سرپرستی سے فیمہ جاری ہے۔

ان میں سے کسی کا ہال بھی بیکانہ ہوا اور نہ انشاء اللہ مرزا قادیانی کی زندگی تک بیکانہ ہوگا نہ کسی پر موت کی دھمکی بڑی خدا نے چاہا تو سب کے سب مرزا قادیانی کو مار کر بھی نہ مریں گے۔ مجدد الدنہ مشرقیہ کی یہ پیشینگوئی جلی حروف سے لکھ کر مرزا قادیانی اور تمام مرزائی اپنی اپنی پاکٹ میں

رکھ لیں اور پھر قدرت الہی کا چشمِ عبرت سے نظارہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ضرور ہوگا۔ آمین!  
 اور ہم حضرت مجددِ السہ مشرقیہ شوکت اللہ القہار کا ذکر خیر تو بھول ہی گئے۔ انہوں نے تو  
 مرزا قادیانی کی وہ خدمت گزاری کی ہے کہ کوئی کہہ نہیں سکتا۔ ہر علم ہر فن پر سبیکت ہیں۔ گویا گپ  
 چپ کے لٹو کھلا دیئے۔ گھنٹوں گھنٹوں مزہ چکھا دیا۔ مرزا قادیانی کے کان میں ہر سال آسمانی باپ  
 کہہ جاتا ہے کہ ضمیمہ اب بند ہوا اور اب بند ہوا۔ مگر آسمانی باپ ایسا جھوٹا اور فریبی ہے کہ جو کہتا ہے  
 لے پالک کے حق میں الٹی ہی پڑتی ہے۔ اب دیکھتے جاؤ منافقوں اور لٹھروں کی بولتی بند ہوتی ہے یا  
 ضمیمہ بند ہوتا ہے۔

ہم حلقاً کہتے ہیں کہ مجدد اپنے حاسدوں اور بدخواہوں کو جو نہ صرف قادیان میں بلکہ  
 بعض شہروں اور قصبوں میں عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارتے پھرتے ہیں۔ جاہل مطلق اور طفلِ مکتب  
 سمجھتا ہے۔ اکثر مرزائی ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ خلق سے پیش آتے ہیں اور  
 کہتے ہیں کہ پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ مگر توبہ زبان کھولتے ہوئے۔ بروزیّت و مسیحیت کی قلعی کل مٹی  
 ہے۔ ہاں بعض سیدھے سادے علماء سے چھیڑ خانی کرتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کی حیات ثابت کرو  
 جب ہم ان کو بھی مہبوت کرنے کا لٹکا اور حیوان نامہ شخص بنادینے کی صنعت بتاتے ہیں تو پھر میدان  
 میں بوئے ہی نہیں جھتے۔

جن لوگوں نے انبیاء سے سرکشی کی ہے ان کی تمام قوم کی قوم ہلاک ہوگئی ہے۔ جیسے  
 طوفانِ نوح اور صرصر عادم کر کیا وجہ ہے کہ بروزیّی کی مخالفت کر کے نہ صرف ہندوستان کے  
 ۳۰ کروڑ بلکہ دنیا کے ایک ارب کئی کروڑ آدمی ہلاک نہ ہوئے۔ اور خود ایمان لانے والوں کی  
 جماعت کثیر ہلاک ہوگئی۔ کیا انبیاء کا معجزہ صرف ہلاکت ہے۔ زندہ کرنا ان کا معجزہ نہیں۔ ہاں  
 صاحبِ انبیاء کیا معنی خدائے قادر مطلق بھی امات ہی پر قادر ہے احیاء پر قادر نہیں اور انبیاء نے تو  
 درحقیقت کوئی معجزہ ہی نہیں دکھایا چہ جائیکہ احیاء اموات مناسب توبہ تھا کہ جس طرح احیاء خلاف  
 فطرت ہے اسی طرح امات بھی خلاف فطرت ہوتی لیکن مرزا قادیانی کا ایمان ایک لازافِ نیچر  
 پر ہے دوسرے پر نہیں۔

احیاء اس لئے خلاف فطرت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے رقیب عیسیٰ مسیح مردوں کو زندہ  
 کرتے تھے اور پھر غضب یہ ہوا کہ وہ خود بھی زندہ ہیں اور دوبارہ آئیں گے پس آسمانی باپ نے  
 اپنے لے پالک کے سچا کرنے کے لئے عیسیٰ مسیح کو مار کر لازافِ نیچر کی تصدیق کر دی اور احیاء کا  
 نیچر منسوخ کر دیا کیونکہ اس سے خود لے پالک منسوخ ہوتا تھا۔

## ۳ ..... اخبار الحکم کی فریاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

وفا نہ می کنند امید مغفرت بایاس

نہ زانکہ عفو الہی نسا زد م مغفور

اے برادران احمدیہ! ”بعد الحمد والثنا الادب الاکبر السماوی والارضی والصلوة والسلام علی المتنبی هو امام الزمان والنبی المبرور والمسیح الموعود والمهدی المسعود ادام الله ظله علی البشر ذمته الاحمدی المحمود“ میں اس سے پہلے آپ کے حضور ایک اپیل اپنی ناکامی اور دردناک حالت کی نسبت پیش کر چکا ہوں۔ مگر جیسی کہ امید تھی اور جیسی پھوٹی قسمت میرے گوش دل سے سرگوشی کر رہی تھی بجائے اس کے کہ میری مدد کی جاتی اور بہت اور ڈھارس باندھی جاتی چار طرف سے یاس کے بادل اُمنڈ رہے ہیں اور ناکامی کی بجلیاں خرمن دل پر کوند رہی ہیں۔ آخر میری جانب سے آپ کی یہ غفلت اور بے پروائی اور طوطا چشی اور بے اعتنائی کیوں ہے اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے اور معقولیت کے ساتھ آپ کی رسی پبلک (جمہوری گورنمنٹ کا اجلاس، وہ قصور مجھ پر ثابت کر دے اور میرے سر پر اسی طرح الزام کا چارج دھر دے جس طرح حضرت امام العوام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لالہ چند محل صاحب مجسٹریٹ کی عدالت نے دھر دیا ہے تو میں اپنے قصور پر تادم ہوں اور گڑگڑا کر اور ٹسوے بہا کر دانتوں میں تنکے لیکر آپ سے غصہ کا خواستگاہ ہوں۔

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اخبار کی معمولی اور مستحکم اشاعت میں روڑے انکے ہوئے ہیں مگر اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ہاں اتنا قصور ضرور ہے کہ میں نے اپنے تمام فرائض کو حضرت مسیح علیہ السلام کے سر پر تصدیق کر دیا اور میں ان کی خدمت اور کاروبار میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا جیسے انسان کے ساتھ سایہ اور روس کے ساتھ جاپان اور سومالی ملک کے ساتھ برٹش اور ہندوستان کے ساتھ طاعون اور ملک جاپان کے ساتھ زرد بخار جس کے پھیل جانے کا تمام یورپ کو خطرہ ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر آسانی نشان کے ظاہر ہونے کی سعی کر رہا ہوں۔ اور پرکار کی طرح میرا ایک قدم دارالامان کے اندر اور ایک باہر ہے اور کیا معلوم ہے کہ یہ گردش کب تک رہے۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھر آئیں کیا



تو مناسب یہ تھا کہ میری اور بھی قدر کی جاتی ہے اور میری عرق ریزی کی داد دی جاتی۔ راتب اور مسالے بڑھائے جاتے۔ میری پاکین میرا کٹھی کٹھلہ جتنا جھن کلاہ علیہ السلام اور مہلخان علیہ الرحمۃ سے بھرا جاتا اور مجھ کو ملہ مایحتاج سے سبکدوش کیا جاتا یہ تو سب چوہے میں گیا الٹا مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ الحکم ہر ایک احمدی بھائی کے ہاتھ میں ہوتا اور اس کی سرتوڑ اور منہ پھوڑ اور دھکا پھیل اور ریلیم ریل اشاعت کی جاتی۔ بدبختی سے اب یہ ہو رہا ہے کہ الحکم کی اعانت اور اشاعت کی راہیں بند کی جاتی ہیں اور ایک ایک احمدی مجھ سے منہ پھلائے بیٹھا ہے میرے پیارے بھائیو ذرا تو انصاف کرو کہ میرے سوا حضرت مسیح علیہ السلام کی رفاقت کس نے کی ہے۔ قادیان میں سب پردے کے بولو بنے بیٹھے ہیں۔ اندر میں باہر میں۔ کوٹ پجھری میں میں اخبار کے آفس میں میں جہاں دیکھو میں ہی میں۔ اس سے تو میرے گلے پر چھری ہی پھر جاتی تو بہتر ہوتا۔

يك جان و هزار برق انسوہ  
کاہے چہ كند بہ آتشين كوه

اگرچہ میں اس عرصہ میں نہ صرف حضرت اقدس کے جبروت کا ناموس قائم کرنے بلکہ دنیا پر تمام جماعت احمدیہ کے شان و شکوہ کا سکہ بٹھانے کے لئے سرگامی اور پاؤں سپہ بننا پھرنا رہا ہوں لیکن آپ کے آرگن (الحکم) کی اشاعت کو بھی دانتوں سے پکڑے رہا ہوں۔ اگر دوسرے شخص پر اتنی ذمہ داریوں کا بار پڑتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی۔ اگر آپ الحکم کی اشاعت میں کبھی کبھی وقفہ ہو جائے۔ نہ سے غضبناک ہیں تو میں معقول عذر پیش کر چکا یہ عذر ایسا نہیں کہ کوئی سامع قابل اس کے سننے سے اپنے کانوں میں ٹھیسٹھیاں دے لے اور اگر آپ پر میری بعض معروضات ناگوار گزری ہیں مثلاً ہر حادوں دس خریدار پیدا کرے یا استطاعت رکھنے والے بھائی دس روپے سالانہ دین تو بجائے اس کے آپ غضبناک ہوتے ایسی گزارش کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کرنا آپ پر فرض تھا کیونکہ حضرت اقدس کی راضا مندی اس میں ہے۔ بھلا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کیا میں کوئی تحریک حضرت اقدس کی مرضی اور فشاء کے خلاف کر سکتا ہوں تو بہ تو بہ۔

بشكندد سستے كه خنم در گردن يارے نشد

اور اگر شک ہو تو حضرت کی خدمت میں عرض بھیج کر تصدیق کرا لیجئے۔

اور میں تو میں دارالامان میں جس قدر مراہہ اور حوارین اور خاندان رسالت کے اراکین ہیں کوئی بھی امام الزمان کے فشاء کے بغیر نہ چوں کر سکتا ہے نہ پوں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو قریب بارگاہ امام الزمان میں مجھے ہے وہ دوسرے کو نہیں ہو سکتا اور صاحب اللہ بن کر جو کڑیاں میں نے جمیلی ہیں۔ دوسرے نہیں جمیل سکتا۔ مجھ میں اور میرے نوزاد رقیب میں وہی نسبت ہے۔ جو ہاتھی میں اور بھیڑ میں۔ کجا صاحب الغیل کجا ابابیل۔ بھیڑ بکری کا اتنا تن قوش بھی نہیں جتنی ہاتھی لید کرتا ہے۔ آپ کا الحکم حضرت اقدس کے جسم مبارک پر گویا عربی قبا اور عبا ہے اور نوزاد رقیب صرف ستر ڈھانکنے کی غرق لنگوٹی ہے۔ دھوٹی اور تھم بھی تو نہیں جس سے جبراً قہر اُٹھائی ادا ہو جائے۔

صاحبوا! ارزاں بھلت گراں حکمت۔ میرے ننھے رقیب کے دامن میں کوڑیوں کے سوا کچھ نہیں اور گرانڈیل الحکم کی جیب میں گراں قیمت جواہرات بھرے ہیں جن کو جوہری ہی پرکھ سکتے ہیں۔ افسوس میرے کسن رقیب کی توبے پوچھنے آؤ بھلت ہو رہی ہے۔ دھڑا دھڑا در خواستیں اور مٹی آرڈر کر رہے ہیں اور میں جو سب سے پہلے کل خزانہ پر اور کسر صلیب کی منادی کرنے والا یعنی ڈھنڈورا اور مسیح موعود کے نشانوں اور تمغوں کا چمکانے والا اور متارۃ المسیح کی عمارت کو اپنے صفحات کے ذریعے سے فلک الافلاک کی چوٹی پر پہنچانے والا ہوں۔ مجھے سب نے نظروں سے گرا دیا کہ انصاف اسی کا نام ہے۔ افسوس اپنے ہی جسد کا خون فاسد ہو گیا۔ اپنے ہی بدن کے اعضاء دشمن بن گئے۔

میرے پیارے بھائیو! اگر میری اس فریاد پر بھی آپ کا دل نہ بھجا اور آپ کو میری بے کسی اور یاس پر رحم نہ آیا تو خوب یاد رکھو کہ آسمانی ہائی کورٹ میں اپیل کروں گا اور پھر آپ کو عالم بالا کی خن جنم تکرری انصاف پسندی دقیقہ شناسی خود معلوم ہو جائے گی اور کلچری گتھی ہد ہد بلکہ روح القدس بن کر آسمانی ہائی کورٹ کے اجلاس کا انصاف سب کے دلوں پر القاء والہام کر دے گی۔ میں اپنا فرض تبلیغ حسب ارشاد حضرت امام الزمان ادا کر چکا اب آپ کو اختیار ہے فقط۔

۵ ..... مرزا فی مذہب اور آریا مذہب میں کیا فرق ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس طرح مرزا قادیانی کا یہ منہ نہیں کہ عیسوی مذہب کی تردید کر سکیں۔ اسی طرح ان کا یہ بھی حوصلہ نہیں کہ آریا مذہب کی تردید کر سکیں۔ عیسائیوں نے عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ (خدا کا بیٹا) قرار دیا تو مرزا قادیانی نے اپنے کو جیسے اللہ بمنزلہ ولد (لے پاک) بتایا آریا معجزات کے منکر۔ مرزا قادیانی بھی منکر۔ وہ تنازع کا قائل۔ مرزا قادیانی بھی اپنے ہردوزی نبی ہونے کے قائل۔ آریا کے نزدیک کوئی شے نیچر کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی لازاف نیچر کا نقص حال

ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی بعض عقائد میں آریا سے بڑھے ہوئے ہیں۔  
 مہیسی مسیح دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے۔ زندہ زندہ ہیں۔ آریا حشر اجداد کے قاتل نہیں مرزا  
 قادیانی بھی قاتل نہیں۔ آریا عموماً معجزات کے منکر ہیں۔ مرزا قادیانی بھی معجزات انبیاء بلکہ  
 معجزات قدرت کے منکر ہیں۔ مگر اپنے ذاتی معجزات پر ایمان رکھتے ہیں۔ قانون فطرت صرف  
 ہلاکت پر قادر ہے زندہ کرنے پر قادر نہیں مگر مرزا قادیانی احياء اور اموات دونوں پر قادر  
 ہیں۔ امریکہ کا ایک ڈاکٹر دعوے سے کہتا ہے کہ میں نے طاعون کے کیڑے ایک بکس میں جمع  
 کر لیے ہیں جب چاہوں ان کو کھول کر دنیا کو ہلاک کر دوں۔  
 اس کا یہ کہنا تو صحیح ہے اور یورپ و امریکہ کے ڈاکٹر اور علماء اور حکماء تصدیق کرتے ہیں  
 مگر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ میری وجہ سے دنیا میں طاعون آیا ہے اور اگر وہ سچے ہیں تو  
 بتائیں کہ ہندوستان میں طاعون کب تک رہے گا اور کب تک ان کو ۳ کروڑ آدمی مہی اور مسیح مان  
 لیں گے کیونکہ طاعون تو مرزا قادیانی کو نہ ماننے ہی کی وجہ سے آیا ہے۔ پس عیسائیوں اور آریا سے  
 مرزا قادیانی کا معارضہ مسلمانوں کو دھوکا دیتا ہے۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ جولائی شمارہ نمبر ۲۶ کے مضامین

.....۱	قادیانی کا الہامی ڈھکوسلا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	جواب سوالات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کی دھولیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا اور مرزائی پچھلا خواب دیکھ رہے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	اخبار پانیر اور مرزا قادیانی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	زبانہ باندھ بومدانا تو ڈال رہا دھولے جہاد کو ہمارا دیکھ کر	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... قادیانی کا الہامی ڈھکوسلا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قادیانی مرزا قادیانی نے ایک نئی گپ یہ باگلی تھی کہ ام الرزاقین کے وطن سے لڑکا پیدا

ہوگا۔ چنانچہ (اخبار المہم ۷/۱۷ مئی ۱۹۰۴ء، تذکرہ ص ۳۱۵ طبع ۳) میں جلی حروف میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ ”شوخی و شک لڑکا پیدا ہوگا۔“ اور اس الہام پر تمام مرزائیوں کی خاص نظر تھی۔ لیکن خدا کی شان ۲۳/ جون ۱۹۰۴ء کو مرزا قادیانی کے ہاں لڑکے کے لڑکی پیدا ہوگئی۔ خیر مضافۃً بمرزا لڑکا نہ سہی لڑکی سہی آخر اولاد میں تو داخل ہے۔ لیکن اندیشہ یہ ہے کہ وہ شوخی و شک والا آسانی لقب (جو اولاد کو رکھنے کے لئے کسی قدر موزوں بھی ہو سکتا ہے) کہیں دختر نیک اختر سے وابستہ نہ ہو جائے۔ جو ہر طرح ناموزوں ہوگا۔ اس الہام کے متعلق زید و عمر کا ایک مختصر مکر و لچپ مکالمہ درج ذیل ہے۔

زید..... بھائی جان آج مرزائیوں میں کچھ عجیب ادا سی چھائی ہوئی ہے خیر تو ہے۔  
عمر و..... کیا آپ نہیں جانتے کہ وہ شوخی و شک لڑکے والا الہام جو ابھی تازہ تازہ شائع ہوا تھا غلط ہو گیا۔

زید..... ہیں الہام اور غلط ہو ہم نہیں مانتے۔ اس خبر پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ عمر و.....  
بھائی مرزائی بے چارے اپنے منہ سے تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ ام المرزائین علیہا ما علیہا کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی۔

زید..... اس وقت مرزا قادیانی کی حالت کیسی تھی۔ عمر و..... وہی جو خدا نے قرآن میں بتا دیا ہے ”اذا بشر احدہم بالانثی ظل وجہہ مسود او هو کظیم“ جب انہیں لڑکی کی خبر ملی پس غصے کے مارے منہ کالا ہو گیا۔

زید..... مرزا قادیانی کو پہلے سوچ کر الہام کرنا تھا یہ تو منجم رمال اور قیافہ شناس طبیب بھی بتا دیتے ہیں۔ کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی بلکہ تجربہ کار عورتیں بھی کہہ سکتی ہیں۔ عمر و..... اجی یہ تو سب کچھ سوچ بچار کر کے ہی الہام کیا گیا تھا کیونکہ ۷/ مئی کو الہام ہوا اور ۲۳/ جون کو تولد ہوا۔ اور عین وضع حمل کے دنوں میں اسی لئے الہام کیا بھی گیا تھا کہ سارے تجربے کرنے لگے تھے مگر عجیب قدرت ہے کہ خدا نے لڑکے سے لڑکی بنادی۔

زید..... تو کیا ام المرزائین نے بوڑھے میاں کو نہ ڈانٹا ہوگا کہ کبخت تو نے مجھ دنیا میں بدنام بھی کیا اور بات بھی پوری نہ ہوئی۔ کون ہے جو دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتا بھرتا ہے کہ میری عورت کچھ جھننے والی ہے اور اس کے لڑکا ہوگا۔ عمر و..... نہیں ام المرزائین خود چاہتی ہے کہ جب آپ کا شوہر ماشاء اللہ دعویٰ نبوت سے دنیا بھر میں شہرت حاصل کر چکا ہے تو کیا زوجہ محترمہ کا حق نہیں کہ دنیا میں اس کی شہرت کا بھی ڈنکا بجے خواہ کسی طرح سنیں۔

بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

زید..... اب تو مرزائیوں کو خصوصاً قادیان کے رہنے والوں کو مارے شرم کے ڈوب  
مرنا چاہئے۔ عمرو..... نہیں نہیں شرم چہ کتنی است کہ پیش سلکناں دارالامان بیاید۔  
ایسی باتیں روزمرہ پیش آتی رہتی ہے یہ تو بات ہی کیا ہے۔

زید..... مقدمہ کی کچھ سنا ہے کیا ہو رہا ہے۔ عمرو..... بس زور سے چل رہا ہے مرزا  
قادیانی دارالامان سے بدر، گوردا سپور میں فردکش ہیں۔ پیشی روزانہ ہوتی ہے اور گھنٹوں کھڑا رہنا  
پڑتا ہے۔

زید..... دن بھر کہاں بسر ہوتی ہے۔ عمرو..... ریلوے سٹیشن سے اتر کر کچہری کو جاؤ۔  
راستے میں کچہری سے ڈبل فاصلہ پر عین سڑک کے متصل جامن کے درختوں کے نیچے کھڑی  
اتارے مسج زمان بیٹھا ہے۔ اور گوردا گورد..... نشستہ میگویند۔ سبحان اللہ۔ سڑک پر چلنے  
والوں کی جوتیوں کی ساری خاک مسج زمان کی نذر ہوتی ہے (خاکساری کے طفیل برو چشم)  
زید..... کیا مرزا قادیانی کو عدالت میں کرسی نہیں ملتی۔ عمرو..... کرسی تو کرسی بے  
چارے کو پانی پینا ہی نصیب نہیں۔ کیا اخباروں میں پڑھ نہیں چکے۔

زید..... اوہ ایسا کیوں؟ عمرو..... بس سزائے اعمال۔ یہ سب کچھ اللہ میاں سے اپنی  
کرتوتوں کی سزا مل رہی ہے۔

زید..... مگر اب بھی تو وہ فتح فتح پکارے جاتے ہیں۔ عمرو..... جی ہاں پہلے جو لکھ چکا  
ہوں کہ شرم چہ کتنی است۔

زید..... تازہ الہام ”النَّالِكُ الْحَدِيدُ“ (تذکرہ ص ۵۱۳، طبع سوم) کا کیا مطلب؟  
عمرو..... یہی کہ لوہا نرم کر دیا۔ یعنی جمسٹریٹ صاحب کے دل کو موم کر دیا اس کا بھی نتیجہ ہے کہ پانی  
نہ ملے لوہا ہی موم ہو گیا۔

زید..... یہ کیوں صاحب ہیں جنہوں نے ایک مولیٰ مرغی کو ایسا چمٹا دیا کہ نفس سے نکلنا  
محال ہو گیا۔ عمرو..... واہ صاحب آپ نہیں جانتے یہ ایک مولوی صاحب ہیں اخباروں میں آپ  
نے سنا ہوگا۔ ابوالفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب رئیس بھیں ضلع جہلم۔ اور یہ اس قابلیت کے  
مفخص ہیں کہ جس وقت عدالت میں ان کی تقریر کا وقت ہوتا ہے تو کیل منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔  
عجیب ذہین ہیں اور طباع مفخص ہیں۔ میں نے تو اپنی عمر میں ایسا قابل مفخص نہیں دیکھا اور استقلال  
کا یہ حال ہے کہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے کہ غیر ملک میں جھگڑ رہے ہیں۔ اور کبھی آپ کے  
چہرہ پر ملال نہیں دیکھا گیا۔

زید..... پشک معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو خاص تائید ایزدی ہے ورنہ ایسی طاقت و جماعت کا مقابلہ ہر شخص کا کام نہیں۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ اب مقدمہ کون سے مرحلہ پر ہے۔  
 عمرو..... مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد علی گواہان استغاثہ کی شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اور مولوی محمد حسن صاحب قاضی تحصیل جہلم کی شہادت شروع ہے۔ اس کے بعد مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی گواہی ہوگی۔ اس کے بعد وینس کی ہاری آئے گی۔  
 زید..... اچھا آئندہ حال کہتے رہنا۔ السلام علیکم اعمرو..... بہت اچھا وعلیکم السلام۔

## ۲ ..... جواب سوالات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم نے جو مرزا اور مرزائیوں کی علمی لیاقت کی نبض دیکھنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نرود کے معارضہ کے متعلق دو سوال کئے تھے اور در صورت معقول جواب ملنے کے دوسروں پر یہ انعام دینے کا وعدہ کیا تھا جب اس کے متعلق (جیسی کہ امید تھی) منارے کے گرد اڈیل اور عریض و طویل مندر یا گنبد سے کوئی آواز نہ آئی۔ تو اب ہم مجبور ہو کر خود ہی جواب دیتے ہیں کیونکہ یہ سوالات ایسے نہیں ہیں جن کا جواب نہ دیا جائے۔ اگرچہ ان کا جواب دینا مرزائیوں کے امکان سے باہر ہے۔ مگر محمد والہ مشرقہ خدا کی عنایت سے ہر لاناٹل عقدے کے کھولنے اور ہر سوال کا جواب دینے پر قادر ہے بحولہ وقوتہ۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ”ربی الذی یحیی ویمیت“ تو نرود نے جواب دیا ”اننا احی و امیت“ یعنی تیرا خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے تو میں بھی زندہ کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش ہو گئے تو کیا انہوں نے تسلیم کر لیا کہ نرود بھی دینا ہی محی و مہیہ ہے جیسا خدائے واجب الوجود۔ کیونکہ ”اللسکوت فی معرض البیان بیان“ جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حقیقت سے سوال کیا تھا اور نرود نے اس کا جواب مجاز سے دیا کیونکہ کسی بے گناہ کو قتل کر ڈالنا اور کسی واجب القتل کو چھوڑ دینا حقیقی احیاء و اماتت نہیں۔ احیاء اور اماتت کے وقوع کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً زمین کا زندہ کرنا یعنی پانی برسانا، رحم میں نطفہ سے جاندار انسان یا حیوان پیدا کرنا وغیرہ قدرتی معجزات پر بجز فاطر برحق اور قادر مطلق کے کون قادر ہو سکتا ہے۔ مگر نرود اس کو نہ سمجھا کیونکہ اس کی عقل اور اس کے مغرورانہ خیالات محدود تھے۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حقیقت اور مجازی بحث سے ہٹ کر اس کے سامنے

وہی بات پیش کی جو مشاہدے میں آنکھوں کے سامنے موجود تھی اور آسانی سے اس کی سمجھ میں آسکتی تھی۔ پس فرمایا ”فان الله يأتى بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب“ چنانچہ یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور ساکت محض ہو گیا۔ اس پر یہ سوال تھا کہ خدائے تعالیٰ بھی مغرب سے مشرق میں آفتاب کے نکلنے پر قادر ہے یا نہیں اگر قدرت ہے تو مرزا اور مرزائیوں کا منہ بھر ٹوٹ گیا۔ کیونکہ ان کے مذہب میں نقص قانون فطرت محال ہے اور اگر خدائے تعالیٰ مغرب سے مشرق میں آفتاب کے نکلنے پر قادر نہیں تو مردود اور خدا دونوں عدم قدرت میں برابر ہو گئے اور معارضہ ساقط ہو گیا کیونکہ مردود کہہ سکتا تھا کہ مجھ سے ابراہیم علیہ السلام وہ بات چاہتا ہے جس پر خود اس کا خدا قادر نہیں۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ دکھانا منظور تھا کہ میرا خدا وہ ہے جس کا بنایا ہوا قانون ٹوٹ نہیں سکتا۔ ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ اور نہ اس کا وعدہ کبھی خلاف ہو سکتا ہے ”ولن يخلف الله وعده“ اگر تجھ میں قدرت ہے تو بھلا اس کا قانون توڑ تو دے اور آفتاب کو بجائے مشرق سے طلوع ہونے کے مغرب سے طلوع تو کر دے۔ دیکھو قانون قدرت کا ثبوت ایسا ہوتا ہے جیسا مجدد نے ثابت کر دکھایا۔ نہ کہ مرزا اور مرزائیوں کی طرح کہ خدائے تعالیٰ احواء پر قادر نہیں۔ جس سے خدائے تعالیٰ کی تمام قدرتیں زمین معاذ اللہ سلب ہو گئیں۔ کیونکہ اس کی مقدرات کی ایک جزئی احواء بھی ہے جب وہ احواء پر قادر نہیں تو کسی جزئی پر قادر نہیں۔ حالانکہ اس کی صفت ”علی کل شئی قدير“ ہے۔ مرزا قادیانی نے تو خدا کو خدا ہی نہ رکھا ”لا حول ولا قوة الا بالله“

### ۳ ..... مرزا قادیانی کی دھونس

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کوئی فرد بشر ایسا نہیں جس کو دنیا میں خوشی غمی و تکلیف و راحت کے واقعات پیش نہ آتے ہوں۔ اتنا فرق ہے کہ جن لوگوں کا ایمان خدائے برحق پر نہیں وہ تمام واقعات کو ظاہری اسباب اور توہمات کے حوالے کرتے ہیں اور جو لوگ راسخ الاعتقاد ہیں وہ ایک ذرے کی چمک اور ایک قطرے کی سیرابی اور ایک پتے کی حرکت کو بھی خدا ہی کی جانب سے یقین کرتے ہیں۔ مگر ایک ہمارے مرزا قادیانی ہیں کہ انسانوں خصوصاً ان کے مخالفوں کو جواز بتی پیش آتی ہیں ان کو اپنی جانب سے بتاتے ہیں اور جو راحتی اور کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر تک نہیں کرتے کہ اللہ کی جانب سے ہیں یا غیر اللہ کی جانب سے۔ ان کی کامیابیاں اپنی جانب تو کیوں منسوب

کرنے لگے؟ اصلی مسیح نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص تیرے بایں گال پر تھپڑ مارے تو اپنا دایاں گال بھی اس کے سامنے پیش کر دے مگر نقلی مسیح زبان حال و مقال سے یہ وصیت کرتا ہے کہ جو شخص تیرے سامنے چوں بھی کرے تو اس کو تختِ اعراس میں پہنچا دے۔

اگر مرزا قادیانی کا کوئی مخالف مر گیا تو مارے خوشی کے باجھیں چر کر کانوں تک آگئیں۔ مریدوں میں بیٹہ کر کرامت بکھارنے لگے اور مرزائی اخباروں میں اشتہار دینے لگے کہ میرا افلاں مخالف اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ طاعون کو ادھر مرزا قادیانی نے انگلی دکھائی ادھر اس نے لوگوں کا ٹینوا دیا۔ لیکن جب طاعون کسی جگہ سے رخصت ہو گیا تو یوں سمجھئے کہ اس نے مرزا قادیانی کی عدول حکمی کی۔ نہیں جنتاب یہ دھونس ہے کہ اگر تم مرزا پر ایمان نہ لاؤ گے تو اگلے سال ٹنگوی لوں گا۔ اب تو چھوڑے جاتا ہوں۔ جاؤ بچہ کیا یاد کرو گے۔ ۳۶۰ روپے ہیں کیا چیز۔ ذہلیتی چھانوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

لالہ چند دلال صاحب مجسٹریٹ گورداسپور نے مرزا قادیانی کو تعزیرات کے ارگڑے میں دھر لیا اور فرد جرم سنادی تو آسانی باپ نے ان کو یہ سزا دی ہے کہ تنزل کے ساتھ فوراً بدل دیا۔ اب بابو آتمارام مجسٹریٹ نے اگرچہ کوئی کارروائی ایسی نہیں کی جو مرزا قادیانی کے خلاف ہو پھر بھی آسانی باپ نے جیٹلی ایک تھپڑ سید کر دیا یعنی ان کے بیٹے کو بیمار کر دیا یہ درحقیقت ایک دھونس ہے کہ خبردار جو میرے لے پالک کے خلاف مقدمہ فیصل کیا ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ الغرض دھونس کے دم خم بدستور ہیں۔

بابہنمہ مولوی کرم الدین صاحب کو چیتے کی طرح پھلایا۔ سو جن کئے کہ کسی طرح مقدمات کے کھنچے سے رہائی ملے مگر میرے شیر نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ دھونس بھی ڈالی مگر کارگر نہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ آج کے روز مولوی صاحب سے بڑھ کر مرزا قادیانی کا کوئی دشمن ہے نہ مرزا قادیانی سے بڑھ کر مولوی صاحب کا کوئی دشمن۔ مگر ان کے پاس جھٹکتے ہوئے طاعون کی روح بھی خشک ہوتی ہے بلکہ جب انہوں نے طاعون کو ڈانٹا اور اس پر اپنی غریت کی دھونس ڈالی تو قادیان شریف آکر لے پالک کے لگوں سگوں کو بھنبھوڑنا شروع کر دیا۔ قدرت کے تماشے دیکھئے کہ طاعون جو لے پالک کا ایلیکا نگ تھا مولوی صاحب کا حلقہ بگوش سر ہنگ بن گیا۔ انقلاب قسمت اسی کا نام ہے۔

صرف ایک گورنمنٹ ہے جس پر دھونس نہیں پڑتی۔ اس کے سامنے تو دم ہی ہلاتی جاتی ہے اور پاؤں ہی چاٹے جاتے ہیں۔ باقی کوئی شخص ایسا نہیں جو دھونس سے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ طاعون تمام ہندوستان میں ہے اور یہی مرزا قادیانی کی دھونس ہے۔ ہاں گورنمنٹ کے جبروت کی



دھونس خود مرزا قادیانی پر پڑی ہوئی ہے۔

۴ ..... مرزا اور مرزائی پچھلا خواب دیکھ رہے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک مرزائی نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے کچھ کلمات الحکم میں شائع کئے ہیں جو انہوں نے مرزا قادیانی کی نسبت فرمائے تھے یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب مرزا قادیانی مسیح موعود اور بروزی نبی اور آسمانی باپ کے لے پا لک نہ بنے تھے۔ صرف آریا سے مناظرہ تھا اور کتاب براہین احمدیہ وغیرہ لکھ کر اعلان دیا تھا کہ اگر آریا اس کا جواب لکھیں تو میں اپنی بارہ ہزار کی جائیداد دے دوں گا۔ اس زمانے میں نہ صرف حضرت موصوف کو بلکہ بہت سے سیدھے سادھے لوگوں کو آپ سے حسن ظن ہو گیا تھا لیکن یہ لاسا تھا جو مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے پھانسنے کو تیار کیا تھا۔ فی الحقیقت بعض بڑے بڑے ذی علم اور مشائخ کو دھوکا ہو گیا تھا مگر جس قدر ظلم کا تار پود کھلتا گیا اسی قدر لوگ علیحدہ ہوتے گئے۔ اگر مرزا قادیانی اسی حالت پر رہتے اور ان میں خلوص ہوتا تو اچھے رہتے وہ برا نڈی کی پوری بوتل کے شعل نہ ہو سکے اور بہک گئے۔

قدم رکھنا سنبھل کر محفل رندان میں اے زاہد

یہاں مچھڑی اچھلتی ہے یہاں پیمانہ چلتا ہے

بروزیت اور مسیحیت کی آڑ میں مرزا قادیانی کا وسعت طمع تو دراز رہتا ہی ہے۔ بقول۔

چیز بده درویش را چیز بده مگو درویش را

پس ذی حس لوگ تاڑ گئے گاٹھ جس قدر کتنی بھی وہ تو کٹ گئی مگر آئندہ ہوشیار ہو گئے اور

تجربہ کر بلہ پاک کیا۔

خود مرزا قادیانی جواب دیں کہ سابق میں جن لوگوں کو آپ سے حسن ظن تھا اب وہ بدظن کیوں ہو گئے اور کیوں دشمن بن گئے کیا وہ دشمن بننے کو آپ کی جانب رجوع ہوئے تھے۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب کیا، ایسا تو ہمیشہ تائید ہوتا رہا ہے کہ تاوافق لوگ علیک الصلوٰۃ والسلام کہتے ہوئے آتے ہیں۔ اور لاجول پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ کاٹھ کی ہانڈی ایک ہی دفعہ چڑھتی ہے۔ الحکم میں تو فخریہ الزامی طور پر ایسے خطوط چھپتے ہیں مگر درحقیقت رسوائی ہوتی ہے کیونکہ بانبر لوگ یہی نتیجہ نکالتے ہیں جو ہم اوپر نکال چکے ہیں کہ حسن ظن والے اخیر میں بدظن کیوں ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے خطوط کثرت سے شائع ہوں۔

عدو شود سبب خیر مگر خدا خواہد

میر صاحب موصوف اور دوسرے سچے اور خدا دوست مسلمانوں کا مرزا قادیانی کے کیریکٹر کو خطرناک دیکھ کر علی الاعلان علیحدہ ہو جانا عین اقتضاءِ مَدینِ حق پرستی ہے۔ بہت سے مرزائی ایسے ہیں جو مرزا قادیانی کے خوارق سے واقف ہو گئے ہیں۔ مگر اب ان سے علیحدہ ہو جانے کو تک کئی سمجھتے ہیں کہ لوگ ہم کو مطعون کریں گے کہ کیا سمجھ کر پہلے منڈے تھے اور کیا سمجھ کر اب مرزائیت کی رسی گلے سے نکالتے ہو۔ ایسے سچے مسلمان نہیں بلکہ منافق ہیں کیونکہ انسان پر باطل کا جب انکشاف ہو جائے تو حق کی جانب رجوع ہونا اور کھلم کھلا حق کی پیروی کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہاں ان شکم پرستوں کا ذکر نہیں جو روٹ کی خاطر ہاتھی کے پاؤں میں اپنا پاؤں اڑائے ہوئے ہیں اور دیدہ و دانستہ اسلام کو دور سے سلام کر چکے ہیں۔ اور ایمان کو استغنیٰ دے چکے ہیں۔

## ۵ ..... اخبار پانیر اور مرزا قادیانی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی لیٹ لیٹ کر گورنمنٹ کے آگے ناک رگڑتے ہیں اور حج حج کر گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ میں برائے نام غلام احمد ہوں مگر درحقیقت غلام گورنمنٹ ہوں مگر پانیر نے جو نیم سرکاری اخبار ہے۔ مرزا قادیانی کی خیر خواہی اور وفاداری کو جس کا اظہار گورنمنٹ کی نسبت کیا جاتا ہے۔ کبھی تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ اس دعوے کا مخالف رہا۔ مرزا قادیانی کا مسیح موعود بننا اور نہ صرف مذہب عیسوی بلکہ جمہور اسلام کے خلاف عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارنا ہی پانیر کے نزدیک پبلک اور گورنمنٹ کا بدخواہ بننا ہے کیونکہ گورنمنٹ بالکل آزاد ہے۔ وہ کسی مذہب سے کچھ تعرض نہیں کرتی اس کے یہ معنی ہیں کہ تمام مذاہب کو اچھا سمجھتی ہے لیکن مرزا قادیانی گورنمنٹ کے اصول کے خلاف یہ منادی کرتے ہیں کہ تمام مذاہب باطل ہیں اور جدید مرزائی مذہب ہی حق پر ہے۔ میں امام الزمان ہوں جو شخص مجھے نہیں مانتا اور میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا وہ سرزنش اور مکافات کا مستوجب ہے۔ اس عوم میں گورنمنٹ بھی آگئی۔ فرمائیے خیر خواہی کہاں رہی؟

پانیر نے لکھا تھا کہ ”غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں اور لاف زنی اور جڑی بوٹی ادویہ کے ذریعہ سے دہاکے کے زمانے میں بہت کچھ کر ڈالا۔ آخر کار گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کا ردوائی کو بند کیا۔“ دوافرشی اور عطاری کی دکان کھولنا اور گورنمنٹ کا دست اندازی کرنا تو ہم کو معلوم نہیں۔ البتہ کسی مرزائی نے مرہم عیسیٰ تو ضرور تیار کیا تھا اور اس کے اشتہارات دھوم دھام سے مرزائی اخباروں میں اور بطور خود شائع ہوئے تھے۔ چونکہ مرزا قادیانی بھی عیسیٰ ہیں پس یہ پرانا مرہم جو بعض اطباء یونانی نے تیار کیا تھا اب اس میں مرزا قادیانی کا لقب ٹھوس کر یاروں نے

پسار ہٹا کھول دیا۔ اور بعض مقامات پر ایجنٹ بھی مقرر کر دیئے۔ اب مرزائیوں میں فروخت ہو رہا ہے اور خوب گلے سیدھے ہو رہے ہیں۔ سنا ہے کہ عیسائیوں نے کچھ تعرض بھی کیا تھا شاید پانیر نے اسی بنا پر مندرجہ بالا نوٹ کیا ہے۔

اس کے جواب میں ایڈیٹر الحکم نے بجائے اس کے کہ پانیر کو برا بھلا کہتا، عیسائی مسیح پر عہد نامہ جدید کے حوالے سے خوب اپنی جلی مرزائیت کا نزلہ جھاڑا ہے۔

کیا قہر طعن بوالہوس ہے ادب ہوا

جرم رقیب قتل کا میرے سبب ہوا

آگے چل کر الحکم نے مرزا قادیانی کو گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے ان جلسوں کا ذکر کیا ہے جو قادیان میں دربارہ انسداد طاعون ہوئے تھے اور گورنمنٹ پنجاب نے ان کا اعتراف کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسے جلسے بہت سے مقامات پر ہوئے ہیں مگر کیا وہ سب مسیح موعود اور نبی الزمان ہیں۔ پھر جب آپ طاعون کا انسداد چاہتے ہیں تو اپنے ایڈیٹر کا تنگ کو جو آسانی باپ نے بھیجا ہے دھکے دیتے ہیں بھلا آسانی باپ خانا نہ ہو تو کیا ہو۔ مرزا قادیانی کے دلائل بھی عجیب و غریب ہیں میرے زمانے میں طاعون آیا پس مسیح موعود ہوں۔ میں جہاد کا مخالف ہوں اس لئے مسیح موعود ہوں۔ میں نے طاعون کو خود ہی بلایا اور خود ہی جلسے کر کے اس کی دم میں مندا کرنا چاہا۔ اس لئے مسیح موعود ہوں۔ عیسائی مسیح مرگئے میں اس لئے مسیح موعود ہوں۔

دنیا میں بدکاریاں ہو رہی ہیں یہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھیں میں اس لئے مسیح موعود ہوں۔ لوگوں کی ہلاکت کی پیشینگوئیاں کرتا ہوں اگرچہ کوئی پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی۔ مگر میں ضرور مسیح موعود ہوں۔ میں نے کشمیر میں عیسیٰ کی قبر ڈھونڈ لی اس لئے موعود ہوں۔ ماشاء اللہ مرزا قادیانی کیا ہیں مرہم عیسیٰ سے بھی بڑھ کر بوالہوسوں کے مجنون مرکب ہیں۔ اللہ سلامت رکھے یاروں کے لئے دل لگی کا مشغلہ تو ہے۔

دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں

ورنہ یاں بہر وقتی سود چراغ کشتہ ہے

۶ ..... زنا رہا بندھ سجدہ صد دانہ توڑ ڈال رہو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ تصحیح ہاتھ میں لے کر بعد نماز ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا کیسا ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑے اچھے بچے سے اس کا جواب گول مٹول دیا اور بالآخر کہہ دیا کہ

یہ جو تصبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے غالباً مسائل کا مقصد یہ تھا کہ تصبیح کے ذریعے سے خدا کا ذکر کرنا ریاء میں تو داخل نہیں۔ مرزا قادیانی کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ ریاء میں داخل ہے۔ مرزا قادیانی ۹۹ کے ایر پھیر میں تو آئے مگر یہ نہ بتایا کہ عقد انا للہ مسنون ہے مسائل اس پر عمل کرے۔

ریاء بے شک بری چیز ہے اور شرک میں داخل ہے اسی واسطے ریاء کبھی مرزا قادیانی کے پاس بھی نہیں پہنچتی۔ تصبیح کا ہاتھ میں رکھنا تو ریاء ہے لیکن شیطان کی آنت سے لبا منارہ تعمیر کرنا جو کوسوں سے زائرین (مرزا بین) کو نظر آئے ریاء نہیں؟ اپنی تصویریں کچھوا کر شائع اور فروخت کرنا اور مرزائیوں کو کہنا کہ اپنے گھروں میں رکھیں اور مرد اور عورتیں ہر وقت درشن اور ڈھڑوت کیا کریں، ریاء نہیں؟ پیشنگونیوں کے لیے چوڑے اشتہارات شائع کرنا ریاء نہیں؟ آپ خیر ناں جواب دیں گے کہ میں ناموسن اللہ ہوں یہ ریاء نہیں بلکہ تبلیغ ہے اور آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ تصویروں اور اشتہاروں وغیرہ کے ذریعے سے اپنی بروجیت کو بانس پر چڑھاتے ہیں لیکن سینکڑوں حماقتیں اور غلطیاں جو آپ سے سرزد ہوتی ہیں ان کی تبلیغ نہیں کی جاتی۔ انبیاء کو بعض اوقات بذریعہ وحی تنبیہ ہوئی ہے مگر آپ انبیاء سے بھی بڑھ کر معصوم ہیں۔ بھلا مرزا قادیانی سے غلطیوں اور لغزشوں کا کوئی اقرار تو کرا لے۔ مرزائی اخبارات اور تمام مرزائی جان کو آجائیں اور قابو چلے تو حبیہ کرنے والے کو پھانسی پر لٹکا دیں۔ اسی حضرت مرزائی جہاد تو ریاء ہی کی یاد بانی سے فریب کے سمندر میں چل رہا ہے درند۔

کس نے پرسد کہ بھیا کوں ہو

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ جولائی کے شمارہ نمبر ۲۷ کے مضامین

.....۱	نچریوں پر مرزا قادیانی کا سب و لعن۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مسلمان وہی ہے جو عیسیٰ مسیح کی موت کا قائل ہو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائے قادیانی کی رسالت۔	پیشہ اخبار گورداسپور!
.....۴	مرزائے قادیانی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کی تعلیم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترحیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱ ..... پنچریوں پر مرزا قادیانی کا سب و لعن

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۲۳ رجحون گزشتہ میں بذیل (مسح موعود کی تعلیم) مرزا قادیانی اپنے مریدوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ”جب تم دعا کرو تو ان جاہل پنچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں۔ انکی دعائیں ہرگز قبول نہ ہوں گی وہ اندھے ہیں، مردے ہیں خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ مضمون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدروں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں اور خدا کو ہر چیز پر قادر نہیں جانتے وغیرہ۔“

اس کے جواب میں پنچری کہیں گے کہ ہم تو کس قابل ہیں یہ سب کچھ حضور ہی اپنی تعریف فرما رہے ہیں۔ ہم نے قانون قدرت کو کبھی محدود نہیں کیا۔ حضور نے محدود کر دیا۔ آپ ہمارے ہی بتائے ہوئے پنچری کی نقل اتار رہے ہیں مگر بھونڈی۔ آپ ہمارے بعض خیالات کا خاکا اڑا رہے ہیں مگر غلط، جس سے لوگوں کی آنکھوں میں نہیں بلکہ اپنی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ ہم اودک کی ایک گرہ لائے آپ نے بندوبست کر مٹا رہے کے مندر کے اندر پنساری کی دکان کھول دی اور دنیا کے تہذیبی بندوبست پر پردہ ڈال دیا اور کی کھپ بھول دی۔ آپ کے پاس جو کچھ ہے ہمارا ہی اولیٰ اور فضلہ ہے جو تو غنڈہ شریف یکساں فی الریح والخریف ہمیں نہیں بچا۔ اور بد ہنسی ہو گئی جو بد ہنسی تہذیب اور تمدن کر لیں کر تہذیب کر گیا۔ الہی توبہ۔

آپ بخوبی اپنا اطمینان فرمائیے کہ ہم لوگ قانون فطرت و قدرت کو ہرگز محدود نہیں بتاتے۔ خدائے تعالیٰ قاطر اسطوت والارض ہے۔ وہ فطرت کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ جب وہ ہر شے پر قادر ہے تو فطرت پر بھی قادر ہے۔ جس طرح حکمت و قدرت وغیرہ اس کی غیر محدود صفات ہیں۔ اسی طرح فطرت بھی اس کی ایک لامتناہی صفت ہے۔ ہاں حضور نے اپنی محدود عقل کے موافق فطرت کو حد بست کر دیا ہے۔ کیا معنی کہ معجزات انبیاء احواء و غیرہ کے آپ منکر ہیں۔

حالانکہ وہ درحقیقت معجزات قدرت یعنی سب خدا کی طرف سے ہیں۔ کیونکہ کسی نبی نے اپنے اختیار سے معجزات دکھانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر معجزہ میں لفظ اذن اللہ موجود اور ماخوذ ہے۔ مہل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسا شرک کب گوارا کر سکتے تھے۔ جس کا ارتکاب خود بدولت

فرما رہے ہیں کہ طاعون میں نے پیدا کیا ہے اور وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہتا ہے۔ میں اپنے منکروں کو ہلاک کرتا ہوں اور جو لوگ مجھ پر ایمان لاتے ہیں ان کو زندہ چھوڑتا ہوں۔ میں اس صورت میں عجیب بھی ہوں اور معیت بھی۔ قانون قدرت تو محدود ہے جو احیاء اموات نہیں کر سکتا۔ مگر میری بروزی قدرت کا قانون غیر محدود ہے۔ اس نے عیسیٰ مسیح تک کو مار ڈالا اور مرزائیوں کو زندہ کر دیا۔ یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ان کو طاعون نہ مار سکا۔ ہم کو قانون قدرت کا عطیہ عطا کیا گیا ہے۔ نہ کہ اس کی تمام جزئیات کا علم جن کا احاطہ کوئی انسانی طاقت نہیں کر سکتی اور جو غیر متناہی اور غیر محدود ہیں ہم اس قانون کو جزئیات پر قیاس کر کے منطبق کرتے ہیں۔

یہ ہمارا قیاس استقرائی ہے جو مفید یقین نہیں مگر حضور پیشینگوئیاں فرماتے ہیں۔ اور بڑے وثوق کے ساتھ تحریروں اور تقریروں میں بنکارتے ہیں کہ اسی طرح ہوگا اور میری پیشینگوئی غلط نہ ہوگی اور چونکہ یہ پیشینگوئیاں قانون فطرت کے خلاف ہوتی ہیں۔ لہذا بد قسمتی سے ایک بھی پوری نہیں ہوتی۔ ہم ٹھیٹھ اسلام کے موافق نجومیوں اور رمالوں کو مردود سمجھتے ہیں مگر نجوم اور جفر اور رمل پر حضور کا ایمان ہے کہ بروزی بیت الخلاء میں بیٹھ کر نصرت الدخل اور نصرة الخارج وغیرہ اشکال رمل کی لکیریں کھینچ دیں اور ان کو پیشانی کی لکیریں سمجھ لیا۔ یہ قانون قدرت کا بالکل خلاف اور اس سے صاف انحراف ہے۔ کیونکہ انسان ہرگز غیب دان نہیں ہو سکتا نہ کسی نبی اور ولی نے غیب دانی کا کبھی دعویٰ کیا اور اگر آپ اپنی ساختہ اور پرداختہ نجر کے اقتضاء سے یہ کہیں کہ میں فرماؤں رسول ہوں اور قرآن میں وارد ہوا ہے ”لا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول“ تو یہ فعل جناب باری کا ہوا۔ پس اسی پر معجزات انبیاء علیہ السلام کو قیاس فرما لیجئے۔

جس میں احیاء اموات بھی شامل ہے اور ہم اوپر گزارش کر چکے ہیں کہ تمام معجزات انبیاء درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔ اللہ سلامت رکھے حضور کی ذات بھی قائل نمائش معجزات سے ہے کہ انبیاء کے جن معجزات کو قانون فطرت کے خلاف بتایا ان کو اپنی بروزی اکثریت میں کی سچ پر نمایاں کیا۔ اس صورت میں آپ خاتم الخلفاء کیا معنی خاتم الانبیاء بلکہ افضل الرسل ٹھہرے۔ انبیاء تو نقص قانون قدرت کے مرتکب نہ ہوئے اور حضور ہوئے۔ اب ہم بجائے اس کے کہ آئیے ”ہذا شعی عجاب فی البداة“ پڑھیں مناسب ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھیں۔

ہم لوگوں سے آپ نے قانون قدرت، قانون قدرت ربانی یکھ لیا ہے۔ قصور معاف۔ حضور کو تو قانون کا علم ہے نہ قدرت کا۔ نہ اس لفظ کی ترکیب اضافی کا۔ ہاں یا تو عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے مرنے کا علم ہے یا طاعون کے آنے کا۔ جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں کہ آسمانی

باپ نے چند سال قبل اس کے آنے کا علم عطا کر دیا تھا۔  
 ۲ ..... مسلمان وہی ہے جو عیسیٰ مسیح کی موت کا قائل ہو  
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اہم ۲۴ رجون میں اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔“  
 لیجئے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی موت جزو ایمان بن گئی۔ گویا کردڑوں مسلمان جو موت مسیح کے قائل نہیں کافر ہیں اور جس طرح توحید و رسالت تمام مسلمانوں کا جزو ایمان ہے۔ تیسرا جزو موت مسیح ہے۔ مرزا قادیانی نے یہ حلیٹ نصاریٰ کی حلیٹ کے مقابلے میں گھڑی ہے۔ آپ کی مجددیت کے کیا کہنے ہیں۔

یہ آسانی باپ کا الہام ہے ورنہ کتاب و سنت میں تو کہیں یہ حکم نہیں کہ جو شخص موت مسیح کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم کو صرف حیات کا علم دیا گیا ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کیونکر زندہ ہیں اور ان کی حیات کیسی ہے؟ یہ حیات ایسی ہی ہے جیسی شہداء کی حیات ”بل احياء ولكن لا تشعرون“ بس حیات مسیح کے باب میں یہی قول فیصل ہے اس کا قائل نہ ہونا کتاب و سنت کا منکر ہونا ہے ٹھہر بنا ہے۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ عیسیٰ مسیح اسی طرح زندہ ہیں جس طرح روغن ہادام میں دم کئے پلاؤ اور ستھوری اور جندی بید ستری مجونیں کھا کھا کر مرزا قادیانی ساٹھے پاٹھے زندہ ہیں۔

حدیث شریف آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آنے کی جو شہادت دی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا ماخذ ”ما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ“ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی یہ شان ہرگز نہیں کہ قرآن مجید کے خلاف کوئی حکم دے سکیں اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام تو اسی صورت میں آئیں گے جبکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر آپ اس کے منکر ہیں اور آنحضرت ﷺ کو معاذ اللہ کذاب یقین کرتے ہیں۔ پس آپ کے اہل سنت اور اہل قرآن نہ ہونے اور ٹھہر بننے میں کیا شک رہا؟

ہاں یوں کہنے کے جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں کیونکہ جب عیسیٰ مسیح زندہ ہیں تو وہی آئیں گے آپ پر کون ایمان لائے گا۔ اس لئے مرزائیوں کے لئے وفات مسیح جزو ایمان ہے۔ پھر مداری کا تماشا تو دیکھئے کہ قرآن سے جب آپ مسیح موعود کا آنا ثابت نہیں کر سکتے تو حدیث کی جانب رجوع لائے اور بجائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جو حدیث میں صراحتاً موجود

ہے۔ خود مسیح بن گئے۔ گویا مسیح کے واسطے حدیث کا انکار ہے اور اپنے واسطے اقرار۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی موت تو قرآن سے لی اور ان کا آنا (نہیں اپنا آنا) حدیث سے لیا اور دجالوں کا آنا جو حدیث میں ہے اس پر ناک بھون چڑھائی۔ کیونکہ اس سے آپ بھی خیر نال دجال بنتے تھے۔ تعجب ہے کہ دجال تو اب تک ایک بھی نہ آیا اور مسیح موعود طفرہ کر کے آکودا۔ دجالوں کے آنے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کی حدیث غلط اور پسرالتقویٰ اور خدا کے بمنزلہ دلد (لے پالک) کا آنا اور اپنی اردلی میں طاعون کا لانا صحیح ہے۔ کہ ہر شک آرد پروزی گردد۔

### ۳ ..... مرزائے قادیانی کی رسالت

پیہ اخبار گوردا سپورا

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اب مرزائے قادیانی نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کھلے طور پر کر دیا ہے۔ جیسا کہ اپنے بیان تحریری میں جو بمقدمہ مولوی کرم الدین صاحب بنام مرزا قادیانی داخل عدالت کیا ہے۔ یہ بھی لکھایا ہے کہ میں نبی ہوں۔ اس لئے میں اپنے مخالفین کو کذاب کہہ سکتا ہوں۔ ایسا ہی مولوی محمد علی گواہ نے اپنی شہادت میں لکھایا ہے یہ امر کہ مرزا قادیانی کی سابقہ تصانیف میں اس کی تردید خود موجود ہے اور فی زمانہ دعویٰ نبوت کو آپ اپنے قلم سے کھر لکھ چکے ہیں۔ اس کی تشریح کسی دوسرے موقع پر لکھوں گا۔ فی الحال یہ لطیفہ ناظرین کو سناتا ہوں کہ ۱۵ رجون کو حافظ عبدالقدوس قدسی (جو مرزائیوں کا گواہ بمقدمہ یعقوب علی ہے) شہادت دے رہا تھا تو مولوی کرم الدین صاحب کے ایک سوال پر اس نے اپنا الہام یہ سنایا کہ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ خدایا مجھے مرزا قادیانی کے بارے میں اطلاع بخش کہ وہ نبی ہیں کہ نہیں۔ مجھے الہام ہوا کہ ”لست مرسلًا“ (تو رسول نہیں) حاکم نے پوچھا کہ کیا یہ خطاب آپ سے تھا۔ گواہ نے کہا کہ حضور میں نے دعویٰ رسالت کیا ہی نہیں تھا۔ اور نیز دریافت بھی مرزا کی نبوت کے بارے میں تھی۔ یہ الہام مرزا قادیانی کی نسبت میں نے سمجھا کہ وہ رسول نہیں ہیں۔

خوب ولسی را ولسی سے شناسد

مرزا قادیانی بھی الہامی تھے۔ قدسی صاحب کا الہام ان کی ہی قلمی کھولنے لگا۔

یہ بس عجیب امر ہے کہ مرزا قادیانی کو بجائے آیات قرآنی کے شعرائے جاہلیت (کفار کے) کلاموں کے الہام ہونے شروع ہوئے ہیں۔ چنانچہ تازہ الہام جو اخبار الحکم میں چھپا ہے۔ ”عفت الدیار محلها ومقامها“ (تذکرہ ص ۵۱۵، طبع سوم) یہ مشہور شاعر جاہلیت (کافر) لبید کا



شعر ہے جو سب سے معلقہ میں ہے۔ معاذ اللہ پھر تو کلامِ رحمانی (الہام) اور کلامِ شیطانی۔ (جاہلیت کے اشعار) میں کچھ تمیز ہی نہ رہی۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنے ان الہاموں کو وحی محفوظ قرار دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ!

### ۴ ..... مرزائے قادیانی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہندو و ہمت اگر بمن داری گھوش  
از بھر خدا جامۂ تزویر مہوش  
عقبے ہمہ روز است و دنیا یک دم  
از بھر دمے ملک عدم را مفروش

ہم عرصہ تک بذریعہ اخبارات و ضمیرہ شخہ ہند وغیرہ مندرجہ عنوان مرزا اور اس کے وزیروں اور مشیروں کی خدمت میں عرض کرتے رہے کہ پاک لوگوں کو گالیاں دینا انبیاء علیہ السلام کی شان میں کفر بکنا۔ قرآن مجید کی آیات توڑ پھوڑ کر ان سے نئے الہامات گھڑنا اور تمام مسلمانوں کی دل آزاری وغیرہ کرنا۔ بھلے آدمیوں کا کام نہیں۔ مگر حق بات کو تسلیم کرنا اور اپنے مشفق ناصح کا شکر گزار ہونا تو بجائے خود۔ الٹا ہم کو یہ جواب ملتا رہا کہ معاذ اللہ قرآن مجید میں بھی گالیاں موجود ہیں اس پر بھی ہم خاموش نہیں رہے اور برابر لکھتے رہے اور اگر بالفرض و الحال تمہارا کہنا مان بھی لیا جائے تو خداوند تعالیٰ کو جو حق اور اختیار اپنے بندوں پر ہے وہ ایک بندہ کو دوسرے بندہ پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر ایک باپ اپنے بیٹے کو برا کہے یا مارے پیٹے تو غیر آدمی کو کیا حق ہے کہ کسی دیگر شخص کے بیٹے کو برا کہے۔

خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ہر انسان کی موت و حیات ہے مگر مرزا قادیانی نے تو باوجود بڑے بڑے وعظوں کے کسی اخلاص مند مرید کے ضعف بصر۔ ضعف دماغ، ٹانگی کی کمزوری کا بھی علاج نہیں کیا۔ زنگی صفت، کالے لکھوٹے، اخلاص مندوں نے خلاف حکم خدا اور رسول مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھا۔ مگر جو نور کالی گھٹائیں باندھ کر ان کے مبارک چہروں پر آیا ہوا ہے اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوئی بلکہ ترقی روز افزوں ہے۔ (اللہم زد فزد) خیر ہمیں ان باتوں سے کیا تعلق ہمیں تو صرف یہ افسوس ہے کہ باوجود کہنے سننے کے بھی گالی گلوچ اور ناحق کو سننے کو جناب موصوف نے جاری ہی رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طول طویل زمانہ سے آپ کو عدالتوں کی کارروائیوں سے فراغت ہی نہیں ملتی۔ کبھی وکلاء کے محتانوں کی فکر۔ کبھی میڈیکل سرٹیفکیٹوں کے حاصل کرنے کے

لئے سول سرجنوں کی فیس کا غم۔ کبھی معجزہ گواہوں کے ہم پہنچانے کا اندیشہ وغیرہ۔

دعا کا مقدمہ مجھ مولوی کرم الدین پر دائر تھا ڈاکس اور دس بارہ الہاموں کا ناحق خون ہو گیا۔ مولوی صاحب والے مقدمہ میں جناب موصوف پر فرد قرار داد جرم لگ چکی تھی۔ مگر لالہ چند محل صاحب کی تبدیلی پر اسز نو تحقیقات شروع ہوئی اور نئی تحقیقات میں مرزا قادیانی کی نازک حالت سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے ادعائے رسالت سے رجوع بحق کر لیا ہے۔ گو بظاہر زبان سے اقرار نہ کریں۔ کیونکہ تقریر اور تاویل کا میدان تو بہت وسیع ہے۔ اگر عبد اللہ آتھم کا رجوع بحق سمجھا جائے تو مرزا قادیانی بھی اس رجوع بحق سے بچ نہیں سکتے۔ اگر مقرر سے بچ گئے تو بہت اچھے کو دیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنا الہام ظاہر کر دیا تھا کہ آخر الامر ہماری ہی جیت ہوگی۔ اگر کچھ حرج مرج ہو گیا اور جرمانہ یا قید کی سزا مل گئی تو مریدان مخلص یہ تاویل کر کے اپنے دل کی تسلی کر لیں گے کہ کیا پہلے پیغمبروں کو تکلیفات پیش نہیں آئیں؟ اور بالخصوص کیا حضرت یوسف علیہ السلام اتنی مدت قید خانہ میں نہیں رہے گو ایک ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی جانتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ارکتاب فعل سے بچنے کے لئے ”رب السجن احب الیّٰ مقایید عوننی الیہ“ قید خانہ کو اپنی ذات پر لازم کیا تھا۔

مگر مرزا قادیانی نے عدا ایک خدا کے ماننے والوں قرآن شریف پر ایمان رکھنے والوں آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کو صریح گالیاں دیں۔ حضرت مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی حضرت عبید مہر علی شاہ صاحب جیسے پاک لوگوں کے حق میں جو جو جگر خراش سخت کلمات مرزا قادیانی کے قلم و زبان سے نکلے ان کا اعادہ کرتے وقت بدن پر دو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کاش مسلمان جیتے جاگتے ہوتے اور مرزا قادیانی کی تصانیف پڑھ کے دیکھتے کہ اس میں کس قدر قرآن شریف کی جھک کی گئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی ان جرموں کی پاداش میں جس قدر سزائیں بھگتیں عین حق اور انصاف ہے اور خداوند تعالیٰ جو دیر گیر اور سخت گیر ہے۔ مرزا قادیانی کو ان بے ادبیوں کا حرا ضرور چکھا دے گا چنانچہ حال ہی میں اس ایک خط خاص قادیان سے ہمارے ایک دوست کے نام آیا ہے جس میں مرزا قادیانی کی نازک حالت بیان کی گئی ہے۔ اس پر ہم بغیر افسوس کیا کہہ سکتے ہیں وہ خط یہ ہے۔

از قادیان مظان یکم جون ۱۹۰۴ء

پیارے بھائی صاحب..... السلام علیکم!

خدا آپ کو خوش رکھے۔ آج عنایت نامہ آیا بہت خوشی ہوئی۔ حسب الحکم جناب کے مرزا قادیانی کے حالات درج عریضہ کرتا ہوں۔

وہ تو آج کل گورداسپور کی عدالت میں صبح سے شام تک پیش رہتے ہیں۔ عدالت برخاست ہونے پر تاریخ ڈال دی جاتی ہے (پھر کل صبح) سبحان اللہ بھارے پیغمبر نہ ہوئے..... ہوئے۔ جس کا دل چاہا عدالت میں لے گئے اور جناب مرزا قادیانی کی اچھی طرح سے..... کی۔

مقدمہ صرف اس بات کا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں شاید کسی کے بارے میں سخت دست لکھا تھا۔ آج کل زنانوں کو باغ و بہار کی سیر تو درکنار رودقت کا کھانا بھی نہیں سوچتا کیونکہ مرزا قادیانی کے لئے رات دن دعا مانگی جاتی ہے کہ خداوند کریم ان کو خیریت سے لائے۔ سیر و تماشے تو جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے۔ سنا گیا ہے کہ عدالت میں منٹ منٹ کے بعد مرزا قادیانی پانی مانگتے ہیں اور زبان خشک ہوتی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہاں تک جج ہے۔ کیونکہ مجھ کو دیکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا اور نہ خدا کبھی ایسا کرے یہاں گاؤں (قادیان) میں تو کچھ دنوں پلنگ خوب زوروں پر تھا۔ بلکہ شہر میں ۳۵۰ کے قریب کیس ہو گئے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ کئی مرید مریض یہاں سے روانہ کئے گئے ہیں۔ خفیہ طور پر جن کو پلنگ ہو گیا تھا۔ مرزا قادیانی کے دولت خانہ میں دس ان گلفٹ کرنے کی انگلیٹھیاں موجود ہیں اور فائل کی بوتلیں اور منگ کا فور کے بکس ہارے بہت احتیاط کی جاتی ہے۔

حیرانی کی بات ہے کہ خدا اپنے پیغمبروں کو بھی خطرہ میں رکھتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مرزا قادیانی ہم لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ مرزا قادیانی کا فرمان ہے کہ قادیان دارالامان ہے۔ اگر واقعی یہ بات ہے پھر اتنی تکلیفیں کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جہاں تک معلوم تھا عرض کر دیا۔۔۔ راقم۔

۵ ..... مرزا قادیانی کی تعلیم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم میں مرزا قادیانی کی تعلیم کا جو سلسلہ چھڑ رہا ہے وہی پرانی دہرائی، باسی، عباسی،

دقیانوسی باتیں ہیں کہ زنا، چوری، جھلسازی، دغا بازی وغیرہ کے مرتکب نہ ہو وغیرہ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مذہب والے جن مذکورہ بالا افعال کو صحیح اور مذموم سمجھتے ہیں۔ آپ نے خاتم الخلق اور ہر دوزی اور امام الزمان بن کر کونسا تیرا عیسیٰ مسیح کو مارا تو کیا کمال کیا۔ یہودی آپ سے پہلے ان کو مار چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی جسمانی معراج اور انبیاء کے دیگر معجزات کا انکار کیا تو کونسا نیا کام کیا۔ دھریہ وغیرہ محمد بن آپ سے بہت زیادہ اور زبردست دلائل کے ساتھ انکار کر چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ نماز، روزہ، مکہ نہ دکر خورہ باتیں ہیں۔ ہر نبی نے ان کا حکم دیا ہے۔ البتہ یہ جدت ضرور دکھائی ہے کہ حج کو جانا اور بجز قادیان میں جھونکنے کے زکوٰۃ کا روپیہ مستحقین کو دینا اپنی مرزائی امت پر حرام کر دیا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ بھی کوئی بڑی جدت نہیں لاکھوں نئی تعلیم یافتہ مسلمان حج اور زکوٰۃ دینے کے خلاف ہیں۔

آپ نے زکوٰۃ کو حرام نہیں کیا مگر یہ حکم دیا ہے کہ مجھے دو۔ حج کے لئے تو نہیں منع کیا۔ بلکہ یہ حکم دیا کہ قادیان کا حج کر دوسو یہ بھی کوئی بڑی جدت نہیں رہی تو اسی پرانے دھڑے پر لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو حج کرنے اور زکوٰۃ دینے کو موت جانتے ہیں۔ یہ قادیان کے سکے آپ سے کہیں بڑھ کر مسیح موعود ہیں۔

اگر آپ نے اپنے کو آسمانی باپ کا لے پا لک بنایا تو اپنی مجددیت اور ہر دوزیت کی لٹیا ڈھو دی۔ عیسائی تو عیسیٰ مسیح کو حقیقی ابن اللہ بنا چکے ہیں۔ آخر حقیقی بیٹا تو لے پا لک سے افضل ہی ہوتا ہے۔ لے پا لک بنانا تو مجبوری کی حالت میں ہوتا ہے کہ کسی طرح دنیا میں نام تو قائم رہے۔ ہاں آسمانی باپ پر احسان رکھنے کی یہ جدت ضرور دکھائی کہ اس کا نام باقی رکھا اور مقطوع النسل ہونے سے بچایا۔ ورنہ وہی مثل صادق آتی کہ مر گئے مردود فاتحہ نہ درود۔ عیسیٰ مسیح معاذ اللہ ناخلف تھے کہ مر گئے آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور آسمانی باپ کی بادشاہی کو ابد الابد تک چلائیں گے۔

مرزا قادیانی کو ذرا حیا اور شرم نہیں کہ کتاب وسنت کو لغو اور فضول قرار دے کر دنیا میں اپنی جدید اور محمدانہ تعلیم پھیلاتے ہیں۔ کلام مجید میں وارد ہے۔ ”الرحمن علم القرآن“ کیا قرآنی تعلیم سے بڑھ کر انسانی تعلیم ہو سکتی ہے۔ خصوصاً وہ تعلیم جو قرآن کے خلاف ہو۔ کتاب وسنت میں کوئی بات موجود نہیں۔ ”لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین“ سنت قرآن مجید کی شرح ہے۔ اس سے بڑھ کر ہرگز کوئی شرح نہیں ہو سکتی۔ جس کے متعلق محدثین اور مجتہدین فرما گئے ہیں اور ہر زمانے کے علماء قیامت تک فرماتے رہیں گے۔ اور کسی جہلی نبی کی تعلیم کی مطلق ضرورت نہ ہوگی۔

لفظ تعلیم سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تعلیم کوئی جدید تعلیم ہے جو مذہب اسلام کی تعلیم کے علاوہ ہے اور حقیقت میں بھی یہی بات ہے ورنہ بجائے تعلیم کے لفظ تذکیر یا فہم یا صحیح ہوتا۔ علماء دین برابر وعظ فرماتے ہیں مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ مولوی صاحب دین اسلام کی تعلیم فرما رہے ہیں۔ کیونکہ تعلیم کا لفظ بمقابلہ جہل کے بولا جاتا ہے اور جہل سے زمانہ جاہلیت اور زمانہ کفر مراد ہے خدائے تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے مگر مرزا قادیانی یہی سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب بھی زمانہ جاہلیت میں ہیں۔ معاذ اللہ!

اصول اسلام سے ہر مسلمان واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ زنا، چوری، دغا بازی، سود خواری، شراب خوری وغیرہ افعال ممنوع اور درخور مکافات ہیں بلکہ جو لوگ شیطان کے اغواء سے افعال مذکورہ بالا کے مرتکب ہوتے ہیں وہ بھی ان کو برا سمجھتے ہیں۔ پس علماء ہمیشہ اپنے وعظ میں افعال بد پر متنبہ کرتے اور مسلمانوں کو ان سے بچاتے اور ان کی برائیاں اور وعید یاد دلاتے رہتے ہیں نہ یہ کہ وہ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء/ جولائی کے شمارہ نمبر ۲۸ کے مضامین

.....۱	سوال و جواب۔	اد۔ گجرات!
.....۲	مرزا قادیانی کا خروج عظیم فتنہ ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	آنحضرت ﷺ کا کسر شان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	آئینہ کمالات قادیانی۔	لہریا نئی۔ ۲۰۰ پیالہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... سوال و جواب

اد۔ گجرات!

ہمارے ایک قدیمی دوست ہم سے پوچھتے ہیں کہ مدت سے آپ نے ضمیمہ ششم ہند میں لکھنا کیوں چھوڑ دیا؟ کیا آپ طاعون سے ڈر گئے یا مرزا کے مشن کو درست سمجھنے لگے یا قادیانی کی مریدوں کی کثرت سے ڈر گئے۔ وغیرہ۔

جواب ..... جناب من سلمہ اللہ تعالیٰ۔ جواب تو اس قدر طول و طویل ہے کہ احاطہ تحریر

میں نہیں آسکتا۔ مگر کم فرصتی کے باعث مختصر کیا جاتا ہے۔ اگر آپ نے اس بارے میں مفصل پوچھنا چاہا تو کسی خاص وقت میں کجرات تشریف لائیں اور اپنی تسلی کر جائیں۔

۱..... ضمیمہ ششم ہند خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت عمدگی کے ساتھ چل رہا ہے اور مولانا شوکت قلم کے ایسے زبردست ہیں کہ اکیلے بس ہیں بقول سعدیؒ۔

چو کار بے فضول من برآید

مراد روے سخن گفتن نشاید

علاوہ ازیں میں ایک محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں۔ روزی کے دھندے سے کم فرصت ملتی ہے میں لوگوں کی جبینیں خالی کرا کر ترلقے سے اتنی محنت مزدوری کی خشک روٹی کو ہزار گنا ترجیح دیتا ہوں۔

۲..... طاعون سے (جو حکم ربی) ڈرنے والے ایک طرح سے مشرک ہوتے ہیں ”اذا جاء اجلهم الا یہ“ پر میرا پورا پورا ایمان اور یقین ہے۔ اس پر بھی خداوند تعالیٰ کا ہزار احسان اور لاکھ کرم ہے کہ ہمارا جو اس عالمگیر بیماری کے یہ عاجز اب تک صحیح و سالم ہے اور میرے تمام رشتہ دار بھی فضل خدا سے محفوظ ہیں اور جس موضع کا میں باشندہ ہوں۔ اس کا ہر ایک بشر آج تک ہال ہال بچا ہوا ہے۔ الحق۔ ”ذالك فضل الله يوتيہ من يشاء واللہ ذو الفضل العظيم“ چونکہ موت ایک حکم ربی ہے اس کے حضور سر تسلیم خم ہوں۔ طاعون کا خوف سب سے زیادہ مرزا قادیانی کو ہے جو اس ان ملکٹ کرنے کی آگیشیوں، فرائض کی بوتلوں وغیرہ سے کام لے رہے ہیں۔

۳..... تیسری بات یعنی مرزا قادیانی کے مشن کو درست سمجھنے کے بارے میں جو آپ نے تحریر کیا ہے اس سے مجھے سخت صدمہ پہنچا بھلا خداوند تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے مغائب اللہ ہونے پر جس کا ایمان ہے وہ کیونکر کسی اذعان کی رسول اور جہلی نبی کے مشن سے ڈر سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے مشن کو ابتداء سے لے کر آج تک میں نے دیکھا ہے۔ مرزا قادیانی اور اگنی ہوتری (دیودھرم کے بانی) ایک ہی پڑاؤے کی مٹی ہیں۔ اس کے ثبوت میں رسالہ ہندو میں مرزا قادیانی کے مضامین اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی نے چند صوفیوں کے اقوال کو چھوڑ دیا اور قرآن کی آیات کو توڑ کر ایسے الہاموں کے نام سے ماحول کیا جو بیک کے سامنے پیش ہوتے رہتے ہیں اور حضرت مولانا رام کے اشعار جن کے حسب الحال ہیں۔

چند دزدی عشر ازام الکتب  
 تاشود رویت تلون ہم چو سیب  
 چند دزدی حرف مردان خدا  
 نافروشی دستیانی مرحبا  
 رنگ بر بسته ترا گلگون نہ کرد  
 شاخ بر بسته ترا عرجوں نہ کرد  
 عاقبت چوں چادر مرگت رسد  
 از رخت این عشرها اندر فتد

میں نے عمر دردراز تک اس نزلے اور انوکھے مثنیٰ کی کتابوں کا مطالعہ اور ان کے حال و حال اور اقوال کا موازنہ کیا تو مجھے مولانا روم کے اس مقولہ کی تصدیق کرتا پڑا۔  
 ایس نہ مردانند این ها صورت اند  
 مرده نساں اند کشته شہوت اند

پس میں اس "لم یلد ولم یولد" خدا کو چھوڑ اور اس پاک کتاب کے احکام سے جس کی شان میں "لا یتیمہ الباطل من بین یدیه ولا من خلف تنزیل من حکیم حمید (فصلت: ۴۲)" سے منہ موڑ اور اس پاک اور معصوم رسول فداہی دای سے جس کے شان میں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ محبت توڑ کر اگر کسی اور جگہ کا رخ کروں تو کیونکر دونوں جہاں کی رو سیاحی خرید کروں۔ پس میں خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں نہایت عجز و رازی کے ساتھ دعا مانگتا ہوں کہ جو عقیدہ اپنا اوپر ذکر کر آیا ہوں اسی پر میرا حشر ہو۔

۴ ..... رہا مرزا قادیانی کے مریدوں کا ڈر۔ سو اس کی بابت نہایت وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس جس نے اس عاجز سے مکالمہ کیا ہر ایک پر حق پیش کر دیا مگر بعض کو اس قسم کا خدی اور ٹیلا پایا کہ باوجود ان کے لکڑے عذرات توڑ دینے کے بھی انہوں نے اپنی رٹ کو نہیں چھوڑا۔ ان پر خداوند تعالیٰ اپنا رحم کرے۔ پس ایسے لوگوں سے ڈرنا سراسر نامردی ہے۔ ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ اس قسم کی صداقت۔ محض مولوی حکیم نور الدین کے چند عارضی فصیح الفاظ ہوتے ہیں۔ جب وہ ختم ہو جاتے ہیں تو دم ہا کر بھاگتے ہیں۔ اور میں آپ کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں۔

ہاں تا سہر نیفگنی از جملۃ فصیح  
 کور اجز این مبالغہ مستعمل نیست

لیں لہٰذا معرفت کہ سخفیل سجع گو  
بردر سلاح وارد وکس درحصل نیست  
۲ ..... مرزا قادیانی کا خروج عظیم فتنہ ہے  
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اگر خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمانہ الکذاب نبوت کا دعویٰ نہ کرتا اور ۸۷۳ھ میں حمدان بن قرمط نے اپنے کو حکمتہ اللہ الموعود نہ بنایا ہوتا اور کعبہ اللہ پر حملہ کر کے کعبہ کا دروازہ نہ ڈھکیا ہوتا اور چھبیس سال تک اپنا فتنہ قائم رکھ کر بالآخر خلیفہ جوہر القادس کے ہاتھ سے فی النار نہ ہوا ہوتا۔ اور اگر شیخ محمد خراسانی نے دسویں صدی میں عیسیٰ موعود کا دعویٰ نہ کیا ہوتا اور حاکم سندھ کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا ہوتا۔ اگر المصنوع کے زمانہ خلافت میں ابی یحییٰ اصفہانی مسیح موعود نہ بنا ہوتا اور پھر وہ اور اس کے تمام اصحاب شہر رے میں جدال و قتال کر کے قتل نہ ہوئے ہوتے اور اگر خود ہمارے زمانے میں مہدی سوڈانی پیدا نہ ہوا ہوتا اور انگریزی فوج کے ہاتھوں قتل ہو کر اور پھر حزار اکھڑ کر اس کی ہڈیاں تک رودنیل میں نہ بھائی جاتی تو شاید بعض لوگ یقین کرتے کہ مرزا قادیانی جو اپنے دعوؤں میں منفرد ہے سچا ہے ورنہ کیا معیار ہے کہ گزشتہ دجال تو جھوٹے تھے اور مرزا قادیانی سچے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی سچے دجال تھے اور مرزا قادیانی بھی ان سے کم نہیں۔

تمام مذکورہ بالا دجالوں نے یہی دعوے کئے ہیں جو مرزا قادیانی نے کئے۔ پس موجودہ زمانہ کا دجال گزشتہ دجالوں کا مقلد اور کاسہ لیس ہے۔ اس میں ذرا بھی جدت نہیں۔ ہاں۔ جدت تو ضرور ہے کہ گزشتہ دجال سوڈان اور عرب میں پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی ہندوستان میں، تو جہاں مختلف مذاہب ہیں مرزا قادیانی عیسائیوں کے واسطے آسمانی باپ کے لے پالک بنے اور ہنود کے واسطے بروہی (تاتخی) کلجک اوتار یا کرشن کنہیا کی مورتنی بنے۔ مگر وائے حسرت کہ کسی نے ان کے نام کا کتاب بھی نہیں پالا۔ گزشتہ دجالوں کی تقلید تو کی مگر یہ نہ دیکھا کہ سوڈان اور عرب کے لوگ ایک ہی قوم اور مذہب کے تھے وہاں دجالوں کی دال گل گئی۔ ہندوستان تو مختلف مذاہب کا استیلا ہے۔ یہاں لوہے کے چنے چبانے معدے کو خرابی میں ڈالتا ہے۔

مرزا قادیانی اپنے موروثوں کی تقلید پر دعوے تو بڑے بڑے کر بیٹھے مگر وہ جذبہ ضبط وہ حوصلہ کہاں سے لائیں موروثوں نے اپنی عیاری سے نقل کو اصل کر دکھایا۔ انہوں نے عام جوش پھیلا دیا۔ اس زمانہ کی گورنمنٹ کو ہلا دیا۔ ہر طرح کا جلالی کرشمہ دکھایا۔ مرزا قادیانی کو جلال کے نام سے جھٹلی لگتی ہے۔ گزشتہ دجالوں نے ہر طرح کے سامان سے لیس اور چست اور کیل کاٹنے سے



ڈریس اور درست ہو کر گورنمنٹ کو بھی ڈانٹ بتائی اور کھلم کھلا جہاد و جدال و قتال کیا مگر مرزا قادیانی کا ضعف اور بزدلی دیکھئے کہ جہاد کے نام سے انہیں لرزہ چڑھتا ہے۔ گورنمنٹ کی غلامی کا بار بار اعلان ان کے مسیح موعود ہونے کی منادی اور ٹولس بلکہ دستاویز ہے۔ گزشتہ دجالوں نے کسی گورنمنٹ کو جوتی کی نوک کے برابر بھی نہ سمجھا اور برٹش گورنمنٹ کی جوتی آپکا تاج ہے۔

جب آپ خدا کی طرف سے امام الزمان اور جتہ اللہ ہیں اور خدا کا ہاتھ آپ کے سر پر ہے تو کسی کا کیا خوف اور کیا غم۔ ایسی ہی کمزوریوں نے تو مسیحیت اور مہدویت کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ آپ خوش قسمتی سے برٹش جیسی آزاد اور آزادی بخش گورنمنٹ کے عہد میں مہدی بنے ہیں۔ کوئی دوسری متعصب گورنمنٹ ہوتی تو مزہ آتا۔

ہم نے جو فقہ عظیم کا لفظ عنوان میں لکھا ہے تو مراد بالفصل دین اسلام میں فتنہ پیدا کرنا ہے نہ کہ سلطنت کے انتظام یا دنیا کے امن میں خلل ڈالنا۔ کیونکہ کیا پدی اور کیا پدی کا شور با۔ ہاں خدا سمجھے کو ناخن نہ دے۔ رفتہ رفتہ ایسا بھی ہو جائے تو کیا عجیب ہے۔ چھوٹی سی چنگاری یا دیا بکس کی تیلی آدائل میں بالکل بے حقیقت ہوتی ہے جس کو جوتی سے رگڑ سکتے ہیں۔ لیکن تھوڑی غفلت میں عالمگیر آگ ہو جاتی ہے۔ جس کا بجھانا انسانی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے۔

میرے پاس دو لاکھ قلمبند و المنہر ہیں۔ ہم کہتے ہیں دو لاکھ نہیں دس لاکھ ہیں۔ مگر یہ کٹ چٹپٹیاں کس مرض کی وارد ہیں۔ جب کہ اپنے جبروت سے مثل فوج مہدیاں گزشتہ دنیا پر سکے نہیں جھا سکتیں۔ اور بزدور تیغ امام الزمان کی مہدویت اور مسیحیت نہیں منوا سکتیں۔ کوئی کیونکر سمجھے کہ آپ مہدی ہیں۔ جب کہ قوت کا کوئی کرشمہ آپ میں نہیں۔ گزشتہ مہدیوں کی پر جلال لائف سے تواریخ بھری ہوئی ہے۔ کوئی مہدی ایسا نہیں گزرا جس نے گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ایک تہلکہ اور انقلاب عظیم پیدا نہ کر دیا ہو۔ اور فرماں روا کو مشکلات اور مہمات میں نہ ڈال دیا ہو۔ اب تواریخ میں قادیانی مہدی کی لائف اور اس کے کارنامے آنے والی نسلوں کے دل میں کیا وقعت پیدا کریں گی کہ قادیانی مسیح گورنمنٹ کا غلام تھا۔ جہاد کے نام سے کاہتا تھا۔ مرزا قادیانی کے کائنات میں مطلق حرارت نہیں جہن اور جہنم نے مہدویت کے انجن کو سرد کر دیا ہے اگر ان کے مورث مہدیاں سابق بھی ایسی ہی ہوتے تو تواریخ میں جلی حروف سے ان کی شان میں یہ شعر کیونکر موزوں ہوتا۔

رسم رہا زمین پہ نے سام رہ گیا

مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

کسی نبی نے آج تک اپنے کائنات کے خلاف نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنے والا منافق

سے حیلہ گر ہے۔ وہ باطن سے دنیا ساز ہے نہ کہ نبی۔ لیکن مرزا قادیانی برابر اپنے کائنات کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوئیں مگر اقرار نہیں کرتے اور برابر تا دلیلیں چھانٹتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ میں ہار ہار اپنی غلامی کا میموریل بھیجتا اور اپنی خیر خواہی و فاداداری شہر کرنا ظاہری خوشامد اور زمانہ سازی اور بالکل کائنات کے خلاف ہے کیونکہ جب آپ مسیح موعود ہیں اور کسر صلیب اور قتل خنازیر کے لئے دنیا میں آئے ہیں تو صلیبی اور خنازیری گورنمنٹ کو کیوں اچھا سمجھنے لگے مگر عصمت بی بی از بے چادری ہے۔ اس میں بالکل شک نہیں کہ اگر آپ کا قابو چلے تو اپنے تمام مخالفوں کو جن جن کریمہ تیغ کر ڈالیں۔

۳ ..... آنحضرت ﷺ کا کسر شان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے جہلاء اور حقہاء میں بیٹھ کر یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ کے زندہ رہنے سے آنحضرت ﷺ کی توہین تھی کہ آپ تو وفات پا جائیں اور عیسیٰ مسیح زندہ رہیں۔ لہذا آپ نے ان کو مار ڈالا گویا تمام صحابہ اور محدثین اور مفسرین آج تک آنحضرت ﷺ کی توہین کرتے رہے۔

جاننا چاہئے کہ تمام انبیاء کے خصوصیات ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں۔ کسی کو کوئی معجزہ دیا گیا ہے کسی کو کوئی۔ مگر یہ آج ہی سنا کہ خصوصیات کے اعتبار سے ایک نبی کے مقابلے میں دوسرے نبی کی توہین ہوتی ہے۔ اگر تمام انبیاء کو ایک ہی معجزہ دیا جاتا تو بہت سے انبیاء کے بھیجنے کی خدائے تعالیٰ کو کیا ضرورت ہوتی۔ معجزہ جس شے سے عبارت ہے وہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی شان جمال و جلال کا ظہور ہے۔ گویا انبیاء جناب ہاری کی صفات کمال کے مظہر ہیں۔ مگر اندھوں کو بجز خیالی منارے کے کیا سوچئے۔

جب دنیا میں شرک و کفر یاہ اور انانیت خود سری اور تکبر گمراہی اور الحاد وغیرہ پھیلتا ہے تو یہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی شان جلال و جبروت کا مظہر ہوتا ہے۔ آخر دوزخ کے حکم بھرنے کا بھی تو اس نے وعدہ کیا ہے ”یوم نقول لجنہم هل امتلقت فتقول هل من مزيد“ چونکہ انبیاء کی صفت انزار اور تبشیر دونوں ہیں تو ان صفات کا وقوع یکے بعد دیگرے ضروری ہے۔ پہلے مکشور گھٹا اٹھتی ہے۔ اقل پر گھپ اندھیرا چھاتا ہے کانوں کے پردے بھاڑنے والی اور دلوں میں زلزلے ڈالنے والی رعد کڑکتی ہے۔ آنکھوں کو چکا چوند کرنے والی بجلی چمکتی ہے اور پھر باران رحمت کا نزول ہو کر مطلق صاف ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت انبیاء علیہ السلام کے نازل ہونے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ شرک اور کفر کے طفیان کا ہے اور رفتہ رفتہ اس حد تک پہنچا ہے

یعنی ایک دجال کیساتھ بہت سے دجال پیدا ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور اہل اللہ جناب باری میں رات دن الغیث کر رہے ہیں رد رہے ہیں۔ گززارہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

بر خیز کہ شور کفر برخاست

اے فتنہ نشان آفرینش

گلزار کہ ہائمال گردیم

زاسیمہ سران آفرینش

پس اب وقت آپہنچا ہے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہو کر دجالوں کو واصل جہنم کرے۔ اور یہ جلد ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ نہ صرف انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرشان ہو رہا ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کی صفات اور آیات کا انکار اور اس کی قدرت کاملہ کی بھی توہین ہو رہی ہے۔ عیسیٰ مسیح کی حیات سے آنحضرت ﷺ کی توہین نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی کے نبی اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بننے سے نہ صرف آنحضرت ﷺ بلکہ قرآن کریم اور خود خدائے تعالیٰ کی توہین ہے۔ لے پالک بننے سے خدائے وحدہ لا شریک ”لم یلد ولم یولد“ کی توہین ہے۔ تصویروں کے رواج دینے سے توحید الہی کی توہین ہے۔ بروزی بننے اور تناسخ کا قائل ہونے سے مذہب ہندو کی تائید اور مذہب اسلام کی توہین ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ذات اسلام خدائے اسلام کی محسم توہین ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جو عیسیٰ بن مریم کے زندہ ہونے (دوبارہ دنیا میں آنے) کی بشارت دی تو مرزا قادیانی کے نزدیک گویا آپ اپنی توہین کی معاذ اللہ اور مرزا کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ مسیح تو مر گئے ہیں۔ میں مسیح موعود ہوں کیا یہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب و توہین نہیں۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

۴ ..... آئینہ کمالات قادیانی (ص ۲۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸)

لرحیانوی۔ ۲۰۰۰ء پٹیا لہ!

یا لیکن وقتے کہ در کشم نمودی شکل خویش	یا لیکن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار
آنچه مارا از دوشیخ شوخ آزارے رسید	یا رسول اللہ بہ پرس از عالم ذوالاقتدار
نام من دجال وفال وکافرے بنہادہ اند	نیست اندر زعم شلن چوں من پلید وزشت وخولر
هیچکس را بر من مظلوم وغمگین دل نسوخت	جز تو کفندر خواب ہلرحمت نمودی بلر بلر
یا لیکن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا	آن جماعے آن رخے آن صورتے رشک بہار

## اس پر دعائے غیب

میرسل یزدان وعیسیٰ نبی اللہ شد	باز خولہی ضل و بجات نخوانندای حمل
ناصر مرتد چنین الفاظ دارد بر زبان	اہنے مرسل کے مدد کرائے خدا لیل ونہار
ہیچ ظالم تر نباشد از تو زیر آسمان	افترا بندی بذلت ایزد ذوالاقتدر
اہل بین بعد از نصیحت کیف آسے خوانندہ اند	مومنے باشد چگونه کفرے را غمگسار
عیسیٰ مریم شود آنقوا زانے چنان	مہدی آل محمد چوں شو بکس از تتر
گاہ خود را فارسی الاصل نیمودی و گاہ	حارثے گشتی و نلت بہر خود کردی و ثار
آنکہ آور دست اخبار از حقیقت بے خبر	و آن حقیقت بر تو لے دجال گردید آنکار
شعبدات ولہو و عجل سامری شد معجزات	برتر از عیسیٰ نہی خود را زراہ افتخار
امتیاز انبیاء بادیگران ز الہام و وحی	وحی خود را خوانندہ ہمتائے وحی آن کبار
صاف ثابت شد کہ دعوائے رسالت میکنی	نیست این پوشیدہ پیش مومنان ہوشیار
من رسولے نیستم کان جائے دیگر گفتے	ہست رنگ آمیزی دجالی تو بر عذار
اے مسیلہ در رسالت چوں شرکت خواستی	چوں منافق این شہادت ہاترا آید چہ کار
دعویٰ تجدید دین کردی و گریبندی نہی	و ان نبوت را بہ لفظ جزہ پوشانی خمار
ایس نبوت برحق خود از کجا آوردے	چوں نبوت ختم شد بر احمد از پروردگار
بعد ازوے کیست کو یا بد نبوت از خدا	یا افتند این منصب ازوے بیشتر صد ہزار
گر محدث بویے آن فلوق بویے زین گروہ	بعد ختم الانبیاء حاجت نمائد بس زینہار
بعض شای رفتند و بعض آئندہ آئند این ہمہ	بر خرد جالی خود ہم تو یک گشتی سوار
رشتہ انیست خود با خدا پیوستے	از عبودیت بدل میداری اے ابلیس عار
از غلامی منحرف گشتی و خود احمد شدی	تخم احداث تو سند ہی بیگ کفر آورد بار
گفت روح اللہ بعد از من بود احمد رسول	ان رسول احمد منم کردی بعلم اشتہار
اے ستمگر از جلال او از جلال اوچہ کاست	تسکیندت بہر تبلیغ رسالت اختیار
مصطفیٰ در خواب و بیداریت نمودست رو	کذب میگوئی بذلتش جائے خود خولہی نبار
آنکہ تطہیرش نمائد حق ز دست کافران	بر سر دارش کشی از دست ایشان دزد وار
برخے از ترسا و قدرے آوری از نفس خویش	اہل ایمان را یہودی گوئی اے مردار خوار

می ستلی چوں گن حق کلف و نون خویش را	مید هی اشراک خلق طیر عیسی را قرار
مصطفی نفی صلیبش کردند ہم اثبات رفع	شاهد تبلیغ و قرآن بودند هر دینار
آن عیسی لم یمت گفت والیکم راجع	چوں امام عادل با جلاہ و سلطان و وقار
قول او مطلق مجاز و استعارہ بساختی	ایں قدر مغرور گشتی بر حیات مستعار
ہا بدل ہنہا و کشفیت موجب نلت شدت	کرتقد میر تو در عالم بر آوردت مار
حسب قول لیزدی نزد عباد مخلصین	گشتنت عیسیٰ بہ عیسیٰ کشتنت باور مدار
یک گروہ از امت احمد بود انصار دین	تا قیامت منع شان چیزے ..... انتصار
مرگ عمو ایل و آتہم زیست سلطان ببین	چوں کشیت روسیہ و خوار و زار اندر حصار
وہ چہ شوخ و شنگ آمد مخترت جالے پسر	میوہ نورس خوشابا شد بہ کہنہ شاخسار
والے اے رمال بر رمالی و حراثیت	چوں پسر کلری بر آمد بختہ زان کشت زار
ایں قبر خوار و خجل بلشی و نلزاں همچاں	بے حیائی تو بیرون بلشد از حد شمار
کلیانی ایمن از کید مقین حق مبلاش	جانب اصلی اہم اے ہیچ گویہ دل گمل
کلیانی راز غیب آمد ندہا بارہا	سعد با این بے سعادت ہیچ نگرفت اعتبار

## ازالہ کادیانی ص ۲۹۴

کادیانی تجھے اس بات کا جب ہے اقبال	ہے یہ ممکن کہ مسیح آئے ہے اقبال و جلال
یہ بھی ممکن ہے کہ ہو جائے نزول اس کی دمشق	پھر مسلمان تجھے کیوں نہ کہیں اب دجال
وہ تو موعود نہ ہو اور بنے تو موعود	تو معرا ہو سب اوصاف ہوں اس میں موجود
پھر تو مہدی بھی ہو حارث بھی ہو وہ کچھ بھی نہ ہو	اس کو تسلیم بھلا کون کرے گا مردود
تجھ کو دعویٰ نبوت بھی ہے جروی ہی سہی	وحی والہام میں پھر کس نہیں کچھ بھی رہی
میں پیغمبر نہیں اور لایا نہیں کوئی کتاب	پردہ داری کے لئے تو نے کہی یہ بات
وغل شیطان سے تری وحی منزہ اور پاک	انبیاء سے کہیں بڑھ کر تیرا کشف و ادراک
جو قوم تجھ کو طے ختم رسل کو نہ ملیں	کیوں خدا سے نہیں ڈرتا ارے طہر بیباک
وحی والہام سے انجام کے صفحات ہیں پُر	کیا کتاب اس کو نہیں کہتے ارے احقر
قادح ختم نبوت ہے اگر وحی مسیح	کادیانی ہے تیری وحی مگر گوز مخر

لودھیانوی ۲۰۰۰ مارچ اپریل - ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء

## قطعه تاریخ ولادت دختر کا دیانی ملقب بشوخ و شک لڑکا

تیس جون آئی یہ موسم کا حال ہے	راتیں تو بڑھ رہی ہیں دنوں کو زوال ہے
جنگلی ہیں راہ چلتوں کو تکلیف کا سبب	پرنا لے خسی اچھے ہیں اب برہنگاں ہے
مرزا قادیانی ایک بھائی منٹ ہے بن چکا	اب لڑکا لڑکی بن گیا یہ کیا حال ہے
بٹی نہیں یہ بیٹا ہے دھوکا نہ کھائیے	الہام آپ کا ہو غلط کیا مجال ہے
دھند لا گیا مکافہ شاید جناب کا	یہ کو الف سمجھ گئے اتنا خیال ہے
کیوں ایسا غم ہے منہ بہ سیاہی ہے چھاری	بے چین ہو رہے ہو طبیعت ٹھہرا ہے
لڑکا اگر نہ اب کے ہوا لڑکی ہی سہی	بارش سے پہلے آمدنی بھی ایک تیکھال ہے
جھنجھلائیے نہ گھر میں عہد جا کے بار بار	دل آپ ہی کا آپ کی جان کا وبال ہے
پہلے ہی دھو رہے تھے ہوا اس پہ اور لگ	کیسی سیاہ روئی علی الاتصال ہے
ہر سال زخم تازہ لگیں دینے لڑکیاں	اور زخم پہلا آپ کا بے اند مال ہے
آیا ہے گھر میں صورت دختر اگر پسر	ہے چونکہ شوخ و شک یہ شوخی کی چال ہے
ارحام میں جو کچھ ہے وہ خالق ہے جانتا	قرآن سے کاویانوں کیوں اعتزال ہے
سہی ہے لایا قطعہ تاریخ و ماہ سال	یہ لیجئے داد دیجئے اگر کچھ کمال ہے
اعداد جمع کیجئے چوبیس ۱۹۰۴ء جون اور	دختر نما پسر کے یہ جتنے کا سال ہے

### ایضادیکر

لڑکی کو حیف مرزا تو کرسکا نہ لڑکا	دل و نجوم حیلہ کیا کچھ نہیں کیا ہے
بک دیجئے پیشینگوئی پوری ہوئی ہماری	کیوں منہ میں ٹھکھکیں ہیں ہنسون کو کیوں سیاہ ہے
ہے گرچہ روسیای جیتی رہے خدایا	لڑکا بشیر بھی تو آیا تھا کیا جیا ہے
مجنوں اور مرے طوائے ریگ مای	پھر تو مینے کیسا خون جگر بیا ہے
سال ولادت اس کا گر آپ چاہتے ہیں	وہ نوٹ بک میں ہم نے تحریر کر لیا ہے
سہی بھی ہے معلم اس کی سنو ادب سے	اک شوخ و شک لڑکا لڑکی بنا دیا ہے
دختر نما پسر اور چوبیس جون ۱۹۰۴ء اس میں	تاریخ و سال و خوبی سب کچھ دکھا دیا ہے

ایڈیٹر..... واہ مولا ناسہدی کیا کہتا ہے آپ پر فیضان روح القدس کا نزول ہے چشم بد دور۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم اگست کے شمارہ نمبر ۲۹ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی انبیاء کی مجسم تو ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائیوں کے کروت۔	محمد لکھنوی کوئٹہ!
.....۳	مرزائیت سے توبہ۔	پیشہ اخبار!
.....۴	وہی حیات مسیح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزائیوں سے سوال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا قادیانی انبیاء کی مجسم تو ہیں ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آریا کیوں برے ہیں اس لئے کہ بے ادب گستاخ اور انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔  
دھرم کیوں برے ہیں۔ اس لئے کہ نہ صرف انبیاء اور ان کے معجزات بلکہ ذات الہی کے بھی منکر  
ہیں۔ عیسائی اہل اسلام کے نزدیک کیوں برے ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو برا کہتے ہیں  
اور قرآن کو کلام خدا نہیں سمجھتے۔ وہ تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام ان  
کا سچا محسن اور شفیع مصلح ہے جو انسان پرستی اور تین خداؤں کے ماننے سے روکتا ہے اور ایک ہی خدا  
کی عبادت سکھاتا ہے جس نے عیسیٰ کو کلمۃ اللہ بنایا اور عصمت مریم کی شہادت دی جس کے یہود  
منکر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام انبیاء کی عموماً اور مسیح علیہ السلام کی خصوصاً جو عظمت کی ہے اور دنیا  
کو ان کی عظمت کرنے کی تعلیم دی ہے کوئی عیسائی کوئی جہیل، کوئی فیسس کوئی اسقف ایسی تعظیم نہیں  
کر سکتا نہ ایسی تعظیم اپنے حواریوں اور معتقدوں کو سکھا سکتا ہے۔ تاہم انہوں نے انصاف سے چشم  
پوشی کی اور تعصب کی راہ لی۔ مرزا قادیانی نے یہودی بن کر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو برا بھلا کہا۔  
عیسائیوں نے اس کے جواب میں اسلام اور پیغمبر اسلام اور خدائے اسلام کو گالیاں دیں۔

فرمائیے یہودیوں اور مرزائیوں میں کیا فرق رہا؟ گویا مرزا قادیانی ہی بالواسطہ  
آنحضرت ﷺ کی توہین کرنے والے ٹھہرے۔ مرزا قادیانی تو اپنے ہم پیشہ اور ملعون مورثوں  
(گزشتہ مکار مہدیوں) کی تقلید سے بھی منحرف اور مرتد ہو گئے۔ کیونکہ ان میں سے کسی نے انبیاء کو

گالیاں نہیں دیں وہ ایسے احمق نہ تھے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جڑ کاٹنے کیونکہ وہ بھی انبیاء کی مثل بنے تھے۔ مرزا قادیانی کو شامت جو دھکا دیتی ہے تو مثل مسیح نے پھر کورنکی اختیار کر کے مسیح ہی کو گالیاں دیں۔ کھوسٹ آسانی باپ نے لایینی اور مضر سرگوشیاں اور برباد کرنے والے الہامات کر کے حسرتوں کا خون کر دیا۔

بت پرست ہنود بھی انبیاء کی توہین نہیں کرتے بلکہ ان کو مانتے ہیں یہاں تک کہ اکثر مشائخ کے پاس آتے ہیں۔ بیماروں کے لئے تعویذ وغیرہ لے جاتے ہیں۔ ان کا دم کیا ہوا جھوٹا پانی اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ ان کی اس خوش عقیدتی کو دیکھنے کہ چھوت چھات کی پابندی کو بھی جو مذہب، ہنود کا جزاء اعظم ہے طاق پر رکھ دیتے ہیں۔ بیشتر شہروں کی مساجد کے دروازوں پر ہنود اپنے برتنوں میں پانی لئے مغرب کے وقت کھڑے رہتے ہیں اور جو نمازی مسجد سے نکلتا ہے اس سے پانی پر دم کرا کر اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ علی ہذا جن امور کو اکثر مسلمان معظم سمجھتے ہیں ہنود بھی ان کو معظم سمجھتے بلکہ ان میں شامل ہوتے ہیں۔ ہنود تمام انبیاء کو ضرور ادتار سمجھتے ہیں۔ ایک مرزا قادیانی ہیں کہ باوصف دعویٰ مسلمان بعض انبیاء علیٰ مینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتے ہیں اور جو صفات ان کو خدائے تعالیٰ نے عطا کیں ان کا انکار کرتے ہیں۔

مذہب غیر والے جو مذہب اسلام کے اصول اور اس کی خوبیوں سے ناواقف ہیں۔ جب مرزا قادیانی کے خوارق اور پاکہند دیکھتے ہیں تو یہی یقین کرتے ہیں کہ تمام انبیاء کے بھی ایسے خوارق ہوں گے جو مرزا قادیانی کے ہیں اور جس طرح چند خود غرض دنیا پرست چیلے یا حقاء مرزا قادیانی کے ساتھ ہوئے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکتے پھرتے ہیں۔ انبیاء اور ان کے حواری کے بھی یہی افعال ہوں گے۔ محاذ اللہ۔ ماشاء اللہ ہم نے اس لئے عنوان میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء علیہم السلام کی مجسم توہین ہیں۔

مرزا قادیانی نے دنیا کے ٹھٹھنے کو کبھی کبھار جتن کئے۔ تمام نبیوں اور تمام اوتاروں کے انفال بنے۔ مسیح موعود بھی ہیں مہدی بھی ہیں۔ کھجک اوتار (بروزی) بھی ہیں۔ امام حسینؑ سے بھی افضل ہیں۔ اولیاء اللہ کی تو حقیقت ہی نہیں۔ الغرض تمام برگزیدہ انسانوں کی وقعت مثالی چاہی۔ مگر خود اپنی ہی وقعت کو بے گور و کفن ذلت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ یہ وہی ادھار ہے کہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ دو کیلوں اور اہلکاروں کے سامنے ماتھا گھٹیتے ہیں ناک اور ایڑیاں رگڑتے ہیں۔ عدالت بھی خوب جنتری میں سے آپ کے بل نکال رہی ہے۔ عدالت کو آپ کے خدائی دعوے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اب ہر فرعونے رامو سے کا کر شمرہ نظر آ رہا ہے۔ بروزیت اور مسیحیت کے



پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔

نوکر قمار چٹا نور قفس کی ٹوٹی ہوئی تیلیوں سے پھر ہو رہے ہیں۔ چندہ بھی کوئی نہیں دیتا۔ لوگوں کی چندیا پہلے ہی سمجھی ہو گئی ہے۔ اب تو ام المرزائیں وغیرہ کا زیور مرصع بجواہرات اور سادہ لوہوں سے لوٹ کھسوٹ کا جمع کیا ہوا گزادیا خزانہ ضروری ٹکالنا اور ستھوری اور چند بیدستری معجونیں اگلی پڑیں گی۔ بہت پھولی پھولی کھا رہے تھے۔ اب عدالت کے اڈگڑے میں آٹے دال کا بھاء معلوم ہوگا۔ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ حالت دیکھ کر اکثر گاڑھے اور بکے چیلوں کی ارادت و عقیدت کا لٹکوتا کھل گیا ہے اور ان پر مسیحیت و یروزیٹ کی حقیقت آشکارا ہو گئی ہے۔ مگر چونکہ قول نہیں بلکہ ایمان تک ہار چکے ہیں۔ لہذا مجبور ہو کر سر دست قادیان میں دھرتا دیئے پڑے ہیں اور منتظر ہیں کہ کوئی دم میں مر لیا جائے گی۔

مرزا قادیانی کا برزخ اس وقت قابل دید ہوتا ہے جب پیشی کے وقت چڑا سی آواز دیتا ہے کہ گلام احمد کا دیانی ہاجر (حاضر) اور مرزا قادیانی کون کر دھڑکن پیدا ہوتی ہے۔ بھگم بھگم، بسٹم بسٹم جاتے ہیں۔ تو ندھیلی ہو جاتی ہے۔ ازار بند کھسک پڑتا ہے۔ سانس پھول جاتی ہے اور پھر طنزموں کے کٹہرے میں پہنچ کر کمان کی طرح دوہرے ہو کر سر جھکا کر اڑیاں بن کر عدالت کو دوہتا اسلام اور زمیندو زبجرے بجالاتے ہیں اور عدالت بھی جواب میں ایک مٹھی سی اڑا دیتی ہے۔ عبرت عبرت۔ یہ کیا ہے۔ وہی تو ہیں انبیاء و اولیاء و کبراء و علماء و مشائخ کا ادا رہے اور ابھی کیا ہے ذرا دیکھئے یروزیٹ اور مسیحیت کی پھوٹی قسمت میں کیا کیا لکھا ہے۔ مقررہاں الہی اور برگزیدگان خدا کی توہین کھیل نہیں۔

لے پالک تو اپنے چیلوں کو یہ جھانسا دے رہا ہے کہ جلدی نہ کرو۔ آسمانی باپ کا نشان ظاہر ہوگا اور اندر مصالحت کی ماکھوڑ رہی ہے۔ لیٹ لیٹ کر اور زمین پر آٹو کھینچ کر معافی مانگنے کا تہیہ کیا جاتا ہے، لوٹیں شائع ہوتی ہیں کہ کسی طرح آسمانی باپ کا نشان ظاہر ہو اور اس عرصہ میں جو گمراہ کھاؤ پڑ گیا ہے اور پلاستر بگڑ گیا ہے۔ کسی طرح ان کا اندامال ہو۔ مگر میرا شیر کرم الدین ایک بھی نہیں مانتا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ہمیں اور دوسری مرتبہ گولڑہ جا کر مسیحیت و مہدویت سے توبہ کرو۔ اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے تجدید ایمان کرو اور افتراء علی اللہ سے باز آؤ اور شوکت اللہ القہار کو مسجد مانو اور سب سے معافی مانگو۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے ناک کٹتی ہے اور تر لقمے ہاتھ سے جاتے ہیں۔ مسیحیت و مہدویت رخصت ہوتی ہے اور قمار خانے میں ٹمن کاتے رہے جاتے ہیں اور عدالت زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ بچہ جی آسمانی بادشاہی کے وارث

بن کر لوگوں کو بہت دھمکیاں دے رہے تھے۔ اب آئے ہو لیے پر۔ چمکتے چمکتے پلٹتے نہ نکل جائے اور برد زیت کا براز نکل نہ پڑے تو جیسی کہنا۔ ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ جان جو کھوں تو ہے نہیں ہاں کا یا کسٹ ضرور ہے اس لئے مقدمات کا شیرہ رہا ہے جب تک خوب توہین اور ذلت نہ ہو چکے گی اور انبیاء اور اہل اللہ کی توہین کی قرار واقعی سزا نمل لے گی۔ اور خود مرزا انہوں کی نظر میں مرزا قادیانی ذلیل نہ ہو لیں گے اور وہ ان کو چھوڑ کر اپنی راہ نہ لیں گے۔ اس وقت تک مصائب کی کالی گھٹاؤں کا سر سے ٹٹنا اور مقدمات سے رہائی پانا غیر ممکن۔ مہدوالہ مشرق کی پیشین گوئی آب زر سے لکھ لیجئے یہ ضرور پوری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (من اھان الانبیاء والاویاء اھانہ اللہ) عدالتوں کو خدائے تعالیٰ سب سے زیادہ عقل دیتا ہے ان کو قدرت الہی حدیث اور کشف عطا کرتی ہے انصاف کے لئے۔ ان پر الہام ہو جاتا ہے وہ سوسائٹی کی موجودہ حالت اور طالع سے خوب واقف ہوتی ہے اور ہم لکھ چکے ہیں کہ کوئی عدالت جب کسی طرم کو سزا دیتی ہے تو صرف ثبوت الزام ہی کو اپنا نصب العین نہیں بناتی بلکہ یہ بھی دیکھتی ہے کہ فلاں کیس کے فیصل ہونے سے سوسائٹی پر کیا اثر پڑے گا۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ نہ صرف برٹش حکام جن کو خدائے تعالیٰ نے بڑی عقل اور دماغ عطا کیا ہے۔ بلکہ ہر شخص جس کو کچھ بھی عقل ہے یہی کہے گا کہ مرزا قادیانی نے محض دنیا طلبی کے لئے ٹکرا اور زور کی دکان کھول رکھی ہے۔ اور نری سچی اور تھکی جتا کر اپنے کو نبی بنا رکھا ہے۔ کبھی بندگان خدا پر موت کی دھمکیاں دیتی ہیں۔ کبھی کرامت اور معجزات کا دعویٰ بھی اپنے کو بڑا بنانے کے لئے تمام مذاہب کے بزرگوں پر سب وحن کیا حکام وقت اور خود گورنمنٹ یہ باتیں سمجھتی کہ یہ کھلی طبع نفسی اور فحشکتی ہی نہیں بلکہ تحریف بھی ہے جس کے ساتھ مذاہب میں اشتعال پیدا ہو کر فساد کا بھی اندیشہ ہے پس اس کی روک تھام ضروری ہے اور پہلا انسداد یہ ہے کہ اس مکار اور عیار کو جہاں تک ممکن ہو ذلیل کیا جائے اور دنیا کو دکھا دیا جائے کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس کی پیشین گوئیاں غلط ہیں۔ یہ دیا ہی نجوی اور مال ہے اور ساموچہ ہے۔ جیسے پنجاب میں بہت سے رمال قلعہ ان اور قلعہ ہاتھ میں لئے اور دھوکے دے دے کر سادہ لوحوں سے پیسے اور کئے سیدھے کرتے پھرتے ہیں ورنہ لائبل کیس کیا ہوا طومار یا شیطان کی آنت ہوا جس کو تقریباً دو سال ہو گئے کہ فیصل ہونے میں ہی نہیں آتا۔ نہ صرف ماتحت عدالتوں بلکہ چیف کورٹ کے دیوانی مقدمات بھی مات ہو گئے۔ دودو برس تک وہاں بھی مقدمات کا خمیر نہیں اٹھتا۔ پس اس حکمت عملی سے صاف ظاہر ہے کہ مقدمات کے تصفیہ میں جس قدر دیر ہوگی۔ اسی قدر مرزا قادیانی کے شعبدات یا بد نفسی کا اثر کم ہوگا۔ خود

مریدوں کے دلوں سے ان کی وقعت جاتی رہے گی۔ پس ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ اور دیر ہو اور جو ذلت مقدر ہے وہ پوری ہو جائے۔

عدالت کا عندیہ کسی کو معلوم نہیں کیونکہ انصاف کے پاؤں روٹی یا ریڑ کے ہوتے ہیں جن کی آہٹ معلوم نہیں مگر انصاف کا بیجہ کو یا فولا دکا ہوتا ہے جس کی گرفت سے بچنا محال ہے۔ اگر مرزا قادیانی بری بھی ہو گئے تاہم جو سزا ان کو اس وقت مل رہی ہے عبرت کے لئے کافی ہے۔ اور اس سے بھی بندگان خدا کو فائدہ ہی پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ عدالت کی نیت پر کوئی حملہ نہیں ہو سکتا اور جو کچھ کر رہی ہے انصاف ہے۔ اور جو کچھ کرے گی وہ انصاف ہی ہوگا۔

۲ ..... مرزائیوں کے کروتوت

محمد لکھنوی کو سزا

مولوی محمد صاحب الحمدیٹ لکھنوی جو ایک عالم با خدا ہیں اور عرصہ دراز تک گجرات پنجاب کے مسلمانوں کو اپنے علم و فضل اور ورع و تقویٰ سے مستفیض کرتے رہے ہیں۔ اب چند مدت سے کوئٹہ میں اقامت پذیر ہیں۔ جب اول اول قادیانی صاحب نے موعود مسیح کا دعویٰ کیا اور الہاموں وغیرہ کی سوجھی تو مولوی صاحب نے اس مشن کی حقیقت سے مسلمانوں کو خوب واقف کروایا اور گجرات میں بھی ٹین چار دفعہ ایسے پرائڈ و عظم کئے کہ گجرات کے لوگ اس مشن کی لٹی سے پورے پورے آگاہ ہو گئے۔ یہی باعث ہے کہ تاحال گجرات کا کوئی سمجھ دار آدمی اس ادعائی مشن کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آج کل قادیانی کے دو تین مریدوں نے گجرات میں یہ بہتان اڑانا شروع کیا کہ مولوی محمد صاحب موصوف بھی مرزائی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ الہی بخش کتب فروش مرزائی نے اس بارے میں ان کو ایک دل آزار خط بھی تحریر کیا۔

کسی راست باز عالم یا عمل مسلمان کو جس کا ایمان اور یقین اللہ جل شانہ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے مناجات اللہ ہونے پر ہے۔ یہ کہنا کہ تم مرزائی ہو گئے دوسرے الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ گویا تم آنحضرت ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی اور شخص کی نبوت پر ایمان لائے۔

اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسے الفاظ اس مسلمان کی دل آزاری کا موجب نہ ہوں گے مگر یہ مرزائی خدا کے بندے ان الفاظ کو معمولی بلکہ اپنے مشن کے فرض کا ادا کرنا جانتے ہیں۔ مولوی صاحب نے اس خط کا جو جواب دیا قابل دید ہے۔ اس لئے درج ذیل کیا جاتا

(نقل جناب جوان کو لکھا گیا وہ جوانی کا رڑ تھا تحقیق کرنا کہ کچھ اور کچھ اور مشہور نہ کریں)

کرم مولوی الہی بخش صاحب..... مزاج شریف۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ جناب نے مسیح موعود قادیانی کو قبول فرمایا۔ مسیح موعود قادیانی تو کوئی شخص نہیں جس کو شرعاً ہم کو ماننا چاہیے۔ ہاں مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ زمیندار قادیان مدعی ہیں کہ میں مسیح موعود یا مثیل موعود ہوں۔ مگر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ مسیح موعود دو شخص ہیں مسیح الدجال۔ مسیح عیسیٰ بن مریم اول تو نہیں ہے۔ اس واسطے کہ عورتیں..... الخ۔ اور نہ کہ ف ر کا سکہ مابین آنکھوں کے رکھتا ہے۔ تاکہ دلیل قیٰن ہو کہ یہ مدعی ہے۔ رہا دوسرا تو وہ بھی نہیں ہے کیونکہ مثیل دو قسم کا ہوتا ہے۔ اسی اور دومی۔ اسی تو اس واسطے نہیں کہ مدعی کا نام عیسیٰ نہیں ہے اور نہ اس کی والدہ مرحومہ کا نام مریم تھا اور نہ بے باپ پیدا ہوا ہے بلکہ والد ماجدان کے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم معزز زمینداران قادیان سے گزرے ہیں۔

اور دومی اس واسطے نہیں ہے کہ وصف خلق طبر، ابراء اکہ و ابرم۔ احیاء موتے۔ ایما لمیٰ خرون۔ حسب منطوق آیہ ”انسی قد جفتکم بالآیۃ من ربکم الیٰ اخرها“ سے بے نصیب ہے۔ میرے نزدیک مرزا قادیانی حسب ارشاد نبوی ”مجلہ دجا لہ کذائیں موعودین سے ہیں۔ دیکھو حدیث صحیح ”قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتیٰ ینبعث کذابون دجالون قریباً من ثلاثین (ترمذی ص ۴۵ ج ۲)“ (ربنا لا تجعلنا منهم ولا ممن تبعهم آمین)

خادم الاسلام محمد لکھنوی از کوسٹہ بلوچستان محلہ غریب آباد۔ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ

۳ ..... مرزا نیت سے توبہ

پیر اخبارا

پیر اخبار لکھتا ہے کہ شیخ محمد عظیم کلرک پوسٹل ڈیپارٹمنٹ مرزا کی دین سے دست بردار ہو کر از سر نو دین اسلام میں داخل ہوئے مرزا کے قادیانی کی مسیحیت و مہدیت کے بارہ میں شیخ محمد عظیم صاحب کے خیالات حسب ذیل ہیں۔

مرزا قادیانی مسیح ہیں مگر مرض کو بڑھائے ہوئے ہیں۔ مگر مقدمہ باز جھگڑالو۔ مہدی ہیں مگر نور ہدایت سے ہیں افتادہ، ہلم ہیں مگر اشاعت الہامات سے معاش حاصل کرنے والے اس پر اردو اخبار حاشیہ چڑھاتا ہے۔ واہ شیخ صاحب واہ آپ نے ہمارے مقدس مآب مرزا قادیانی پر خوب زہر اگلا ہے۔ جب آپ حضور انور کے زمرہ مریدان میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت تو جو

کچھ تھے آپ کے خیال میں مرزا قادیانی ہی تھے۔ بے وقائی اور طوطا چشی اچھی نہیں۔ ہم کو افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک مرید کی کمی سے رنج ہوا ہوگا۔ لیکن کیا پرواہ عنقریب بہت سے مرید اور ہو جائیں گے۔ تعجب تو یہ ہے کہ بعض متعصب اڈیٹران اخبار مرزا صاحب کو مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتے۔

جب تک دنیا میں جہالت ہے کئی مرسل اور پیغمبر نبوت کے مدعی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور جدید سے جدید مذاہب کا دور دورہ رہے گا۔ البتہ جہالت کے اختتام پر ہادی برحق ہوگا اس کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت نہ رہے گی۔

ایڈیٹر..... علی ہذا عاری پور میں وہاں کے بعض علماء کی تلقین سے مرزائیوں کی جماعت کی جماعت تابع ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہوئی۔ جیسا کہ کرزن گزٹ سے معلوم ہوا۔ اگر شہروں اور قصبوں کے علماء چاہیں تو حجام گردباد کا یہ طلسم دم کے دم میں اپنی سجادہ سے توڑ پھوڑ کر سرد کر سکتے ہیں۔

## ۴ ..... وہی حیات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حیات مسیح علیہ السلام بڑے بڑے دلائل باہرہ و براہین ظاہرہ یعنی قرآن و حدیث کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور ہم اپنے بیسیوں مضامین میں مختلف ہدایوں سے ثابت کر چکے ہیں مگر مرزا اور مرزائی کب ماننے والے ہیں وہ تو حیات مسیح کے ثبوت کو بھی اپنی موت سمجھتے ہیں۔ یعنی ادھر مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہوئی ادھر بدویت و موعودیت فی النار ہو گئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ مسیح کو مردہ سمجھنا ہی مجھے زندہ مسیح یقین کر لینا ہے اور مجھ پر ایمان لانا ہے۔ حالانکہ جس طرح حیات مسیح اور موعودیت میں کوئی ٹروٹ نہیں۔ اسی طرح حیات مسیح کے قائل ہونے اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لینے میں بھی کوئی ٹروٹ نہیں۔ کیونکہ لاکھوں آدمی جو حیات مسیح کو نہیں مانتے کیا وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں؟ وہاں یہ دوسری بات ہے کہ اپنا دل خوش کرو اور فقط گھر میں ام المرزائین کا نام بھونک کر کھلو۔

آیہ ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ..... الخ (النساء: ۱۵۷، ۱۵۸)“ کے بعد ہی جناب ہاری فرماتا ہے ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته (ایضاً: ۱۵۹)“ یعنی ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو تمام اہل کتاب ان پر

ایمان لائیں گے۔ حیات مسیح کو جناب ہاری نے مل رفہ اللہ سے ثابت کر دی۔ اب اس آیت سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اہل کتاب جو ملک میں پڑے ہیں۔ اور اختلاف کر رہے ہیں جب مسیح دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو خود اختلاف کرنے والے ان پر ایمان لائیں گے اور اختلاف مٹ جائیں گے۔ سبحان اللہ مسیح کی حیات اور ان کے دوبارہ آنے کا کس قدر صاف اور صریح ثبوت ہے مگر مرزا قادیانی جھٹی مسیح بننے کے لئے محض خود غرضی سے کتاب وسنت کا انکار کر کے مذہب اسلام سے مرتد ہو رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ کون ثقلیدہ استقبال کے لئے آتا ہے جو لیلیٰ منن میں موجود ہے۔ آپ اس کے معنی حال کے لیتے ہیں جب ایجاد بندہ ہی ضمیر اوماضی کے معنی کیوں نہیں لیتے تاکہ دعوے کی کل پوری پوری بیٹھ جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ لیلیٰ منن بہ میں بہ کی ضمیر قتل اور صلب کی جانب ہے جو ماسا قتل و ماسا صلیبہ میں موجود ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں بیہما ہوتا چاہئے۔ کیونکہ قتل اور شے ہے اور صلب اور شے اور خدائے تعالیٰ نے بھی دونوں کا جدا جدا ذکر فرمایا ہے۔ پھر قتل اور صلب کیا ایسی چیزیں ہیں جن پر ایمان لایا جائے اگر کہو کہ عیسیٰ کے مصلوب ہونے اور نیز صلیب پر عیسائی ایمان رکھتے ہیں تو اولاً یہود اس سے خارج ہو گئے۔ جن کے لئے مسیح کا قتل جزو ایمان نہیں اگرچہ وہ قاتل ہوں۔

دوم..... مسلمان خارج ہو گئے جو عیسیٰ مسیح کی حیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ آیت میں صرف اہل کتاب وارد ہوا ہے اور جو معنی جمہور مفسرین بیان کرتے ہیں ان میں کوئی خرابی اور غبار نہیں۔ پھر مرزا قادیانی اپنا مطلوب بٹھانے کے لئے موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی جانب پھیرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب مسیح کی موت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس پر یہ شبہ وارد ہو گا کہ امت محمدیہ کیوں ایمان نہیں رکھتی اور قتل و صلب مسیح مسلمانوں کے لئے کیوں جزو ایمان نہیں۔ اگر آپ کہیں کہ امت محمدیہ کے لئے بھی ضرور جزو ایمان ہونا چاہئے تو یہود اور نصاریٰ میں اہل اسلام بھی داخل ہوں گے۔ جس طرح مرزا اور مرزائی قتل اور صلب پر ایمان لا کر عیسائی اور یہودی بن گئے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ یہودیوں کو جس طرح عیسیٰ مسیح سے خند ہے۔ اسی طرح مرزائیوں کو خند ہے۔ مگر عیسائی جس طرح عیسیٰ مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ مرزا اور مرزائی نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس سے ان کی اپنی بنیاد اکھڑتی ہے۔ اگر کہو کہ محض قتل اور صلیب پر ہمارا ایمان نہیں بلکہ مشہہ بالمصلوب ہونے اور پھر طبیعتی موت سے عیسیٰ مسیح کے مرنے پر ایمان ہے تو یہ بتاؤ کیا خدائے تعالیٰ نے کہیں حکم دیا ہے کہ عیسیٰ کے مشہہ بالمصلوب ہونے اور پھر طبیعتی موت سے مرنے پر ایمان لانا ضرور ہے۔

مرزا قادیانی تو ہر دم موت ہی موت پکارتے ہیں۔ کبھی اور چمکرتے اور سوڑی موت پر بھی ان کا ایمان ہے گویا موت ان کی معبود ہے۔ موت ہی نے ان کو آسمانی باپ کالے پالک بتایا ہے۔ طاعون بھی موت ہی ہے اگر طاعون نہ آتا تو مرزا قادیانی کا موعود بننا محال تھا۔ ہاں حیات پر ایمان نہیں۔ خواہ کسی کی حیات ہو گویا خدائے تعالیٰ کے محی ہونے پر تو ایمان نہیں سمیت ہونے پر ایمان ہے۔ ”یقین من ببعض یكفر ببعض“

پھر بہ کی خمیر خواہ قتل اور صلب کی جانب پھیری جائے خواہ موت کی خمیر اہل کتاب کی جانب دونوں صورتوں میں قتل موت محض حشو اور بے کار خمیر تا ہے۔ ”تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً“ کیونکہ مرزا قادیانی کے مفید مطلب تو صرف اتنی بات ہے کہ اہل کتاب مسیح کے قتل و صلب پر ایمان رکھتے ہیں۔ قتل موت نے مرزا اور مرزائیوں کے خرم امید پر برق اجل گرا دی۔ اب طرح طرح کی تاویلیں ہیں رنگ برنگ کے حیلے بہانے ہیں مگر ایک پیش نہیں جاتی۔ موت بہر نچ قسمت میں لکھی ہے۔ اس کے آثار عیاں ہیں انشاء اللہ اور یہی مرزا قادیانی کی محبوب اور مطلوب بلکہ معبود ہے۔ بیٹھے اٹھے، سوتے جاگتے، گتے موتے موت ہی نظر آتی ہے۔ چشم مار و شن دل ماشاد۔

واضح ہو کہ قتل اور صلب کوئی ایسا امر اہم نہیں جس پر ایمان لایا جائے کیونکہ دنیا میں ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ عیسیٰ مسیح کا زندہ رہنا اہم واقعات اور قدرت الہی کے معجزات سے ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته (النساء: ۱۵۹)“ کی شان قلم و سباق و سباق ملاحظہ کیجئے۔ جملہ استثنائے پھر لام تاکید بانوں تاکید ثقیلہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ قتل اور صلب کی جانب خمیر نہیں بلکہ مہتمم بالشان مشارالہ یعنی عیسیٰ مسیح کی جانب ہے جو زندہ ہیں۔ خدا کرے مرزا اور مرزائی ہمارا مدلل اور تازک مضمون سمجھ سکیں جس کی ہم کو امید نہیں۔

## ۵ ..... مرزائیوں سے سوال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آیہ ”ولن تجد لسنة الله تبديلاً“ دنیا ہی کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو احیاء اموات وغیرہ معجزات انبیاء کیوں خلاف سنت اللہ ہیں اور اگر دنیا ہی کے لئے ہے تو کیا وجہ ہے کہ دنیا میں تو خدائے تعالیٰ احیاء اموات پر قادر نہیں اور قیامت میں قادر ہو جائے گا۔ یہ ہم نے اس لئے لکھا کہ مرزا قادیانی اور ان کے ہم خیال نئی روشنی والے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے سوال کیف الموتیٰ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سوال قیامت میں مرووں کے زندہ کرنے کی نسبت ہے نہ کہ دنیا میں۔ جو سنت اللہ کے خلاف ہے۔  
اس سوال کا جواب دو اور دس روپے انعام پیشکارو۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ اگست کے شمارہ نمبر ۳۰ کے مضامین

.....۱	دس کا ایک رہ جانا معجزہ نہیں تو کیا ہے؟	امام الدین۔ لاہور!
.....۲	وہی حیات مسک۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	تفسیر سورۃ جمعہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	تیرہ سو برس میں کس قدر مجدد آئے؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... دس کا ایک رہ جانا معجزہ نہیں تو کیا ہے؟

امام الدین۔ لاہور!

روزنامہ پیسہ اخبار مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء ص ۴ کالم دوم میں مراسلہ نویس نے مرزا قادیانی کے بیانات اور عدالت پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے عدالت میں اس وقت اپنی عمر ۶۵ برس کی لکھائی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (اعجاز احمدی کے ص ۳، جزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹) میں لکھتے ہیں کہ: ”عبداللہ اعظم کے مباحثہ کے وقت آپ آپ کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔“ جس کو اب پورے دس برس گزر چکے ہیں۔ پس آپ کی تحریر مندرجہ اعجاز احمدی اور عدالت کے بیان کے مطابق دس برس کے بعد آپ کی عمر فقط ایک سال بڑھی۔ پیسہ اخبار میں اس لطیفہ کے پڑھنے سے مرزا قادیانی کی نسبت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

ہمارے کرم فرمایاں علی محمد رفون فروش محلہ سادھوان کی دکان پر دو تین مرزا نیوں نے اخبار پڑھا، زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے اس بیان سے واقعی نامد ہیں۔ الغرض کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ سمجھتا ہے مگر احرار واقعی اور حق یہی ہے کہ پبلک میں اس وقت ایسی روشنی کے زمانہ میں کوئی بھی سمجھے والا نہیں رہا۔ یہی باعث ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کی بات کو کوئی نہیں ماننے لگتا۔ افسوس ہم کریں تو کیا کریں کس کو سمجھا دیں۔ کس کا سر



پاؤں میں دے ماریں۔ خود مرزائی بھی مرزا قادیانی کی بات کو نہیں سمجھتے۔ ناحق عداوت اٹھاتے اور رسوا ہوتے ہیں امرالا چاری دیکھئے بارہ اور بارہ چوبیس برس گزر گئے کہ مرزا قادیانی پبلک کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے مگر پبلک میں سے کوئی نہ سمجھا۔

تاویلات کا سلسلہ مرزا قادیانی سے ہی شروع ہوا ہے اور آپ ہی اس علم کے موجد ہیں کوئی قدر دان ہوتا تو قدر کر تا فرمایا پبلک نے کیا قدر کی یہی نہ کہ عدالت میں چار چار گھنٹہ لگا کر کھڑے ہونا پڑا اور روپیہ کی زیر ہاری علیحدہ، عبداللہ آتھم کے وقت آپ نے کیا جموٹ بولا تھا۔ پیشین گوئی کو پوری نہ ہوئی تھی مگر تاویل نے پوری کر دی۔ پبلک نے ہی غلطی کھائی کہ اصل بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ناحق وہائی مچائی۔ اس میں آنجناب کا کیا قصور اور اب بھی عقل کا قصور ہے۔ اور اسی میں سراسر فتور ہے چونکہ بہ باعث مقدمات مرزا قادیانی کو ان دنوں چنداں فرصت نہیں لہذا ہم بھی سروسٹ علم تاویلات کے مطابق دس برس کے اختلافاً کا جواب عرض کر دیتے ہیں۔ امید ہے کہ جناب مرزا قادیانی اس کو ضرور پسند فرمائیں گے۔ پبلک کو عموماً اور روزنامہ پیسہ اخبار کے مراسلہ نویس کو خصوصاً ہمہ تن گوش گوش بن کر سننا چاہئے۔

مرزا قادیانی عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت (جس کو اب پورے دس سال گزر چکے ہیں) واقعی ۶۴ سال کے تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی (کتاب اعجاز احمدی کے ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹) میں لکھا ہے اور اب جو دس برس کے بعد ۱۹۰۴ء میں عدالت میں لکھایا ہے کہ ۶۵ برس کے ہیں یہ بھی عین سچ ہے۔ دیکھو دس کے عدد کے ساتھ جو صفر ہے علم حساب میں صفر کی بذاتہ کچھ ہستی نہیں اس لئے جناب مرزا قادیانی نے اس کو قلم انداز کر دیا۔ پس دس کے بجائے ایک رہ گیا اور علم حساب کے مطابق مرزا قادیانی کی عمر عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت سے لے کر ۱۹۰۴ء تک بجائے دس سال کے فقط ایک سال بڑھی دیکھو اس کو کہتے ہیں علم تاویلات اگر کسی کو سمجھ نہ ہو تو مرزا قادیانی کا کیا قصور۔ جناب من یہ تو کچھ بات ہی نہ تھی۔ اگر ہزار سال کا فرق ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ علم تاویلات کے ذریعہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں نکالا جاتا۔ واہ رے جموٹ تیر اسی آسرا ہے۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“

۲ ..... وہی حیات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا اور مرزائی جو آریسٹو منن بھی ضمیر قتل اور صلب کی جانب پھیرتے ہیں تو یہ اس صورت میں ممکن ہے جبکہ عیسیٰ مسیح قتل اور صلب واقع ہو۔ حالانکہ کلام مجید میں دونوں کی نفی ہے کہ

”ما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ یعنی نہ جیسی مسیح کو یہودیوں نے قتل کیا نہ ہی صلیب پر کھینچا بلکہ ان پر صلیب اور قتل مشتبہ ہو گیا کیونکہ شہر کا مفعول مالم یسم فاعله قتل اور صلیب ہے۔ پس جب جیسی مسیح درحقیقت مصلوب و مقتول ہی نہیں ہوئے تو قتل اور صلیب پر ایمان لانا چہ معنی دارد۔ اب یہ کہنا کہ مسیح کو قتل بھی کیا اور صلیب پر بھی چڑھایا لیکن قتل اور صلیب کا نتیجہ ظاہر نہ ہوا بالکل ایسی ہی خانہ ساز بات ہے جیسے بروزیٹ اور مسیحیت اور جیسے خیالی منارہ کی خیالی تعمیر اور جیسے آسانی منکوحہ سے خیالی ہمدوشی۔

ورنہ مرزا قادیانی کی گھڑی ہوئی تاویل کے موافق نظم قرآن یوں ہونا چاہئے تھا کہ ”ارادو قتله وصلبه لکنہ لم یقتل ولم یصلب“ یا یوں ہوتا ”لکنہم لم یقدر و اعلیٰ قتله وصلبه“ یعنی یہود نے ہر چند ارادہ کیا مگر مسیح کے قتل اور صلیب پر قادر نہ ہوئے۔ کیا خوبی! اس میں ہے کہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا مگر وہ سخت جان تھے نہ مرے یا خوبی اس میں ہے کہ وہ درحقیقت صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے اور ایک دوسرا شخص ان کے مشابہ ہو گیا جیسا کہ لفظ شہ سے واضح ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو محفوظ اٹھالیا۔

مرزا اور مرزائیوں کی تو اس گنجی تاویل سے یہی بہتر تھا کہ وہ یہودی طرح قتل اور صلیب کے قائل ہو جاتے اور کہتے انا قتلنا المسیح کیونکہ جب مقصود مسیح کی موت ہے تو قتل اور صلیب کی موت سے ان کو مرزا قادیانی کیوں نہیں مارتے۔ یہ تو سہل لٹکا ہے اور مشہد بالمصلوب کر کے زندہ رکھنا اور پھر عمر طبعی سے مارنا تاویل بعید ہے۔ کیونکہ عمر طبعی سے مسیح کے مرنے کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ آیات کی تاویل کر کے یہودی بننا بالکل فضول ہے کہ کھلم کھلا کیوں یہودی نہیں بنے؟ پھر مشہد بالمصلوب ہونے اور عمر طبعی سے جیسی مسیح کے مرنے میں کوئی اہمیت اور عظیم الشان ہے۔ جس غلطی سے تمام دنیا گونج رہی ہے وہ تو یہی ہے کہ یہودیوں نے مسیح کے قتل کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا مگر خدائے تعالیٰ نے ان کو محفوظ اور زندہ رکھا اور اٹھالیا اور اب تک زندہ ہیں اور دوبارہ پھر دنیا میں آئیں گے۔ اور مدعی مسیحیت و نبوت (دجال) کو قتل کریں گے۔ مرزا قادیانی کو یہی تو خوف ہے وہ دنیا کے دل سے مسیح موعود کا آنا بھلاتے ہیں اور ان کو دھڑکا ہے کہ میرا بھی کہیں وہی حال نہ ہو جو دوسرے دجالوں کا ہوا۔

”وان من اهل الکتاب الا“ میں جناب ہاری کی جی پیشینگوئی ہے جو یقیناً و ایماناً قرب قیامت پر ظاہر اور واقع ہوگی جیسا کہ دفع مسیح مہتمم بالشان ہے ایسی ہی یہ پیشینگوئی ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی ۱۹ سو برس سے مسیح کے قتل اور صلب کے قائل ہیں۔ مسلمان کون ہیں کہ تیرہ سو برس سے مسیح کے عدم قتل اور زندہ رہنے کے قائل ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ اپنے دعویٰ کے موافق ”لیق منن“ کو خلاف قواعد و محاورہ عرب بمعنی حال بتاتے ہیں۔ یعنی اہل کتاب قتل اور صلب پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ ایمان رکھنا صرف اسی زمانہ حال تک محدود رہا نہ کہ آئندہ کے لئے بھی اور چونکہ آپ موت کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھیرتے ہیں تو قتل اور صلب پر ایمان رکھنے والے وہی لوگ ہوئے جو اس زمانہ تک زندہ رہے اور جب وہ مر گئے تو پھر کوئی قتل و صلب پر ایمان لانے والا نہ رہا۔ حالانکہ یہ ہدایت کے خلاف ہے کیونکہ خود آپ کے قول کے موافق ہر زمانہ کے یہود اور عیسائیوں کا ایمان قتل و صلب پر ہے۔ ذرا غور سے سمجھئے پھر ہر اہل کتاب اپنے نبی پر ایمان لاتا ہے نہ کہ ان حوادث یا ابتلاءات قتل و صلب وغیرہ پر جو اس پر طاری ہوتے ہیں۔

انبیاء پر طرح طرح کے مظالم ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا دعوان مبارک شہید ہوا اور آپ کو کفار کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچیں مگر ان حوادث پر ایمان لانے کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں۔ پس چونکہ ایمان انبیاء پر لایا جاتا ہے نہ کہ ان کے زمانہ کے حوادث پر لہذا لیق منن بہ میں ضمیر صی مسیح کی جانب ہے جن پر اہل کتاب ایمان لائیں گے۔

آپ زیادہ تر چراغ پا اس لئے ہوئے کہ اس اسی مسیح پر تو جو ایسا دیا تھا تمام اہل کتاب ایمان لائیں اور میرے نام پر کوئی پاؤش بھی نہ مارے۔ پس آپ کو ایسی تاویل کرنی پڑی جس کے حملے کی کوئی چول ٹھیک نہیں۔

مرزا قادیانی پر تین مصیبتیں پڑ گئیں۔ ایک تو مسیح کا زندہ رہنا۔ دوم..... ان کا دنیا میں کمر رانا۔ سوم..... تمام اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا۔ پس ضد تو درحقیقت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے ہے۔ آپ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی مخالفت بلکہ دنیا سے ان کا نام تک مٹانے کو مسیح موعود بنے ہیں۔ حالانکہ چند روز میں خود بدولت ہی مٹ جائیں گے۔ انشاء اللہ خدائے تعالیٰ نے جو عظمت انبیاء علیہ السلام کو دی ہے وہ ابد الابد تک مٹنے والی نہیں بلکہ تمام انبیاء سے بروزی صاحب کو ضد ہے۔ بعد قسم رسالت اپنے کو نبی مانا آنحضرت ﷺ کا نام مٹانا ہے۔ پس منبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کا نام لینا حقا کہ کودام میں پھانسنے کے لئے نری مکاری اور عیاری ہے۔ آپ نبی بنے ہیں تو ظاہر ہے کہ نبی سب برابر ہیں۔ بد معاشی تو دیکھئے کہ اپنے کو نبی بھی مانتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا امتی بھی۔ بھلا کوئی امتی بھی آج تک نبی ہوا ہے اور علی الغلص۔

## ۳ ..... تفسیر سورۃ جمعہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہماری نظر سے مندرجہ عنوان تفسیر گزری جو حکیم الامت المرزائیہ کے افتراءات سے ہے۔ پس جس قدر نور علی نور ہو بجا ہے کیونکہ حکیم صاحب مرزا قادیانی کے خلیفہ اول ہیں۔

حکیم جی کی نصب العین سورہ جمعہ کی صرف یہ آیت ہے۔ ”هو الذي بعث في الامين رسولا منهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين“ مطلب سہی یہ ہے کہ اس آیہ کے مصداق مرزا قادیانی ہیں جو رسول ہیں اور یہ انہیں کی شان میں سے ہے۔ فاکل میں بڑی رنگ آمیزی کی ہے خدائے تعالیٰ کی صفت قدسیت پر بحث چلائی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بظاہر بہت کچھ صفت بیان کی ہے اور اسی میں اپنی بروزی کی بروزی کا ابراز کیا ہے۔ گویا براز پر مٹک وغیرہ کا عطر ملا ہے کہ تعفن سے لوگوں کو اذیت نہ پہنچے۔ پھر پھر اگر لاگ لپیٹ کر کے مرزا قادیانی کو رسول اور خاتم الخلفاء بتایا ہے۔ ”بعث في الامين رسولا منهم“ یعنی بھیجا میں (اہل عرب) میں ایک رسول انہیں میں سے۔

فرمائیے کیا مرزا قادیانی اہل عرب میں سے ہیں وہ تو چینی مغل ہیں۔ کیا ہندوستان عرب میں ہے۔ پھر ”يتلوا عليهم يزيهم يعلمهم“ تمام میٹھے حال کے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی نسبت ہیں۔ آپ یہ جواب دیں گے۔ استقبال کے میٹھے ہیں۔ اس صورت میں گویا آپ اس آیہ کے مصداق ہوں گے نہ کہ آنحضرت ﷺ حالانکہ دونوں پر ایک ہی وحی نازل ہو نہیں سکتی۔ خدا کو کیا ضرورت ہے کہ فضول اور بے کار انبیاء بھیجے۔ ہاں آسمانی باپ کے خوارق سے بعید نہیں کہ اپنے لے پالک کو فضول اور مجہول نامعقول سمجھ کر مرزائیوں کے ماتھے مارے۔

عرب تو بے شک گمراہ تھے مگر کیا بعد نزول قرآن اور بعثت نبی امی اور بعد فرمائیے ارشاد ”اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ کے بھی امت محمدیہ گمراہ ہی رہی کہ مرزا قادیانی کو آسمانی باپ نے اس گمراہی کے دور کرنے کو بھیجا ہے۔ نعوذ باللہ من هذه الهفوات۔ پھر بھی آنحضرت ﷺ کو اپنا سید اور مولیٰ بتانا اور آپ کی ثناء اور صفت بیان کرنا کس قدر شرم کی بات ہے۔

پھر بلاوجہ اور بے محل سیدنا مسیح علیہ السلام پر اس طرح تہزاہماڑا کیا ”ہم مانتے ہیں کہ

جب تک آئے اس وقت یہودیوں کی ایمانی اور اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی۔ “لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کیا تبدیلی کی جب کہ وہ اپنے حواریوں کا بھی کامل طور پر تزکیہ نہ کر سکے تو اوروں کو کیا فیض پہنچتا۔

مسیح علیہ السلام نے جو کچھ کیا انجیل مقدس کے موافق کیا۔ کیونکہ وہ اسی وحی کی تبلیغ پر مامور تھے اور وحی بھی وہ جس کی خود قرآن تصدیق کرتا ہے۔ ”مصدق لمتا بین یدى من للتوراة والانجيل“ مگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک انجیل بالکل ناقص تھی اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر بے سود نازل کی گئی۔ مذہب اسلام کے ٹھیکہ اور صاف عقیدے کے موافق نہ کوئی نئی ناقص ہے نہ کوئی آسمانی کتاب۔ ہر نئی اور ہر کتاب کا نزول قوم کی حالت کے موافق ہوا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ یہودیوں کی اصلاح عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے نہ ہو سکی۔ خوب یاد رکھو کہ کوئی نئی قائل مختار نہیں۔ ”انک لا تھدی من احببت ولكن الله یهدی من یشاء“ اور ”ماعلینا الا البلاغ المبین“ اور ”یا یہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک“ آیات کے موافق ساری خدا کی کوئی نئی پوری پوری ہدایت نہیں کر سکا۔ ورنہ سب سے پہلے ابو جہل اور ابوطالب آنحضرت ﷺ پر ایمان لاتے۔ حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کی بڑی سخی و کوشش پر بھی ہدایت سے محروم رہے اور جناب ہاری نے یہ ارشاد فرمایا۔ ”سعلک باخع نفسك علی آثارهم“ یعنی اے محمد ﷺ تو شاید ان کے پیچھے اپنی جان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ اللہ اللہ یہ معاملہ کس قدر نازک ہے۔ مگر آپ کے نزدیک اگر کوئی نئی ملکہ خود آنحضرت ﷺ بعض انسانوں کو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تو وہ ناقص تھے اور جو وحی ان پر نازل ہوئی وہ بھی ناقص تھی۔ معلوم نہیں آپ کے بروزی نئی کیا تیر مار رہے ہیں۔ گزشتہ انبیاء کے تو کروڑوں اتنی موجود ہیں۔ آپ ہاوصف امام الزمان اور خاتم الخلفاء اور بروزی ہونے کے ایک عیسائی، ایک آریاء، ایک سکھ کو بھی اپنی تیس برس کی حرم و محبت میں مرزائی نہ بناسکے۔

مرزائیوں کا گویا یہ نیچر ہو گیا ہے کہ ہر رسالہ ہر باب، ہر کتاب، ہر بحث میں اپنی بروزی کو بڑھاتے اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو گھٹاتے اور ان کو گالیاں دیتے ہیں۔

اکثر مرزائی رسالوں میں مرزا قادیانی کے نبی ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔ ”لیستخلفنہم ولیمکنن لہم دینہم“ یعنی خدائے تعالیٰ ان کو (انبیاء کو) خلیفہ بنائے گا اور ان کا دین ان کے واسطے ٹھکانے لگائے گا۔ اول تو آیہ میں دینہم کا لفظ موجود ہے۔ مرزا

قادیانی اگرچہ نیا مرزائی دین لکرائے ہیں۔ مگر وہ اپنے کو بظاہر آنحضرت کا امتی بتاتے ہیں۔ نہ کہ صاحب مذہب وہابی دین جدید۔ دوم..... لیست خلفنہم کا وعدہ قیامت تک ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنے کو خاتم الخلفاء بتاتے ہیں۔ پس اختلاف ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ تو خاتم الخلفاء نہ ہوں اور مرزا قادیانی ہوں۔ پھر آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم نہ ہوگا وہ قیامت تک آتے رہیں گے مگر یہ ناقص نبی ہوں گے نہ کمال۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کمال خلافت کا خاتمہ کس پر ہوا خود مرزا اور مرزائیوں کے قول کے موافق آنحضرت ﷺ پر خلافت کالمہ کا خاتمہ ہوا ہے اور مرزا قادیانی پر خلافت ناقصہ کا تو یہ عجیب حماقت ہے کہ خلافت کالمہ کے ہوتے خلافت ناقصہ قائم رہ سکے گویا خلافت (نبوت) میں کمال اور نقص دونوں موجود رہے۔ اور اجتماع ضدین ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے تو نہیں بلکہ آسانی باپ نے انسانوں کو دو متضاد نبوتوں کی شریعتوں کا مکلف بتایا۔

کس کس کی حماقت و تناقض کا ردنا رویا جائے۔ عقل سلیم اور ذہن مستقیم تو مرزائی ظلم کو طرفہ العین میں توڑ سکتا ہے۔ گھامڑوں اور بلید الطہوں اور ہاتھی کے روٹ میں حصہ لگانے والوں کی ہم کہتے نہیں نہ وہ سمجھ سکتے ہیں ان سے تو خدا ہی سمجھے۔

۴ ..... تیرہ سو برس میں کس قدر مجدد آئے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کتاب غسل معنی جو مرزا قادیانی کے ایک مرید کے خیالات و افکار کا نتیجہ ہے۔ ایک ہیضہ کتاب اور ہائیکل کی طرح ایک مجموعہ ہے جس میں المظلم بجز صداقت کے سب کچھ بھرا ہوا ہے مگر جس طرح بچے اور ٹھمری اور خیال اور دہریت وغیرہ ایک ہی سم اور سر پر ختم ہوتے ہیں اگرچہ جج میں بہت سے ٹھیکے اور گتھیں بناتے ہیں اور طرح طرح کے نان اوڑتے ہیں۔ اسی طرح اس کتاب کے تمام ابواب و مباحث مرزا قادیانی کی مجددیت اور نبوت وغیرہ کے ثبوت پر ختم ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں نام ہی نام بتایا ہے کہ ہر صدی میں کتنے مجدد آئے۔ یعنی پہلی صدی میں ۴۰، دوسری میں ۱۱، تیسری میں ۱۰، چوتھی میں ۱۱، پانچویں میں ۶، چھٹی میں ۷، ساتویں میں ۷، آٹھویں میں ۴، نویں میں ۳، دسویں میں ۳، گیارہویں میں ۳، بارہویں میں ۷، تیرہویں میں ۵، یہ سب ۸۱ مجدد ہوئے ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کو صاحب غسل معنی نے مجدد بنایا ہے۔ مثلاً شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب جن کو کسی نے مجدد نہیں مانا۔ ہم

کہتے ہیں علاوہ ۸۱ مہجدوں کے ہزاروں مہجد گزرے۔ وہ کون ہیں علماء و فضلاء، وہ حقانی علماء جو محض خلوص سے سہیہ اللہ لوگوں کو کتاب و سنت کے موافق حفظ و تحقیق کرتے ہیں اور بھولی ہوئی توحید و سنت یاد دلاتے ہیں۔ یعنی عقائد عامہ کی تجدید کرتے ہیں۔ شرک و بدعت سے روکتے ہیں۔

ذرا یہ تو بتائیے کیا مذکورہ بالا مہجدوں میں سے کسی نے قرآن وحدیث کی ترمیم کی ہے۔ کسی نے آیات قرآنی کا مورد و مذاق بجائے آنحضرت ﷺ کے اپنے کو بتایا ہے۔ کیا کسی نے تصویر پرستی کو رواج دیا ہے۔ کیا کسی نے فرائض حج وغیرہ کو ساقط کیا ہے۔ کیا کسی نے نبوت و مہدویت و مسیحیت اور غیب دانی کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کی موت کی پیشینگوئیاں کی ہیں جن میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ جب آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں اور مہجدوں کو پیش کرتے ہیں تو یہ ثابت کرنا بھی آپ کا فرض ہے کہ تمام مہجدوں نے یہی دعوے کئے ہیں جو میں نے کئے۔ پھر حقاقت تو دیکھئے کہ مرزا قادیانی اپنے کو مسیح سے افضل بتاتے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کو کوئی چیز ہی نہیں۔ ان سے تو آپ ہر طرح افضل ہیں۔ (یہ منہ اور گرم مصالحوں) اور مہجدوں کو اپنی تصدیق کے لئے پیش کرتے ہیں۔ انبیاء و بہرئج مہجدوں سے افضل ہی ہوتے ہیں۔

کیونکہ مہجدان کے اتنی ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام مہجد آنحضرت ﷺ کے اتنی تھے حالانکہ خود بدولت نبی ہیں۔ گویا اپنے کو ترقی سے حزل میں گرا رہے ہیں۔ نبی اور مہجد میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر نبی مہجد ہے۔ اور ہر مہجد نبی نہیں اور نہ کسی مہجد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ برخلاف مہجدین کے، جن مکاروں و جالوں نے نبوت اور مہدویت اور موعودیت کا دعویٰ کیا اور فی النار ہوئے۔ مثلاً مسیحیہ، الکذاب، اسود عیسیٰ اور مہدیان کذاب عرب و سوڈان وغیرہ۔ آپ نے ان کا مطلق ذکر نہیں کیا نہ کسی مرزائی کتاب میں ان طہرین مرتدین کا ذکر ہوتا ہے۔ منصب مرزائی تو اس امر کا مقتضی تھا کہ آپ اپنے ہم پیشہ و جالوں کا ذکر کرتے۔ مگر کیوں کرتے پانی مرتا ہے۔ اگر مرزا اور مرزائی دجالوں اور جموٹے مہدیوں کی تفصیل بھی کسی کتاب میں اسی طرح لکھیں جس طرح مہجدوں کی تفصیل لکھی ہے تو ہم ایک سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ ”ولن تفعلا۔“ انشاء اللہ

خوف یہ ہے کہ جب آپ گزشتہ دجالوں کی لائف شائع کریں گے تو خود مریدین ان کے کیریکٹر کو آپ کے کیریکٹر سے ملائیں گے اور سرسوفرق بتائیں گے۔ پس بروزیت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور اس وقت جس قدر ہنجرے میں کیڑے ہیں پھر ہو جائیں گے۔

انبیاء بھی برے، اولیاء بھی برے، ائمہ بھی برے، مگر جموٹے مہدی اور دجال اچھے اور

سب مرزا قادیانی کے جدا جدا مورث، جیسی تو ان کے نام لینے سے بھی زبان مفلوج ہوتی ہے۔  
گویا وہ مرزائیوں کے یقینی اور روحانی مسلم مہدی اور موعود تھے۔

اگر مذکورہ مجددوں کو اسلامی جمہور نے مان لیا ہے تو دجالوں کو بھی ایک جم غفیر نے  
مہدی اور موعود مان لیا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایک جمہور کے مسلم مہدیوں کو تو نہ مانیں۔ اور  
دوسرے جمہور کے مسلم مجددوں کو مانیں۔ ذرا غور سے سمجھو مجددانہ شریعت کیا سمجھا رہا ہے۔

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو محاذ اللہ کوئی مجدد فی الدین تو کیا مارتا آپ کے اعلیٰ مورثوں  
(دجالوں) نے بھی نہیں مارا۔ مجدد بن کر یہ تجدید آپ نے ضرور کی۔ بھلا دجالوں کی رو میں کیا خوش  
ہوں گی کہ آپ ان کے نقش قدم پر نہیں چلے۔ وہ تو ضرور آپ پر لعنت بھیجتے ہوں گے اور افسوس  
کرتے ہوں گے کہ کیا اکلوتا فرزند ہمارے صلب سے پیدا ہوا جس نے ہم کو بدنامی کے گڑھے  
میں بے گور و کفن ٹھونس دیا۔ مر گئے مردود فاتحہ نہ درود۔

مجدد ایک انسان ہوتا ہے جو مثل انبیاء علیہ السلام خطا اور غلطی سے محفوظ نہیں ہوتا۔ اس  
کا مرتبہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا مجتہد کا۔ پس اس کا قول شریعت میں قطعی اور یقینی واجب العمل نہیں  
ہوتا۔ جب تک کتاب و سنت کی کسوٹی پر نہ کسا جائے اور نہ کسی مجدد نے ایسا دعویٰ کیا ہے کہ جو کچھ  
میں کہتا ہوں وہ واجب العمل ہے۔ اور جو شخص میرے قول پر نہ چلے گا وہ گمراہ اور ناری ہوگا۔ صرف  
آپ ہی ایسے مجدد ہیں کہ اپنے اقوال کو باقتدار واجب العمل ہونے کی قرآن وحدیث سے بڑھ کر  
بتاتے ہیں اور علی الاطلاق دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ امام الزمان ہوں جو شخص مجھ پر ایمان  
نہیں لاتا وہ دنیا میں واجب القتل اور عاقبت میں جہنمی ہے۔

بتاؤ ۸۱۵/مجددوں میں سے کس کے قول پر علماء اور فضلاء فتویٰ دیتے ہیں۔ اہل اسلام  
زیادہ سے زیادہ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ حالت جذب یا سلوک میں فرما گئے ہیں وہ ان کے  
حالات تھے جن کی تعبیر ہم علماء نہیں کر سکتے اور تا موس شریعت کو دھبہ نہیں لگا سکتے۔ ہاں ان کے جو  
افعال واقوال مطابق کتاب و سنت ہیں وہ واقعی واجب العمل ہیں۔

مرزا قادیانی نجی بن کر مجدد کیوں بنتے ہیں اور اپنے کو عالم بالا سے کیوں گراتے ہیں۔  
اپنے کو انبیاء پر کیوں نہیں منطبق کرتے۔ وجہ یہ ہے کہ انبیاء نے معجزات دکھائے اور آپ کو معجزات  
کے نام سے جاڑہ چڑھتا ہے۔ نیچر آموجد ہوتا ہے۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام اس لئے برے ہیں کہ ان  
کی صفت ”ابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن اللہ“ اور آپ اپنی تقریر میں  
فرما بھی چکے ہیں کہ اگر میں بھی چاہوں تو عیسیٰ مسیح کی طرح (سریریم وغیرہ) کے بہت سے



شعبدات دکھا سکتا ہوں مگر آپ نے اب تک خیر سے ماری کا پتک ایک پتک وہی نہ دکھایا جس معجزے کا نام آتا ہے تو آپ نبوت کے چولے کی چھڑا کر کے اپنی چھڑیا پر مسلمۃ الکذاب یا مہدی سوڈانی کی قبر پر چڑھا دیتے ہیں اور مجددین جاتے ہیں اور جب آپ کے کیریکٹر کے مقابلہ میں مجددوں کے افعال و اقوال پیش کئے جاتے ہیں تو آپ نبی بن جاتے ہیں کہ مجھے سب کچھ جائز اور روا ہے اور تمام مجددین، مفسرین، محدثین غلطی پر ہیں تو آپ کا حال بالکل مولانا روم کے اس شعر کے موافق ہے۔

گر نہی بارش بگوبد طائر دم

در بیر گویش گوبد اشتروم

یعنی شتر مرغ پر اگر تو بوجھ لادے گا تو وہ بازو پھینکا کر یہ عذر کرے گا کہ میں طائر ہوں اور طائر پر کوئی بوجھ نہیں لادتا۔ اور اگر یہ کہے گا کہ اڑتو وہ بلبل کر اور ہنڈا سا منہ کھول کر کہے گا کہ میں اونٹ ہوں اور اونٹ اڑ نہیں سکتا۔ پس آپ ہی کے قول سے ثابت ہو گیا کہ نہ آپ نبی ہیں نہ مجدد ہیں۔ بلکہ ایک حیلہ گردین بدینا فروش ہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ شمع ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء ۱۶ اگست کے شمارہ نمبر ۳۱ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی پر فرد جرم کی تکمیل۔	پیسہ اخبار!
.....۲	مرزا قادیانی کا انوکھا الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	نبی اور ولی کا الہام میں فرق۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا قادیانی پر فرد جرم کی تکمیل

پیسہ اخبار!

یوں تو مرزا قادیانی پر مقدمہ لائبل میں رائے چند دلال صاحب بمسٹرٹ نے مرزا قادیانی پر فرد جرم عائد کر دی تھی لیکن مرزائی صاحبان اس کے قائل نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی غیر حاضری میں فرد جرم لگتی تھی۔ آخر مرزا قادیانی کی دعوات سحری نے بمسٹرٹ موصوف کو (بقول ان کے مریدوں کے) تبدیل کرادیا۔ اور ان کی جگہ بابو آتمارام صاحب

تشریف لائے۔ مرزا قادیانی نے دفعہ (۳۵۰) ضابطہ فوجداری کی آڑ میں دوبارہ تحقیقات ہونے کی درخواست کی اور خیال کیا کہ اس لمبی دوڑ میں ممکن ہے کہ فریق مقابل ٹھک جائے اور یوں مقدمات سے نجات ملے۔ لیکن بہادر حریف نے پھر بھی حوصلہ نہ ہارا اور مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا۔ آخر شہادت استغاثہ دوبارہ ختم ہوئی اور وہ مرحلہ پہنچا۔ جہاں مرزا قادیانی مارے ڈر کے مرض شدید میں مبتلا ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۲۹ جولائی کو مولوی غلام محمد صاحب آخری گواہ استغاثہ کی شہادت ختم ہو گئی اور فرد جرم کی نوبت پہنچ گئی۔ جوں ہی شہادت ختم ہوئی تو مرزا قادیانی کے وکلاء نے دہائی چا دی کہ طرمان کو اسی مرحلہ پر بری کیا جائے اور صفائی طلب نہ ہو۔

اس بارے میں طرمان کی طرف سے ایک درخواست بھی مگزی۔ اور ایک لمبا چوڑا تحریری بیان بھی داخل کیا گیا۔ اور علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے خود بھی اس روز زبان کھولی۔ اور کچھ معذرت ظاہر کی کہ میں نے جو کچھ لکھا تنگ جی سے لکھا۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے لکھا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن صاحب مجسٹریٹ فرد قرار داد جرم مرتبہ مجسٹریٹ سابق مرزا قادیانی کو سناوی۔ اور جواب بھی لے لیا۔ اور وکلاء طرمان کو کہا کہ میں آپ کو بحث کا موقع دوں گا۔ چنانچہ بحث کے لئے ۳۱ اگست مقرر ہوئی۔ ۳۱ کو بحث وکلاء فریقین سنی گئی۔ اور حکم ہوا کہ ۶ اگست کو مناسب حکم ہوگا۔

اس تاریخ کو دور دراز موضوع سے بہت سے مرزائی صاحبان جمع ہو گئے تھے۔ کیونکہ مرزائیوں میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ آج مرزا قادیانی کو بری ہو جانا ہے۔ (شاید کوئی الہام ہوا ہوگا) لیکن برعکس اس کے اس تاریخ کو صاحب مجسٹریٹ نے فرد قرار داد کی تکمیل کر کے طرمان کا بیان لے لیا۔ کہ وہ صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ زید دفعہ ۳۵۶ ضابطہ فوجداری گواہان ذیل مکرر جرح کے لئے طلب ہوئے۔ مولوی برکت علی صاحب بی اے مصنف اہلہ۔ مولوی غلام محمد صاحب قاضی چکوال۔ مولوی محمد جی صاحب قاضی جہلم۔ تاریخ پیشی مقدمہ ۱۵۔ ۱۸ اگست مقرر ہوئی۔ اس کے بعد گواہان صفائی کے لئے تاریخ ہوگی۔

۲ ..... مرزا قادیانی کا انوکھا الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر آنا اور تمام ملائکہ کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ ”فغطني فبلغ مني الجهد“ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سینے سے لگا کر ایسا نچوڑا کہ میں پسینے پسینے ہو گیا اور پوری طاقت صرف ہو گئی اور حدیث حفظہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ”والذي نفسي بيده لو قدمون علي ما تكونون عندی

لصافحتکم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم ولكن يا حنظلة ساعة وساعة ثلاث مرارة فإشار الى ان لا حوال لا تدوم ” قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اس حالت میں رہو جس میں میرے حضور رہتے ہو تو ملائکہ تمہارے پھونکوں، تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ (آپ نے تین بار سادہ سادہ وسادہ فرمایا) پھر اشارہ فرمایا کہ حالات (جلیات) کو دوام نہیں ہے لیکن مرزا قادیانی زمین پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نزول کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ اپنے اوپر الہام اور وحی کے دو گھڑے برسنے کے مدعی ہیں۔ جی بجا ہے۔ آسمانی باپ نے فلک الافلاک سے ٹیلی فون لگا رکھا ہے جس کے ذریعہ سے بذات خاص لے پالک کے ساتھ کا پھوسی کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ اپنی آسمانی کتاب (توحید المرام ص ۲۹، ۳۳، ۶۸، ۷۲، خزائن ج ۳ ص ۶۷، ۶۸، ۸۵، ۸۶) میں لکھتے ہیں کہ: ”جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر اور روشن نغزہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور خدا اور بندے کی محبت کے زرد مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے۔ اسی کا نام شدیدہ القوی اور ذواللاق الاعلیٰ اور رأی ماری ہے اور جبریل نور آفتاب کی طرح ہر انسان پر اس کے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے۔ اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو جی کہ نہ جانیں پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے اور جس سے کوئی فاسق اور پرلے و بیجا کا بدکار باہر نہیں۔ حتیٰ کہ کچھ جہاں بھی بس اوئی سے اوئی مر جے کے ولی پر بھی جبریل ہی وحی کی تاثیر ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے ولی پر ہی وحی ڈالتا رہتا ہے اور فرق صرف آرسی کے شیشے اور بڑے آئینے کا ہے۔“

وہی بات ہے کہ ملی کے خواب میں سمجھ گھڑے۔ الہام اور وحی میں نزاد مادہ اور رطلیوں کا ذکر آپ کی فطرت کا اظہار کر رہا ہے۔ آپ آسمانی باپ کے لے پالک ہیں نا۔ پھر نزاد مادہ کا ذکر کیوں نہ ہو۔ بے شک آسمانی باپ جو لے پالک پر الہام کرتا ہے اور شیطان جو ایک کتھی پر الہام کرتا ہے ان دونوں الہاموں میں کچھ فرق نہیں لیکن اولیاء اور انبیاء کے الہام کو ایسا کہنا خطا معاف قرطہ الانبیس ہے اور مرزا قادیانی نے درحقیقت اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ جو آسمانی باپ رطلیوں پر الہام کرتا ہے وہی اپنے لے پالک پر کرتا ہے۔ خدا اور بندے کی محبت کے (معاذ اللہ) جمعی کمانے سے تیسری چیز (روح القدس) پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے یہ حکایت اپنی امت کے لئے گھڑی فرما پئے میسائیں کے لئے کیا باقی چھوڑا۔ لاجول ولاقوہ کس قدر نشو و نما اور گندے اور فحش خیالات ہیں۔ شرم چہ کنی است۔

### ۳ ..... نبی اور ولی کے الہام میں فرق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنی کتاب براین کے ص ۲۳۲، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲ میں لکھتے ہیں کہ ”جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف نہیں ہوتا اسی طرح اولیاء کا الہام شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف نہیں ہو سکتا۔ اور اس کو موجب علم قطعی نہ جانتا دوسرا ہے۔“ اس سے مرزا قادیانی کی یہ مراد ہے کہ نبی اور ولی کے الہام میں کچھ فرق نہیں۔ افسوس ہے کہ اس اذعان سے مرزا قادیانی مرتبہ نبوت پست کر رہے ہیں یعنی اپنے کو بجائے نبی کے ولی بنا رہے ہیں اور تمام اولیاء کا مرتبہ بڑھا رہے ہیں۔ یعنی ان کو انبیاء قرار دے رہے ہیں۔ اول تو یہ اولیاء پر اتہام اور تفسیر قول مالا یرضی بہ الناس ہے کیونکہ کسی نبی خصوصاً خلفاء اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنے کو نبی قرار نہیں دیا اور کیونکر ممکن تھا کہ وہ باوصف امتی ہونے کے نبی بن جاتے اور اپنے کو انبیاء خصوصاً خاتم النبیین ﷺ کا ہسر بناتے۔

دوم ..... کلام مجید میں ہے ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم“ اس سے یہ بات مستطیع ہوئی کہ اولیاء پر شیاطین وحی کر سکتے ہیں نہ کہ معاذ اللہ، انبیاء پر۔ کیونکہ انبیاء کا یہاں ذکر نہیں بلکہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی نسبت ”فینسخ الہ ما یلقى الشیطان“ دارو ہوا ہے۔ یعنی انبیاء پر شیطان القاء کرے تو خدائے تعالیٰ اس کو رد کر دیتا ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی صلی مسیح سے تو اپنے کو افضل بتائیں بلکہ ان کی خدمت و توہین کریں اور حضرت امام حسین پر بھی اپنے کو فضیلت دیں اور بدبختی سے اولیاء کی صف میں بیٹھیں۔ اولیاء اللہ تو لاکھوں گزرے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی انہیں میں رہے تو کیا کمال کیا۔

ان کا منہ صی فرض تھا کہ جس طرح مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔ اسی طرح تمام اولیاء اللہ کو اس سرے سے لٹکا اس سرے تک توہین کی ایک ہی لاشمی سے ہا کھتے تاکہ مرزا انہوں کے دل میں ان کی وقعت بڑھتی کیونکہ ان کی نبوت اور مسیحیت اور بروہیت کا اقنوم اعظم سب و لعن ہے اور اسی سے دنیا میں ان کی شہرت ہو رہی ہے اور فرض تبلیغ ادا ہو رہا ہے۔

انبیاء کی تو توہین کی جاتی ہے اور اولیاء کی تعظیم۔ صلی مسیح تو جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں نبی کیا معنی ولی بھی نہ ٹھہرائے جائیں۔ اور اولیاء اللہ کو نبی بنا دیا جائے۔ اس کی لم یہ ہے کہ چند روز میں جس قدر مرزائی ہیں ولی کیسے نبی بن جائیں گے اور مرزا قادیانی جو بافضل اپنے کو خاتم الخلفاء کہتے ہیں، خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اور ان کے اس قول کا ظہور ہوگا کہ انبیاء کا قیام قیامت تک پیدا

ہوتے رہیں گے۔ مگر نبی کامل بجز مرزا قادیانی کے کوئی نہیں ہوگا۔ سنو سنو نبوت ختم ہو گئی ہے مگر اولیاء اللہ کے وجود ہا وجود سے کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا۔ یعنی آفتاب نبوت کی روشنی سے ذرے آفتاب نور کرتے رہیں گے لیکن مرزا قادیانی سے کوئی اقرار تو کرائے کہ ان کے زمانہ میں کسی ولی کا وجود پایا جاتا ہے۔ یا تو خود بدولت ولی ہیں یا شاید اپنے کسی مرزائی کو کامل ولی اور ناقص نبی بنادیا ہو۔ سینکڑوں مرزائی اس الہام کے گھڑ ہیں کہ کب آسمانی باپ ہم کو کامل ولی اور ناقص نبی بناتا ہے۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ سب سے پہلے کامل ولی اور ناقص نبی ہونے کا الہام حکیم الامتہ المرزائیہ کے حق میں ہوگا۔ اولیاء اللہ کو سب مسلمان مانتے ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی نے بزعیم خود ان کے خوش کرنے کے لئے تمام اولیاء اللہ کو انبیاء بنادیا ہے۔ لیکن جب عیسیٰ مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں تو مرزا کو ملحون سمجھنا مسلمانوں کا فرض ہوا اور ان کو یقین ہو گیا کہ انبیاء کو جو مردود گالیاں دیتا ہے وہ اولیاء کو کیوں گالیاں نہ دے گا۔

معلوم نہیں اولیاء اللہ کا ذکر بار بار کیوں کیا جاتا ہے اور کیوں ان کو نبی بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ محض دعوے سے نہ کوئی نبی بن سکتا ہے نہ ولی۔ جب تک ہارقد توفیق و تقدیر الہی اس کے ساتھ نہ ہو میں نبی ہوں میں مثل اسحٰب ہوں اور میں ہمہ میں دیباہی ولی ہوں جیسے اور اولیاء گزرے ہیں محض ایک خطہ اور مانگو لیا اور تمام قضا دعوے ہیں۔ خوب یاد رکھو ولی کو نبی بنانا غلام کو آقا بنانا ہے اور باعتبار امتی ہونے کے عام مسلمانوں اور اولیاء اللہ میں مطلق فرق نہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء ۲۲ اگست کے شمارہ نمبر ۳۲ کے مضامین

.....۱	آئینہ کمالات قادیانی ص ۵۵ دیکھو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی حیات مسیح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	حدیث شریف میں رجل فارس سے کیا مراد ہے؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... آئینہ کمالات قادیانی ص ۵۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵ دیکھو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الاہی قادیانی یا نکل روز قیامت را	چگونه ترک کردی راه اسلام و سلامت را
-----------------------------------	-------------------------------------

نفاق اژدل فگن بگزار شوخی و شرارت را	بدہ برسینہ جا اخلاص و تقویٰ و طہارت را
بدرکن از دماغ خویشتن زعم نبوت را	مہر در سر چو ترسارہ خیالات نبوت را
دگر کورانہ می پنداری این اجماع امت را	ز جہل خود نداری باور اخبار شریعت را
مگستر دام دعوای مسلمانی ہے خوردن	مکن شائع چو تاجار فرنگ اعلان بیعت را
بہ صدق دل مریدان مرسل یزدانیت خوانند	عبث منہفت اے دجال دعوای رسالت را
بہ جزوی و پیروزی ملتہیں دعوای خود سازی	بلیں میکرو حیل خدمت کنی اہل بلاد را
زدجالان موعود آمدی بجائے ایمرک	بلا و امتحان اہل ایمان و صداقت را
نزول وحی ہر خود مثل وحی انبیاء گوئی	صداہا بہر خود داری "منم مامور دعوت را"
وزان الہام و وحی خوہیہ اوراق گردانی	رسولے نیستیم میگویی اے دجال خدعت را
نیاوردم کتابے حسب عادت ہم غلط گفتی	بلے تبدیل کردن سخت دشوار ست عادت را
گزینی جلالے اینیت کنی ترک عبودیت	کہ این نہخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را
یہودی باشد آن ہر صلیب آرد مسیحارا	ہے عیسی شدن گشتی مخالف دین و ملت را
زہیر نیچری مرگ و صلیب عیسی آوردی	نہادی چون علم بردوش تجدید امامت را
خداوند اپنا ہمت زین یہودی کیش عیسی کش	کر ہر روح و رسولت تہمت ہندو اذیت را
چو عجل سامری لہو و لعاب گوید با مجازش	بہ حق آن مکرم مے پسندد این مذلت را
بخواند انما الاعمال بالنیات ہاز از کیں	ہمی بد ذات گوید عالمان نیک نیت را
چو چشم حق شناسی نور عرفانش نہ بخشیند	بہ گفت اعمی و مشرک از خیانت خیر امت را
اگر عمر تو ہشتادست پانچ ونود سندی	ز ہر گاہ خدا کیند متین پندار مہلت را
منہ دل در بقم ہافے دنیا گر خدا خواہی	مخور بلعام روغن جالے روغن عیش و عشرت را
بہ مال مرد مان خوردن ہر نفس و عذابا کربن	فرامش کردہ اے ابو الفضل آن یوم عسرت را
ہر امین تو یک از دہ سر اجست همچنان مردہ	بدہ واپس زر خوردہ بکن توشہ قناعت را
اگر مہدی و ماموری نہ بہر عشرت دنیا	ہر آن آندرون خانہ ماموری چہ خدمت را
ہر اے نفس خود عزت ہم خواہی بہر کارے	ولے حق میفر ستند میدم سوئے تو نلت را
نگاہ رحمت جانان ہو دہر عاشق صادق	ولیکن چون توئی کے یابد این رشد و سعادت را

بسیخ خودی خود روی آنگونه بنهادی	زهر شاخش همی یابی بر نفرین ولعنت را
مسلمانان ہے دارین امن وعافیت خوانند	به حرص گمّل وجه لبّوں تو میخوامی مصیبت را
اگر ممکن بود از سینه ات برداشتن پرده	به بیند اندران هر کس نفاق و خبث طینت را
زرمالی خود بگزر ز روز حشر یاد آور	بترس از حق بنه از سر غرور و کبر ونخوت را
ز خوف حاکم ضلع آنچنان تر باختی زهره	که گفتی الوداع دائمی زمل و کهنانت را
نخواهم بر حق کس هیچگاه الهام اندازی	نخواهم بر کسی گاهی دعا به بد اجابت را
سپه رو پیش هر کس گشتی له کذاب نقواں شست	خبر آب توبه صدق این سیاهی ندامت را
غلط اخبار سوء هست در بستر ۴۰ انبیاء بندی	که فتح انگا شتند لیشاں به سلطانی هزیمت را
معاذ الله یعنی انبیاء از حق نبی باشند	کنی نسبت بذات پاک خالق کذب و تهمت را
بعیسی درده تعلیم دیں نلکام شد گوئی	بذات و نهی صد عیب تحصیل فضیلت را
حقیقت هائے نجال و خروء بر نور و شن شد	ز فهم مصطفی برتر گماری آن حقیقت را
چه کاهنیا چه لقا ید به قصر و طول عمر از جاه	که بهر نوح الف و شصت و سه خیر البریت را
شدی دور از عبادت باو جود قرب عبدالله	چه سود از رهبر کامل تهید ستان قسمت را
علم افراشتی ابنیت حق را ز بهر خود	جری الله گردیدی همین پندار و جرأت را
بایں ابنیت نه تصویر هائے خویش گوناگون	به عالم به کنی ظلم اشاعت شرک و بدعت را
مسیح و مهدی و حارث نبی گشتی ولد گشتی	شکم سیرت نمیگردد به هیچ له چوبه مترا
بشیر ناتوان کائرا تو عمو ایل به گفتی	کیان الله نازل را اسماء شد داغ فرقت را
به پیشین گوئی این سچ و نیز آتیم و سلطان	سیاهی هازرمالی به رخ مالیده تترا
بشیرت دختره آمد ز بلور اولیس پیدا	پسر از بار ثانی آمد آبادی تربیت را
پسر گفتی و به در به مو دختر باز زائیدی	به بخت و از گونت دائما راه است نکبت را
بر آمد هفت بر نه سال و عمو ایل نامد باز	بگوا کنوں چه دای حیله آن نه ساله عدت را
تو شیر نیستان به حیاتی آمدی زاول	به مکر شیو خوفا یت نمودی این اضلفت را
چه به سوزی ز بهر زوجه الهامیت نادان	بدل گر غیر ته داری بگیران وصل و قربت را
زن الهامیت در خانه سلطنت بر آور	چه به باشد لقب همچون تو یون به حیث را

بسمیت ہم ردیف آمد چسبانت لعت ونصرت	بہ نیت قلفیہ کردی چو ملت راو نصرت را
مصفاۃ فطرۃ باید کہ تا گھر شود پیدا	بنمود این جمع کاف و تا سبکی اصحاب ملت را
تنہی دینسی دار بسایں مصراع الہامی	چنین مصراع زبید همچنین باب نبوت را
الاے صاحب دانش کہ فہم فارسی داری	توانی کردین انمازہ اش تا ذی لیاقت را
زہائے مختفی ملفوظ نکواند جدا کردن	نظر کن بر زبان او فصاحت را طلاق را
چنان آبلہ کہ نکند هیچ فرق از ابل تا ابلہ	بگفت اے ابلہ بگریزیم اظہار جہالت را
بہ بین آئینہ و دریک قصیدہ خوان کمالا تش	چہ خوش بستہ مہر مفعول از روئے فصاحت را
غیور اسم خدا داین ہم صحیحش بر زبان نلید	نظر کن دعوای الہام این نا اعل غیرت را
چگونہ ابن مریم گشت سندی بیگ را بنگز	کشادہ النقاء در بیوگی بلب ولادت را
ز شر فتنہ دجالی سوئے حق پناہ آور	دعا کن سعیا کہ وعدہ فرمودہ استجاب را

### (حاشیہ جات گزشتہ اشعار)

- ۱۔ یہ مصرعے کا دیانی کا ہے چونکہ اہل عبادت کو نوحۃ الہیہ بتا دیتی ہے اس لئے کا دیانی نے عبادت چھوڑ کر اہیت اختیار کی ہے۔ فلعنة الله على الظالمين والمعتبرين۔
- ۲۔ جب آپ علماء کو ہدایت وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا ہے تو نیک نیت بنتا ہے اور جب علماء اس کی وجالیاں دیکھ کر ملامت کرتے ہیں تو ان کی نیت کا خیال نہیں کرتا ہے۔
- ۳۔ کا دیانی کا اصلی نام ہے۔
- ۴۔ و جال کا شعر ہے۔

ہمہ در دور این عالم امان وعافیت خواهند

چہ افتاد این سر مارا کہ میخو اہد معصیت را

(آئینہ کلمات اسلام ص ۵۶ جزائن ج ۵ ص ۵۶)

۵۔ کا دیانی کا الہامی مصرع ہے کاف کے ساتھ جمع کیا ہے۔ بحر کتابنے کے ادارہ کو حاصل نہیں یا تو حرف تاجا ہے اور یا کاف بحر تاجا۔

۶۔ جیسا کہ مصرع ہے مگر روزے دھنت میوہ ہلایے پر حلاوت را اور بننازم دلبہر حوذرا کہ بازم داد جنیت را اور مگر مدفون پشوت راند ادند این فضیلت را۔ (ایضاً ص ۵۵، ۵۶ وغیرہ۔)



## مناجات

اللہ ہی دور دار از بندۂ ہر آفت را	ہنراہ خود مدہ از کس رہے سوزش مخالفت را
شرف دادی بہ اسلام زہدے احمد مرسل	بہ فضلت یلخود آرم در قیامت این شرافت را
عملہائے مراد دین وہم درین مبارک کن	بدہ توفیق نیکی پاک سازم خوئے وخصلت را
بضاعت ہرچہ دربرلم ہمہ مزجاء نکلارہ	امید بخشش از فضل تو بس این بے بضاعت را
ازیں دنیائے فانی چوں ہم وقت رحیل آید	ادا سازم بتوحید از زبان و دل شہادت را
بہ نفس مطمئنہ از ملائکہ از جمعی شنوم	چنانکم کن کہ ہندارم خلاص از سجن رحلت را
چو درگورم نہندا حباب سوئے خلفہ رو آرند	دل و وحشت کدہ کن مونس من رحم درافت را
پہل دوزخ کہ تیز ارتغی براہے بس دراز آمد	مدد فرما کہ طے چوں برق سازم ان مسافت را
محمد را مقامے نہ کہ محمودش لقب کردی	چو سر در سجدہ پیش تو نہنہ اذن شفاعت را
بہ فضل خویشتن اور افضیلت نہ وسیلت نہ	کہ حکمت شد بہ ہر کس ابتغای آن وسیلت را
تحیات و سلام از من بر وحش آن واصحابش	بہ آن نوعیکہ ماموریم تسلیم و تحیت را
یکے از انکس و از بندگانت آمدہ سعدی	کشادہ دلود ابواب اذن دہ رضوان جنت را
بہ فردوس بریں بانبندگانت میہمل بلش	بہ بیظورت نظر بالاکم اکمال نصرت را

## ۲ ..... وحی حیات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم مطبوعہ ۱۳۱۷ھ جولائی میں حکیم الامت الرزائیہ نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں آیہ ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیداً“ کے وحی معنی کے جو تمام مرزائی کرتے ہیں۔ کیونکہ بروزیت کا سارا پڑا وہی بگڑا ہوا ہے۔ جو ہر بروز کی کامنہ ادھر ہی سب کامنہ۔ کیا معنی کہ جب خود بروز کی کو حیات مسیح میں اپنی موت نظر آتی ہے تو بروز یوں کو کیوں نظر نہ آئے۔

ہم گزشتہ ضمیمہ میں وہ خرابیاں لکھ چکے ہیں جو مرزائیوں کی گھڑے ہوئے معنی لینے سے پیدا ہوتی ہیں یعنی تمام اہل کتاب مسیحی کے قتل پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان رکھتے ہیں۔ اگر بہ کی ضمیر قتل کی جانب اور موت کی ضمیر اہل کتاب کی جانب ہے تو کیوں علیہم شہیداً کی ضمیر کس کی جانب ہوگی؟ مرزائی بھی بجز اس کے چارہ نہیں دیکھتے کہ کیوں کی ضمیر مسیحی علیہ السلام کی جانب

پھیریں کہ قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب کے ایمان لانے پر گواہ ہوں گے اور اگر اب  
 بہ کی ضمیر قتل کی جانب ہوگی۔ تو عیسیٰ کی جگہ علیہ ہونا چاہئے۔ ورنہ آیہ کے کچھ معنی نہ ہوں گے کیونکہ  
 عیسیٰ مسیح کس بات کے گواہ ہوں گے۔ اگر کہ قتل و صلب کے گواہ ہوں گے تو قرآن مجید اس کی نفی  
 کر چکا ہے ”وما قتلوه وما صلبوه اور وما قتلوه یقیناً“ اور اگر کہو یحییٰ کی ضمیر قتل کی  
 جانب ہے تو قتل کا گواہ ہونا چاہئے معنی وارد۔

کیا قتل بھی کوئی وجود مشخص ہو جائے گا۔ پھر ”لیؤمنن“ کے معنی حال کے اور یحییٰ  
 کے معنی استقبال کے لینے سے کلام باری میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ معنی یہی ہوں گے کہ کل اہل  
 کتاب قتل اور صلب پر ایمان رکھتے ہیں اور عیسیٰ مسیح یا قتل و صلب قیامت میں گواہ ہوں گے۔ قتل  
 و صلب تو یہ کہیں گے کہ ہاں ہم نے قتل کیا اور عیسیٰ مسیح کہیں گے کہ میں متحول و مصلوب ہوا۔ کس قدر  
 لغو معنی ہیں کیونکہ جب حسب آیہ ”وما قتلوه یقیناً“ عیسیٰ مسیح قتل ہی نہیں کئے گئے تو شہادت  
 کیسی؟ یہ عجیب بات ہے کہ اہل کتاب تو قتل و صلب پر ایمان رکھتے ہیں نہ کہ مسیح پر اور ان کے ایمان  
 لانے کی شہادت دیں گے عیسیٰ مسیح۔ مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ایمان  
 انبیاء پر لایا جاتا ہے نہ کہ ان کے زمانہ کے حوادث پر۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو تمام اہل کتاب  
 ان پر ایمان لائیں گے۔ یعنی جو اہل کتاب مر گئے ہیں کیا وہ بھی دوبارہ زندہ ہوں گے۔ کتنا لغو  
 اعتراض ہے۔ مقصود اس زمانہ کے اہل کتاب کا ایمان لانا ہے جو مسیح موعود کے وقت ہوں گے۔  
 کیونکہ عیسیٰ مسیح کے باب میں اہل کتاب کے مابین اختلاف رہا ہے جیسا کہ ”وان الذین  
 اختلفوا فیہ“ سے ثابت ہے۔ اب مسیح کے دوبارہ آنے پر وہ اختلاف مٹ جائے گا اور تمام  
 اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے یکساں بلا تکبر ایمان لائیں گے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ مرزا اور مرزائیں پر دوسری مصیبت پر آپڑی کہ عیسیٰ مسیح زندہ بھی ہیں  
 اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان بھی لائیں گے اور ان کے مقابلہ میں بروزی صاحب چند روز میں  
 مر بھی جائیں گے۔ اور کوئی اہل کتاب ان کے نام پر اٹھارواں دلائی بوٹ بھی نہ مارے گا۔  
 بروزی صاحب جو عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارتے ہیں تو اب اپنی توہین کرتے ہیں ان کا فخر اس میں تھا  
 کہ خود قیامت تک زندہ رہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا گئے اور مرزا قادیانی کے لئے  
 بھی یہی دن دھرا ہے تو بروزیٹ کا کونسا تیر مارا اور کس منہ سے بکارتے ہیں کہ میں عیسیٰ مسیح علیہ

السلام سے افضل ہوں۔ پس لے پالک کا کام ہے کہ آسمانی باپ سے ایسا لکا سکھے کہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہ کر عاقبت کے بورے سیٹھے۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اہل کتاب کی نسبت ”والقیننا بینہم العداۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ“ وارد ہے تو تمام اہل کتاب صلی مسیح علیہ السلام پر کیونکر بالاتفاق ایمان لاسکتے ہیں۔ یہودی تو مسیح کی نبوت کے بھی قائل نہیں بلکہ ان کو معاذ اللہ ملعون ٹھہراتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی مسیح علیہ السلام کے مکرر آنے کا اعجاز ہوگا کہ تمام اہل کتاب متفق ہو جائیں گے اور وہ اختلاف جو اوپر کی آیہ میں جناب باری نے بیان فرمایا ہے مٹ جائے گا۔ جیسا کہ ہم ابھی ابھی لکھ چکے۔

دوم..... کسی قوم کا ایک نبی پر بالاتفاق ایمان لانا فردی اختلاف کا مانع نہیں۔ تمام یورپ و امریکا مسیح پر ایمان رکھتا ہے مگر ان کے آپس میں اختلاف ہے۔ کوئی پروٹسٹنٹ کوئی رومن کیتھولک کوئی گریک خود مسلمانوں میں ۲۷ فرقہ ہیں مگر خدا و رسول پر ایمان لانے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ مرزائیوں میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بعض تو مرزا قادیانی کو نہ صرف رسول بلکہ خاتم الرسل یقین کرتے ہیں اور بعض ان کے منکر ہیں۔ دیکھو مگر یہی میں پھوٹ ہے۔ ”والقیننا بینہم العداۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ“ کے مصداق ہیں اور اگر وہ ہمارے سامنے تقیہ کرتے ہیں تو شیعہ ہیں نہ کہ مرزائی۔ مرزا قادیانی کا کام ہے کہ ایسے منافقوں کو بچے مرزائی بنائیں۔ یہ جواب ہم نے الٹری طور پر دیا ہے ورنہ درحقیقت حقیقی مسیح موعود کے آنے پر تمام اختلافات مٹ جائیں گے اور سچے دین کی روشنی ساری دنیا میں پھیل جائے گی اور اس وقت جو شب کو ران شہر سیرت موجود ہوں گی سب کونوں کھدروں میں ٹھس جائیں گے بلکہ کافور ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

۳ ..... حدیث شریف میں رجل فارس سے کیا مراد ہے؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ”لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس“ ایمان اگر ثریا کے ساتھ بھی لٹکا ہوا ہوگا تو اس کو فارس کا ایک رجل حاصل کرے گا۔ مگر مرزا قادیانی (برائین احمدیہ میں ۳۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۲۲ اور ازلیہ الادب ص ۷۳۱، ۷۳۵، ۷۳۶، خزائن ج ۳ ص ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۹۳) حاشیہ (فص) میں دعوے کرتے ہیں کہ اس حدیث کے موافق رجل فارس سے مراد میں ہوں حالانکہ آپ ہندی نژاد ہیں اور اپنے کو چینی الاصل مغل بتاتے ہیں۔ باوجودیکہ

محدثین کہار۔ بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم، بیہقی سب کے سب رجل فارس تھے۔ تعجب ہے حدیث شریف کے مصداق وہ تو نہ ہوں اور مرزا قادیانی ہوں۔

اب ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو دجالون مفلون بطور پیشینگوئی وارد ہوا ہے تو اس کے مصداق کون لوگ ہیں۔ کیا ہی نہیں ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی کی طرح مہدی اور مسیح بننے کے دعوے کئے اور حقاء اور سماء کا جم غفیر ان کے ساتھ ہولیا اور بالآخر چند روز میں فی النار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کو مہدی بتایا مگر دجال نکلے۔ پس کیا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی دجال نہیں ہیں۔ اگر وہ مہدی تھے تو مرزا قادیانی بھی مہدی ہیں۔ خود مرزا قادیانی ایمان سے کہیں کہ وہ دجال نہ تھے۔ ۱۳ سو برس میں جس قدر دجال گزرے کسی نے اپنے کو دجال نہیں کہا۔ حالانکہ وہ حدیث شریف کی پیشینگوئی کے مصداق تھے۔ پھر مرزا قادیانی جو ان کی سنت اور نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اپنی دجالیت کا اقرار کب کرنے والے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کی پیشینگوئی کے مصداق تو بہت سے ہوئے مگر دجالون مفلون کا مصداق ۱۳ سو برس میں ایک بھی نہ ہوا۔ مطلب کی حدیث پر تو ایمان اور جو حدیث مطلب کے مخالف ہو اس کا انکار یومئں بجهنم و یومئں بجهنم

کیا موجودہ زمانہ ایمان کے متعلق باطل یا ہونے کا زمانہ ہے۔ ایمان اور اسلام تہذیب و تمدن کا پھیلا ہوا ہے۔ علماء اور مسلمان ہر جگہ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اسلام کا آفتاب مصلح ان ممالک کو بھی روشن کر رہا ہے جہاں کفر اور شرک کی فحش چھاٹی ہوئی تھی۔ پس ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ حدیث شریف کا مصداق نہیں بلکہ وہ زمانہ قرب قیامت پر ہوگا جبکہ تمام دجالوں کا پیر و مرشد اور گرد و کشال یعنی دجال اکبر آئے گا۔ جہنم دجال آج تک آچکے اور آسمان آئیں گے یہ سب بڑے دجال کی لینڈ وریاں اور ذریعات ہیں اور جس طرح کپے بعد دیگرے یہ سب فنا ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ان کا مورث اعلیٰ خود حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں تہک قہر الہی کا طعہ ہوگا۔ مرزا قادیانی کی ساعی زور لگائیں۔ مگر یہ ہمارا ذمہ ہے کہ وہ دجال اکبر نہیں ہیں اور مجدد کی یہ پیشینگوئی خدا کی حمایت سے جلد پوری ہونے والی ہے۔ انشاء اللہ۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ نمبر ۱۰ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

.....	مرزائی مقدمات۔	نامہ نگار اخبار المجاہد!
-------	----------------	--------------------------



انہوں نے میرے سوال کا جواب دیا۔ تمہیں اس سے کیا نہ تمہارا نام لیا نہ تمہارا ذکر کیا۔

اس لطیفہ کے علاوہ ایک اور لطیفہ یہ ہوا کہ خواجہ کمال الدین نے کہا کہ اربعین غزویہ پیش ہونی چاہئے۔ مستفیض نے عذر کیا کہ اس کو مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ بعد کسی قدر بحث کے حاکم نے فیصلہ دیا کہ وہ نہیں پیش ہو سکتی غرض میرے سامنے مرزا قادیانی اور مرزائی پارٹی کو کئی پے در پے فاش ذلتیں ہوئیں۔ آخر کار اس کا سبب سوچا تو معلوم ہوا کہ ”انسی مہین من اراد اہانتک“ (تذکرہ ص ۳۳ طبع سوم) یعنی مرزا قادیانی کا الہام مولوی صاحب کے حق میں سچا ثابت ہوا کہ جو تیری اہانت کرے گا خدا اس کی اہانت کرے گا۔ مرزا ایسے کہتے جاؤ۔

اربعین پیش نہ ہوئی۔ ایک ذلت..... بیٹے کی پیشین گوئی کا ذکر عدالت میں ہوا دوسری ذلت..... تمہارے وکیل نے شور مچایا۔ تیسری ذلت..... حاکم نے اس پر ڈانٹ بتلائی چوتھی ذلت..... اب تمہیں کہو کہ ”انسی مہین“ والا الہام مرزا قادیانی کے حق میں ہے یا ان کے مخالفوں کے حق میں؟ پیسہ اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے ۱۵ اگست کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولوی برکت علی صاحب منصف بنالہ پر جرح طرمان ختم ہو گئی۔ ۱۷ اگست کو مستفیض پر جرح ہوئی۔ یعقوب علی کے مقدمہ میں مولوی فضل الدین صاحب مالک اخبار وقار لاہور کی شہادت ہوئی اور مرزائیوں کی طرف سے جرح بھی ہو گئی۔

فریق ثانی کے تکرر سوالات بھی ۱۵ اگست کو ختم ہو گئے۔ مولوی محمد حفیظ صاحب گواہ صفائی کو عدالت نے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ طرمان کی استدعا تھی کہ یہ گواہ ضرور طلب ہونا چاہئے۔ ۲۳ اگست کو بحث ہوئی۔

مرزائی صاحبہ بھی مدہ تعلقات ۱۳ اگست کو رونق افروز گوروا سپور ہو گئیں اور ۱۴ اگست کو جموں پڑی کی سیر کو تشریف لے گئیں۔ اور جناب مسیح الزمان بھی ہمراہ تھے۔ اور کنبی صاحبہ کے جلوس میں بہت سی دیگر مستورات بھی تھیں۔ جن سے دو گاڑیاں پر تھیں۔ بعد سیر و سیاحت پھر شام کے قریب جلوس واپس آ گیا۔

۲ ..... مرزا قادیانی اپنے کاذب ہونے کے مقرر ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی انبیاء کے تمام معجزات اور خوارق عادات کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ خود کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے مگر اپنے کذب کے ساتھ تمام انبیاء کے کاذب ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں ہی اپنے دعوؤں میں ایک جھوٹا نہیں بلکہ معاذ اللہ تمام انبیاء علیہم السلام جھوٹے

ہیں۔ اس سے دو باتیں نکلیں۔ اول..... انبیاء میں صفات ناقصہ بھی ہوتے ہیں۔ دوم..... ایک نبی دوسرے نبی کی صفات کاملہ کا تو اتباع نہیں کرتا ہاں صفات ناقصہ کا اتباع کرتا ہے۔ آپ آختم وغیرہ کی پیشینگوئیوں کے پورا نہ ہونے کی نسبت کتاب انجام آختم ص ۱۸، ۲۹، ۳۱، خزائن ج ۱۱ میں ایضاً میں لکھتے ہیں کہ: ”انبیاء کے وعدے میں تحلف کا ہونا سنت اللہ ہے۔“ یعنی خدا خود اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے تو اس سے تمام روحمیں جھوٹی اور تمام آسانی کتابیں باطل ہو گئیں اور خدا بھی جھوٹا ہو گیا۔ خاک درد ہانت۔

ذرا خیال کرنا چاہئے کہ کوئی شخص تمام عمر سچ بولتا رہا۔ صرف ایک دفعہ جھوٹ بولا تو وہ درحقیقت جھوٹا ہی رہا۔ کیونکہ نجاست کے ایک قطرہ سے کسی طرف کا سارا پانی نجس ہو جاتا ہے اور کسب حلال کی ساری کمائی میں اگر ایک چہرہ بھی کسب حرام کامل جاتا ہے تو ساری کمائی حرام ہو جاتی ہے اور ہر کا تمام قطرہ جسدا انسانی کو فاسد اور تباہ بلکہ ہلاک کر دیتا ہے۔ روایان حدیث کو دیکھو کہ کسی راوی نے تمام عمر میں ایک جھوٹ بولا پس اس کی روایت ساقط ہو گئی۔

عبرت کا مقام ہے کہ کذب اور قول الزور بلاء بد ہے۔ خدائے تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے۔ یعنی فرمایا ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔ مگر مرزا قادیانی کذب کو انبیاء کی صفت اور سنت اللہ قرار دیتے ہیں۔ کلام مجید میں سے ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ جس کے معنی آپ کے موعوم کے موافق یہ ہوئے کہ انبیاء کا صادق ہونا محال ہے۔ کیونکہ کذب سنت اللہ ہے۔ شکل اول یوں مترتب ہوئی۔ کذب انبیاء سنت اللہ ہے اور سنت اللہ کا بدلنا محال ہے۔ حد اوسط دور کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ کذب انبیاء کا بدلنا محال ہے۔ دوسری عبارت میں مرزا قادیانی کے دعوے کے یہ معنی ہوئے کہ کذب انبیاء کی فطرت میں داخل ہے۔ اب کوئی نبی سچا نہ رہا سب جھوٹے ہو گئے۔ سنعوذ بالله من هذا لا الحاد والارتداد۔ پھر جب کذب انبیاء کی فطرت ٹھہری جو اشرف الناس ہیں تو کذب کی ضد یعنی صدق کس کی فطرت ہے۔ یہ محض ایک ایسا کلی مفہوم ٹھہرا جس کے لئے کوئی جزی نہیں یوں سمجھئے کہ صدق دنیا سے اٹھ گیا یا اس کا وجود نہیں۔ اور یہ حدیث شریف بھی غلط ہو گئی کہ الصدق ينسجى والكذب يهلك۔ کیونکہ صدق تو کوئی چیز ہی نہیں۔ پس نجات محال ہو گئی اور چار طرف ہلاکت ہی کی عملداری ہو گئی۔

بے شک مکاروں، عیاروں، دجالوں کے لئے سنت اللہ یہی ہے کہ ان کے وعدے میں تحلف ہو اور وہ حسب فحوائے حدیث مذکورہ بالا ہلاکت کے غار میں دھکیلے جائیں۔ اور کذب ان کا نیچر بن جائے۔ مرزائیو! کیا اب تم بھی اپنے کاذب نبی کے ساتھ ہلاکت کے دوزخ میں

ٹھونے جاؤ گے۔ نجات تم سے بھی رخصت ہوگئی۔ الحمد للہ۔

جتنے مسیح اور مہدی آج تک گزرے وہ سب کذاب ہیں۔ جن پر شیاطین القاء کرتے ہیں اور سنت اللہ اسی پر جاری ہے کہ ان کے وعدوں میں تحلف ہو چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثم یلقون السمع و اکثرهم کاذبون“ ترجمہ: ہاں میں تم کو آگاہ کروں۔ ان لوگوں پر جن پر شیاطین اترتے ہیں۔ وہ اترتے ہیں ہر ایک جھوٹے گنہگار پر جو کانوں میں ڈالتے ہیں۔ سنی سنائی بات اتران میں کے آخر جھوٹے ہیں۔ اس کی تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں۔ ”ای الا فاکین یلقون السمع الی الشیاطین فیتلقون منهم ظنوناً و امارات لنقصان علمهم کما فی الحدیث الکلمۃ یخطفها الجنی فیکرہا فی اذن ولیہ فیزید فیہا اکثر من مائة کذبة“ یعنی وہ جھوٹے جو کان لگاتے ہیں۔ شیطانوں کی باتوں پر پس ان سے لیتے ہیں گمانوں اور علامات کو کیونکہ شیاطین کو بھی پورا علم نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں سے جنت کوئی کلمہ اچک لیتے ہیں۔ پس اس کو اپنے دوست کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ پس وہ اس میں ایک سو سے زیادہ جھوٹ بڑھا دیتا ہے۔ اصل یہ ہے کچھ لوگ اپنے کو کاہن بتاتے تھے وہ شیطانوں کی تدویر و نیاز دے کر اور ان میں مل کر فرشتوں کے پاس جاتے اور ان کی ایک آدھ بات سن لیتے تھے۔ فرشتے ان پر انگارے مارتے تھے جس کو شہاب مقرب کہتے ہیں تاہم جو ایک آدھ بات سننے والوں میں لا ڈالتے اور لوگ ان کے قائل ہو جاتے حالانکہ آئندہ کی باتیں شیاطین کو بھی معلوم نہیں۔ پس فرشتوں سے ایک بات اڑتی ہوئی سننے اور اس میں اپنی طرف سے میں اور ملا دیتے تھے۔ مرزا قادیانی کی رسائی شیطانوں تک تو نہیں نہ ان کو شیطانوں کا تقرب حاصل ہے۔ ورنہ پورے کاہن ہی نہ بن جاتے۔ ہاں رمل اور نجوم میں جو ان کا شاید آبائی پیشہ ہے کچھ غل ہے پس انکل کے بہت سے تیر لگائے ایک آدھ جھوٹے سے نشانے پر جا لگاتی ہوا میں اڑ گئے۔ پس یہی ان کے الہام اور وحی کی کائنات ہے اور ادراک کی اسی سڑی مٹی تھوٹی گرہ پر پنہار بنا کھوں بیٹھے ہیں۔

۳ ..... سیدنا مسیح علیہ السلام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود ہا وجود معجزات قدرت الہی کا عجیب مجسم نمونہ تھا۔ ایسا نمونہ دوسرے جسد میں نہیں پایا گیا۔ اگر پایا جاتا آئندہ تا قیامت پایا جائے تو صفات مسیح علیہ



السلام پر مجرے کا اطلاق غلط ہوگا۔ بلکہ معمولی اور عادی امکان اور نگوین میں داخل ہو جائے گا۔ پس عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے مسری کا دعویٰ کرنے والوں اور اپنے کو مثیل مسیح بنانے والوں کو اس کے سوا کچھ نہ سوجھا کہ آپ کے معجزات اور صفات کا انکار کریں اور اس میں نیچر کا انکار لگائیں۔ ان لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے۔ جنہوں نے اپنے کو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بتایا اور ان کی صفات و معجزات کا انکار کیا۔ ظاہر ہے کہ ہر شے اپنے چھٹھات اور صفات سے ممتاز نہ ہوتی ہے۔ جب مسیح بننے والے اپنے میں وہ صفات ہی نہیں بتاتے تو اپنے دعوے میں کیونکر سچے ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے خوارق تو دیکھئے کہ عیسیٰ مسیح میں بہت سے نقص اور برائیاں بتاتے ہیں اور ہا ایں ہمہ اچھے خاصے مثیل مسیح اور موعود ہیں۔ دنیا نے تمام انبیاء کو ان کی صفات اور کمالات اور معجزات کے باعث مانا ہے مرزا قادیانی کو یہی تو جلن ہے کہ میں فرامشی مسیح ہوں۔ مجھے دنیا کیوں نہیں مانتی؟

پس معجزات کا انکار کرتے ہیں بلکہ خود غرضی کی جھوٹھیل سے مسیح علیہ السلام کو صفات ذمہ کا مورد بتاتے ہیں۔ اور جس طرح دوسرے منکرین نے نیچر کی آڑ پکڑ کر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے روح اللہ ہونے اور بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا۔ مرزا قادیانی بھی اس انکار سے بڑھ کر اپنی بساط میں کچھ نہیں کر سکے۔ مگر خود خدائے تعالیٰ نے مسکت جواب دے کر ان کی گردن توڑ ڈالی کہ ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب“ یعنی بے باپ کے پیدا ہوئے عیسیٰ مسیح اگر صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو تعجب کی کوئی بات ہوئی اور وہ بھی مٹی سے جس میں انسانی تولید کی صلاحیت بھی نہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! اگر نہ صرف یہود بلکہ ساری خدائی حشوق ہو کر زور لگائے تو جناب ہاری کا یہ استدلال توڑ نہیں سکتی۔

پھر مرزا قادیانی اپنا گھڑا ہوا نیچر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے کس کس معجزات و صفات میں ٹھوس گئے اور کہاں تک آیات قرآنی کو توڑیں، مروڑیں گے کہ بے باپ کے پیدا ہونا نیچر کے خلاف ہے اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا باپ یوسف نجار تھا اور احواء اموات سے مراد احواء قلوب (ہدایت) ہے۔ اب ذرا کلام مجید سے وہ معجزات سنئے جاؤ جن کا دعویٰ خود عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے کیا۔ ”انسی جئتکم بایۃ من ربکم الی اخلق لکم من الطین کھیفۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابریہ الاکھمہ والا برص و احی الموتی باذن اللہ و انجیکم بما تاكلون و ما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مومنین“ (ال عمران: ۴۹) ”میں تمہارے پاس تمہارے رب کی

طرف سے نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لئے مٹی سے جانور بناتا ہوں پھر اس میں جان ڈالتا ہوں پھر وہ خدا کے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا ہے اور میں خدا کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں۔ مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تم جو کچھ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ رکھتے ہو اس کو مٹاتا ہوں۔ کچھ اب مرزا قادیانی مٹی کے پتلے میں جان ڈالنے اور کھائی ہوئی اور گھروں میں چھری ڈھکی چیزوں کے مٹانے کی کیا تاویل کریں گے۔ اسی کے مطابق خدائے تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی اطلاع دی۔

”یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب (مائدہ: ۱۰۹)“ ﴿قیامت کے روز جب خدائے تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور امتوں کی سرگزشت ان سے پوچھے گا اور وہ اس کا علم خدائے تعالیٰ کی طرف تفویض کریں گے تو خدائے تعالیٰ ان نعمتوں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ پر اس نے نازل کیں۔ کچھ یوں یاد دلائے گا“ اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم انکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتورۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھنیۃ الطیر باذنہ وتبریۃ الاکھہ والابرص باذنہ واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جثمت بالبینات فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین (مائدہ: ۱۱۰)“ ﴿اے عیسیٰ بن مریم میرے احسانات یاد کرو تجھ پر اور تیری ماں پر کئے گئے جب میں نے روح القدس سے تجھ کو مدد دی اور تو لوگوں سے ماں کی گود اور بڑی عمر میں یکساں باتیں کرتا تھا اور جب کہ تجھے کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل سکھائی اور جب کہ تو میرے حکم سے جانور کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونکا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تو میرے ہی اذن سے مادرزاد اندھے اور کوڑی کو اچھا کرتا تھا اور میرے ہی اذن سے مردوں کو قبروں سے زندہ نکالتا تھا اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے روکا تو ان کی طرف معجزات لے کر گیا لیکن جب تو یہ تمام معجزات لے کر ان کے پاس آیا تو جو لوگ ان میں سے کافر ہو گئے وہ بول اٹھے کہ یہ تو جادو کے سوا کچھ نہیں۔ کچھ اب فرمائیے اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھیوں کو اچھا اور مادرزاد اندھوں کو دیکھنا نہ سیکھنے کے خلاف ہے تو خدائے تعالیٰ کس بات کے احسانات مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ پر جتانے گا وہ تو نیچر کے خلاف کچھ کر ہی نہیں سکتا کیا خدائے تعالیٰ کا یہ احسان جتنا بھی نیچر کے خلاف ہوگا۔ ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ“

### ۴ ..... مولوی محمد احسن صاحب امروہی قادیاںی میرٹھ میں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

عرصہ سے مرزا انہوں میں کچھڑیاں پک رہی تھیں۔ سب اچھل کود رہے تھے کہ ہمارے مولانا اولاد ناروقی افروز ہونے والے ہیں۔ اپنے بروزی کی بروزیت کا ابراز کریں گے۔ اور سارے میرٹھ کو مرزائی بنا کر چھوڑیں گے۔ بالآخر ۲۶ اگست کو آپ نے آبکاری کے ایک ملازم کے مکان پر تحریف شریف کا بیچ کھول ہی دیا۔ ۲۸ اگست کو ایک فہرست مشتہر ہوئی کہ مولوی صاحب بعد نماز مغرب مرزا قادیانی کے دعوؤں پر تقریر کریں گے۔ سب صاحب آئیں اور سنیں بعض اکابر اہل اسلام بھی رونق افروز ہوئے۔ تقریر شروع ہوئی مگر ذرا بھی دلچسپ نہ تھی۔ بلکہ بالکل لغو اور پریشان و پھرتی۔ کہیں وفات مسیح کا ذکر بھی آیا استغفار پر کبھی آیا سبحان اللہ پر بحث قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔ جس طرح جمعہ اور عیدین لوٹ لوٹ کر آتے ہیں (یا جس طرح روحیں تناسخ کر کے آتی ہیں کہ انسان بھی سوربن کر کبھی دجال بن کر اور سور کبھی کتا بن کر کیونکہ مرزا قادیانی بروزی ہیں اور بروزیت کا یہی حصہ ہے۔) دو اڑھائی گھنٹے تک مغرب پکی رہی۔ سامعین کا وقت ضائع کیا۔

ایک ہی بات بار بار بیان کرتے تھے۔ اخیر میں بیان کیا کہ میں میرٹھ میں اسی غرض سے آیا ہوں کہ مرزا قادیانی کے مامورین اللہ وغیرہ ہونے میں اگر کسی صاحب کو شک ہو تو میں اس کو رفع کروں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ادھر سے مولوی حکیم محمد میاں صاحب آپ کی نبض دیکھنے کو بھیجئے۔ ادھر سے خواجہ غلام الحقین صاحب ایڈیٹر عصر جدید وکیل ہائیکورٹ مزاج پرسی کو بڑھے اور شرائط مناظرہ کی تنقیح ہونے لگی۔ امروہی صاحب نے وہی وفات مسیح کا لالسا لگنا چاہا۔ ہم نے کہا کہ جب تم قرآن کی رو سے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارتے ہو تو پہلے قرآن کی رو سے ان کا آنا ثابت کرو۔ پھر قرآن ہی سے یہ ثابت کرو کہ وہ مسیح موعود مرزا قادیانی ہیں۔ امروہی صاحب نے جواب دیا کہ جس طرح تم خلفاء اربعہ کی خلافت ثابت کرو گے۔ اسی طرح ہم مرزا قادیانی کی خلافت ثابت کریں کہ ہم نے کیا خلفاء اربعہ میں سے کسی نے نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس پر امروہی صاحب مبہوت ہو گئے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ نبوت ختم ہو چکی امروہی صاحب نے فرمایا "لم یبق من النبوة الا للمبشرات" خواجہ صاحب نے فرمایا کہ روایہ وغیرہ دوسروں کے واسطے حجت نہیں۔ ہم نے کہا کہ المبشرات صفت ہے اس کا موصوف بیان کرو۔ اسی پر بھی امروہی صاحب غت و لہو

ہو گئے۔ آخر کار مروی صاحب پر ایسا رعب پڑا کہ حاسن قاعب ہو گئے۔ عید ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بنجرے میں کوئی تو گرفتار ہے مگر تو جی اٹھے کہ وہ ہائی تھائی ہے۔ محض غریب مسافر تھک کر سب دباتے ہیں۔ میزبان صاحب نے فرمایا وقت تنگ ہو گیا۔ حکیم صاحب نے فرمایا احتیاج حق کے لئے اگر صبح بھی ہو جائے تو ہم حاضر ہیں۔ میزبان نے کہا مولوی صاحب ضعیف ہیں ان کی آواز بیٹھ جائے گی۔ الغرض خدا خدا کر کے جان بچی اور لاکھوں پائے۔ مناظرہ کی شرطیں طے نہ ہوئیں۔ دوسری شام کو پھر حکیم صاحب اور خواجہ صاحب نے چالیا۔ مگر وہی آرے بلے۔ مولوی احمد علی صاحب پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ نے خط بھیجا کہ آپ جن شرائط پر رضامند ہوں میں تحریری یا تقریری مناظرہ کے لئے حاضر ہوں مگر صاف انکار۔ الغرض بجز حققت و ذلت کے امر وہی صاحب کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ خوبی یہ ہے کہ ایک شخص رحیم الدین نام جو مرزائی ہو گیا تھا۔ امر وہی صاحب کا ہر طرح عجز دیکھ کر ۳۰ مارگست کو بعد نماز مغرب مولوی حاجی احمد علی کے ہاتھ پر تائب اور از سر نو مشرف باسلام ہوا اور سنا ہے کہ چند اور مرزائی بھی مرزائی عقیدہ سے مذہب اور محو زل ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ اہم مفصل کیفیت آئندہ لکھیں گے۔ اس ضمیمہ میں گنجائش نہیں رہی۔

سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ امر وہی صاحب کوئی ذی علم اور ہالیقت اور ذہین و فہم عالم و فاضل اور قابل ہیں۔ مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ وہ تجربہ سے اس قابل بھی ثابت نہ ہوئے کہ خود اپنا فتنہ اور حاصل واضح طور پر بیان کر سکیں۔ تقریر میں انتشار اور الجھن۔ ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا۔ پھر بھی کسی کی سمجھ میں نہ آنا۔ اظہار مدعا کے لئے طول طویل تمہید افغانا اور پھر جھکے اونٹ کی طرح کچڑ میں پھسل کر بھساک سے بیٹھ جانا۔ کسی بات کے کہنے کا ارادہ کرنا اور منہ سے کچھ اور نکلنا۔

یہ حالت ہے تو کیا حاصل یہاں سے

کہے کچھ اور کچھ نکلے زبان سے

یہی وجہ ہے کہ علماء میرٹھ نے ہر چند سراہا کہ آپ تقریری مناظرہ کریں مگر کسی طرح رضامند نہ ہوئے کیونکہ آپ کو اپنی قوت ناظرہ اور لیاقت کی بساط معلوم تھی۔ میرٹھ آکر آپ نے نہ صرف اپنی وقعت ہی برہاد کر دی بلکہ بروزی کی بروزی اور نبوت اور موعودیت کے تمام دعوے خاک میں ملا دیئے۔ بڑا غضب یہ ہوا کہ ایک شخص چھ سال سے پکار مرزائی ہو گیا تھا مگر امر وہی صاحب کو علماء سے گئی کھاتے ہوئے دیکھ کر مرزائیت سے تائب ہو گیا اور چند اور مرزائی بھی اپنے عقیدہ سے ڈانواں ڈول اور گول مول نظر آتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو پوری ہدایت دے۔ الحمد للہ کہ میرٹھ میں امر وہی صاحب کا آنا اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مفید ہوا۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواهد  
آپ پھر تشریف کا اٹھا میرٹھ میں کھولیں اور مرزائیت کا بالکل صفایا بول دیں۔ خس  
کم جهان پاک۔

بيك آمدن ربودی همه آبروئی مرزا  
چہ شود اگر جد نیسلں نوسہ یلر خواهی آمد

امروہی صاحب نے اپنے دعوے میں ”ولقد آتیناک سبعاً من المثانی الآیہ“  
پر بہت زور دیا یعنی یہ ثابت کرنا چاہا کہ قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔ امروہی  
صاحب نے ”آتیناک“ میں جو کاف خطاب جانب آنحضرت ﷺ ہے۔ اس کو نظر انداز کر دیا۔  
دوم..... ”آتینا“ ماضی کا صیغہ ہے نہ کہ مستقبل کا۔ پس قیامت تک لوٹ لوٹ کر قرآن مجید کا  
نازل ہونا کہاں ثابت ہوا۔ ”سبعاً من المثانی“ کا اتیان آنحضرت ﷺ پر زمانہ ماضی میں  
ہو چکا۔ سوم..... بالفرض اولیاء اللہ اور پیشاں اور علماء اور صلحاء پر بعض آیات کا کبھی بھی الہام ہو مگر  
اس سے وہ نبی نہیں بن سکتے۔ نہ کسی صاحب الہام نے ایسا دعویٰ کیا۔ چہارم..... جب الہام کے  
لئے صرف قرآن مجید ہے تو آسمانی باپ اپنے لے پالک یعنی آپ کے بروزی پر دوسرے بے معنی  
فقرے کیوں الہام کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر تو یہی قرآن مجید الہام ہوا تھا۔ اور سب کچھ اسی میں  
ہے۔ معلوم ہوا کہ بروزی کے لئے قرآن مجید کافی نہیں بلکہ آسمانی باپ کے شیطانی الہام کی بھی  
ضرورت ہے۔ پنجم..... اگر جناب باری کو قیامت تک بار بار قرآن کا الہام کرنا منظور ہوتا اور  
آنحضرت ﷺ کی تخصیص نہ ہوتی تو بجائے آتیناک (ملہما سبعاً من المثانی) فرماتا۔

ششم..... الہام کے مختلف درجات ہیں جیسے انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کے مختلف طبقات  
میں اور جب قرآن ہی سب پر بار بار الہام ہونے لگا تو امتیاز اور تفریق اٹھ گئی اور سب کے سب  
انبیاء بن گئے۔ آنحضرت ﷺ اور دوسرے انسانوں میں کچھ فرق نہ رہا تمام تابع متبوع اور تمام  
امت نبی صاحب کتاب ہو گئے۔ اب تو لنگوٹے چھتر پر پھر گیا کہ میں بھی نبی تو بھی نبی۔ پھر یہ  
بالکل مدعی ست اور گواہ چست کا معاملہ ہے۔ اولیاء اللہ میں کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ  
چند جالوں (جھوٹے مسیحوں اور مہدیوں) نے کیا اور چند روز میں فی النار ہو گئے۔ ان میں کونسا  
سرخاب کا پر تھا کہ مرزا قادیانی میں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی تو ہر طرح آخوں کا ٹھکیت ہیں بلکہ  
تمام گزشتہ دجالوں سے بڑھ کر طرح طرح کے روپ بدل رہے ہیں۔ کبھی مجدد، کبھی مستقل نبی،  
کبھی ناقص نبی، کبھی مثیل مسیح، کبھی اصل مسیح، کبھی خاتم الخلفاء وغیرہ۔

ایسے رنگ کسی دجال نے نہیں بدلے۔ پھر بھی ہم یہی کہیں گے کہ مرزا قادیانی دجال اکبر نہیں ہیں نہ ان میں وہ کرشمے اور طاقتیں ہیں جو دجال اکبر میں ہوں گی۔ دجال اکبر تو ابھی تک کمین گاہ کے غار میں بیٹھا ہوا اپنے بیٹوں، پوتوں، پڑپوتوں کی پکڑ کو دکھا تماشا دیکھ رہا ہے اور دقت کا منتظر ہے ادھر وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر نہ ملا ادھر تمام خرچے دم دہاتے لید کرتے بھاگے۔

ہفتم..... جب قرآن ہار ہار الہام ہوتا رہے گا تو امر وی صاحب نے اس دعوے سے اپنی بروزی کی ناک پر استرا چلایا۔ بروزی کس منہ سے کہتا ہے کہ میں مسیح علیہ السلام سے افضل ہوں۔ حضرت حسینؑ سے افضل ہوں کیونکہ اب تو سب بروزیت کی ایک ہی لاٹھی ہانکے گئے۔ ہشتم..... اتیان کے معنی الہام آسمانی باپ کی کوئی لال کتاب میں لکھے ہیں۔ اتیان کے معنی لانا اور الہام کے معنی کسی کے دل میں کچھ ڈالنا ہے۔ الہام فسق و فجور کی باتوں کو بھی شامل ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد ﷺ ہم نے تو تجھ کو سات آیتیں (الحمد) عطا کی ہیں۔ اول تو الہام خیر و شرف دونوں کے لئے ہے۔ دوم..... محض الہام دوسروں کے لئے قطعی اور یقینی نہیں۔ یہاں اتیان کی قطعیت جو ”آئیناک“ میں اچھی طرح ثابت ہے۔ الغرض ایسی ہی لغویات و خرافات سے آپ کی تقریر معمور تھی۔

۲۹ مارچ کو مولوی حکیم محمد میاں صاحب اور خواجہ غلام اعظم صاحب نے مناظرہ کی شرائط طے کرنے کو پھر چالیا۔ اور حکیم صاحب نے فرمایا کہ جن شرائط پر آپ رضامند ہوں ہم ان کو بجالائیں گے اور جس قدر روپیہ آپ فرمائیں ہم خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر وہاں تو ان تینوں تیل ہی نہ تھا۔ شب گزشتہ کے کھنچہ میں سب نکل چکا تھا۔ پس امر وی صاحب کے منہ سے جو نہیں کا کلمہ نکل گیا تھا غیر ممکن تھا کہ وہاں سے بدلا جاتا۔ مشتاقان مناظرہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ہجر کی سہی ادا سہی چین چین سہی

یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

انشاء گفتگو میں امر وی صاحب نے بوکھلا کر یہ بھی فرمایا کہ میں مرزا قادیانی کا مقلد نہیں ہوں امر حق کو ضرور تسلیم کروں گا۔ مگر ان کا یہ کہنا۔ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور کا مصداق تھا اور اگر انہوں نے واقعی صدق اور یقین سے ایسا کہا ہے تو اپنے بروزی نبی سے منحرف ہو کر اچھے خاصے مرتد اور باغی بن گئے۔ یعنی مرزا کی نہ رہے۔ ہم مرزا قادیانی سے کہتے ہیں کہ یہ آپ کے مارتیں ہیں۔ ان کو نکالنے ورنہ گھر کے بھیدی بن کر ایک نہ ایک دن بالضرور لٹکا ڈھائیں گے۔

کیوں امر وی صاحب یا تو آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ میں اپنے نبی کے تمام دعوے ثابت کرنے کو موجود ہوں جس کا جی چاہے آئے اور مرزا قادیانی ایسے ہیں اور ویسے ہیں نبی ہیں۔ غلیظہ اللہ فی الارض ہیں وغیرہ۔ یا اب آپ ان کے مقلد بھی نہ رہے۔ یا بایں شورا شوری یا بایں بے شکمی۔ دیکھئے ہیبت حق اور سطوت علماء حقانی اس کو کہتے ہیں۔

جادو وہ کہ سر پر چڑھ کر بولے

### اتمام حجت

کھلی چٹھی از جانب مولانا حاجی احمد علی صاحب پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (نام جناب مرزا غلام احمد بیک صاحب قادیانی و مولوی حکیم نور الدین صاحب امر وی)

جناب من!..... السلام علی من اتبع الهدی۔ مولوی محمد احسن صاحب امر وی میرٹھ میں تشریف لائے تو میں اور تمام مسلمانان میرٹھ بہت خوش ہوئے کہ اب احقاق حق اور ابطال باطل کا وقت آگیا اور مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں ۲۸ اگست کو اعلان عام بھی دیا کہ اگر کسی صاحب کو مرزا قادیانی کے دعوؤں میں کلام ہو تو آئیں اور بذریعہ مناظرہ کے اپنا ارمان نکالیں۔ خاکسار نے دوسرے روز مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ جس طرح اور جن شرائط پر رضا مند ہوں میں احقاق حق کے لئے حاضر ہوں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ عریضہ پر اپنی مہر ثبت کر کے بھیجو۔ میں نے مہر بھی ثبت کر دی۔ مگر بالآخر یہی جواب ملا کہ مجھے مناظرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

حالانکہ خاکسار نے سبقت نہ کی تھی۔ مولوی صاحب نے مقابلہ پر آنے سے غالباً سمجھ لیا ہوگا کہ چند روز بیشتر جو کیفیت دیرہ دون میں ہوئی وہی میرٹھ میں بھی ہوگی۔ جس سے دیرہ دون کے ہزاروں مسلمان خصوصاً مسلمانان افغانستان ہماہیان و اراکین سردار محمد یعقوب خان صاحب سابق امیر کابل اچھی طرح واقف ہیں۔ پس وہ میرٹھ میں مناظرہ کرنے سے گریز نہ کرتے تو تعجب ہوتا۔ اب میں جناب والا کو اعلان دیتا ہوں کہ آپ بذات خود یا مولوی نور الدین صاحب میرٹھ میں رونق افروز ہو کر حیات و ممات صبح پر یا جس معاملہ میں چاہیں خاکسار سے اتمام حجت کریں اگر مجھے قائل کر دیں تو پانچ سو روپیہ لیں اور اگر خود قائل ہو جائیں تو ایک حجبہ کا مطالبہ بھی میری جانب سے نہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

امید ہے کہ آپ میری کھلی چٹھی کے مطالبہ سے اعراض نہ فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ مدعی نبوت ہیں اور نبی کا یہ منصب اور فرض ہے کہ تحدی سے انماض نہ کرے اور اپنا معجزہ یا آسمانی

نشان خاص دعام کو دکھائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اخبار الحکم اور البدر میں مناظرہ کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر کے جواب باصواب مستہر فرمائیں گے۔

خاکسار احمد علی پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ معروضہ ۶ ستمبر ۱۹۰۲ء

## ۵ ..... خط بابت دعاوی مرزا

منور علی عصر جدید!

بخدمت جناب مولوی محمد احسن صاحب امر وہی۔ قادیانی

جناب مولانا صاحب۔ تسلیم۔ اس عاجز نے ۲۸ مارچ ۱۹۰۳ء کی شام کو نہایت شوق سے جناب کا وعظ سنا بلحاظ عبور بر آیات قرآنی و طلاقت بیان و تسلسل تاویلات کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اس وعظ سے محظوظ یا جناب کی لیاقت کا قائل نہ ہوا ہوگا۔

مگر جو دلائل آپ نے مرزا قادیانی کو مسخ ثابت کرنے کے لئے پیش کئے۔ وہ مذہبی یا منطقی اصول سے لائق تشفی نہیں میں نہایت اختصار کے ساتھ چند وجوہ عرض کرتا ہوں۔

۱..... آپ کا یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وفات و حیات پر بحث ہو جائے۔ ایک غیر متعلق سی بات ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ کی حیات کو مان لیا جائے (اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ تمام شہداء زندہ ہیں۔) تو آپ کے لئے کچھ معر نہیں۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ میں مثل عیسیٰ ابن مریم ایک شخص ہوں مشہہ کے جوہ کے لئے یہ لازم نہیں کہ مشہہ بہ معدوم ہو جائے۔

۲..... نہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ماننا آپ کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ ایک انسان زندہ ہو اور دوسرا انسان اس قسم کی مفتوں والا موجود ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ بھی مماثلت کاملہ اور محبہ تامہ کے قائل و مدعی نہیں ہیں کیونکہ اس صورت میں آپ کو بنی اسرائیل اور مرزا قادیانی کو ابن مریم ثابت کرنا پڑے گا اور یہ خود آپ مان لیں گے کہ محال ہے۔

۳..... اگر حضرت عیسیٰ کو مردہ مان لیا جائے جیسا کہ آپ کے دعوے سے پہلے سر سید احمد خان تہذیب الاخلاق میں لکھ چکے ہیں اور بعض قدیم معقولہ کی بھی یہی رائے ہوئی ہے تو یہ لازم نہیں آتا کہ شخص دعوے کرنے سے کہ میں عیسیٰ ہوں کوئی شخص عیسیٰ ہو جائے گا۔ کیونکہ اصلی عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے ہیں اور تمثیلی عیسیٰ جو کوئی آئے گا اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑے گا کہ میں تمثیلی یا موعود عیسیٰ ہوں۔ ایک شخص کے مرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا جو اپنے کو مثل ظاہر کرے یا



اپنے تئیں موعود بتائے وہ محض اس دعوے سے کامیاب ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ سکندر اعظم مر گیا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سکندر اعظم یا سکندر ثانی ہوں تو صرف اس بات کا ظاہر کرنا کافی نہیں کہ پہلا سکندر مر چکا ہے۔

۴..... پس ان وجوہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وفات عیسیٰ یا حیات عیسیٰ کی بابت خواہ کوئی رائے ہم رکھیں آپ کے عقیدہ پر اس کا اثر مطلق نہیں پڑ سکتا۔ اور اس مسئلہ پر بحث کرنا محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔ عوام الناس سمجھیں گے کہ کسی ضروری مسئلہ پر بحث ہے مگر بحث بالکل غیر متعلق ہوگی۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ بحث کی جاوے کہ مثلث کے دو اضلاع تیسرے سے بڑے ہوتے ہیں یا نہیں کیونکہ اس سے بھی آپ کے دعویٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا اور اقلیدس کا ایک مسئلہ ذہن نشین ہو جائے گا۔

۵..... اب میں آپ کے دلائل کے متعلق جہاں تک مجھ کو یاد ہے مختصر عرض کروں گا۔ الف..... ”حدیث میں آیا ہے کہ مہدی نہیں مگر عیسیٰ سو یہ حدیث ان تمام احادیث کے خلاف ہے جو امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ہیں۔ علاوہ اس کے محققین نے اس کو موضوع لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ ملہم مسیح، ایک موضوع حدیث کی بنیاد پر اپنے تئیں علاوہ مسیح کے مہدی موعود بھی قرار دے۔

ب..... آیہ استخلاف سے مرزا قادیانی کی مسیحیت ثابت ہے تو اس میں کہیں مہدیت یا مسیحیت کا ذکر نہیں نہ مرزا قادیانی کا حسن ابن صباح، مہدی سوڈانی، محمد علی باب، الحاکم بامر اللہ، اور ہر مسلمان وائی ملک اس آیت کو اپنے لئے پیش کر سکتا ہے پھر اسی آیت میں یہ ہے کہ دین کو مضبوط اور خوف کو ان سے بدل دینے کے واسطے استخلاف ہوگا۔ اسلام کا خوف مرزا قادیانی کی وجہ سے کم نہیں ہوا۔ بلکہ انور باعث خوف جو آپ نے بتائے ہیں ان میں ایک معنی سے مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا علماء کی کوشش سے مرزا قادیانی کے دعوؤں سے قبل ہی جاتا رہا تھا۔ بہت کم ہو گیا تھا۔ آری سامان ہونا، یہ خوف مرزا قادیانی کے زمانہ میں اور ان کے حکمیں کے بعد ہوا ہے۔ لہذا ان کے دعوے سے اسلام میں تفرقہ اور خوف اور بھی بڑھ گیا ہے زائل نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں آیت عام ہے اور تخصیص نہیں۔ اس لئے آپ کے لئے مفید نہیں۔

ج..... تیسری دلیل یہ کہ مرزا قادیانی چودھویں صدی ہجری میں آئے ہیں۔ جیسا آنحضرت ﷺ سے چودھویں صدی میں آئے تھے۔ تشبیہ بالکل غلط ہے۔ موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام دونوں صاحبان شریعت نبی الاولوالعزم تھے۔ کیا آپ حضرت کے مقابل اپنے حضرت عیسیٰ کو بھی صاحب کتاب نبی سمجھتے ہیں؟

علاوہ اس کے قرآن وحدیث میں کہیں چودہ سو برس کی شرط نہیں۔ اسلام کے انحطاط و بد اخلاقی کے شیوع کو جو آپ نے فرمایا ہے سوئی سو برس سے حالت خراب ہے۔ نئی بات نہیں جیسا کہ ماہران تاریخ جانتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ثابت نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام ٹھیک چودہ سو برس بعد آئے۔ قیاس آپ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ۲۸ سلیں ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک ۱۴، کل ۴۲ سلیں اور بحساب اوسط عمر ۳۰۰ سال فی نسل جیسا عام طور پر انسانی دستور ہے۔ ۱۴۰۰ سال کی مدت ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک کم سے کم ۴۰۰۰ برس کا زمانہ لینا چاہئے۔ کیونکہ اسحاق، یعقوب، یوسف علیہم السلام یہ دو سلیں ہوئیں اور پھر تیس کی تعداد سے بڑھ کر ہزار ہائی اسرائیل مصر میں ہو گئے۔

اس حساب سے موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام سے ایک ہزار برس قبل ہوئے۔ ایک ہزار کا قرن مانا جائے تو اکبر کا دعویٰ کہ اب میں (ایک ہزار ہجری میں) خلیفہ اللہ ہوں۔ بموجب آیہ استکلاف درست ہوگا یہ حساب عقلی ہے۔ نقلی حساب یہ ہے کہ بموجب تاریخ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۶۳۵ سال قبل بموجب کسی سال حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جو قمری حساب سے ۱۶۸۳ سال ہوتے ہیں۔ آپ اپنے صبح کا آنا مثیل مہل سے ۱۴۰۰ سال بعد بتاتے ہیں (اگرچہ دراصل سترہ سو برس ہوئے) اس ۲۸۳ یا ۲۸۴ کا فرق کس طرح نکلا۔

..... آپ کی یہ دلیل کہ مجدد ہر صدی کے شروع میں آئے گا۔ سو صدی اگر بعد بعثت سے مراد ہے اور یہ تسلسل ثبوت سے ہے تو اس کی ابتداء ۱۲۸۸ھ کے قریب ہوئی جب کہ تہذیب الاخلاق شائع ہوا۔ چنانچہ اس پر بھی ۱۳۰۱ھ درج ہے علاوہ ازیں مجدد کا درجہ ایک صبح سے بہت کم ہے۔ عیسیٰ بقول آپ کے موعود ہے اور صرف ایک ہے اور مجدد سینکڑوں آئیں گے۔ دعویٰ خاص اور دلیل عام۔ اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کی نسبت بھی آسانی سے یہی پیشینگوئی صادق آسکتی ہے اگر اسلام کی شرط ہو تو صبح ازل ہابیوں کا امام زندہ ہے اور سید بھی ہے اور مدعی مہدویت بھی ہے۔ اس کو کس واسطے مہدی نہ سمجھا جائے؟ اس سے بھی تخصیص نہیں ہوتی۔ کیونکہ قاعدہ ہیئت کے موافق اس شرط کا دورہ بھی ہوا کرتا ہے۔

آخر میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے مفصلہ ذیل امور جو زبانی فرمائے تھے۔ جب ان پر غور کیا جائے یعنی۔

..... یہ کہ مرزا قادیانی ایک حکم بھی رسول خدا کو نہ ترمیم کر سکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں نہ کوئی

شرح لاسکتے ہیں نہ شرع میں فرق کر سکتے ہیں (حالانکہ جہاد کے بارے میں یہ حکم بند کر دیا گیا ہے) ۲..... یہ کہ ان کو صرف الہام بالقاء ہوتا ہے اور بعض انکشاف سے حق بات معلوم ہوتی ہے۔

تو نتیجہ لازمی یہ نکلے گا کہ ان کا دعویٰ اور ان کی دلیل بعینہ ایک ہے اور ان کو جمہور اسلام سے کوئی علاقہ نہیں اور ان کا حکم ملت پر نافذ نہیں۔ مامور من اللہ کے معنی اگر صاحب شریعت کے ہیں تو بقول آپ کے وہ صاحب شریعت نہیں ہیں۔ اگر اس کے معنی ایسے شخص کے ہیں جس کو خدا سے خاص علاقہ ہو تو اپنے اپنے درجہ کے موافق ہر شخص بلکہ ہر مخلوق ذی روح یا غیر ذی روح اس ذات سے علاقہ رکھتا ہے۔ اس صورت میں بھی مرزا قادیانی کی نہ تخصیص رہی نہ ضرورت رہی۔

ہاں اگر وہ ایسی تعلیم دیں جو فی نفسہ ضرورت زمانہ کے لائق ماننے کے قابل ہو مگر قرآن شریف میں نہ ہو اگر وہ پرانے ادیان کو منسوخ کر سکیں کہ مسلمانوں کو یا کل عالم کی ہدایت یا نجات کے لئے ان کا ماننا لازم ہے۔ صرف تفسیر کر دینا یا نئے یا اچھے معنی بتانے کے کسی ناقص نبی کی حاجت نہیں۔ علماء کافی ہیں تو ان کو علم نبوت یا خلافت بلند کرنے کا حق ہو سکتا ہے۔ ورنہ نبوت کا دعویٰ تو محمد و گروہ میں کرنا اور خلافت سے بچ کر پولیٹیکل کمزوری کے روحانی نصیحت مراد لینی کبھی صوفیوں کے انکشافات میں پناہ گزین ہونا اور کبھی موضوع احادیث سے مدد لینا یا بچوں کی سی تاویلات کرنا اور غیر واقعی پیشینگوئیوں کو امر واقعی قرار دینا کبھی اپنے کو مثیل مسیح اور کبھی خود مسیح کبھی عیسیٰ، کبھی مہدی، کبھی خاتم الخلافہ (جس کے یہ معنی ہوئے کہ چھکین دین کا دروازہ آئندہ کو بند ہو گیا) کہیں باوجود حقیقی اور مقلد امام ابو حنیفہ قرار دیئے جانے کے امام حسینؑ سے اپنے تئیں افضل قرار دینا۔ (حالانکہ ان کی روحانی برکت کا ایک شمع بھی میسر ہو جائے تو انسان انسان بن جائے) کبھی مجازی طور پر اپنے کو ابن اللہ اور ابو اللہ قرار دینا کبھی خلاف جمہور آیت ”مبشرا برسول یاتسئ من بعدی اسمعہ احمد“ کو اپنے واسطے قرار دینا کبھی اپنے تئیں مغل کبھی بنی اسرائیل جتنائے کی کوشش کرنا اپنی غلط پیشینگوئیوں کو بزرگجادلہ یا مناظرہ صحیح کرنا یہ باتیں جماعت مسلمین میں پریشانی اور گھبراہٹ ڈالتی ہیں۔

کیا مسلمانوں میں ہزاروں تمدنی برائیاں ایسی نہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ضرور ہیں پھر کیا صرف اس بات سے اصلاح ممکن ہے کہ ایک شخص کی تعریف کے بے اندازہ پل باندھے جائیں اور اسی کا نام دین رکھا جائے۔ نبی بھی دین کا خادم ہوتا ہے۔ آپ کو ثابت کرنا چاہئے کہ علاوہ مذہب دیگر کے جو ایک جزوی اور بعض لحاظ سے غیر ضروری کام ہے۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے لئے کیا کام کیا ہے۔ ہم اس وقت ان کے دعاوی پر لحاظ کرنے کو تیار ہیں۔ فقط

تعارف مضامین ..... ضمیمہ شجنہ ہند میرٹھ  
سال ۱۹۰۴ء ۸ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۴ کے مضامین

.....۱	ان دونوں میں کون سچا سچ ہے؟	پیہ اخبار!
--------	-----------------------------	------------

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... ان دونوں میں کون سچا سچ ہے؟

پیہ اخبار!

خوش بود تا محک تجربہ آید بنمایاں

تلسیہ رویے شود ہر کہ دروغش باشد

پیہ اخبار لکھتا ہے اگرچہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے معتقدین اس وقت مہذب و غیر مہذب دنیا کے ہر حصہ میں کروڑوں روپیہ کے صرف اور ہزاروں جانوں کے نقصان سے دین عیسوی کے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں اور اپنے پاک مقصد تبلیغ کی پیروی میں لاکھوں مرلح میل رقبہ اور کروڑوں نفوس آبادی یورپین سلطنتوں کو دلا چکے ہیں۔ مگر مشرقی حصہ عالم میں حضرت ممدوح کو جو شہرت ایشیائی شعراء نے دی ہے اور جس طرح آپ کے نام مبارک کو اپنی انشا پردازی کا جزو لاینک بنالیا ہے۔ اس کی مثال پادریوں، اور راہبوں کی کوششوں میں نہیں ملتی۔ حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام سے لے کر رسول کریم ﷺ تک صد ہائی ہوئے ہیں اور ان میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبان شریعت یا خاص ذریعہ شہرت بھی گزرے مگر السنہ مشرقیہ میں کسی کا نام اتنا کثیر الاستعمال نظر نہیں آتا۔ نہ کوئی رسول ایسا ہر و لحیز پایا جاتا ہے۔ اردو، فارسی، عربی میں لقم کے ٹکڑے ایسے مشکل ملیں گے۔

جن میں حضرت ممدوح کا اسم گرامی کسی نہ کسی طرح دارونہ ہوا ہو۔ اور آپ کے اعجاز جامعہ کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ لوگ مسیح، مسیح، عیسیٰ روح اللہ، اعجاز عیسوی، دم عیسیٰ، شفاغے مسیح وغیرہ الفاظ سے اس قدر گوش آتے ہیں۔ اور حضرت موصوف کو اتنا مظہر قدرت الہی و مصدر فیوض غیر فتناہی جانتے اور لائق توقیر و احترام مانتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص خود کو آپ کے نام سے نسبت دیتا ہے تو اس کی ذات میں بھی ایک نوع کی دلچسپی ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ بحیال

تعظیم و تکریم اور کچھ بغرض تحقیر و تذلیل اس کے درپے رہتے ہیں۔ جس سے بمصدق شعر  
ہم طالب شہرت ہیں ہمیں تنگ سے کیا کام  
بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کل اسی مسیحی نسبت  
سے مد نظر خلافت بنے ہوئے ہیں اور تقریباً ملک کے ہر حصے میں کسی نہ کسی خیال سے یاد کئے جاتے  
ہیں۔ لفظ مسیح کا اسلامی لٹریچر پر اتنا اثر ہے کہ گو آپ نے ایک ساتھ مسیح معبود و مہدی موعود ہونے کا  
دعویٰ کیا ہے۔ اور خود کو مہدی اصلی ہونے کے ساتھ مسیحی کا صرف متیل قرار دیا ہے۔ مگر لوگ آپ  
کے القائے مہدیت پر اتنی توجہ نہیں کرتے۔ جتنی مسیحیت پر کر رہے ہیں۔ دورانِ حالیہ علماء کے  
نزدیک مہدی آخر الزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے۔ جو لوگ حروف مقطعات میں عجیب  
عجیب معنی پیدا کرتے ہیں اور لفظوں کی تاثیروں کے قائل ہیں۔ انہیں شاید اس کے تسلیم کرنے میں  
کچھ تامل نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کی دم بھرنما کی کچھ تاثیر اس لفظ میں بھی آگئی ہے اور اس نے کم از کم  
اردو، فارسی، عربی، لٹریچر میں حیات جاوید پائی ہے کیونکہ ایران میں بھی جو فرقہ بابیہ تقریباً ۳۴  
صدی سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے اپنے بانی مدعی مہدیت محمد علی عرف باب کے زمانہ میں اتنی ترقی  
نہیں کی جتنی ان کے جانشین شاہ بہاء اللہ کے عہد میں اسے نصیب ہوئی۔ شاہ بہاء اللہ مسیحیت کے  
مدعی تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت سے مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا۔

اعجاز جان دہی ہے ہمارے کلام کو

زندہ کیا ہے ہم نے مسیحا کے نام کو

سننے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے سنگ دل ان کی تقریر کی تاب نہ لا سکتے تھے اور ہر مجلس  
میں سینکڑوں آدمی ایک لخت ان کے مسج و لقائے رب ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ انہوں نے مسیح  
کی نسبت سے فرقہ بابیہ میں جان ڈال دی اور لوگوں کو ایسا قوی الاعتقاد بنایا کہ سلطنت کی مخالفت  
اور کشت و خون کے باوجود وہ اپنے عقیدے سے نہ پھرے اور اسے دین حق کہتے رہے حتیٰ کہ اس  
وقت ایران، ترکستان، ایشیائے کوچک اور روس وغیرہ بلاد عالم میں کئی لاکھ بابی موجود ہیں۔ ان  
لوگوں نے ہر قسم کے شدائد و عقاب کا مقابلہ بڑی سردانی سے کیا۔ اور ہر موقع پر ثابت قدمی کا سخت  
سخت امتحان رہا۔ اس لئے اگر وہ اپنے مقتدا، شاہ بہاء اللہ کو سچا متیل مسیح کہیں اور کسی ایسے شخص کا  
دعویٰ اس کے مقابلہ میں جھوٹا سمجھیں جس نے یہ کرشمے دکھائے ہوں تو کسی قدر حق بجانب کہے  
جاسکتے ہیں۔ فرقہ بابیہ کے لاکھوں مرید ان میں زبان حال سے باوازا بلند جناب مرزا غلام احمد

قاویانی کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ۔

اشارہ اس نکتہ کا روح افزاء ہو نہیں سکتا  
کہ جادو گر سے اعجاز مسحا ہو نہیں سکتا

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی اور ان کے مریدان ہا اختصاص کو آزمائش کے وہ صعب و خطرناک موقع بھی پیش نہیں آئے جو باب والوں کو آچکے ہیں۔ اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی اور مردہ بات پیدا نہیں ہوئی جو ان کے ہاں سنی جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ انہیں جناب مرزا قادیانی کے دعادی کی صداقت میں کلام ہو۔ حسن اتفاق سے جیسا کہ پیسہ اخبار میں پہلے لکھا جا چکا ہے۔ ان دنوں لاہور میں ایک صاحب حکیم مرزا محمود نامی ایرانی تشریف لائے ہوئے ہیں جو فرقہ بابیہ کے ایک مقتدر عالم اور مشنری ہیں۔ آپ نے اسی غرض سے سفر دور دراز کی صعوبت اور صرف گوارا کیا ہے کہ ہندوستان میں اپنے عقائد کو رواج دیں۔ قبل ازیں وہ جملہ ادیان کے پیروؤں کو بحث کا صلے عام بھی دے چکے ہیں اور چونکہ آج کل جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت بھی اتفاقاً یہاں رونق افروز ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو ایرانی مدعی مسیحیت اور ہندوستانی مدعی مسیحیت میں حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا اچھا موقع حاصل ہے۔

حکیم مرزا محمود صاحب ایرانی نے خود پہل کی ہے اور اپنی یہ خواہش بذریعہ اخبار ظاہر کرنے پر زور دیا ہے کہ وہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کے ادعائے مسیحیت و مہدویت میں بحث کرنے کو آمادہ ہیں۔ حکیم صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے قیام گاہ یا کسی دوسرے مکان یا مسجد وغیرہ میں ایک مجلس عام منعقد فرمائیں اور اس میں اپنے مریدوں کے علاوہ عام لوگوں کو شرکت کی اجازت دیں۔ تو میں ان کے اعتراضات کے جواب دوں گا اور ان کے دعادی کی نسبت اپنے شبہات دفع کر دوں گا۔ یہ نہیں تو ایک ایسی مجلس خاص مقرر کریں۔ جس میں طرفین کے علاوہ چند غیر اصحاب بھی بطور حکم بلائے جائیں اور جائین کے دلائل سنیں۔ یہ درخواست سراسر معقول ہے اس لئے میں اپنی رائے پیسہ اخبار میں درج کر کے متوقع ہوں کہ مرزا صاحب بھی اسے منظور فرمائیں گے اور خواہ وافر اخبار ہذا کی معرفت یا براہ راست حکیم مرزا محمود صاحب سے گفتگو کا وقت مقرر کریں گی۔

ایڈیٹر..... مرزا قادیانی سے یہ امید نہ رکھنی چاہئے کہ وہ کسی سے مناظرہ کریں گے۔  
بہاء اللہ محمد علی باب تو دنیا سے رخصت ہو گئے اب تو لندن میں مسٹر ہکٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی

مسح موعود اور شمالی لینڈ میں ملا عبداللہ مہدی ہے۔ پس مرزا قادیانی کی ان تینوں سے دودو چوبیس ہوئی چاہئیں کہ کون سچا ہے۔ حالانکہ چاروں دجالوں اور کذابوں میں داخل ہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۵ کے مضامین

.....۱	لاہور میں مرزا قادیانی کا لیکچر۔	اخبار الحمد یث!
.....۲	مرزا غلام احمد قادیانی۔	پبلک میگزین امرتسر!
.....۳	نظم قرآن کے تنقیر کرنے میں مرزا قادیانی کا کفر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... لاہور میں مرزا قادیانی کا لیکچر

اخبار الحمد یث!

الحمد یث لکھتا ہے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور میں مرزا قادیانی کا لیکچر پڑھا گیا جس کا کئی دنوں سے شور و غوغا تھا۔ لیکچر کا عنوان تھا ”اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب“ اس لیکچر کے دو حصے تھے۔ ایک حصے میں عیسائی مذہب اور آریہ مت کی تحقیق کی کہ ان مذاہب میں کسی طالب حق کو تسلی نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں میں تو یہ عیب ہے کہ وہ گناہوں کا علاج کفارہ بتاتے ہیں جو بجائے خود گناہ ہے۔ آریوں میں یہ خرابی ہے کہ وہیدوں کے بعد تمام دنیا کو مکالمہ الہیہ کی نعمت سے محروم جانتے ہیں۔ نیز اس میں ایک اخلاق کا بیج کن مسئلہ ہے یعنی نگوگ۔ دوسرے حصے میں لیکچر ارانے اپنے دعوے کا ثبوت دیا کہ میں مسیح موعود کیوں ہوں۔ باقی دلائل جو ہیں وہ عام طور پر سب کو معلوم ہیں۔ مگر ایک دلیل نئی یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت ”ونفخ فی الصور فجمعنا ہم جمعاً“ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کریں گے تو مسیح موعود آئے گا۔ چونکہ اس وقت کے دنیا بھر کے مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔

اس لئے میں مسیح موعود ہوں۔ یہ ہے مسیحائی لیکچر کا خلاصہ جو چون صفحوں پر چھپ کر قیمہ تقسیم ہوا اس دلیل بازی سے بچوں کو بھی ہنسی آتی ہے عینہ وہی مشہور دلیل ہے جو کسی آپ جیسے فلاسفر نے بیان کی ہے کہ زمین اس لئے گول ہے کہ چاول سفید ہیں۔ چلو چٹھی شد۔ ۳ کو لیکچر دے

کر ۳ کو گورداسپور پہنچے ۵ کو دو گواہ استغاثہ کی مکرر جرح کے لئے طلب تھے۔ باقی ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ کو گواہان صفائی گزریں گے پھر بعد غور حکم سنایا جائے گا۔ غالباً اکتوبر کے وسط میں فیصلہ ہوگا۔ کیا ہوگا؟ اعلم عند اللہ۔

## ۲ ..... مرزا غلام احمد قادیانی

### پبلک میگزین امرتسر!

پبلک میگزین امرتسر لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ۳ ستمبر کو ایک لیکچر لاہور تحریک اسلام ہال میں اپنے مرید خاص مولوی عبدالکریم سیالکوٹی سے پڑھوایا۔ اس کے ابتدائی حصے میں اسلامی فضیلت اور باقی حصوں میں عیسائی اصول اور آریں سدھاتوں کی نسبت دریدہ دہنی سے کام لیا۔ لیکن اس تحریری لیکچر میں جس کا مضمون ”ہندوستان کے دیگر مذاہب اور اسلام“ تھا زیادہ تر اور جابجا مرزا قادیانی نے اپنی مسیحیت منوانے پر زور دیا اور اعتراضات اور دلائل کی تردید کی کوشش کی جو مرزا قادیانی کے سچ موعود ہونے کے خلاف اسکے مسلمان بھائی پیش کرتے ہیں۔

اس تقریر میں خواہ قسح ہو لیکن سنجیدگی موجود تھی۔ اپنی اصلاح کی ضرورت اور عظمت بتلاتے ہوئے آریا کے بزرگوں کے طریقہ کی تعریف کی کہ وہ بنوں اور جنگلوں میں جا کر اپنی اصلاح کرتے تھے۔ خود عامل بن کر دوسروں سے عمل کراتے تھے۔ مرزا قادیانی نے یہ خدا کی طرف سے ظاہر کیا جانا بیان کیا کہ راجہ رام چندر اور کرشن بھی خدا کے راست باز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے جو شخص ان کی توہین کرے مرزا قادیانی اس سے بیزار ہیں۔ اس کو کوئیں کا مینڈک سمجھتے ہیں۔ جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہو۔ شاید خدا سے ظاہر ہونے کی سند کافی خیال نہ کی کہ مرزا قادیانی نے ان آریں بزرگوں کے واقعات زندگی پر استدلال کر کے فرمایا کہ جہاں تک ان لوگوں کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مجاہدات کئے اور کوشش کی کہ اسی راہ کو پائیں جو خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے خیالات کی تائید میں اس آیت قرآنی کا حوالہ دیا جس میں ہر ایک قوم اور امت میں پیغمبر بھیجے گی خبر درج ہے، آیت مذکورہ سے رام اور کرشن کو آریا قوم کی پیغمبری کے دعویٰ کا بقول مرزا قادیانی استحقاق ہے جو اس کے خلاف مانے وہ قرآن کے خلاف کہتا ہے لیکن جب یہ آریں پیغمبر ہادی یا نذیر خدائے تعالیٰ کی یاد سے اتر گئے تھے اور صرف عرب کے ہمسایہ علاقوں کے نبیوں اور پیغمبروں، ہادیوں اور پیشواؤں کی فہرست میں ان کا نام درج ہونے سے رہ گیا تھا اور خدائے قرآن میں لاعلمی، فرد گداشت یا کسی اور نامعلوم وجہ سے ان کی پیغمبری اور



ان کے مذہب ہونے کی تصدیق نہ کی تھی۔ تو آج تیرہ سو سال بعد یقین نہیں کہ مرزا قادیانی اس کی خلاف ورسی کر سکیں اور دوسرے رام چندر جی اور سری کرشن چندر جی کا نام مسلمان پیغمبروں کی ضمیمہ فہرست میں داخل کرنے پر رضامند ہوں۔

مرزا قادیانی نے مہاتما نیک دیو کی نسبت فرمایا کہ آپ ان کو خدا پرست سمجھتے ہیں۔ اور ان کی برائی آپ کو پسند نہیں۔ مرزا قادیانی گردنا تک کو ان انسانوں سے سمجھتے ہیں جن کے دل میں خدائے تعالیٰ اپنی محبت آپ پیدا کر دیتا ہے۔ خاتمہ پر مرزا قادیانی نے ان مبارک روحوں کی پیروی سے دلوں کو روشن کر کے دوسروں کی اصلاح کی ہدایت کی۔

ایڈیٹر..... مرزا قادیانی کو دریائے راوی سے چلو بھر پانی لیکر اور کچھ نہیں تو ناک کی ٹوک ہی ڈبو لیتی تھی کہ ایک ہندو اخبار مذہب اسلام کی نسبت کیا لکھ رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ تمام مذاہب کے بزرگوں کو جو مرزا قادیانی نے گالیاں دی ہیں اور زبان کی درانتی سے سب کو گھاس پھوس کی طرح کاٹا ہے۔ اور اس کا مزہ چکھا ہے تو اب ان کا کائنات سلامت کر رہا ہے کہ نام مقول خرد جال کی جمول تو نے کیا جھک مارا۔ رام چندر رام پھمن، گردنا تک سب اچھے مگر عیسیٰ مسیح برے؟ وجہ یہ ہے کہ آپ کلجک ادتار ہیں اور مذکورہ بالا دیوتاؤں کی روح نے آپ میں حلول کیا ہے۔ آپ مسیح موعود بھی ہیں مگر مسیح موعود کی روح نے آپ کی ذات میں حلول نہیں کیا۔ خدا نہ کرے کہ مقدس روح ناپاک جسم میں حلول کرے ایسے لیکچر سے صرف بے دال کے بودم ہی خوش ہوتے ہوں گے۔ یہ صلح کل لیکچر آپ سے مقدمات مرجوعہ نے دلویا لیکن یاد رہے کہ ارتداد اور الحاد کے جو سخت ترین گناہ آپ سے سرزد ہوئے ہیں۔ یہ لیکچر کی طرح ان کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ عدالتیں ان چالوں کو خوب سمجھتی ہیں۔ ایسے لیکچروں سے پبلک کی مخالفت بھی دور نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے زخموں پر اور بھی نمک چھڑکا جاتا ہے۔

۳ ..... نظم قرآن کے متغیر کرنے میں مرزا قادیانی کا کفر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس مجزویا ق وسباق اور نظم سے قرآن مجید منزل من اللہ ہے۔ جمہور امت محمدیہ علیہ السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں تغیر و تبدل کرنا خواہ کسی طرح سے ہو مثلاً کسی آیت میں کی بیشی کرنا یا ایک لفظ یا جملہ کہیں سے اور دوسرا کہیں سے چن کر اپنی جانب سے دونوں کو کلام مربوط قرار دینا بالکل کفر ہے۔ اگر اسلامی عملداری میں کوئی مرتد ایسا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ مگر مرزا قادیانی آزاد برٹش گورنمنٹ کو دعادیں۔ جس کی عملداری میں قرآن مجید بلکہ تمام اسلامی شریعت

کی ترمیم کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی ترمیم کرنے والا اپنے کو خدا اور رسول سے بڑھ کر سمجھتا ہے کیونکہ شکلم سے مصلح اور ترمیم کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ ترمیم شدہ اور متغیر شدہ جملوں کو الہام اور وحی خاص بتایا جاتا ہے گویا خدائے تعالیٰ نے پہلے کچھ الہام کیا اور اب کچھ۔ آنحضرت ﷺ نے تو اہل کتاب کی اصلاح فرمائی۔ مرزا قادیانی خود مقدس اسلام کی اصلاح کر رہے ہیں۔ گردن میں پلاسٹر لگا کر اس شخص کو پاگل خانے کیوں نہیں بھیجا جاتا۔ ہماری رائے میں ابھی تک تو اس کا داغ اصلاح پذیر ہے۔ چند روز میں جب مادہ پک گیا اور موجودہ مانگو لیا پورا قطرب ہو گیا تو اصلاح قطعاً محال ہو جائے گی۔ ایسا بہت جلد ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ!

براہین کے ص ۵۵۸، خزائن ج ۱ ص ۲۶۲ میں آپ پر یہ الہام ہوا ”الْمَنْشَرُحُ لَكَ صَدْرُكَ اَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ سَهْوَةً فِي كُلِّ اَمْرِ بَيْتِ الْفِكْرِ وَبَيْتِ الذِّكْرِ وَمَنْ دَخَلَ كَانْ اٰمَنًا“ اپنی مخرقات ٹھونس کر کلام الہی کی کسی توہین کی ہے؟ ذرا خط تو ملاحظہ فرمائیے کہ بیت الفکر اور بیت الذکر آپ کے دو گھر ہیں۔ اور آپ خود لکھتے ہیں کہ بیت الفکر سے مراد وہ چوہا رہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف میں مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوہا کے پہلو میں بتائی گئی۔ تعجب ہے کہ مرزا کا خدا واحد اور شنیہ میں بھی تمیز نہیں کر سکتا ورنہ ”وَمَنْ دَخَلَهُمَا كَانْ اٰمَنًا“ کہتا۔ کیونکہ بیت الفکر اور بیت الذکر دو مکان جدا جدا ہیں۔ آپ کہتے ہیں: ”مَنْ دَخَلَ كَانْ اٰمَنًا“ صرف مسجد کی صفت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صفت اور موصوف کے گھڑنے کا بھی لے پالک کے آسمانی باپ کو شعور نہیں ورنہ عبارت یوں ہوتی۔ ”وَبَيْتِ الذِّكْرِ الَّذِي مَنْ دَخَلَ كَانْ اٰمَنًا“ کیا وجہ ہے کہ آپ کا بیت الذکر تو دارالاسن ہو اور بیت الفکر دارالامن نہ ہو بلکہ دارالحزن و دار الکفر ہو۔ جناب باری نے تو تمام مکہ کو دارالامن قرار دیا ہے۔ مگر وہ تو تیرہ سو برس کے بعد دارالامن نہ رہے اور لے پالک کا جھونپڑا دارالامن بن جائے پھر فی کل امر بیت الفکر بیت الذکر کتنا فصیح جملہ ہے؟

ارے بودم! تتالغ اضافات محل فصاحت ہے۔ ”الْمَنْشَرُحُ لَكَ صَدْرُكَ“ کے ساتھ اس خانگی عبارت کو مانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی خبیث سندس واستبرق کے بہشتی طے میں ناپاک ٹاٹ کا پیوند لگا دے۔

پھر بد معاشی اور بے ایمانی اور بدعتی دیکھئے کہ جناب باری نے ”الْمَنْشَرُحُ لَكَ

صدرک۔ ووضعننا عنک وزرک الذی انقض ظہوک۔ ورفعننا لک ذکرک “ میں آنحضرت ﷺ پر اپنے احسانات جنائے ہیں یعنی کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا اور کیا ہم نے تیرا وہ بوجھ نہیں اٹھایا جس نے تیری کمر توڑ ڈالی تھی (تکلیف دے رکھی تھی) اور کیا ہم نے تیرا ذکر (آسمانوں اور زمینوں میں) بلند نہیں کیا۔

یہ مربوط اور مضبوط معجز کلام ملاحظہ فرمائیے اور مرزا کی خانگی لغویات دیکھئے۔ مردود کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدارج نبوت تکلیفوں اور سختیوں کے جھیلنے کے بعد ملے اور مجھے نہایت سہولت کے ساتھ گمر بیٹھے پچھر بھاڑ کر مل گئے۔ میں آسمانی باپ کا ایسا چیتا لے پالک ہوں اور مجھے آنحضرت ﷺ پر ترجیح اور تفضیل ہے۔

آنحضرت ﷺ کا رُخ ذکر تو اس طرح ہوا کہ ساری خدائی میں اسلام پھیل گیا۔ آج کے روز بھی جبکہ دہریت اور الحاد کا زور ہے۔ یورپ، ایشیا، امریکہ، افریقہ میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں آپ کی رسالت کا جھنڈا بلند نہ ہوا ہو۔ لاکھوں عیسائیوں کو مسلمان کیا اور ہو رہے ہیں۔ لے پالک نے اگر ایک عیسائی کو بھی اپنی سی سالہ بعثت میں مسلمان بنایا ہو تو اس کا حوالہ دے۔

اور حقائق دیکھئے کلام مجید میں ہے ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة“ آپ اس پر یوں اضافہ کرتے ہیں ”یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة“ (براہین احمدیہ ص ۴۹۷، خزائن ج ۱ ص ۵۹۰) میں خود بدولت نے آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مراد لیا اور زوج سے اپنے رفیق اور جنت سے مراد جنت کے وسائل۔ لیکن آسمانی باپ بھول گیا کہ معنی کہ جب مرزا قادیانی کے رفقاء مراد تھے تو ”یا احمد اسکن انت وازواجک الجنة“ ہونا چاہئے تھا آیت ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة“ میں زوج سے مراد حضرت حوا علیہ السلام ہیں۔

پس تقابل پر لحاظ کر کے یہی لازم آتا ہے کہ تمام مرزائی مسخ ماییت ہو کر یعنی مرد سے عورت بن کر آپ کی حور میں بن گئے ہیں جس طرح مرزا قادیانی الہام میں مریم بن گئے ہیں۔ پھر حضرت مریم علیہ السلام کا کوئی زوج نہ تھا (گو آپ یہودی بن کر یوسف نجار کو ان کا زوج بناتے ہیں۔) مریم تو حضرت عیسیٰ کی ماں تھیں یہاں آپ کی زوج مریم ہے اور چونکہ آپ مسیح موعود ہیں تو اپنی زوجہ (مریم) کے شکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے ناظرین تھوڑی دیر کے فرمائش قہقہہ تو اڑائیں۔ قد قدہ، قہا قہا، قہا قہا، قہا قہا، قہا قہا۔ یہ آپ کا الہام ہے جس کو سن کر خود جال مارے خوشی کے کھوٹا کھاڑ کر دو لتیاں جھاڑنے لگتے ہیں۔

## ۴ ..... مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

چونکہ مرزا قادیانی کی کوئی پیشینگوئی سچی نہیں ہوئی اور مثالوں اور نجومیوں سے بھی بیٹے لکھے۔ لہذا ازالہ اوہام کے س ۶۸۸، خزائن ج ۳ س ۴۷۱ میں اپنی طرح تمام انبیاء کو کذاب اور خاطمی بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے بموجب منکشف نہ ہوئی نہ دجال کے گدھے کی حقیقت کھلی نہ یا جوج ماجوج کی عمیق بہ تک وحی الہی نے اطلاع دی نہ دلبہ الارض کی ماہیت کما عی ظاہر فرمائی گئی اور صرف اشلہ قریبہ کے طرز بیان میں اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو نشان نبوت پر کچھ حرف نہیں۔“

اب ہم کہتے ہیں کہ جب آپ کی پیشینگوئیاں پوری نہ ہوئیں اور آتھم میعاد کے مابین نہ مرا اور آسمانی منکوحہ سے پیشینگوئی کے خلاف بغل گرم نہ ہوئی تو لا طائل تاویلات کیوں کی گئیں کہ آتھم کے دل میں خوف طاری ہو گیا تھا یعنی وہ دل میں مرزائی بن گیا تھا اور آسمانی منکوحہ کبھی نہ کبھی جیسے چڑھے گی اور ام الرزاکین کے حکم سے اب اگر خلاف پیشینگوئی لڑی ہوئی تو آئندہ لڑ کے کے آنے کا سد باب نہیں ہو گیا۔ نہ دروازہ پر قفل ٹھکانہ تینہ ہو گیا۔ آئندہ کبھی نہ کبھی سال کا سا پورا ضرور لکے گا۔ گویا پیشینگوئیوں کے پورا ہونے کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی اصرار ہے۔ دنیا سے جنگ و جدل ہے۔ رسالے شائع ہوتے ہیں کہ ان معنوں سے پیشینگوئی ضرور پوری ہو گئی۔

ان جھوٹی تاویلیوں پر اڑتے رہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی تو اپنی پیشینگوئیوں میں جھوٹے نہیں ہاں انبیاء جھوٹے ہیں۔ ہر پیشینگوئی کے جھوٹے ہونے پر تاویلات کا دریا بہا یا گیا ہے۔ کبھی اقرار نہیں کیا گیا کہ فلاں پیشینگوئی درحقیقت غلط لکھی اور آسمانی باپ نے لے پا لک کر دھوکا دیا۔ کسی پیشینگوئی کے غلط ہونے پر مرزا قادیانی کے جھوٹے منہ سے یہ کلمہ نہیں نکلا کہ انبیاء نے بھی اپنے اجتہاد میں خطا کی ہے۔

میں نے کی تو کیا بھس میں خرد دجال نے منہ مارا۔ ہاں بعد میں جھوٹے کا خدا نے منہ کالا کر دیا اور جھک مار کر اپنے منہ پر تھپڑ مارنا اور اقرار کرنا پڑا کہ میری پیشینگوئیاں اس لئے غلط ہوئیں کہ انبیاء کی پیشینگوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ کیا اجماع امت میں سے کسی کو آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی میں کبھی شک واقع ہوا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی اور آپ کی نبوت پر معاذ اللہ کسی نے حرف گیری کی ہے۔ حالانکہ دنیا کو مرزائی پیشینگوئیوں کے غلط ہو جانیکا

کامل یقین ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹا ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ ساری دنیا مجھ جیسی جھوٹی ہو جائے۔ پس اگر مرزا اپنے ساتھ انبیاء کو جھوٹا بنائے تو کسی مسلمان کو برا نہ ماننا چاہئے۔ اگر انبیاء کی پیشینگوئیاں اور معجزات غلط ہونے لگیں تو ان میں اور عام انسانوں میں کیا فرق ہے اور دنیا کیوں ان کا کلمہ پڑھے؟

دجال اور اس کے گدھے اور یا جوج ماجوج وغیرہ کی حقیقت آنحضرت ﷺ پر تو منکشف نہ ہوئی مگر اب تیرہ سو برس بعد چینی مغل پر منکشف ہو گئی۔ یہ آنحضرت ﷺ پر ختم نہیں تو کیا ہے۔ نہ کہ آنحضرت ﷺ کے الہام واجتہاد تو غلط اور مرزا قادیانی کا اجتہاد صحیح اور واقعی یہ اپنا مرتبہ بڑھانا اور آنحضرت ﷺ کا مرتبہ گھٹانا نہیں تو کیا ہے پھر بھی منبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی ثناء اور صفت بیان کرنا منافقانہ نہیں تو کیا ہے۔ چند روز میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کھلم کھلا انکار کیا جائے گا اور حتماء کے پھانسنے کا جو پردہ ڈرا پڑا ہوا ہے وہ بھی جلد اٹھنے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بے حیائی تیرا آسرا۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء / ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۶ کے مضامین

.....۱	نظم بردجال قادیانی۔	۲۰۰ رلدھیانہ!
.....۲	مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مذاہب حق پر ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائی مقدمات۔	نامہ نگار پیسہ اخبار!
.....۴	وہی وفات مسیح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... نظم بردجال قادیانی

۲۰۰ رلدھیانہ!

آن شاہ کہ لا نبی بعدی فرمود	یزداناش خاتم النبیین بستود
دجال بود هر آنکہ امروز نبی ست	دجل ست همدی کہ نقط جزئی وافزود
هر کسے کہ امروز شد پیغمبرے	الحق آن دجال گشت و کافرے
کرد بر ذات مہیمن افتراء	ظالمے دونے مہینے خود سرے

طاهر و برتر ز دخل هر شرے	مے شمار دوحی و الہام خودش
شدیزیدی خصلتان را مصدرے	قادیانیش حسب قول او دمشق
آنکہ شد کرسی نشین و مہترے	پس یزید آمد رئیسش لا جرم
کاحمد مرسل جدش اب حیدرے	از ہمیں جوید فضیلت برحسینؑ
برپیش کردش غرض کورو کرے	مرگ عیسیٰ خواند پیسہ نیچری
بفگند تا سایہ بوم و شہرے	برسر خلق خدا جلے ہما
زیں دوبے باکان صلیبش معبرے	حق بہ قرآن از صلیبش پاک کرد
بہر پاکان این نباشد مظهرے	کادیانی! گوہر خود را بہ ہیں
ایکہ بود آلفقوایت مادرے	شرم دار از ابن مریم گشتنت
تو کہ میداری پندر بوذنجرے	مہدی آل محمد چون شوی
چوں تو از تاتار داری گوہرے	فارسی الاصل خود آب تو نیست
الغرض ہیں تیرے طرفہ ماجرے	بن کہ یہ سب کچھ ہے پھر حارث بھی تو
خارج از امکانست از دانشورے	اینچنین بیہودگی ہمارا یقین
ہیچ اہل دیں ندارد باورے	گشتنت عیسیٰ بہ عیسیٰ گشتنت
کہ شوی عیسیٰ بہ تصدیق خرے	گوہر خود بر برگوہر شناس
دانیش چون سامری افسونگرے	بود چون گوسالہ اعجاز مسیح
وضع ہو بہ باک رحمت سے پرے	قابل نفرت ہوں ان کے معجزے
نام جب ہر کام پر ان کی دھرے	کس زبان سے تو بنا ان کا مثیل
زوجہ ات غرق لباس و زیورے	کے مثیل عیسیٰ مریم شوی
تو ہمہ مشغول دیوار و درے	خانہ عیسیٰ نبود اندر جہاں
امتیازت خود بہ کشفی منظرے	یاد داری بود چوں باریک تر
تسود او در پارۂ يك جوہرے	اتحادت بود چندان با مسیحؑ
کرد رخت او تو ہم بودی برے	فطرتت باوے تشابہ داشت بس
بے پری بالاش بے بال و پرے	شد مبدل فطرتت اکنون چنان
کیوں نہیں خوف خدا تجھ کو ارے	ان سے افضل اب تو کیسے بن گیا

ہائے عیسیٰ ہم نے بالائش رسد	اینچنیس آوردی اعلیٰ منبرے
انبیاء تو نے بنائے مزمسٹ	بے ادب تجھ کو خدا غارت کرے
کے تو مے کردی بایشان اتھام	گر تو بودی نیک و نیکو محضرے
جس نے دیکھیں تیری پیشینگوئیان	اب وہ گیدڑ بہکیوں سے کیا ڈرے
تو جسے مارے جئے وہ دیر تک	جس کو زندہ چاہے تو جلد مرے
اور جسے شاداب چاہے خشک ہو	جس کو سو کہیں تو کہے وہ ہوں مرے
چوں پسر زانی بمیر دزد تر	گر پسر خوانی بر آید دخترے
ملہمت گفت آن یکے راشوخ و شنگ	زاید ازوے فتنہ و شور و شرے
شد بسر سی ماہ دمے بینی ہنود	زوجہ الہامیت با شوہرے
آٹھم تر سادراں مدت نہ مرد	بررگ جاننت ازاں صد نشتہرے
واں نشان ہم لیکہرام از تو چہ دید	قتل و مرگش ہست امر آخرے
بالکوں کو اپنے ہے اس کے سوا	کیا سبق تو نے پڑھایا مسخرے
ابن مریم چڑھ کے سولی مر چکا	میں ہی عیسیٰ ہوں قیامت سے ورے
قائلی با این ہمہ کاہد مسیح	باجلال ظاہر و کروفہرے
یک جہ باشد دہ ہزار آمد توان	در ازالہ ص و د ورے
انتظار آن مسیح از آسمان	دارد اندر سینہ ہر نیک اخترے
ملحف و مدبر ہے تو کیسا مسیح	مال مردم سے جواہنا گہر بہرے
از سہ صد اجزاء تو دادی سی و پنج ۳۵	شد براہین حیلہ جمع آہرے
اے دغا باز آنچہ گفتی یا کن	لاجرم شد ختم بر پیغمبرے
تو کد امی قسم پیغمبر شدی	درد ہاں گندہ ات خاکسترے
آہ با اسلا میاں کردی فریب	داشتی باخود نبوت مضمرے
ہر رسولے آفتاب صدق بود	ہر رسولے بود مہر انورے
ماہمہ پیغمبران راجا کریم	ہم چو خاکے کا دفتدہر ہر درے
در براہین بود ایماننت چنیس	برہمہ کس حجتے روشن ترے
اے کہ عیسیٰ راتو بلشی خاک در	ہائے مرتد نہ گشتی ہمسرے

همسره نه بلکه از ره بهتره	اے منافق بودی اورا چاکرے
ایں فضیلت هابه عیسیٰ جستنت	وایں رسالت شد بد نیت صرصرے
خالسی از ایمان و دین بگذاشتت	پہر عفونت مرده بیجان پیکرے
دعویٰ تجدید دیں بودت نخست	خویشتن را کردی آفراترے
گشتی از ابنیت و تصویر خویش	بت ستاؤ بت فروش و بت گرے
سوجب گستاخی و هتك مسیح	در کف از شرب الیہود ساغرے
زلزلت خواندی و ظاہر کردہ	نیچریانہ خیالی محشرے
مے کنی تغلیط تفسیر سلف	ناخلف رفتی براہ دیگرے
چوں صبیغ اسلمی باشد ترا	کادیسانی حاجت یک عمرے
کز تو سازد در الحاد و کجی	درہ اش باشد بہ پشتت مسطرے
قابل ایمان حدیث مصطفیٰ	نیست نزد توبہ قرآن اکثرے
وحی عیسیٰ قساح ختم الرسل	داری از الہام و وحیت دفترے
بہر دجال شقی این زمان	خامہ سعدی ست گویا خنجرے
گرچہ یارب بندہ بہ توشہ ام	نیست غم باچوں تو بندہ پرورے
جز تو پیش کس فرد ناید سرم	عبد خود را اے تو کافی یاورے
آگہ از اعلان و اخفائے منی	ایکہ در علم تو ہر خشک وترے
چشم بر عفوتو دارم چوں توفی	مسعانے مہربانے داورے
خائف از قہر تو ام دائم ولے	رحمت تست از غضب زور آورے
قابل الثوبی و غفار الذنوب	مغفرت گردان بہ فرقم مغفرے
زیںہار تو ز دجال زمان	سیمازان کافر آید اعورے
حرز جان دارم براہ مصطفیٰ	در برے قرآن حدیثش دربرے
التجبا دارم دران تاپ و تپش	جامے از دستش کنار کوثرے
جنت خلعت بود مہمانیم	ہم زر ضوانت تبارک افسرے
احمد مرسل بہ نفع ماحریص	بہر ما از رحم درافت غم خورے
آن شہ دنیا و دین کز مقدمش	شد زمین را بر فلک صد مضخرے



سائل و محتاج وے شاہنشاہان	صاحب و خدمت گزارش قیصرے
دست کس نرسیدوہم نرسد بآن	دادہ زیر نگینش کشورے
از من شید اسلامش مے رسان	آنکہ سالار ست و مارا سرورے
ہم بہ ہریک یک از آدم تا مسیح	دربریست برگزیدہ معشرے
نیز اصحاب و آل آن تمام	رحمت بہ ہریکے دیں گسترے
کار ایشان بود در راہ خدا	امر معروفے ونہی منکرے

۲ ..... مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مذاہب حق پر ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

لاہور کے لیکچر نے تو مرزائیت کی کایا ہی پلٹ دی۔ بروزی رنگ برنگ کے روپ آج تک بدلتا رہا۔ اب سب کو چھوڑ کر ان سے کچھ اور ہی نیرنگ دکھایا۔ یوں کواہام الزمان کے حقیقی معنی اب سمجھا ۳۰ سال تک تو صرف مرزائیوں کا امام رہا اب دولا کھانوں کی تسبیح سے نکل کر بالاؤں اور زماروں میں منسلک ہو کر تمام ہندوؤں اور سکھوں اور لال بیگوں کا امام (لال گرو) بن گیا۔

زاہد شرک خفی کی بھی خبر ہے کہ نہیں

زیر پروانہ تسبیح کے زمار بھی ہے

لعنت ہے اس خود غرضی اور مدہمت پر کہ ہر قوم کی مورثی کے مندر میں ماتھا یا کھانا تمام اوتاروں کو بوجہ کیا۔ پھر بھی کسی آریا کسی سائن دھرمی۔ کسی سکھ، کسی لال بیگی کو دس ہزار آدمیوں کے مجمع میں مرزائی نہ بناسکا۔ اب تو تمام مرزائیوں پر مرزا قادیانی کی حقیقت کھل جانی چاہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اس کے کیا پاکھنڈ ہیں۔ کوئی پوچھے جب تمام مذاہب حق پر ہیں تو آسمانی باپ نے لے پالک کو کس کی اصلاح کے لئے بھیجا پھر بھی آپ نہ صرف مسلمان بلکہ اسلامی مجدد اور نبی وغیرہ۔ کلام مجید تو یوں ناطق ہو۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه اور یہ مکار تمام مذاہب کو حق پر بتائے۔ کیا یہ مختلف مذاہب درحقیقت خدا نے پیدا کئے ہیں۔ کیا خدائے تعالیٰ عرش پر بیٹھا دنیا کو لڑوا رہا ہے خون خرابے کر رہا ہے۔ خدا کا تو یہ کام نہیں اس نے تو ایک سیدمی راہ صراطا سویا بتادی ہے اور سیدمی راہ ایک ہی ہوتی ہے۔ البتہ آسمانی باپ چودھویں صدی

(حاشیہ گزشتہ اشعار) ۱ (از المص ۷۲، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸) قادیان میں یزیدی لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ قادیانی وہاں کا کرسی نشین رئیس ہے تو یزید کیوں نہ ہو۔ اسی لئے حسین سے افضل بنتا ہے؟

میں اپنے لے پالک بھیج کر ساری خدائی سے جنگ کر رہا ہے۔

آپ کے قول کے موافق آریا کے رشی اور مٹی حق پر تھے مگر نیکو کا مسئلہ خراب ہے۔ عیسائی حق پر ہیں مگر کفارہ برا ہے پھر حق پر کہاں رہے؟ بات یہ ہے جھوٹے کو بھاگتے راہ نہیں ملتی اور قدرت الہی اس کا حافظہ بھی سلب کر لیتی ہے۔ مرزا کو یہ خبر نہیں کہ مختلف رسالوں میں آریا اور عیسائیوں اور ان کے بزرگوں اور خود عیسیٰ مسیح کی نسبت کیا جھک مار چکا ہے اور اب اس کے خلاف کیا ابراز کر رہا ہے۔ قصور در حقیقت کھوسٹ آسمانی باپ کا ہے کہ لے پالک پر متناقض الہام کرتا رہتا ہے۔ آپ نے دیگر مذاہب کے اوتاروں کو خدا پرست اور راست باز بندگان خدا ہی نہیں قرار دیا بلکہ ان کو نبی بھی بنا دیا اور سند میں یہ آیت پیش کی ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“ یعنی کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) نہ آیا ہو۔ اس دلیل سے ہنود اور سکھوں کے اوتار ہی نہیں بلکہ حلال خوروں، چماروں وغیرہ ذلیل اور کمینہ اقوام میں بھی نبی گزرے ہیں اور قیامت تک گزریں گے۔ حالانکہ اس آیت میں گزشتہ امتوں اور انبیاء کا ذکر ہے۔ کیونکہ خلا ماضی کا صیغہ ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نذیر (نبی) نہ آئے گا۔ یہ اپنے بڑے بھائی امام الدین کا اتباع ہے جو حلال خوروں کا گرد بناتا تھا۔ کیوں نہ ہو آخر ہیں تو دونوں ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں۔ معلوم نہیں اب لے پالک نے کیوں جمول جھال دیر دار لگا رکھی ہے۔ کھلم کھلا امر تر کے دربار میں جا کر کیوں گرتھ جی کو سجدہ نہیں کرتا۔ کیونکہ کیوں علی طور پر مندروں میں جا کر ہنود کے اوتاروں کی مورتی کو ڈھڑوت بجا نہیں لاتا۔

پہلے تو یہ پالیسی رہی کہ میں عیسیٰ اور موسیٰ اور تمام انبیاء اور اوتاروں سے اچھا ہوں اور سب برے ہیں۔ جب چار طرف سے منہ پر تھپڑ کھنے لگے۔ تو اب کیدانی نے کید کی یہ پالیسی ٹھہرائی کہ میں اچھا اور میرے ساتھ سب اچھے۔ جیسے اور لوگ نبی اور اوتارے ہیں۔ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ اسکے یہ معنی ہوئے کہ جیسا میں مکار اور دنیا پرست مرغ بادشاہوں تمام انبیاء اور اوتار بھی ایسے ہی تھے اور میری طرح سب ہاتھی کے روٹ میں حصہ لگاتے تھے۔

لاہور میں آپ کا لیکچر سننے کو لوگ اسی طرح جمع ہوئے جس طرح کسی مداری کا تماشا یا کسی کمپنی کا ناٹک دیکھنے یا اس کا ڈرامے کو جمع ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ محض اس لئے گئے کہ دیکھیں اب گنبد سے کیا صدا نکلتی ہے اور چونکہ آپ دو سال تک مقدمات کے اڑ گئے ہیں جت چکے ہیں۔ لہذا دیکھیں اب بھی وہی غرے ڈبے ہیں یا کچھ معقول ہو گئے ہیں۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ لوگوں کا عندیہ صحیح نکلا اور ایک گرم باران دیدہ عین موسم بارش میں بھیگی ملی بن نظر آیا۔

مرزائی اخبار لکھتے ہیں کہ اس مجمع میں مرزا قادیانی سے کئی سو آدمیوں نے بیعت کی۔ ارے واہ رے مرزا نیو! تمہاری چال کے کیا کہنے ہیں۔ تاثرین نے لاہور، امرتسر، دہلی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں چند گھنٹوں کو اپنی چیزوں کا نیلام کرتے دیکھا ہوگا کہ وہ بڑھا کر آپس میں نیلام کی بولی بولتے ہیں تاواقف لوگ اس دام میں آ جاتے ہیں اور بولی بڑھ کر نیلام کی چیزیں خرید لیتے ہیں۔ پس چند مرزائیوں نے لوگوں کے پھانسنے کو دس قدم بڑھ کر بیعت دہرائی ممکن ہے کہ دیکھا دیکھی چند آٹو اور بھی پھنس گئے ہوں۔ پس یوں سینکڑوں کی تعداد پوری ہوگئی۔ گھر کے صوفی گھر کے قوال۔

### ۳ ..... مرزائی مقدمات

نامہ نگار پیسہ اخبار!

پیسہ اخبار کے نامہ نگار نے لکھا کہ ۶ ستمبر ۱۹۰۴ء مولوی محمد صاحب کی شہادت ختم ہوئی ہے۔ مے کو شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور کے بعد۔ ۸ کو منشی عزیز الدین صاحب تحصیلدار دینا نگر اور میاں حسین بخش صاحب پنشنرٹالہ کی شہادتیں ہوئیں۔ ۹ کو مجسٹریٹ صاحب خزانہ کے کام میں مصروف رہے اور مقدمہ کی سماعت نہ ہو سکی۔ ۱۰ ستمبر کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب گواہ مستغیث میڈیکل پریکٹیشنر لاہور حاضر عدالت ہوئے۔ اول خولہ کمال الدین صاحب وکیل مدعا علیہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو واقعات مقدمہ سے آگاہ کیا۔ مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے کوئی وکیل مقدمہ کی پیروی نہ کرتا تھا۔ وہ آپ ہی جرح کرتے رہے اور حق تو یہ ہے کہ کوئی وکیل اس سے بہتر جرح نہیں کر سکتا۔ پھر لفظ کذاب میں بحث ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے کذاب کے معنی بسیار درونگو بیان کئے۔ عادت اور استمرار کا اس سے کچھ تعلق نہیں ثابت کیا۔ مگر مولوی صاحب نے رابٹ صاحب کی گرامر میں کذاب کے معنی عادی درونگو دکھایا۔ ڈاکٹر صاحب نے عادی درونگو کی تشریح یوں کی کہ عادی درونگو اس شخص کو کہتے ہیں جو مجبوراً جھوٹ نہ بولے بلکہ خوشی سے اور بغیر دباؤ کے اور مولوی صاحب فقط اتنی ہی بات میں کذاب ثابت ہوئے۔ جس قدر اس مقدمہ کے متعلق تھی اور عادی درونگو نہ قرار دیئے گئے۔ پھر دروغ کے جواز پر بحث ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ فوجی افسروں اور وزراء کے لئے جھوٹ مباح ہے کیونکہ اس کو مصلحت وقت تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو صداقت کی تلقین کے لئے مامور ہو اور اس حرکت نازیبا کا مرتکب ہو تو نہایت شرم کی بات ہے۔ مولوی صاحب نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا جس میں سومات کے مندر میں برہمن بن

کر رہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے سے آپ کا یہ مدعا تھا کہ جب سعدی جیسے علامہ نے بت کدے معلوم کے اسرار معلوم کرنے کی خاطر جھوٹ سے احتراز نہ کیا تو مجھے مرزا قادیانی کی ملہمیت کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے جھوٹ بولنا ممنوع نہ تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سعدی ہو یا کوئی جھوٹ جھوٹ ہی ہے۔ مولوی صاحب کا نسیم ہونا ان کی حرکات تک محدود رہا۔ ذات سے کچھ تعلق ثابت نہ ہوا اور نہ یہ ثابت کرنے کا کسی کو موقع تھا۔ مہین یعنی اہانت کنندہ بھی ثابت ہو گیا۔ پھر مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے دعوے نبوت و مسیحیت و خدائی کا حوالہ دے کر ڈاکٹر صاحب سے کہلوا یا کہ مدعا علیہ ہا اعتبار مذہب کے کافر ہے گو ان کے فضیلت و طہیت قابل ادب ہے جیسی کہ ہر ایک فاضل کی ہونی چاہئے۔ اس مقدمہ میں مرزا قادیانی نے نہایت تحمل ظاہر کیا۔ پانچ چھ گھنٹے پاؤں پر کھڑے رہے مجسٹریٹ صاحب نے وکیل مدعا علیہم کو تنبیہ کی کہ اس طرح گفتگو نہ کریں جس سے گواہ کی شہادت پر اثر پیدا ہوا۔

مرزا قادیانی کے مقدمہ میں شہادت استغاثہ پر جرح کر رہی ختم ہو چکی۔ اب ان کے گواہان صفائی گزر رہے ہیں۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور کی شہادت ہوئی۔ آپ نے اپنی شہادت میں یہ بھی لکھایا کہ الفاظ استغاثہ مریل حیثیت عرفی ہیں اور دشمنی کی حالت میں کسی کی نسبت یہ الفاظ شائع کرنا حرام ہے اور دشمنی کا اعتراف بھی تو لکھنے والا سخت سزا کے لائق ہے۔ دوسرے گواہ نذیری عزیز الدین صاحب دیناگری پشتر تحصیلدار کی شہادت ۸ کو گزری۔ انہوں نے بھی مانا کہ الفاظ استغاثہ کردہ ہے شک شک کے الفاظ ہیں اور مضمون اخبار قتادہ کی نسبت انہوں نے لکھا کہ کاتب مضمون نے جو کچھ کیا اپنے فرقہ کے مسلمانوں کو مرزائی فرقہ کی ضرر سے بچانے کے لئے کیا۔ اسی تاریخ کو میاں حسین بخش صاحب اسٹراسٹنٹ کمشنر پشتر پٹیلہ کی شہادت ہوئی۔ انہوں نے یہی کہا کہ واقعی الفاظ استغاثہ کردہ مریل حیثیت ہیں اور مستغیث کی ازالہ حیثیت عرفی ان سے ہوئی ہے۔

اخبار کے مضمون کے متعلق لکھایا کہ کاتب مضمون نے اپنے دل کی تسلی کے لئے یہ کارروائی کی ہے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں اور یہ بھی لکھا کہ کتاب (مواہب الرحمن ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵) پر مضمون لکھا ہے۔ اس میں سراج الاخبار یا مخطوط کا کوئی ذکر نہیں۔ ان گواہان کی مفصل شہادتیں بعد ملنے نقول کے غالباً شائع ہوں گی۔ ۹ کو مقدمہ پیش ہو کر تاریخ پڑ گئی۔ آج ۱۰ کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب لاہوری چودھری نصر اللہ خان دملوی فیروز الدین سیالکوٹی کی شہادتیں ہوں گی۔ آئندہ کی کارروائی سے پھر اطلاع دی جائے گی۔

## ۴ ..... وہی وفات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب ایک نبی وفات پا گیا ہے تو دوسرا نبی مبعوث ہوا ہے اور سنت اللہ اسی طرح جاری رہی ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء کا سلسلہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا۔ لیکن آج تک کسی نبی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ چونکہ فلاں نبی مر گیا ہے اس لئے میں اس کی جگہ آیا ہوں۔ اور اے لوگو! فلاں نبی کو مردہ سمجھ لیتا ہی مجھے نبی مان لیتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ چونکہ غفور رحیم مر گئے ہیں۔ لہذا میں ان کا جانشین ہوں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ خدائے تعالیٰ لوٹ لوٹ کر ایک شخص اور صفات کے انبیاء کو بھیجتا ہے۔ اس کے پاس انبیاء کے ڈھالنے کا دوسرا سانچا ہی نہیں یا پہلے ایک ناقص نبی بھیجا اس کے بعد کامل۔ یا پہلے ایک کامل بھیجا اس کے بعد ناقص۔ خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ پہلے ناقص نبی بھیجے اور پھر کامل۔ اس سے حکیم علی الاطلاق کی قدرت و حکمت پر حرف آتا ہے۔ ناقص نبی ہو نہیں سکتا۔

پس مرزا کا یہ کہنا کہ میں مثیل مسیح ہوں خود اپنی توہین کرنا اور اپنے کو خاک و عجز پر کرنا ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ کائنات اور بدھ و نغراس وقت تک چل ہی نہیں سکتا جب تک اپنے کو اور دلوں کا فضلہ خوار اور راتب خوار نہ بنائے یعنی دنیا چونکہ مسیح علیہ السلام کو مانقی ہے۔ لہذا میں مثیل مسیح بنوں کیونکہ انہیں اپنی حیثیت معلوم جاہت اچھی طرح معلوم ہے لیکن کیا کوئی اپنے کو نبی بنانے سے نبی بن سکتا ہے۔

ضررگر جلّ اعلیٰ بہو شد خواست

توریت اور انجیل میں لکھا ہے کہ (تسلی دینے والا) آئے گا مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے کو حج موعود قرار نہیں دیا بلکہ محض رسول۔ کیونکہ اس میں وہی خرابی تھی جو ہم نے اوپر بیان کی کہ قرآن میں ہے۔ ”وان من امة الا خلا فيها نذیر (فصلطور: ۲۴)“ پس مسیح دعویٰ بننے میں جس طرح آنحضرت ﷺ کی توہین تھی اسی طرح انبیاء بنی اسرائیل کی تھی۔ بلکہ خود مسیح نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا ”یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصداقاً لِمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهُ اَحْمَدُ (الصف: ۶)“ یعنی اے بنی اسرائیل میں تمہاری ہی طرف رسول ہوں نہ کہ بنی اسرائیل کی طرف۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اب ذرا خیال کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کو تو بنی اسرائیل میں بھی آنحضرت ﷺ کا مبعوث ہونا منظور نہ ہوا اور مرزا غلام احمد محمدیہ میں ہو کر اپنے کو

نبی اور مسیح بنائیں۔ ماحصل یہ ہے کہ اگر مسیح بننے میں کوئی خوبی اور ترجیح ہوتی تو آنحضرت ﷺ اپنے کو مسیح موعود قرار دیتے۔ کاش مرزا اور مرزائی ہمارے اس مضمون کا محمل سمجھیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳ کے مضامین

.....۱ مرزا غلام احمد قادیانی۔ لیکچر لاہور مولوی ممتاز علی اخبار تالیف و اشاعت!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا غلام احمد قادیانی کا مضمون لیکچر لاہور

مولوی ممتاز علی اخبار تالیف و اشاعت

مولوی ممتاز علی صاحب ایڈیٹر اخبار تالیف و اشاعت نے مرزائی کے لاہور والے لیکچر کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے۔ جس میں کچھ آپ بقی رام کہانی کی ہے۔ ہم مضمون کا انتخاب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ہر چند مرزا صاحب کی شہرت ہندوستان سے متجاوز ہو عرب و مصر و روم و شام تک پہنچی ہے۔ مگر خاکسار بد قسمتی سے اب تک شرف اندوز زیارت نہ ہو سکا اور اب پہلا موقع زیارت کا ملا۔ مرزا قادیانی نے اپنی تقریر پہلے سے قلم بند کر لی تھی اور شاید سامعین کی آسانی اور فائدہ کے لئے چھاپ کر شائع کرنا چاہتے تھے۔ افسوس ہے کہ بعض اہل مطالع نے کسی وہم و دوسوہ سے اس لیکچر کے طبع کرنے میں تاہل کیا۔ آخر خاکسار کے مطبع نے اس خدمت کو جس سے پہلو تہی کرنا بالکل تنگ دلی اور کم حوصلگی تھا نہایت خوش دلی سے ادا کیا۔

مرزا قادیانی نے کسی وجہ سے لیکچر کو خود پڑھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ان کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب نے جو ان کے ارشد خلفاء سے ہیں۔ پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ جس مضطربانہ اشتیاق سے لوگ کشاں کشاں جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ لیکچر کے سننے سے ان کو بہت افسوس ناک دل فکری اور مایوسی ہوئی۔ کچھ شک نہیں کہ لیکچر میں اول تو اقتضائے موقع و محل کی مطلق رعایت نہ کی گئی۔ ثانیاً اسلام کی خوبیوں کے مقابلے میں دیگر مذاہب کی بابت جو کچھ کہا گیا چنداں مدلل اور محققانہ نہ تھا۔ علی ہذا طول عبارات لا طائل نگرار نے سامعین کو بالکل تھکا دیا۔ مگر یہ اعتراض ان کے سارے لیکچر پر طاعت نہیں ہوتا۔ آخری حصہ نے جو مرزا صاحب کی عجیب و غریب

کرامتوں اور خوارق پر مشتمل تھا کسی قدر سامعین کی تفریح کا کام دیا۔ جب کرامات کے ذیل میں یہ فرمایا کہ مرزا قادیانی کی دعا سے فلاں شخص کے بدن پر بہت سی پھنسیاں نکل آئیں تو جو لوگ بہت دیر سے ادھر رہے تھے۔ وہ بھی بہت لمبے اور قیمتی سمجھا کہ آخر کا حصہ دل خوش کن تھا جس نے تمھان کی بخوبی تلافی کر دی۔

اسی لیکچر کے بعد میرے پاس دوستوں کے بہت سے خطوط بدریافت اس امر کے آئے کہ میرا عقیدہ مرزا صاحب کی نسبت کیا ہے اور میں ان کے دعاوی کو کیسا سمجھتا ہوں۔

میں اوائل عمر سے مرزا قادیانی کی کتابوں کو بہت غور اور شوق سے پڑھتا رہا اور مجھے ان کی تصانیف سے ہمیشہ ایسا لطف آیا ہے کہ میں ان کی بعض ایسی تحریروں کو بھی جن میں مطلق مغزو معنی نہ تھا پڑھ کر بہت حظ اٹھایا ہے۔ براہین احمدیہ کو میں نے بہت شوق و ذوق سے پڑھا اور اس کتاب کی محبت میرے دل میں بھل کی حد تک پہنچ گئی۔ میں چاہتا تھا کہ اور لوگ بھی میرے ہم خیال ہو جائیں۔ مگر اپنی کتاب کسی کو دینا نہ چاہتا تھا اور اس کو عزیز رکھتا تھا۔ جن زینوں کی راہ سے مرزا قادیانی فلک چار میں تک پہنچے وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کے پڑھنے والوں پر بخوبی ظاہر ہیں۔ میں ہمیشہ ان کی نسبت ایسی عقیدت مندی رکھتا تھا کہ ان کے ہر کہو یا لغزش کو نہایت حسن ظن پر محمول کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ یاد الہی میں شب بیداریوں اور ریاضت روحانی کی مشقتوں سے مزاج میں ایسی کیفیتیں پیدا ہو جانا بالکل ممکن ہیں۔ مگر کبھی لحظہ بھر کے لئے بھی مرزا قادیانی کے خلاف اس گمان کی جرأت نہ ہوئی کہ ان کا کوئی بڑا سا بڑا امر بھی کسی فسادیت پونٹی ہے۔

چھ سات سال کا عرصہ ہوا جبکہ مرزا قادیانی کے دعوے اس حد تک پہنچ گئے تھے۔ جنہیں معقول سے معقول آدمی بھی لغویت سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اہل شریعت ظاہرہ کفر سے۔ جب بھی مجھے خواب و بیداری کی حالت میں کوئی خیال برائی کا ان کی نسبت پیدا نہ ہوا۔ خواب بھی دیکھا تو بے انتہا حسن ظن کا چنانچہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا قادیانی مجاہدہ میں یوں کہنا چاہئے کہ مجھے یوں دکھایا گیا کہ میں اور مرزا صاحب ایک کوٹھہری کے اندر بیٹھے ہیں۔ وہ کوٹھری متوسط طول و عرض کی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے فرش و اسباب وغیرہ اٹھالیا ہے۔ اس کوٹھری کے پتھوں بیچ خس و خاشاک کا ایک چھوٹا سا ڈبیر تھا۔ جس سے مرزا قادیانی کچھ چیزیں کرید کرید کر نکال رہے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے۔ جب میرا ہاتھ بھر جاتا تھا میں انہیں اپنی گود میں ڈال لیتا تھا اور بھر ہاتھ ان کے آگے پھیلا دیتا تھا۔

ایک اور خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ ایک عالی شان مکان میں جو فرش و فرش سے ہر

طرح مرتب تھا۔ بہت سے آدمی بیٹھے تھے اور مرزا قادیانی سب کو قرآن شریف سناتے تھے۔ اور سنانے میں عجیب و غریب بات یہ تھی کہ آپ زمین سے قریب ڈیڑھ فٹ اونچے ہوا میں معلق سب سامعین کے رو برو ایک حرکت دوری تلاوت کے ساتھ کرتے نظر آتے تھے۔

ان خوابوں کی اطلاع میں نے اپنے نہایت مخدوم اور واجب التحظیم دوست بلکہ بزرگ مولوی نور الدین صاحب کے ذریعہ سے مرزا قادیانی کو اسی وقت دی۔ یہ امور حقیقت میں خواہ کچھ ہی معنے رکھتے ہوں۔ لیکن جن قرائن سے عموماً خوابوں کی تعبیر کی جاتی ہے۔ ان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مجھے ضرور کوئی فیض روحانی خاص مرزا قادیانی سے پہنچنے والا ہے۔ کم از کم میرے دل کی یہ کیفیتیں مرے گہرے حسن ظن کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں۔

میں بارہا سرسید مرحوم سے گھنٹوں مرزا قادیانی کی نسبت دریافت کرتا رہا اور اس بات پر لڑتا رہا ہوں کہ وہ صادق البیعت ہیں۔ سرسید نے جب کبھی مجھ سے میرا عقیدہ مرزا قادیانی کی نسبت دریافت کیا تو میں نے یہ بیان کیا کہ جب امت محمدیہ کے علماء کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل ہونا احادیث سے ثابت ہے تو مرزا قادیانی کا مثل مسیح ہونا فی الجملہ تصدیق حدیث ہے اور ہر عالم محمدی کے لئے یہ راہ بخوبی کھلی ہوئی ہے کہ وہ کسی نبی کی شریعت اور اس کی تعلیم پر غور و خوض کرتے کرتے اس قدر محو و مستغرق ہو جائے کہ اس کا مثیل بلکہ عین تک کہنا بجا ہو اور من تو شدم تو من شدی کا درجہ حاصل ہو جائے۔ جب ہمارے وہ علماء جن کے دل تصب کے رنگ سے سیاہ ہو رہے ہیں اور راہ حق سے گمراہ اور دنیا کے طوٹات نے ان کے دلوں کو اپنے میں جذب کر رکھا ہے۔ پھر بھی مماثلت انبیائے سابقین کے حق دار بنے ہوئے ہیں تو اگر ایک نیک بندہ بھی جو سراسر طالب حق اور رضائے الہی کا جو یا ہے اور جس کی زندگی کا ایک ایک نفس خدمت اسلام میں گزرتا ہے۔ اپنے تئیں مثیل انبیاء رکھے تو کیا اشکال استبعاد ہے۔

سرسید میرے اس جواب پر ہنستے گھٹتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بھی کسی کے مثیل ہیں۔ میں کہتا تھا کہ آپ نماز پڑھاؤ مت رکھیں تو مثیل کیا آپ عین مثیل احمد ہیں۔

یہ میرا حسن ظن جناب مرزا قادیانی کے باب میں تھا جو میں نے بیان کیا۔ لیکن باوجود اس تمام فضیلت کے جو میں مرزا قادیانی کو دیتا تھا یا یوں کہو کہ خدا کی طرف سے دی ہوئی سمجھتا تھا۔ بالطبع ان زمینوں کو نہیں بھول سکتا تھا جن کی راہ سے انہیں یہ عروج مسیحا حاصل ہوا تھا۔ جتنا ان کی بزرگی کا خیال میرے دل میں جتا تھا اتنی ہی بزرگی میرے دل میں اس دوسرے عظیم الشان شخص کی تھی۔ جس کی نسبت مجھے یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہے۔ وہ خداوند کی



راہ صاف کرنے والا تھا وہ اپنی فروتنی سے اپنے تئیں مسیح کے جوتے کا تمہ کھولنے کے لائق بھی نہ سمجھتا تھا مگر مسیح اسی سے مسیح کرا کے مسیح اور اسی سے برکت پا کر مبارک بنا۔

ان دو برگزیدوں کی بزرگی اور محبت میرے دل کے کانٹے میں تل رہی تھی۔ جوش محبت اور اضطراب میں شوق میزان قلبی کو برکت دے دیتے تھے تو کبھی ایک پلڑا جھک جاتا تھا کبھی دوسرا۔ مگر غور و انصاف اور سکون کے بعد وہ پلڑے اپنے اعتدال اصلی پر آ جاتے تھے۔ جب تک کسی امر نے میرے اس دو خیالوں کو آپس میں نہیں ٹکرایا میرا ایمان اور ”ایقان کل یوم ہو فی شان“ کا مصداق بنا رہا۔ مگر افسوس یہ حالت زیادہ عرصہ قائم نہ رہی میں نے سنا کہ مرزا قادیانی نے دو پکارنے والی کی آواز سے کان بہرے کر لئے اس کی برکت سے انکار کر دیا۔ اسکی عظمت نہ صرف اپنے دل سے کھودی بلکہ اور عقیدت مندوں کے دلوں میں بھی اس کو سبک نمادینے کی کوشش کی۔ مدت تک اس بات کی طرف میرا خیال نہ گیا۔ لیکن ”طعنہ پاکان“ کا جواثر عالم اسباب میں نوا میں الہی نے مقرر کر رکھا ہے۔ اس کا ظہور بڑے زور و شور سے ہونے لگا تو میری توجہ بھی ادھر کھینچ گئی۔ قوم کے جو عالم باعمل و فاضل بے بدل مرزا قادیانی کی تحریروں کو الہامی نوشتوں کی برابر جانتے تھے۔ خدا نے انکے دل بدل دیئے وہ رات کو سوئے تو کچھ اور تھے۔ صبح کو اٹھے تو کچھ اور۔

جن دنوں اس تغیر حالات نے میرے دل کو مضطرب کر دیا تھا ایک سنان رات میں جب خلق خدا سوتی تھی۔ میں آنحضرت کے ارشاد استغفرت قلبک پر کر رہا تھا۔ اپنے دل سے سوال کرتا تھا اور دل جواب دیتا تھا۔ مگر نہ ایسا کہ صرف دل نے بلکہ ایسا جسے کان سنتے تھے۔ کان سنتے تھے میرے ذہن میں اس وقت دس مسئلے آئے۔

- ۱..... عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ ۲..... عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے مگر صلیب پر مرے نہیں۔ ۳..... عیسیٰ بن مریم نبی، بنی اسرائیل دو بارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ ۴..... معجزات عیسوی میں احیاء موتی سے مراد احیاء قلوب ہے۔ ۵..... کوئی فاطمی مہدی آنے والا نہیں۔ ۶..... معراج میں آنحضرت ﷺ کا جسد کثیف آسمان پر نہیں گیا۔ ۷..... جبرائیل جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتے تھے وہ ایک قوت تھی۔ ۸..... جنت اور دوزخ خود انسان کے اندر موجود ہے۔ ۹..... صحیحین کی احادیث قابل تنقید ہیں۔ ۱۰..... جہاد سے مراد وہ جہاد نہیں جو عام مسلمانوں نے سمجھا ہے۔

میں نے پوچھا یہ عقیدے جو مرزا قادیانی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور جو فی الواقع مرزا قادیانی کے فرقہ احمدی کے تار و پود ہیں۔ وہ سب تو سرسید احمد خان کی تحقیق اور روشن

ضمیری کے نتائج ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کا مخالف سرسید سے کیا؟ میرا سوال ختم ہی ہوا تھا کہ ایسے نعرہ کے ساتھ کہ شاید لفظ صورت بھی اس سے بڑھ کر نہ ہوگا۔ میرے کان میں یہ الفاظ پہنچے ”ان الانسان لربہ لکنود“ یہ نعرہ ایسا سخت تھا کہ فقرہ ختم ہونے کے بعد بھی زمین و آسمان سے لکود، لکود کی گونج میرے کانوں میں آتی رہی۔ اس ہیبت ناک نظارہ سے میرے دل پر اور بھی رعب چھا گیا۔ میں جناب مرزا قادیانی کا بھی شیدائی تھا۔ اس لئے میرا دل اس فتویٰ پر بے قرار ہوا اور اب تک وہ بے قراری نہیں گئی۔

سرسید کے باب میں جو کچھ رطب و یابس تحریری و تقریری مرزا قادیانی کی طرف سے ان کے اجتماع میں شائع ہیں۔ اس کو سچ تصور نہیں کر سکتا تا وقتیکہ میں خود ان کی زبان سے نہ سن لوں۔ یا ان کے قلم کا لکھا ہوا اپنی آنکھوں سے نہ پڑھ لوں مجھے آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہ ”لا تکلم بکلام تعذر منه غذا“ ہر وقت پیش نظر ہے۔

یہ ہیں میرے خیالات بالا اختصار مرزا قادیانی کے باب میں اگر کروہات سے فرصت ملی تو ہم دوسرے نمبر میں یہاں یہاں کریں گے۔ کہ مرزا قادیانی کی ذات سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا اور کیا نقصان؟ ہذا آخر کلامی وما ہذا الا ما للہمنی رہی۔

ایڈیٹر..... حدیث علماء امتی..... الخ صحیح نہیں اس سے انبیاء کی توہین لازم آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایسی ہی موضوع حدیثوں نے جموئے مہدی پیدا کئے اور خاص کر مرزا قادیانی کو خدا کا لپٹا لک اور نبی اور مہدی اور مسیح بنا دیا۔ غنیمت ہے تالیف و اشاعت کے ایڈیٹر حسب آیت ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم“ کچھ التقاء ہوا تھا وہ غت ربود ہو گیا۔ ہمارے خیال میں کشف اور رویاء میں ایڈیٹر صاحب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اب وہ نہیں کہہ سکتے کہ پرمن خس است و اعتقاد من بس است۔ فقط!

تعارف مضامین ..... ضمیرہ حقہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۸ کے مضامین

.....۱	حامد قادیانی سیالکوٹ کے لئے تحفہ۔	۲۰۰۔ لدھیانہ!
.....۲	تیس ۳۰ مرد جالوں کا خروج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	آنحضرت ﷺ کی اصلاح کا قادیانی حرفات سے مولانا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترحیب سے پیش خدمت ہیں۔  
۱ ..... حامد قادیانی سیکورٹ کے لئے تحفہ

۲۰۰۔ لدھیانہ!

بچے سے یہ بات کاہنوں نے پوچھی تھی کہ ہم کو بتا	الیاں ہے یا مسیح تو یا وہ نبی۔ انکار کیا
بولائیں یہ عہدہ والی ہوں نہ اتنا صاف ہو راہ	انجیل نے دیکھ قادیانی ڈھادی، یہ سب تیری ہی بنا
مرتے نہیں اولیاء رحمن کبھی	جب تک وہ ادا نہ کر چکیں فرض کبھی
عیسیٰ کا جو نمبر اس میں کم ہے ظالم	تا کام کر انہیں تو جینے دے ابھی
رکتا عیسیٰ سے کیوں حسودی ہے یہ	وہ عاقر ..... کو حسودی ہے یہ
ابھٹ میں ہے قادیانی ترسا	سولی پر چڑھانے میں یہودی ہے یہ
مسلمان یہ کہہ کر ستائے گئے ہیں	سردار عیسیٰ چڑھائے گئے ہیں
وہ سولی پہ چلائے تھے ایلی ایلی	ہمارے دل اس سے دکھائے گئے ہیں
لکھتے تھے چوروں کے ساتھ ابن مریم	یہ برصغور عزت بٹھائے گئے ہیں
یہی رفعت جاہ ان کی تھی؟ مرزا	کہ مصلوب میخیں لگائے گئے ہیں
کلیل ان کا مدفن بتایا تھا تو نے	وہ کشمیر میں پھر دبائے گئے ہیں
وہ ظہیر اور کف کفار جن کو	مواعید و بشری سنائے گئے ہیں
یہود ان کو سولی چڑھا نہ پائے	یہ قرآن میں ہم بتائے گئے ہیں
توئی بنوم ان کو یاں دی گئی ہے	الی اللہ اٹھا کر جگائے گئے ہیں
پرندوں کی پیدائش اچائے موقی	یہ احسان ہیں جو بتائے گئے ہیں
مگر حیف ایک نیچری کے ستم سے	یہ سب عہدہ احسان مٹائے گئے ہیں
وہ اعجاز گو سالہ سامری ہے	ہم ان پھبتیوں سے جلائے گئے ہیں
علی گڑھ کے بڑھے کی تفسیر میں ہے	یہ مضمون اکثر چرائے گئے ہیں
ہوا کشف اسرار پہلے اسی پر	جو یہ موت کے غل بچائے گئے ہیں
جو لکھتے تھے خود ہو کے مامور و ظہم	ورق خاک میں وہ ملائے گئے ہیں
جلی دقہر و زول مسجا	بہ اشک خوشامد ڈھلائے گئے ہیں
تاری نسب جن کی بیوہ تھی دادی	وہ اب ابن مریم بتائے گئے ہیں

وہ اہل حقوٰ حالت بیوگی میں	جسے تین بیٹے جنائے گئے ہیں
وقتہ یصدق الکاذب آتا ہے صادق	سیچا فک پر اٹھائے گئے ہیں
پئے قتل دجال امور یہودی	وہ پھر بھیجنے کو بلائے گئے ہیں
وفات ان کو حق دے گا آئیں گے جب پھر	ابھی موت سے وہ بچائے گئے ہیں
مدینے ہی میں آپ کا ہوگا مرقبہ	جہاں شاہ خواہاں سلکائے گئے ہیں
وہ زندہ ہیں گو کافروں کی طرف سے	بہت تیر نکے چلائے گئے ہیں
مصدق ہوں ان کے مبشر تھے جن کے	مسلمان یہ بکتہ بھائے گئے ہیں
وہ ہیں آخری اب نشان اس گھڑی کا	دم زیت ان کے بڑھائے گئے ہیں
نہ پوچھ اس میں تو وجہ تخصیص ان کی	کہ وہ خرق عادت اکائے گئے ہیں
یہود ان پہ ایمان لا کر ہوں زندہ	جو زہر عداوت کھلائے گئے ہیں
چلو موت مرزا بھی چکھ چکا گر	مرے سب کو اس کے چکھائے گئے ہیں
ہو ذائقہ اور ذائقہ برابر	یہ کیا صرف پڑھ کر گنوائے گئے
کتابیں پڑھیں بوجھ سے ان کے لیکن	یہ لادے عجب چار پائے گئے ہیں
غلطی کو سمجھتے ہیں مات ہمیشہ	لفت بھی نئی ہی سکھائے گئے ہیں
جو یوں سنت اللہ مات کہیں گے	راہ راست سے کیا بھلائے گئے ہیں
ہمیں ان اماموں سے مالک بچائے	جو داعی الی النار پائے گئے ہیں
امامت ہے کیا یاں بہ تخت نبوت	عجب گاؤ بچکے بچائے گئے ہیں
نبی ہیں ازلے میں یزداں کے مرسل	لقب یہ بعنوان لکھائے گئے ہیں
رسول دینی کیا کہ ابن خدا کا	سبق موجیوں پڑھائے گئے ہیں
کھلے وہ حقائق وہ اسرار اس پر	جو ختم الرسل سے چھپائے گئے ہیں
کبھی ارزہ مکر و خدعت یہ دعوے	لباس تقیہ پہنائے گئے ہیں
سراج دیراہن کا نام لے کر	نکے پیٹ بھر بھر کمائے گئے ہیں
مستغفور کا حلوا، ہادام روغن	روپے یوں ہزاروں اڑائے گئے ہیں
باں غربت داکسار و توکل	منار و مکاں کیا چٹائے گئے ہیں

وہ آیات والوار دائر سب کچھ	یہاں محکم بچائے گئے ہیں
کلف ذرا دیکھنا مٹیوں کا	کہ واں کھانے کیا کیا پکائے گئے ہیں
سمن کے پھر وہ لباس اور زیور	کہ کیا کیا سلائے گھڑائے گئے ہیں
مستور اور جہ اور ریک مای	پے قوت باہ لائے گئے ہیں
جو مٹی نے ہرگز نہ دیکھے بھی ہوں گے	وہ طوا و سمون کھائے گئے ہیں
صبح اور میں اک فجر کے ہیں دو پھل	یہ گیت ایک مدت سے گائے گئے ہیں
اور اب کہنا ہے ان کے اعجاز بالکل	تھے مکروہ مجھ سے چمڑائے گئے ہیں
بدیں وجہ صر زن قاحشہ میں	سجھا کے کپڑے بسائے گئے ہیں
غضب ہے کہ اس پر بھی مٹی بنا کر	خرکادیانی دکھائے گئے ہیں
پڑی شامت اعمال کی کس قدر ہے	کہ کعبے کے حج سے ہٹائے گئے ہیں
زمین اپنی جو رو کے قبضے میں کر دی	حمک رجسٹر کرائے گئے ہیں
کہ ورثہ نہ کچھ پاسکیں رشتہ والے	جو رستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں
وہ ہشیار پور میں ہوئے کیوں نہ ساعی	جہاں برسوں آئسو بہائے گئے ہیں
ہوئے قتل اہل پٹی سے کیوں یہ	بس اس کی سزا میں رلائے گئے ہیں
رقیبیاں پٹی باہام خصلت	بہت دھمکیوں سے ڈرائے گئے ہیں
جو ڈرے نہ کچھ کام نکلا تو آخر	بڑی مٹھوں سے مٹائے گئے ہیں
نہ منت سے بھی جبکہ وہ باز آئے	تو خطہائے جل منگائے گئے ہیں
کہ ثابت ہو جن سے وہ کچھ ڈر گئے تھے	کہوں کیا عجب گل کھلائے گئے ہیں
اڑھائی برس پر بھی دس اور گزرے	سے وصل سلطان پلائے گئے ہیں
چتے تھے یہ لوہے کے ایام سختی	بڑی مٹیوں سے چبائے گئے ہیں
تیرے سر پر برسوں سے او کا دیانی	مصیبت کے پھر ڈھلائے گئے ہیں
یہ تلخ نہیں گو کئی بار پہلے	سایہ سے کھڑا رکھائے گئے ہیں
کئی کانے لکڑے جو چیلے ہوئے ہیں	وہ دام طمع میں پھنسائے گئے ہیں

بہت شرم والے جو شرطیں لگا کر	نصاری سے داڑھی منڈائے گئے ہیں
کب اسلام پر ایسی رقالیوں سے	مخالف بھلا کیوں ہمائے گئے ہیں
خدا بھی بنے تھے نبی اور علی بھی	بہت ایسے دجال آئے گئے ہیں
شہود آل فرعون، عاد، اہل مدین	ڈبوئے دھمائے کھپائے گئے ہیں
یہ ہے دورہ مہدی قادیانی	مسلمان باہم لڑائے گئے ہیں
نیا کوئی فتنہ نہیں سعد یا یہ	کہ بندے سدا آزمائے گئے ہیں
خداوند جبار کر جبر و نقصان	وہ پھر دے جو کچھ ہم گھٹائے گئے ہیں
بچا دست دجال رہزن سے ہم کو	جہاں اہل شقوت لٹائے گئے ہیں
یہ ہیں زلزلے کفر و بدعت کے یارب	تیرے بندے عاجز ہلائے گئے ہیں
عنایت سے بھیج ان پر اک ابر رحمت	جو سر سبز ہو کر سکھائے گئے ہیں
لے موجب زندگی جام کوثر	جب ایمان سے ہم جلائے گئے ہیں
ہو فردوس میں مرحمت ظل طوبیٰ	بہت دور تک جس کے سائے گئے ہیں

(حاشیہ جات گزشتہ اشعار) ۱۔ یوحنا ۳: ۱۷۔

۲۔ یسعیہ ۳۷: ۲۰۔

۳۔ کہ یحییٰ ہی کو مجازاً الیاس (الیہا) کہا گیا ہے۔ اسی طرح قادیانی عیسیٰ مسیح ابن مریم رسول اللہ۔  
 ۴۔ (ازالہ قادیانی ص ۲۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) ان کو موت نہیں آتی جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے  
 جس کے لئے وہ بھی بھیجے گئے ہیں۔

۵۔ (ازالہ ص ۳۱۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸ حاشیہ) ہدایت توحید و نبی استقامت کے دلوں میں قائم کرنے  
 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ضبط ایسا کم درجہ کا رہا ہے کہ قریب ناکام کے رہے ہیں۔ ”بس اس  
 سے ثابت ہے کہ وہ ابھی نہیں مرے کیونکہ کام پورا نہیں ہوا۔

۶۔ سب قادیانیوں کا دعویٰ ہے۔

۷۔ حامد کا مصرع ہے

۸۔ یہ حادثے ”کل نفس ذائقۃ الموت“ کا ترجمہ کیا ہے۔

۹۔ قد علّت میں بھی قدامت ہی کہیں گے۔

۱۰۔ ”ان الشیاطین لیوحدن الی اولیاءہم“

## ۲ ..... تیس ۳۰ دجالوں کا خروج

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آن حضرت ﷺ نے جس طرح اپنے اشراق قلب اور پیشینگوئیوں سے جن کی خبر غیب نے آپ کو خبر دی اکثر واقعات آئندہ کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح دجالوں کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عمرؓ سے متفق علیہ روایت ہے ”ثم ذكر الدجال فقال اني لانذركموه وما من نبى الاوقدا نذره قومہ۔ لقد انذر نوح قومہ ولكنى ساقول لكم فيه قولاً لم يقله بنى لقومہ۔ انه اعور وان الله ليس باعور (بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۰)“ پھر آپ نے فرمایا میں تم کو ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ چنانچہ نوح نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور میں تم کو اس کا ایک خاص نشان بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتایا۔ یعنی وہ کاٹا ہے۔ حالانکہ خدا کا نام نہیں۔ ﴿

مطلب یہ ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ کاٹا ہو۔ خدا تو جملہ عیوب سے پاک ہے۔ ابن صیاد جو دجال کا نمونہ تھا۔ بعض صحابہ نے شدت مشابہت سے یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال معبود ہے۔ یہاں تک کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے حلف اٹھایا اور بقول ان کے عمرؓ مگر آنحضرت ﷺ نے انکار فرمایا اور خود ابن صیاد نے جابرؓ اور عمرؓ کے دعوے کی تردید ابوسعید خدریؓ کے سامنے کی اور کہا کہ اے ابوسعید کیا تو نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی۔ حالانکہ میری اولاد موجود ہے اور کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا۔ کہ وہ کافر ہے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔

اور کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوگا۔ حالانکہ میں مدینہ سے مکہ کو جا رہا ہوں اور وہ حدیث یہ ہے: ”عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صياد الى مكة فقال لي مالقيت من الناس يزعمون اني الدجال السئ سمعت رسول الله يقول انه لا يولد له وقد ولد لي (مشکوٰۃ ص ۷۸)، باب قصة ابن صياد“ اور چونکہ (مشکوٰۃ ص ۴۷۶، باب ذکر دجال) میں عبیدہ بن الجراح سے روایت ہے ”لعله سيددر كه بعض من رافى او سمع كلامى“

یعنی قریب ہے کہ پائیں گے دجال کو بعض وہ لوگ جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے۔ لہذا ان پیشینگوئیوں کا ظہور خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہو گیا۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں

فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے کہ حمیم الدارمی نے دجال سے ملاقات کی اور اس کی رہائی اطلاع دی کہ وہ مسیح الدجال ہے جو مشرق سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا اور کہہ دینے کے سوا چالیس شب میں تمام زمین کا گشت کر جائے گا چنانچہ محمد بن یحییٰ نے صحابہ کو جمع کر کے یہ واقعہ سنایا اور اس کی تصدیق فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اسٹھان کے مدہ ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔

اور (مشکوٰۃ ص ۴۴۱) کتاب الرقاق میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔  
 ”فالدجال شر غائب ينتظر او الساعة والساعة ادهى وامر“ یعنی بس دجال سب سے زیادہ شر والا (فسادی) غائب اور انتظار کردہ شدہ ہے یا قیامت جو نہایت تلخ غائب اشیاء سے شریر تر ہے اور حضرت ابابکر صدیقؓ سے روایت ہے ”حدثنا رسول الله ﷺ ان الدجال يخرج في ارض بالمشرق يقال له خراسان يتبعه اقوام كان وجوههم المجان“ ﴿فرمایا رسول اللہ نے کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا اور اس کے تابع ایک قوم ہوگی جس کے منہ ڈھال جیسے ہوں گے۔ یعنی بیٹ ناک چڑے۔ (ازالہ الہام)﴾

اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے ”قال رسول الله ﷺ قال عمران بيت المقدس خراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطينية وفتح القسطنطينية خروج الدجال ثم ضرب على فخذ معاذ بن جبل واعلى منكبه ثم قال ان هذا الحق كما انت ههنا او كما انت قاعد“ ﴿فرمایا رسول اللہ نے بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک بڑے فتنہ کی ظہور کی علامت ہے جو قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح خروج دجال کی علامت ہے۔ پھر آنحضرت نے میری ران یا کاندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ بات ایسی ہی حق ہے جیسے تو یہاں ہے یا جیسے تو بیٹھا ہے۔ (ازالہ الہام)﴾

مرزا قادیانی نہ صرف اپنے دجال ہونے کی نفی کرتے ہیں بلکہ تمام دجالوں (مجموعے مسیحوں اور مہدیوں) کے آنے کے منکر ہیں اور قیامت تک انبیاء کے آنے کے مقرر ہیں اور احادیث رسول اللہ کو جھٹلاتے ہیں۔ صرف حدیث نزول مسیح کو مانتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں مجملہ ۳۰ دجالوں کے دجال نہیں ہوں بلکہ مسیح موعود ہوں۔ دجال سے مراد ریلیں ہیں گویا ریل بھی انور ہوتی ہے؟ آنکھوں کی اندھی نام میں سکھ۔ مرزا قادیانی کی خود غرضی کے عجیب خوارق ہیں کہ اپنے مطلب کی ایک حدیث یا ایک آیہ مان لی باقی کا انکار۔



مرزا قادیانی کے دجال ہونے کی ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے۔ جس کو یقین ہے کہ تمام مرزائی بے چوں چرا دل سے مان لیں گے۔ کوٹھاہرنہ نامی۔ یعنی ابو ہریرہ سے ایک بڑی حدیث میں مروی ہے ”فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویقتل الفاس علی الاسلام حی یمک الله فی زمانہ الطل کلہا غیر الاسلام ویہک الله فی زمانہ المسیح..... الدجال وتقع الامنة فی الارض حتی ترفع الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب للغلمان الصبیان مع الحیات لا یضرهم ثم یلبث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون ویدفنونه (تفسیر طبری ج ۶ ص ۲۲۰-۲۲۱)“ ﴿مسیح صلیب کو ریزہ ریزہ اور سوروں کو قتل کریں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور خدائے تعالیٰ ان کے زمانہ میں بجز اسلام کے تمام ہتوں کو نیست و نابود کرے گا اور وہ اپنے زمانہ میں مسیح الدجال کو ہلاک کریں گے۔ پھر ایسا امن ہوگا کہ شیر اونٹ کے ساتھ چریں گے اور بچے اور گائیں اور بھیڑے اور بکریاں باہم مل کر رہیں گی اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھلیں گے۔ پس چالیس سال مسیح صلیب کی زمین پر رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں اور ان کو دفن کریں گے۔﴾ اور دوسری حدیث میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ”قال رسول الله ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً واربعین سنة ثم یموت یدفن معی فی قبری فالقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مسکوٰۃ ص ۸۸)“ ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمین پر عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اتریں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی اور ۳۵ سال زمین پر رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر (مقبرے) میں دفن ہوں گے۔﴾

اب ہم پوچھتے ہیں کہ احادیث مندرجہ بالا میں جو علامات فرمائی گئی ہیں کیا وہ سب پوری ہو گئیں اور کیا مرزا قادیانی، آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہو گئے۔ تو یہ تو بہ انہوں نے تو حرمین شریفین جانے سے اپنی امت کو بھی منع کر دیا ہے۔ خود تو کیا جائیں گے۔ قادیان کو مکہ اور مدینہ بتا دیا ہے۔ کیوں بھئی مرزا ایسا کیا صلاح ہے اگر مرزا قادیانی مرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہوئے تو وہ مسیح موعود ہیں ورنہ وہ جموٹے اور ان کا پیر اور لال گرد جھوٹا۔ کہو

لعنة الله على الكاذبين

یہ اعتراض نہیں پسکتا کہ احادیث کی پیشینگوئی کو تیرہ سو برس گزر گئے مگر اب تک دجال نہیں آیا۔ کیونکہ مراد دجال اکبر ہے جو قرب قیامت پر آئے گا اور اہل کی ذریات (۳۰ دجالوں) کا آنا اپنے اپنے وقت پر حسب منطوق احادیث ضروری ہے جن کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ دجال اکبر کے خروج پر ختم ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفسو الکذب (ترمذی ج ۲ ص ۵۶)“ یعنی بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں پھر جھوٹ پھیلے گا۔ دیکھ لیجئے! اب تک کتنے جھوٹے مہدی اور مسیح پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ پیشینگوئی بھی برابر پوری ہو رہی ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ دجالوں کے قتل کا آغاز خیر القرون کے بعد ہوا اور ان کا کامل اختتام دجال اکبر پر ہوگا جس کو مسیح علیہ السلام قتل کریں گے۔ پس حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں۔

۳ ..... آنحضرت ﷺ کی احادیث کا قادیانی مخرقات سے موازنہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

سچا کلام خود کہہ دیتا ہے کہ میں کیسے جذبے والے قلب اور کسی قوت قدسیہ والے کے زبان سے نکلا ہوں اور ہر جھوٹا اور مصنوعی کلام بھی خود کہہ دیتا ہے کہ میں کیسے دغا ر جہلاز مفری کی من گھڑت ہوں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ”انسی ارنی مالا ترون وانی اسمع مالا تسمعون وانی لاعلم اخر اهل الجنة دخولا و اخر اهل النار خروجا مشکوة“ یعنی میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور دوسری جگہ اسی مشکوة میں ہے ”فعلمت مافی السنوت والارض“ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ حدیث آیت ”وعلمک ما لم تکن تعلم“ کی شرح ہے۔ حضرت محمدی الدین عربی اس آیت کی تفسیر میں حسب ذیل لکھتے ہیں ”ای العلم التفصیلی التام وعلم احکام التفاصيل وتجليات الصفات مع العمل به“ اور مسلم میں ثوبان سے روایت ہے ”قال رسول الله ﷺ ان الله زوى لى الارض فرايت مشارقها ومغاربها وان امتى سيبلغ ملكها ما زوى لى منها واعطيت الكنزين الاحمر والابيض (مشکوٰۃ ص ۵۱۲، باب فضائل سيد المرسلین)“ یعنی خدائے تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا، پس میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا اور ضرور میری امت وہاں تک مقرب پہنچے گی۔ جہاں تک زمین اکٹھی کی گئی ہے اور مجھ کو سرخ اور سفید دو خزانے عطا کئے گئے ہیں۔ سبحان الله! سبحان الله!

اور بخاری میں ہے ”انا شہید علیکم وانی واللہ لا نظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض“ ”میں تم پر گواہ ہوں اور قسم ہے خدا کی میں اس وقت اپنے حوض (حوض کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور میں زمین کے تمام خزانے عطا کیا گیا ہوں۔“ اور مشکوٰۃ میں ہے ”انکم ترون انه یخفی علی شیء مما تصنعون واللہ انی لاری من خلفی کما اری من بین یدی“ ”کیا تمہارا خیال ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو مجھ پر کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے۔ قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے پیچھے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے دیکھتا ہوں۔“

اب ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی خرافات سنئے ”انت منی بمنزلة ولدی“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۴۴۲، طبع سوم) ”انا انزلنہ قریب من لقادیان“ (تذکرہ ص ۴، طبع سوم) وغیرہ۔ ان جعلی قنوں کا اہمال ہی آپ کی نبوت اور مسیحیت کی قطعی کھول رہا ہے۔ بھلا جس بے ہنگم طریق سے مرزا قادیانی آیات کلام اللہ کو توڑ پھوڑ کر اپنے لئے الہام تراشتے ہیں۔ احادیث رسول اللہ میں بھی معاذ اللہ کہیں یہ اسلوب پایا جاتا ہے۔ احادیث کا رنگ کلام الہی سے بالکل جدا گانہ ہے اور کتنا دلکش ہے کہ رومی فداہ۔ پھر جس طرح کلام الہی مجع ہے یعنی اس کی نظیر پیدا نہیں ہو سکتی نہ کوئی لفظ اٹھ یا بیٹھ سکتا ہے۔ یہی رنگ حدیث ”کما ہی الحق انی اوتیت بجوامع الکلم“ ”اب مرزا قادیانی کے الہامات دیکھئے کہ اونٹ کی طرح کوئی کل سیدھی ہی نہیں۔ حلاوت میں غلطی عبارت غیر مربوط اور اکثر بے معنی۔ گویا سرقہ کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ سارا پڑاوا ہی بکلا ہوا ہے۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۹ کے مضامین

.....۱	مرزا سزا یاب ہو گیا۔	نامہ نگار!
.....۲	آسمانی باپ نے لے پا لک سے کیسا سلوک کیا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مجدد کا الہام اور رویہ صاف۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	دونوں فریق کو سزا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے جیسی خدمت ہیں۔

۱..... مرزا سزا لیا اب ہو گیا

نامہ نگار

آخر کار اس عظیم الشان جنگ میں جو مرزائی جماعت کی طرف سے عرصہ دو سال سے گوردا سپور میں ہو رہی تھی۔ مرزائیوں کو خوب شکست ملی۔ ”اننا لله وانا الیہ راجعون“ یعنی کج قادیانی اور اس کا حواری حکیم فضل دین ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سزا لیا اب ہو گئے۔ اس بدوز خلقت خدا بے حد جمع ہو گئی تھی۔ اور سب لوگ بخیر کے مدعی کا شر دیکھنا چاہتے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے بذریعہ مواثر الہیات اپنی شیخ و فخر کے الہام ظاہر کر رکھے تھے۔ اور مریدوں کو اپنی برکت کا یقین دلایا رکھا تھا۔

صاحب مجسٹریٹ نے انتظام کے لئے گارڈ پولیس منگوائی تھی۔ جو اپنی بیبت ناک دریاں پہنچنے پھرتیاں ہاتھوں میں لئے کمرہ عدالت کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔

سزا پہنچنے کے بعد اور دلی نے زندہ سے پکارا۔ مولوی کرم الدین اور مرزا حکام احمد کیرا حاجر۔ مرزا قادیانی انکس و خیر اس کمرہ عدالت میں حاضری اپنے اپنے فضل دین کے پیچھے۔ رنگ بخی تھا۔ چھوڑ دینا نظر میں چھوڑ دینا نظر میں دم گھٹا جاتا تھا۔ عدالت نے حکم سنایا کہ تم پر جرم ثابت ہے اور تمہارا جیسی فکیشن بہت غلط ہے۔ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی تم کو سزا دی گئی ہے اور اگر جرمانہ ادا نہ کرو تو چھ ماہ قید رہو۔ اور فصل دین کو یہ حکم سنایا کہ دو سو روپیہ جرمانہ کی تم کو سزا دی گئی ہے اور بصورت عدم ادا کے جرمانہ پانچ ماہ قید۔ اسی وقت جرمانہ وصول کیا گیا۔ اور مرزا قادیانی اپنا سامانہ لے کر کمرہ سے باہر نکلے۔ تمام شیخ و فخر کے الہامات خاک میں مل گئے۔ اور جھوٹی نبوت کی ناک کٹ گئی۔ صاحب مجسٹریٹ نے ۳۸ برس کا فیصلہ انگریزی میں لکھا ہے۔

اور فیصلہ میں لکھ دیا ہے کہ مرزا اس جرم کا عادی ہے۔ پہلے بھی اس کو مسٹر دے ڈی صاحب و مسٹر ڈیٹکس صاحب ڈپٹی کمشنران نے ہدایت کی تھی کہ باز آجائے۔ لیکن باز نہیں آیا اور یہ اس قابل ہے کہ اس کو سزائے قید دی جائے۔ کیونکہ جو اس کے افساد جرم ہو نہیں سکتا۔ لیکن محض ضعیف العمری پر جرم کر کے اس سے نرم سلوک کیا جاتا ہے۔

کہتے مرزا قادیانی آئندہ بھی عبرت حاصل کرو گے یا نہیں؟

مرزائی کہتے ہیں۔ کیا ہوا جرمانہ ہوا۔ قید تو نہیں ہوئی۔ ہاں بے شک اشل مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک جولا ہا بیکار میں پکڑا گیا اس نے کچھ شوخی دکھائی۔ افسر کے سامنے کیا گیا اس نے

کہا کہ اس کے پانچ سو جتنی گھوڑے اور اٹھل ہوئی۔ میاں جولا ہے سر جھکائے باہر نکلے، کہنے لگے کیا مضائقہ ہے تو لگے لیکن کچھ دیر نہیں ٹوٹا بھاگے فرزند کھلی۔

بہت اچھا حضرت عجم بھی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی قید سے بچے جس نے فرمایا ہے کہ الہاموں کی دھجیاں توڑ گئیں۔ خود ہی مقدمہ بازی کا سلسلہ مرزا قادیانی نے پھیرا تھا۔ آخر لینے کے لیے پڑ گئے۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں مرزا قادیانی تقریباً دو سال تک قلعہ میں جتلا رہے۔ نہ دن کو آرام نہ رات کو نیند نہ تسلی نہ اللہ اللہات مطلق۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں روزمرہ آپ کو سزا تھرچہ چھ گھنٹے پاؤں پر کھڑا رہنا پڑا۔ اور یہ وہ مقدمہ ہے جس کے قلم و خوف سے اثناء تحقیقات میں مرزا قادیانی پر طرح طرح کی بیماریوں نے سخت حملے کئے اور مختلف پیشیوں پر ناگہانی فحش سکتہ وغیرہ طاری ہوتے رہے۔ ہاں یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ نے شدت بحاس سے گھبرا کر پانی کا مطالبہ کیا تھا لیکن بھیج دیا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس نے مرزا قادیانی کو اپنی دارالاسیم قادیان سے معزل و فرزند نکالا گیا۔ گھر و اسجد میں ملایا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں اپنی صفائی کے لئے مرزا قادیانی نے ۱۸ برس شریلوں کو گواہی کی تھی۔ دی لیکن صفائی کے بدلے آپ کی پھر یہ نہ ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی کا صلہ عطا ہوا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ کے قلعہ جاں نثار وکیل دو سال لڑے لیکن ناکامی اٹھائی۔ مرزا قادیانی اب ہزاروں ہائی چائیں سیمائی کوسوں بھاگ گئی۔ ہلیمیت خاک میں مل گئی۔ ہاں آپ کے حریف بے نظیر بھلوان، بے مثل فاضل مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح کا فائدہ دنیا میں بیچ گیا۔ اور دنیا فاقل ہو گئی کہ اتنی بڑی جماعت کا اتنا مقابلہ کرنا اور آخر مخالف کو زک وینا شیر آدی کا کام ہے۔

الغرض یہ مقدمہ کوئی معمولی مقدمہ نہیں بلکہ محض خداوند کریم کی قدرت کا کرشمہ ہے جس سے خلق خدا کو یہ دکھانا منظور تھا کہ ایک جموں نے بدی نبوت کو بڑی ذلت دی جاتی ہے۔ مرزائیوں کے لئے یہ عبرت کا مقام ہے اور ان کو چاہئے کہ غور کریں اور ایسے شخص سے قطع تعلق کر لیں۔ جس نے جموں نے وعدے دے دے کر ان کا روپیہ مقدمہ بازی میں برباد کیا۔ اور خود ذلت اٹھائی۔ فقط

## ۲ ..... آسمانی باپ نے لے پالک سے کیسا سلوک کیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

بظاہر تو کھوسٹ باپ لے پالک سے بھی کہتا رہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے دشمنوں کو یوں اور دھول کر ڈالوں گا۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ بری نظروں سے تجھے دیکھ سکے۔ میں نے تیرے دشمنوں ہی کے لئے طاعون بھیجا ہے۔ اور وہ سب کو یکے بعد دیگرے چٹ کر رہا ہے اور کرے گا لیکن درپردہ جڑھ کھودتا رہا۔ اور آخر کار یہودی بن کر لے پالک کو سزا دلوائے بغیر نہ چھوڑا۔ بھلا ایسے منافق جانی دشمن باپ کو کیا کوئی چھوٹے میں ڈالے یا دوزخ میں جھونکے۔ مجملہ دوسری علامتوں کے یہ بھی خروج دجلال کی علامت اور نحویت ہے کہ باپ بیٹے کا دشمن بن جائے اور خون سفید ہو جائے۔ ڈھارس تو یہ کہ جہاں تیرا پسینہ گرے گا میں اپنا خون گرا دوں گا اور خوارق یہ کہ تعزیرات ہند کی سولی پر لٹکا دیا۔ محمد النہ شرقیہ کو معصوم اور شیر خوار لے پالک کے ساتھ ہمدردی اور منافق آسمانی باپ کے ساتھ لاگ ڈانٹ ہے۔ بھلا یہ کیا انسانیت ہے کہ لے پالک کی مصیبت پر ساری دنیا خوش ہو رہی ہے۔ مجدد کو تو اس وقت خوشی ہوتی جب لے پالک اپنے باپ سے حاق ہو کر اس کو چھوڑ دیتا اور دینیت اور مسیحیت و مہدویت و نبوت کا تمغہ اتار کر آسمانی باپ کے منہ پر مارتا اور خدائے وحدہ لا شریک کا سچا بندہ بن جاتا اور نہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ بھی آسمانی باپ اور بھی ابوت اور نبوت ہے تو لے پالک کی خیر نہیں۔ ایک نہ ایک روز پھانسی دھری ہے۔

اہالی موالی جدے خوش رہے ہیں کہ وہ سات سو روپیہ کی کیا اصل ہے اگر دھار مار دی جائے تو روپیوں بلکہ اشرفیوں کے توڑے پہنے لگیں۔ دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع تو جب تھا کہ خدا نخواستہ دور از حال ہمارا نبی اور بروزی قید ہو جاتا۔ لیکن اگر قید ہو جاتا تو شاید یہ کہتے کہ پھانسی تھوڑی ہی لگی ہے۔ اس سے توفیق گئے۔ جی بجا ہے ناک کئی مہارک۔ سرمنڈا اسلامت۔ بے شک جب تک صلیب کی معراج نہ ملے سک سے پوری ممانکت ہو نہیں سکتی۔

خیر عدالت نے معصوم اور بے گناہ لے پالک کو سزا تو دی ہے مگر اسی کا صبر بھی ایسا پڑے جیسے آسمان سے بجلی۔ کم از کم اپنے ایڈیکاٹک طاعون کو ذرا بھی انگلی دکھائی جائے تو چھٹی تک کا کھایا پیالوں پر آجائے۔ آج کے تھوپے آج نہیں جلتے۔ دیکھو سابق مجسٹریٹ کو دراپسور سے کئی منزل دور پھینکا گیا۔ مجسٹریٹ حال بھی لے پالک کا جانی دشمن تھا۔ جیل خانے میں جھونکے بغیر نہ رہتا۔ یوں کہو اس کے دل پر دیسا ہی خوف طاری ہو گیا۔ جیسا آتھم کے دل پر ہو گیا تھا۔ جس کا جی چاہے کائنات میں آپریشن کر کے دیکھ لے آتھم کے معاملے میں تو مرزا قادیانی نے دس ہزار روپیہ کی بازی

بدی تھی کہ اگر آتھم بخلف صالح اقرار باللسان وتصدیق بالقلب کر لے کہ میرے دل پر خوف غالب نہ ہوا تھا۔ تو دس ہزار لے۔ اب مرزا قادیانی یقیناً ایک لاکھ روپیہ کی بازی بدیں گے کہ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے جو بجائے قید کرنے کے مجھے جرمانے کی سزا حلف کریں کہ میرے دل پر خوف طاری نہ ہوا تھا تو دو لاکھ پینکڑاں۔ ہمیں امید ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی اس شرط کے باندھنے سے ہرگز نہ چوکیں گے کیونکہ یہ سب نشانوں سے بڑھ کر لاٹانی آسانی نشان ہوگا۔

۳ ..... محمد کا الہام اور رویہ صادقہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین کو یاد ہوگا ہم نے خواب دیکھا تھا کہ ایک مہرہ زار وسیع میدان ہے اور ایک مقدس بزرگ کہہ رہے ہیں کہ پہلے یہاں ایک بڑا خاردار درخت تھا مگر اب نہیں۔ ہم نے خواب کی یہ تعبیر بیان کی تھی کہ وہ مہرہ زار مذہب اسلام ہے اور خاردار درخت لے پالک کا وجود ہے بہبود ہے۔ اس خواب کا کسی قدر حصہ پورا ہوا اور باقی پورا ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ۔

الہام یہ ہوا تھا۔ بقطع البتہ۔ یعنی بازو کاٹا جائے گا یہ بالکل پورا ہوا کہ کیا معنی کہ مرزا قادیانی کے تمام فتح و نصرت کے الہامات پٹ پڑے اور جرمانہ کا رد اس پر دھرا گیا۔ اس سے ضرور کچھ معتقدین بد دل ہو کر فخر ہو جائیں گے اور زور گھٹ جائے گا۔ پس یہی بازو کا اتھکڑا ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں اور اب پھر لکھتے ہیں کہ تمام مرزائیوں کو مجددانہ مشرقیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے۔ کیونکہ انیسویں صدی میں تو حسب زعم مرزا اور مرزائیان مجدد ہی ہے جس کے الہامات اور پیشنگوئیاں پوری ہوں۔ اندھیر ہے تاکہ مرزا قادیانی تو بادیہ صوفی پیشنگوئیوں اور الہامات کے پورا نہ ہونے کے سچ اور مہدی اور بروزی اور امام الزمان بنے رہیں۔ اور شوکت اللہ باوصف اپنی پیشنگوئیوں اور الہام کے پورا ہونے کے مجدد بھی نہ بنے۔ مرزائیوں کا تو انصاف کر دو۔ کیا آسانی باپ کے گھر میں اتنا بھی انصاف نہیں۔ کیا اس کا جو نیڑا بالکل ہی پھک گیا ہے۔ خدا نے تمہیں آنکھیں دی ہیں عقل دی ہے۔ لے پالک اور مجدد کے الہاموں کو تجربہ اور مشاہدے پر کس لو۔

خود سیہ روئے شولہر کہ دروغش بلند

۴ ..... دونوں فریق کو سزا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

صاحب مجسٹریٹ بہادر گورداسپور نے نہ صرف فریقین پر بلکہ تمام مسلمانوں پر اپنے کریمانہ انصاف سے احسان کیا ہے۔ یعنی فریقین کو سزا دے کر آئندہ کے لئے مقدمات اور

نزاغات کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔ اپیل کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی۔ کیا معنی کہ مرزا قادیانی اور حکیم فضل دین صاحب کے ساتھ مولوی کرم الدین صاحب پر جرمانہ اور سراج الماخبار کے ایڈیٹر صاحب پر جرمانہ کیا ہے اب دفعہ ۲۱۱ نوچداری عدالت دیوانی میں جرح کے لئے جانا منقطع ہو گیا۔ کیونکہ آئندہ چارہ جوئی کے لئے جائیں گے تو فریقین ہی جائیں گے۔ جو مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی اور یہ پتہ ہے کہ ایک خوف دو جانب ہوتا ہے۔ پس بظاہر تو عالم کوئی ایسی جسارت نہ کر سکے گا اور اگر کوئی فریق بدستور اپنی ہٹ اور ضد پر قائم رہا تو بہت خسوس ہوگا اور بجز ضرر اور تلفیع کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ایمان لگا ہوا ہے تو یہ ہے کہ ان مقدمات میں فتح کسی کو بھی نہیں ملی۔ فریقین کو شکست ہی ملی ہے۔ ہاں مرزا قادیانی اپنی فتح کے فخر سے ضرور بجا نہیں گئے اور الہامات کی تاویلات کا دریا بہائیں گے کہ مہری ناک کی تو کیا ہوا۔ فریق مخالف کے بھی تو کان کٹ گئے۔ مرزا قادیانی اور ان کے حواری اس لئے قابل ملامت ہیں کہ مقدمات پہلے ان کی جانب سے دائر ہوئے۔ ”کلبادی ہو الاظلم“

مصلحت یہی ہے کہ فریقین اس انصاف کو منہمک اور فوز عظیم سمجھیں اور دلوں سے ضرر رسائی اور انتقام اور کینہ توڑی کے خیالات دور کر دیں اور اگر مرزا قادیانی سمجھیں تو مسیحیت اور موعودیت اور مردویت کی استروں کی مالا گلے سے اتار ڈالیں اور خدائے تعالیٰ کے ادنیٰ بندے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اتھی اور اسم باسکی غلام بن جائیں اور باوجود اقرار صاحب جبرئیل کو دعا دیں۔

۵ ..... ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی کے موافق متواتر طور پر دجال آرہے ہیں اور قرب قیامت پر ۳۰ دجال کی تعداد پوری ہوگی جس شخص کا ایمان آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ہے۔ اس پیشینگوئی پر بھی ایمان ہے بھلا کوئی دجال یہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں دجال ہوں۔ پس دجال کے آنے کے منکر دجال ہی ہیں اور جب تک دجال اکبر نہ آئے گا۔ تمام چھوٹے چھوٹے دجال اس کے منکر رہیں گے۔

یہ عجیب بات ہے کہ دجال کی ذریات اپنے ولی کہنے گر اور مورث کے منکر ناخلف بن رہے ہیں۔ مرزا قادیانی صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں خاتم الدجالہ ہوں ہرگز قابل سماعت نہیں۔ ہم



اطمینان دلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی میں نہ وہ کرشمہ ہے نہ وہ جہنہ نہ وہ قوت جو دجال اکبر کو نصیب ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی تو لٹکے کی چوٹ پوری ہو رہی ہے کہ دجال برابر آرہے ہیں اور انہیں گے۔ مرزا قادیانی کے پاس کیا مصالح ہے جس سے وہ اپنے کو خاتم الدجالہ یعنی دجال اکبر ثابت کر سکیں۔ ذرا منہ تو دھو کر رکھیں۔ دجال اکبر تو بڑا جبار اور قہار اور صاحب سلطوت اور جبروت ہوگا اس کے پیروں میں چراغ جلیں گے۔ اس کے مقابلہ میں ذرا سے خوف پر مرزا قادیانی کو چھلچھلی لگ جاتی ہے۔ جیسا کہ دوران مقدمہ میں مشاہدہ کیا گیا کہ حضور مجھے ڈیپاٹیس ہے، اختلاج قلب ہے، ضعف مثانہ ہے، ضعف دل و جگر ہے۔ بھلا ایسا بزدل اور حیر کیونکر دجال اکبر ہو سکتا ہے۔ ایسے غریب اور مجبور پھیا کے پاؤ کو لوگ اتنا حق کو مانتے ہیں۔ خبردار جو کسی نے آئندہ مرزا قادیانی کو خاتم الدجالہ کہا۔ ورنہ مجددانہ مشرق پر طرچ پیش آئے گا۔

مرزا قادیانی خلیفۃ الدجال ضرور ہیں۔ ہاں خاتم الخلفاء الدجال نہیں ہیں اور جس کو شک ہو وہ سالی لیڈر جاکر مثلاً عبداللہ کو اور لندن جاکر مسٹر کلف اور پیرس جاکر ڈاکٹر ڈوئی کو دیکھ لے۔ حال کو حجت نہیں اور یقین کامل ہے کہ موجودہ زمانے کے لوگ اپنی زندگی میں بہت سے خلفاء دجال کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

ہم نے عنوان میں لکھا ہے کہ دجال ہی دجالوں کے منکر ہوں گے۔ اس کا ثبوت ابن عباسؓ کی روایت سے ہے جو ازالۃ الخلفاء ص ۱۸۱ میں درج ہے۔ یعنی ”قال خطبنا عمر فقال یا ایہا الناس سیكون قوم من هذه الامة یكذبون بالرجم ویکذبون بالدجال ویکذبون بعذاب القبر ویکذبون بالشفاعة ویکذبون بقوم یخرجون من النار بعد ما استحشوا“ ﴿عمرؓ نے خطبہ پڑھا اور پیشینگوئی فرمائی کہ اے لوگو اس امت میں ایک قوم منقریب پیدا ہوگی جو رجم کی تکذیب اور دجال مجبور کا انکار کرے گی اور عذاب قبر کو جھٹلائے گی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اس قوم کا انکار کرے گی جو آگ میں جلنے کے بعد﴾ (آنحضرت ﷺ کی سفارش پر) دوزخ سے نکالی جائے گی۔ ﴿صاف ظاہر ہے کہ اس پیشینگوئی کے مورد مرزا قادیانی اور ان کے دوسرے بھائی ہیں جو نکلس قانون قدرت کو اکثر لے دوڑتے ہیں۔

اور آنحضرت ﷺ نے حدیث فرمائی جو ثوبانؓ سے (ابوداؤد ج ۳ ص ۱۲۷، ترمذی ج ۳ ص ۳۵، مشکوٰۃ) میں مروی ہے ”سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انه نبی اللہ“ ﴿منقریب میری امت میں ۳۰ جھوٹے پیدا ہوں گے ان کا ہر شخص دعویٰ کرے گا کہ

میں خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں۔ کچھ کیا یہ پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی؟ اور مرزا قادیانی نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا؟ انہوں نے تو یہ کمال کیا کہ قیامت تک انبیاء کے آنے کا تانا بانہ دیا گویا یہ ظاہر کیا کہ نبی میں ہی نہیں ہوں۔ بلکہ قیامت تک ہزاروں لاکھوں نبی (بعد ختم رسالت) آئیں گے۔ حالانکہ کسی دجال نے یہ نہیں کہا کہ میرے بعد دوسرا دجال بھی آئے گا۔ یقیناً مرزا قادیانی کا جو دکانچر تمام دجالوں کے نیچر سے نرالا گھڑا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کو ساری دنیا سے تو کیا مطلب اپنے دعوے سے صرف یہ دکھایا اور ثابت کرنا مقصود ہے کہ خاص مرزائی امت میں میرے بہت سے خلفاء نبی ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ مرزائیوں اور مرزا قادیانی کے سوا درحقیقت کوئی مسلمان ہی نہیں۔ چہ جائیکہ نبی ہو۔ جس شخص کے کائنات میں کچھ بھی حس ہے۔ وہ ایسے طفلانہ دعوؤں اور لچر دلائل پر محکمہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اور ابو ہریرہؓ سے متفق علیہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، بخاری ج ۱ ص ۵۰۹)“ ”چھ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ تقریباً ۳۰ جھوٹے دجال آچکیں گے۔ کچھ مرزا قادیانی ہی فرمائیں کیا اب تک ۳۰ دجال آچکے ہیں۔ آپ کے عقیدہ کے موافق تو ایک دجال بھی نہیں آیا۔ نہ قیامت تک آئے گا۔ ہاں نبی دھڑیوں اور ڈھیروں آئیں گے۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازلۃ الادہام ص ۲۸۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲) میں لکھتے ہیں: ”کہ دجال جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں زندہ موجود ہونے کا ہے وہ فوت ہو چکا ہے وہ دجال اس کا مثیل ہے جو گر جائے کھل کر مشارق و مغارب میں پھیل گیا یعنی گردہ پادریاں۔“

کیا خوب تاویل ہے ہاں جناب جب عیسیٰ علیہ السلام مر گیا تو دجال کیوں نہ مرے؟ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو تو آپ اس لئے مارتے ہیں کہ وہ آپ کا حریف و رقیب ہے۔ دجال کو کیوں مارتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ عیسیٰ بھی ہیں اور دجال بھی۔ یہ عجیب ان نیچرل گورکھ و ہندا ہے۔ شاید عیسیٰ اور دجال دونوں کے مرنے کا الہام آسمانی باپ نے کیا ہے۔ پھر مرنے والا دجال ایک تھا آپ کے یہ ہزاروں دجال کیوں کھل پڑے پھر یہ دجال تو انیس سو برس سے ہیں۔ نہ کہ ۱۳ سو برس سے۔

پھر مرزا قادیانی (ازلۃ الادہام کے ص ۶۷۳-۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۳۶۳-۳۶۴) میں آئیے ”ھو الذی ارسل رسولہ“ اور آئیے ”مبشرا بوصول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ یہ درحقیقت اسی مسیح بن مریم (قادیانی) سے متعلق ہے اور آنے والے کا

نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسی مثل (مرزا) کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنی کی رو سے ایک ہیں اور آخری زمانہ میں بر طبق پیشینگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھجا گیا ہے۔“ اور کہا کہ: ”کیا وہ جی قوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں کر سکتا۔“ ۱۳ سو برس قبل اس آیت کا تعلق آنحضرت ﷺ سے نہ تھا۔ بلکہ یہ پیشینگوئی چینی مغل کی نسبت تھی۔

آیت کا تعلق آنحضرت ﷺ سے تھا بھی تو وہ منقطع ہو گیا کیونکہ وہ وفات پا گئے۔ جس طرح عیسیٰ مسیح وفات پا گئے میں زندہ نہی ہوں مجھ پر ایمان لاؤ۔ مردہ پرست نہ بنو۔ ہاں صاحب خدائے جی و قوم کو یہ تو طاقت ہے کہ ایک انسان کا دوسرے انسان میں بطور تنازع حلول کرے۔ لیکن اس میں یہ طاقت نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے وہ دجالوں کا سلسلہ منقطع کر سکتا ہے۔ مگر انبیاء کا سلسلہ منقطع کر دینا اس کے نزدیک بھی محال ہے جس طرح مسیح اور مہدی کے آنے کا ثبوت احادیث سے ہے اسی طرح دجالوں کے آنے کا ثبوت بھی ہے۔

لیکن مرزا قادیانی دجالوں کے آنے کا قطعاً انکار کرتے ہیں۔ مگر مسیح موعود اور مہدی موعود اور مہدی بن بیٹھے۔ مرزا قادیانی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ نہ مہدی ہیں۔ نہ مسیح وغیرہ ہیں۔ اگر ہیں تو دیسے ہی ہیں جیسے اسود عیسیٰ اور مسلمانہ الکذاب وغیرہ تھے مگر چونکہ چند حقائق کو انہوں نے ٹھیل لیا ہے۔ لہذا ان کے حلقہ میں بن آئی ہے۔ مرزا قادیانی کا عمل آنحضرت ﷺ کی احادیث پر تو ہے نہیں۔ ہاں اپنے موروثوں دجالوں کی سنت پر ہے۔ یعنی جس طرح کسی دجال نے یہ نہیں کہا کہ میں دجال ہوں اسی طرح مرزا قادیانی بھی اپنے کو دجال نہیں کہتے۔ اور جس طرح وہ نبی بن بیٹھے تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی نبی بن بیٹھے۔ کسے صاف طور پر نبی کریم ﷺ کی وہ پیشینگوئی پوری ہو رہی ہے کہ کلہم یزعمنہ نبی۔ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی نور بخشا ہے اس کے لئے یہ حدیث صدق و کذب دونوں کا آئینہ ہے۔

بھلا کسی نبی نے بھی طاعون کو اپنے نزول کی علامت اور آسمانی نشان بتایا ہے؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو دنیا کی مجسم رحمت بن کر نازل ہوئے ہیں۔ نہ کہ رحمت بن کر۔ مرزا قادیانی طاعون، طاعون کو دعادیں جس کی بدولت وہ نبی بن گئے اور پیشینگوئیاں اور آسمانی نشان ظاہر ہونے لگے۔ لاہور والے لیکچر میں آپ نے فرمایا کہ طاعون عموماً پھیلنے والا ہے اور کیا معلوم ہے کہ فلاں ماہ تک دنیا کی کیا حالت ہوگی۔ ایک بچہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ہر سال موسم سرما میں طاعون کا زور بڑھ جاتا ہے۔ آئندہ سرما میں بھی ضرور پھیلے گا۔ بھلا اس میں آسمانی ہاپ نے کیا تیر مارا کہ اپنے

اکھوتے پر اس شے کا الہام کیا جو سب کے سامنے موجود ہے۔ منہ پر کی تو خوشامد ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ باپ بیٹے دونوں نے بے دال کے لودم اور نرے بچھیاں کے باواہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ فقہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۳ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۰ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کی اہل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	تازیانہ میرٹ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	عجیب معرہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	سچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	وہی آسمانی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائی مذہب اور عیسائی مذہب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	بے معنی الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا قادیانی کی اہل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم نے لکھا تھا کہ مصلحت یہی ہے کہ اب طرفین کان بند ہو کر اور سکوت کی ہلاس سونگھ کر بے حس و حرکت گھر بیٹھ رہیں کہ جان بچی لاکھوں پائے جرمانہ ہی پرٹل گئی۔ سخی کے مال پر پڑے کتبوں کی جان پر۔ مگر مجدد الدین شرقیہ کی حسیہ پر کان نہ دھرے گئے۔ چنانچہ اب بعض مرزائیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اہل کریں گے اور دکاء نے مشورہ دیا ہے کہ مجلس بیت گودا سپر نے نا انصافی کی اور ساری شل بے ضابطگیوں کا تودہ ہے۔ فریق طانی کے ارادے کی نسبت ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی نے اہل کی ہے تو غیر ممکن ہے کہ وہ بھی اہل نہ کریں ورنہ دفعہ ۲۱ اور دفعہ ۹۳ اقویات ہند کے آرٹیکل میں آجانے کا خوف ہے پھر وہی سلسلہ وہی سرگامی، پاؤں پہنچے ہیں۔

مرزا قادیانی کا اہل کرنا تو آسمانی باپ کے الہام کے موافق فرض ہے کیونکہ لے پالک کی چکھوتیاں اور گرم بازاری اسی میں ہے کہ چار طرف سے چھڑے آئیں چنانچہ اس عرصہ

میں دو سال تک قادیان میں خوب خوب بہن برسا اور روپیہ کی خوب ریل بیل رہی۔ کچھ رقم مقدمہ میں خرچ ہوئی۔ باقی مستقوری مجبوس اور مستورات کے زیوروں میں کام آئیں کہ وہ حلق میں اور بڑی وجہ یہ ہے کہ انوکے پٹھوں کو آسانی نشان کے ظاہر ہونے پر ایمان تھا۔ ”نصر من اللہ وفتح قریب اور فتح من اللہ ونصر قریب“ کے ڈکے بن رہے تھے کہ حضرت اقدس مقدس سے کورے اور اچھوتے ہی نکلیں گے اور آٹھ تک بھی نہ آئے گی اور تمام مرزائیوں کے ایمان جو چھوٹی موٹی ہو رہے تھے۔ بہت جلد تروتازہ ہو جائیں گے۔ لیکن آپ جانے منافق آسانی باپ تو اپنے لے پالک سے بازی کھیل رہا ہے اور گردن توڑ ڈالنے کی فکر میں ہے۔ لہذا کہا تو کچھ اور کیا کچھ، پر اس نے رہا سہا پلٹتے ٹھن ٹکانے کو یہ بھی کانوں میں پھونک دیا کہ ”ہم من بعد غلبہم سیغلبون“ پس اب اہل کاہن ضروری ہے اور اگر گرج نے بھی سوکھی ہی سنائی تو پھر چیف کوٹ کی باری ہے۔ الغرض یہ سلسلہ یوں ہی سالہا سال تک جاری رہے گا اور چندوں کی بدولت خوب کھرے ہوتے رہیں گے۔ مقدمات کی ایسی گڑبازیاں کسے نصیب۔ بلکہ ہمارے خیال میں اب تو مرزائی پہلے سے کہیں بڑھ کر اپنی گانٹھ کٹوائیں گے کہ کسی طرح آسانی نشان ظاہر ہو ورنہ رہے ہے الو بھی بنجرے سے بھر ہو جائیں گے۔ حضرت مرزا محمد عبدالقادر بیدل نے اپنے نکات میں کیا خوب فرمایا ہے۔

بحنین زبونی دست و سول ز صنایع لعل خجل

کہ سر خستہ لگش و ہم ہزار خانہ ستوں گند

یعنی باد صدف دست دول کے عاجز ہونے کے میں اپنی امید کی صنعتوں سے شرمندہ ہوں کہ اس کو ایک تنکا بھی دوں تو وہ اس تنکے کو ہزاروں گھروں کا ستون بناتی پھرے گی۔

۲ ..... تازیانہ عبرت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک ماہواری دوورقی والے نے مرزائیوں سے رات ب اور گھاس دانہ مانگنے کو ڈھینچوں ڈھینچوں لگائی اور تھان پر بندھ کر مجدد پر اپنے خیال میں دوٹپی چلائی۔ مجدد کے مقابلے کی تاب مرزائیوں اور ان کے گرد گھٹال کو تو اب تک ہوئی نہیں یہ بچو گڑ اسب کا شیعہا بنے چلا ہے۔ چونکہ اس نے اپنی دوورقی میں ایک اشتعال انگیز تصویر بھی دی ہے۔ لہذا ہم کو تازیانہ پھٹکارنے کی ضرورت ہوئی جو ضمیر کے کالموں میں آئندہ ناظرین کی نظر سے گزرے گی۔ یہ ”جزاء سیفہ سیفہ“ مثلاً ہے۔ مرزائی مذہب کی اشاعت نے تو تصویر کشی اور تصویر فروش بلکہ تصویر پرستی کو

فرض کر دیا ہے۔ مگر ہم جواب میں محض ”الضرورات تبیح لمحذورات“ پر عامل ہوں گے اور ضرورت کے وقت انسان پانچا نے میں بھی چلا جاتا ہے۔ لہذا امید ہے کہ ناظرین معاف فرمائیں گے کیونکہ یہ ایک اضطراری فصل ہے اور چونکہ مرزا قادیانی نے تصویر کشی کو فرض جان کر اس کا ارتکاب کیا۔ لہذا یہ اسی کا وبال ہے جو اس پر پڑے گا۔

۳ ..... عجیب معمر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایڈیٹر صاحب تالیف و اشاعت عرصہ تک مرزا قادیانی کے معتقد رہے وہ خود لکھتے ہیں کہ سرسید مرحوم سے بھی مرزا قادیانی کے بارے میں اکثر میرا حارضہ رہا مگر ہلا خردہ طلسم ٹوٹ گیا چنانچہ ایڈیٹر صاحب نے مرزا قادیانی کے لاہور والے لیکچر پر اپنے قلم سے مضحکہ اڑایا اور جب ہم نے یہ لکھا کہ مرزا قادیانی کے باب میں جو کچھ آپ پر القاء یا الہام یا آپ کے کائنات میں کوئی خیال پیدا ہوا تھا۔ وہ شیطانی القاء تھا تو ایڈیٹر صاحب نے اس پر ناک بھوں کیوں چڑھائی۔ اچھا صاحب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ شیطانی القاء نہ تھا بلکہ رحمانی الہام تھا تو آپ اپنے مرشد سے اب کیوں منحرف ہو گئے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیطانی اور رحمانی الہام دونوں انسانوں ہی پر ہوتے ہیں۔ ”پڑھو آیت“ ونفس وما سواها فاللہمھا فجورھا وتقوھا ”دیکھو تقویٰ اور پرہیز گاری دونوں کی نسبت الہام کا لفظ موجود ہے۔ ممکن ہے کہ انسان پر پہلے شیطانی القاء ہوا اور پھر رحمانی القاء ہو جو خرابی اور غلطی میں پڑنے سے بچائے۔ یہ اچھے لوگوں کی صفت ہے نہ کہ ان لوگوں کی جن کا دل بالکل منحرف ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے کیوں برا مانا؟

۴ ..... سچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جموٹے مسیحوں یعنی دجالوں کی پرکھ حسب احادیث نبوی سب مسلمانوں کو ہو گئی مگر نہ ہوئی تو مرزا قادیانی کو کیونکہ ان کی پرکھ تو خود بدولت کو اس وقت ہو جب خود اپنی پرکھ کریں۔ خرابی تو یہی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کو بھولے ہوئے ہیں اور سکتے ہیں۔ مجدد بار بار آئینہ دکھاتا ہے مگر روحانی حس و حرکت کا پتہ نہیں ہونٹوں سے بڑبڑانے کی صدا نکلتی ہے کہ ”انسا المسیح انسا المسیح“ وہ چلے چا پڑ جن کی بچے کی پھوٹ گئی ہے۔ اقرار کرتے ہیں کہ ”آمنّا و صدقنا انت المسیح بن المسیح بن المسیح“ اور آسمانی باپ کہتا ہے ”انت بمنزلہ ولدی بل عین ولدی“ آسمانی باپ یہ نہیں کہتا کہ انت المسیح۔ کیونکہ مسیح (معاذ اللہ) ناخلف تھا اس

میں طرح طرح کے عیب تھے۔ پس وہ ناخلف کے نام سے بھی اپنے خلف لے پا لک کو پکارتا عار سمجھتا ہے۔ حدیث شریف نے تو بڑی وضاحت سے جھوٹے مسیحوں اور دجالوں کی پرکھ بتادی کہ ”کلہم یزعم انه نبی ولا نبی بعدی“

اب ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کیا آپ ختم نبوت کے بعد نبی نہیں بنے اور جس قدر دجال آج تک گزرے کیا انہوں نے یہی دعویٰ نہیں کیا۔ جو آپ نے دنیا میں کیا ہے اور کیا سب کے سب فی الثانی نہیں ہو گئے۔ ان کے ساتھ جو فرعونی اور نمرودی لشکر تھا۔ آپ کے فرشتوں کے خواب میں بھی قیامت تک نہ آئے گا اگر وہ سچے نبی ہوتے تو روئے زمین پر ان کا کوئی تو نام لیا ہوتا۔ حالانکہ انبیاء صادقین کے لاکھوں اور کروڑوں امتی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ ایک دانا بیٹا سچے مسلمان کے لئے یہ پرکھ کافی ہے اور پوری پرکھ ساری خدا کی کو اس وقت ہوگی۔ جب قادیان میں منارے پر چیلیں اور کوئے اور چنڈ اور خود مرزا قادیانی کی روح اُلو کے قالب میں حلول و بدو کر کے بولے گی کہ ”یا بدوح لعنت الله علی بالمساء والصبح انکرت من الروح والسبح وشغلت فی القبوح“

مرزا بار بار بتا رہا ہے کہ میں وہی مسیح ہوں جس کا ذکر قرآن میں مجمل اور حدیث میں مفصل آیا ہے۔ کوئی پوچھے تیرے زعم کے موافق قرآن میں تو اس مسیح کا مفصل ذکر آیا جو مشہد بالمصلوب ہوا یعنی سولی پر چڑھایا گیا مگر مرزا نہیں اور جان بچا کر بھاگ گیا کیا تو بھی سولی پر لٹکایا گیا ہے۔ ہاں مقدمات کے شکبے کو سولی قرار دے تو عجب نہیں جس میں دھر کر ایسا کھینچا گیا کہ بروزی کا بول و براز تک نکل پڑا۔ ضعف جگر اور ضعف گردہ ہو گیا اور ذیابیطس نے آلیا۔ حضور میں اختلاج قلب میں جھلا ہوں۔ میں مورضعیف ہوں۔ میں ٹھٹھا کا ہادا ہوں۔ میں آپ کی غریب اور مسکین گنو ہوں۔ یہ قصائی میرے خون کے پیاسے ہیں یہ تو مشہد بالمصلوب ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔

حدیث میں پیشینگوئی ہے کہ ۳۰ دجال آئیں گے۔ جن میں کم و بیش ۲۰ آچکے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک ایک دجال بھی نہیں آیا۔ مسیح کا آنا تو حدیث میں بھی اور قرآن میں بھی مکرر دجال کا ذکر نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ ہاں انبیاء قیامت تک آئیں گے۔ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ اپنے گزشتہ موروثوں (دجالوں) کے دعوؤں کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے قیامت تک انبیاء کے آنے کا ہرگز دروازہ نہیں کھولا۔ مرزا قادیانی نے ناعاقبت اندیشی کے استرے سے آپ

اپنی ناک کاٹ ڈالی اور اپنی نبوت میں دوسرے انسانوں کو بھی شریک کر لیا۔ بردوزی کی یہ حماقت اور سفاہت قابل دید ہے۔ ارے جب لاکھوں اور کروڑوں انبیاء قیامت تک آئیں گے تو کوئی پوچھے تو کس کھیت کی دسا در ہا بھر جب بے شمار نبی آئیں گے تو بے شمار مسیح بھی آئیں گے۔ کیونکہ تو مسیحیت کا مدعی ہے۔ تجھ میں کیا سرخاب کا پر ہے۔ کہ تو مسیح بھی اور نبی بھی اور جو قیامت تک آئیں گے وہ صرف نبی۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ میں مسیح ہوں اور دلیل یہ ہے کہ انبیاء قیامت تک آئیں گے نہ کہ مسیح۔ پس آپ نے اپنے دعوے کی ٹانگ توڑ دی۔ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ کسی مرزائی کا تو کیا خود مرزا کو استدلال قائم کرنا بھی نہیں آتا۔ دعویٰ کچھ ہے دلیل کچھ۔ دنیا میں مذاہب والے کوئی نہ کوئی دلیل رکھتے ہیں۔ صرف ایک مرزائی مذہب ہے جس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

جس قدر دجال اب تک گزرے مناسب تھا کہ مرزا قادیانی اپنے دعوے کے موافق ان کو نبی ماننا کیونکہ وہ ہم جنس تھے۔ غضب تو یہ ہے کہ ان کو بالکل مسکوت عنہ قرار دے رکھا ہے۔ یعنی نہ ان کو نبی مانا جاتا ہے نہ دجال۔ آخر دال میں کچھ تو کالا ہے۔ انفسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو قیامت تک آنے والے لاکھوں انبیاء کی پرکھ تو ہو گئی مگر دجالوں کی پرکھ نہ ہوئی جو لے دے کر کل تئیں ہیں۔ مطلب غالباً یہ ہے کہ جیسا میں نبی (دجال) ہوں۔ ایسے ہی قیامت تک لاکھوں نبی (دجال) آئیں گے مگر ہم کہتے ہیں کہ وہ دجال نہ ہوں گے بلکہ دجال کے بیٹے پوتے پڑوتے سردتے وغیرہم ہوں گے۔

## ۵ ..... وہی آسمانی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ذرا بھی ربح کی سرسراہٹ ہوئی اور آسمانی نشان چمکتا ہوا ظاہر ہوا۔ پیٹ میں باڈو گولے دوڑے اور آسمانی فتح کی توہیں گرجنے لگیں۔ پھر ایسا بڑا نشان جس میں آسمانی باپ کی مدد سے لے پالک تعزیر کی پھکی پیٹنے سے بچا جمانے ہی پر ٹٹی۔ ایمان لانے اور ایمان کا ستارہ چمکانے کو کیا کم ہے۔ مرزا اور مرزائی کہیں گے کہ ہم تو ہر وقت آسمانی نشان دیکھ رہے ہیں۔ ضرورت تو منکر دوں اور مخالفوں کو نشان دکھانے کی تھی۔ بلا سے ہم پر جرم مانہ ہوا۔ مخالفوں پر بھی تو ہو گیا۔ بس یہی مقصد تھا اور اسی کا نام آسمانی نشان ہے کہ سب پر عبرت پڑ گئی۔ لیکن باد صغیر مرزا قادیانی کے دعوے کے کہ طاعون میرے خروج کا آسمانی نشان ہے۔ جب مرزائی بھی اس کی سمیٹ چڑھتے ہیں تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہم طاعون کی سمیٹ میں آ گئے تو کیا ہوا، مخالفین بھی تو آ گئے۔ بلکہ حتی الوسع



اول تو طاعون سے مرزائیوں کی ہلاکت کا انکار ہی کیا جاتا ہے اور جب بھاڑ اچھوٹ جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ طاعون کی دہلی افراط و تفریط نہیں ہوئی جیسی مخالفوں میں اور جب افراط تفریط بھی ہوتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جو مرزائی مرے وہ بچے مرزائی نہ تھے۔ وہ کٹر منافق تھے نہ کہ مؤمن۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ کوئی ایسا مرزائی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا جس نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہو۔ پس آسمانی نشان کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ اندھوں کی آنکھوں کا قصور ہے اور چونکہ منافق مرزائی جو طاعون کا شکار ہوئے۔ ان کا جہنمی ہونا ضروری ہے۔ لہذا اب سب مرزائیوں کو جہنم میں جانے کے لئے کان جھڑ جھڑا دینے چاہئیں۔ کیونکہ آسمانی باپ نے سچے مرزائیوں کے ماتھے پر ایمان کا ٹیکا نہیں لگایا کہ فلاں مؤمن ہے اور فلاں منافق ہے۔ اب تو آسمانی نشان یہی ہے کہ طاعون سے جو مرزائی مر گیا وہ منافق ہونے کے باعث جہنمی ہوا اور جو بچ رہا وہ اچھا خاصہ مچھلا چھلایا گھڑا گھڑایا مرزائی ہے۔ یہ ہے آسمانی نشان جس کے طوفانوں میں مرزائی جہاز چل رہا ہے۔

جس قدر دجال اب تک آئے انہوں نے یہی کہا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ہم پر ایمان لاؤ ورنہ ناری ہو گئے۔ اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انبیاء قیامت تک آئیں گے۔ اس صورت میں سب پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ گزشتہ انبیاء اور ان کے صحیفے مسترد ہوں گے۔ بلکہ ہر آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کے صحیفے کو مسترد کرتا چلا جائے گا۔ کیونکہ ایمان لانے پر مجبور کرنے کے یہی معنی ہیں جو مرزا قادیانی کے خوارق سے ظاہر ہو رہے ہیں کہ یہی مسیح مر گئے تمام انبیاء مر گئے اور ساتھ ہی ان کے صحیفے اور کتابیں بھی زمین میں دفن ہو گئیں۔ اور نبی بننے کو اس آزادی کے زمانے میں مصالحہ ہی کیا لگتا ہے ہر ایک مکار اور مفتری دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ مجھ پر الہام اور وحی کا نزول ہوتا ہے۔ الہام اور وحی کوئی ایسی شے تو نہیں جو محسوس طور پر معلوم ہو سکے اور الہام و وحی بھی صرف اس قدر کافی ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں، بکلمہ اللہ ہوں، خدا کا بھولہ ولد ہوں، خدائے تعالیٰ عرش پر بیٹھا بڑی محبت اور چاؤ اور بھڑاس سے میری طرف دوڑتا ہے میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں اپنے منہ میاں مٹھو ہوں وغیرہ۔

حالانکہ انبیاء کے صحیفے اور کتابیں دین و دنیا کے قوانین ہوتے ہیں جو وحیوں کو انسان بناتے ہیں۔ کیا کوئی دجال انسانوں کی اصلاح کا پتواڑا بغل میں لٹکرایا ہے اور اس کو دنیا میں پھیلایا ہے۔ بجز خالی خولی آبلہ فریب دعوؤں کے کوئی دجال کچھ بھی نہیں کر سکا۔

آنحضرت ﷺ نے تو کھلم کھلا ”علی رؤس الاشهاد“ فرمایا کہ ”لا نبی

بعدی“ اور قرآن ناطق ہوا۔ ”ولكن رسول الله وخاتم النبيين“ مگر دجالوں میں چونکہ کوئی جذبہ اور کرشمہ نہیں ہوتا۔ لہذا کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ میرے بعد دوسرا دجال نہ آئے گا اور گزشتہ دجال نئی نہ تھے میں ہی نئی ہوں۔ بھلا مرزا قادیانی سے تو کوئی اقرار کرائے کہ مسئلہ الکذاب اور اسودغسی وغیرہ دجال تھے۔ جب انبیاء نے اپنے سے پہلے انبیاء کو مانا ہے تو دجال دجالوں کو کیوں نہ مانیں۔

لیکن اب دجالوں کا یہ قاعدہ اور یہ ناموس جاتا رہا کیا معنی کہ مرزا قادیانی لندن میں مسٹر پکٹ اور فرانسس مسیح ڈاکٹر ڈوٹی اور سوامی ملا کو نہیں مانتے نہ وہ مرزا قادیانی کو مانتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو نہیں مانتا۔ پس قدرتی طور پر چاروں دجالوں کی قلعی کھل رہی ہے۔ اور اسی طرح آئندہ بھی انشاء اللہ قیامت تک کھلتی رہے گی۔ کیا طاقت ہے کہ ایک دجال دوسرے دجال کی برائی کر سکے۔ اس کے منہ پر قدرت الہی مہر لگا دیتی ہے۔ کیونکہ دجال کا دجال کی برائی کرنا اور اس کا منکر ہونا آپ اپنی برائی کرنا اور اپنی دجالت کا منکر ہونا ہے۔ دجال کبھی دوسرے دجال کی برائی نہ کرے گا۔ ہاں اس کے مقابلہ میں انبیاء کی برائی کرے گا۔ مرزا قادیانی کو دیکھ لیجئے کہ مسئلہ الکذاب اور اسودغسی کی برائی بھولے سے بھی نہیں کرتے۔ ہاں مسیح کو ان کے مقابلہ میں براہتا نہیں گئے۔ دجال کی دجالت کی بڑی بھاری علامت یہی ہے کہ انبیاء کو گالیاں دے۔ ہاں ہم یہ یقین دلا چکے ہیں اور پھر دلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی دوسرے دجالوں کی طرح کھٹیل دجال ہیں۔ دجال اکبر نہیں ہیں۔ ان میں کسی قدر ترجیح کی یہ فتح ضرور ہے کہ دوسرے دجالوں نے انبیاء کو گالیاں نہیں دی۔ اس میں تو مرزا قادیانی ہی فرد ہیں۔ لانا ذرا مستحقری مجھوں اور روغن بادام میں دم کی ہوئی زعفرانی بریانی کا تھال۔

آنحضرت ﷺ نے تو صاف طور پر فرمادیا کہ میرے بعد ۳۰ دجال آئیں گے۔ بھلا مرزا قادیانی سے تو کوئی اقرار کرالے کہ دنیا میں کوئی دجال آیا ہے یا آئندہ آئے گا۔ حالانکہ تین کلمہ تو دجال ان کے سامنے موجود ہیں۔ کیوں ان کا مہر انہیں لیتے اور میدان میں نکل کر کیوں ان کی ٹنگری نہیں کھینچتے۔ اتنا ہوتا بھی ہو۔ لندن دجال اور فرانسس دجال مرزا قادیانی کے منہ پر دلائی بوٹ مار کر کہہ سکتے ہیں کہ تم مسیح کیونکر ہے جبکہ ہمارے آسمانی باپ کے اکلوتے بیٹے کو گالی ڈیٹا ہے۔ ڈام فول۔ بھلا کوئی مسیح بن کر بھی مسیح کو گالی ڈیٹا سکتا ہے یہ تو تمہارا ان نچرل رول ہے۔ نچرل مسیح ہم ہے جو یسوع مسیح کو مانتا ہے۔

مرزا قادیانی ہار ہار یہ راگ الاپتے ہیں کہ اگر میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہ آتا تو

میرے ساتھ اتنی جماعت نہ ہوتی۔ ہم کہتے ہیں اول تو دس بیس ہزار کی جماعت کوئی با وقعت جماعت نہیں۔ دوم..... کسی بات پر جم غفیر کا حشوق ہو جانا دلیل حقانیت نہیں۔ ہندوستان میں ۲۲ کروڑ جنود ہیں۔ کیا بمقابلہ ۶ کروڑ مسلمانوں کے یہ حق پر ہیں؟ سالی ملّا کے ساتھ لاکھوں کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا وہ حق پر ہے اور سچا مہدی ہے؟ علی ہذا اندنی مسیح اور فراتیسی مسیح کے ساتھ حقاء کا کچھ کم ہجوم نہیں۔ آپ کی دلیل کے موافق سبھی کو حق ماننا پڑے گا۔ سوم..... اگر آپ حق پر ہوتے تو سینکڑوں آدمی رسی تڑا کر نہ بھاگتے۔ آج کے روز لو لے لنگڑے، اپاج ہی اصلیل میں کیوں نظر آتے۔ اور کس کو معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ ذرا جیل دیکھئے۔ تیل کی دھار دیکھئے۔ سوڈانی مہدی تو پٹے کی برابری بھی آپ کے دم خم نہیں جس کی قبر سے ہڈیاں تک اکھاڑ کر رودنیل میں بہا دی گئیں۔

## ۶ ..... مرزائی مذہب اور عیسائی مذہب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم پادریوں اور ان کے ہم خیال انگریزوں پر ہمیں پرجہیں ہے جو گورنمنٹ کو ترغیب دیتے ہیں کہ تمام ہندوستان کو عیسائی بنایا جائے تاکہ ان کا باہمی اختلاف مٹ جائے۔ لیکن کیا مرزائی مشن یہ کوشش نہیں کرتا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا مرزائی بن جائے مگر انہوں نے کہ مرزائی مذہب ہم شمس ہو گیا ہے اور اس کے مقابلہ میں۔ عیسائی مذہب بہت کامیاب ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر مذہب کے لوگ چوڑے چھار تک داخل ہو رہے ہیں اور مرزائی مذہب میں یا تو جاہل حقاء یا اپاج مسلمان داخل ہوتے ہیں۔ چوڑھوں تک نے مرزائی مذہب پر بھاڑ مار دی مگر خبیث طلیع سلہاء اس مذہب میں یوں مل گئے جیسے گوہ میں موت اور کوڑے میں کرکٹ اور بول دیراز میں سلسلے کپڑے۔ اب تو کامیابی کی کسی طرح صورت نظر نہیں آتی۔

بہتر ہوتا کہ مرزا قادیانی اپنے بھائی امام الدین کی سنت پکڑتے اور مرزائیت کا ٹوکرا صرف بھگیوں کے سر پر کھتے تو ضرور مرزائیت کے فرائض سے سبک دوش ہو جاتے۔ انہوں نے کہ ایک مامور دنیا میں آیا جسے ہندو، مسلمان، عیسائی آریا، بودھ وغیرہ تو کیا قبول کرتے۔ حلال خوروں تک کے دلوں میں اس کی جانب سے غبار اور کدورت بیٹھ گئی۔ جب مرزا قادیانی مسیح دوران اور امام الزمان ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حلال خوروں کی گرد بھی مرزائی ہے اور قبا اور عمارے پر نہ پڑنے دیں۔ کیا حلال خور انسان نہیں ہیں؟ کیا حلال خوروں کو اسلامی علماء نے مسلمان نہیں کیا۔

پھر اپنے بڑے بھائی امام الدین پر جو لٹل جھکیوں کا لالہ گرو تھا۔ کیوں کھورولاتے ہیں۔ غرض تو بھیڑ بھاڑ سے بے کوئی ہو مرزا امام الدین کی روح بحالت یاس یوں غنغنائی ہے۔

خاکسارانِ جہان را بحقارت منکر

توجہ دانی کہ دریں محرد سوارے باشد

۷ ..... بے معنی الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو قبل از فیصلہ مقدمات آپ پر یہ الہام ہوا تھا ”قد جاء الدين من النصرۃ ثم سيعود من النصرۃ“ (تذکرہ ص ۵۲۰ طبع ۳) ”واہ رے آسمانی باپ تیرے الہام کے کیا کہنے ہیں۔ کیا صبح اور صبح الہام کیا ہے۔ یعنی دین فتح سے آیا ہے اور غنغنا یہ فتح سے لوٹے گا۔ اتنی خبر نہیں کہ فتح سے لوٹنا شکست کھانا ہے۔ یحود کا صلہ تو ای آتا ہے اگر اہل النصرۃ ہوتا تو یہ معنی ہوتے کہ دین فتح کی طرف سے آیا ہے اور فتح سے پھرے گا یعنی شکست کھائے گا۔ دوسرا جملہ تو صحیح ہے مگر پہلا جملہ بالکل خلاف واقع اور غلط ہے کیونکہ آپ کو تو اول داخر ہر طرح شکست ہی ہوئی۔ دغا کا دعویٰ جو آپ نے کیا تھا خارج ہوا، لائبل کا دعویٰ جو آپ پر ہوا اس سے سزا ملی۔ آسمانی باپ بالکل خرف ہو گیا ہے۔ بوکھلا گیا ہے۔ پھر کیا یہ عدالت سے دین کی جنگ تھی۔ یہ تو خود غرضی اور طلب شہرت اور نفسانیت کی جنگ تھی جس میں سر نہ چا ہوا اور قدرتی طور پر ہمیشہ مغروروں اور متکبروں کا سر انچا ہونا چاہا آیا ہے مگر جبرت کسے؟

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم نومبر کے شمارہ نمبر ۴۱ کے مضامین

۱.....	قطبہ تاریخ سزایابی مرزا غلام احمد قادیانی۔	مولانا ابوالمنصور محمد عبدالحق سرہندی!
۲.....	پانچواں دجال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳.....	مرزا قادیانی کسج موعود ہیں یا آریا؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۴.....	مرزائیت کی کشمی تاویلات کی طوفان میں ڈالو اس ڈول ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۵.....	دجال کی علامت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۶.....	مرزائیت سے توبہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... قطعہ تاریخ سزایابی مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا ابوالنظر محمد عبدالحق سرہندی!

ہوئی کذاب کی ظاہر نشانی	مجرم غلام قادیانی
چلائی تیغ قلمی و بزبانی	ستایا غلق کو ظالم نے لیا کیا
کہ ہے طاعون میرا یار جانی	کبھی طاعون کی دھمکی دکھائی
سزا واجب ذرب لسانی	ملی انصاف سے حاکم کے اس کو
ہوئی مقطوع وحی آسمانی	تمام الہام کی ترکی ہوئی اب
ہوا داعی مسیح قادیانی	سر الہام سے منظور لکھو

۱۳۲۲ھ

۲ ..... پانچواں دجال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

چار دجال تو اس وقت موجود تھے ہی یعنی ایک ہندو مسیح، دوسرا فریسی مسیح، ڈاکٹر ڈوٹی، تیسرا ملا عبد اللہ سومالی، چوتھا مرزا قادیانی، اب مرزائی کہتے ہیں اور اپنے نزدیک بڑے مضبوط دلائل سے ایک کتاب چھاپ رہے ہیں اور ٹھیک حلیہ وغیرہ بتا رہے ہیں کہ اس صدی کا دجال ملا عبد اللہ چکڑالوی ہے جو صرف قرآن کو مانتا ہے اور احادیث کو زید و عمر کی گھڑی ہوئی کہانی یقین کرتا ہے۔ لیکن ملا چکڑالوی سے تو پوچھو کہ وہ مرزا قادیانی کو کیا سمجھتا ہے؟ علی ہذا پانچواں ایک دوسرے کی نفی کر رہے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ملا چکڑالوی نے مسیحیت یا نبوت کا ابھی تک دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں حضرت ﷺ کو نفوی معنی سے رسول (قاصد یا چشمی رساں) مانتا ہے۔ ایس ہم غنیمت است۔ بس اب چار دجال رہ گئے۔ اگر چہ ان میں سے تین تو عیسیٰ مسیح کے منکر نہیں مگر مرزا مکر ہے اور ان کی شریعتوں کا ناخ ہے۔

تعجب ہے کہ آج تک کسی دجال نے دوسرے دجال کا انکار نہیں کیا۔ خود مرزا قادیانی کو دیکھ لو کہ بعض انبیاء کا ذکر تو حقارت سے کرتے ہیں مگر جملہ ۲۰ دجالوں کے کسی دجال کا نام بھولے سے بھی نہ لیں گے۔ کیونکہ پانی مرتا ہے مگر بیسویں صدی کا یہ عجیب خرقہ منجم ہے کہ ہر دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔ افسوس ہے کہ دجالوں میں نہ تو باہمی اخوات ہے نہ قومی ہمدردی ہے

ایک دوسرے کو کالے کھاتا ہے اور قابو چلے تو ہر ایک اپنے حریف کو کچا ہی بھجھوڑ کر کھا جائے۔ افسوس ہے کہ ان میں نیشیلیٹی اور نیشن نہیں۔ کیا اچھی بات ہو کہ سب متفق ہو کر دنیا کی چاروں کھوٹ و ہالیں اور باہمی سمجھوتا کر لیں۔ کہ ”نصفی و نصف لکم هذا قوم جاہلین“ اور فی الحقیقت باوصف و عوے تہذیب اور شانگی کے دنیا حماقت و وحشت کی غلام بنی ہوئی ہے۔ ورنہ ایک ہی زمانہ میں اتنے دجالوں کا خروج غیر ممکن تھا۔ تو تاریخ شاہد ہے کہ ہر زمانہ میں بلا شرکت غیرے ایک ہی دجال پیدا ہوا ہے مگر خود موجودہ دجالوں کے اقوال کے موافق بیسویں صدی میں پانچ دجال آکودے ہیں اور جب کہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو دجال بتا رہے ہیں۔ تو دنیا کو ان کی تردید کی کیا ضرورت رہی۔ یہ بلائیں اس وقت دفع ہوں کہ سب کے سب آپ ہی اپنی آتش رشک و حسد میں جل کر فی النار ہو جائیں اور ”اذا تعارضوا متساقطاً“ کا جلوہ نظر آئے ورنہ وہ دن قریب ہے کہ آپس کی پھوٹ اور فسادخوں سے ان کا عنصر پھوٹ نکلے گا اور پھر تمام چیلے چاڑسر پکڑ کر پھوٹ پھوٹ روئیں گے۔

ہم کو مذہب پورچین گورنمنٹ پر رہ رہ کر غصہ آتا ہے کہ ان کے عہد میں دجالی حشرات الارض کی طرح خروج کر رہے ہیں۔ گویا دجالوں کی نانی یورپ میں گورنمنٹ کی عطا کی ہوئی آزادی ہے۔ اسی علامہ فہامہ نے دجال پیدا کئے ہیں اور ابھی تو تاننا لگا ہے۔ دیکھتے جائیے یہ حاملہ کتنے دجال بنتی ہے۔

برٹش گورنمنٹ سوڈانی مہدی اور سوما لی ملا کا سر کچلنے کو تھی کیونکہ وہ بظاہر صرف مصری گورنمنٹ کا رقیب تھا۔ اگرچہ فیل روڈنیل کے روٹ میں اپنا بھی حصہ تھا مگر کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے سمجھوں کا سر نہیں کچلتی۔ مسٹر ہکٹ تو اپنے ہی بدن کا خون ہے۔ علی ہذا ڈاکٹر ڈوئی فرانسیسی گورنمنٹ کی دیک کا باورچی ہے۔ پس کچھڑی ہر طرح بیاڑوں ہی کے کچے میں ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے کوئی پولیٹیکل انجینئرس قائم نہیں کیا۔ علی ہذا قادیانی مرزا بھی یہی لکھتا ہے کہ میرا مشن صرف مذہبی ہے۔ اور میں مذہب اسلام کی اشاعت کرتا ہوں۔ لیکن یہ ایک کھلا کید ہے۔ کیا دین عیسوی کی اشاعت کے لئے پادری اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے علماء اسلام کچھ کم نہیں۔ موجودہ آزاد زمانے میں مذہبی اشاعت کا کوئی حرام نہیں۔ پھر مسیح یا دجال بننے اور گرم بازاری اور جھگڑے کی منادی کرنے اور اپنی طاقت کو فوق طاقت بشری بنانے کے بھی معنی ہیں کہ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔

یوں کہو خدا نے سب کو نائن نہیں دیئے ورنہ مذہبی انجینئرس اور پولیٹیکل انجینئرس

دونوں ایک تھے اور ایک دوسرے کو فیلنگ پہنچانے کا اچھا خاصہ پسپ تھا۔ مذہبی جماعتیں بالآخر پولیٹیکل جماعت ہو گئے ہیں گزشتہ دو چالوں نے اپنے کو اول اول مذہبی لیڈر اور مذہبی رفارمر قرار دیا مگر دیکھ لو انجام کیا ہوا۔ ادھر ہر چیونٹی کے پر لگے ادھر معدوم ہوئی۔ ہاں خلق اللہ کی جاہلی اور خونی زبانی کے بعد۔

ہم گورنمنٹ کو ہوشیار کرتے ہیں کہ مذہبی رفارم کے مدعی (مسح اور مہدی اور نبی) بالکل منافق ہیں۔ ان کی کارروائیاں ان کی نیت کا آئینہ ہیں۔ مذہبی ہادی اور پیشوا جتنے میں کوئی خرابی نہیں نہ شک کا کوئی موقع ہے تمام علماء تمام مشائخ، تمام اسقف تمام فیسس مذہبی پیشوا ہیں۔ ہاں مہدی یا مسیح بنا ہر طرح خوفناک ہے کیا وجہ ہے کہ اسلام کے کسی عالم یا شیخ سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض مشائخ اور علماء کے پیرو اور معتقد اس وقت لاکھوں موجود ہیں۔ مولانا سید نیر حسین صاحب دہلوی مرحوم ہندوستان کے دس لاکھ اہلحدیث کے شیخ الکل تھے۔ مرزا کو تو اتنے معتقدین خواب میں بھی تا قیامت نظر نہ آئیں گے۔ اور اس وقت میاں صاحب کے جانشین بڑے بڑے علماء موجود ہیں اور سب اپنے شیخ کی طرح سنت و توحید کی اشاعت میں سرگرم ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ان پر نہ گورنمنٹ کو شک گزرتا ہے نہ پبلک کو۔

علی ہذا کچھ کم آٹھ کروڑ مسلمان اپنے مشائخ اور صوفیاء کو مانتے ہیں اور ان کے تابع ہیں۔ اگرچہ ان کا سلسلہ خاندان جدا جدا ہے مگر سب کے سب عقائد کے اعتبار سے متفق ہیں اور جملہ مشائخ کو مانتے ہیں لیکن آج تک نبوت و مسیحیت و امام الزمان ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا کہ میں بھی حق پر ہوں۔ بھی پر ایمان لاؤ ورنہ دنیا میں واجب القتل اور عقیقہ میں دوزخ کی چشمیاں بنو گے۔

اب ۲۴ کروڑ ہندو کو دیکھیے یہ بھی اپنے مہاتما گرو اور مہتوں اور سناسیوں اور مندروں کے پرودھوں اور پوجاریوں اور تیاک اور تپشیا کرنے والوں کو مانتے ہیں مگر ان کے کسی کھائیں اور گرو نے یہ نہیں کہا کہ میں کل جگ ادھار ہوں۔ میری ہی مورتی کی پوجا کرو اور سب مورتیوں کو مندروں سے نکال کر گنگا یا جمناس میں ڈبو دو۔

لاکھوں دیانتداری آریا ہندو سے مختلف ہیں مگر یہ وہ بھی نہیں کہتے کہ سرستی دیا مندی کلجک ادھار ہیں اور ان میں ان انچرل صفات تھیں جیسے مرزا قادیانی میں قادیان میں بیٹھے بیٹھے۔ آسمانی باپ سے لے پالک نے ہالک ہٹ کر کے مخالفوں کے لئے طاعون کو پلو الیا اور اس نے سب کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ اور مرزا قادیانی صرف ہلاکت کی پیشینگوئیاں کرنے میں عالم

الغیب ہیں اور ان کی بددعا تو ایسی تیز بہدف ہے جیسے جاپانی اڈو کی توپوں کے گولے روسیوں کے بھیجوں پر۔ اور جنرل ہیک ہسبنڈ کے ہم کے گولے تبت کے لاماؤں کے کلجیوں پر۔

گورنمنٹ کی یہ پالیسی کہ وہ مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی بہت برجستہ ہے لیکن مذہب کہاں ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں اسلامی نبی ہوں۔ لیکن وہ درحقیقت اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ پس گورنمنٹ کو علماء اسلام کے فتوؤں پر جو مرزا قادیانی کے حق میں ہیں نظر کرنا اور دعوے نبوت سے اس کو روکنا چاہئے کیونکہ اس قسم کے دعوے ہمیشہ مضرت ثابت ہوئے ہیں اور کامل یقین ہے کہ گورنمنٹ کی ایک ہلکی سی ڈانٹ میں نبوت و مسیحیت کٹی ہوئی گڈی بن جائے گی۔

۳ ..... مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں یا آریا؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ لکھی تو اکثر حصے آریوں کے جواب اور رد میں تھی۔ سرمہ چشم آریا لکھا تو اسی گروہ کے جواب میں تھا تصدیق لکھوائی تو اسی فرقہ کے رد میں۔ نور الدین لکھا گیا تو اسی مذہب کے جواب میں غوغا مچا تو اسی گروہ کے شرمندہ کرنے اور ان کی حیا سوز مسئلہ غوغا کے نتائج قبیحہ دکھانے کو تسیم دعوت وغیرہ کئی کتابیں لکھیں۔

مرزا نے اپنے لاہوری لیکچر میں کہتے کہتے بے ساختہ کسی جذبہ میں کہہ مارا کہ خدا چونکہ قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں۔ (لیکچر لاہور ص ۳۹، خزائن ج ۲۰ ص ۱۸۲)

مطلب مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ موجودہ دنیا کو قدیم نہیں لیکن اس سے پہلی دنیا اور اس سے پہلی دنیا علیٰ ہذا القیاس دنیا کا سلسلہ قدیم ہے جب سے خدا ہے تب سے مخلوق ہے یا یوں کہئے کہ خدا کی قدامت اور دنیا کی نوع کی قدامت برابر چلی آئی ہے۔

اب اسی مسئلہ کی بابت سوامی دیانند بانی آریا سماج کی کتا بھی سنئے جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن اور نيزوں کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش کے بعد فنا اور فنا کے بعد پیدائش کا دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں۔ البتہ جیسے دن اور رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش اور فنا کا آغاز اور اختتام ہے۔ (انتہا تھوس ص ۳۹۵)

ناظرین! ان دونوں عبارتوں کو ملا کر پڑھیں۔ لفظ تو بے شک مختلف ہوں گے مگر مضمون بالکل ایک ہے۔ بعد غور کرنے کے ہمارے مضمون کی تصدیق کا ایک کارڈ ہم کو لکھیں کہ ہم نے کوئی



غلطی کی ہے یا مرزا قادیانی خود ہی دل سے آریوں کی حمایت میں ہیں۔ آریا اس موقع پر مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھیں تو بجا ہے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی  
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

آریا اور مرزائیوں کے اس وحدت الوجود پر تو ہم ان کو مبارک باد دیتے ہیں لیکن مسئلہ کی غلطی اظہار کرنے کو مختصراً اتنا کہتے ہیں کہ نیوگ کی سچائی کے بعد بھی ایک مسئلہ ہے جو آریا سماج کو اہل علم کے ماننے کے لائق نہیں رہنے دیتا۔ ایک مرزا قادیانی نہیں بیسیوں مرزا بھی مل کر اس مسئلہ میں حامی اور مددگار بن جائیں جو کچھ امداد کریں گے۔ اس سے زیادہ نہ ہوگی۔

سگ چوترا شد پلید تر باشد

سنئے کچھ شک نہیں کہ دنیا اجسام کا نام ہے۔ (مادہ اگر آریوں کے خیال میں کوئی شے ہے تو اس کا نام دنیا نہیں وہ ایک مفرد حالت میں ہے) اور اجسام کتنے ہی ہوں۔ مگر سب مرکب ہیں اور مرکب کوئی بھی ہو حادث ہے کیونکہ اس کی ترکیب ہی بتلا رہی ہے کہ میرے اجزاء ایک وقت میں از ہم جدا تھے۔ نتیجہ صاف ہے کہ کوئی جسم قدیم نہیں کوئی دنیا قدیم نہیں۔ دنیا کا سلسلہ قدیم نہیں۔ علاوہ اس کے جب دنیا کا ہر فرد حادث ہے تو مرزا قادیانی کی یا آریا سماج کی کوئی منطقی دلیل ہے کہ اس کے نوع کو قدیم کہا جائے کیا کسی نوع کا وجود خارجی بغیر کسی فرد کے ہو سکتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ سلسلہ کے تمام افراد تو حادث ہوں مگر سلسلہ اس کا قدیم ہو۔

۴ ..... مرزا ایت کی کشتی تاویلات کے طوفان میں ڈانواں ڈول ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قرآن مجید آئینہ کی طرح بالکل صاف و شفاف ہے اگر کچھ بھی صحیحہ کی یا اشکال ہوتا تو اس کی ہدایت کا آفتاب مشرق سے لکیر لے کر مغرب تک ہرگز تاباں نہ ہوتا کیونکہ مشکل اور مغلق کلام سے ہدایت تائید کا ہونا غیر ممکن ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن پاک تاویلات کا محتاج ہے۔ یعنی مفصل اور کھل نہیں اور تاویلات بھی وہ کہ نہ مسئلہ کذاب کو سوچھی نہ اسود غشی کو۔ نہ دجالوں کے کسی گرو گھنٹال اور گھڑ دادا کو۔

آپ مسیح بھی بنے اور نبی بھی اور اہام الزمان بھی۔ لیکن نہ مسیحوں کے لئے نہ یہود کے لئے نہ مسلمانوں کے لئے پھر کس کے لئے۔ چند خود غرض یا بوالہوس نام کے مسلمانوں کے لئے اور جب کہا جاتا ہے کہ مسیحیت کا کوئی کرشمہ اور نبوت کا کوئی معجزہ دکھاؤ تو فرماتے ہیں۔ کہ معجزہ کسی

نبی نے بھی نہیں دکھایا۔ کیونکہ مردوں کا زندہ کرنا نچر کے خلاف ہے۔ اور آسمانی کتابوں میں کہیں بھی معجزات کا ذکر نہیں۔ کیونکہ..... نچر ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور انبیاء کو معجزہ دکھانے کی ضرورت نہیں۔ مگر خود بدولت کو ضرورت ہے۔ آسمانی نشان (معجزہ) ہمیشہ دکھایا جاتا ہے مقدمات میں معجزہ طاعونی اموات میں معجزہ، گدھے کی لات میں معجزہ۔ الفرض آپ مجسم معجزہ ہیں اور دعوے سے کہتے ہیں کہ میں کوئی ساڑھے اڑھائی سو آسمانی نشان دکھا چکا ہوں اگر یہ نچر کے خلاف ہیں تو جھوٹے کے منہ میں وہ اور اگر نچر کے موافق ہیں تو کوئی جھٹ نہیں۔ یعنی معمولی باتیں ہیں۔ پھر آپ پر کوئی کیوں ایمان لائے۔ آخری مداری کے پاس کچھ تو مسالا ہو۔ تاویل میں بھی بے سعی اور قائل مضحکہ جب کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ مسیح کا ایک نشان ہے ”وان من اهل الكتاب الا ليقضن به قبل موته الآیہ“ یعنی عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر تمام اہل کتاب ان کی وفات یا اپنی وفات سے پہلے ایمان لائیں گے۔ اور یہ ان کا باہمی اختلاف مٹ جائے گا۔ تو آپ اس صاف اور صریح آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یوحنا بن ماری کا میغہ ہے۔

یعنی اہل کتاب عیسیٰ مسیح کے واقعہ صلیب پر ایمان لا چکے ہیں۔ یہ وہ تاویل ہے جس کو سن کر خود جال کو بھی مارے غیظ و غضب کے بخار چڑھ جائے اور ایک میزان و معصب پڑھنے والا بچہ بھی لے پالک کے منہ پر تھمڑ سید کرنے لگے کہ بڑا غشش کیا میں میں کرتا ہے؟ پھر مقصود مسیح پر ایمان لانا ہے۔ یا واقعہ صلیب پر۔ دوم..... آیت میں قبل موت حشو ٹھہرتا ہے کیونکہ ایمان لانے کو موت و حیات سے کیا علاقہ۔ عیسائیوں کا ایمان بے شک صلیب پر ہے۔ مگر یہود کا ایمان صلیب اور کفارہ پر کہاں ہے۔ یہود اچھے کو دے ضرور کہ ”انا قتلنا المسیح“ مگر خوشی کی اچھل کود پر ان کا ایمان ایسا ہی ہے جیسا مرزا اور مرزائیوں کا وفات مسیح پر اور اس صورت میں یہودیوں اور مرزائیوں میں کیا فرق رہا؟

انہوں نے بھی مسیح کو مارا۔ انہوں نے بھی، دونوں پہلے برابر ہو گئے۔ خدائے تعالیٰ تو یہود کے دعوے قتل و صلب کی تردید فرمائے کہ ”وما قتلوه وما صلبوه“ اور مرزا اور مرزائی یہود کے ہم زبان ہو کر کہیں کہ ”قتلنا، قتلنا، قتلنا“ یعنی ہم نے مارا! ہم نے! ہم نے! اور حقیقت میں مرزائیوں کی فتح بھی یہودیوں کی فتح سے کم نہیں اور جب خود لے پالک عدالت کو داسپور کی صلیب پر چڑھ کر اور مشہد ہا مصلوب ہو کر فحش گمیا ہے اور اب اپنی موت مرے گا تو عیسیٰ مسیح کے مصلوب اور مشہد ہا مصلوب ہونے کی پوری تصدیق ہو گئی اور مسیح سے مماثلت تامہ ظہور میں آئی۔ اس سے بڑھ کر فحش اور آسمانی نشان کا اور کیا ظہور ہو گا؟ اور ہم پیشگوئی کرتے ہیں

کہ مرزائی اخباروں اور رسالوں میں اس فتح کی بڑی دھوم دھام ہوگی اور مرزا قادیانی کی مسیحیت پر بھی دلیل قائم کی جائے گی۔ انشاء اللہ اور اپیل میں کامیابی ہوگی۔ یعنی جرمانہ معاف ہو گیا پھر تو فتح لکھنے کی مسح سے پوری ممانعت ہوگی۔

کیونکہ مرزائیوں کے نزدیک جرمانہ موت سے کم نہیں۔ یہ سات سو روپیہ جو عدالت کی جہنم میں کفارہ مسیح کی طرح جھوٹا گیا ہے۔ مستحقوری مجنوں اور لے پالک کے پو پلے منہ کے زعفرانی اور چند بے دستری حلوؤں میں کام آئے گا۔ ورنہ ضعف اور اختلاج قلب عمر طبعی تک ابھی نہ پہنچے دے گا۔

مرزا قادیانی جو آیت ہالاکہ بے معنی تاویل کرتے ہیں تو ان کو یہ رونا ہے کہ صلی مسیح علیہ السلام پر تو تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔ اور مجھے کوئی عیسائی، کوئی یہودی و مزی کو بھی نہیں پوچھتا۔ حلال خوروں تک نے کوڑے کرکٹ کے برابر نہ سمجھا۔ پس قرآن کریم کو لا طائل تاویلات سے مسخ کر کے اپنے عقائد میں سرخرو ہونا اور سواد الہیہ فی الدارین کا سرمایہ جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اب بجائے آیت قرآنی کے یہ عبارت ان پر صادق آتی ہے ”اهل الکفاسة ایضاً یؤمن بمنزلة الولد“ یعنی حلال خور بھی آسانی باپ کے لے پالک پر ایمان نہ لائے۔ افسوس آرزوؤں پر جھاز و پھر گئی اور امیدیں زمیں میں دفن ہو کر گل سڑ کر کھاد ہو گئیں۔ اچھا فی النار واسطر۔

## ۵ ..... دجال کی علامت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنی کتاب (فتح الرام کے ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰) میں لکھتے ہیں کہ: ”یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ گواہ اس کے لئے نبوت تامہ نہیں تاہم وہ جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے۔“ حالانکہ حدیث شریف میں اس امر کی نفی ہے کہ امت محمدیہ میں محدث (نبی) پیدا ہوں گے۔ چنانچہ (بخاری ج ۵ ص ۵۸) میں ہے ”لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکون انبیاء فان ینک فی امتی احد فانه عمر“ ”گزشتہ امتوں میں چند لوگ محدث ہوئے ہیں جو نبی نہ تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا محدث ہو تو وہ عمر ہے۔“ دیکھئے حدیث میں بطور شرط بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اگر محدث کوئی ہو تو عمر ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمر بن الخطابؓ محدث نہیں ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ ”لو کان بعدی نبی لکان عمر (ترمذی

ج ۲ ص ۲۰۹) ”یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس سے بھی صاف ثابت ہوا کہ عمرؓ نبی نہیں ہیں ہاں عمرؓ کی علوشان صاف ظاہر ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ عمرؓ کو نہ نبی ہوں نہ محدث اور مرزا قادیانی نبی بھی ہوں محدث بھی۔ پھر یہ دجالی علامت نہیں تو کیا ہے جس کو خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، مسلم ج ۲ ص ۳۹۷)“ یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب کہ تیس کے قریب دجال مبعوث نہ ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں پھر حدیث شریف میں ”فیما کان قبلکم من الامم“ ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ جب ثابت ہوتا کہ ”فیما کان قبلکم من الانبیاء“ ہوتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ محدث یا نبی ہونا امتی کی حیثیت اور بساط سے بعید ہے مرزا قادیانی کی ہٹ دھری کے دیکھئے کہ حدیث کے احتمال خالف کو اپنی سپر بنا تے ہیں۔

حدیث کا یہی مطلب ہوا نا کہ پہلی امتوں میں خود امت ہی لوگوں میں سے محدث ہوتے تھے مگر میری امت میں نہ ہوں گے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ہوں گے ہاں مرزا قادیانی احداث باب افعال سے محدث ہیں۔ ورنہ ان کی باتیں گوزشتہ نہ ہوتیں۔

۶ ..... مرزا نیت سے توبہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد کا الہام یقطع الجناح خدا کی عنایت سے ضرور پورا ہوگا اور پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ پیسہ اخبار کا نامہ نگار قلعہ دیدار سنگھ سے لکھتا ہے کہ ہمارا ایک بھائی مسکن غلام مرتضیٰ ولد میاں فضل احمد صاحب حکیم مرزا قادیانی کے بڑے بچے مرید تھے۔

۱۳ اکتوبر کو انہوں نے مرزا قادیانی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ اب مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کے جمیع دعوے جھوٹے ہیں۔ اس لئے میں ان اعتقادات سے توبہ کرتا ہوں۔ میرا نام فہرست مریداں سے نکال دیں۔

کیا معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کی شکست پر کتنے مرزائی مرزائیت سے بددل ہو کر از سر نو مسلمان بنے ہیں۔ ناظرین شیعہ و صیبر عمداً کھوج نکال کر ہم کو مطلع کریں۔ بعض مرزائی غالباً ایسے بھی ہیں جو مرزا قادیانی کی کید سے واقف ہو کر دل میں منحرف ہو گئے۔ مگر زبانی اقرار اس لئے نہیں کرتے کہ حماقت ظاہر ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ کیا سمجھ کر مصنوعی نبی کے کلمہ کو بنے تھے اور کیا

کچھ کر اب اس پر لعنت بھیجتے ہو۔ اگر ایسے لوگوں کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ شرع میں کیا شرم بڑے بڑے لوگوں کو مغالطے ہوئے ہیں اور وہ راہ راست سے بہک گئے ہیں۔ مگر بالآخر جاذبہ توفیق الہی سے ہدایت پا گئے ہیں۔ پس ان کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ شیطان کے دام سے نکل گئے۔  
”واما بنعمة ربك فحدث“

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء / نومبر کے شمارہ نمبر ۴۲ء کے مضامین

.....۱	مرزا اور مرزائیوں کا دجال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	تجی میں مرزا قادیانی کی اپیل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	ضعیف حدیثوں سے استدلال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	الخلافة بالمدينة والملك بالشام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کا فریب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... مرزا اور مرزائیوں کا دجال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی جماعت مثلاً چکڑالوی کو دجال بتاتی ہے تو ان کی رہنمائی یقیناً مرزا قادیانی نے کی ہے اور مرزا قادیانی پر آسمانی ہاپ نے الہام کیا ہے۔ پس وہ دجال کو پہچان گئے ہیں۔ ولسی راولسی سے شناسد۔ لیکن تعجب ہے کہ مرزا اور مرزائی اپنے رقیبوں مسٹر کپٹ، ڈاکٹر ڈوٹی، سومالی مہدی کو دجال نہیں بتاتے۔ غالباً ان کو مسیح اور مہدی مانتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں دجال تو متحد ہونے سے نہ اس اتحاد کا نیچرل طور پر کوئی ثبوت۔ ہاں مہدی اور مسیح متحد ہو سکتے ہیں اور متحد کیا معنی ایک قالب میں جمع ہو سکتے ہیں۔ دیکھ لو مرزا قادیانی مجدد بھی ہیں، محدث بھی ہیں، امام الزمان بھی ہیں، خاتم الخلفاء بھی ہیں، بروزی اور برازی (تاجی نبی) اور رسول بھی ہیں، مامور بھی ہیں، چند بید ستری اور مستقوری بھی ہیں، برٹش عدالت کے مقبور بھی ہیں، آسمانی ہاپ کے مظفر اور منصور بھی ہیں، غسل زبور بھی ہیں، (غسل مصفی ایک مرزائی کتاب کا نام ہے) ساٹھے پاٹھے ہو کر ذیابیطس سے سوکھ کر اچھور بھی ہیں۔ آسمانی ہاپ نے مرزا قادیانی میں یہ ساری صفیں نیچرل

طور پر ٹھنسی ہیں اور جس طرح مرزا قادیانی کبھی اپنے مذکورہ بالا رقیبوں کا نام تک نہیں لیتے۔ اسی طرح ان کے رقیب بھی برازی مرزا قادیانی کو کسی کھتے کی کھاڈ نہیں سمجھتے۔

ورنہ اگر یہ سب ایک دوسرے کے اترے پترے کھولنے لگے اور باہم پترے بازی کرنے لگیں تو رہیں کہاں؟ افسوس ہے کہ مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کی مسیحیت اور ملا سوامی کی مہدویت تو مسلم ہو جائے گی۔ کیونکہ ان تینوں میں کوئی بھی ایک دوسرے کا باہمی منکر نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ کیونکہ وہ ملا چکڑالوی کو دجال بتاتے ہیں۔ یہ تو دجالِ سنت کے بالکل خلاف ہوا۔ کیونکہ کسی مہدی اور مسیح (دجال) نے آج تک دوسرے مہدی اور مسیح (دجال) کو دجال نہیں کہا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی میں خود دجال بننے اور دوسروں کو دجال بنانے کی بھی قابلیت نہیں ورنہ دجالوں کے راز سر بستہ کی پردہ دری نہ کرتے جو سینہ سمیٹہ چلا آتا ہے۔

تعجب ہے کہ جو شخص بعد ختم نبوت (حسب فحوائے حدیث شریف) نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ دجال نہ ہو اور جس شخص نے لب پر مہر سکوت لگا رکھی ہو وہ دجال بن جائے۔ شاید آسمانی باپ نے مسیحی الہام کیا ہے کہ ملا چکڑالوی بھی کسی زمانہ میں نبوت اور بنیت کا دعویٰ کرے گا جو لے پالک کی آسمانی بادشاہی کے لئے معسر ہوگا۔ پس تمہے ہی سے کاٹ دینا چاہئے۔ ورنہ یہ گڈی بھی آسمانی غبار بن جائے گی۔

سچ پوچھو تو مرزا قادیانی بھی ملا چکڑالوی سے کچھ کم نہیں بلکہ بہت بڑھے چڑھے ہیں۔ چکڑالوی نے صرف احادیث کا دفتر بھی دریا برد کر دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی عیاری دیکھئے کہ مطلب کی تو قرآن و حدیث دونوں سے لے لیتے ہیں اور جو حدیث یا آیت مطلب کے خلاف ہوتی ہے یا تو اس سے انکار یا ایسی تاویل کہ دھری جائے نہ اٹھائی جائے اور بسا اوقات قرآن کی آیتوں کو مسخ کر کے اپنے لئے وحی تراشی جاتی ہے۔ ملا چکڑالوی میں ایسا کمال نہیں۔ زمانہ سازی اور دنیا طلبی کے منافقانہ دانگوکھات میں تو مرزا قادیانی بھی لا جواب ہیں۔

ملا چکڑالوی کا تو جو کچھ عقیدہ ہے۔ اس نے چھاتی ٹھوک کر کھلے بندوں کہہ دیا اور کوئی بات نہیں چھپائی نہ کسی کے برابر اہل کتب کی مطلق پرواہ کی وفات مسیح میں اس کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ”وما قتلوه وما صلبوه“ یعنی نہ عیسیٰ مسیح کو کسی نے مصلوب کرنے کے لئے صلیب پر چڑھایا نہ قتل کیا۔ یہی عقیدہ اجماع اہل اسلام کا ہے۔ اس کا یہ عقیدہ نہیں کہ عیسیٰ مسیح مصلوب بھی کئے گئے اور قتل بھی۔ مگر سخت جاں تھے۔ اسی لئے قتل نہ ہوئے۔ یہودی بھی عجیب الو کے پٹھے تھے کہ ان کو

اپنے ایسے خوفناک دشمن کا قتل کرنا اور پھانسی دینا بھی نہ آیا اور مسیح بھی وہ جو ہر طرح ٹیکس اور بے بس اور تنہا تھا۔ کوئی مجرم جب ایک دفعہ جیل خانے سے بھاگ نکلتا ہے تو پھر پکڑا جاتا ہے۔ کیا یہودیوں میں یہ استطاعت نہ تھی جو عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو دوبارہ پکڑ کر صلیب پر چڑھاتے۔ یہود تو موجود تھا۔ غالباً اسی عقیدہ کے باعث دجال اور اس کے توابع نے چکڑالوی کو دجال قرار دیا۔

مثلاً چکڑالوی کو دجال بنانے کی وجہ ہم سے سنئے۔ چونکہ مرزا قادیانی مسیح موعود بنے ہیں اور مسیح کے زمانہ میں دجال بھی آئے گا تو مرزا کو لگتے ہاتھ قادیان سے کوئی پچاس کوس کے فاصلے پر دجال مل گیا۔ فی الحقیقت نہایت پر حجب پہلو شکار ملا جس کو پکڑ کر اپنی مسیحیت کے ثبوت میں پبلک کے سامنے پیش کر دیا۔ لیکن مرزا قادیانی تو پورے مسیح اس وقت ہوں جب اپنے دجال کو قتل کریں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اس میں بھی بیٹھے ہی رہے۔ گھر سے باہر نکل کر ایک چوبیس تک تو مار نہیں سکتے یہ ماریں گے دجال کو۔ مثلاً چکڑالوی صرف حدیث کا منکر ہے۔ مرزا قادیانی حدیث اور قرآن دونوں کا منکر اب بتاؤ دونوں میں بڑا دجال کون ہوا؟

اچھا ہم مرزائیوں کی خاطر تھوڑی دیر کے لئے مانے لیتے ہیں کہ مثلاً چکڑالوی دجال ہی سہی لیکن دو پورپی اور ایک سومالی دجال کی نسبت کیا کہئے گا؟ مسیح کے زمانہ میں تو ایک دجال اکبر کا آنا لکھا ہے نہ کہ چار کا۔ اب مرزا قادیانی کی مسیحیت کہاں چھتی پھرے گی؟ ہات تیری کی۔ آسانی باپ کے گنڈوں پر بہت بکر کو دو بچا رہا تھا۔ آخر دجالوں کے کھوٹے جابندھا۔

مرزا قادیانی بار بار کہتے ہیں کہ کوئی نبی دنیا کی زبانوں سے نہیں بچا۔ مخالفوں نے سب پر الزام لگائے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا نے کسی سچے نبی کو بھی آج تک دجال بنایا۔ جھوٹے نبی ہی دجال بنتے رہے۔ کم بیش ۲۰ دجال جو آج تک گزرے تو تاریخ شاہد ہے کہ وہ دجال ہی رہے۔ اول اول حقاء کی بدولت خوب زور و شور۔ خوب اکثر فوں رہی۔ مگر بالآخر حرف غلط کی طرح صفہ دنیا سے مٹ گئے۔ بتاؤ اس وقت کون سے دجال کی امت موجود ہے۔ پھر مسٹر بکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی بھی یہی کہتے ہیں جو مرزا قادیانی کہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ نہ مرزا قادیانی ان تینوں کو مانتے ہیں۔ نہ وہ مرزا قادیانی کو۔ جب امت محمدیہ میں مرزا قادیانی جیسے نبی پیدا ہو رہے ہیں اور حسب پیشینگوئی مخبر صادق قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا مقولہ ہے تو امت عیسویہ میں کیوں نبی پیدا نہ ہوں؟ اور کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی دو عیسائی مسیحوں پر ایمان نہ لائیں۔ مرزا قادیانی محمدی نبی مسٹر بکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی عیسائی نبی۔ ان مردودوں، کذابوں کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ کہ ایک جانب تو اپنے کو امتی بتاتے ہیں اور دوسری جانب نبی۔

یورپ میں ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پکٹ کا کچھ بھی اثر اور غل غپاڑہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں کے فیلسوف ان کو پاگل سمجھتے ہیں۔ ان کے دعوؤں کی مطلق مخالفت نہیں کرتے۔ مگر مرزا قادیانی کو ہندوستان میں کوئی پاگل نہیں سمجھتا۔ بلکہ علاوہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کے جو لوگ کچھ بھی لکھے پڑھے ہیں۔ اور ذرا بھی قوتِ تمیز رکھتے ہیں۔ سب کے سب مرزا قادیانی کو عیارِ مکار، دکاندار، حریص اور طامع یقین کرتے ہیں اور یہی وجہ مخالفت کی ہے۔ اگر مرزا قادیانی بجائے نبی بننے کے پاگل اور دیوانے بن جاتے تو ان کے اچھے ہی دن ہوتے۔ ضعیف الاعتقاد لوگ ان کو غوث اور قطب اور ابدال سمجھنے لگتے۔

دیوانہ باش تاغم تو دیگر ان خوردند  
لیکن مرزا قادیانی کے چیلے سب پاگلوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے قطبوں اور ابدالوں سے بھی کئی ہنس بڑھا کر مرزا قادیانی کو مسخ اور نبی بنا دیا اور مرزا قادیانی ان خطابوں پر پھولے نہیں ساتے۔ اور کہتے ہیں

اے باد صبا ایس ہمہ اور دہ تست  
مسلمان کیسے ہی ضعیف الاعتقاد یا سادہ لوح ہوں وہ پاگلوں کو مجذوب اور خدا رسیدہ دلی بنا دیتے ہیں۔ مگر ممکن نہیں کہ کسی کو نبی بتا سکیں۔ نبوت کا ذکر جب آئے گا۔ سر جھکا کیں گے اور جب یہ سنیں گے کہ بعدِ ختم نبوت کسی مکار نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو لاجول پڑھیں گے اور لعنت بھیجیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس قرآن مجید اور فرقانِ حمید موجود ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کا خطاب دیا گیا ہے۔ آخرین ہے مرزا قادیانی کی قسوت قلبی اور بے حیائی پر کہ قرآن پر بظاہر ایمان رکھتا ہے اور اپنے کو بظاہر مسلمان اور امتِ محمدیہ میں سے بتاتا ہے اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخرین ہے مرزائیوں پر کہ انہوں نے ہا وصف مسلمان ہونے کے ایک بد معاش کنندہ تاثر اس کو نبی بنا دیا ہے اور اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

ممبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی نعت بیان کرنا بالکل دعو کی کٹی ہے۔ جس شخص نے کلمۃ اللہ اور روح اللہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو برا کہا اس نے تمام انبیاء کو برا کہا اور جو شخص انبیاء کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ شیطان ہے، دجال ہے، اس کے قرب سے بھی پناہ مانگنی چاہئے۔

موجودہ زمانے کے دجال آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہر دجال دوسرے دجال کو کہہ رہا ہے کہ تو دجال ہے۔ میں نبی ہوں۔ تو تو اور میں میں ہو رہی ہے۔ ان کے نزاع کا آخر حاکم کرنے والا کون ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ زمانہ ہے یعنی زمانہ نے جس طرح دوسرے دجالوں کو مٹا دیا



کہ ان کا کوئی نام لیا بھی نہ رہا۔ چند روز میں یہی خیال ان کا بھی ہوگا۔ اس سے بڑھ کر کوئی معیار نہیں۔ بالفضل تو ہر دجال کے لئے ایک دجال ہے جس نے منطقی دور و تسلسل کا استحالہ جائز بلکہ واقعہ کر دکھایا ہے۔ مہدی ایک ہوگا، مسیح ایک ہوگا۔ ہاں دجال بہت سے ہوں گے۔ ان کا ثبوت مل رہا ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں ارے کم بختو! تمہاری قسمت میں کیا دجال ہی لکھے ہیں؟ مسیح اور مہدی نہیں لکھا؟ ہم کہتے ہیں کہ ہر دجال یہی کہتے کہتے فی النار ہو گیا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ ایمان سے کہو وہ دجال تھے یا نہیں۔ کہہ دو کہ نبی تھے بس ایسے ہی نبی آپ ہیں۔

چہ دلاؤ دست دزنے کہ بکف چراغ دارد

مرزا قادیانی تو نبی اور مسیح اور ان کے دوسرے رقیب دجال۔ دوسرے کا دودھ کھاتا اور مرزا قادیانی کی چھانچھٹھی۔ آخر اس کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

مخبر صادق علیہ السلام نے جس دجال اکبر کے آنے کی پیشینگوئی کی اس کا وقت ابھی نہیں آیا نہ ان کے آنے کے آثار ظاہر ہوئے۔ بس سچے نبی کی سچی پیشینگوئی کی یہی شناخت ہے۔

۳ ..... ججی میں مرزا قادیانی کی اپیل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جناب عالی! میں نے اپنے لاہور والے لیکچر میں کوئی دس لاکھ آدمیوں کے سامنے بیان کر دیا ہے کہ میں ہندو بھی ہوں، سکھ بھی ہوں، بودھ بھی ہوں، آریا بھی ہوں، لعل بیکوں کا لعل بھنگو بھی ہوں۔ خدا جانے کیا کیا ہوں۔ الغرض جو کچھ ہوں صلح کل کا بزرگ ہوں۔ میں نے کرم الدین کو کسی بدعتی سے کذاب اور نسیم صاحب بہتان عظیم نہیں کہا بلکہ کمال شفقت اور دلسوزی سے کہا ہے اور میرا یہ حق تھا کیونکہ میں آسمانی باپ کا لے پالک ہوں۔ اس نے مجھے روڑا اور گلے کی چوکی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر کوئی بھیڑ کسی کے کھیت میں گھس کر درختوں پر منہ مارنے لگے تو گڈڑیے کا فرض ہے کہ اس کو ڈانٹنے اور سونٹا رسید کرے۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ گلہ بان ظالم ہے۔ قصائی ہے۔ بھیڑوں کو بلا وجہ ذبح کر رہا ہے۔ دوم..... کذاب اور نسیم کوئی گالی نہیں۔ کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جھوٹوں کا بادشاہ۔ کیا بادشاہ ہونا خواہ کسی قوم کا ہو عیب ہے؟ یہ تو بہت بڑی مدح ہے۔

خود مسلمانوں کی کتاب حدیث میں ہے کہ ہادشاہوں کی اطاعت کرو۔ خواہ وہ کیسا ہی ہواور کوئی ہو۔ دنیا میں دوسری قسم کے لوگ ہیں جھوٹے یا سچے۔ کیا وجہ ہے کہ بچوں کے لئے تو بادشاہ ہوں اور جھوٹوں کے لئے نہ ہوں۔ خدا تو بچوں کا بھی ہے اور جھوٹوں کا بھی۔ پس ہم کو خدا کی تقلید

کرنا چاہئے ”تخلفوا باخلاق اللہ تعالیٰ حتی الامکان“ اور انصاف تو یہ ہے کہ جھوٹوں پر جھوٹے بادشاہ حکومت کریں اور سچوں پر سچے بادشاہ، یہ نہیں کہ دونوں گڈڑ کر دیئے جائیں۔ پس میں نے کرم الدین کی تعریف کی ہے۔ اسے بادشاہ بنایا ہے۔ نہ کہ تو ہیں۔

سوم..... کذب کے لغوی معنی واجب کرنا اور درگ کرنا بھی ہیں۔ پس کذاب کے معنی بہت بڑا واجب کرنے والا اور بہت بڑا درگ کرنے والا ہوئے۔ یعنی کرم الدین لوگوں پر مجھے دجال کہنا واجب کرتا ہے اور میری نبوت اور مسیحیت پر ایمان لانے میں درگ کرنا اور روڑے اٹکاتا ہے اور یہ واقعی ہے۔ پس اس میں دلآزاری اور توہین کہاں سے آگئی؟ اور توہین بھی ہے تو اپیلانٹ کی نہ کہ رسپانڈنٹ کی۔ پھر جب کذب کے دو معنی ہیں تو شک پیدا ہو گیا کہ مشکلم کی مراد کونسے معنی ہیں اور شک ہمیشہ ملزم کے حق میں مفید ہوتا ہے نہ کہ مدعی کے حق میں۔ لہذا جرمانہ واپس ملنا چاہئے۔ عدالت ماتحت بالکل واقف ہی نہیں کہ لغت کسے کہتے ہیں اور اصطلاح کیا چیز ہے اور فقط مشترک المعنی کس جانور کا نام ہے؟

چہارم..... لالہ چندو لعل صاحب کی عدالت لکھ چکی ہے کہ کرم الدین نے بہت سے جھوٹ بولے۔ پس اب اس کے کذاب ہونے میں کیا شک رہا۔ میں نے ہی کیا بھس ملا دیا۔ مسٹر آتم رام کی عدالت ہرگز مجاز نہ تھی کہ لالہ چندو لعل کی عدالت کے عندیہ کو مسترد کر دیتی کیونکہ وہ عدالت اوہل نہ تھی۔

پنجم..... لیم کے لغوی معنی نالائق اور بخیل کے ہیں۔ یہ صفت ہر انسان پر صادق آتی ہے۔ ایک عالم و فاضل بمقابلہ ایک طبیب کے یا شاعر کے نالائق ہے۔ یعنی وہ بیمار کے علاج کرنے اور شعر کہنے کی لیاقت نہیں رکھتا اور ہر شخص بخیل ہے کیونکہ کوئی سائل اگر کسی لکھ پتی سے ایک لاکھ روپیہ جو اس کا کل سرمایہ ہے مانگے تو وہ ہرگز نہ دے گا۔ پس یہ واقعی صفت ہے اس میں کونسا ازالہ حیثیت ہو گیا جبکہ ہر انسان کی یہی حیثیت ہے۔

ششم..... بہتان مشتق ہے بہت بالظن و بالغض سے جس کے معنی کسی کو اچانک آ لینے اور حیران کرنے اور حیران ہونے کے بھی ہیں۔ اس کو ازالہ حیثیت سے کیا تعلق۔ اول تو شک کا وہی پوچھا یہاں بھی لگا ہے۔ دوم..... کرم الدین نے مجھے اچانک آلیا، حیران کیا اور خود بھی حیران ہوا۔ وہ اور میں اور میرے حواری عدالت میں سرگڑی اور پاؤں پیچھے بنے۔ ستوا تر دوسال پھرے پھر کی بن گئے۔ چوڑی بھول گئے۔ ہوش بگڑ گئے۔ حواس ٹوٹا اور عقل چرخی ہو گئی۔ الہی پناہ! یہ تو واقعی بات ہے اگر توہین اور دل آزاری ہوئی تو فریقین کی۔ کرم الدین ہی میں کونسا

سرخاب کا پر لگ گیا۔ پس مذکورہ بالا وجوہ پر کامل لحاظ فرما کر مبلغ سات سو روپیہ واپس اور عدالت ماتحت کو ڈانٹ ملتی چاہئے کہ آئندہ میرے معاملہ میں نا انصافی نہ کرے۔ کیونکہ ابھی تو پہل ہوئی ہے۔ خدا جانے مجھے عدالت میں کتنی بار آنا پڑے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کرم الدین میرے جان کے لاگو موجود ہیں۔

## ۴ ..... ضعیف حدیثوں سے استدلال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

صحیح احادیث جو مرزا قادیانی کے دعوؤں کے خلاف ہوتی ہے۔ بے تامل مسترد کر دی جاتی ہیں اور ضعیف حدیثیں جو مطلب کی ہوتی ہیں۔ نگار آتیں بنائی جاتی ہیں۔ مثلاً حدیث ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ بالکل موضوع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو ترجیح و خیار انبیاء سے ممانعت فرمائی ہے۔ بخاری میں ہے ”لا تخیروا فی انبیاء اللہ“ پھر آپ کیونکر اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے اولوالعزم انبیاء کا ہمسر قرار دیتے۔ کیا معنی کہ جب آپ کے امتی علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہوئے تو آپ کا درجہ تمام انبیاء سے کیسا کچھ بڑھ گیا اور تعلیم قرآنی کے خلاف ہوا کہ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“

آپ اپنے مختلف رسالوں میں لکھتے ہیں کہ علماء امت کے بعض افراد کو علی سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل سے نسبت ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت بایزید بسطامیؒ تیسوی المشرّب تھے۔ انہوں نے یہ معنی اس وقت سمجھے جب ایک چوٹی کو مار کر اس میں پھونک ماردی اور زندہ کر دکھایا۔

کیوں جناب احیاء اموات پر تو خدائے تعالیٰ بھی قادر نہیں اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے بھی کسی کو زندہ نہیں کیا۔ بلکہ قرآن میں زندہ کرنے سے مراد احیاء قلوب یعنی ہدایت ہے اور بایزید بسطامیؒ نے خلاف سنت اللہ موتی کو زندہ کر دیا۔ بایزید بسطامیؒ عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہی سے بڑھ کر نہیں رہے۔ بلکہ خدا سے بھی معاذ اللہ بڑھ گئے جس کا قانون قدرت مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔ پھر بایزید بسطامیؒ نے تو صرف نسبت مسیحی کے فیض سے مردے کو زندہ کیا۔ آپ اپنے استدلال میں تو یہ واقعہ پیش کرتے ہیں مگر عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کے معجزات کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص انبیاء کو نہیں مانتا بلکہ بعض پر شب و شتم کرتا ہے وہ اولیاء کو کیوں ماننے لگا۔ یہ ہدیان اور الجھ لیا نہیں بلکہ بد نفسی اور شرارت ہے پھر آپ کو صوفیہ کے اقوال سے کیا واسطہ۔ آپ کو تو آسمانی باپ کے الہام سے واسطہ رکھنا چاہئے۔ آپ نبی ہو کر ولی

کیوں بنے ہیں۔ اور اپنے کو بلندی سے خاکِ مذلت پر کیوں گراتے ہیں۔

## ۵ ..... الخلافة بالمدينة والملك بالشام (مشکوٰۃ ص ۵۸۳)

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مندرجہ عنوان حدیثِ بیہقی میں ہے جو تفسیر ہے: ”لیست خلفہم الا“ کی یعنی خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور ملک و سلطنت کا مستقر شام ہے۔ اب مرزا قادیانی جو اپنے کو خلیفہ نہیں بلکہ خاتم الخلفاء قرار دیتے ہیں۔ تو وہ مدنی ہیں یا شامی وہ تو موضع قادیان کے جھونپڑے میں بیٹھے خلافت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ وہ مدینہ اور شام کی جانب منہ کر کے بھی سوئے اور مشکوٰۃ ص ۴۷۰ میں ہے ”عن عبد اللہ بن حوالہ اذا رأیت الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والا مور اعظام“ یعنی اے ابن حوالہ جب تو دیکھے گا کہ خلافت بیت المقدس کی زمین پر اتر آئی ہے تو اس کے ساتھ زلزلے اور غم اور امور اعظم وابستہ ہوں گے۔ کچھ اس حدیث نے خلافت کا خاتمہ کر دیا یعنی خلافت صرف مدینہ تک محدود ہوگی۔ اس کے بعد مصائب و آفات ہیں۔ اب قادیان میں خلافت کا قائم ہونا زیادہ تر نزولِ مصائب کا باعث ہو رہا ہے اور جب تک خود بدولت زندہ ہیں اسلام کے لئے مصائب ہی کا سامنا رہے گا۔

## ۶ ..... مرزا قادیانی کا فریب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنی پیشینگوئیوں کے غلط اور جھوٹ ہونے پر بڑی بڑی تاویلوں کے ساتھ اڑ جائیں گے اور حوالہ دیں گے کہ انبیاء کی پیشینگوئیاں بھی تو غلط ہو گئی ہیں۔ لیکن انبیاء کی سچی پیشینگوئیوں کا کبھی ذکر تک نہ کریں گے۔ وجہ یہ ہے کہ سچے بچوں کی باتوں کا ذکر کرتے ہیں اور جھوٹے جھوٹوں کی باتوں کا۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر مذکورہ بالا تاویلیں بھی محض ظاہری ہیں ورنہ آیتِ کیم کی نسبت اور آسمانی منکوحہ سے عقد ہو جانے کی جو پیشینگوئی تھی۔ اس کو اب تک صحیح قرار دیتے ہیں۔ بھلا اس اندھے پن کا کیا جواب ہے۔ گویا ایک جانب اقرار اور دوسری جانب انکار۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ نبی سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی۔ اور میں سچا نبی بھی ہوں اور جھوٹا بھی۔ کوئی پوچھے انبیاء علیہ السلام تو محض صدق سے پہچانے گئے ہیں۔ چودھویں صدی کا نبی اپنی فطرت میں لا جواب ہے کہ کذب

سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ پھر خوبی یہ ہے کہ انبیاء کا تو صدق (معجزات وغیرہ) بھی فطرت کے خلاف اور مرزا قادیانی کا کذب بھی داخل فطرت بلکہ عین فطرت۔ ”لعنة الله على الكاذبین“

شکریہ..... مولانا سعد اللہ صاحب نے تحریر فرما کر ہم کو ممنون کیا کہ اگر کسی ماہواری دو ورق والے مرزائی نے تصویر بنا کر اپنا منہ کالا کیا تو شوکت اللہ کی یہ شان نہیں کہ تصویر کا جواب تصویر سے دے شوکت اللہ کی تحریریں کیا کم ہیں کہ لکھدوں کا منہ ہندوستان سے لیکر یورپ تک کالا کر رہی ہیں۔ پس ہم نے اپنا وہ خیال مسترد کر دیا۔ جزاکم اللہ۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ نومبر کے شمارہ نمبر ۴۳ کے مضامین

۱.....	لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲.....	دو ورق والے کا دجال اور دجالن۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳.....	ہر دجال دوسرے کو دجال مانتا ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۴.....	انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۵.....	تاخلف منافق مرزائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس طرح بعض دوسرے نو زاد مرزائی پر سچے ضمیمہ ششم ہند کا دم مقابل بنتے ہوئے جہنم رسید ہو گئے۔ یہی حال بہت جلد انشاء اللہ دو ورق کا ہونی والا ہے کہ گھسوں اور رگڑوں میں آکر پھٹ پھٹا کر چھتر یا پیر کے مزار پر چڑھ جائے گی۔ بھلا دو ورق تو وہ بھی ماہوار اور ضمیمہ ششم ہند ہفتہ وار چار بار وہ راتے دارا اٹھارہویں بچکانے کی بوچھاڑ ہوتی کہ لعل بیکوں کے لال گرو کو پکڑ سنبھالنا مشکل ہو جائے گا اور چند یا اچھی خاص گھٹ بن جائے گی۔ یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ مجدد کو سر بازار ماں بہن کی فحش اور مغلظات دینے سے مرزائی قدر کریں گے۔ راتب جھکائیں گے مگر مال کار سمجھنا مشکل ہے۔ یہ خیالی پلاؤ لوہے کے پتے ہو جائے گا اور لے پاک کا دعفرانی پلاؤ اور چند بے

دوسری مجبوس چھٹی کے دودھ کے ساتھ راہ اسفل سے نکل پڑیں گی۔ بھلا دودھ رتی کی بساط اور وسعت ہی کیا ہے چلی ہے ہاتھی سے بیعانہ لینے۔

ناظرین! کو معلوم ہے کہ ہم نے عالمانہ، فاضلانہ، حکیمانہ، مجددانہ اور نیز مذاق کے عیار یہ میں دجال اور دجالوں کی ہر طرح بدھیا، بھادی ہے۔ ہر رنگ میں استدلال سے کام لیا ہے اور سارے دعوؤں کی جڑ کھود کر پھینک دی ہے۔ غیر ممکن ہے کہ کوئی بات لغویا حشو یا پرکن قلم سے نکل سکے۔

ہم نے معقول انعامات بھی شہر کئے کہ جواب دیں اور انعام لیں۔ مگر کسی کا بوتانہ ہوا اب بعض لنگوٹیاں دھن نہ بھکوں۔ فائز کشوں، لفاقوں کا یہ ارادہ کہ وہ دجال کا کفارہ بن سکیں گے۔ خوشی کے اقدام سے نہیں۔

سن بے او دودھ رتی والے۔ ہم تو جب جانیں کہ تو بیچیان بن کر خرد جال کو مجدد کے میدان مناظرہ میں دو قدم بھی چلا سکے۔ اس کی کمر پہلے ہی لگی ہوئی ہے۔ پشت میں گھاڑ پڑ گئے ہیں۔ دم جھڑکی ہے۔ سم گر گئے ہیں تو کب تک رخ کرنا سہارا لگا تا سوسلے پھٹکا رتا اس کے پیچھے لگے گا۔ تو کچھ ہی جتن کرے مگر کسی طرح خرد جال کی آنکھوں کی پتلی نہ بنے گا۔ بلکہ از ہر سوراخہ مورمانہ ہوگا۔ انشاء اللہ!

ایک خدا نے پھوڑی دوسری مجدد نے۔ اب تو وہ اندھوں کا کانا سر دار بھی نہیں رہا بلکہ چوہٹ اور ٹم ہو کر ”کمان من الکافرین“ بن گیا۔ اندھا بے ایمان آگے آگے ہے اور تمام کور ان مادر زاد بلکہ فطری گونگے اور بہرے پیچھے پیچھے ہیں۔ اندھوں کی محفل گرم ہے اور اندھا ہی الکا پسینکر۔ لیکچرار اور لیڈر ہے کانا دجال اب دجال نہیں رہا بلکہ بروز (آواگون) پا کر سورا داس بن گیا ہے۔ سچ ہے: ”من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی“

سن او دودھ رتی والے۔ تیرا دجال تو دجال کا پورا نفل بھی نہیں جو نبوت کیسی خدائی کا دعویٰ کرے گا اور خود مغبر صادق ﷺ نے فرما دیا ہے کہ وہ کانا ہوگا۔ حالانکہ خدا کانا نہیں۔ نبوت کا دعویٰ تو دجال کی شان کے خلاف ہے اگر تمہارا میر مخان خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم سمجھیں کہ وہ دجال اکبر ہے۔ افسوس ہے کہ اسے تو دجال بننا بھی نہ آیا۔

خوب یاد رکھ کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہی دجال ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ دیکھ دنیا کسے دجال کہہ رہی ہے۔ مگر کون دیکھے اور کون کہے اور کون سنے ”صم بکم عمی فہم لا یرجعون“ تیرا صغیرہ اصرار سے ضرور کبیرہ ہو جائے گا مگر سر دست صغیرہ کی مکافات بھگت، کبیرہ

کی نوبت آئی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

۲ ..... دو ورق والے کا دجال اور دجالن

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دیکھے جو مجدد کے قلم کے بھالے	دجال کو جان کے پڑے ہیں لالے
گر جائے گا جب مینار ارارا کر کے	تھامیں گے اسے خاک دو ورق والے
جس دن سے مقدمہ کی بازی ہاری	اسفل کی بڑھتی ہے اور بھی بیماری
کالا ہوا منہ۔ لال گرو کے منہ پر	جھاڑو بھی نہ لال نیکیوں نے ماری
مرزا کی رگ و پے میں بھری مکاری	طراری و جملازی و عیاری
جورو کو لے جواہرات اور زیور	جیتی ہوئی امتوں نے بازی ہاری
مرزا ہوا دنیائے دنی کے صدقے	جورو بھی ہوئی اپنے دہنی کے صدقے
لادا مجھے زیور سے گدھی کے مانند	کیونکہ نہ ہوں میں اپنے نبی کے صدقے
جورو نے کہا لا مجھے سیم و زردے	آ میری صدف کو موتیوں سے بھر دے
جم جم سے فدا ہوں اپنے لے پالک پر	کھا کھا کے مستحور جو تڑکا کر دے
چلے پڑے بلا کے ہیں مرزائی	ابلیس سے مسند خلافت پائی
سب لوٹتے ہیں گٹھ کے مسلمانوں کو	یہ چور ہیں گٹھ کٹے ہیں ان کے بھائی
گٹھ کھس ہے کہ نیننی کا ہے قورم مسالا	گکڑوں کوں کر رہا ہے مرغی والا
یہ کھول کے سب کے سامنے رکھتا ہے	کس درجہ ہے دیوٹ دو ورق والا
ایک ایک جتن کو رو بہ بازی کہتے	ہر بات کو اس کی جعل سازی کہتے
معمر عفت سے ہے از سر تاپا	مرزا کو بروزی کہ برازی کہتے
الٹی ہی پڑی مقدمہ کی جو لکھی قال	گٹھا مڑیہ نبوی ہے اتاڑی رمال
مرزا کا سگا بنا دو ورق والا	وہ ہے سگ زرو یہ برادر ہے شغال
ہے خوف جہاد سے لعین کو زلزال	یہ شیر بنا مگر ہے رو بہ خصال
پہنچے نہ حمار منزل مقصد پر	لنگڑا ہے وزیر اور کانا دجال
لالوں کی نبی ہے زیوروں سے لالین	بالی پتوں سے بن گئی ہے دھن
ہر سال یہ دجال کو پھل دیتی ہے	سو گٹھ ہے گٹھوں سے بہت دجالن
گر خامہ فکر کو ذرا چکر دوں	ہر دوں کو زمین میں دن کر دے گردوں

اعجاز دکھاؤں دشمن عیسیٰ کو	کانا جو ہے دجال اسے اندھا کردوں
بھوکے مرزائیوں کو سیم و زردوں	خالی جو صدف ہو اس میں گوہر بھردوں
پتلی نہیں جس آنکھ میں تیری دجال	اس آنکھ میں نیل کی سلانی کردوں

### دور و قی و الا کرشمہ تجدید دیکھئے

سن بے ادب کا نٹو کے بدھونفر۔ تو جو منہ پر خالی تو برا چڑھا کر راتب کے لالچ میں دجال کے اصطبل میں کفر کے کھوٹنے جا بندھا ہے توج بتا تو نے کیا ہریالی دیکھی ہے۔ پچہ دانہ بھرے تو برے کی جگہ مرچوں کا تو برا کھنٹی پر نہ چڑھا تو جی کہنا۔ دولتیاں اور چھکین تو کیا پھینکے گا فقر اور فاقہ کے دنوں کی سوکھی لید تک پلید کی آنتوں سے نکل پڑے گی۔ خویہ تو کہاں نصیب۔ مرزائیوں کے راتب کے لالچ پر بعض دوسری مرزائی بھی بے گھاس دانے تھان پر بندھ کر ٹاپ چکے ہیں۔ مگر ان کو کیا ملا جو تجھے ملے گا۔ کان دبا کر اور دم اٹھا کر سیدھے عدم کو سدھا رہے۔

تجھ سے پیشتر بھی دور و قیاں نکل چکی ہے۔ مگر کمپری کے تند جھونکوں نے ان میں بھدپاتی ہی ڈالے۔ دور و قیاں خرد دجال کے سیگنوں کی طرح غائب غلبہ ہو گئیں۔ تمام مرزائی سر جوڑ کر محمد کے برابر ایک فقرہ اور ایک مصرعہ تو موزوں کریں منہ نہ بگڑ جائیں تو سہی۔ پھوٹی آنکھوں سے رباعیات مجددی ذرافصاحت و بلاغت دیکھ مگر مرتدوں سے تجدید پر ایمان لانے کی امید کہاں یوں کا تا اور لے دوڑی تو تیری خلا ایک جولائی بھی کر سکتی ہے۔ تو فصیح و بلیغ بلکہ معجز رباعیاں پڑھ چکا اب سطر پر (نہیں مصرعہ پر) انگلی رکھ کر اپنی علامہ نظامہ جو رو کے سامنے ذیل کی نظم پڑھ۔ پھر دیکھ بہینا اپنے بھائی جان کی کیسی پیٹھ ٹھوکتی ہے۔

کہتے ہیں مرزائی جسے مرزا نطفہ ہے وہ رمالوں کا	بیسواں خیمہ اس نے گاڑا آکریاں دجالوں کا
فرض جو تھا اسلام میں پردہ اس کو اٹھایا مرتد نے	دارالامان میں ہلو جھٹک تاکہ پری تماثلوں کا
بھیک کی بھیک اور مائیوں کا نظارہ ہو حاصل گھر بیٹے	ساتھ کے ساتھ ستارہ چمکی دیوٹوں دلالوں کا
کوئی تنبلوں کوئی تیلن چو میں اگوٹھا آکر	ہو کے نہال کہے پھر لالہ لال ہے مرزالاہوں کا
میرا مرزا میرا عیسیٰ میرا لے پالک جھوٹے	جس نے اڑن سکوبنا کر چڑھ بنایا مالوں کا
مال و منال سے یاں مطلب ہے نال گڑا ہے حسینوں کا	نالے نال چلیں سب پیچھے تانا گنا ہے چٹاہوں کا
کھا کے مستقوری مجو نہیں ہو گئے سائے پائے	پھولنا دیکھے آکر کوئی سوکھے چمکے گالوں کا
مگر کا تا تا تا یعنی مثیل عیسیٰ بننا	پھر عیسیٰ کو گالی دیتا۔ ہے یہ کام رذالوں کا
تم کو بنایا ہے احمدی اس نے ضد ہوئی نام محمد سے	پڑ گیا اے مرزائی تم پر پھندہ اشترک کے جالوں کا



دیکھے آئے دو رقی والا بنتا ہے جو دجال کا سالا | بول مجدد کا ہے بالا بند ہے دم جہالوں کا

۳ ..... ہر دجال دوسرے کو دجال بتاتا ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی ہمیشہ دجالوں کے منکر رہے اور یہی کہتے رہے کہ دنیا میں دجال کوئی آیا ہی نہیں نہ آئندہ آئے گا۔ ہاں نبی لاکھوں آپکے ہیں اور قیامت تک کروڑوں آئیں گے۔ مرزا قادیانی کے عقیدے اور زعم کو بعض ناخلف مرزائی جھٹلا رہے ہیں کہ حضرت اقدس تو دجال نہیں بلکہ ان کا فلاں فلاں مخالف دجال ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ چور کی داڑھی میں جٹکا۔ بھلا مرزا قادیانی کے مخالفوں میں سے نبوت کا دعویٰ کسی نے کیا ہے پس جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ حدیث شریف کے موافق بے شک دجال ہے کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں۔

مرزا قادیانی کے دجال ہونے کا ثبوت خود ان کے موروثوں (دجالوں) کے خوارق ہیں۔ یعنی وہ بھی یہی کہتے رہے کہ ہم انبیاء ہیں کسی نے بھی نہیں کہا کہ ہم دجال ہیں۔ مرزا قادیانی جواب دیں کہ آپ اپنے دجال نہ ہونے کا کیا ثبوت رکھتے ہیں؟ آسانی باپ ہی کا کوئی وثیقہ پیش کریں۔ لے پا لک دجال نہیں۔

ناخلف مرزائیوں پر افسوس ہے کہ اپنے حیر و مرشد کا خلاف کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں۔ مرزا تو یوں کہے کہ انگریزی ریلیں دجال ہیں اور مرزائی کہیں کہ ہمارا مرشد جھوٹا ہے۔ بلکہ فلاں فلاں شخص دجال ہیں جب گھر ہی میں پھوٹ ہے اور وہ بھی دجال کے معاملے میں تو بروزیت و مسیحیت یا مہدویت کا تصفیہ معلوم جیسا ہم لکھ چکے ہیں۔ اس فیصلہ سے بڑھ کر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہی دجال ہے۔ اب مرزا اور مرزائی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اس آئینہ میں دیکھیں جو محمدؐ و انھوں روزانہ کو دکھاتا ہے۔ خود معلوم ہو جائے گا کہ دجال کون ہے؟

۴ ..... انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اولیاء اللہ کی کرامات کا تو اقرار کہ فلاں ولی کی روح فلاں ولی میں حلول اور بروز کر گئی تھی۔ میں اس لئے بروز یعنی تاحی نمی ہوں اور انبیاء کے تمام معجزات غلط۔ کیونکہ وہ لازاف و نہج کے خلاف ہیں۔ اس صورت میں اولیاء کا مرتبہ انبیاء سے بڑھا ہوا ہے۔ پس میں سب انبیاء پر فوقیت رکھتا ہوں۔ گویا اولیاء اللہ تو خرق نہج کر سکتے ہیں مگر انبیاء نہیں کر سکتے۔ بھلا قرآن و حدیث

میں بروڑ اور تناخ کہاں لکھا ہے۔ اور اب تو آپ کرشن جی کے اوتار بھی بن گئے ہیں جیسا کہ سیالکوٹ والے لیکچر میں بیان کیا۔ کوئی پوچھے کہ وہ ولی تھے یا نبی۔ اگر نبی تھے تو کسی نبی نے آج تک دوسرے نبی میں حلول نہیں کیا۔ نہ یہ توریت و انجیل سے ثابت ہے نہ قرآن سے۔

اور اگر ولی تھے تو آپ نے اپنی نبوت کو آسانی باپ کے ایوان سے تحت اعریٰ میں کیوں گرایا۔ یہ شرارت آمیز مانجھ لیا آپ کے دماغ میں کس نے ٹھونسا۔ ہاں ہمہ نبی ہو یا ولی آپ اپنے مقابلے میں کسی کی کچھ حیثیت نہیں سمجھتے۔ اول اول جب سب پر سب دشمن کہا تو چار طرف سے چند یار پرانے لٹیروں اور کھونسروں کا مینہ برسنا۔ اب ہوش آیا تو سب کے بروڑی بن گئے۔ مسیح بھی میں، نبی بھی میں، کرشن بھی میں، گردنا تک بھی میں، کبیر پنٹی بھی میں، لہل بیکوں کا لالہ گرد بھی میں، اور حسین علیہ السلام سے تو آپ بدرجہا افضل ہیں کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کو اسے اور آپ کسی چینی مغل کے لفظ، اور قوم مغل بہ اعتبار حسب و نسب کے سیدوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔

ہاتھ تیرے یزیدی سادھو بچے کے منہ میں وہ اور پیٹ میں جہنم کے انگارے۔ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے مگر مرزا ایسا غضبناک نبی ہے کہ دوسرے نبی کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ بعض میں علانیہ برائیاں نکالتا ہے اور باقی انبیاء کو اپنے دل میں پیچ سمجھتا ہے۔ وجہ یہ کہ نہ صرف عیسائی بلکہ تمام انبیاء مر گئے ان کی کتابیں منسوخ اور مسترد ہو گئیں۔ زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ اب پرانے قانون کی ضرورت نہیں۔ میں زندہ نبی ہوں۔ میرے گھرے ہوئے دئی اور الہام زندہ ہیں وغیرہ۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے جو بروڑیت سادھ کر نئی امت پیدا کی ہے تو کیا کوئی وحی لکھ دیا ہے کہ میرے مرنے کے بعد نہ صرف نبوت بلکہ تمام الہامات منسوخ اور کالعدم ہو جائیں گے۔ جو لوگ زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں ان کے خوارق سے صاف عیاں ہے کہ بروڑی کے مرنے پر ایک نقارہ خاص منارے پر دھرا جائے گا اور ہر جمہرات کو نبوت بجے گی اور سالانہ عرس بھی دھوم دھام سے ہوا کرے گا۔ حالانکہ دنیا میں کسی نبی کا عرس نہیں ہوتا۔

۵ ..... ناخلف منافق مرزائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

بعض مرزائی اپنے بھائی مرزائیوں کی جڑ کاٹ رہے ہیں تاکہ ان کی خود غرضی خوب پھلے پھولے۔ ایک بگلا بھگت مرزائی جب دیکھتا ہے کہ قادیان میں دوسرے مرزائی بروڑی کی دکان پر بیٹھے مڑے اڑا رہے ہیں تو اس کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں حضرت اقدس کی منادی کا ڈھول گلے میں ڈال کر، جا بجا پیٹتا پھرتا ہوں اور ساتھ ہی مارے قاقوں

کے اپنا پیٹ پیٹا اور رقیبوں کی جان کو روتا اور حضرت اقدس کی قدر دانی اور مرتبہ سنجی کا ماتم کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ اس روسیاء بد قسمت کو دین کھو کر بھی دنیا نہ ملی۔ ہمارے خیال میں اگر عیسائی ہو جاتا تو بہت مزے میں رہتا۔ اصطباغ پا کر عیسائیوں کا اوجھن بیف اور نان پاؤ اور براڈی تو کبھی کبھی مل جایا کرتی۔

میں ایسا اور میں ویسا۔ مجھ میں وہ ملکہ اور تاجر اور علوم و فنون میں وہ لیاقت اور مہارت و طلاقت ہے کہ قادیان کے مرزائیوں کو پانچ پانچ برس پڑھاؤں۔ علی ہذا یہ مرد و وائٹیر الھکم کی اکثر خدمت کرتا ہے کہ اس کی حیثیت اور بساط ہی کیا ہے۔ الھکم میری ایڈیٹری میں نکلے تو دکھا دوں کہ بروزی مضامین ایسے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ پرانے خیال کا گھماڑ ہے اردو کی دوسطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا۔ ایڈیٹر الھکم کے قلم کی جولانیوں کے کیا کہنے ہیں یہ اس کے سامنے ایسا بلی السبر ہے جیسے ریلوے ٹرین کے مقابلے میں کھار کا لنگڑا گدھا۔ وہ کہتا ہے کہ فاضل امر وہی دیکھ بھال کر سوچ ساج کر کچھ گھڑ لیتے ہیں مگر طین اللسان اور فصیح البیان ہونا تو کجا تقریر بھی صاف نہیں۔ جابجا یوں الجھتے ہیں۔ جیسے کئی ہوئی کسی اتاڑی کی گڈی۔ علی ہذا البدر کا ایڈیٹر بھی واجبی ہی لیاقت رکھتا ہے۔ ہاں حکیم الامت کچھ چیز ہیں۔ مگر تقریر میں وہ بھی گھنٹیوں چلتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر الھکم طامع بہت ہے۔ وق کرتا ہے سال بھر میں دو دو دفعہ خریداروں سے قیمت وصول کرتا ہے۔ الھکم کی اشاعت تو زیادہ ہے مگر کم بتاتا ہے اور یہاں کے احمدیوں نے اسی وجہ سے الھکم کی خریداری بند کر دی اور البدر منگا تا شروع کر دیا۔ اس کی قیمت بھی کم یعنی اڑھائی روپے الھکم کا ایڈیٹر تو گھاؤ گھپ اور ٹھٹھکی بیٹھ ہے۔ بے حساب الم غلم کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ہماری رائے میں تو ایسا بدخواہ اور حاسد ناک کان کاٹ کر مرزائی مشن سے نکال دینے اور گدھے پر سوار کر کے جلا وطن کر دینے یا پھانسی دینے کے لائق ہے۔ آئندہ اختیار۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ نومبر کے شمارہ نمبر ۴۴ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کا نیا سواگ۔	پبلک میگزین!
.....۲	قادیانی سری کرشن سیالکوٹ میں۔	اخبار الحمد!
.....۳	مرزائیوں کرشن جی مہاراج کو ڈنڈوت کرو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱ ..... مرزا قادیانی کا نیا سوانح

پبلک میگزین!

پبلک میگزین لکھتا ہے لاہور کے ہیکچر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف اتنا ظاہر کیا تھا کہ وہ مہاراج رام چندر راجی اور سری کرشن چندر راجی کو بھی کامل انسان اور نبی مانتے ہیں۔ لیکن گزشتہ ہفتہ میں بمقام سیالکوٹ مرزا صاحب نیا رنگ لائے۔ مسیح موعود عیسائیوں کے لئے اور مہدی آخر الزمان مسلمانوں کے لئے تو آپ بن ہی چکے تھے۔ اب ہندو باقی تھے۔ ان کے لئے کرشن چندر راجی بن گئے۔ چنانچہ اپنی نسبت الہام سنایا کہ ”ہے کرشن راجی تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔“ (تذکرہ ص ۲۸۰، طبع سوم) مرزا قادیانی نے خطرہ ظاہر کیا کہ ”جابل مسلمان فی الغور یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے کافر کا نام قبول کر کے صریحاً کفر قبول کر لیا۔ لیکن یہ خدا کی طرف سے ہے جس کا اظہار کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا اور سری کرشن چندر درحقیقت کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے وقت کا نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ اور میں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔“

(ہیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

مرزا قادیانی نے اپنی خیالی شہرت کی ایک اور منزل طے کی لیکن شاید انہیں خیال ہوگا کہ ہندوؤں کے کرشن کا مظہر بن کر انہوں نے کیسی عظیم ذمہ داری سہی۔ کرشن اور اس کی تعلیم کو قبول کر کے مرزا قادیانی کو تقریباً سارے اسلامی عقائد سے انکار اور بجائے اس کے کہ وہ قرآن کو الہامی مانیں۔ انہیں کرشن کا مظہر ہونے کی غرض سے گیان کا بھنڈا آریاؤں کی قدیمی الہامی کتب ویدوں کی ہدایتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ مرزا قادیانی کرشن کے مظہر تو بنے لیکن گیتا کی گوڑہ فلاسفی کی تشریح کرتے ہوئے ضرور چکر اٹا پڑے گا۔ جب انہیں جتنا لایا جائے گا کہ کرشن کی تعلیم کیا ہے تو شاید پشیمان ہونا پڑے اور نئے ہندو مرید موٹنے کی امید میں پرانے مسلمان مرید بھی فرخت ہوں۔ مرزا قادیانی نے کرشن کا سوا تک بھر کر اپنا سارا بھرم کھول دیا۔ اب کسی کو شک نہ کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی دماغی تغیر سے رنگ برنگی دعوے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہندو مرزا قادیانی کو کرشن تو کیوں مانیں گے۔ البتہ مرزا کرشن بن کر اپنی مسیحیت اور مہدویت بھی کھو بیٹھیں

گئے۔ کرشن ازم کا ایک ہی مسئلہ مرزا قادیانی کو چپ کر دے گا اور مرزا قادیانی کرشن کا مظہر بننے سے کانوں کو ہاتھ لگائیں گے۔ کرشن کرم کاٹھ کو موش کا سا دھن بتاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی عمر شفاعت کا ڈھکوسلا سنا تے گزر گئی۔ کیا مرزا قادیانی اس کو رواج دیں گے اور کیا اعلان کریں گے۔ کہ کرشن کا مظہر ہونے کی حیثیت سے وید اور سارے ویدک کے مسائل ان کے مقبولہ ہیں؟ اگر یہ ہو تو ہندوؤں کو اپنے دھرم کی بزرگی اور دھارمک اصول کی عظمت اور راستی پر فخر کرنا چاہئے جس نے مرزا قادیانی کو آخری عمر میں اپنی صداقت کا قائل بنالیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام مرزا قادیانی کے اس معیار کا کیا نام رکھتے ہیں؟

## ۲ ..... قادیانی سری کرشن سیالکوٹ میں

اخبار الحمد ۱

الہمد ۱ لکھتا ہے ہم قادیانی مسیح تو سننے رہے ہیں۔ مگر قادیانی کرشن جی نہیں سنا۔ یہ وہی حضرت قادیانی مسیح ہیں۔ بقول استاذ۔

قیامت کے معتن ہو غضب کے دل رہا تم ہو  
خدا جانے پری ہو حور ہو انسان ہو کیا تم ہو

آپ کا نزول اجلال سیالکوٹ میں ۲۷ اکتوبر بوقت ۶ بجے شام کے ہوا۔ چونکہ تشریف آوری کے پہلے چند روز علمائے کرام نے آپ کی تشریف آوری کی خبر عوام کے کانوں تک پہنچا دی تھی۔ گرد و نواح سیالکوٹ کے علماء اپنا فرض منصبی پورا کرنے کو چند روز پہلے ہی رونق افروز تھے اور خوب زور و شور سے آپ کی آؤ بھگت مناسب الفاظ میں کر رہے تھے اور چشم براہ تھے کہ ناگاہ گاڑی قریب سٹیشن سیالکوٹ پہنچی پھر کیا تھا۔

انگلیاں سرد اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں  
دیکھتے ہی اعنت کا نعرہ بلند ہوا۔ تمام ریلوے سٹیشن اور باہر کا میدان جس میں تقریباً دو اڑھائی ہزار آدمی ہوں گے پر تھا۔ جدھر کو حضور کی گاڑی جاتی تھی اعنت کے چیر اور نعرے بلند ہوتے تھے۔ خاک اڑائی جاتی تھی۔ خیر بعد شکر انا آپ فرد گاہ تک تشریف لے گئے۔

اس واقعہ کو مرزا قادیانی کے لیکچر کے سرورق کے صفحہ ۲ پر یوں لکھا گیا ہے کہ ”تقریباً پینتیس چالیس ہزار ہندو مسلمان استقبال کو آئے تھے اور بہت سے لوگوں نے اس خوشی میں روشنی کی تھی۔“ حالانکہ تمام شہر سیالکوٹ کی مردم شماری تقریباً ۴۰ ہزار ہے۔ جن میں ہندو، مسلمان، چوڑے، چمار، زن و مرد، بوڑھے، جوان، بالغ و نابالغ سب شامل ہیں۔

درشنی کا یہ عالم تھا کہ خاک اور دھول کے اڑانے سے ایک اندھیرے کی صورت پیدا ہو رہی تھی۔ کاش اس روز بادل ہی چکا ہوتا تو ہم سمجھتے کہ مرزا قادیانی کی خاطر آسمان پر روشنی ہوئی ہے۔ جیسا کہ خود ان کا خیال ہے۔ چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۰۳ء کے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ آج جو میں بیماری سے اٹھ باہر آیا ہوں اور بادل چمک رہا ہے۔ بارش بھی کسی قدر ہو رہی ہے۔ یہ اسی طریق سے ہے۔ جو بادشاہوں کے آنے پر سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے اور آسمان پر چھڑکاؤ ہوا ہے۔ اور آتش بازی چمچی ہے (حاضرین) سبحان اللہ جل جلالہ امام الزمان کی برکت ہے مگر شقی ازلی ایسے صریح معجزات بھی دیکھ کر بد نصیب رہے۔

خیر خدا خدا کر کے حضرت فرود گاہ تک پہنچے اور ٹیکہ لکھنے میں مشغول ہوئے۔ ۲ نومبر کی تاریخ ٹیکہ کر کے لئے تھی کیا تھا وہی معمولی شاعروں کی طرح بطور تشبیب چند لفظوں میں اسلام کی تعریف اور آریوں سے دو چار ہو کر اپنی تعریف کہ میں ایسا ایسا ہوں میں یہ ہوں میں وہ ہوں۔ ہاں ایک بات نئی ٹیکہ میں کمی مگی جو اس سے پہلے نہ سنی مگی تھی۔ جس کا خود حضرت کو بھی اقرار ہے کہ آج سے پہلے میں نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی یعنی آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے تو میں مسیح موعود ہو کر آیا ہوں مگر ہندوؤں اور آریوں کے لئے خدا نے مجھے کرشن جی بنا کر بھیجا ہے۔

اس دعوے کو سن کر صاحب مجسٹریٹ کمپ سیالکوٹ نے مسلمانوں سے کہا کہ اب تم جاؤ مرزا قادیانی جانیں اور ہندو جانیں مگر مسلمانوں کو اپنے پیدائشی مسلمانوں کی جدائی کہاں گوارہ تھی۔ جس حال میں کہ وہ بابو عبدالغفور نوآریہ کی جدائی کو ابھی تک نہیں بھولے تھے۔ حالانکہ بابو مذکور ایک کمسن بائیس تیس سالہ عمر کا لڑکا اور مرزا قادیانی ایک معمر تجربہ کار مسن۔ پھر بھلا ایسے گرگ کہن کی جدائی مسلمانوں کو کہاں گوارہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جہاں تک ہو سکا مرزا قادیانی کا ساتھ دیا۔

روانگی کے وقت بدستور ریلوے سٹیشن تک جیسا استقبال کیا تھا اس سے بڑھ کر استدہار کیا۔ بلکہ مزید بات یہ ہوئی کہ مسلمانوں نے قادیانی کرشن جی کی مہما میں اپنے اسلامی اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔ چلتی گاڑی کے وقت سٹیشن سے ایک طرف پرہانہ کرکڑے ہو گئے اور مرزا قادیانی کی مستورات کے سامنے جوش جنوں میں نچے ہو کر تپتے رہے مگر ان کا بیان ہے کہ اس کی وجہ بھی مرزا قادیانی کی مستورات ہوئی ہیں۔ جنہوں نے ریل گاڑی پر بیٹھ کر اپنی مبارک پاپوش

(جوتی) پر قہقہہ کر مسلمانوں کو دکھائی۔ پس پھر تو مجنوں نے سمجھا کہ ہم پر کمال عنایت مبذول ہے۔

لیکن اسلامی غیرت ہمیں اس کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ گو مستورات مرزا سیہ نے چھیڑ کی ہو۔ تاہم یہ حرکت اسلامی اخلاق سے بہت گرمی ہوئی ہے۔

۳ ..... مرزا سیو کرشن جی مہاراج کو ڈنڈوت کرو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہے آدمی بجائے خود اک محو خیال  
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

سیالکوٹ والے لیکچر نے مرزا قادیانی کی کایا پلٹ دی۔ نہ اب آسمانی باپ کے لے پالک رہے نہ امام الزمان رہے نہ بروزی ہے۔ اب تو گھرے گھڑائے اور چھلے چھلائے کرشن جی کی مورتی بن گئے۔ یا یوں کہو کہ آپ کی ذات طلسم سمات میں متضاد کپوڑا سالاج ہو گیا ہے۔ مگر اس معجون مرکب میں ابھی چند اجزاء کی کسر ہے۔ کیا معنی کہ تو آپ ابھی آریا کے دیانند جی مہاراج بنے نہ بودھ کے گوتم شکر اچارج نہ آتش پرستوں کے زرتشت نہ سکھوں کے گردناک۔ نہ لعل بیکوں کے لعل گرو۔ مناسب تھا کہ سب سے پہلے اپنا ورثہ سنبالتے کیونکہ آپ بیکوں کے بیک ہیں اور آپ کے بڑے بھائی امام الدین لعل بیکوں کے سرپرست بن بھی چکے ہیں۔ مگر آپ ایسے ناخلف ہیں کہ ان کی گلدی پر اب تک لات مار رہے ہیں۔ تاہم گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ رفتہ رفتہ جب آپ سب کچھ ہو جائیں گے تب لعل گرد بنیں گے۔ کیا معنی کہ فضلہ سب کے بعد ہوتا ہے۔ ابھی دو ایک گنج اور باقی ہیں۔ کھٹکنا کر قبض کھلے گا تو بالکل صفائی ہو جائے گی سردست تو باؤ گولے اٹھ رہے ہیں۔ ابراہیم کو تمام مذاہب کے گرد گھنٹال میں بروڑ کر جائیں گے۔

سری کرشن جی میں اس لئے آپ نے دھارن کیا ہے کہ مرزا نیوں کا پردہ اٹھا دینے کا جزل آرڈر جاری کر چکے ہیں۔ پس آپ گو بیوں میں کھسکا جی بن کر بیٹھیں گے۔ اور ایک ہی وقت میں سب کے پرالہت میں فوراً پراپت ہوں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لے پالک نے جو اس عرصہ میں شرارتیں کیں یعنی نہ صرف آسمانی بھیڑوں کو بلکہ آسمانی برے سیئی سچ کو شب و شتم کی ایک ہی لاشی ہانکا تو آسمانی باپ نے زانے دار چیت رسید کیا کہ مردود ہذات، شریر پاجی، میں نے تو تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ چرواہا بن کر بھیڑوں کی چوکسی کرے۔ اس لئے نہ بھیجا تھا کہ بھیڑیا بن کر سب کو پھاڑے۔ بس لے پالک ایک ہی تھپڑ

کھا کر سیدھا ہو گیا اور آئندہ کوکان پکڑے اور کرشن جی کی گنویا بنا دیا تیل بن گیا۔

کیوں صاحب جب آپ امام الزمان ہیں تو آریا کیوں برے ہیں اور آپ دیناند جی کے اوتار کیوں نہیں بنے۔ حالانکہ ان سے آپ کا رشتہ بخوبی ملا ہوا ہے۔ کیا معنی کہ لازاف نیچر کے وہ بھی قائل اور آپ بھی۔ مادے کے قدیم ہونے کے وہ بھی معتقد اور آپ بھی۔ مگر چونکہ وہ نبوت و رسالت کو نہیں مانتے اور دیناند سرستی کو ایک معزز انسان کے درجے سے زیادہ رتبہ نہیں دیتے اور خود بدولت ٹھہرے نبی۔ بس آپ سے ان کا ستارہ نہ ملا۔ اب آپ نے دیکھا ہندوستان میں بت پرست ہنود ۲۲ کروڑ ہیں۔ جن میں آریاؤں کی تعداد لاکھوں سے زیادہ نہیں اور بت پرستوں سے بڑھ کر کوئی قوم احمق اور سادہ لوح نہیں۔ لہذا کیا عجب ہے کہ ہنود آپ کی جانب رجوع لائیں۔ مگر یہ بھی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مضمون ہے۔ وید اور شاستر کے اصول نیوگ وغیرہ کی جو آپ نے مذمت کی ہے تو یہ تمام ہنود پر یکساں ناگوار ہے۔ کیونکہ ہنود خواہ بت پرست ہوں خواہ آریاں وید کو یکساں پوتر (مقدس) مانتے ہیں اور خود سری کرشن بھی مانتے تھے پس ہنود کہہ سکتے تھے کہ یہ کیسا کرشن ہے جو وید کا انکار کر کے گویا آپ اپنی جڑ کاٹتا ہے۔ انجام یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں نے پتلون سے دھار مادی اسی طرح ہنود دھوتی سے پھللی کی تلمی منہ پر مار دیں گے اور پھر بول بالا تو کیا ہو گا سر نیچا ہو جائے گا۔

پھر ہنود کھیا جی کو انسان نہیں مانتے بلکہ کرشن یعنی خدا مانتے ہیں۔ پس جیسے اہل الرائ کا عندیہ تھا کہ آپ بہت جلدی خدائی کا دعویٰ کریں گے۔ سیالکوٹ میں پورا ہو گیا۔

اب وقت آپہنچا ہے کہ بجائے اس کے کہ قادیان میں منارۃ المسیح کھڑا کیا جائے۔ مناسب ہے کہ مندر بنایا جائے جس میں ہانفل کرشن جی کی مورتی رکھی جائے۔ اور جب قادیانی کرشن ارتھی پرلدے تو اس کی مورتی استھاپن کی جائے۔

اس عیاری اور دنیا طلبی کو دیکھئے کہ دنیا میں جس قدر با عظمت لوگ گزرے ہیں۔ ان سب کا جوہر اور ست آسمانی باپ کے جھکے میں گھنچ کر آپ کے وجود بے بہود میں آ گیا ہے۔ پہلے ایک قوم کے نبی یا اوتار کا دامن پکڑا جب وہاں سے جھٹکا ملا تو دوسرے کا دامن جا پکڑا۔ علی ہذا کسی نے نام کا کتابت نہ پالا۔ اور سب طرف سے سگ دنیا پر دوت دوت ہی رہی۔ حضرت بے دل مرحوم نے مندرجہ ذیل شعر غایت مجبوری و ہمدردی اور اکسار کی حالت میں لکھا تھا مگر مرزا قادیانی کی واقعی حالت کے مطابق ہے۔



نہ بد امنی زحیاء سد نہ بدستگاہ دعا رسد

چود سد بہ نسبت پلار سد کف نست آبلہ دارما

یعنی میرے ہاتھ میں پائے آبلہ دار کی نسبت ہے نہ تو کسی کے دامن تک پہنچتا ہے کیونکہ سب لوگ حیا اور عار کرتے ہیں۔ دامن تک نہیں چھونے دیتے نہ دعا کے لئے اٹھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح آبلہ دار پاؤں ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں پہنچتا۔ یہی حالت میرے ہاتھ کی ہے گویا وہ ہاتھ نہیں رہا بلکہ پائے آبلہ دار بن گیا ہے۔

طرح طرح کے رنگ بدلنے سے اس عیار کے دو مطلوب ہیں۔ ایک تو شہرت۔ دوم..... الو کے پٹھوں کا امتحان کہ پتھر سے نکلتے ہیں یا نہیں اور حافظ شیراز کا یہ شعر پکڑ کر اور یا بدوح کی ہانک لگا کر پھر ہو جاتے ہیں یا نہیں۔

ما سر ملان رو بسوئے کعبہ چوں آرم چوں

رو بسوئے لعبتلن لیر لار و پیرما

مگر مرزا قادیانی کا عندیہ پورا ہوتا جاتا ہے اور جتنے روپ اور سوانگ بدلے جاتے ہیں۔ تمام چیلے جان اور ایمان سے اس ٹھٹھو کے نگارے کے بڑے بھاری فدا کی تماشا کی نظر آتے ہیں اور ہر مرید یہ شعر پڑھتا ہے۔

منم تصوب عند رویہ خدھا

آراء من عکفوا علی النیران

یعنی میرا معشوق ایسا منم ہے کہ جب اس کا بھوکا رخسار دیکھا جاتا ہے تو آتش پرستوں کی عقلیں صواب پر معلوم ہوتی ہیں۔ یعنی ان کا آتش پرست ہو جانا بجائے۔ کیونکہ آگ میں اس صنم کے رخسارہ کی جھلک ہے۔

ہم کو گیش جی کے روٹ میں حصہ لگانے والوں اور زعمہ حیر کے چڑھاوے کا لمبیہ چکھنے والوں کا تو خیال نہیں جو دین بد نیا فروش ہیں۔ البتہ مولوی نور الدین سے صاحب سے ہمدردی سے جو کسی زمانے میں الحمد للہ تھے۔ اگر وہ اب بھی بردی کے ہتھکنڈوں سے عبرت حاصل نہ کریں تو سخت افسوس ہے۔ کیا کائنات قوت مینزہ بالکل ہی مرغی۔ کیا قرآن وحدیث کو بالکل ہی جواب دے دیا۔ تھلید فحش تو بد دینی تھی۔ مگر ایک رنگ برنگ کے روپ بدلنے والے کی تھلید بلکہ غلامی اور عبدیت عین دین والیمان ہے انا للہ۔

اب ربی تاویل۔ یہ مذہب والا کر سکتا ہے اور زبردست دلیل پیش کر سکتا ہے۔ وہم

پرست اور بت پرست قومیں بھی فلسفہ رکھتی ہیں مگر واقعیت اور ہی چیز ہے۔

ہائے استدلالیاں چوبیس بود

ہائے چوبیس سخت بے تمکین بود

نہ صرف بروزی صاحب بلکہ یقیناً حکیم صاحب بھی آیت قرآنی سے وہی دلیل پیش کریں گے جو کاگبریس والوں نے اس وقت پیش کی تھی۔ جب سرسید نے مسلمانوں کو اس میں شامل ہونے سے روکا تھا کہ بت پرستوں کا ساتھ نہ دودہ آیت ”منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقص“ ہے۔ یعنی اے محمد ﷺ! ہم نے بعض انبیاء کے قصے تجھ پر بیان کئے ہیں اور بعض کے قصے بیان نہیں کئے۔ اس پر کاگبریس والے کہتے ہیں کہ ہمارے جو ادوار رام چند جی اور کرشن جی گزرے ہیں۔ کیا عجب ہے وہ بھی نبی ہوں۔ ظاہر ہے کہ آیت بالا میں گزشتہ انبیاء مراد ہیں کیونکہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی اور اگر ختم نہیں ہوئی۔ تو کیا وجہ ہے کہ قرآن کی اس آیت پر تو ایمان اور آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کا انکار اب رہی ختم نبوت کی لامعنی تاویلیں۔ ہم بارہا ان کی چٹھاڑ کر چکے ہیں۔

۴ ..... ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا اور مرزائی بروزی نبوت کے ثبوت میں مندرجہ عنوان آیت پیش کیا کرتے۔ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) نہ گزرا ہو۔ اول تو غلط کا صیغہ ماضی کا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں جس قدر امتیں گزری ہیں۔ ان میں ضرور کوئی نہ کوئی نبی گزرا ہے۔ یہ خلو فیہا نذیر نہیں فرمایا گیا۔ جس کے یہ معنی ہوتے کہ جس قدر امتیں قیامت تک گزریں گی۔ ان میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور آئے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم ہو چکی اور آنحضرت اور نیز امت محمدیہ کے لئے کوئی شرف و امتیاز باقی نہ رہے گا۔ اور دین کی تکمیل پوری ہوگی۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ اور ظاہر ہے کہ دوسرا نبی اسی وقت مبعوث ہوتا ہے جب دین میں نقص ہوتا ہے۔

پھر امت سے مراد مختلف امتیں ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کا مطلب مان لیا جائے تو ہر امت کے لئے ایک نبی مبعوث ہونا چاہئے۔ موجودہ زمانہ میں بتائیے کہ نصاریٰ کا نبی انی نہیں ہے۔ یہود کا کون ہے۔ ہندو کا کون ہے۔ علی ہذا سیکنگڑوں امتیں اور مذاہب ہیں سب کے لئے مرزا قادیانی کو اپنی طرح ایک ایک نبی تر اشاپڑے گا۔ پھر خوبی یہ ہے کہ مرزا قادیانی تمام مسلمانوں کو

بلکہ اپنے کو امت محمدیہ میں سے بتاتے ہیں تو بتاؤ جداگانہ امت کہاں ہوئی۔ جس کے لئے نبی کی ضرورت ہوئی ۔

خود غلط، املا غلط، انشاء غلط

ہاں یہ صحیح ہے کہ اس وقت بعض امتوں میں نئے نبی اور عیسیٰ اور مہدی موجود ہیں۔ مثلاً لندن میں مسٹر پکٹ، فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی، سوما لی لینڈ میں ملا عبد اللہ، مرزا قادیانی ان تینوں کو کیوں نہیں مانتے۔ غالباً آپ کا یہ مطلب ہے کہ صرف امت محمدیہ میں دس بیس برس کے بعد ایک نبی پیدا ہوتا رہے گا۔ نہ کہ کسی دوسری امت میں۔ حالانکہ آیت مذکورہ اس معنی کا انکار کرتی ہے۔ اپنے نبی بننے کو تو یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ مگر دوسرے بزرگوں اور تاروں یا مصلحوں کو نہیں مانا جاتا۔ دیا نند سرتی کو کیوں نبی نہیں مانتے۔ ہاں عدالت کے تھپڑ کھا کر اب صرف سری کرشن جی نبی مانے گئے۔ ایک ایک تھپڑ لگتا جائے گا اور لے پا لک ہر امت کے انبیاء کو ماننا چلا جائے گا۔ بلکہ ہر امت کے لئے نبی پیدا کرنا چلا جائے گا۔

پھر عیسیٰ مسیح مر گئے۔ تمام انبیاء اور تار مر گئے۔ لے پا لک کو ان سے کیا سروکار رہا۔ رونا تو یہی ہے کہ لوگ مردہ انبیاء کو زندہ لے پا لک کے ہوتے نبی مان رہے ہیں۔ لیکن سری کرشن زندہ نبی ہیں۔ جن کو لے پا لک نے مانا ہے اور جن پر اولاد لاہور میں اور پھر سیالکوٹ میں ایمان لایا ہے اور چیلوں چا پڑوں نے یہ شعر وجد میں آکر غنغنا یا ہے ۔

دوش از مسجد سیوئے بتخانہ آمد پیر ما

چیسٹ یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

ہم بھی کہتے ہیں جیسے موجودہ زمانے میں لندن میں مسیح اور فراتیسی مسیح ہیں۔ ایسے ہی نبی خود بدولت ہیں۔ مگر حیرت تو جب ہے کہ جس طرح آپ نے سری کرشن کی صورتی کو سجدہ کیا۔ اسی طرح لندن میں اور پیرس کی گرجا میں جا کر مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کے آگے بھی سر جھکا ئیں اور گھٹنا نیکیں۔ جو آپ کے رقیب عیسیٰ مسیح کے بندے ہیں اور پھر یہ شعر صادق آئے۔

اس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل

میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

کیوں جناب ہر امت میں ایک نبی گزرا ہے مگر آپ کے عندیہ کے موافق مذہب اسلام میں کوئی نبی نہیں گزرا۔ جیسی تو آپ کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہوئی اور اگر واقعی کوئی نبی گزرا ہے تو آپ کی نبوت کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ مسلمان کوئی نبی امت نہیں ہیں۔ آیت سے تو

یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک نبی ہے۔ مگر آپ کا دعویٰ یہ بتاتا ہے کہ ہر امت کے لئے بہت سے نبی ہوں گے۔ تمام اولیاء کو آپ انبیاء بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت تک انبیاء آتے رہیں گے۔ مگر آپ کی بحث کے موجودہ زمانہ میں آپ کے سوانہ تو کوئی ولی ہے نہ آئندہ کوئی ہو۔ کیونکہ آسمانی باپ نے آپ کو خاتم الخلفاء بنا دیا ہے۔ تاثرین خیال فرمائیں کہ بات بات میں تحالف اور ہر دعوے میں تناقض ہے۔

قیامت تک جو انبیاء آپ کے دعوے کے موافق آئیں گے۔ تو آخر ان کی کوئی شناخت بھی ہونی چاہئے۔ اگر یہی شناخت ہے جیسی حضور کی۔ تو سخن فہمی آسمانی ہدیر معلوم شد۔ اور اگر کوئی شناخت نہیں تو تمام راہب اور تمام قسب اور تمام مہنت اور تمام گرو اور تمام اسلامی مشائخ جن کے لاکھ لاکھ مرید ہیں۔ انبیاء ہیں کیونکہ آپ انبیاء کی کوئی شناخت بتائیں سکتے۔ اور جبکہ آیت مندرجہ عنوان پر آپ کا ایمان ہے۔ تو جو انبیاء آپ کے عقیدے کے موافق اس آیت کے مصداق ہیں تو ان پر آپ کا ایمان کیوں نہ ہو۔

پھر جس طرح مرزائی آپ کو نبی مانتے ہیں۔ تمام مذاہب والے اپنے اپنے پیشواؤں کو کیا نبی نہ مانیں۔ پھر آپ پر کوئی کیوں ایمان لائے۔ لہجے امام الزمانی خرد جال کی سیٹک بن گئی اور آپ نے اپنے ساتھ بہت سے نبی پیدا کر لئے۔ مبارک!

پھر آپ کا نذر (ڈرائے والا) ہونا تو دنیا ہی تک ہے کہ فلاں مارا جائے گا۔ فلاں دھرا جائے گا۔ اور میں طاعونی نبی ہوں۔ طاعون میرا خالو اور ماموں ہے۔ آخرت اور قیامت سے کچھ علاقہ نہیں۔ نہ آپ نے اپنے لیکچروں میں کبھی بہشت اور دوزخ کا ذکر کیا۔ بہشت آپ پر ایمان لانا اور دوزخ سے آپ کا منحرف یا منکر ہونا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نیچر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نیچر کی رو سے احواء اموات محال ہے۔ پھر آپ حشر اجسام اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کی راگ مالا کیوں چنے لگے؟ آپ کے لئے جو کچھ ہے دنیا ہی میں ہے۔ پس آیت ”وان من امة الا خلا فیہا فذیر“ صرف آپ کے نبی بننے کے لئے ہے۔ نہ کہ اس پر عامل ہونے کے لئے۔ پھر آپ کا یہ انداز اور سیر کتنا بودا تھا کہ عدالت کی ایک ہی ڈانٹ میں آسمانی باپ کے بٹے میں جا کھسا۔ یعنی جہاں سے نکلا تھا الٹا سیدھا وہیں چلا گیا۔ ہاتھ تیرے کذاب کے منہ میں زقوم کی لٹور آپ کا کام ہے صرف موت سے ڈراتا ہے اور جو سادہ لوح اور پوک (مرزائی) دھونس میں آئے وہ طاعون سے مرے اور جو دھمکی میں نہ آئے۔ مثلاً آسمانی مکھوہ کا شوہر یعنی آپ کا رقیب اور مثلاً آختم اس کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا پھر آپ کے نذر ہونے

نے کیا حیر مارا۔ خوب یاد رکھو دنیوی موت انسان کے حق میں کچھ نہیں بلکہ حقیقی سزا وہ ہے جو بعد موت ملے گی جس سے آپ غافل ہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم دسمبر کے شمارہ نمبر ۴۵ کے مضامین

.....۱	اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزا قادیانی مبالغہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اہل خارج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نبی بننا خالہ جی کا بازہ نہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی اور عبد اللہ چکڑالوی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے دھوڑوں میں خوب خوب رنگ و روپ بدل رہے ہیں۔ اول اول تو آپ اسلامی ولی رہے پھر اسلامی مجدد بن گئے۔ پھر مانجھو لیا کا قمر مایہ میٹر بڑھا تو مکمل آسج اور ہردی نبی بنے۔ پھر امام الزمان ہو گئے۔ مگر چونکہ لفظ زمان میں تمام اقوام و مذاہب داخل ہیں۔ لہذا آپ نے کل مذاہب کے اوتار بننے کا ڈھنگ ڈالا اور باوصف اسلامی نبی ہونے کے کفار کے اوتار بھی بن گئے۔ اور کفر و اسلام کو یوں گڈ گڈ کر دیا۔ تمام انبیاء کا مذہب صرف اسلام ہے اور وہ اس لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ دنیا سے بت پرستی اور کفر کو مٹائیں اور توحید کا جھنڈا گاڑیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک جنوں کو ریزہ ریزہ نہ کیا جائے اور بت پرستوں اور ان کے راہبوں، شامیوں اور آتش پرستوں پر نفرت اور لعنت کا دارالہوار اور جہنم نہ کھولا جائے اور ان کے ناپاک افعال و کردار یعنی بت پرستی اور شرک کی برائیوں سے دنیا کو متنبہ نہ کیا جائے۔ اور انبیاء اس لئے مبعوث ہوئے تھے۔

پس انہوں نے اپنا فرض ادا کیا اور بت پرستی اور کفر کی جڑ کھود کر پھینک دی۔ کسی نبی نے یہ کہہ کر میں نبی و امام الزماں ہوں بت پرستوں کے اوتاروں کو نہیں مانا۔ کیونکہ یہ تو عینہ بت

پرستی کا مان لینا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ہمہ تن صدق تھے۔ دنیا پر لات مارتے تھے۔ مہامنا ان کی شان کے خلاف تھی۔ مذہب اسلام اور سنت رسول اللہ میں تو نہ صرف بت پرستوں سے بلکہ بدعتوں سے بھی میل جول کی ممانعت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی عجیب اسلامی نبی ہیں کہ جب تک مشرکوں اور بت پرستوں کے اوتاروں کو نہ مانیں اور ان کی صورتوں کے سامنے سر نہ جھکائیں اپنا فرض تبلیغ و فرض نبوت ادا نہیں کر سکتے۔ یہ دنیا کے منصب و جاہ کی چوکھٹ پر جبدہ نہیں تو کیا ہے۔

انبیاء کو کفار نے کیسے کیسے لالچ نہیں دیئے کہ سلطنت اور مال و دولت کے تمہیں مالک بنو مگر ہم سے بت پرستی نہ چھڑاؤ۔ مگر اللہ کہ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے مردار دنیا اور اس کے جاہ و نعم کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ہو۔

انبیاء نے بے شک انبیاء کی وقعت کی ہے اور ہمارے نبی امی فداہ ابی داما نے تو انبیاء کا اعزاز از حد ملحوظ رکھا ہے۔ مگر جس طرح تمام انبیاء نے بت پرستوں کی ملامت کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی لات عزی اور ہبل وغیرہ اصنام عرب اور ان کے راہبوں اور پجاریوں اور عبد اللہ الاصنام کی وہ توہین اور بے وقوفی کی ہے کہ ان کی صداؤں سے دنیا گونج رہی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سری کرشن جی بت پرست تھے اور ان کے اصول وہی ہیں جو بت پرستوں کے ہیں۔ اسلامی اصول سے ان کو کوئی علاقہ نہیں مگر مرزا قادیانی نے جو بت پرستوں کے سردار کو مانا ہے تو محض دنیوی طمع سے۔ انہوں نے اپنی کامیابی کے لئے حتی الوسع ہر طرح پاؤں پیلے مگر جب کسی طرح عقدہ کشائی نہ ہوئی تو اب رنگ میں اور بھی بھنگ ملائی۔ مسلمان تو ہر طرح بھوکے اور لنگوٹیا ہیں۔ مال و دولت میں ہنود سے ہر طرح گرے ہوئے ان سے خاطر خواہ موہن بھوکے کی تمنا فضول۔ پس جو کچھ جن کئے اب ان پر بچھتا پڑا لہذا کفر کی پناہ میں آنا ضروری تھا۔

دولت بغلط ہنود از سعی ہشیمان شو

کافر نتوا بی شد ناچار مسلمان شو

پھر سری کرشن اور رام چندر جی نے کوئی کتاب میں اپنے کو نبی یا اوتار کہا ہے اور وید میں نبیوں کا آنا کہاں لکھا ہے۔ کیا آریا ہنود نہیں۔ وہ رام چندر جی اور کرشن جی کو کیوں نبی نہیں مانتے۔ صرف آپ پر الہام ہوا ہے کہ ہنود کے تمام رشی اور متی نبی تھے۔ مدعی ست گواہ چست۔

۲ ..... مرزا قادیانی سے مباہلہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی پہلے تو مسیح تھے اب راجہ کرشن جی بھی ہیں۔ معلوم نہیں خلل دماغی کا قحط

میٹرکس درجہ پر ہے۔ بادی النظر میں تو شاید انتہائی درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ آپ اپنی کتاب میں علماء دین اور فقہائے صالحین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ لوگ مجھ سے آکر مہبلہ کریں۔ اگر آپ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہوں گے تو خدا آپ کی مدد کرے گا۔ اور اگر میں سچا ہوں گا تو خدا میری مدد کرے گا۔ وغیرہ۔“

(مخلص انجام آتم ص ۵۱۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۵۵)

میں مرزا قادیانی کے لاطائل دعویٰ کے مقابلہ کے لئے تیار اور بخوشی مہبلہ کے لئے مستعد ہوں۔ مرزا قادیانی کو واضح ہو کہ میرا نام پہلے محمد شفیع تھا۔ اب محمد شاہ ہے میں اپنے اللہ کی جناب میں سر بسجود ہوا کہ اے مالک کون و مکاں! اے قادر دو جہاں! اے میرے پروردگار! اے میرے خدا! جو بات حق ہو مجھ پر عیاں کر دے۔ معبود برحق کی جناب سے جواباً میرے تیرہ دتاریک دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ تو مرزا قادیانی سے مہبلہ کو ہمہ تن تیار ہو جا۔ خدا تیری مدد کرے گا۔ یہ مبارک آواز ایسی تھی جس نے مجھے فوراً آمادہ کر دیا۔ کہ میں مرزا قادیانی کو مہبلہ کے لئے اطلاع دوں۔

چنانچہ دعویٰ آواز آج میری قوت بازو بن کر لکھوار ہی ہے یہ مہبلہ اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ من بارود کے ڈھیر پر ایک تخت چوبی اتنا بڑا بچھا دیا جائے جس پر میں اور مرزا قادیانی دونوں بخوبی اور بآرام کھڑے ہو سکیں۔ بعدہ باجائز گورنمنٹ بارود میں دیا سلائی دکھلائی جائے۔ اگر میں حق پر ہوں تو خدا میری مدد کرے گا اور میں سوزش نار سے محفوظ رہوں گا اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہیں تو خدا ان کی مدد کرے گا۔ میری اس قدر آرزو اور ہے کہ اس خدائی فیصلہ کے جلسہ میں ہر مذہب و ملت والے شریک ہوں اور جس جگہ یہ مہبلہ ہو وہاں کے جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر بھی تشریف فرما ہوں۔

امید ہے کہ مرزا قادیانی بعد ملاحظہ مضمون ہذا بقید تاریخ، دن، وقت و مقام سے ناچیز حقیر کو مطلع فرمائیں گے۔ خاکسار بلا کسی حیلہ و حجت کے حاضر ہوگا۔ بالفرض اگر مرزا قادیانی اس میں کوتاہی کریں تو ہر شخص اور ہر مذہب و ملت والے کو لازم ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو ایک اعلیٰ نمبر کا کاذب اور نجومی سمجھ کر اپنے آپ کو دام تزدور سے بچائیں۔ سید محمد شاہ اٹاڈہ۔

ایڈیٹر..... محمد شاہ صاحب وارثی ہیں ایک ایک وارثی لپٹ پڑا تو آسانی باپ بھی سہم کر لوک دم ہو جائے گا اور پھر نضا متا لے پالک لا وارث یتیم مسکین رہ جائے گا۔ وارث علی شاہ صاحب کے مرید کی لاکھ ہیں۔ ابھی تو تانتا لگنا شروع ہوا ہے۔ جب یہ قادیان پر ٹڈی دل کی

طرح پڑا تو ہانس رہے گا نہ ہانسری۔ مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ، منارہ بھی مہبلہ کی بارود سے بھق سے اڑ جائے گا اور پھر قیودق چٹیل میدان ہو کر باپ بیٹے دونوں کا منہ فٹ ہو جائے گا جو اس سے پہلے شفق یا حسائی خندق بنا ہوا تھا۔ مگر یہ عجیب بات ہوئی کہ وارث علی شاہ صاحب نے تو بقول مرزائیاں مرزا قادیانی کو عیسیٰ مسیح کے مرتبہ پر پہنچا ہوا بتایا تھا۔ اب ان کے مرید رشید مرزا قادیانی سے مہبلہ کے دودو ہاتھ کرنے کو مستعد ہیں۔ یہ الٹی موتی کیوں بنے گی۔

۳ ..... اپیل خارج

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئی آسانی باپ کے بروزی کی پیشینگوئی نہیں کہ اوپر اوپر جائے۔ امر تر سے بعض پیشینہ فردوشان وارد میرٹھ نے بیان کیا کہ مرزا قادیانی کی اپیل دوبارہ معافی جرمانہ جو ججی میں کی گئی تھی خارج ہو گئی۔ قرینہ بتاتا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے۔ اور اگر نہیں ہوا تو ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! کیونکہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ عدالتیں عادی مجرموں کو سزا دینے میں یہ بات ضرور ملحوظ رکھتی ہیں کہ ملک پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ خصوصاً ایسا مجرم جس کے ساتھ خود اس کے قول کے موافق دولاکھ سے اوپر دالٹھیر ہوں (جیلوں، چا پڑوں) کا تحکف ہو۔

پہلے تو حوا تر یہ الہامی پیشینگوئیاں ہوئیں کہ لے پالک اچھوتا بری ہو گا اور جب جرمانہ کار داس پر دھرا گیا تو یہ الہام ہوا کہ مطلوب ہو جانے کے بعد غلبہ حاصل ہوگا۔ تاکہ حقاء حقے رہیں سے تزا کر نہ بھاگیں۔ لیکن اب بھی قوت نختہ رہ باقی ہے کیونکہ چیف کورٹ جانا ضروری ہے اور جب وہاں سے بھی ہمنون آس در کلسر رہی تو معلوم نہیں کیا تاویل کی جائے گی۔ اچھا صاحب یہ بھی کر دیکھو مگر انجام معلوم ہے۔

۳ ..... نمی بننا خالہ جی کا باڑہ نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قرآن مجید تیرہ سو برس سے دنیا میں موجود ہے اور نہ صرف دنیا کے ۳۰ کروڑ مسلمانوں میں بلکہ ہر طبقہ و ملت میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اکثر مخالفین بھی از روئے انصاف اقرار کرتے ہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کا کلام ہے اور محمد ﷺ پر اترا ہے اور دوسرا شخص اس کا مورد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کلام مجید نجا انجما ان معاملات اور واقعات کے موافق نازل ہوتا رہا ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں واقع ہوئے ہیں۔

اب قرآن تو وہی بین دفعتی المصاحف ہے اور قیامت تک بین الامم متداول رہے گا



مگر نہ وہ زمانہ ہے نہ وہ واقعات ہیں۔ ہاں مرزا قادیانی کے خوارق سے کچھ بعید نہیں کہ جس طرح آپ بروزی (تناخی) بنے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے زمانے کو بھی موجودہ زمانے کا بروزی مانتے ہوں۔ یعنی وہ زمانہ بھی عود کر کے موجودہ زمانے میں حلول اور بروز کر گیا ہو۔ آپ خرقہ نیچر کے تو قائل نہیں۔ مگر بروز اور حلول کے قائل ہیں۔ جیسے آریا کہ معجزات کو تو ان نیچرل بتاتے ہیں۔ مگر زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد جب انسان خاک یا راکھ ہو جاتا ہے تو گدھا اور کتا اور سور بن سکتا ہے یہی عقیدہ مرزا قادیانی کا ہے۔ دنیا میں بہت سے جھوٹے نبی اور دجال آئے مگر یہ کسی سے نہ ہوسکا کہ آیات کلام مجید کا نزول اپنے حق میں بتا تا اور دجالوں پر کیا حصر ہے ہر شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ فلاں آیات میرے حق میں ہیں۔ لیکن ایسا شخص پاگل خانے میں بیچے جانے کا مستحق ہوگا۔

معلوم نہیں آپ اپنے کو محمد ﷺ کا امتی کیوں بتاتے ہیں؟ جب قرآن کی آیتیں آپ پر نازل ہوئی ہیں اور محض خیال میں وہ واقعات اور ان کا وقوع مسترد ہو کر آپ کے زمانہ میں حلول کر آیا ہے تو آپ جدا گانہ مستقل نبی آنحضرت ﷺ کے ہمسر اور رقیب ٹھہرے نہ کہ امتی۔ اور واقعی ہے بھی اسی طرح۔ کیونکہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے تو آپ رقیب اور حریف ہیں ہی۔ پھر تمام انبیاء کے کیوں حریف اور رقیب نہ ہوں۔ ہندوستان میں تو زیادہ تر مسلمان اور عیسائی ہی ہیں۔ یہودی وغیرہ دیگر امتیں بہت کم ہیں۔ پس آپ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رقیب ہیں۔ نہ عزیر علیہ السلام کے۔ اور چونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں بلکہ اہل مذاہب سے کئی حصہ زیادہ ہندو ہیں۔

پس اب آپ کرشن جی کے بروزی بن کر ان کی حریف بنے ہیں۔ یعنی جس طرح محمد ﷺ کے بروزی بن کر مذہب اسلام کی جزا کاٹ رہے ہیں۔ اسی طرح اب ہندو مذہب کی جزا کاٹیں گے۔ ابھی تو ہندو کا سر سہلایا ہے۔ پوچا را پھیرا ہے ڈرا دیکھتے جائیے۔ رفتہ رفتہ کیا ہوتا ہے۔ مسیح بننے پر کوئی عیسائی ایمان نہ لایا تو عیسیٰ اسح کو مخالفت سنائیں۔ اب کرشن بننے پر کوئی ہندو آپ کے سامنے ڈنڈوت نہ کرے گا تو بھی گالیاں کرشن جی کے پرالبت میں لکھی ہیں۔ انشاء اللہ!

ایک کھلی بات ہے کہ جو شخص خود نبی بنا ہے اور اس نے اپنا نیا مذہب تراشا ہے تو وہ دوسرے انبیاء اور اداتاروں کو کیوں مانے گا۔ بلکہ صفحہ ہستی سے سب کا نام تک مٹانا چاہے گا۔ مگر یاد رہے کہ چند روز میں خود بدولت ہی مٹ جائیں گے اور یہ زمانہ سازی اور دنیا طلبی بہت جلد زمین میں دفن کر دے گی۔ کیا وجہ ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں آپ پر نازل ہوئیں اور بعض واقعات بھی

عود کر آئے تمام قرآن کیوں نازل نہ ہوا نہ آنحضرت ﷺ کے تمام واقعات لوٹ کر آئے۔ انہی میں جنگ بدر، جنگ خنین، جنگ تبوک، جنگ خندق بھی ہیں اور سب میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فتح دی۔ آپ ہمدانی محمد بن کر جہاد کے نام سے بھی مقرر ہوئے ہیں۔ مگر سے باہر نکل کر چوبیس تک نہیں ماری۔ بلکہ جہاد کو منسوخ کر دیا۔ ہات تیرے جموئے برازی کے منہ میں دجال کا براز اور پلید کے منہ میں خرد جال کی لید۔ آپ (براہین ص ۵۶۱، خزائن ج ۱ ص ۶۷۰) میں جدا جدا آیتوں ”فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ“ اور ”فَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى“ کو ایک جگہ گڈمڈ کر کے اپنے لئے الہام بناتے ہیں۔ اور یہ معنی گھڑتے ہیں کہ وہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (مرزا) کو۔

پس تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو یعنی (میرے) پہلی آیت میں اپنے کو سلیمان اور دوسری آیت میں ابراہیم بنایا۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے ساری خلقت کو میری اتباع کا حکم دیا۔ یہ منہ اور ہاسی ساگ۔ یہ لے پالک کے بھاگ اور آسمانی باپ کا یہ بے وقت کاراگ۔ ہا ایں ہمہ دعویٰ علم و فضل اتنا بھی سلیقہ نہ ہوا کہ اپنا مطلب دوسرے الفاظ میں گھڑ لیتا۔ آیات قرآن مجید ہی کو منہ کرنے چلا۔ آخر مردود دجال کیوکر بنتا۔ اے محمد الدنہ مشرقیہ کی جانب رجوع کرتا اور اس کی تجدید پر ایمان لاتا تو ایسے اچھوتے الہام القاء ہو جاتے کہ آسمانی باپ کے فرشتوں کو خواب میں بھی نہ سوجھتے۔

جناب باری نے کلام مجید میں ہر نبی کا ذکر صراحتہ کیا ہے نہ کہ اشارۃً اور مجملًا۔ اور خدائے تعالیٰ کو اشارے اور تسمیہ سے کام لینے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ نام تو کسی کا اور اس سے مراد ہو کوئی اور کیا الہام اور اجمال اور اشارے اور کنائے اور تسمیہ سے ہدایت تامہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہماری طرف رجوع لاتا تو ہم سیدھا اور صاف الہام یوں دم کر دیتے۔ ”فَعَلَّمْنَا الْمُرْزَا الْعَلَامَاتِ وَالْبِرْهَانَ۔ فَعَمِّرُوا الْمَنَارَةَ فِي قَادِيسَانَ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيقَانِ وَالْإِذْعَانِ“ دیکھو تو کسی کیسا پھڑکتا چوہا تا مسجع الہام ہے۔

برائے نام تو آپ مسج موعود ہا ہمدانی محمد ہیں مگر درحقیقت سلیمان بھی ہیں ابراہیم بھی ہیں اور اب شب حنی کی کرپا سے اس کلچک میں دھارن کر کے سر نکاشن بھی رام چندر بھی ہیں۔ چھمن بھی ہیں ہنومان بھی ہیں، مطلب یہ کہ دنیا میں جس قدر با عظمت اکابر گزرے ہیں سب آپ ہیں اور نیچر کے بھکے میں سب کا عطر اور ست کھنچ کر تو بد شریف میں وارد ہو گیا ہے۔ ایسا العجب صدر لگی دجال آج تک کوئی نہیں گزرا۔ سب کے کان کاٹ ڈالے۔ لیکن مرزا کیسے ہی حقن کرے ہم

پھر بھی کہیں گے کہ وہ دجال اکبر ہرگز نہیں۔

## ۵ ..... مرزا قادیانی اور عبد اللہ چکڑ الوی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند مطبوعہ ۱۶ نومبر میں ایک مراسلہ حیرت انگیز نظر سے گزرا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ چکڑ الوی اور قادیانی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قادیانی ہمہ وجہ مذمت و جرح و قدح کے لائق اور چکڑ الوی چند وجہ سے مدح و ثناء کے قابل ہے۔ اس لئے کہ چکڑ الوی نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خود قرآن مجید پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلانا چاہتا ہے وغیرہ۔

اس کی نسبت افسوس کے ساتھ گزارش ہے کہ اسلام کے سوا جس قدر فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ اگر ان میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوگا کہ ایک فرقہ دوسرے کے مقابلہ میں اچھا ہے۔ لیکن اس اضافی خوبی اور برائے نام عمدگی سے وہ قابل مدح و ثناء اور اسلام کے مثل کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اس زمانہ میں اسلام کے مخالف زیادہ تر دو فرقے مشہور ہیں عیسائی و آریہ، جب ان دونوں میں موازنہ کیا جاتا ہے تو آریہ کسی قدر اچھا نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ عیسائیہ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرتا ہے اور تثلیث کو جزو ایمان قرار دیتا ہے اور کفارہ کا قائل ہے۔ آریہ نہ خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں۔ نہ تثلیث سے واسطہ رکھتے ہیں۔ بلکہ خدا کے واحد ہونیکا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن بائیسیمہ جس طرح عیسائیہ کافر و مشرک ہیں اسی طرح آریاء ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی نسبت حق تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا ”لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عداوةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا..... الخ“ یعنی مسلمانوں کے سخت دشمن یہود اور بت پرست لوگ ہیں اور مسلمانوں سے دوستی کرنے والے نصاریٰ ہیں۔ لیکن بائیسیمہ جس طرح یہود کافر و مشرک ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ ہیں۔ ”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ..... الخ“ وغیرہا من الآیات“

چکڑ الوی نے بے شک نیا دعویٰ نہیں کیا اور قادیان کی طرح نیا روپ نہیں دکھایا۔ لیکن نیا نہ ہونا اور پرانا ہونا اسی قدر ہے کہ چند سال پیش سر سید احمد خان بھی یہی دعویٰ کر چکے ہیں۔ یعنی عمل و اعتقاد کے لئے صرف قرآن کافی ہے۔ احادیث سب کی سب لغو و بے اعتبار ہیں۔ اگر نیا نہ ہونے سے یہی مقصود ہے اور اسی لحاظ سے چکڑ الوی کو قابل مدح و ثناء قرار دیا جاتا ہے تو ایسی فہم و فراست پہ حیف چکڑ الوی نے تو یہاں تک لکھا کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ پر پچاس

نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں۔ بلکہ صرف پانچ ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے غلطی سے ان کو پچاس سمجھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے بار بار جناب باری میں تخفیف کا سوال کیا۔ اس غلطی میں حق تعالیٰ کو بھی شامل کیا گیا۔

چکڑالوی نے دعویٰ تو بہت بڑا کیا یعنی تمام مسائل دینیہ قرآن مجید سے ثابت ہو سکتے ہیں حدیث کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب ان سے سوالات کئے گئے تو جواب میں حیلہ بہانہ محض ملع سازی۔ نماز کے ارکان و فرائض کے متعلق دریافت کیا گیا کہ قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے۔ لیکن جواب میں کوئی آیت پیش نہ کر سکا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ”وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم“ اور فرمایا ”انا علینا جمعه وقرآنہ الی قولہ ثم ان علینا بیانہ“ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی شرح و تفسیر ہے چکڑالوی کو اس سے صاف انکار۔

اب وہ قادیانی کے مثل کیونکر نہیں۔ ہاں اس قدر فرق ہو سکتا ہے کہ قادیانی بڑا اور چکڑالوی چھوٹا بھائی ہے لیکن آیہ کریمہ ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیین لہ الہدی“ کے تحت میں دونوں پورے طور پر داخل ہیں۔ اور دونوں میں یہ فرق کرنا کہ قادیانی معصنہ اور کنواری مستورات کو عقد میں لانے کے لئے نئے نئے الہامات بتاتا ہے اور چکڑالوی کی یہ کیفیت ہے کہ ایک بی بی فوت ہو گئی تو کسی قسم کی ہوس دامن گیر نہیں ہوئی۔ اس کی نسبت گزارش ہے کہ چکڑالوی کی ہوس دامن گیر نہ ہونے کی جدوجہد ہے کہ عصمت بی بی از بے چادری زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں بہت سے کفار و مشرکین میں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن صرف یہ وجہ قابل تحسین نہیں ہو سکتی۔ دوم نکاح نہ کرنا آیہ قرآنی ”مثنیٰ وثلاث ورباع“ کا صریح انکار کرتا ہے۔ اب فرمائیے آپ عامل بالقرآن بلکہ قرآنی کیونکر ہوئے۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ شمعہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ دسمبر کے شمارہ نمبر ۳۶ء کے مضامین

.....۱	قطعہ تاریخ سزا یابی مرزا قادیانی۔	مولوی محمد صاحب دہکادی!
.....۲	مرزا قادیانی کا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی اپنے محبوب انبیاء کے سر پر تھوپے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

.....۴	مرزا صاحب۔	اخبار زمیندار!
.....۵	بروز اور تنازع۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزا اور مرزائیں کو مبارک۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	صورت مثالی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	نام میں بھی خط۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... قطعہ تاریخ سزایابی مرزا قادیانی

مولوی محمد صاحب دیکادی!

سزا یاب جب سے ہوا قادیانی  
خفا ہو گیا باپ حیف آسانی  
رہائی کی تدبیر اپنی نہ جانی  
دریغاً پدر نے پسر کو پھنسیا  
خیال اس کو انسوں یہ بھی نہ آیا  
نہ امت پھری اپنے جعلی نبی سے  
مگر چونکہ مردود سب بے بھر ہیں  
سیہ رو ہوئے سب سزا مل گئی جب  
چھڑانے میں کہیں کوششیں حد سے افزوں  
بفضل خدا اہل اسلام جیتے

ہوئی محو مروک کی سب لہرائی  
گیا بھول بیٹے کی گردن چھڑائی  
کہاں گم ہوئی تیری وہ غیب دانی  
مگر قدر نا اہل کی کچھ نہ جانی  
کہ بیٹے کو ہے ضعف اور ناتوانی  
مریدوں نے کچھ بھی نہ کی آنا کانی  
تو آئے نظر کیا کتاب آسانی  
پھر اس کے چہروں پہ لعنت کا پانی  
پھرے کو بکو در بدر خاک چھائی  
عدو کے مقابلے ہوئی مہربانی

۱۳۲۲ھ

مرزا قادیانی کے مرتد ہونے یعنی کھیا جی بننے کی تاریخ

از مولانا ابوالنور محمد عبدالحق صاحب کوٹلوی السرمندی!

سمجھا سے مرزا کھیا بنا  
مکر کی تیلیوں کا قفس بنا  
کھلا آخرش شخہ پر اس کا کید  
خفا ہو گیا آسانی پدر

نیا تار کھڑی نے ہر سوتا  
بہت سے پھنسیں تاکہ پھر مگس  
جو چہروں کو کرتا ہے زندان میں قید  
کیا در سے بیٹے کو اپنے بدر

یہ تاریخ سن لیں خواص و عوام ہوا مسخ اب قادیانی غلام  
۱۹۶۱ء بمبئی

۲ ..... مرزا قادیانی کا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آپ جب ولی بنے تو خیال کیا کہ ولی تو بہت سے گزرے ہیں۔ میں نے ہی کیسا کمال کیا۔ پس ترقی کرنی چاہئے۔ جھٹ سے مثل عیسیٰ بنے مگر اول تو مثل کے لئے مساوات ضروری نہیں۔ ادنیٰ امور میں بھی مماثلت ممکن ہے۔ دوم..... آپ کے اس خیالی پلاؤ پر عیسائیوں نے منارے سے بھی کہیں زیادہ لمبے منہ بتائے۔ آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ عیسائی میری آؤ بھگت کریں گے۔ بیف ہسٹ، جیلی، چاء، قہوہ وغیرہ لیکر دوڑیں گے۔ جیسے عشاءِ ربانی میں۔ مگر انہوں نے تو یہود سمجھ کر اٹھار ہواں فل بوٹ کھوپڑی شریف کی چندیا پر دور ہی سے جڑ دیا۔ جس کی آواز گونج اٹھی کہ ٹھائیں۔

جب خرد جال کا بس عیسائیوں پر کچھ نہ چلا تو عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر کنوتیاں دبا کر اور دم اٹھا کر ولیوں کا امرا شروع کر دیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام ایسا تھا اور دیا تھا۔ تاہم بجائے مثل مسیح ہونے کے عین میں اور ہو، ہو مسیح موعود بن گئے مگر عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ مسیح بن اٹھوا۔ اب یہ مصیبت آپڑی کہ احادیث میں مہدی علیہ السلام کے ساتھ اصحاب کہف کا آنا مشروط ہے۔ چنانچہ امام قرطبی نے فرمایا ”رووت فرقة ان النبی قال لیحجن عیسیٰ بن مریم ومعه اصحاب الکھف فانهم لم یحجو بعد ذکرہ ابن عینیة۔ ومکتوب فی التورۃ والانجیل ..... فعلى هذاهم نیام ولم یموتوا الی یوم القيامة قبیل یموتون قبل الساعة (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۳۷، ۳۳۸)“ اور ایک بڑے گروہ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم ضرور ج کریں گے اور اصحاب کہف آپ کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے اب تک حج نہیں کیا اور ایسا ہی توریت و انجیل میں ہے۔ اس صورت میں اصحاب کہف ابھی تک سوتے ہیں۔ مرے نہیں اور نہ قیامت تک مریں گے۔ بلکہ ساتھ سے پہلے فوت ہوں گے۔ ﴿

علی ہذا دارقطنی میں محمد بن علی سے روایت ہے کہ ”ان المہدی یموت مع عیسیٰ فی ساعده علی قتل الدجال بباب لد“ ﴿مہدی بالضرورت عیسیٰ کے ساتھ خروج کریں گے اور دجال کے قتل میں باب لد پر عیسیٰ کی مدد کریں گے۔ ﴿ یہ ایسی مصیبت ہے کہ مرزا اور مرزائیوں

کے سردوں سے ٹل نہیں سکتی۔ عیسیٰ مسیح کو تو جوں توں کر کے یہود بن کر مارا تھا اب غضب یہ ہوا کہ اصحاب کہف بھی زندہ ہیں۔ ایک کو مارا تو چھ اور پیدا ہو گئے۔ سب سے زیادہ غضب الہی یہ ٹوٹ پڑا کہ یہ سب مردود جال کو قتل کریں گے۔ پس مرزا قادیانی کو اپنی موت نظر آگئی۔ تو جھٹ سے بول اٹھے کہ مہدی بھی میں، یہ نہ کہا کہ دجال بھی میں۔ عیسیٰ مسیح بھی آپ۔ مگر دجال کوئی اور۔ پھر مصالحوہ جملہ لوازم کہاں پورا ہوا۔ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ پر جو نہ صرف مجرد بلکہ موضوع ہے آپ کا ایمان اور صحیح احادیث جو آپ کے مطلب کے خلاف ہیں ان کا بالکل انکار چودھویں صدی میں عیسیٰ بھی آیا ہے اور مہدی بھی اور طرفہ یہ کہ ایک ہی برزخ اور تشخص میں۔ اور انبیاء بھی قیامت تک لاکھوں اور کروڑوں آئیں گے مگر دجال ایک بھی نہ آئے گا۔

ابھی ابھی ہمارے دیکھتے سوڈان میں کتنے مہدی گزرے کیا دلیل ہے کہ وہ تو جموئے تھے اور آپ سچے ہیں۔ آپ میں یہ طرہ لگا ہے کہ آپ مہدی بھی اور عیسیٰ بھی۔ مگر ہم ان دونوں مادوں کا جو عام خاص من وجہ ہیں افراق بھی دکھائے دیتے ہیں۔ سو مالی لینڈ میں ملا عبد اللہ مہدی ہے مگر مسیح نہیں اور لندن میں مسٹر کیمٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح ہیں مگر مہدی نہیں۔ فرمائیے الا مہدی الا عیسیٰ والی حدیث کیونکر صحیح ہوئی۔ پھر عیسیٰ اور مسیح کا ایک وجود میں جمع ہو کر آنا تو آپ قرآن و حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں میں مہاراجہ کرشن جی کا دھارن کرنا کہاں سے ثابت کریں گے۔ کیا وید ہے؟ اور ظاہر ہے کہ جب آپ کرشن جی ہیں اور صاحب الہام اور وحی اور صاحب روح القدس مان چکے ہیں تو ویدوں کو کیونکر وحی اور الہام نہ مانیں گے۔ اب آپ کو ثابت کرنا پڑے گا کہ کونے وید میں کرشن جی کا نبی اور اوتار ہونا اور پھر دوبارہ ایک ملیچہ (مسلمان) کے سر پر میں دھارن کرنا لکھا ہے۔

یہ گدھا پین تو ملاحظہ فرمائیے کہ آج تک لفظ موعود کے معنی بھی معلوم نہیں۔ اگر موعود سے وہی مسیح مراد ہے جو پہلے گزر چکا ہے تو یہ آپ کے دعوے کو مضرب ہے کیونکہ وہ تو وفات پا گیا اور اگر کوئی اور مراد ہے جس میں وہ صفات پائی جائیں سو اس کا نام مسیح کیوں ہوا۔ اگر اشتراک اسمی ہے تو ہزاروں مسیح اور مہدی دنیا میں موجود ہیں۔ مثلاً محمد مہدی اور محمد مسیح یا ابو المہدی اور ابوالکاسم وغیرہ۔ آپ میں سرخاب کی کوئی دم لگ گئی۔

علیٰ ہذا آپ اپنے کو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں اور جہاد سے ڈر کر یہ تاویل چھانٹتے ہیں کہ لفظ محمد جلال اور لفظ احمد میں جمال ہے۔ پس میں احمد ہوں یعنی غلام احمد۔ محمد نہیں ہوں۔ پھر جب ایک صفت سلب ہوگئی تو آپ گنجلے بروزی ٹھہرے۔ پھر جلال اور جمال کسی شخص

کے نام سے متعلق ہے یا ذات سے۔ ذات تو مجموعہ صفات و تشخص کا نام ہے اور جب ایک مسلمہ صفت سلب ہوگئی تو ذات من حیث الذات کہاں رہی۔ یہ آپ کے ڈھکوسلے مجدد النہ مشرقیہ شوکت اللہ کے حضور ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ نہ معجزہ، مظان سے زیادہ ان کی وقعت ہو سکتی ہے۔

۳ ..... مرزا قادیانی اپنے عیوب انبیاء کے سر پر تھوپتے ہیں  
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب پیشینگوئیاں غلط ہو جاتی ہیں تو مرزا قادیانی لا حاصل تاویلوں سے پلک کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں اور غلط ہو جانے کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ آختم اور آسمانی منکوحہ والی اور مقدمات میں فتیابی کی جو پیشینگوئی کی۔ ناظرین کے اب تک نصب العین ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی اور مرزائی بھی کہے جاتے ہیں کہ مولوی کرم الدین کو شکست ہوئی ہے اور ہم کو ہر طرح کی فتح ملی ہے۔ اس دروغ گویم بروئے تو کا کیا علاج سچ ہے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن  
پھر انکار بھی ہے اور اقرار بھی۔ یعنی پیشینگوئیاں غلط بھی ہیں اور صحیح بھی۔

دروغ گور حافظہ نباشد

پھر یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میری پیشینگوئیاں غلط ہو گئیں تو کیا ہوا انبیاء کی پیشینگوئیاں بھی غلط ہو گئی ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کی فلاں پیشینگوئی اور فلاں خواب یا کشف و مشاہدہ غلط ہو گیا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں ہی جھوٹا نہیں ہوں بلکہ انبیاء بھی معاذ اللہ جھوٹے تھے۔ حالانکہ کسی نبی کی کوئی پیشینگوئی کبھی غلط نہیں ہوئی۔ یہ انبیاء پر سراسر بہتان ہے۔

کسی نبی نے دوسرے نبی پر کذب و افتراء کا عیب نہیں لگایا۔ کیونکہ یہ تو گویا اپنے اوپر عیب لگانا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو اس کی کیا پروا۔ انبیاء پر تو عیب نہیں لگ سکتا۔ مرزا ہی اپنے کو عیوب کا پتلا بنا رہا ہے اگر انبیاء میں معاذ اللہ کچھ بھی عیب ہوتا تو خدائے تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں ان کی نبوت صادقہ اور نوع انسان پر ان کی افضلیت کی ہرگز تصدیق نہ کرتا اور نہ ہم کو یہ تعلیم دیتا کہ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ اگر انبیاء میں کذب کا کچھ بھی شائبہ ہوتا تو تمام آسمانی کتابیں جو ان پر نازل ہوئیں اور تمام صحیفے اور تمام وحیوں اور الہامات غلط اور جھوٹے ہو جاتے اور قیامت نازل ہو جاتی۔ کوئی ہزار دفعہ سچ بولے اور ایک دفعہ جھوٹ۔ تو وہ جھوٹائی کہلائے گا۔ تھوڑی سی نجاست بہت سے پانی کو ناپاک اور ایک گندہ مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔



یہ تو اجنبی انجیائٹ مرزا ہی کا جگر ہے کہ اپنے ساتھ تمام انبیاء کو کاذب بتاتا ہے۔ بڑے بڑے جغادری کفار اور مشرکین کو بھی یہ کہنے کے سوا چار اندھوا کہ ”ما یکذب محمد قط“ یعنی محمد ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتا مگر مرزا قادیانی نے کفار کے بھی کان کتر لئے۔ لعنت لعنت!

۴ ..... مرزا قادیانی

اخبار زمیندار!

اخبار زمیندار لکھتا ہے مرزا قادیانی نے سیالکوٹ کے لیکچر میں مسیح موعود کے علاوہ سری کرشن جی کا اوتار ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ صوفیائے کرام میں ”فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ“ ہونے کے تو درجے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جس شخص کے خیال میں محاور مستغرق رہے اس کے دماغ میں اس چیز یا اس شخص کا عکس بھی اس درجہ تک منعکس ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے کو وہی چیز وہی شخص سمجھنے لگتا ہے۔ ایک زمیندار ایک بزرگ کی خدمت میں مرید بننے کے لئے حاضر ہوا۔ اس بزرگ نے پہلا سبق یہ دیا کہ جو چیز یا جو شخص تمہیں دنیا میں زیادہ محبوب اور عزیز ہو اس کا خیال اپنے دل میں باندھو مرید نے کہا کہ مجھے تو اپنی ایک بھینس بہت عزیز ہے۔ بزرگ نے کہا کہ اس کا خیال دل میں قائم کرو۔ اس ارشاد کی تعمیل میں زمیندار اپنے چوہارہ میں بیٹھ کر بھینس کا خیال پکانے لگا۔ اور ہفتہ دو ہفتہ کے عرصہ میں فنا فی البھینس ہو گیا۔ اور ایک بار مرشد صاحب اس غلی میں سے گزرے جہاں زمیندار کا چوہارہ تھا۔ زمیندار نے کھڑکی میں سے مرشد کو دیکھ لیا اور کہنے لگا کہ اگر میرے سینک درپچہ میں نہ آسکتے تو میں آپ کی پیشوائی کو حاضر ہوتا۔ منصور کا انا الحق کہنا اسی اصول پر مبنی تھا۔ پس مرزا قادیانی بھی جو عرصہ دراز سے مسیح کے حالات پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ اگر افسا المسیح کہہ دیں تو مندرجہ بالا حالات کے رو سے ان کا ایسا کہنا بالکل جائز ہوگا۔

اور اگر وہ انا الکراشن کہہ گئیں تو غلط نہ مانا جائے گا۔ ذلک مسیح القادیان قول الحق الذی فیہ یعترون ممکن ہے کہ جس طرح بہت سے مسلمان مرزا قادیانی پر ایمان لائے ہیں۔ بہت سے ہندو بھی ایمان لے آئیں۔ اور ممکن ہے کہ مقدس گرو تا تک کسی طرح مرزا قادیانی کے دقات پر مسلمانوں اور ہندوؤں میں ان کی لاش مبارک کی نسبت جھگڑا ہو۔ ایک فریق کہے کہ ہم مسلمانوں کے مذہب کے مطابق ان کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کا جسد مقدس قبر میں رکھیں گے اور ہندو یہ دعویٰ کریں گے کہ آپ ہمارے کرشن جی کا روپ ہیں۔ ہم انہیں جلا سیں گے۔ مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اس بحث کا اپنی زندگی میں فیصلہ کر جائیں۔

## ۵ ..... بروز اور تناخ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم پہلے ان دونوں لفظوں کے معنی بتائیں پھر دونوں کے مصداق اور مورد پر بحث کریں گے۔ پس واضح ہو کہ بروز بالضم کے معنی باہر آنا اور ظاہر ہونا ہے اور براز بالکسر کے معنی جنگ کے لئے صف سے باہر آنا یعنی مبارزت اور بالفتح زمین فراخ اور غلط، بروز کے معنی از روئے لغت روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسری جانب قالب میں جانا ہرگز نہیں۔ اور چونکہ لغت اور اصطلاح میں مناسبت اور مشارکت فی المعنی ہوتے ہیں۔ لہذا بروز کی مندرجہ بالا اصطلاح بھی یاروں کی گھڑت ہے ماحصل یہ ہے کہ بروز ہرگز تناخ کا مرادف نہیں جس کے معنی ایک قالب سے دوسرے قالب میں روح کا جانا ہو سکیں۔ البتہ تناخ کے لغوی معنی زائل ہونا اور ایک قرن کا دوسری قرن کے بعد آخر کو پہنچنا اور ایک زمانے کا دوسرے زمانے کے بعد آنا اور میراث کی تقسیم سے پہلے کسی مردہ کے وارثوں کا مرجانا یعنی مناسخت اور اصطلاحی معنی کسی روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسرے قالب میں جانا۔

مرزا قادیانی کو اول اول یہ کہتے ہوئے تو شرم آئی کہ میں تناخی نبی ہوں کیونکہ تناخ کے معنی عرف عام میں آواگون کے ہیں جو ہندو دھرم کے اصول میں داخل ہے۔ اس کی جگہ بروزی بنے مگر بات ایک ہی ہے گوہ نہیں جی جی۔ براز نہیں غلط۔ اخیر میں اپنے منہ پر آپ تھپڑ مارا کہ میں نے آریا سے مناظرہ کرتے ہوئے تناخ کی کیوں تردید کی تھی۔ کرشن جی کے بروزی بن گئے۔ اس مردود سے کوئی پوچھے کہ کرشن ہندو تھا مسلمان۔

پھر طرہ یہ ہے کہ ہندو دھرم آپ کے تناخی ادتار ہونے کا بھی انکار کرتا ہے۔ کیونکہ آواگون کے معنی ایک ہی روح کا ایک ہی قالب میں جانا ہے۔ نہ کہ کئی روحوں کا ایک قالب میں جانا اور جمع ہونا۔ کیا معنی کہ پہلے تو آپ بروزی محمد بنے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی روح مقدسہ و مطہر نے آپ کے پلید جسم میں حلول کیا ہے اور اب کرشن جی کے ادتار بنے کہ ان کے جسم حیوانی میرے سر پر میں دھارن کیا ہے۔ دوسرا طرہ اور لیجئے۔ آسمانی باپ نے آپ پر الہام کیا ہے ”جری اللہ فی حلال الانبیاء“ (تذکرہ ص ۹ طبع ۳) ”یعنی خدا کا نبی انبیاء کے حلوں میں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء کے اجسام اب کہاں ہیں۔ دوم یہ کہ ایک روح بہت سے اجسام میں ہے۔ ایک خطہ ہو تو اس کو روایا جائے آپ کو تو آسمانی باپ نے سینکڑوں خطوں کا مرقع بنا کر بھیجا ہے۔

بھلا کوئی نبی دوسرے نبی کے قالب میں حلول کر کے دنیا میں آیا بھی ہے۔ ایسے

انوکھے اور بوالعجب نبی تو آپ ہی ہیں کہ کبھی تو آپ کی روح ہانپتی کاہنتی (جہاد کے خوف سے) دوسرے مردہ جسموں میں حلول کر کے پاتال کو پہنچ جاتی ہے اور کبھی آپ کا ناپاک جسم دوسری بہت سی رگوں میں پہنچ کر ان کو گندہ اور خشن کرتا ہے۔

آپ کو کیا آپ کی روح کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں تو خدا کیوں لے جانے لگا بلکہ اپنے چیلوں کو بھی حج سے منع کر دیا ہے۔ ہاں اب گرد اور چیلے مہتر اور یکن ناتھ جی کی جاتر اتیر تھ کے ورشن کریں گے۔ اور خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا بشرطیکہ کچھ ہندو منڈ جائیں۔

۶ ..... مرزا اور مرزائیوں کو مبارک

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

امریکہ میں بھی ایک مسیح پیدا ہوا ہے جو انگریزی نسل سے ہے یہ شخص ۱۸۳۹ء میں بمقام اڈنبرگ پیدا ہوا۔ اور ۳۰ برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ آسٹریلیا پہنچا اور پھر اڈنبرگ آ کر مدرسہ لاہوت میں داخل ہو گیا۔ اور جب تحصیل سے فارغ ہوا تو سڈنی واقع آسٹریلیا میں پادری مقرر ہو گیا۔ یہاں کچھ دن رہ کر شکاگو پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ملک عجائب پرست ہے۔ پس ایک ڈھکوسلا نکالا اور دعویٰ کیا کہ مسیح کی روح مجھ میں حلول ہو گئی ہے۔ بہت سے آدمی اس کے مدعی کا ذب کے معتقد ہو گئے جن میں سے اکثر رودار اور مالدار بھی تھے۔ غرضیکہ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ علاقہ ایلینوئس میں بہت سی زمین خرید کر خود مصیوں نامی ایک شہر آباد کیا ہے جس میں ۱۲۰۰۰ ہزار آدمی آباد ہیں۔ اور سینکڑوں عالی شان عمارتیں وہاں بن گئی ہیں۔ اور خود مسیح نے بھی اپنی یادگار کے طور پر ایک عالی شان عمارت بنوائی ہے جس میں ۵۰۰ آدمی سما سکتے ہیں۔ اس شہر میں جب تک امریکن مسیح کا معتقد اور مطیع نہ ہو کوئی نہیں رہ سکتا۔ اور جو وہاں رہتے ہیں وہ خزانہ مسیح کے لئے خراج ادا کرتے ہیں۔ جب یہ مسیح اپنے شہر کی تعمیر سے فارغ ہو چکا تو ۳۰۰۰ ہزار آدمی اور ۵۰۰۰ صرطرب اور ۵۰۰۰ بچے والے ساتھ لے کر ہدایت عام اور دعوت دین کی غرض سے باہر نکلا۔

ایڈیٹر..... مرزا اور مرزائی ذرا پھولے ویدوں سے دیکھیں کہ نبی عرب و عجم ﷺ کی دجالوں کذابوں والی پیشینگوئی کیسی صادق ہو رہی ہے۔ گویا ہر ملک کی زمین دجالوں کو اگل رہی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کرشن کھما بنے ہیں۔ اور مذہب ہنود میں راگ اور بجن عبادت الہی میں داخل تھے اور اب اپنی مرید نیوں سے پردہ بھی ساقط کر دیا ہے۔ لہذا ان کو بچوں کو معہ ساز و سامان طلبہ سارنگی پکھاوج ستار وغیرہ ساتھ لیں اور جا بجا بجن اڑاتے پھریں۔ پھر دیکھیں چٹیوں پر کتنے

حل کرتے ہیں اور مرزائی مذہب کس قدر ترقی کرتا ہے۔ اب تو امر یکن سح کی تقلید کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ پھر جب آپ تاویلوں سے تصویر پرستی جائز کر دی ہے تو قص و سرود کا جائز کر دینا کیا بڑی بات ہے۔ اس کی تاویل ہم بتائے دیتے ہیں۔ کلام مجید میں ہے ”ان انکسر الا صوات الصوت الحمید“ یعنی تمام بری آوازوں میں گدھے کی آواز بری ہے۔ دیکھئے اس سے اچھی آواز کی خوبی نکلی مگر ایسا کتہہ خرد جال کب سمجھ سکتا ہے؟

### ۷ ..... صورت مثالی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے آسمانی باپ کی الہامی کتاب (ازالہ ادہام ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) میں کہتے ہیں کہ ”قرآن میں ”برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ سے مراد میں ہوں اور کیا خدائے حی قیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا..... الخ“ بے شک خدائے تعالیٰ میں سب طرح کی قدرت ہے مگر مرزا قادیانی کے نزدیک تو خدائے تعالیٰ صرف صورت مثالی بنانے پر قادر ہے کہ ایک ہی انسان کو کبھی آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی پر بنائے کبھی کرشن جی کی صورت پر لیکن احوام و اموات اور انبیاء کے معجزات قدرت و فطرت و سنت الہی کے خلاف ہیں۔

ناظرین! آج کل اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ ولایت میں ہو بہودودخص ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی ہم شکل ہیں لیکن کیا وہ ملک معظم ہیں۔ اگر ان کے دماغ میں بھی ایسا ہی خط ہو جیسا مرزا قادیانی کے دماغ میں ہے تو ملک معظم ہونے کا دعویٰ کریں۔ اور علی الاعلان نقارہ بجا لیں کہ تاج برطانیہ کے مالک اور وارث ہم ہیں۔ حواء کا ایک جم غفیر ان کے ساتھ ہو لے بہت سی مثالی صورتیں ہا ہم مماثل ہیں مگر نری مماثلت سے کیا کام چل سکتا ہے۔

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز

صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے جمیل

صورت ہی پر تکیہ ہو تو فوٹو کی تمام تصویریں بالکل اصل کے مطابق ہوتی ہیں۔ مگر اصل

انسان نہیں ہوتیں۔ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرمایا ”قل انما انسا بشر مثلكم“ مگر کیا آنحضرت ﷺ صرف مماثلت بشریہ کی وجہ سے عام انسانوں کے مانند ہیں اور کیا کوئی مسلمان دعویٰ کر سکتا ہے کہ میری اور آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی ایک ہے۔ معاذ اللہ۔

کلاہلکان را قیاس از خود مگیر

گرچہ مانند نہ نوشتن شیرو شیر

پھر بھی مرزا قادیانی کی صورت مثالی میں دو حیثیتیں ہیں۔ اس حیثیت سے کہ خود بدولت کے عندیہ اور اذعان کے موافق مسیح علیہ السلام (معاذ اللہ) فاسق و فاجر اور مداری کا تماشا دکھانے والے تھے۔ آپ مثل مسیح نہیں ہیں اور اس حیثیت سے کہ مسیح علیہ السلام نصاریٰ کے عقیدے کے موافق ابن اللہ تھے۔ آپ بھی مہنٹی (لے پاک) ہیں گویا آپ مثل مسیح ہیں بھی اور نہیں بھی۔ ماحصل یہ کہ آپ کے ہر ایک دعویٰ کے اجزاء آپ اپنی تردید کر رہے ہیں۔ تمام گزشتہ دجالوں اور جموں نے مہدیوں نے اپنے لئے ایسی ہی مثالی صورتیں جو بنائیں مگر وہ خود بخود دمٹ گئیں۔ اسی طرح بہت جلد آپ کی صورت بھی صورت غبار یا حباب بن کر ہوا ہو جائے گی۔

زندگی میں یہ خبط آپ کے برزخ میں ہمیشہ سے سایا ہوا ہے کہ دعویٰ تو خاص ہوتا ہے اور دلیل عام، بلکہ دعویٰ تو فعلیت کا اور دلیل امکان کی۔ یعنی میں بافضل بروز ہوں اس کی دلیل یہ ہے کہ کیا خدائے تعالیٰ ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا۔ یہ آپ کی منطق ہے۔

## ۸ ..... نام میں بھی خبط

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حدیث میں پیشین گوئی ہے مگر خود میسّی بن مریم علیہ السلام کے آنے کی۔ پھر مرزا قادیانی معیل کیونکر بن گئے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ میسّی موعود نہیں ہیں۔ میسّی موعود تو ایک ہی ہوگا نہ کہ متعدد البتہ دجال بہت سے ہوں گے اور ہو چکے ہیں۔ لہذا آپ کو مثیل الد جالہ کہنا صحیح اور موزوں اور حدیث شریف اور واقعات کے مطابق ہے جس قدر دجال اب تک آئے اور اس وقت موجود ہیں کسی نے اپنے کو میسّی بتایا کسی نے مہدی۔ کیا یہ سب مہدی اور مسیح تھے اور ہیں پھر ساتھ ہی بروز کی دم لگی ہوئی ہے۔ حدیث میں کہاں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا بروز آئے گا اور آج تک کوئی بروز کی نبی آیا بھی ہے؟ پھر آپ امام الزمان بھی ہیں نبی تو امام الزمان ہوتا ہی ہے۔ یہ حشو اور لغو نہیں تو کیا ہے۔ چونکہ امام الزمان ایک بڑا لفظ ہے لہذا آپ نے وہ بھی اپنے لئے تراش لیا۔ پھر آپ مجدد بھی ہیں۔ مجدد بھی اگرچہ بڑا لفظ ہے مگر نبی سے بڑا نہیں خود مجدد کے معنی ہی شہادت دینے ہیں کہ وہ امتی ہوتا ہے نہ کہ نبی۔

نبی پر ہرگز جہد کا اطلاق نہیں ہوتا نہ لغت نہ شرعاً۔ نہ عرفاً۔ پس آپ کبھی تو تحصیل لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں کبھی تحت الارضی میں گر جاتے ہیں۔ پھر آپ مریدوں کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا اکثر حکم دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اور جہد تو کجا آپ مجتہد بھی نہیں ہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے ایک امتی کے امتی ہیں۔ کجانی کجا امتی الامتی۔ بالکل للیاعی ڈبوی۔ عرش سے فرش پر آرہے۔ اب کسی مرزائی کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ ان کا مرشد نبی ہے۔ بہر حال آپ مسیح ہیں۔ بروزی ہیں۔ امام الزمان ہیں۔ مہدی ہیں۔ خلیفہ ہیں۔ کرشن جی کے اوتار ہیں۔ اے سبحان اللہ کیا مفتیس آپ کی ذات میں کمپاؤٹ ہو کر اچھا خاصہ کچر بن گئی ہیں۔

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ دسمبر کے شمارہ نمبر ۷۷ کے مضامین

.....۱	گرو جی سے چیلوں کی مخالفت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	بقیہ مرزا قادیانی اپنے عیوب انبیاء پر قہو پتے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	خرق اجماع فضیلتی کو مردود کرتا ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	قادیانی کرشن بننا۔	آریا گزٹ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ..... گرو جی سے چیلوں کی مخالفت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دنیا طلبی اور حب جاہ و ناموری کی ترنگ میں مرزا قادیانی جو کچھ ہانکتا ہے اپنے مطلب کے موافق ٹھیک ہانکتا ہے۔ مگر وہ چیلے جو درحقیقت چیلے نہیں رہے بلکہ گرو جی کے استحان سے راندے ہوئے ہیں جب مسلمان ان کے منہ میں گودہ دیتے ہیں کہ تمہارے بروزی نے اب کرشن جی کے بروزی ہونے کا ابراز کیا ہے تو وہ گرو جی کے کلام کی تاویل بالا پر ضعیفہ التاویل کرتے ہیں کہ انہوں نے یوں نہیں کہا بلکہ یوں کہا ہے۔ اور ان کا مطلب یہ نہیں بلکہ یہ ہے ہم کو ان ناظفوں پر جو گھر کے بھیدی بن کر لٹکا ڈھا رہے ہیں اس قدر غصہ آتا ہے کہ قابو چلے تو قادیان سے بلکہ

ہندوستان سے جلا وطن کر کے لندن یا پیرسی یا امریکن مسیح کے اردل میں ان کو چلنا کر دیں یا سومالی مہدی کے ماتھے ماریں۔ گرو نے تو صاف کہہ دیا کہ میرے سر پر میں اب کرشن نے دھارن کیا ہے اور اب مجھے اسلام اور اہل اسلام سے کچھ واسطہ نہیں رہا۔

چنانچہ جب سیالکوٹ میں بڑی بھاری سجا کے سامنے اپدیش کیا تو وہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بھی یہی فرمایا کہ اب مسلمانوں کو اس اپدیشک سے کچھ سابقہ نہ رہا۔ نہ ہو جائیں اور وہ جائیں۔ صاحب بہادر نے بجا فرمایا لیکن وہ یہ فرمانا بھول گئے کہ اب اس بہروپے سے عیسائیوں کو بھی کچھ واسطہ نہ رہا کیونکہ وہ اس سے پہلے مسیح بھی بن چکا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح قطع تعلق ہوتا چلا جائے گا۔ اور آخر میں آپ صرف چینی مغل رہ جائیں گے اور مسخرے آسانی باپ نے وقفہ فوقہ جو خطابات کے خلال قاخرہ اپنے لے پالک کو دیئے ہیں۔ سب سلب ہو جائیں گے اور غرق لنگوٹی باقی رہ جائے گی۔ یا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے دھرنے سے شاید تنگ و آبرو ہو جائے۔

نہیں عریانی سے بہتر کوئی دنیا میں لباس

یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا لٹا

جب کہا میں بروزی نمی ہوں تو سنی مسلمانوں نے لاحول کی چیز از سر پر جڑی جب کہا میں حسین سے افضل ہوں تو شیعہ نے وہ تہرے کے چہرے اور لعن کی گرائین اور طعن کی قہقائین اور نفرین کی کھابین رسید کیں کہ نیچے کا پلامنر بڑ گیا اور کلیجے کا پلٹن کل گیا۔ جب کہا میں عیسیٰ مسیح سے کئی ہنس اونچا ہوں تو عیسائیوں نے ایسا نچا دکھایا کہ زمین دوز کرو یا۔ اب کہا کہ میں کرشن جی کا اداتار ہوں تو دیکھیں ہنود کیا موہن بھوگ اور لڈو کچوری اور امرتی اور جلیبی لیکر دوڑتے ہیں۔ بھگوان نے چاہا تو اس کو برگیش کے منہ پر گنو متر بھی نہ ماریں گے کیونکہ گنو متر تو پوتر ہے جو ڈسٹون اور مہا ٹیچھوں کو بھی دیوتا بنا دیتا ہے۔ ہاں چلو میں ہنس متر لے کر دوڑیں گے۔ اس کے بعد آپ لال گرو بن گئے جو آپ کے بڑے بھائی لال بھکلو کی میراث اور گدی ہے مگر یقین کر لیجئے کہ لال بیگی بھی منہ پر بول و براز کی بھری جھاڑو ہی ماریں گے۔ گوہ کے ساتھ آپ کا موت بھی نکل پڑے گا۔ پھر جب چماروں کے مہنہ بینش گئے تو وہ بھی اپنے بھائیوں لال بیگیوں سے کیوں پیچھے رہنے لگے۔ اٹھارہویں لٹیرے اور چوبیسویں چکانوں کے کھونٹے ایسے ٹائیں ٹھائیں جڑیں گے کہ کھوپڑی اھوڑی استر کی جوتی کا تلاہن جائے گی۔ اور آپ کی چڑی و مڑی کو بھی نہ بکے گی۔ یہاں آ کر خدا نے چاہا تو خاتمہ ہو جائے گا۔ الخبیثات للخبیثین۔

۲ ..... بقیہ مرزا قادیانی اپنے عیوب انبیاء پر تھوپتے ہیں  
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الزامی جواب ہمیشہ معصوم کو دیا جاتا ہے خصوصاً غیر مذہب والوں کو۔ مگر مرزا قادیانی عجیب مسلمان اور آنحضرت ﷺ کا امتی ہے کہ اپنے نبی پر مختلف پیشینگوئی (کذب) کا الزام لگاتا ہے۔ پہلے پہل جب عیسیٰ مسیح کو عیوب کا مرقع قرار دیا تھا تو ہا فراست اور مبصر اہل ایمان تازہ مئے تھے کہ مرزا قادیانی کے دل میں انبیاء کی کوئی وقعت نہیں۔ حالانکہ نبی سب ایک ہیں۔ ایک کی بے وقعتی سب کی بے وقعتی ہے اور اسی سے مرزا قادیانی کو مرتد اور جہنمی سمجھ گئے تھے اب تو۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

مرزا خود بول اٹھا کہ فلاں فلاں معاملے میں آنحضرت ﷺ کا کشف اور رویا اور پیشینگوئی غلط (کاذب) ہوگئی اور چونکہ کذب بہت بڑا عیب ہے۔ خصوصاً انبیاء کے لئے اور خود بھی نبی بنا ہے۔ لہذا کہتا ہے کہ انبیاء کی پیشینگوئی کا غلط ہونا اور وعدہ الہی کا تحلف سندہ اللہ ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء ہی جھوٹے نہیں بلکہ خدا ہی جھوٹا ہے۔ ہاں تیرے جھوٹے خرد جال کے منہ میں نار و دوزخ کا لگام اور دم میں سرخ انگارے کی طرح تپتے ہوئے بیٹھے۔

سنت اللہ تو اس پر جاری رہی ہے کہ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے کہ تمام انبیاء سچے تھے اور میں بھی سچا ہوں مگر یہ مکار، عیار طرار یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام انبیاء جھوٹے تھے۔ لہذا میں بھی جھوٹا ہوں اور واقعی جب خدا ہی تحلف وعدہ کر کے مرزا قادیانی کے نزدیک معاذ اللہ جھوٹا ہو گیا تو اس کے بھیجے ہوئے انبیاء اور رسل کیوں جھوٹے نہ ہوں۔ ایسی بیہودہ طہانہ بکواس پر اُنکو کے پٹھوں کو ذرا شرم نہیں آتی اور اس بد معاش کے منہ پر تھپڑ نہیں مارتے کہ جب تو بھی دوسرے انبیاء کی طرح جھوٹا ہے تو ہم کیوں ایمان لائیں اور جب انبیاء بھی صادق نہ رہے تو دنیا سے صدق اٹھ گیا اور راستبازی اور راست معاملگی کا خواہ دینی ہو خواہ دنیوی کوئی معیار نہ رہا۔ انبیاء کی نسبت یہ کہنا کہ ان کی پیشینگوئی غلط ہوگئی۔ سراسر توہین بلکہ ان پر سب و لعن ہے۔ چنانچہ شفاء قاضی عیاضؒ میں ہے ”من سب النبی ﷺ او الحق به نقصا فی ذاته وصفاته اویاتی بسفه من القول فی عبارة او قبیح من الکلام ولو باشارة وما فیہ من قلة الادب فی جهة علیه السلام وان ظرانہ لم یعمد ذمہ فی مقالہ لکن صدر عنه اما بیجہالة بنعوت جمہاء نعو او قلة مراقبة فی شأنہ وضبط نہ قلة مبالاة فی بیانہ



فحکم بالقتل اذا لا يعذر احد في الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان .....  
 اذ كان عقله في فطرته (شفاء ص ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۰۳، ۲۰۴ ملخص) ”جس شخص نے  
 نبی ﷺ کو برا کہا یا آپ کی ذات اور صفات میں کوئی نقص ملایا کوئی بے ادبی کی طرز بیان میں یا  
 اشارہ میں خواہ ناواہی سے یا عمدہ یا طرز بیان میں بے پروائی اور جرأت کی۔ اگرچہ ظاہر ہو جائے کہ  
 اس نے عمدہ اپنے کلام میں گستاخی نہیں کہ بلکہ واقعی آپ کے نعوت جمال سے ناواقف ہے۔ یا اس  
 نے آپ کی شان کی نسبت مراقبہ (غور و فکر) نہیں کیا۔ اور ضبط اللسان اور بیان کی کم پرواہ کی تو ایسا  
 شخص حکماً قتل کیا جائے گا کیونکہ کفر کے ارتکاب میں جہالت کا عذر اور زبان کی لغزش وغیرہ قبول  
 نہیں جبکہ اس کی عقل فطرتاً صحیح اور سالم ہے یعنی وہ قاتر عقل مجنون نہیں۔“

علیٰ ہذا جس مسلمان کو کچھ بھی استعداد ہے وہ چھوٹی سی کتاب مالا بد مولفہ قاضی ثناء اللہ  
 صاحب پانی پتی کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ ”ملعونوے کہ درجناب پاک  
 سرور کائنات ﷺ دشنام و بدیا اہانت کند در وصفی از اوصاف او یادار  
 صورت مبارک او خواہ آنکس مسلمان بود یا ذمی یا حربی۔ اگرچہ از راہ  
 ہزل کردہ باشد واجب القتل کا فراست توبہ او مقبول نیست اجماع امت  
 بر آنست کہ بے ادبی بھرکس از انبیاء کفر ست خواہ فاعل او حلال  
 دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ انتہی“

مگر اب تو آزادی کا زمانہ ہے برٹش گورنمنٹ کے عہد میں کون کسی کو قتل کر سکتا ہے۔  
 ذرا مرزا قادیانی افغانستان، فارس، ترکی وغیرہ ممالک اسلامیہ میں جا کر کسی نبی کی شان میں لب  
 کشائی کریں تو حقیقت معلوم ہو۔ افغانستان میں افغانی دہلے پاک کی بھینٹ چڑھ ہی گیا۔  
 برٹش گورنمنٹ بھی کسی کی تو چین جائز نہیں رکھتی اور قانوناً سزا دیتی ہے۔ مذہبی تو ہیں تو سڈیش میں  
 داخل ہے جس کی بڑی سزا جس دوام ہو رو ریائے شور ہے مگر یہی قیمت ہے کہ میاؤں کی آواز نہیں  
 آتی۔ ورنہ بھاگنے کو چاہے کابل بھی نہ ملے جیسا ایک لائبل میں ہو چکا۔

۳ ..... خرق اجماع عیسائی کو برو باد کرتا ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تمام انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام جدی جدی امت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر  
 امت میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوا۔ ورنہ دنیا میں عیسائی اور نیش (قوم اور قومیت) کا وجود نہ پایا جاتا

اور یہ درحقیقت قدرت و فطرت کا لازمال قانون ہے۔ تمام حیوانات بلکہ نباتات و معدنیات و جمادات میں بھی یہ قانون جاری ہے۔ بھیڑوں بکریوں، بندروں کوؤں، مرغابیوں وغیرہ جانوروں میں کیسا اتفاق ہے۔ ہر قسم کے نباتات و بقولات پھل پھول ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے جواہرات کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے۔ یعنی تمام لعل و یاقوت سرخ ہی ہوں گے۔ تمام قسم کے زمر و ہزہری ہوں گے۔ علیٰ ہذا۔ پس انسانوں کے قوی اتفاق کا مٹانا گویا قانون قدرت کا مٹانا ہے جو محال ہے۔

امت محمدیہ کا اجماع بھی دینی اور دنیوی امور میں محض نیشن اور نیشنلٹی کے قیام و دوام کے لئے ہے اور کتاب و سنت سے جو مسائل مستحکم ہو کر تیرہ سو برس سے معمول بہا رہے ہیں اور جو عقائد مسلمانوں کے دلوں میں مرکز ہیں ان کی بنیاد بھی نیشنلٹی ہے۔ پس اجماع کا خرق کرنے والے بڑے ظالم ہیں کہ نیشن اور نیشنلٹی کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں۔ اسی کا ضمیمہ مسئلہ نبوت ہے جو تیرہ سو برس سے حسب قلیل ارشاد الہی دائر سائر چلا آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔ ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اب کسی مکار کا دعویٰ بالکل خرق اجماع اور محمدن نیشنلٹی کی جہاں اور عقد ثریا کو نبات العیش بنانا اور نئی امت اور نیا نیشن ایجاد کرنا قوم اور قومیت کے شیرازے کو تکبیر دینا ہے۔ لاکھوں سلف صالحین اور علماء محدثین و مجتہدین و مفسرین میں سے کسی کو آیت خاتم النبیین کے یہ معنی اور یہ تاویل نہ سوجھی جو برہم زن اسلام قادیانی کو سوجھی ہیں اور تاویل میں بھی وہ جن کو سن کر بچے تک قہقہے لگائیں اور اہل مذاہب و اقوام غیر مضحکے اڑائیں۔ ہم قادیانی تاویلوں کا تار و پود اپنے سینکڑوں مضامین میں اڑا چکے ہیں۔ لہذا اعادے کی ضرورت نہیں۔

مردود کا مطلب یہی ہوا کہ اجماع کرنے والے نادان اور بے وقوف یا گمراہ تھے اور زیادہ سے زیادہ آنحضرت ﷺ اپنے زمانہ جاہلیت کے نبی تھے اور وہ بھی عرب کے لئے نہ کہ عفت اقصیٰ کے لئے۔ میں موجودہ روشنی کے زمانہ کا نبی ہوں۔ اور ہندوستان میں تو کوئی نبی بجز رام چندر اور کرشن جی کے آیا ہی نہیں۔ اور محمد ﷺ نے بڑی غلطی کی کہ ان کی نبوت کو نہیں مانا۔ اگرچہ وہ بت پرست تھے یا کسی مذہب کے تھے مگر نبی تو تھے۔ اب میں اسلامی مجدد اور رفارمر بن کر راجہ راور کرشن کی نبوت ماننے اور منوانے آیا ہوں اور دلیل یہ آیت قرآنی ہے ”منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک“ سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گزشتہ انبیاء کا

ذکر ہے نہ کہ آئندہ کا۔ کیونکہ آئندہ کے لئے تو نبوت ختم ہوگئی۔ اگر کہو کہ رام چندر اور کرشن بھی مثل دیگر انبیاء کے آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تو تعجب ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تو خدائے تعالیٰ نے ان کی نبوت کا قصہ بھل رکھا اور مرزا قادیانی کو مفصل ہال کی کھال نکال کر دکھادی۔ دوم ہم لکھ چکے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور حکم الہی نازل ہو چکا کہ ”ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه“

سوم..... مرزا قادیانی کو تو اپنا آلو سیدھا کرنا اور یہ دکھانا ہے کہ ”منہم من لم نقص علیک“ میں میں بھی شامل ہوں اور جس طرح لاکھوں اور کروڑوں بلکہ اربوں نبی مثل رام چندر و کرشن پہلے گزر چکے ہیں۔ ان سے بڑھ کر مجھ جیسے غیر متناہی نبی قیامت تک گزریں گے۔ بات یہ ہے کہ آپ اس وقت تک نبی نہ بن سکے جب تک کفار و شرکین کو نبی نہ بنالیا۔

آپ کی نبوت کرشن جی کی نبوت کی محتاج تھی اور چونکہ آپ امام الزمان ہیں۔ لہذا ۳۳ کروڑ ہندو کا امام یا اوتار بننا بھی تو آسانی باپ کے بتائے ہوئے فرائض میں سے تھا۔ اب ہم دیکھیں کہ آپ ہندو پر کیا ابلاغ و تبلیغ کرتے ہیں۔ کرشن جی تو ویدی تھے کیا آپ ان پر وید کا اوپدیشن کریں گے۔ اگر قرآن کی تبلیغ کریں گے تو ہندو دھوتیاں گلے میں ڈال کر اور اینٹھ کر آپ کا گلا کھونٹ ڈالیں گے۔ یہ رانخشس اس دیش میں کہاں سے آکر آپ ویدی نبی ہیں تو ویدی ہی کے اشلوک آپ پر کیوں الہام نہ ہوئے۔ قرآن مجید کی آیتیں کیوں الہام ہوئیں اور وید و قرآن گڈمڈ ہوئیں سکتے کہ آپ کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے ہاتھ میں وید۔

یعنی ایک ہاتھ میں توحید اور دوسرے ہاتھ میں بت۔ مگر آپ سادھو بچوں کے فن میں بھی پورے نہیں بلکہ ادھورے ہیں۔ ہندو تو کیا ڈھب پر چڑھیں گے۔ اس دورگی میں تو کو کر قرار آلو بھی ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔

لرکھے جام بلورین لرکھے سندان عشق

ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان بلختن

آنحضرت ﷺ کو تو قرآن مجید میں یہ ارشاد ہوا کہ بعض انبیاء کے قصص ہم نے تجھ پر بیان کر دیئے اور بعض کے بیان نہیں کئے۔ اس کے خلاف آسانی باپ نے لے پالک پر یہ وحی اتاری کہ ”قصصنا علیک الانبیاء کلہم“ کو یا انبیاء کا جو علم غیب اور شاخت آنحضرت ﷺ کو عطا نہیں ہوئی وہ کرشن کے اوتار کو عطا ہوئی۔ پھر یہ مردود تمام انبیاء کی کیوں شاخت نہیں کرتا۔

جن کے قصص جناب باری نے بیان نہیں فرمائے اور سب کا نام لے کر کیوں نہیں بتاتا کہ قرآن میں جناب باری نے جن کی تفصیل نہیں فرمائی وہ فلاں فلاں ہیں کیا منہم میں صرف کرشن ہی داخل ہے اور آئندہ جس قدر لاکھوں اور کروڑوں نبی قیامت تک گزریں گے ان کے نام کیوں نہیں بتاتا۔ کیا وجہ ہے کہ تجھے گزشتہ انبیاء کا علم غیب تو ہو گیا اور انبیاء مستقبلہ کا علم نہ ہوا۔ جیسی تو ہم نے لکھا ہے کہ۔

جھوٹا یہ نبوی ہے اناری رتال  
۴ ..... خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا؟  
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مرزا اور مرزائیوں کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جاتی ہے ”ابراء الاکمره والابرص واحی الموتی باذن اللہ“ تو نہ صرف عیسیٰ مسیح پر بلکہ قرآن اور خدائے قرآن پر بھی چمن بر جنیں اور غضبناک ہوتے ہیں کہ ایں! مردوں کا زندہ کرنا تو نیچر کے خلاف ہے اور خدائے تعالیٰ کی بھی طاقت نہیں کہ لازاف نیچر کا خلاف کر سکے۔ خدائے تعالیٰ نے جو اپنی صفت محیی تراشی ہے تو نیچر کا انحراف کیا ہے۔ ہاں اس کی صفت ممیت ضرور ہے وغیرہ۔ ہم کہتے ہیں ممیت تو بہت سی اشیاء کی صفت ہے۔ تمام درندے اور کڑنارے تمام سمیات ممیت ومہلک ہیں ہر انسان اپنے لئے اور اپنے دشمن کے لئے ممیہ ومہلک ہے یعنی جب چاہے اپنے کو اور جب چاہے کسی دوسرے کو مار سکتا ہے۔ اس میں خدائے تعالیٰ کا کیا کمال اور قدرت ظاہر ہوئی۔ اس پر تو لے پالک اور اس کا آسانی باپ بہت آسانی سے قدرت رکھتے ہیں۔ آتھم کو مادہ الا آسانی مککوحہ کے شوہر کو مار ڈالا اور اب طامون بھیج کر دشمنوں اور دوستوں دونوں کا خطا بے خطا وجہ بے وجہ صفایا کر رہے ہیں۔ اس میں لازاف نیچر کو بھی دخل نہیں۔ نہ اس کی منظوری کی ضرورت۔ نیز عیسیٰ کبیر تو زندہ کرنا ہے۔ اس پر چونکہ باب بیٹا اور ان کا نیچر قادر نہیں۔ لہذا خدائے تعالیٰ بھی قادر نہیں۔ بے شک اندھوں کا یہی نیچر ہے کہ ان کے نزدیک سارا جہان اندھا ہے۔ ”ان اللہ علیٰ کل شئی قدید“ پر ایمان مگر احیاء اموات شئی من الاشیاء نہیں اور جب خدائے تعالیٰ ایک جڑی پر قادر نہیں تو کل اشیاء پر قادر کیے مگر طاقت ہوا۔ خدائے تعالیٰ مردہ زمین تک کو زندہ کر سکتا ہے۔ ”یحییٰ الارض بعد موتھا“ مگر مردہ انسانوں کو کو وہ بھی زمین (خاک) ہی سے پیدا ہوئے ہیں زندہ نہیں کر سکتا۔

آیت مذکورہ بالا میں سیدنا المسیح علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کے حکم سے اندھوں کو بینا، کوڑھیوں کو تندرست، مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اب ہم ان خران و جال سے پوچھتے ہیں کہ مردوں کا زندہ کرنا بھی سنت اللہ اور فطرت اللہ کے خلاف ہے یا اندھوں اور کوڑھیوں کا تندرست کرنا بھی سینکڑوں طبیب اور ڈاکٹر اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اپنے علاج سے تندرست کر دیتے ہیں۔ گو ایک عرصہ کے بعد سبھی مگر مردوں کو بجز انبیاء کے بحکم الہی کوئی زندہ نہیں کر سکتا۔ اب مندرجہ بالا آیت میں عیسیٰ مسیح کا دعویٰ گویا دو متضاد اجزاء سے مرکب ہوا۔ ایک سنت اللہ و فطرت اللہ کے موافق ہے۔ یعنی اندھوں اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور دوسرا دعویٰ سنت اللہ و فطرت اللہ کے خلاف یعنی مردوں کا زندہ کرنا اور خود تم بھی صرف احواء اموات کو سنت اللہ کے خلاف بتاتے ہو نہ کہ اندھوں کے بینا کرنے اور کوڑھیوں کے اچھا کرنے کو بھی۔

تم نے تو ہمیشہ احواء اموات ہی کی تاویل کی ہے کہ مراد احواء قلوب یعنی ہدایت ہے نہ کہ ”ابراء الاحمہ والابرص“ کی بھی در نہ تم کو ماننا پڑے گا کہ بیماروں کا تندرست کرنا بھی فطرت اللہ کے خلاف ہے۔ اور پھر حکیم الامتہ المرزائیہ کی بوئے طمطراق کی طبابت طاق میں دھری جائے گی۔ نبض دیکھنے سے ان کے ہاتھ شل ہو جائیں گے اور قارورہ دیکھنے سے پیشاب خطا ہو جائے گا۔ اس تاویل سے آپ ہی کا دعویٰ متناقص نہیں ہو گیا بلکہ کلام الملک العلام میں بھی اختلاف پیدا ہوا کہ ایک ہی آیت میں ایک دعویٰ تو فطرت اللہ کے مطابق ہے اور دوسرا مخالف۔ بہت کم امید ہے کہ مرزا اور مرزائی مجدد السنہ مشرقیہ کی لطیف اور نازک اور باہمنہ و قبیح تحریریں سمجھیں گے اور ایمان لائیں گے۔

## ۵ ..... قادیانی کا کرشن بننا

آریا گزٹ!

آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ مرزا قادیانی جو مسیح موعود بنے تھے اب سری کرشن جی کے ادتار بن بیٹھے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اگر مرزا قادیانی مسیح ہی بنے رہے تو شاید کچھ حذر چل سکتا لیکن کرشن مہاتما کا ادتار بننا اور یہ دعویٰ کرنا کہ میں ہندوؤں کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ اپنے منہ کی کھاتا ہے۔ کہاں کرشن کا کل انسان اور کہاں مرزا قادیانی! ہم نہیں جانتے۔ یہ الہام آپ کو قادیان کے حجرہ میں آیا یا مجسٹریٹ کی عدالت میں۔ مرزا قادیانی ہندوؤں پر نظر شفقت رکھیں۔ ہندوان کی انوکھی لیلواؤں سے پناہ مانگتے ہیں۔ حطائے توبہ لگاتے تو ابھی بہت دن نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی جن لفظوں سے ہندوؤں کو یاد کیا کرتے تھے وہ شاید بہتوں کو بھولے نہ ہوں گے۔

مرزا قادیانی کے نئے سواک سے لوگ بھرے میں نہیں آئیں گے۔  
مرزا قادیانی کی یہ موشگافیاں کیسی ہی کجی جائیں مگر ان کا اصلی مطلب ان سے سدہ نہ ہوگا۔ بہتر ہوتا کوئی اور چال چلتے۔

ازیس موشگافی چہ اندوختی چہ موتراشی نیا موختی  
اگر مرزا قادیانی موٹو مٹا کر کسی سنیا سی کے چیلے بنے ہوتے تو شاید یہ داؤ چل جاتا۔  
مگر ہندو تو ایسوں کی شدھی کرنے کو تیار نہیں۔ اکبر نے بیربل سے کہا کہ مجھ کو ہندو بنالو۔ بیربل نے کہا ایک ہفتہ کے بعد اس کا جواب دوں گا۔ جب ایک ہفتہ گزر گیا بیربل ایک گدھالے کر شاہی محل کے نیچے نہر کے کنارے صابن لگا کر اس کو خوب مل مل کر دھونے لگے۔ بیربل کے رتبہ کے آدمی کو ایسا ذلیل کام کرتے ہوئے دیکھ کر لوگوں نے اکبر تک خبر پہنچائی۔ شہشاہ اکبر خود آئے اور متحیر ہو کر پوچھنے لگے۔ بیربل یہ کیا ہو رہا ہے۔ بیربل نے سادگی سے جواب دیا خداوند گدھے کو دھو کر گھوڑا بنائوں گا اکبر نے ہنس کر جواب دیا۔ نادان! ایسا بھی کہیں ہوا؟ بیربل نے کہا خداوند اگر یہ امر غیر ممکن ہوتا تو حضور کیسے حکم دیتے کہ آپ کو ہندو بنالوں؟

گویا یہ ایک مذاقہ روایت ہے۔ لیکن اس کو مرزا قادیانی کے آخری اعلان سے کسی قدر نسبت ضرور ہے۔ مرزا قادیانی مسلمان کے گھر پیدا ہوئے۔ فرض کر دم وہ مسلمان نہ بھی ہوں کیونکہ اکثر زمیندار بزرگ مسلمان ان کے محمدی طریقہ کے پیروکار ہونے میں شک کرتے ہیں۔ لیکن ان کی محمدی پیدائش ہندوؤں کی نگاہ میں ان کے حوصلہ کی راہ میں رکاوٹ سمجھی جائے گی۔ مرزا قادیانی کو تو ہندو کبھی کشن بھگوان کا ادتار نہ سمجھیں گے۔ بلکہ ان کی یہی الہامی اونچ حقارت اور تمسخر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ ہم نہیں جانتے مرزا قادیانی کے اللہ پاک کو کیا ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی تلحیک کے لئے آئے دن ایسی راہ اقل جلول وخی نازل فرماتا رہتا ہے۔ اگر ہم سے ملاقات ہوتی تو ہم ضرور کہتے۔

افسوس چندیس مدت خدائی گودی گما دو خور رانہ شناختی

تعارف مضامین ..... ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء دسمبر کے شمارہ نمبر ۴۸ کے مضامین

.....	بروزی نیروی۔	از رسالہ اتحاد!
-------	--------------	-----------------

.....۲	کیا ہنود اہل کتاب ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	احیاء اموات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	تصدیق انبیاء علیہم السلام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	ریویو۔	عصر جدید رسالہ!
.....۶	قسمت کے دھکے۔	ہم عصر مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

## ۱ ..... بروزی نیرنگی

از رسالہ اتحاد!

رسالہ اتحاد لکھتا ہے۔ مرزا قادیانی اس سے پہلے تو مسیح موعود ہی تھے جبکہ مختصر یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام ہیں۔ اب کرشن مہاراج ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہندوؤں کے بھی مطلوب و محبوب بن گئے۔ ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کا یہ نیا اور بہت اچھوتا پہلو ہے۔ شاید اب بھی پارسیوں اور بودھ وغیرہ کی طرح بعض فرقہ ان کے ماننے سے انحراف کرتے ہوں۔ جن کو نہ مسیح سے کچھ علاقہ ہے نہ سری کرشن جی سے میں سمجھتا ہوں کہ الوہیت کی شان دنیا کے تمام مذاہب میں مشترک ہے۔ لہذا اب کی روحانی عروج میں انہیں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہئے۔ پھر کوئی گروہ ان کے ماننے سے مستثنیٰ نہ رہ جائے گا۔ اگرچہ سری کرشن مہاراج بننے میں بھی اس درجہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ سری کرشن اپنے ماننے والوں میں پیغمبر یا بندے نہیں بلکہ خدا کا مظہر اور خود خدا ہیں۔ غرض ہم اپنے روحانی بزرگ کو اس جدید ترقی پر مبارک باد دیتے ہیں۔

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

۲ ..... کیا ہنود اہل کتاب ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پہلے مرزا قادیانی محمد ﷺ کے بروز تھے اب کرشن کے بروز ہیں۔ یعنی اسلام کے بھی بروز اور کفر کے بھی بروز۔

بات یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور تمام انبیاء کی جو صفات قرآن و حدیث میں سنی ہیں۔ وہ سب مصنوعی طور پر اپنے برزخ میں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ بھلا کہیں تصنع اور تلمع اور تکلف سے بھی کوئی نئی بنا ہے۔

جب آپ مسیح بنے ہیں تو ضرور ہے کہ آیت ”وان من اهل الكتاب الا ليقومنن به قبل موته (النساء: ۱۵۹)“ کا بھی اپنے کو مصداق بنائیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب عیسیٰ دوبارہ نزول فرمائیں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہے گا کہ آپ پر ایمان نہ لائے حالانکہ آپ اس معنی کی جس پر جمہور مفسرین و مجتہدین علماء و فضلاء کا اتفاق ہے۔ تاویل و تحریف کرتے ہیں کہ یونین بہ میں بہ کا مرجع عیسیٰ مسیح کا قتل و صلب ہے۔ حالانکہ یونین صیغہ مستقبل ہے اور نون تاکید کی شان ہی یہ ہے کہ مضارع کو مستقبل بنائے۔ مگر آپ خلاف سیاق و سباق قواعد عرب مستقبل کو بمعنی ماضی لیتے ہیں اور یہ معنی گھڑتے ہیں کہ تمام اہل کتاب عیسیٰ مسیح کے قتل و صلب پر ایمان لا چکے ہیں ہم ان محرم معنی کی کسی گزشتہ ضمیر میں کامل تردید کر چکے ہیں۔ اور چونکہ جھوٹے کے پاؤں نہیں ہوتے لہذا اب مرزا قادیانی آپ اپنا منہ پیٹ کر کرشن کے بروز بنے ہیں کہ ہنود مجھ پر ایمان لائیں گے۔ اور میں ہندوستان کے ہندو مسلمان کو مرزائی بنا کر متحد کر دوں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کیا ہنود اہل کتاب ہیں۔ ہاں ہاں کہہ دیجئے کہ وید بھی آسمانی کتاب ہے اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے قتل و صلب پر ہنود بھی ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ مرزائی مقولہ بلکہ عقیدہ یہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی نبی آیا ہی نہیں اور نبی آئے ہیں تو رام چندر اور کرشن وغیرہ شی اور منی۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء نبی اسرائیل سے ہنود کو کیا واسطہ رہا اور وہ کیونکر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے قتل و صلب پر ایمان لائے کہ جب واقعات صلیب وغیرہ کی ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی اور اب بھی کروڑوں ہنود ایسے موجود ہیں جو انبیاء کے واقعات سے آگاہ نہیں۔ چہ جائیکہ ان پر ایمان ہو۔

آپ امام الزمان ہیں اور خیر سے دنیا کی تمام اقوام و مذاہب کو متحدہ کرنے آئے ہیں۔ مگر یہ تو بتائیے کیا عیسائیوں کے مختلف فرقے مذہب ہنود سے متفق ہو جائیں گے۔ اور بت پرستی اور صلیب پرستی اور جلیٹ پرستی گٹھ جو جائے گی۔ کیا اب تک کوئی سائق و ہری ہندو یا آریا آپ پر ایمان لایا ہے۔ کیا کسی عیسائی نے آپ کی سی سالہ بعثت میں بت اور صلیب کو توڑ کر آپ کا کلمہ پڑھا ہے۔ دنیا کے مذاہب تو اس وقت متحد ہوں کہ پہلے آپ پر ایمان لائیں یہ عجیب خیالی پلاؤ ہے جس سے خود بدولت ہی اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔

دھن کا ذکر کیا یاں سری غائب ہے گریبان سے

آپ باوصف امام الزمان ہونے کے یورپ کو بھول گئے۔ چین کو بھول گئے۔ آتش



پرستوں کو بھول گئے۔ آپ کے نزدیک نہود میں تو انبیاء گزرے مگر دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں ایک بھی نبی نہیں گزرا۔ بدھ مذہب، پارسی مذہب میں کوئی نبی کیوں نہیں گزرا۔ ہاں سکھ مذہب کے نبی گورو نانک پر آپ ویسا ہی ایمان لائے جیسا کرشن پر۔ لیکن ان کے سوا اور بھی بہت سے مذاہب ہیں جن کے متحد و متفق کرنے کا آپ نے اب تک بیڑا نہیں اٹھایا تاہم کچھ جلدی نہیں اگر یہی لیل و نہار ہیں تو آپ نہود سے حلال خوروں تک کو یوں ملا دیتا چاہیں گے جیسا کھیت میں کھاد۔ اس وقت سری کرشن کی روح کیا کہے گی۔ یہی کہے گی کہ ہے رام ہے رام اس کھجک میں آئے کر کیسے رانخس اور مہا لیچھ سے پالا پڑا جس نے ہندو دھرم کو منسٹ کر دیا۔

### ۳ ..... احیاء اموات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی احیاء اموات کو جو سنت اللہ و فطرت اللہ کے خلاف بتاتے ہیں تو اپنی عصمت بی بی ازبے چارگی کی پردہ دری کرتے ہیں کیونکہ خود بدولت کوئی بزدلی کرشمہ نہیں دکھا سکتے۔ اب ہم کلام مجید کے کھلے لفظوں سے احیاء و اموات ثابت کرتے ہیں جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ گو مرزا قادیانی تو اس میں بھی لنگڑی اور بے معنی تاویل کی پھر گائیں گے۔ پڑھو۔ ”الم تر الی الذین خرجوا من قبلہم وہم الوف حذر الموت فقال لهم اللہ موتوا ثم احیاهم (بقرہ: ۲۴۳)“ ﴿اے محمد ﷺ! کیا تو نہیں دیکھتا ان لوگوں کی جانب (یعنی کیا تجھے معلوم نہیں) جو اپنے گھروں (مقام و اور دان) سے موت کے ڈر سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے اور کہا ان کو اللہ تعالیٰ نے کہ مر جاؤ پس وہ مر گئے پھر ان کو زندہ کیا۔﴾ تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت میں یہ عبارت لکھی ہے ”بعد ثمانیۃ امام او اکثر بدعا نبیہم حزقیل فعاشوا دھرا علیہم اثر الموت لا یلبسون ثوباً الا اعداد کالکفن واستمرت فی اسباطہم“ ﴿یعنی یہ ہزاروں آدمی ایک مدت تک زندہ رہے مگر ان پر موت کا اثر باقی رہا۔ کیا معنی کہ جو کپڑا پہنتے کفن کی مانند ہو جاتا (تاکہ مجرہ کا اثر نمایاں رہے) اور ان کے تمام قبائل میں بھی حالت قائم رہی۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی موت حقیقی موت اور ان کی دوبارہ زندگی حقیقی زندگی تھی اور وہ اسی حقیقی موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے بھاگتے تھے۔ نیز حضرت عمرؓ کے زمانے میں ذریت بن برشلہ و صیعیلی روح اللہ کا کوہ حلوان سے آواز دینا اور سعد بن ابی

واقصؑ سے باتیں کرنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور وصیؑ علیہ السلام کا تازولِ وصیؑ علیہ السلام زندہ رہنا یہ سب کتاب ازالۃ الخفا میں مذکور ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷) میں لکھ چکے ہیں کہ السبع کی لاش نے بھی وہ مجروحہ دکھایا کہ اس کی ہڈیوں کے کٹنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے چھو جانے سے زندہ نہ ہو سکیں۔ خود ہمارے نبی ﷺ نے کئی مردے زندہ کئے۔ اور ان سے نظم فرمایا اور انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی نبوت کی شہادت دی۔

چنانچہ بخاری میں قادیانی سے روایت ہے ”قال قتادة احياءهم الله حتى اسمعهم قوله تو بيخا وتصغيرا ونقمة وحسرة وندماً“ یعنی قریش کے وہ چوبیس سردار جو بدر کے کوڑوں میں پھینک دیئے گئے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے بدعت نبی ﷺ زندہ کر دیا اور اپنا قول تو بیخا و خسرأ سنا دیا اور نظر الدرر وغیرہ میں ہے ”روى الحسن قال النبی ﷺ يا فلانة احي باذن الله فخر جنت الصبية وهى تقول لبيك وسعديك فقال لهان ابويك قد اساء فان احببت ان اردك عليهما فقالت لاجة لى فيهما وجدت ما خیر الى منهما وهذا نظير ما فعله عيسى عليه السلام من احياء الموتى“ حسن نے روایت کی ہے کہ (ایک مشرکہ دختر جو ایک وادی میں پھینک دی گئی تھی) اس کو آنحضرت ﷺ نے آواز دی کہ اے فلاں اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ لڑکی وادی سے لیکر سعدیک کہتی ہوئی نکل۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے تیرے ماں باپ کی جانب لوٹا دوں۔ اس نے عرض کی کہ میں نے تم کو ان سے بہتر پالیا۔ پس مجھے ماں باپ کے پاس جانے کی کوئی حاجت نہیں۔ یہ نظیر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے احياء موتی کی۔

اور متاخرین کے نزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین بدعت آنحضرت زندہ کئے گئے اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے یہ مسئلہ بوجہ اتم لکھا اور مواہب لدنیہ اور نظم الدرر میں اس کی پوری تشریح کی گئی اور علامہ شامیؒ نے بھی فتاویٰ شامی کی جلد دوم باب المرتد علامہ قرطبیؒ اور ابن ناصر الدین حافظ الشام سے ان کی تصحیح کی ہے۔ دیکھو حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنے ہی دنوں زندہ رہے اور زندہ نکلے۔ پڑھو سورہ الصافات کی آیت ”فلولا انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون“ یعنی اگر یونس علیہ السلام خدائے تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتے تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک زندہ رہتے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! طرہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی ازالہ کے صفحہ ۹۳۳، خزائن ج ۳ ص ۶۲۲ میں لکھتے ہیں۔

دوبیہ بالکل ممکن اور جائز ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی حیوان یا انسان یا پرندہ کو ایسی حالت میں بھی کہ وہ کھڑے کھڑے کروایا جائے۔ حقیقی موت سے بچائے..... کیونکہ وہ ہر بات پر قادر ہے۔“ پھر معلوم نہیں عیسیٰ مسیح کی حیات سے اب کیوں انکار کیا جاتا ہے جبکہ سنت مجھ سے بہت سے نظائر جو ابھی ابھی مذکور ہوئے ہمارے سامنے موجود ہیں مگر مرزا قادیانی جب نصوص قرآنیہ دربارہ احياء اموات کو نہیں مانتے تو احادیث کو کب مانیں گے۔

انبیاء پر مرزا قادیانی غضبناک ہوتے ہیں کہ انہوں نے خدائے تعالیٰ سے معجزات کیوں طلب کئے اور کیوں خدائی معجزات دکھانے کا دعویٰ کیا۔ مجموعہ میں اگر مسیح علیہ السلام پر سب لعن کیا۔ تو حید کے باپ ابراہیم علیہ السلام پر بروزی غصے کا براز کیا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ”رب ارنی کیف تحی الموتی“ اور ”ولکن لیطمئن قلبی“ کیوں کہا؟ کیا ان کو خدائے تعالیٰ پر پورا ایمان نہ تھا۔ حالانکہ قوت مطمئنہ کا استحصال انبیاء کی شان اور اعلیٰ درجہ کی صفت ہے۔ پڑھ ”یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک“ انبیاء پر غضبناک ہونا بعیدہ خدائے تعالیٰ پر غضبناک ہونا ہے کہ انہیں تو معجزات دکھانے کی قوت عطا کر دی اور مجھے باوصف نیرگیوں کے اس قدر پا پڑ بیٹے کے محروم رکھا۔

خدائے تعالیٰ کا قانون تو ”ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء“ ہے اور فضل کی شان ہی بے علت عطا ہوتا ہے۔ ہاں لے پالک کا کام ہے کہ اپنے آسمانی باپ کا مجموعہ پڑا پھونکے جس نے ایسے الہامات کئے جن سے چہیتے کی گردن ٹوٹے اور ہمیشہ کے لئے استروں کی مالا اس کے گلے میں ڈال دی۔ ہم بھی تو دیکھیں بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی ہے۔ خدانے چاہا تو ایک نہ ایک دن پھانسی دھری ہے۔ مسیح بننا خالہ جی کا گھر نہیں۔ جس طرح وہ اپنی امت کا کفارہ بن گئے۔ کیا وجہ ہے کہ مثیل اسحٰب اپنے مرزائیوں کا کفارہ نہ بنے۔

بروزی نیرگی تو دیکھئے کہ عیسیٰ مسیح کو چونکہ کروڑوں آدمی مانتے ہیں اور تمام یورپ ان کو خدا سمجھتا ہے اور دنیا کے ۳۰ کروڑ مسلمان ان کے اولوالعزم نبی اور کلمۃ اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ نے ان کو بڑا سمجھا اور ان کے نام سے بکنا چاہا اور چونکہ انہوں نے معجزات دکھائے اور احياء موتی کیا۔ اس لحاظ سے وہ برے ہو گئے۔ انبیاء کو تو خدائے تعالیٰ نے اپنی صفت احياء اور امات دونوں کا حصہ اور پرتو عطا فرمایا مگر آسمانی باپ نے اپنے لے پالک کو امات ہی کا تمغہ اور پوٹلا بخشا کہ میں فلاں کو اتنے دنوں میں مار ڈالوں گا اور فلاں کو اتنے دنوں میں۔ اور

اب میں نے ہی ساری دنیا پر طاعن کو مسلط کر دیا ہے جو میرے تمام منکروں کو کچا بھنجوڑ بھنجوڑ کر کھا رہا ہے۔ اور کھائے گا۔ یہ مثل اسحٰی کی شان اور لے پالک اور آسانی باپ کے خوارق ہیں۔

۴ ..... تصدیق انبیاء علیہم السلام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انجیل نے توریت کی اور قرآن نے توریت اور انجیل کی تصدیق کی۔ چنانچہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے فرمایا میں توریت کے ابطال کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اس کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ اور ”مصدقاً لما بین یدی من التوراة والانجیل“ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے بلکہ ہر نبی کو دوسرے انبیاء کے اتباع کا حکم ہے کیونکہ سب انبیاء کا مذہب بھی اسلام تھا پڑھو ”قل بل ملة ابراهيم حنيفا“ اور پڑھو ”ما كان ابراهيم يهودياً ولا نصرانياً ولكن كان حنيفاً مسلماً وانا اول المسلمين“

اب ظالم مرزا کو دیکھیے کہ وہ نبوت کا مدعی ہے مگر انبیاء کی توہین بلکہ ایک معنی سے آسانی کتابوں کی توہین کرتا ہے کیونکہ کتابیں تو انبیاء ہی پر نازل ہوئی ہیں۔ اور انبیاء کی توہین بتعبہ کتابوں کی توہین بلکہ خود خدا کی توہین ہے کہ اس نے ایسے نبی بھیجے جن میں عیوب ہیں اور ان پر ایسی کتابیں نازل کیں جو ناقص ہیں۔ کیونکہ ہر نبی نے اس الہامی کتاب پر عمل کیا ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے۔ کسی نبی نے اپنی جانب سے کچھ نہیں کہا نہ کچھ کیا۔ پڑھو ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى“ یعنی محمد ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ وہ وحی کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔

مذہب اسلام نے توریت اور انجیل اور قرآن کو ایک ہی پلے میں رکھا ہے۔ ”لا نفرق بین احد من رسله“ کے لازمی معنی یہی ہیں کہ ”لا نفرق بین کتبہ“ کیونکہ نبی کی عظمت محض کتاب سے ہے اور ہم ہمیشہ ”آمنت بالله وملائکته وکتابه ورسوله“ بطور تلقین درد زبان رکھتے ہیں۔ دیکھو ایمان لانے کے لئے پہلے کتب ہیں اور اس کے بعد رسل ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ انبیاء پر ان کے مدارج کے موافق ایمان ہو یعنی کسی پر تھوڑا ایمان اور کسی پر زیادہ ایمان یا کسی پر ناقص ایمان اور کسی پر کامل ایمان یہ تو جب ہو کہ کوئی نبی ناقص اور کوئی کامل ہو جیسا مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں۔ خود رسول کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا کہ وہ خدا کا پیام یا خدائی کتاب پہنچانے والا ہے۔ پس اس فرض و منصب کے لحاظ سے تمام انبیاء ایک ہیں۔ کسی میں

کوئی فرق اور مابہ الامتياز نہیں۔ اب ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت دینا مفضل علیہ کی توہین کرنا ہے اور انبیاء کی توہین بالاجماع کفر ہے۔

مرزا کہتا ہے کہ اگر میں بھی مسیح کی طرح مسریرم وغیرہ کے شعبہ دے دکھاتا تو مسیح سے کہیں زیادہ دکھا سکتا تھا۔ گویا اپنے کو عیسیٰ مسیح پر فضیلت اور ترجیح دی جو صریح الحاد اور کفر ہے۔

جب مرزا آیت من بعدی اسمہ احمد کو اپنے لئے تراشا ہے تو ضرور ہے کہ ”فضلنا بعضهم علی بعض“ کو بھی اپنے لئے تراشے۔ کیونکہ ایسی آیتوں کو وہ ہمیشہ ڈھونڈتا اور اپنے اوپر منطبق کرتا رہتا ہے اس صورت میں تو بعض پر نہیں بلکہ تمام انبیاء پر محاذ اللہ مرزا کو فضیلت ہوگی۔

• آیت ”فضلنا بعضهم علی بعض“ کی تفسیر (محمدؐ) لکھی ہے گویا یہ معنی ہوئے کہ ہم نے محمدؐ کو کل انبیاء پر فضیلت دی ہے لیکن یہ معنی اس وقت ٹھیک بیٹھتے کہ آیت کا لفظ یوں ہوتا کہ ”فضلنا بعضهم علی الكل“ اب مجددانہ مشرقیہ کا اجتہاد ڈرا غور سے سنئے اور سمجھیے۔ آیت میں مراد انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت جزئی ہے نہ کلی۔ چنانچہ پوری آیت یوں ہے ”تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجات وآتینا عیسیٰ بن مریم البیتین وایدناه بروح القدس“ صاف ظاہر ہے کہ انبیاء کی جزئی فضیلت کا بیان ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خدائے تعالیٰ ہم کلام ہوا اور عیسیٰ بن مریمؑ کو معجزات دیئے۔ اور روح القدس سے مدد دی۔ یعنی عیسیٰ مسیح کو بے باپ کے پیدا کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام خصوصیات کسی ایک نبی میں نہیں پائی جاتیں۔ تاکہ اس کو دیگر انبیاء پر فضیلت ہو اگر آنحضرتؐ کو فضیلت ملی دی جاتی تو آپ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ”لا تفضلونی علی یونس بن متی اور لا تخیروا فی انبیاء الله“ مرد و مرزا قادیانی کو دیکھو کہ بعض انبیاء پر بعض کو نہیں بلکہ خود اپنے کو فضیلت دیتا ہے اور کہتا ہے۔

عیسیٰ کجا است تا بنهد ہا بنمبرم

(درشین فارسی ص ۷۹)

۵ ..... ریویو

عصر جدید رسالہ ۱

عصر جدید لکھتا ہے کہ ایک ہفتہ دار اخبار ”الحکم“ قادیان سے لکھتا ہے وہ بھی معمولی رسالوں سے کم تر ذخیرہ مضامین کا نہیں رکھتا۔ یہ رسالہ خاص طور پر مرزا مسیح کے دائرے میں شائع

ہوتا ہے۔ اور اپنی طرف سے دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام کی صداقت کو ہم ظاہر کرتے ہیں۔ ہم نے غور سے اس رسالے کے مضامین پڑھے۔ ایڈیٹر کے مضامین زیادہ تر اسی قسم کی ناگفتہ بہ خوشامد اور اپنے حیر کی نفرت انگیز بھڑے بھرے ہوتے ہیں۔ جن کو صحیح مذاق آدمی نہ بلحاظ عبارت کے اور نہ بلحاظ خیالات کے پسند کر سکتے ہیں جو وعظ یا لیکچر مرزا قادیانی کے چھپتے ہیں ان میں تکرار بے انتہا اور طول بلا ضرور ہوتا ہے۔ اور کوئی نئی بات ایسی نہیں ہوتی جو اخلاق کی معمولی کتاب مثلاً گلستان، انوار سبکی یا اخلاق محسنی میں بہتر نہ مل سکتی ہو جو ان کا ادعا ہے۔ اس سے ہم کو کچھ تعلق نہیں۔ اس لئے کہ ایک اصلاحی رسالہ کے لئے اس بحث میں پڑنا فضول ہے۔ کہ زید کا بیجا برا ہے یا عمرو کا پتا۔ الغرض یہ اخبار بھی نہ مذہبی اصلاح کا کام دے سکتا ہے نہ قومی رفقاء کا۔

## ۶ ..... قسمت کے دھکے

ہم عصر مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک ہم عصر لکھتا ہے ہم مرزا قادیانی سے ان کی زار حالت پر بھی ہمدردی کرتے ہیں۔ ان کی پڑھزدگی اور مایوسی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ وہ بے چارے جہاں جاتے ہیں دھکے دے کے لٹکالے جاتے ہیں۔ واقعی حضور انور ﷺ کے دروازہ سے جس نے منہ موڑا جس دروازہ پر گیا اس کی عزت نہ ہوئی۔ پہلے آپ نے عیسائیوں کا آسرا ڈھونڈا اور کہا میں مثیل عیسیٰ ہوں۔ مجھے اپنے ہاں جگہ دو۔ انہوں نے نہایت درشتی اور سختی سے کہا کہ جدھر سے آپ تشریف لائے ہیں سیدھے چلے جائیے۔ بے چارہ مایوس دس گرداں مسلمانوں کے دروازہ کی کٹکٹائی کی میں مہدی ہوں اور تمہارا سہارا دیکھ کے آیا ہوں۔ میری مدد کرو۔ اس کا جواب مرزا قادیانی کو دوی ملا جو عراقی کواہل حرم نے دیا تھا۔

بطواف کعبہ رفتم بحرم رھم نداوند

تو بدوین درجہ کردی کہ ندوین خلفہ آئی

اب چاروں طرف نظر اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اور کس کا سہارا ڈھونڈوں؟ آخر بہنزار پریشانی منم خانہ میں پہنچے اور منم خانہ والوں سے کہا میری مدد کرو اور مجھے کرشن کا اوتار سمجھو۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کی قسمت عراقی سے بھی بدتر نکلی۔ عراقی کے لئے تو منم خانہ کا دروازہ کھول دیا تھا اور منم خانہ والوں نے غل مجا دیا تھا کہ آؤ آؤ تم ہمارے خاصوں میں سے ہو۔ مگر یہاں بھی مرزا قادیانی کو دھکے ملے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
سورة الفاتحة

# تاریخ محمودیت



جناب مظہر الدین ملتانی

## کتاب ہذا

بطور نشان کے پیش کی جارہی ہے کیونکہ اس خاص انسان نے مذہب کے نام پر طویل عرصہ نہ صرف بلیک میلنگ کی بلکہ سلسلہ کے بانی اور اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے اصولوں کی صریح خلاف ورزی کی۔ مذہب کے نام پر ناروا سیکیمیں مرتب کر کے سیاسی ہتھکنڈے استعمال کئے اور اپنی کرتوتوں کو چھپانے کے لئے قتل و غارت جھوٹ فریب اور دغا بازی سے کام لیا اور خود کو بھی مقدس ظاہر کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے مگر اندھیر نہیں۔ اس نے طویل مہلت کے بعد اس شخص کو اپنی خاص گرفت میں لے لیا۔ دماغ ماؤف اور فالج کا شکار ہے۔ کروٹ لینے کے لئے بھی دوسروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ٹی پیشاب بھی چار پائی پر کرتا ہے۔ یہ نشان اپنی آنکھوں سے دیکھئے اور اس ناپاک انسان سے نجات حاصل کیجئے۔ اس وقت اس کی وہی حالت ہے جو کسی زمانہ میں ”ڈاکٹر ڈوٹی“ کی تھی۔ بہر حال مذہبی اور دنیاوی طریق سے تمام دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس خاص انسان کا احتساب کر سکے۔ یہ کتاب محض خدمت اور بطور نشان کے اصولوں پر مرتب کی گئی ہے۔ تادمذہب کے نام پر لوگوں کو بیوقوف بنانے والوں کی تاریخ دنیا کے سامنے آ جائے اور ایسے ناپاک، نجس، مذہبی رہنما سے خلاصی حاصل کریں۔ پس ہر صداقت پسند انسان سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس کتاب کو اوّل سے آخر تک مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و صداقت میں آپ خود بھی فیصلہ کر سکیں۔

۱۰ اراکتوبر ۱۹۶۰ء

خادم ملت: مظہر الدین ملتانی!

شہید احمدیت حضرت مولانا مولوی فخر الدین صاحب ملتانی آپ کو سکیم کے مطابق ۶ اگست ۱۹۳۷ء کو سر بازار ساڑھے چار بجے عصر کے وقت (قادیان میں) حملہ کروایا گیا۔ خلیفہ کا اشتعال انگیز خطبہ ڈی بی نے حکما روک دیا۔ آپ کو گورداسپور ہسپتال لے جایا گیا۔ ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو ساڑھے تین بجے وفات پا گئے۔ پوری سوانح عنقریب شائع کی جائے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ کا آخری پیغام آگے ملاحظہ فرمائیں۔



## انڈکس

۴۱۴	حرف آغاز	.....۱
۴۱۴	ناپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو (مرزا بشیر احمد ایم اے)	.....۲
۴۱۵	امام جماعت احمدیہ کا اعلان	.....۳
۴۱۵	دس شرائط بیعت (حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی))	.....۴
۴۱۷	کیا زنا کے الزام پر مبالغہ جائز ہے؟	.....۵
۴۱۸	کھلی چٹھی بنام مرزا محمود احمد	.....۶
۴۲۰	عرض حال	.....۷
۴۲۵	ناپاک سیرت پر حلفیہ شہادتیں ۲۸ عدد	.....۸
۴۴۴	امام جماعت احمدیہ کے متعلق ڈاکٹر میر محمد اسماعیل (سول سرجن) کی شہادت	.....۹
۴۵۱	انتباہ!	.....۱۰
۴۵۳	مرزا محمود احمد کا دور خلافت	.....۱۱
۴۵۴	ذلت	.....۱۲
۴۵۶	نظارت امور عامہ کا عکسی خط	.....۱۳
۴۵۷	شہید احمدیت مولانا مولوی فخر الدین کا آخری پیغام	.....۱۴
۴۵۸	مقتدرہ ستیاں	.....۱۵
۴۶۱	تعارف و خطوط، تاریخی تحریرات حضرت شیخ عبدالرحمن مصری	.....۱۶
۵۲۲	مطالبہ حق (چوہدری غلام رسول ایم اے)	.....۱۷

## حرف آغاز

ساقی! میرے خلوص کی شدت تو دیکھنا  
پھر آگیا ہوں۔ گردش دوراں کو ٹال کر

آج پھر تمام مصائب و آلام اور ہر قسم کی مشکلات کو بالائے طاق رکھ کر خدمت کا عملی طور سے آغاز کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں ایک طویل عرصہ کیوں خاموش رہا؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کی تفصیلات میں جانے کا یہ موقعہ نہیں اور میں اس وقت اختصاراً صرف یہی عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ خطوط جو احباب کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ وہ یادگاری خطوط ہیں جو فاضل اہل حضرت شیخ عبدالرحمن مصری مولوی فاضل بی اے سابق امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مرزا محمود احمد کو بحیثیت خلیفہ تحریر کئے تھے۔ مگر بعد میں پیش آمدہ حالات کی وجہ سے شائع کرنے کی غرض سے کاتب کے حوالے کئے گئے۔ اس کے چند کھنڈے بعد ہی مولانا مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان کو سر بازار سوچی سمجھی سکیم کے مطابق سورج کی روشنی میں چار بجے قتل کروایا گیا۔ اللہ وانا الیہ راجعون! اس لئے ان کو ”یادگاری خطوط“ سے موسوم کیا جا رہا ہے۔

بہر حال اپنے تئیں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر یہ خطوط شائع نہ کئے گئے تو مذہبی دنیا کی تاریخ نامکمل اور ادھوری رہے گی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تاریخ کی بھی بے حرمتی ہوگی اور انسانیت بھی مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اندریں حالات اپنے فرض کا کما حقہ احساس کرتے ہوئے یادگاری خطوط منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔ تاکہ تاریخ بے حرمتی سے محفوظ ہو جائے۔ بالآخر دنیا کے ہر عقلمند اور سعید الفطرت انسان سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ اس کی اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کریں اور جماعت احمدیہ ربوہ کے ہر فرد تک پہنچانے کی پوری پوری سعی کریں تاکہ وہ صحیح راستہ پر گامزن ہو۔

اے خدا تو ہی ہماری مدد فرما

خادم احمدیت: محمد مظہر الدین ملتانی

ناپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو بلکہ اصلاح کی کوشش کرو

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں۔ ”اخوت اور جماعتی تربیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب ہم اپنے کسی بھائی میں کوئی ناپسندیدہ بات یا خلاف اخلاق یا خلاف شریعت بات

دیکھیں تو یہ خیال کر کے کہ ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ خاموش نہ رہیں۔ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو اصلاح کی کوشش کریں۔ ہمارے آقا ﷺ فرماتے ہیں۔

”من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطیع فبلسانہ فان

لم یستطیع فبقلبہ“

”یعنی جو شخص کسی ناپسندیدہ یا خلاف شریعت بات کو دیکھے۔ تو اسے چاہئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ لیکن اگر ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اسے یہ طاقت بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم اسے برا سمجھ کر اپنے دل میں ہی (دعا کے ذریعہ) اصلاح کی کوشش کرے۔“

اس ارشاد کے ذریعہ آنحضرت ﷺ نے گویا ہر مسلمان کو ہر دوسرے مسلمان پر ایک چوکس سنتری کے طور پر کھڑا کر دیا اور ہر شخص کو ہر دوسرے شخص کا نگران بنادیا ہے اور اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کسی بدی کو دیکھ کر اپنے آپ کو لا تعلق سمجھتے ہوئے پاس سے گزر جاؤ۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر لوگ خلاف شریعت باتوں کو دیکھتے اور منکرات کو سنتے ہیں اور پھر بے حس و حرکت ہو کر بیٹھے رہتے ہیں اور بدی ان کی آنکھوں کے سامنے جڑ پکڑتی اور پودے سے پیڑ اور پیڑ سے درخت بنتی چلی جاتی ہے اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رہتی۔

امام جماعت احمدیہ ربوہ کا اعلان

”بہر حال کسی کتاب کے پڑھنے سے دوسروں کو روکنا اتنی بڑی نادانی ہے کہ اس سے بڑی نادانی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ پس اگر مصری صاحب نے جو باتیں پیش کی ہیں وہ سچی ہیں تو ان کے پڑھنے سے لوگوں کو روکنا بہت بڑا گناہ ہے اور اگر ہم روکیں تو قیامت کے دن یقیناً ہم ایسی حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ ہمارا منہ کالا ہوگا۔ ہم خدا کے حضور لعلی قرار پائیں گے۔“

غیروں کا لٹریچر پڑھنا عیب کی بات نہیں۔ بلکہ میں ان لوگوں کو بے وقوف سمجھتا ہوں جو ایسی کتابیں چھپ چھپ کر پڑھتے ہیں کیونکہ جو کسی دوسرے کو تحقیق سے روکتا ہے وہ اپنے جھوٹے ہونے کا آپ اقرار کرتا ہے۔“

(الفضل مورہ ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

دس شرائط بیعت

۱..... بیعت کنندہ بچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲..... یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں

سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کبھی جزیہ پیش آئے۔

۳..... یہ کہ بلا تاخیر وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول ﷺ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا اور بنائے گا۔

۴..... یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵..... یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا داری کرے گا اور ہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارز ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

۶..... یہ کہ اجماع رسم اور متابعت ہوا دھوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو ہلکی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ وقال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور عمل قرار دے گا۔

۷..... یہ کہ تکبر اور نخوت کو ہلکی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸..... یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھے گا۔

۹..... یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا وادعاتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰..... اس عاجز سے عقد اخوت محض اللہ باقرار اطاعت و معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا عمل درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام عام حالتوں میں پائی نہ جاتی۔

### مہابلہ کا مطالبہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا فرمان

”وہ شخص بھی مہابلہ کر سکتا ہے جس کو کسی رویت پر یقین کامل ہو اور کسی

شبہ کا مشابہ نہ ہو۔ جس پر الزام ہو اس کا فرض ہے کہ خود پوزیشن صاف کرے۔ نیز زنا وغیرہ کے الزامات کے موقع پر مباہلہ جائز ہے بلکہ ہر طرم کا فرض ہے کہ اپنی پوزیشن صاف کرے۔ خواہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔“ حضور فرماتے ہیں: ”سودا صبح رہے کہ مباہلہ دوسو رتوں میں جائز ہے۔“

۱..... ”اول اس کافر کے ساتھ جو یہ دعویٰ رکھتا ہو کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدا کی صفات میں جانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔ یہ تمام خبر تحقیقات طلب ہے۔

۲..... دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ (عورت) کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور روایت پر بنا رکھ کر ایک مؤمن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی اسماعیل صاحب نے کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہیں کے ذریعے سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے کہ

الہام ہوا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگا کی تھی جس کی اپنے ایک دوست کی روایت پر بنا رکھی تھی۔ لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مؤمن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہیں بلکہ جہاں تک اس کی سمجھ اور علم تھا اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔ غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“

الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء

### کیا زنا کے الزام پر مباہلہ جائز ہے؟

سائل اللہ تاجا لندھری قادیان (المعرف مولوی ابوالعطاء جالندھری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ) سوال نمبر ۲۶۴..... الف نے ب پر الزام زنا لگایا۔ مگر چار گواہ پیش نہیں کرتا بلکہ اس سے عاجزی کا اقرار دیتا ہے اور ب سے مطالبہ حلف کرتا ہے۔ بلکہ اس کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہے۔ ب مطالبہ حلف اور مباہلہ کو اپنی بات میں ناجائز قرار دیتا ہے۔ از روئے شریعت اسلام یہ حقیقت اور اصلیت کیا ہے؟ بیٹنوا و توجرو!!

جواب نمبر ۲۶۳..... الزام زنا کا ثبوت بے شک چار شاہدوں سے ہوتا ہے۔ اگر الزام لگانے والا شہادت پیش نہ کر سکے تو طرم کا حق ہے کہ اس پر دعویٰ ہنک کر کے سزا دلانے۔ مگر یہ دونوں صورتیں عدالت کے متعلق ہیں۔ یعنی گواہوں کا لیٹا یا دعویٰ کا سننا قاضی (حاکم) کا کام ہے۔ اگر حکومت تک یہ معاملہ نہیں گیا تو طرم کو چاہئے جو الزام لگانے سے اس کی نسبت لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوگئی یا ہونے کا احتمال ہے۔ اس کو محکم حدیث

”اتقوا مواضع التهم“ حلف اٹھانے یا مبالغہ کرنے سے دور کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ احکاف میں تھے۔ آپ کی بیوی صفیہؓ ملنے آئیں۔ آپ انس کو رخصت کرنے کے لئے دروازہ مسجد تک تشریف لے گئے۔ دونوں میاں بیوی دروازہ پر کھڑے تھے۔ اتنے میں دو شخص پاس سے گذرے۔ حضور نے فرمایا علی رسکھا (ظہرود) فرمایا۔ یہ صفیہ میری بیوی ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور ہم میں سے کوئی بدگمان ہو سکتا تھا؟ فرمایا شیطان انسان کے خون میں جاری ہو کر اثر کر جائے۔ آج نہیں تو کل بدگمانی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتداء لوگوں کو ہر ممکن طریق سے بدگمانی دور کرنی چاہئے۔ بلکہ ہونے کے راستے بھی بند کرنے چاہئیں۔“ (اہل حدیث مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

کھلی چٹھی

خلیفہ صاحب قادیان کو بار بار ان کے مرید بھی اس طرف متوجہ کرتے رہے کہ وہ راہ خدا اپنی پوزیشن کو صاف کریں اور اپنی بریت کے لئے میدان میں آئیں۔ لیکن خلیفہ صاحب کے مجرم ضمیر نے کسی طرح بھی انہیں اس طرف نہ آنے دیا۔ ایک مخلص مرید کی تاریخی چٹھی بھی صفحہ قرطاس پر لائی جا رہی ہے۔ اگر آپ نے اسی طرح حق پسندی کا ثبوت دیا تو یہ مسئلہ جو خلیفہ قادیان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ بہت جلد صاف ہو جائے گا۔ چٹھی درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم ..... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہادب گزارش ہے کہ ایک عرصہ سے بعض باتوں کے متعلق حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن بعض مصروفیتوں کی وجہ سے حضور سے عرض نہ کر سکا۔ اب مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء خاکسار کو تبلیغ کا موقع ملا۔ جب خاکسار نے بعض لوگوں کو تبلیغ کی تو انہوں نے میری گفتگو کو روک کر کہا۔ کیا تم لوگ ہم سیدھے سادھے مسلمانوں کو درغلا کر ایسے شخص کا مرید بنانا چاہتے ہیں۔ جو کہ بدچلن اور زانی ہو۔ (نعوذ باللہ من ذلک) جس کی

بد چلتی کے متعلق اس کے مرید بھی شور مچا رہے ہوں۔ جب تک تم اپنے خلیفہ کی پوزیشن صاف نہ کرو۔ اس وقت تک آپ لوگوں کو قطعاً حق حاصل نہیں کہ ہم مسلمانوں کو آ کر پھسلانے کی کوشش کرو۔ سیدی میں نے ان گندے الزامات کو غلط اور جھوٹا ثابت کرنے کی اپنی لیاقت کے مطابق از حد کوشش کی۔ لیکن وہ یہی اعتراض کرتے رہے کہ اگر یہ الزامات جھوٹے بھی ہیں تو آپ کے خلیفہ کو اپنی طرف سے پوری طرح پوزیشن صاف کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ اب تمہارا تبلیغ کرنے کا نہیں کوئی حق نہیں ہے۔ اس قسم کے واقعات کئی بار سامنے ہوتے رہتے ہیں اور دشمن کے پاس تو اس وقت حربہ ہی بچی ہے۔

جو کہ تبلیغ کے لئے یقیناً رکاوٹوں کا موجب ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فداہ روجی کے لائے ہوئے نور کو اس طریق سے مدھم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ان حالات میں حضور پر نور جس طریق سے مناسب خیال فرمادیں میرے نزدیک بھی ضروری ہے تاکہ کوئی تسلی بخش علاج تجویز فرمادیں کہ جس سے حضور والا کی پوزیشن ایسی صاف ہو کہ دشمن کے اس حربہ کا پورے طور پر انسداد ہو جاوے اور آئندہ حضور کی ذات والا صفات پر ایسے الزامات لگانے کی کسی حریف سلسلہ کو جرأت نہ ہو۔ میرے پیارے آقا! اس قسم کے الزامات کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ چنانچہ عبدالعزیز نو مسلم کی لڑکی کا واقعہ مسٹر یوں کی لڑکی اور لڑکے کا گندا اچھالا جانا۔

پھر نعت اور حلیہ کا واقعہ پھر والدہ عبدالسلام کا واقعہ۔ اس طرح محمودہ اور عائشہ کا واقعہ اور اسی قسم کے اور کئی ایک واقعات جو حضور سے پوشیدہ نہیں ہیں جو وقتاً فوقتاً حضور کو بدنام کرنے کے لئے الزام اڑائے جا رہے ہیں۔ مگر اب اس قسم کے الزامات حد سے بھی تجاوز کر رہے ہیں۔ جس کے متعلق حضور نے مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء کے خطبے میں ایک سلسلہ خط و کتابت کے دوران ذکر میں بھی کئی الزامات کا ذکر فرمایا تھا۔

تو بدیں حالات میرے پیارے آقا از حد ضروری ہے کہ حضور سنت نبوی کے مطابق کوئی ایسا طریق اختیار فرمادیں کہ جس سے مخالف کا ہمیشہ کے لئے منہ بند ہو جائے یا ہمیں کم از کم وہ ہتھیار مل جاوے جس سے دشمن کو لا جواب کیا جاسکے۔

مثلاً حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور نے دشمن کے چھوٹے سے چھوٹے الزام کا بھی عظیمی و نقلی غرضیکہ ہر طریق سے دندان شکن جواب دیا ہے اور پھر وہ جواب بھی ایسا کہ دشمن کے نسلوں تک اس جواب کا در جواب نہ بن سکا۔ باقی رہا یہ کہ ہمارے علماء چار

گواہوں کی شرط کو پیش کرتے ہیں۔ ہمارے مخالف کے پاس تو بیسیوں گواہ پیش کرنے کا دعویٰ ہے۔ پس اس قسم کے دلائل عوام الناس کے لئے بجائے تسلی کے اور ٹھوک کا موجب بن رہے ہیں۔ ان حالات کو پیش کر کے عاجز حضور والا سے قوی امید رکھتا ہے کہ حضور نہ صرف جماعت کی تسلی و تشفی کے لئے بلکہ دیگر بندگان خدا کی ہدایت کے لئے بھی جو کہ محض اس قسم کے وساوس کی وجہ سے احمدیت جیسی صداقت سے محروم ہو رہے ہیں۔ ان الزامات سے اپنی ذات باہر کات کو پاک و صاف کر کے عند اللہ ماجر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور کا حافظ ناصر ہو اور دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین! والسلام! فقط آداب! خاکسار: خادم عبدالرحیم مہاجر!

## عرض حال

میرے احمدی بزرگوا! بھائیو اور بہنوں!

آج سے متر سال قبل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک گمنام بستی قادیان میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے ہمیں ایک لائحہ عمل عطا کیا، ہم نے اپنی نجات کے لئے یہ عہد کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنا فرض اولین سمجھیں گے اور حضور پر نور کے شرائط بیعت پر پوری طرح عمل کر کے ترقی کے راستہ پر گامزن ہوں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم بجائے ترقی کے تنزل کی طرف بدستور آ رہے ہیں۔ اب ہم نے پرسکون ماحول میں ٹھنڈے دل سے سوچتا ہے کہ تنزل کے اسباب کیا ہیں اور ہم میں کون سی غلطی ہے جس کی وجہ سے آج بے پندے لوٹنے کی طرح ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ ۱۹۱۴ء تک کے زمانے پر طائرانہ نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس وقت تک کس شہرت کے مالک تھے۔ یعنی دشمن تک کو بھی ہماری دیانت اور امانت کا صحیح طور پر اعتراف تھا۔ عدالت میں بھی ایک احمدی کی گواہی کو بظنر احسان دیکھا جاتا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے اس کا کردار اور بلند کریٹر پوری قوم کے لئے ایک نمونہ حیات تھا اور پھر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اپنی معترض کی ہر طریق سے تسلی کرواتے تھے۔ جہاں مبالغہ کی ضرورت پیش آتی۔ وہاں آپ اس چیلنج کو قبول فرما لیتے۔ ہم نے ان مجاہدانہ ذریعہ اصولوں کے تحت حق کو قبول کیا وطن چھوڑا حق کی خاطر پچھلے رشتوں، ناٹوں کو توڑا حق کی خاطر مگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی اور راست گفتاری کے لئے اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ ہمارے دنیوی اغراض شائع ہوں گے یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا اور اخراج یا بایکات کا بھوت سر پر سوار ہوگا تو پھر ہماری ترقی ایمانی



معلوم شد، فتنہ فساد کی خاطر بنیں۔ بلکہ حق کی خاطر۔ اگر ان مشکلات کے لئے ”موتوا قبل انتم تموتوا“ پر پورا پورا عمل کر کے اپنے دل و دماغ کو تیار کر لیا جائے تو پھر کوئی وجہ خوف کی نہیں۔

میں اس وقت اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ احمدیوں کے بایکٹ و مقاطعہ کو مہذب اور شریف دنیا میں کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام بایکٹ و مقاطعہ کو جائز قرار دیتا ہے یا نہیں۔ نیز خلیفہ صاحب بایکٹ و مقاطعہ کا حربہ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

### زنا کاری کا الزام بدستور

یہ امر واقعہ ہے کہ خلیفہ ربوہ پر، حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانے میں بھی زنا کاری کا الزام لگا اور خصوصاً ۱۹۲۷ء سے متواتر بدکرداری اور بدچلنی کا الزام لگ رہا ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب اس کو ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ آپ کو فضل عمر ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ آپ بایکٹ اور مقاطعہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ میری بدچلنی کا اظہار کسی اور احمدی کے کانوں میں نہ پڑے اور وہ ڈر جائے اور میں تقدس کے بناوٹی پردے میں رنگ رلیاں مناتا رہوں۔ اس ضمن میں ان کا بیان درج ذیل ہے۔

”اس عرصہ دوران بایکٹ میں ماں باپ اور بیوی بچوں اور دوسرے تمام رشتہ دار کا فرض ہوگا کہ جس طرح ایک گندہ جیتھڑا اپنے گھر سے باہر پھینک دیا جاتا ہے اس طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال دے۔“  
(خواہ بچے گھر سے نکال کر آوارہ ہو جائیں یا اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں۔ ناقل !)

### خلیفہ صاحب کی دورنگی شریعت

خلیفہ صاحب ربوہ کا دستور ہے کہ وہ کام جس کو وہ خود کرتے ہیں اسے تو شریعت کے مطابق گردانتے ہیں۔ مگر جب وہی کام دوسرے لوگ کریں تو یہ شور برپا کر دیتے ہیں۔ یہ کام شریعت کے خلاف ہے جن افراد کو آپ سے اختلاف ہوا۔ آپ نے ان کا مکمل سوشل بایکٹ کیا اور ان کی جائیدادیں تک ضبط کر لی گئیں۔ مگر جب دوسرے لوگ بھی تبدیلی عقیدہ کی بناء پر ان کو مقاطعہ کا شکار بناتے ہیں تو ان کے سامنے قرآنی آیت ”لا اکراہ فی الدین“ پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ ”بایکٹ کرنا تو یہودیوں اور کافروں کا شیوہ ہے۔“ (افضل مورخہ ۱۰ جون ۱۹۵۶ء)

ان نغیثوں کے باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس کو منافق مرتد دشمن سلسلہ قرار دے کر اس کے قتل تک کو جائز بنایا جاتا ہے اور قاتل کی پوری پوری اعانت کی جاتی ہے۔ یہ تمام مظالم اور سختیاں اس لئے روارکھی جاتی ہیں کہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی ظالم کے ظلم کی علی الاعلان اظہار کی اجازت دی ہے آواز نہ اٹھا سکے۔ احباب کرام خدا کے لئے بتائیں کہ کیا اس قسم کا حیا سوز سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے نے بھی اپنے معترضین کے ساتھ روارکھا؟

اسلام بایکاٹ و مقاطعہ کی اجازت نہیں دیتا

۱..... کیا جن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قسم کا گندہ الزام لگایا تو آپ نے اپنی بریت فرمائی تھی یا بادشاہ ہونے کے بعد ان عورتوں کو انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنایا تھا؟

۲..... پھر کیا جن منافقوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر اس قسم کا الزام لگایا تھا تو آنحضرت ﷺ نے ان منافقوں کا بایکاٹ کیا یا تحقیقات شروع کی؟ اور کبھی بھی خدا کے حکم کے بغیر کسی کا بایکاٹ نہیں کیا۔

۳..... پھر کیا جس معترض نے تقسیم غنیمت کے وقت کہہ دیا تھا اے محمد انصاف سے کام لے تو کیا اس وقت ان کا بایکاٹ کیا گیا تھا؟

۴..... اور فتح مکہ کے بعد جن نوجوانوں نے یہ کہا کہ خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال محمد رسول اللہ اپنے رشتہ داروں کو بانٹ رہے ہیں۔

کیا اس قدر سخت انتہا مات سن کر حضور نے ان کا بایکاٹ و مقاطعہ کیا یا ان کی تسلی کرائی؟

۵..... پھر کیا وہ لوگ جنہوں نے حضور کا بایکاٹ و مقاطعہ کیا کہ کوئی شخص حضور اور حضور کے قبیلہ سے لین و دین نہ کرے۔ نہ کوئی چیز خریدے نہ ان کے ہاتھ فروخت کرے۔ نہ ان سے کسی قسم کی قرابت داری کرے وغیرہ۔ اس بایکاٹ کی وجہ سے بعض اوقات صحابہ کو بھوک کے مارے پتے اور سوکھے چمڑے تک بھون کر کھانے پڑے۔ پھر کیا آنحضرت ﷺ نے بھی کبھی ان لوگوں کا بایکاٹ و مقاطعہ کیا اور کیا بایکاٹ کرنے والوں کا یہ فعل درست تھا؟

۶..... پھر کیا جنہوں نے حضور اور حضور کے خدام کو خانہ کعبہ میں جانے سے روکا۔ شہر کے لڑکوں اور اربابوں کو حضور پر جاسوس و پہرے دار مقرر کیا۔ باہر سے آنے والے مسافروں کو طے سے منع کیا۔ حضور پر کچھ اور کوڑا کرکٹ پھینکا۔ حضور کے بعض ساتھیوں کو گرم ریت پر لٹا کر سینہ پر گرم پتھر رکھے۔ بعض کی منگیلیں باندھ کر کوڑوں سے پیٹا۔ بعض کی مار مار کر آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔ بعض کے بچوں کو دودھ اور دانتوں سے باندھ کر درمیان سے چیر ڈالا اور بعض عورتوں کی شرمگاہوں تک

میں نیزے مارے۔ یہاں تک کہ حضور اور حضور کے خدام کو اپنے وطن عزیز مکہ کو ہی چھوڑنا پڑا۔ پھر کیا جب حضور اسی مکہ میں ہزاروں کے لشکر سمیت فاتح کی حیثیت سے دوبارہ داخل ہوئے تو کیا حضور نے اپنے دشمنوں سے ذاتی انتقام لیا؟ یا یہ فرمایا کہ میں دنیا کے لئے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔

۷..... پھر کیا جب طائف والوں نے تین میل تک حضور کا تعاقب کیا، گالیاں دیں۔ اینٹ دھتھر مارے۔ حضور کی پنڈلیاں اور جسم مبارک لہو لہان کر دیا۔ جوتیاں لہو سے بھر گئیں۔ حضور کا قول ہے کہ مجھے کچھ ہوش نہ تھا کہ کدھر سے آرہا ہوں اور کہاں جا رہا ہوں۔ اس حالت میں بھی جب فرشتہ نازل ہوا کہ اگر اجازت ہو تو اسی بستی پر پہاڑ گرا دوں تو رحمت اللعالمین نے فرمایا۔ نہیں ان میں سے یا ان کی نسلوں میں سے بہت سے لوگ ایمان لائیں گے۔

۸..... اس طرح جنگ احد میں جب تلواریں چل رہی تھیں۔ حضور کے رخسار پر زخم آئے۔ پیشانی سے خون جاری ہوا۔ حضور کے دانت مبارک شہید کر دیئے گئے۔ دشمن ناکار حضور کے سر مبارک تک کو جسم اطہر سے جدا کرنا چاہتا تھا۔ اس نازک گھڑی میں رحمت اللعالمین کے دل میں جزیہ انتقام موجزن ہونے کی بجائے زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی۔ رب اغفر قومی فانہم لا یعلمون! اے میرے رب میری قوم کو معاف فرما دے کہ یہ بے سمجھ ہے۔

۹..... پھر کیا حضرت عمر فاروقؓ (جن کے نام سے قیصر دسکریٰ جیسے بادشاہ کانپ اٹھتے تھے) جب ہزار ہا کے مجمع میں خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایک معترض نے اٹھ کر کہا کہ یمنی چادریں جو مال غنیمت میں آئی تھیں اور ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک آئی۔ جس سے بمشکل چھوٹا سا کرتہ بنتا ہے۔ آپ کا اس قدر لمبا جغہ کہاں سے بن گیا (گویا خیانت کا الزام لگایا) اس پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے نہ اس کو برا بھلا کہا نہ اس کو منافق و مرتد قرار دے کر بایکٹ و مقاطعہ کیا۔ نہ یہ فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کا قائم کردہ برحق خلیفہ ہوں جو مجھ پر سچے اعتراض بھی کرے گا تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ نہ یہ فرمایا کہ اگر میں نے خائن ہی ہوتا تھا تو خدا نے مجھے خلیفہ کیوں بنایا۔ نہ یہ فرمایا کہ میرے متعلق آنحضرت ﷺ کی اتنی بشارات موجود ہیں میں ایسا ہوی نہیں سکتا۔ نہ آپ کے خوشامدی مولویوں سے ہی کسی نے یہ کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اس طرح خلیفہ سے بھی کوئی باز پرس نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جب تک آپ نے معترض کی تسلی نہیں کر دی۔ اس وقت تک خطبہ شروع نہیں فرمایا۔ کیونکہ جس کا حساب صاف ہے اس کو کسی کے اعتراض کا کیا ڈر ہو سکتا ہے؟

۱۰..... پھر کیا جن لوگوں نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اعتراض کئے۔ کیا ان ہر دو بزرگوں نے اپنی بریت کی تھی۔ یا انہیں معترضین کو یہی منافی و مردہ قرار دے کر پیچھا چھڑایا تھا؟

۱۱..... کیا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی کبھی کسی کا بایکاٹ و مقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو دکھ و تکالیف دیتے رہے۔ آپ کے راستہ میں دیواریں کھینچ کر شارع عام پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بایکاٹ و مقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو سرزمین کاہل میں بڑی بے رحمی سے سخت تکالیف کا تختہ مشق بنا کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲..... پھر کیا حضرت خلیفہ اول (نور الدین) نے بھی کبھی اپنے معترضین کا بایکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے؟

بایکاٹ و مقاطعہ سے اللہ اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اور باطل پرستوں کے حربہ بایکاٹ و مقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مباہلہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود کے تین حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں تو ان سے مباہلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

۱..... ”مباہلہ صرف ایسے محضوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (الحکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲..... ”دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ چشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بناء رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔“ (الحکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

۳..... ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے چشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا چشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بنیاد افراء کے لئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔“ (تلیف رسالت ج ۲ ص ۴۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۳)

## خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بد چلتی کا بھانڈا چورا ہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد مجھے مبالغہ کیلئے تیاری شروع نہ کروادیں فوراً کمال چابکدستی سے پینتر ایوں بدلا کہ میں مبالغہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گناہم شخص دعوت مبالغہ دے رہا ہے۔ اس لئے اس سے مبالغہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا: ”کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے۔“ (الفضل مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء)

الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ: ”ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گناہم شخص سے مبالغہ کون کر سکتا ہے۔“ (الفضل مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر تازہ ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظہ ما تقدم کے طور پر یاد کروانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں ایہ وہی میاں زاہد ہیں جن کے متعلق آپ نے الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل!

میں عرض کر رہا تھا یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں جو ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ اس لئے غور سے ملاحظہ کیجئے۔

”فتعنوا الموت ان کنتم صادقین“

شہادت نمبر: ۱

## چیلنج مبالغہ

نام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مبالغہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مبالغہ کو قبول فرمائیے۔ (مبالغہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے

جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بناء رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ اخبار الحکم!

”میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتویٰ مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناٹہ حرام ہے۔ صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی و علمبردار ہے تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان وعادی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکہ ممکن تھا کہ اس قادر مطلق خبیر و علیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بلا خرہ ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسول کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازدوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت مآب کو (جو مشترک ازین ہر مخالف کو مباہلہ کے لئے بلایا کرتے تھے۔ ان سے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ مگر آج تک اس روحانیت پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدئی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں)

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادران اسلام کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آ کر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں۔ مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔

آج پھر اتمام حجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مباہلہ کریں۔ تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت ﷺ کی ممالکت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ اس دعوت مہبلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا؟

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت ﷺ حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں کہ ایسا مہبلہ جائز نہیں۔

مہبلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بناہ رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید۔ محمد زاہد، اخبار مہبلہ قادیان!

## شہادت نمبر: ۲

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے۔ اس لئے اس نام کو بے پردہ نہیں کہا گیا۔ اس کی فہم الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لئے مہبلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

## ایک احمدی خاتون کا بیان

”میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں؟ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں۔ مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا۔ جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ تھی اور ساتھ ہی واپس آ گئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جو نبی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لئے عرض کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا۔ گھبراؤ

مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فصل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پٹنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بوا رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکا یا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔“

”حضرت مرزا غلام احمد (صبح موعود) کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر“

(نوٹ: یہ رسالہ احتساب ج ۵۶ میں چھپ گیا ہے۔ مرتب!)

### شہادت نمبر ۳:

”خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے حکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجالاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام۔ ایک دوا خانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی۔ ورنہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دوری رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمپنی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی۔ خاکسار: شیخ مشاق احمد، احمدیہ دوا گھر قادیان“

### شہادت نمبر ۴:

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، بد چلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بد چلتی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو میں حلف مؤکد بعد اب اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔



اگر خلیفہ صاحب مہابلہ کے لئے لکھیں تو میں مہابلہ کے لئے حاضر ہوں۔  
یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسروں کے لئے ان کی حقیقت کا  
انکشاف ہو سکے۔ والسلام! خاکسار: ڈاکٹر محمد عبداللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان!“

شہادت نمبر: ۵..... حلیفہ شہادت  
”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ  
مرزا محمود احمد و نیا دار، عیش پرست اور بد چلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مہابلہ کے لئے تیار  
مستری اللہ بخش احمدی قادیان!“ ہوں۔

شہادت نمبر: ۶  
”بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف، خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:  
”مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بد چلن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں  
اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر مونہ کد بعد اب حلف اٹھاتی ہوں۔“  
بے خوف مجاہد

خان عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر  
محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا  
ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگائیے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب  
حق کی بات کا قصہ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امرداقتہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ  
قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی و مخفی حقائق سنائے۔ اس پر اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود  
احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بد چلنی کے واقعات سنا کر مجھے جو حیرت  
کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس  
شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایم اے المعروف قمر الانبیاء نے خان صاحب موصوف کو بلا  
کر سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دیتا۔ آپ خاموش  
ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے کے دل میں خیال آیا اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قعر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے  
بلا لیا۔ جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے

والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جاسکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بد چلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا وہ حرف، جرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گئے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ خان صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے۔ لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیا داری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو مانا ہے۔ اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آ کر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب ”بلایۂ دمشق“ بھی لکھی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ ۸۰ پر ملاحظہ کریں۔ خان صاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے۔

#### شہادت نمبر: ۷ ..... حلفیہ شہادت

”میں شرعی طور پر اپورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مہبلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مد مقابل مہبلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ والسلام!“

#### شہادت نمبر: ۸ ..... حلفیہ شہادت

”میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل کے براہین ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لئے مہبلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مہبلہ میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط!

خاکسار: حقیق الرحمن فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)“

#### شہادت نمبر: ۹ ..... حلفیہ شہادت

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتوں کا

کام ہے۔ مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہا کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نا محرم لڑکیوں پر عمل مسریم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔“

۲..... ”ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آرہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔“

خاکسار: علی حسین!

شہادت نمبر: ۱۰

جناب ملک عزیز الرحمن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور، قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی مصنفہ احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت پیش خدمت ہے۔

حلفیہ شہادت

”میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنیوں کا کام ہے، یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کئے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ مع اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو چشم خود دیکھا۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف مؤکد بعد اب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔“

فقط: ملک عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور!“

## شہادت نمبر: ۱۱..... حلفیہ شہادت

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب موجودہ کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔ محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

”بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم“  
 ”اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمد عبده ورسوله“

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود ماننا ہوں اور اس کے بعد میں مودک بعد اب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور روایت یعنی اور آنکھوں دیکھی بات کی بناء پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کر دیا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ (دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرہ گھنٹے طواری روڈ عقب شالیمار ہوٹل کراچی)

”حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر“ (مطبوعہ احتساب ج ۵۶)

## شہادت نمبر: ۱۲

خلیفہ صاحب کے رفیق کارجن کو ۱۹۲۳ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے۔ یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل بی۔ اے کا مکمل بیان آگے طے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحب سے بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے۔

”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“ (دور حاضر کا مذہبی آمر، مطبوعہ احتساب ج ۵۶)

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقبرہ سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و نا کس سے منانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

### شہادت نمبر: ۱۳..... حلفیہ شہادت

”قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی۔ قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، اور قسم ہے مجھ کو جیب کبریا کی معصومیت کی، کہ میں اپنے قطعی علم کی بناء پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً لسیان فالج وغیرہ یقیناً یقیناً خدائی عذاب ہیں جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب ٹنٹس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے بیان کی صداقت پر مبالغہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد عبدالمجید!

### شہادت نمبر: ۱۴..... حلفیہ شہادت

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو جبار قہار ہے۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے۔ حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل

کرتے ہوئے کہ: ”ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ”ہدایت بالاً“ کو دوہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ (خطوط انگریزی میں تھے) اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا تھا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت سے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور ہر وقت ان سے مبالغہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد ا

شہادت نمبر: ۱۵ ..... حلفیہ شہادت

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی ا

شہادت نمبر: ۱۶ ..... حلفیہ شہادت

”مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بد چلن، بلور کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بناء پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل مفعول) بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کو کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لئے مبالغہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

مرزا امیر احمد نصیر ا

شہادت نمبر: ۱۷ ..... حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو چشم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

شیخ بشیر احمد مصری ا

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب (سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب) نے

خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بدچلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی ۱۹۳۷ء پر حملہ کروایا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو لٹکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ نے تحریر کیا کہ: ”سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے۔ اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں۔“ حکیم صاحب موصوف کا حلیہ بیان درج ذیل ہے۔

شہادت نمبر: ۱۸ ..... حلیہ شہادت

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعینوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکیوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بناء پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یامیدان مبلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد عذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد عذاب اٹھائیں۔ تاروز روز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے۔

۱۹۳۷ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب ایک زانی اور بدچلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔ حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ، انجمن انصار احمدیہ (قادیان)۔“

### شہادت نمبر: ۱۹ ..... حلفیہ شہادت

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ جس نے مرزا محمود احمد قادیانی کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں یحیٰ بن سے وہیں رہتا تھا۔“

### شہادت نمبر: ۲۰ ..... حلفیہ شہادت

”مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ لکھے۔ خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے۔ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بد فعلی کی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔ بقلم خود محمد عبداللہ احمدی، سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن“

### شہادت نمبر: ۲۱ ..... حلفیہ شہادت

”مرزا گل محمد صاحب مرحوم آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے؟ اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے۔ ان کی دوسری بیوہ (جھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی۔ حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک!)“

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔

نقطہ: سید ام صالحہ بنت سید ابراہیم حسن آباد لاہور“

### شہادت نمبر: ۲۲ ..... حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت کو پالیا۔ آپ ملٹری میں حوالدار تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تنسیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ مورخہ



۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور کچھ دن بعد آپ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۳۵ء میں قادیان سے بلاوا آیا تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل صنعت تحریک جدید سے ہوئی اور کچھ ماہ بعد مختلف شعبہ جات میں متعین کئے گئے۔ مثلاً:

سندھ جنگ فیکٹری کنری میں بطور اکاؤنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی۔ اشیاء یقین لیٹڈ کراچی سٹیل آؤٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا اور پنڈی، گوجرہ میں بھی تحریک جدید کے حصوں کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ لاہور میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکاؤنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکاؤنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا۔ جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں کے سلسلہ کے تجارتی کارخانوں میں اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا حساب آؤٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ میں اکثر مالی خیانتوں کے قصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا۔ بعض دفعہ دارالقضاء بھی فیصلوں کے لئے آپ کو ہی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی کام کرتے رہے اور خلیفہ صاحب چوہدری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چوہدری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی۔ خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا جو درج ذیل ہے۔

”میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔“

الغرض چوہدری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکاؤنٹ بطور نائب ڈائریکٹر کے کام کئے۔ ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز از بر یاد ہیں کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے اور چیلنج بھی دیا ہے کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ بہر حال چوہدری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے اس کے ذریعہ سے ان کا حلیہ بیان پیش خدمت ہے۔

”میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام

کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے اور اس قلبی عقیدت کی بناء پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و مدارت کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح موعود سمجھتے ہو وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ۔ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رویت عینی پر حلفاً مصررہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لئے از یاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بد عنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کا ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

خاکسار: چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لائل پور!“

### شہادت نمبر: ۲۳..... حلفیہ شہادت

جناب مولوی محمد صالح صاحب نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولانا محمد یاسین صاحب تاجر کتب کے چشم چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبوں میں آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مثلاً:

- ۱..... قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔
- ۲..... زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ۔
- ۳..... نائب منتظم تبلیغ مرکزی خدام الاحمدیہ ربوہ۔
- ۴..... سندھ و بمبئی ٹیلی اینڈ پرڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
- ۵..... رسالہ ریویو آف ریلیجز اور سن رائٹر اخبار کے منیجر بھی رہے۔
- ۶..... محتسب امور عامہ کے معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔

ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا۔ آپ دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے دامات ہیں۔ ان کے پرائیویٹ اسٹنٹ وکیل التعليم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ نے جس جانفشانی اور اخلاص، محنت سے کام کرتے تھے۔ اسی کی وجہ سے آپ کے ذمہ کام سپرد کئے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس کا حلیہ بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

### حلیہ شہادت

”میں اللہ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل چند سطور محض اس لئے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں ان کے لئے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔“

”میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۷ء تک میں مرزا محمود احمد کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آکر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھٹاؤنے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امت الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقباش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں۔ لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امت الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ ”صالح نور صاحب“ آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لئے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امت الرشید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا

اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناء پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بناء خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بد چلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔“ خاکسار: محمد صالح نور، واقف زندگی سابق کارکن دکالت تعلیم، تحریک جدید ربوہ!“

شہادت نمبر: ۲۴ ..... حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

### خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل، واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹر کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جلد۱ المشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خدا داد دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرون خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے پچشم خورد راز و خصوصیات کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

”آپ کو یاد ہوگا جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی جانست رہی کہ باہم مل کر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعر و شاعری کے سلسلہ میں تو کبھی مخلص کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ۔

مت رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں

اور پختہ ترک درو مزاج خانقاہی میں انہیں  
جوڑ  
اور خود خوب رنگ ریاں مناء، عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دے گا۔ انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کرنے کا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر وقت دل مختلف افکار کی اماں گاہ بنا رہتا تھا۔ ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس دوستوں کے پھرنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چھین سبھی کچھ تھا۔ لیکن۔

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا معلم انسان کی فطرت صیغہ ہے۔ جس کی روشنی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کیسی ہے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین!

### شہادت نمبر: ۲۵ ..... حلیفہ شہادت

(اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر)

جناب غلام حسین صاحب احمدی فرماتے ہیں۔ ”میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں لے گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے ..... قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود احمد) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی منڈے بازی) کی ہے۔ ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں، میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز اس کی پوری پوری تصدیق فرما رہی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم..... وعلى عبده المسيح الموعود..... نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم  
بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،  
کے بعد التماس ہے کہ جو میں آپ کو ..... جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل سچ ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر.....

خاکسار: حبیب احمد اعجاز!

### شہادت نمبر: ۲۶ ..... راجہ بشیر احمد صاحب رازی

مکرمی محترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال، امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشم چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لئے ۱۹۴۵ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔

اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کئے جاتے نہایت ہی استقلال اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کواڑوں میں رہائش پذیر تھے اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نورالحق صاحب احمدیہ سنڈیکٹ سے ہوئے تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیا تک منظر پیش کیا۔ آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا

ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ ہلا خرفہ رفتہ رفتہ آپ کے مراسم راز دار خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالسوں کا ذکر فرمایا اور ان کو مزید چٹنگی کے لئے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی اور اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا تو آپ کو نحو حیرت ہو گئے۔ بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانتداری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے۔ اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو

ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام

فرمایا کرتے ہیں کہ: ”جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا اسے امریت پر ختم کرنا

ہمیں گوارا نہیں۔“

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصر اہماری روئیداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کواٹروں میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے۔ قریب مکان کے سبب۔

شیخ نورالحق احمد ”احمدیہ سند کیٹ“

سے راہ درسم بڑھی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا جن کی روشنی میں ہمارا وقف ..... نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لئے شیخ صاحب کی درایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

ڈاکٹر نذیر احمد ریاض

جن کی ہر کابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس کے بعد میرے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامن کی کوئی سی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بد اعمالیوں پر شاہد ناظر ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بد اعمالیاں ایک عجیب سوچی ہوئی سکیم کے ماتحت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں۔ جن دنوں ہم تھے۔

## محاسب کا گھڑیال

ان رنگین مجالس کے لئے سینڈرڈ ٹائم کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریق رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکور چیلنج کرے تو میں حلف مؤکد عذاب اٹھانے کو تیار ہوں! والسلام!

بشیر رازی بی کام، سابق نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ!

نوٹ: محاسب کا گھڑیال سے مراد اگر ایک شخص کورات کے ٹوبے کا وقت عشرت کدہ کے دیا گیا ہے تو اس کی گھڑی میں بیشک فونج چکے ہیں۔ جب تک محاسب کی گھنٹی نو نہ بجائے اس وقت تک وہ شخص اندر نہیں آ سکتا۔

## شہادت نمبر: ۲۷..... چوہدری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی

خان بہادر ابو الہاشم خان مرحوم چوہدری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ مسیح موعود کی تعلیم کو اجاگر کیا اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا اور آپ جب ریٹائرڈ ہوئے تو آپ بمع اہل وعیال قادیان تشریف لے آئے اور محلہ دارانوار میں ایک بہترین کوشی رہائش کے لئے تعمیر کی اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہو گئے۔ چوہدری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کئی کواٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا اور علی وجہ البصیرت حق المتقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیر باد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے بمع ہمیشہ گمان اور والدہ محترمہ کورات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی اعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور ٹیکچروں میں بلا خوف اظہار فرماتے رہے۔ چوہدری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر سب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کیا۔ اس بدکار اور بد اعمال انسان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چوہدری صاحب گہرے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”قادیانی جماعت کے اندر فدا انیان احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشاء کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے

احمدی حضرات کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔“ (نوائے پاکستان مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۵۷ء)

چوہدری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے۔ جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کی دی ہے۔ جن کو راز افشاء کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک نام پر اکتفا کرتا ہوں۔ چوہدری صاحب نے اپنی ہمیشہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ ان کو بھی بذریعہ ہندو مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشاء نہ کر دے۔

بہر حال چوہدری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔

”بعد ازاں چوہدری صلاح الدین صاحب نے جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نو جوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی وہاندہ کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے۔“

(نوائے پاکستان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء)

شہادت نمبر: ۲۸ ..... امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل مرحوم سول سر جن کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو تو میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب تو یں برباد ہو جاتے ہیں جس کو انگریزی میں ..... کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں: ”..... بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں۔“



جنہیں انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے۔ نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں۔ الزنا یخرج البناء (کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے)۔ (افضل مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

خلیفہ ربوہ بھی اسی امراض میں مبتلا ہیں..... ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ نہ عقل کام کرتی ہے نہ حرکات صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ من و عن ہی حالت طاری ہے۔ موذی امراض اور فاج کا شکار ہیں۔ خصوصاً آپ نے ان کی عقل و فہم کا اندازہ جلسہ سالانہ پر بخوبی لگایا ہوگا کہ کس طرح وہ اپنی عقل کو ٹھکانے لگاتے رہے اور حاشیہ بردار درمیان میں لقمہ دیتے رہے۔ مگر یہ لقمہ بے سود ثابت ہوا۔ لاکھ پیوند لگاؤ لیکن جس نے اپنے زعم میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی بے حرمتی کی ہو اور صحابہ کرام کی بے عزتی کی ہو اس کی یہ سزا خدا تعالیٰ نے مقدر کر دی ہے تاکہ جماعت کے تمام افراد اپنی آنکھوں سے اس نشانوں کو دیکھ سکیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت خلیفہ صاحب زندہ ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات مجسم خود دیکھ لیں اور تسلی کر لیں۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی مقدس تعلیم کو اس بدکردار بدچلن انسان نے اپنے اعمال سے ذیل کرتا رہا۔ پھر بدکردار بدچلن مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ نے جھوٹا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس تعلیم کی لاج رکھ لی۔ خلیفہ کو ایسے عذاب میں گرفتار کر لیا ہے اور اس دنیا میں اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگت رہا ہے اور خود خلیفہ صاحب کا بیلن بھی اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ ان کی اپنی عبارت درج ذیل ہے۔

”ان کی وجہ سے دماغ کو خوراک پہنچنی بند ہو گئی۔ ان مڈاکٹروں کا خیال تھا کہ چند ہفتوں میں دماغی حالت اپنے معمول پر آ جائے گی۔ لیکن اب تک جو ترقی ہوئی ہے اس کی رفتار اتنی تیز نہیں۔“

آدمیوں کے سہارے سے ایک دو قوم چل سکتا ہوں۔ مگر وہ بھی مشکل سے..... دماغ اور زبان کی کیفیت ایسی ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی خطبہ نہیں دے سکتا اور ڈاکٹروں نے دماغی کاموں سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کی مزید تصدیق کے لئے خلیفہ ربوہ کی زبانی سنئے کہ مجھ پر فاج کا

حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کے لئے بھی امداد کا محتاج ہوتا ہوں۔ دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔  
(الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء)

۲۶ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کے لئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا..... دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔  
”میں اس وقت بالکل بیکار ہوں اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔“

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۵۵ء)

### حضرت مسیح موعود کا فرمان

”جو اس مقدس تعلیم کو اپنی بدکرداری نمونہ سے ناپاک کرے گا اس کا حشر ڈاکٹر ڈوئی سے کم نہ ہوگا۔ نہایت سخت دکھ کی مار، قہر الہی، غضب الہی اور خبیث امراضی یعنی فالج اور پاگل پن کا شکار ہوگا۔“ خلیفہ صاحب خود کہتے ہیں میں اب ۶۸ سال کی عمر کا ہوں اور فالج کا شکار ہوں۔  
(الفضل اگست ۱۹۵۹ء)

### خلیفہ صاحب کی اپنی شریعت

خلیفہ صاحب قادیان کی اپنی شریعت میں سب کچھ جائز ہے۔ فرانس کے ناچ گھر میں ننگے ناچ دیکھنا شریعت محمودیہ کے عین مطابق ہے۔ پھر اطالوی حسینہ کو سسل ہوٹل لاہور سے اغوا کر کے لے جانا ان کے مقدس، پاکباز بننے کی ادنیٰ مثال ہے۔ مرزا محمود نے خود ہی تسلیم کیا۔  
”جب میں دلایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں گا۔ قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریاں نظر آ سکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے۔ مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ وہی سوسائٹی کی جگہ ہے اسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا۔ کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی ہیں۔“ (الفضل مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء)

حضرت مسیح موعود (مشتی نوح ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۶) میں فرماتے ہیں: ”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے ساتھ سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو نالتا ہو۔ وہ نجات کا

دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کر لیتا ہے۔“  
 خلیفہ صاحب کیا فرماتے ہیں: ”اگر روحانی خلیفہ بدکار ہو تو اسے فوراً چھوڑ دینا  
 چاہئے۔“ (الفضل ۳۰ جون ۱۹۳۸ء)

### اطالوی حسینہ اور خلیفہ قادیان

انگریزی ہوٹلوں میں اکثر جوان لڑکیاں خدمت گار ہوتی ہیں جو معزز لوگ وہاں  
 کھانے پینے جاتے ہیں۔ وہ جوان لڑکیاں ان کے سامنے ان کی خوشی کی اشیاء لاکر پیش کرتی ہیں۔  
 آج کل کی تہذیب کی رو سے ان مہذبوں کا بھی دستور ہے کہ کھانا لانے والی کی بھی تواضع کرتے  
 ہیں اور وہ عموماً اس کھانا میں شریک ہو جاتی ہیں۔ اس اثناء میں تفریحی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ  
 دوران گفتگو میں ہی سب مراحل طے ہو جایا کرتے ہیں۔ خلیفہ قادیان لاہور سسل ہوٹل ٹکمری  
 روڈ میں گئے۔ وہاں پر جو کچھ ہوا اخبار کی زبانی سنئے۔

”مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سسل ہوٹل کی منظمہ کی گشدگی، تلاش کے باوجود اس  
 کا کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ کیم رمارچ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتبہ ہوا تھا کہ جمہرات کیم رمارچ پانچ  
 سے ساڑھے نو بجے رات تک ناچ اور اکاؤنٹ ڈرائیو ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق  
 تقسیم کئے جائیں گے۔ تماشائی چار بجے شام سے جمع ہونے شروع ہو گئے اور پانچ بجے اچھا خاصا  
 مجمع ہو گیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر تھا۔ مگر خلاف توقع رسٹ ڈرائیو شروع ہواناچ  
 کا بینڈ بجانا شروع ہوا۔ آخر استفسار پر سسل ہوٹل کے ایک بہرے سے معلوم ہوا کہ رسٹ ڈرائیو کا  
 تمام سامان منظمہ کے کمرہ میں ہے اور منظمہ کو مرزا بشیر الدین محمود موٹر میں بٹھا کر لے گئے ہیں۔  
 نامہ نگار آزاد ۳ مارچ ۱۹۳۳ء اس واقعہ کو زمیندار نے نظم کی صورت میں یوں شائع کیا۔

### اطالوی حسینہ از نقاش

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار  
 پیغمبر جمال تیری چلبلی اداء  
 اچھے ہوئے ہیں دل تیری زلف سیاہ میں  
 پروردہ فسوں ہے تیری آنکھ کا غار  
 بیجانہ نشاط تیری ساق صندلیں  
 روئی ہے ہوٹلوں کی تیرا حسن اور حجاب  
 جب قادیان پہ تیری نشی نظر پڑی  
 لاہور کا دامن ہے تیرے فیض سے چمن  
 پردردگار عشق تیرا دلربا چلن  
 ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سوفتن  
 اور وہ جنوں ہے تیری بوئے پیرہن  
 بیجانہ سرور تیرا مرمری بدن  
 جس پر فدا ہے شیخ تولو برہمن  
 سب نشہ نبوت غلی ہوا ہرن

میں بھی ہوں تیری چشم پر افسوں کا مترف جادو وہی ہے آج اے قادیان شکن  
اطالوی رقاصہ کا الفضل میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غوغا ہونے لگا۔ خلیفہ صاحب قادیان کی خطبہ جمعہ کی تقریر شائع ہوئی۔ جس میں اس اطلالوی لیڈی کے لے جانے کا اعتراف کیا۔ مگر اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی انگریزی لہجہ کے لئے لایا تھا۔

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۳ء)

اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا: ”پس مطلع صاف ہو گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اطلالوی عورت خاص کر ہوٹل کی خادمہ انگریزی کیا پڑھائے گی۔ اطلالوی لوگ تو خود انگریزی صحیح نہیں بول سکتے۔ انگریزی زبان میں دو حرف ڈی (D) اور ٹی (T) بالخصوص متنازع ہیں۔ دونوں حرف اطلالوی لوگ عربوں کی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے ایسی معلمہ کا اثر معصومات لڑکیوں اور پردہ نشیں بیویوں پر کیا ہوگا؟“ (اہل حدیث امرتسر)

اطالوی حسینہ

سسل ہوٹل لاہور کی ایک اطلالوی منظمہ جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے ایک روزہ قیام کے بعد اچانک غائب ہو گئی تھی دوسرے دن قادیان کی مقدس سرزمین میں دیکھی گئی۔

ہوٹل سسل کی رونق عریاں

عشاق شہر کا ہے زمیندار سے سوال  
اس کے جلو میں جان گئی ایمان کے ساتھ ساتھ  
خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا  
بن کر فروش حلقہ زندان لم یزل  
روما سے ڈھل کے برق کے سانچے میں آئی تھی  
یہ چیستان سنی تو زمیندار نے کہا  
ہوٹل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی  
کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جہاں گئی  
آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی  
لے کر گئی وہ شر کا سامان جہاں گئی  
اب کس حرم ناز میں وہ جان جاں گئی  
اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ تادیاں گئی

(زمیندار مورخ ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء)

اطالوی حسینہ مس رونق

تمہیں مٹی فی النوم کی بھی خبر ہے  
زمانہ کے اے بے خبر فلیسوف  
لے گا تمہیں یہ سب قادیان سے  
جہاں چل کے سوتے میں آئی مس رونق

## حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالہ جات حضرت مسیح موعود پیش کر دیئے ہیں تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے۔ اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود کا اصول جو بد چلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا تو آنے والی سلیس آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لئے برتی جائے گی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے۔ بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی۔ چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مصنفہ جواہر پارے، دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور بعض حوالے ان پر چسپاں کئے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

۱..... ”مبہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بناء رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲..... ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے پچشم خود زنا کرتے دیکھا یا پچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لئے مبہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔“ (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۴)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے۔ پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آ گیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہوگا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہوگا اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات انظر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش، بد چلن انسان ہیں۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بد معاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت، قتل و غارت و بایکٹ اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدسے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر الفضل میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں۔ اس کی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مہبلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس و پشت ڈال کر اپنا سکھ جمانے کی کوشش کی۔ مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا۔ کبھی صحابہ کرام کے متعلق بد تہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے۔ ”فالج“ نے اس کو اپنا شکار بنالیا ہے۔“ (الفضل مورخہ ۳۲ اگست ۱۹۵۶ء)

ایسے شخص کو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اب حاشیہ بردار اس کو سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹینکے کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے گئے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں؟ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو تہس شخص کر کے از سر نو بنانی پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قصر مذلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا اور مرزا قادیانی کا اصول بڑی آب و تاب سے چٹکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! اور بہنوں! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود کے اصولوں کو اپنانے کے لئے بے تاب ہے۔ ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرماویں۔ فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

عدالت، کمیشن، مہبلہ

اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس از الہ اوہام میں فرماتے ہیں: ”وشام دہی اور چیز ہے اور یہاں واقعہ کا

گوہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق کو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے۔ پھر اگر وہ سچ سکر افروختہ ہو تو ہوا کرے۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۰۱۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۲)

خليفة صاحب کی بد اعمالیوں کے متعلق مختلف اقوال اور حضرت مسیح موعود کے حوالہ جات اور شہادتیں درج ہیں۔

میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ تینوں صورتیں پیش کر دی ہیں۔ جو صورت آپ کے لئے آسان ہو اس پر عمل کریں۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا تو وہ اپنے متعلق خلکوں میں اضافہ کریں گے۔ لیکن یاد رکھیں۔ خلیفہ صاحب اپنی بد کرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مبالغہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

”ولا یتمنونہ ابدآ بما قدمتہ ایدیہم وانہ علیم بالظلمین“

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد پر کمشن مقرر کیا گیا اور سنا ہے کہ جرم ثابت تھا۔ مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے جھجھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج ہم اس بدنام داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنام دھبہ کو مبالغہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کیلئے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

### انتباہ!

جس قدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیئے جاویں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ”قمر الانبیاء“ ان کے کریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پر لائی جاسکتی ہیں۔ اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرأت کریں تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا اور مؤکد عذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے شہادہ مندرجہ ذیل مؤکد عذاب حلف اٹھائیں۔

”میں اس خدائے ذوالجلال جی وقیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتوں کا کام ہے اور میں اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ لکھتے وقت بھی جو رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر مومن کد بعد اب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا لواطت نہیں کی اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغدار قرار دیا ہے بالکل غلط ہے۔ میں نے بھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان بالکل سچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترعیب یا ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کسی کی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب، دغا، مکاری، چال بازی لفظوں کے ہیر پھیر فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت، تباہی، غربت، بیماری، عزیزوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار، مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے زرد دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش کر دے۔ میں ذلیل و رسوا ہو جاؤں اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے اور ابد الابد کے لئے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں اور تیرے عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے۔ لعنة الله على الكاذبين!“

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ایک عظیم الشان الہام

## بلائے دمشق

از قلم: جناب عبدالرب خان صاحب برہم! ”اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی بلائے دمشق کس وضاحت اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی تو اس کے لئے کتاب بلائے دمشق کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ یقیناً محسوس کریں گے کہ آپ میں ایسی بصیرت پیدا ہو گئی ہے جس سے آپ کلام الہی کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ میں ایسا ملا پیدا ہو گیا ہے جس سے آپ



حضرت مسیح موعود کے بہت سے دوسرے الہامات کا صحیح مفہوم بھی آپ بڑی سہولت اور عمدگی سے سمجھ سکیں گے۔ کتاب تقریباً دو صد صفحات پر مشتمل ہے۔ پتہ ذیل سے طلب فرمادیں۔ پتہ۔ دفتر برہم کوائر نمبر ۳۶۳۔ اے بلاک پینل کالونی لائل پور۔“

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد کے دور خلافت

جھوٹ، بائیکاٹ، قتل و غارت، زنا کاری اور بد چلتی کا دور دورہ اور حضرت اقدس کے دلائل کو ٹھکرایا جاتا ہے۔ چند اہم واقعات۔

۱۹۲۷ء

۱..... میاں زاہد اور مولوی عبدالکریم صاحب نے مہبلہ کے نام سے اخبار نکالا اور مرزا محمود احمد کو حضرت اقدس کی تعلیم کے مطابق چیخ دیا۔ کیونکہ آپ بدکار بد چلن ہیں۔ خلیفہ نہیں رہ سکتے۔ دعوت مہبلہ کو منظور کریں۔ اس کے جواب میں ان کا مکان نذر آتش کیا گیا اور انہیں قادیان تک سے نکال دیا گیا۔ قاتلانہ حملہ بھی کر دیا گیا۔ مگر خوش قسمتی سے وہ بچ گئے۔ اس کی جگہ دوسرا شخص مارا گیا۔ جب وہ پھانسی دیا گیا تو اس کو پھولوں سے لادا گیا اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ مرزا محمود احمد نے اس کا جنازہ از خود پڑھا اور اسے قومی ہیرو کا درجہ دیا گیا۔

۱۹۳۷ء

۲..... شیخ عبدالرحمن مصری، مولانا مولوی فخر الدین ملتانی، حکیم عبدالعزیز، محمد صادق شبنم عبدالرب برہم جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ ان کا مطیع نظر یہی تھا کہ آپ مقدس انسان نہیں۔ بدکار، بد چلن ہیں۔ مرزا قادیانی کی تعلیم کی روشنی میں مہبلہ کا چیخ دیا۔ یا آزاد کمیشن کا مطالبہ۔ جماعت احمدیہ قادیان سے کیا۔ اس کے جواب میں بھی بدستور بائیکاٹ، قتل و غارت کا بازار گرم رہا اور مولانا مولوی فخر الدین ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان پر حملہ کر کے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی کی گئی۔

۱۹۵۶ء

کچھ تحریک جدید کے وقف شدہ مخلص احمدی نوجوان ربوہ میں رہ کر مرزا محمود کی بد چلتی سے واقف راز ہو چکے تھے۔ خلیفہ ربوہ سے اپنی عدم وابستگی کا اعلان کیا کہ آپ حد درجہ کے بد چلن اور بدکار ہیں اور مرزا قادیانی کی تعلیم کے مطابق بد چلن خلیفہ نہیں ہو سکتا اور کہا کہ یہ شخص بدکار اور زانی ہے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق چیخ دیا اور متفرق عنوان سے ٹریکٹ اور

کتابیں شائع کی ہیں۔ ان نوجوانوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ملک عزیز الرحمن سابق سپرنٹنڈنٹ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری انچارج فارن اکاؤنٹس رتبہ، راجہ بشیر احمد رازی ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ، چوہدری غلام رسول ایم اے، عبدالحمد مولوی فاضل، چوہدری صلاح الدین ناصر بنگالی، خولجہ عبدالحجید اکبر ممبر مجلس عاملہ لاہور، ملک عطاء الرحمن راحت، محمد یوسف ناز، محمد حیات اشیر مولوی فاضل، محمد صالح نور مولوی فاضل، چوہدری علی محمد ایڈیٹر تحریک جدیدہ اللہ رکھا، محمد یونس ملتانی ملک اللہ یار بلوچ، مولوی عبدالمنان عمر ایم اے، مولوی عبدالوہاب عمر، میاں عبدالواسع عمر (تینوں بمعہ خاندان)، عبداللطیف بیگم پوری قریشی، عبدالحیدر رئیس رتبہ۔

### ذلت

”پس ایک عقلمند انسان کے لئے یہ ذلت تھوڑی نہیں کہ اس کے خلاف تہذیب اور بے حیائی اور سفسطہ پن کی عادات کے کاغذات عدالت میں پیش کئے جائیں اور پڑھے جائیں اور عام اجلاس میں سب پر بات کھلے اور ہزار ہا لوگوں میں شہرت پاوے کہ ان لوگوں کی یہ تہذیب اور یہ شائستگی ہے۔“

کیا؟ وہ شخص جس کے چال چلن کے خلاف عدالتوں میں ریکارڈ بنے وہ مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا قرآن پاک اور حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف فرانس کے ننگے ناچ دیکھنے والا مصلح ہو؟ کیا اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک بازاری رقاصہ کو لانے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا نامحرم عورتوں سے پہرہ دلوانے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا عدالت میں حلف اٹھا کر جھوٹ بولنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت اقدس کے ممبر پر کھڑا ہو کر غلط بیانی کرنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت اقدس کے دس شرائط بیعت کی خلاف ورزی کرنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا جس کے چال چلن کے خلاف احمدی لڑکے، لڑکیاں اور عورتیں گواہی دیں۔ وہ مصلح موعود ہو سکتا ہے؟

اگر آپ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے کردار سے روشناس ہونا چاہیں تو اس کی بد اعمالیوں کو اجاگر کرنے کے لئے بہت سی کتابیں جماعت احمدیہ کی توجہ کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اختصاراً چند ایک کتب و ٹریکٹ درج ذیل ہیں۔ ان کا مطالبہ از حد ضروری ہے۔

۱..... مرزا محمود ہوش میں آؤ۔

۲..... دور حاضر کا مذہبی آمر۔

۳..... کاذب زانی میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

- ۴..... خلیفہ ربوہ کے ناپاک منصوبے۔
- ۵..... فقہ محمودیہ کا پس منظر۔
- ۶..... خلیفہ ربوہ کو دعوت مباہلہ اشتہار۔
- ۷..... ربوہ کا خلیفہ یا پاکستان کا راسپوٹین۔
- ۸..... کھلی چٹھی بنام میاں محمود احمد۔
- ۹..... خطاب بہ اہل ربوہ نمبر ۱
- ۱۰..... خطاب بہ اہل ربوہ نمبر ۲
- ۱۱..... ربوی راج کے محمودی منصوبے۔
- ۱۲..... بلائے دمشق۔
- ۱۳..... تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق۔
- ۱۴..... خلیفہ ربوہ کی مالی بے اعتدالیاں۔
- ۱۵..... حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود کی تصویر۔
- ۱۶..... حضرت مولانا صدر الدین اوران کی اولاد۔
- ۱۷..... قادیانیت کا دم واپسین۔
- ۱۸..... جماعت احمدیہ ربوہ کے فہیدہ اصحاب سے۔
- ۱۹..... نسیان نبوت کے منافی ہیں۔
- ۲۰..... خلیفہ ربوہ کے مظالم۔
- ۲۱..... شان مصلح موعود۔
- ۲۱..... درو مندانہ اپیل۔
- ۲۳..... ذریت مبشرہ۔
- دفتر انصار احمدیہ لاہور نمبر ۱!

### خلیفہ صاحب کا ظاہر اور باطن

خلیفہ کو اپنی عیاری کی وجہ سے اپنے نظام میں اقتدار حاصل ہے۔ عوام الناس کو تقریروں میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ ناظروں کا حکم میرا ہی حکم ہے۔ ان کے حکم کی تعمیل میرے حکم کی تعمیل ہے۔ عوام الناس میں کوئی فرد ان کا حکم بجالائے تو اس کو ظاہری طور پر خلاف شریعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن اندرون خانہ اس کی پوری پوری مدد کی جاتی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ خلیفہ نے ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک اشتعال انگیز خطبہ دیا جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں شائع

کیا گیا۔ اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والے مخصوص پر حملے کئے اور ایسے الفاظ تھے۔ ان کی نسبت عدالت یہ کہنے پر مجبور ہو گئی کہ: ”منحوس اور افسوسناک تھے۔“ اس کے جواب میں مولانا مولوی فخر الدین ملتانی مالک کتاب گھر قادیان نے بھی جو جواب لکھا۔ وہ ذیل میں درج ہے۔ ”اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آزاو کمیشن کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ تاکہ اس کے رد و تمام امور اور شہادتوں اور مخفی و مخفی حقائق و در حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان فحش کا مرکز ہے یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اس کے چند دن بعد ہی سات اگست ۱۹۳۷ء کو سر بازار حملہ کر دیا گیا اور ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو گورداسپور ہسپتال میں اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ ان کا آخری پیغام دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔ میں عرض کر رہا تھا خلیفہ ظاہری طور پر کچھ سرانجام دیتے اور اندرونی طور پر کچھ ملاحظہ فرمائیے۔ ”بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بس خلیفہ کی بات ماننا ہی ضروری ہے اور کسی کی ضروری نہیں۔ خلیفہ کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہوتا ہے جس طرح خلیفہ کا۔ کیونکہ خلیفہ تو براہ راست ہر ایک شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا۔“ (الفضل ۱۹۳۷ء) پھر فرماتے ہیں: ”بیشک میاں عزیز احمد صاحب نے جو فضل کیا وہ خلاف شریعت تھا اور ہم اسے براہی قرار دیتے ہیں۔“ (الفضل ۱۹۳۷ء)

جیسا کہ مذکور بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ نے عزیز احمد کے قاتلانہ فعل کو خلاف شریعت اور براہی قرار دیا ہے۔ لیکن اندرون خاندان اس کی امداد بھی جاری رکھی۔ ملاحظہ ہو جنسی ناظر امور عامہ قادیان:

بسم الله الرحمن الرحيم • نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم!

”وعلی عبده المسيح الموعود“

نظارت امور عامہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

مکرمی مولوی فضل دین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز احمد کے خلاف جو مقدمہ شروع ہوا ہے اس کی تیاری پورے طور پر آپ کے سپرد ہوگی۔ مرزا عبدالحق کو اس کی پیروی کے لئے کہہ دیا گیا ہے۔ کل غالباً چالان پیش ہوگا۔ آپ پورے طور پر تیاری شروع کر دیں تاکہ مقدمہ میں کسی قسم کا نقص نہ رہے۔ والسلام!

مورخہ ۸ اگست ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!  
 ”لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اموات بل احياء ولكن لا تشعرون“  
 زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر۔ اللہ اللہ موت کو کس نے سچا کر دیا۔

شہید احمدیت حضرت مولانا فخر الدین صاحب ملتانی کا آخری پیغام  
 جماعت احمدیہ کے نام

۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو حضرت مولانا فخر الدین ملتانی نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں اور خون کے آنسو رونے والی معذور بیوہ کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے محض احمدیت کی خاطر جام شہادت نوش فرمایا۔ لیکن رخصت ہوتے ہوئے انہوں نے ایک آخری پیغام جماعت احمدیہ کو دیا جسے قوم رہتی دنیا تک فراموش نہیں کر سکتی۔ شہید کے خون سے ہی قوم کو ثبات ہے۔ آج بھران ایمان کو تقویت دینے والے اور روحانیت کو زندہ کرنے والے الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے ان کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے تاکہ اہل ایمان کے دلوں میں یقین اور ایمان کی مشعل فروزاں رہے اور ابدلاً باونک ایک حق پر قربان ہونے والے مرد مجاہد کا آخری پیغام ہمارے اور ہماری نسلوں کے کانوں میں گونجتا رہے اور وہ باوجود مٹھی بھر ہونے کے باطل کی کثرت سے مرعوب نہ ہوں اور دنیا کی ظاہری شیط ثاپ اور شوکت ان کی آنکھوں میں نہ بیچے۔ مرحوم نے دم توڑتے ہوئے فرمایا کہ میں احمدی ہوں..... یا اللہ احمدیت! میں احمدی ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ میں شہید ہوں اور میرے سینے پر شہادت کا نشان ہے۔

میں شہید ہوں..... قادیان والوں کو ہر اسلام۔ قادیان والوں کو میرا محبت بھرا پیغام۔ انتقال کرنے سے صرف دو منٹ پیشتر آپ کے والد ماجد نے جو اس وقت موجود تھے کہا: ”فخر الدین! اب بھی وقت ہے تو بہ کر دو اور مرزا قادیانی کو چھوڑ دو۔“ مگر شہید اعظم نے اپنی انگلی کو ہلایا اور نہایت جوش کے ساتھ فرمایا۔ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔ اس کے بعد دو دو پڑھنے لگے۔ آواز کمزور ہونے لگی۔ ایک بے خوف مجاہد کی روح جسد عسری سے نکلنے کے لئے آخری کش مکش کرنے لگی۔ زبان صرف ایک لہر کے لئے متحرک ہوئی۔ کچھ کہنا چاہا۔ مگر کہہ نہ سکے اور آپ کی آنکھیں دیکھتے دیکھتے بند ہو گئیں۔

میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام پر کٹ مرنے والے مجاہد اعظم کے آخری پیغام کو ان لوگوں کے کانوں تک پہنچانا ہوا جو اپنے پہلو میں ایمان، انصاف اور محبت سے بھرا ہوا دل رکھتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا جن کا شیوہ ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

مولوی فخر الدین ملتانی کی روح کی پکار

ہر اک احمدی کا بس اب بچہ بچہ  
شہیدوں کا خون رنگ لاتا رہے گا  
فریبانہ چالوں سے باطل کہاں تک  
میرے خون ناحق کا ایک ایک قطرہ  
صداقت، طہارت، حقیقت پہ کب تک  
میرے ننھے ننھے تیمیوں کا نالہ  
کوئی اپنی منطق کے پردوں میں کب تک  
مرے مرقد پاک کا ذرہ ذرہ  
کہاں تک انہیں ڈھیل ملتی رہے گی  
کہاں تک، پرستار باطل، کہاں تک  
کوئی میری مرگ شہادت پہ کب تک  
جو فرعون بھی پیدا ہوتے رہیں گے  
کسی کی زبردستیوں کے مقابل  
ہر اک احمدی کا بس اب بچہ بچہ

شب و روز یہ گیت گاتا رہے گا  
ظالم کے چھکے چھڑاتا رہے گا  
صداقت کی گردن دباتا رہے گا  
خدا کے غضب کو جگاتا رہے گا  
کوئی تیر اپنے چلاتا رہے گا  
زمین آسمان کو ہلاتا رہے گا  
حقیقت کا چہرہ چھپاتا رہے گا  
میری داستان کو سناتا رہے گا  
کہاں تک خدا آزماتا رہے گا  
خدا تیری سی بڑھاتا رہے گا  
چراغ اپنے گھر میں جلاتا رہے گا  
تو ایک آدھ موسیٰ بھی آتا رہے گا  
خدا فخر الدین کو اٹھاتا رہے گا  
شب و روز یہ گیت گاتا رہے گا

مقتدر ہستیوں اور ان کی علیحدگی کے اسباب

مکرمی محترمی جناب مرزا محمد حسین صاحب بی کام

جناب مرزا صاحب موصوف بہت ہی بلند پایہ ادیب ہیں۔ جن کی شہرت ادبی حلقہ میں نمایاں ہے اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشران کی شخصیت سے متعارف ہے۔ آپ کے متعدد مضامین ریویو آف ریلیجنس اور سن رائز میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کو پڑھانے میں بھی قدرتی صلاحیت حاصل ہے۔ اس لئے خلیفہ قادیان (ربوہ) کے لڑکوں اور لڑکیوں اور بیویوں کے جلیل القدر استاد رہے۔ اسی زمانہ میں انہیں خلیفہ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور انہیں اس کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا اور اپنے قطعی علم اور حق الیقین کی بنا پر آپ نے خلیفہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور قادیان کو خیر باد کہہ کر لاہور میں قیام پذیر ہو گئے اور بدستور نہایت احسن طریق سے اپنی آنکھوں دیکھی بات کا تذکرہ محض عوام کی بہبودی کے لئے جرأت اور دلیری سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو خدمت دین کے لئے مزید استقامت بخشے۔

## جناب چوہدری محمد عبداللہ بی. اے، بی. ٹی

سابق قاسمقام ہیڈ ماسٹر سنٹر ماڈل ہائی سکول لاہور و جنرل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ربوہ جناب چوہدری صاحب موصوف نہایت دیانت دار اور مخلص احمدی ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی احمدیت کی تبلیغ میں بسر کی ہے اور ہر قسم کے چنبدہ میں بڑھ چڑھ کر نمایاں حصہ لیا اور متواتر چندہ باقاعدگی کے ساتھ خود ادا کرتے اور لوگوں سے باقاعدگی کی سر توڑ کوشش کرتے اور ہمیشہ اپنے مفوضہ کاموں کو محنت اور خلوص اور دیانت سے سرانجام دیا ہے اور ہزار ہا لوگ جنہیں آپ سے کسی رنگ میں بھی ملنے کا موقع ملا ہے۔ آپ کی صفات حسنہ سے متاثر ہوا ہے۔ جب چوہدری صاحب موصوف گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم میں ایک لمبی ملازمت کے بعد عزت و افتخار کے ساتھ ریٹائرڈ ہوئے تو خلیفہ ربوہ نے خدمت سلسلہ کے لئے ربوہ بلوایا۔ اس وقت چوہدری صاحب موصوف کو متعدد جگہوں سے کام کی پیش کش آچکی تھی۔ لیکن آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کیا اور دنیا کو لات مار کر محض دین کی خاطر ربوہ تشریف لے گئے۔ وہاں انہیں ربوہ کی جماعت کا جنرل پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ نیز احمدیہ گزٹ کا کالج (جامع نصرت) میں پروفیسر متعین کیا گیا۔ یاد رہے کہ اس کالج کے ڈائریکٹر یس خلیفہ ربوہ کی بیوی ام متین ہیں۔ اپنے ان فرائض سرانجام وہی کے سلسلہ میں انہوں نے خلیفہ کے خاندان اور بعض ان حالی موالی کے زندگی کے ایسے گھناؤنے اور ناگفتنی واقعات کا علم ہوا تو آخر انہیں سر زمین ربوہ کو خیر باد کہنا پڑا۔

## عبدالمنان عمر

حضرت مولانا مولوی عبدالمنان عمر خلیفہ حضرت حکیم الامت حاجی مولوی نور الدین خلیفہ اول، آپ جماعت احمدیہ کے مقتدر و در قابل قدر رہتی ہیں۔ آپ نے اپنی خدا داد قابلیت سے جماعت احمدیہ کی مختلف طریق سے خدمت کی اور مختلف شعبہ جات میں کام کیا۔ آپ ۱۹۵۶ء میں ہارڈ ورڈ یونیورسٹی کے بلاوے پر لیکچر کے لئے مدعو کئے گئے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر آپ سے بخوبی روشناس ہے۔ آپ کی مقبولیت اور قابلیت کے پیش نظر مرزا محمود احمد کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں خلافت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ خلیفہ نے فوراً موقع پا کر سر ایذا اہم لگا کر ان کو الگ کر دیا گیا تاکہ اپنے لڑکے کے واسطے راستہ صاف ہو جائے۔ مولانا موصوف کو ربوہ کے مکان سے بھی جبراً نکال دیا گیا اور پوری طرح سوشل بائیکاٹ اور مقلعہ کا شکار رہے۔ بالآخر آپ کو ربوہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ خلیفہ اول کا تمام خاندان ان سے الگ ہو کر لاہور میں قیام پذیر ہے۔ آپ مرزا محمود احمد کے برادر نسبتی بھی ہیں اور مرزا محمود احمد کی آلودہ زندگی کو بہتر طریق سے جانتے

اور بہتر طریق سے ادا کرتے ہیں۔ رنگین اور عکین حالات سے بخوبی روشناس ہیں اور خلیفہ ربوہ کی بے اعتدالیوں پر بھی کافی سے زائد عبور حاصل ہے۔ آپ ربوہ گورنمنٹ کی مکمل ڈکشنری ہیں۔ بعض اوقات نہایت ولیری سے یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ خلیفہ مرتد نہیں متبدع ہیں۔ آپ کی پراسرار ڈپلومیسی کے واقعات آئندہ کسی وقت منظر عام پر لائے جائیں گے۔

### جناب قریشی عبدالوحید

جناب قریشی عبدالوحید صاحب ربوہ کے ایک بہت بڑے رئیس اور نہایت ہی مخلص احمدی ہیں۔ ربوہ گول بازار میں آپ کی ایک شاندار بلڈنگ ہے۔ جس میں از خود بھی رہائش پذیر ہیں۔ قصور میں آپ کا بھٹہ کا کاروبار ہے۔ آپ جفاکش اور عہد مجاہدوں میں سے ہیں۔ جب آپ کے علم میں بعض حالات خصوصی آئے تو جس جذباتی ایمانی کے ساتھ آپ نے احمدیت قبول کی تھی اسی ایمانی قوت کے ساتھ کھلے بندوں اندرون خانہ کے راز افشا کئے تو ربوہ گورنمنٹ نے آپ کی کڑی نگرانی کی اور مکمل سوشل بائیکاٹ اور مقاطعہ کا مظاہرہ کیا گیا۔ ہر لمحہ ان کو تختہ مشق بنا کر خوفزدہ کیا گیا۔ آپ نے بارہا دفعہ خلیفہ ربوہ کی صاحبزادی کی سنی گئی روایات بیان کئے اور خلیفہ ربوہ کے بدکار ہونے کے واقعات سنائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر بلا سے محفوظ رکھے۔

### جناب مرزا محمد حیات صاحب تاثیر

مولوی فاضل واقف زندگی کھاریاں کے رہنے والے ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ لیکن آپ کمرزاحمدی کی ذاتی لائبریری کا انچارج مقرر کیا گیا۔ آپ نے لائبریری کے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے رکھا کہ کوئی کتاب بھی ہونو آ آن واحد میں نکل آوے۔ تاثیر صاحب موصوف کو خلیفہ ربوہ کو قریب سے دیکھتے اور ملنے کے بارہا مواقع میسر آئے۔ خلیفہ کے کردار کو دیکھ کر آپ حق الیقین تک پہنچ گئے اور علیحدہ ہو گئے۔

### جناب مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل

مولوی علی محمد اجمیری، مولوی فاضل آپ سے جماعت کا ہر فرد متعارف ہے۔ آپ سالہا سال جماعت احمدیہ قادیان کے بہترین اور کامیاب مبلغ رہے اور ہندوستان اور پنجاب میں آپ نے کامیاب لیکچر دیئے۔ جس کی وجہ سے بارہا سعید رحیل آپ کی دلائل سے متاثر ہو کر احمدیت کے بہت ہی قریب آ گئیں۔ آپ نے ۱۹۵۶ء میں خلیفہ ربوہ کو ایک مفصل خط لکھا جو کسی وقت شائع کیا جاسکتا ہے۔ جس میں آپ نے کمیشن کا مطالبہ کیا۔



## جناب حکیم عبدالوہاب عمر

خلف حضرت الامت مولانا نور الدین خلیفہ اول: آپ نہایت ہی پایا کے خاندانی حکیم ہیں۔ آپ کو سرزا محمود کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کے مواقع میسر آئے۔ اس کی وجہ سے حکیم صاحب موصوف مرزا محمود احمد کی ناپاک سیرت پر بے انداز روایتیں حقیقت پسندانہ طریق سے ہر کس و ناکس سے بیان کرتے ہیں۔

تعارف..... حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن مصری مولوی فاضل بی۔ اے

ہندو گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کا پہلا نام لالہ شکر داس تھا۔ آپ اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہیں جنہوں نے سب کچھ حق کے لئے قربان کر کے اسلام کو قبول کیا اور مرزا قادیانی کی ۱۹۰۵ء میں بیعت کی اور مرزا قادیانی کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد خلیفہ اول کی صحبت میں رہ کر قرآن مجید کے علوم حاصل کئے۔ آج بھی وہی صحیفہ آپ کی روح کی غذا ہے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء کو خلیفہ اول کے زمانہ میں فریضہ کی سرانجام وہی کے علاوہ مصر میں عربی کی تعلیم حاصل کی۔ جب آپ واپس تشریف فرما ہوئے تو خلیفہ اول بقضائے الہی فوت ہو چکے تھے۔ آپ کو خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا۔ آپ نے اس ادارے کو نہایت دیانتداری اور خوش اسلوبی سے چلایا۔ سینکڑوں مبلغ تیار ہوئے۔ آپ کے حسن کارکردگی، علم و ادب، تقویٰ طہارت کی شہرت، جماعت میں پھیل گئی۔ آپ مختلف شعبہ جات کے ناظر بھی رہے۔ مثلاً: ”امین صدر انجمن احمدیہ قادیان، جائع بیت المال قادیان و ناظر دعوت تبلیغ قادیان وغیرہ۔ ان شعبہ جات کے علاوہ سلسلہ کے متعدد کام آپ کے سپرد تھے اور دن رات کی اشتک کوشش کے ساتھ آپ انہیں سرانجام دیتے رہے۔ جب خلیفہ قادیان کو کسی کے ساتھ عالمانہ گفتگو کا موقع پیش آتا تو شیخ موصوف کو ہی پیش کرتے۔ چنانچہ جب خلیفہ ۱۹۲۴ء میں انگلستان گئے تو شیخ صاحب کو اسی غرض سے ہمراہ لے گئے اور اسی طرح جب بھی خلیفہ قادیان سے باہر جاتے تو بسا اوقات شیخ عبدالرحمن مصری کو امیر جماعت قادیان مقرر کرتے۔ آپ ٹاؤن کمیٹی کے نو سال ممبر بھی رہے۔ آپ کی بلند شخصیت کا اندازہ اسی امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ مفسر قرآن بھی ہیں۔ رمضان المبارک کے ایام میں خلیفہ کے ارشاد پر مسجد اقصیٰ میں درس قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ شیخ صاحب موصوف کو مرزا قادیانی کی وجہ سے ان کی اولاد سے بھی والیانہ عقیدت تھی اور۔

پسر من خس یقین من بس بس

کے ماتحت خلیفہ پر اندھا دھند تقلید اور پورا پورا اعتماد تھا اور اپنی اولاد کا ان سے ملنے کو

باعث فخر تصور کرتے رہے۔ ایک دفعہ آپ کے صاحبزادہ حافظ بشیر احمد نے خلیفہ کی اندرونی زندگی کا اصل نقشہ بتایا تو صوفی نشی اور پرہیزگاری کی وجہ سے آپ نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا اور سخت ناراض ہوئے اور اپنے بے گناہ لڑکے کو گھر سے نکالنے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔

بالآخر متعدد دوسرے ذرائع سے شیخ صاحب موصوف کو خلیفہ کی بدکرداری اور عیاشی کے متعلق خبر ملی تو آپ نے متواتر تحقیقات کی تو صداقت سامنے آ گئی اور حق یقین تک پہنچ گئے تو ان کو شدید صدمہ ہوا۔ آپ نے اصلاح کی غرض سے تین دردمندانہ خطوط تحریر کئے جو بدیدہ ناظرین ہیں۔ آپ اس میں دیکھیں گے کہ کس سوز اور درد سے خط لکھے گئے ہیں تاکہ جماعت کو کسی وجہ سے نقصان نہ پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے اپنے آقا مرزا قادیانی کی تعلیم کے پیش نظر ایسے دلائل اور براہین عطا کر رہا ہے۔ جس سے پوری پوری حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ ان کا دطیرہ اور علمی طرز عمل سے ثابت ہو رہا ہے کہ روح القدس بھی ان کی تائید میں رطب اللسان ہے۔ بہر کیف اس کیفیت کا اندازہ اس وقت ہی لگے گا جب کہ آپ اس خط کو پوری بنجیدگی اور صبر تحمل سے پڑھیں اور سنیں گے۔ میں عرض کر رہا تھا آپ نے تیسرے خط پر ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دے کر از خود اس طاغوتی نظام سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تاکہ آزادانہ طور پر جماعت کو خلیفہ کی آلودہ زندگی کے متعلق بتا سکیں۔ ان خطوط کے بعد جس ظلم و ستم آور مراحل سے شیخ صاحب کو گزرنا پڑا وہ ایک طویل داستان ہے جو کسی دوسرے وقت میں پیش کی جاوے گی۔ اس ظلم و ستم کا کسی قدر اندازہ چند تاریخی تحریرات پڑھنے کے بعد ہی لگایا جائے گا۔ طوالت کے خوف سے منحصر اتارنی نوٹ پیش کر دیا ہے۔ تاکہ پڑھنے سمجھنے میں آسانی رہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ شیخ صاحب موصوف کو نیک کام کرنے کی عمر عطاء فرماوے۔ تاکہ اپنے دلائل اور براہین سے اس بدکردار اور بد اعمال کی سرکوبی کر کے مسیح موعود کی تعلیم کو اجاگر کر سکیں۔

خادم احمدیت: مظہر ملتانی!

### نقل خط نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

الفتنة نائمة لعن الله من ايقضها

سیدنا • السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں ذیل کے چند الفاظ محض آپ کی خیر خواہی اور سلسلہ کی خیر خواہی کو مد نظر رکھتے

ہوئے لکھ رہا ہوں۔ مدت سے میں چاہتا تھا کہ آپ سے دو ٹوک بات کروں۔ مگر جن باتوں کا درمیان میں ذکر آنا لازمی تھا وہ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ایسی تھیں کہ ان کے ذکر سے آپ کو سخت شرمندگی لاحق ہونی لازمی تھی اور جن کے نتیجہ میں آپ میرے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ سکتے تھے اور ادھر چونکہ سلسلہ کے کاموں کی وجہ سے اکثر ہمیں آپس میں ملنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ میری فطرتی شرافت اس بات کو گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ آپ ہمیشہ کے لئے میرے سامنے شرمندگی کی حالت میں آئیں۔ اس لئے میں اس وقت تک آپ کے ساتھ فیصلہ کن بات کرنے سے رکھا رہا ہوں۔ لیکن اب حالات نے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے آپ کی اصل (Situation) رکھ دوں اور آپ کو بتاؤں کہ جس طرف آپ جا رہے ہیں وہ راہ آپ کے لئے اور سلسلہ کے لئے کیسی پر از خطرات ہے۔ یہ سچ ہے کہ سلسلہ خدا کا ہے اور خدا خود اس کی حفاظت کرے گا اور خدا تعالیٰ کے فرشتے لوگوں کے دلوں کو خود اس طرف کھینچ کر لائیں گے۔ لیکن آپ اچھی غلط پالیسی کے نتیجہ میں ہر طرح سے لوگوں کو اس سے دور پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس سے اپنے لئے تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ میں نے تو مظلوم ہو کر بھی (جس کو شریعت نے بھی ظالم کے ظلم کے علی الاعلان اظہار کی اجازت دی ہے) اس بات میں شرم محسوس کرتا رہا کہ آپ کے سامنے بالمشافہ یا تحریر کے ذریعہ آپ کی ان خاص راز کی باتوں کو ذکر لاؤں۔ لیکن آپ جو ظالم تھے اور ایسے افعال شنیعہ کے مرتکب تھے جن کے سننے سے بھی ایک مومن چھوڑ معمولی شریف آدمی کی بھی روح کانپتی ہے اس آدمی کو جس کا قصور اور جرم صرف اسی قدر تھا کہ بد قسمتی سے اس کو آپ کے افعال شنیع کا علم ہو گیا اور آپ کو یہ علم ہو گیا کہ اسے علم ہو گیا ہے۔ دکھ دینے اور قسم قسم کے مصائب کا اسے نشانہ بنانے اور اس کو جماعت کی نظر میں گرانے کے لئے طرح طرح کے بہتان اس پر باندھنے اور ان بہتانوں کو ہاتھ میں لے کر اس کے خلاف جماعت میں جھوٹا پراپیگنڈا کرنے کی لگاتار ان تھک کوشش کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کی اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ آپ کا (Guilty Conscions) (مجرم ضمیر) ہر وقت آپ کو اس بے شر اور بے ضرر انسان کے متعلق اندر سے یہی آواز دیتا رہا کہ اگر اس شخص نے میری ان کارروائیوں کا جو میں اندر خانہ کر رہا ہوں۔ جماعت کو علم دے دیا تو میرا سارا کاروبار بگڑ جائے گا اور میں آسمان شہرت سے گر کر قعر مذلت میں جا پڑوں گا۔ کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستزیوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کیا تھا یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں

اس قسم کا کوئی بھی عذر نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت مسرتوں کی طرح رد نہیں کرے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرتا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔ اس لئے آپ نے اسی میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پراپیگنڈا کے ذریعہ جماعت کی نظر سے گرا دیا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس گندے راز کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کو بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں۔ جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مسرتوں یا پینامیوں یا احرار یوں سے ملے ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے ان گندے رازوں کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک حربہ ہے۔ یہ آپ مت خیال کریں کہ جو کچھ آپ میرے خلاف کر رہے ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہوتا۔ مجھے آپ کی ہر کارروائی کا علم ہوتا رہا ہے۔ اگر میں بھی آپ کے اس اشتعال انگیز طریق سے متاثر ہو کر جلد بازی سے کام لیتا اور ابتداء میں ہی اپنا منی بر حقیقت بیان شائع کر دیتا اور جو تقدس کا بناوٹی پردہ اپنے اوپر ڈالا ہوا ہے اس کو اٹھا کر آپ کی اصل شکل دنیا کے سامنے ظاہر کر دیتا تو آج نہ معلوم آپ کا کیا حشر ہوتا۔ میں نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے صبر سے کام لیا۔ آپ کے ظلم پر ظلم دیکھے اور اف تک نہیں کی۔ میں نے سمجھا تھا کہ میری خاموشی سے آخر آپ سبق حاصل کریں گے اور سمجھ لیں گے کہ یہ شخص اس راز کو فاش کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور کچھ عرصہ تک میرے رویہ کو دیکھ کر خود بخود اپنی غلطی محسوس کر کے تادم ہو کر اپنی ان ناجائز اور ظالمانہ کارروائیوں اور جھوٹے پراپیگنڈا سے باز آ جائیں گے لیکن آپ کا (Guilty Conscience) (برا ضمیر) آپ کو کب آرام سے بیٹھنے دے سکتا تھا اور آپ کا اضطراب اور گھبراہٹ سے بھرا ہوا دل اس وقت تک کب آپ کو چین کی نیند لینے دے سکتا تھا۔ جب تک آپ اس شخص کو اپنی راہ سے دور نہ کر لیں جس سے آپ کو ذرہ سا بھی خطرہ خواہ وہی ہی کیوں نہ ہو محسوس ہو رہا ہو۔ آپ غالباً اس وقت تک اس غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں کہ یہ اس وقت تک جو خاموش رہا ہے اپنی ملازمت کے چلے جانے کے ڈر سے رہا ہے۔ اس غلط فہمی کو جتنی جلدی بھی ہو سکے۔ اپنے دل سے نکال دیں اور آپ کو دلیری بھی زیادہ تر اسی وجہ سے ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی روزی میرے قبضہ میں ہے۔ مگر میں خدا کے فضل سے مشرک نہیں ہوں کہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس بات کا خیال کرنا تو کجا اس کو وہم میں بھی لاسکوں۔ پس یہ آپ کو یاد رہے کہ میں جو اس

وقت تک باوجود آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جانے اور اپنے خلاف غلط کاروائیوں کو دیکھنے کے خاموش چلا آرہا ہوں۔ اس کی وجہ کی قسم کے مالی جانی نقصان کا ڈرن تھا۔ کیونکہ علماء ربانی حق گوئی کے مقابلہ میں کسی نقصان سے خواہ وہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو نہیں ڈرا کرتے۔ لیکن وہ جہاں ”لا یخافون لومة لائم“ کا مصداق ہوتے ہیں۔ وہاں وہ حق گوئی کا عمل اور موقعہ بھی دیکھتے ہیں اور اس کے اظہار اور عدم اظہار میں موازنہ بھی کرتے ہیں۔ اپنے ذاتی نفع نقصان کو مد نظر رکھ کر نہیں بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام اور سلسلہ حقہ کے حق میں ”ضررہ اکبر من نفعہ بانفعہ اکبر من ضررہ“ ہے۔ اس میں اگر خاموش تھا اور ہوں تو محض اس لئے کہ میں اس کے اظہار کو سلسلہ کے لئے مضریقین کرتا تھا۔ نہ صرف کرتا تھا بلکہ اب بھی کرتا ہوں۔

دوسری بات جو اس گند کے اظہار کے لئے میرے لئے مانع تھی اور ہے وہ سب موعود فداہ روحی و جسمی کے بے انتہاء احسانات تھے جن کے نیچے سے ہماری گردنیں کبھی نکل ہی نہیں سکتیں۔ پس ان احسانات کو دیکھتے ہوئے طبیعت اس بات کو قطعاً گوارا نہیں کر سکتی کہ حضور کی اولاد کا مقابلہ کیا جائے یا انہیں بدنام کیا جائے۔ تیسری بات جو میرے لئے مانع تھی وہ آپ سے دیرینہ تعلقات اور ایک حد تک آپ کے احسانات تھے۔ گو جو ظلم آپ نے مجھ پر، میری اولاد کو اپنے گندہ نمونہ کے ذریعہ سے اور سلسلہ حقہ سے منحرف کرنے اور ان کو دہریہ بنانے کی کوشش میں کیا۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ وہ احسانات اس کے مقابلہ میں بالکل بچھ ہیں اور قطعاً قابل ذکر نہیں رہے۔ تعجب ہے مجھے تو ان دیرینہ تعلقات کا اس قدر پاس ہو کہ آپ کے گندے افعال کا ذکر آپ کے سامنے کرنے سے بھی شرم محسوس کروں اور محض اس خیال سے کہ میرے سامنے آنے سے آپ کو شرم محسوس ہوگی۔ آپ کے سامنے آنے سے حتیٰ الوسع اجتناب کرتا رہا ہوں۔ لیکن ان تعلقات کا آپ کو اتنا بھی پاس نہ ہوا جتنا کہ ایک معمولی قماش کے بدچلن انسان کو ہوتا ہے۔ میں نے سنا ہوا ہے۔ بدچلن سے بدچلن آدمی بھی اپنے دوستوں کی اولاد پر ہاتھ ڈالنے سے اجتراز کرتے ہیں۔ لیکن انفسوں آپ نے اتنا بھی نہ کیا اور اپنے ان مخلص دوستوں کی اولاد پر ہی ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ جو آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے جانیں تک قربان کر دینا بھی معمولی قربانی سمجھے تھے۔ میرے اخلاص کا تو یہ عالم تھا کہ جس وقت فضل داو سے اجمالی علم ہوا اور پھر بشیر احمد نے اس کی تفصیلی تصدیق کی تو میرا یہی فیصلہ تھا کہ بشیر احمد کو گھر سے نکال دوں اور ہمیشہ کے لئے اس سے تعلقات منقطع کر دوں۔ مگر میں نے اس سے نرمی اس لئے کی کہ اس کے ذریعہ سے اب میں اس سازش کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ جس کے منقطع میں پہلے یقین کئے بیٹھا تھا کہ آپ

کے چال چلن کو بدنام کرنے کے لئے اپنا کام کر رہی ہے۔ مجھے اس وقت یہی خیال غالب تھا کہ بشیر احمد بدقسمتی سے ان لوگوں کے ہاتھ پڑ گیا ہے جو اس سازش کے بانی مہمانی ہیں۔ کیونکہ یہ مجھے اچھی طرح سے علم تھا کہ اس کو آپ کے اور آپ کے خاندان کے ساتھ بڑا اخلاص تھا اور اس اخلاص کی موجودگی میں وہ کبھی بھی جھوٹے الزام آپ پر نہیں لگا سکتا تھا۔ پس ایسی حالت میں میرے نزدیک دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں یا یہ الزامات سچے ہیں یا یہ کہ بشیر احمد بعض ایسے آدمیوں کے ہاتھ پڑ گیا ہے اور انہوں نے اس کو قتل وغیرہ کی دھمکیاں دے کر اس سے یہ کہلوایا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ میں بشیر احمد سے اس سازش کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس بناء پر اوّل میں نے بشیر احمد کے ساتھ مختلف رنگوں میں انتہائی کوشش کی کہ وہ ان باتوں کے غلط ہونے کا اقرار کرے۔ مگر قطعاً کامیابی نہ ہوئی اور کامیابی ہو تو کس طرح اور کس سازش کا پتہ لگتا کس طرح جب کہ کسی سازش کا نام و نشان ہی نہ تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے اس نے بعض ایسے دلائل پیش کئے جو ایک حد تک قائل کرادینے والے تھے۔ ان میں قطعاً بناوٹ نہ معلوم ہوتی تھی۔ دوسری طرف میں حیران تھا کہ وہ سب باتیں ان باتوں سے پوری مطابقت کھاتی ہیں جو سیکرٹ اور زاہد کہہ چکے تھے۔ پس جب میں ادھر سے اپنے مقصد میں ناکام رہا تو میں نے اپنی تحقیق کا رخ دوسری طرف پھیرا اور میں نے لوگوں میں زیادہ ملتا جلتا شروع کیا اور اس وقت تک میری یہی نیت تھی کہ میں سازش کا سراغ لگاؤں۔ اس گہری اور لمبی تحقیق نے سازش کا سراغ تو کیا بتاتا تھا الٹا چاروں طرف سے واقعات اور حقائق کا طومار میرے سامنے لاکھڑا کیا جو بشیر احمد کے بیان کے لفظ لفظ کی تصدیق کرنے والے تھے۔ پس اس وقت میں نے بشیر احمد کو محذور سمجھ کر اس کو سزاویہ کا خیال چھوڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیگناہ بچے کو اپنے بڑے ظلم سے جو میں اس پر آپ کے ساتھ اپنے غرض محبت اور غرض اخلاص کی وجہ سے کرنے لگا تھا اپنی ساری عمر کے لئے اس کو تباہ و برباد کرنے کا جو تہیہ کر لیا تھا اس سے بچانے کے لئے یہ مسلمان پیدا کر دیئے کہ کئی جگہوں سے اس کے بیان کی تصدیق ہوتی چلی گئی اور ایسی ایسی جگہوں سے ہوئی جن کے حقائق وہم بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کوئی شرارت کریں یا کسی شریعہ کی سازش کا شکار ہوں یا خود سازش کے پانی ہوں۔ ایسے لوگوں کے نام ابھی میں نہیں بتا سکتا کوئی ایسا اشارہ کر سکتا ہوں جو ان کا پتہ بتا دیوے۔ کیونکہ آپ تو اچھی طرح سننے واقف ہیں کہ اشارہ آپ کو فوراً اصل مشارالہ کا پتہ دے دے گا اور میں کسی مصلحت سے اپنی تحریر کو دلائل سے خالی رکھنا چاہتا ہوں۔

غرضیکہ میرے پاس ان باتوں کے اہلث کے لئے دلائل کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے

جو اگر ضرورت پڑی تو پبلک میں ظاہر کیا جائے گا۔ خدا کرے کہ ان کے پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ بشیر احمد سچا ہے اور یہ سب افحال جو اس نے بیان کئے ہیں آپ سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کا علم ہو جانے کے جو میرے اور میری بیوی کے لئے سخت دکھ کا موجب تھیں اور جنہوں نے ہم دونوں کی صحت پر اتنا گہرا اثر کیا کہ آج تک بھی ہم اپنی صحت (Recover) نہیں کر سکے۔ کافی عرصہ تک ہم دونوں کمرہ میں اکیلے دروازہ بند کر کے روتے رہتے تھے۔ بچے بھی ہماری حالت دکھ کر سخت پریشان تھے۔ مگر ان کو کوئی علم نہیں کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ ہماری آنکھیں سرخ دیکھتے اور سہم جاتے۔ مگر ادب کی وجہ سے وجہ دریافت نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شدید صدمہ کے پھر بھی میں نے اس قدر شرافت سے کام لیا اور اپنے نفس پر اس قدر قابو رکھا کہ کسی کے سامنے ان باتوں کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جن لوگوں سے مجھے مختلف واقعات کا علم ہوتا رہا ان سے بھی صرف واقعات سننا اور یہاں تک احتیاط سے کام لیا کہ کسی ایک کو بھی کسی دوسرے کو بتائے ہوئے واقعات کا علم نہ ہونے دیا۔ اس کا علم صرف اس کے بتائے ہوئے واقعات تک ہی محدود رہنے دیا اور اصرار نہیں کیا کہ ”ان الحسنت ینذہبن السیئات“ کے تحت ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف کر دے اور اسے تائید کی کہ کسی کے سامنے اب ان باتوں کو دہرانا نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی پوچھے بھی تو صاف انکار کر دیتا۔ کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ مسیح موعود کی اولاد کی پردہ پوشی کریں۔ بشیر احمد نے جب دیکھا کہ آپ میرے خلاف پروپیگنڈا کر کے مجھے جماعت میں گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اصرار اس کو بھی گمراہ کرنے کے در پے ہیں تو اس نے کئی دفعہ مجھ پر زور دیا کہ میں اعلان کر دوں۔ لیکن میں نے اس کو ہمیشہ صبر ہی کی تلقین کی۔ آخر تک آ کر اس نے خود اعلان کا فیصلہ کر لیا اور ایک اعلان لکھ کر میری طرف بھیج دیا۔ چنانچہ اسے سمجھنے اس خط کے ساتھ ارسال کر رہا ہوں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اجازت کے بغیر شائع نہیں کر دیا۔ ورنہ سبق المصیحت القول والی مثل صادق آ جاتی اور پھر چٹا ہوا تیر واپس لانا مشکل ہو جاتا۔ لیکن میں اسے ہمیشہ روکتا رہا اور اس اعلان کو بھی روک لیا اور ہمیشہ اسے یہی تلقین کی کہ خواہ وہ کتنا ہی ہم کو بدنام کر لیں اور کتنی ہی کوشش ہمیں جماعت کی نظر میں گمراہ کرنے کی کر لیں۔ ہم نے ابتدا نہیں کرنی اور ہماری طرف سے یہی کوشش رہے گی کہ ہم صبر سے برداشت کرتے چلے جائیں۔ حتیٰ کہ وقت آ جانے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہلی طور پر اپنا بیان شائع کرنے پر مجبور سمجھے جائیں تو جب کسی سے مقابلہ آ پڑے تو مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جو نقطہ نگاہ ہوتا ہے اس کے لحاظ سے ہمارا Defence بہت احسان وقت ہوگا۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے۔ چنانچہ اس وقت تک میں اس پر کاربند رہا ہوں اور اب جو میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں وہ بھی اسی لئے لکھا ہے کہ آپ پر آخری دفعہ جنت پوری کر دوں اور آپ کو مستحبہ کر دوں کہ کہیں آپ مجھے اپنا Defence پیش کرنے پر مجبور نہ کر دیں۔ چنانچہ اگر آپ نے اس قسم کا قدم اٹھانے کی غلطی کی تو میں مجبور ہوں گا کہ اصل واقعات کو روشنی میں لاؤں اور جو خفاء کا پردہ آج تک ان واقعات پر پڑا چلا آتا ہے اسے اٹھا دوں۔ کیونکہ یہ میں قطعاً برداشت نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کی مقدس جماعت میں میں دائمی طور پر بدنامی کے ساتھ یاد کیا جاؤں۔ پس اگر میں آپ کے افعال مذمومہ کے اظہار پر مجبور ہوا تو پھر اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہوگی اور سمجھ لیں کہ ”الفتنة نائمة لعن الله من ايقضها“ کا کون صداق بنے گا۔ میں نے آپ کے عظم پر عظم دیکھے اور مبر سے کام لیا۔ لیکن آپ باز آنے میں ہی نہیں آتے اور اپنے مظالم میں حد سے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ پس اب میرے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا ہے اس لئے انجام کو آپ ابھی طرح سے سوچ لیں۔

اگر آپ اس تحریر کے بعد رک گئے تو میں بھی جس طرح خاموشی سے وقت گزار رہا ہوں گزارتا چلا جاؤں گا۔ کیونکہ ہر حق کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ اس حق کے اظہار کی وجہ سے چند عورتوں وغیرہ کی عصمتیں تو محفوظ ہو جائیں گی اور چند نوجوان دہریہ بننے سے بچ جائیں گے۔ لیکن ہزاروں رومیوں جو اس کے عدم علم کی وجہ سے ہدایت کے قریب آ رہی ہیں اور بہت سی ان میں سے بھی پابکی ہیں ہدایت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیں گی اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے جس کے خیال سے بھی میری روح کانٹتی ہے اور یہ اتنا بھاری بوجھ ہے جس کے اٹھانے کے لئے میری پیٹھ بہت کمزور ہے۔ پس اگر یہ وقوع میں آ گیا تو اس کی ذمہ داری آپ پر آئے گی۔ میں تو آپ یا در کھیں اب تک آچکا ہوں اور اگر آپ نے مجبور ہی کیا تو میں اب مقابلہ کے لئے مصمم ارادہ کر لیا ہے اور جب تک میری جان میں جان نہ اٹھائے اللہ آپ کا مقابلہ کر دے گا اور آپ کے تمام دجل اور فریب کو انشاء اللہ آشکارا کر کے چھوڑ دے گا۔ وما توفیقی الا باللہ! مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ اس مقابلہ میں میری جان جائے یا مجھے مالی نقصان ہو۔ میں خاموش ہوں تو خدا تعالیٰ کے لئے اور اگر انھوں کا تو حصہ خدا تعالیٰ کے لئے میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک طرف تو آپ نے اپنی حیاتی کو انتہاء تک پہنچایا ہوا ہے جس لڑکی کو چاہا اپنی عجیب و غریب عیاری سے بلایا اور اس کی عصمت وری کر دی اور پھر ایک طرف سے اس کی طبی شرم حیا سے ناجائز فائدہ اٹھا لیا اور دوسری طرف اسے دمکی دے دی کہ اگر تو نے کسی کو بتایا تو تیری بات کو کون مانے گا۔ تجھے ہی



لوگ پاگل اور منافق کہیں گے۔ میرے متعلق تو کوئی یقین نہ کرے گا اور اگر کسی نے جرأت سے اظہار کر دیا تو مختلف بہانوں سے ان کے خاندانوں یا والدین کو تال دیا۔ مگر آپ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہ ظلم صرف اس لئے ان پر چل جاتا ہے کہ وہ اپنے معاملہ کو انفرادی معاملہ سمجھتے ہیں۔ لیکن جس وقت ان کے سامنے تمام واقعات مجموعی حیثیت سے آئے تو پھر ان کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ یہ سب دھوکہ ہی تھا جو ہمیں دیا جا رہا تھا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو چھڑانے کے لئے جو جال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھلایا ہوا ہے۔ اس کا راز جب فاش کیا جائے گا تو لوگوں کو پتہ لگے گا کہ کس طرح ان کے گھروں پر ڈاکہ بڑاتا ہے۔ غلطی جو آپ کے ساتھ اور ان کے خاندان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا پھر سمجھتے تھے۔ ان کے گھروں میں سب سے زیادہ مہم پڑے گا اور دوسری طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جاتا ہے یا وہ کسی کے سامنے اظہار کر بیٹھتے ہیں اور آپ کو اس کا علم ہو جائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس کچلنے میں رحم آپ کے نزدیک تک نہیں پہنچتا اور پھر سے بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اس پر گرتے ہیں اور آپ کی سزا دینی میں اصلاحی پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر سکینہ بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی لو۔ کس قدر ظلم اس پر آپ کی طرف سے کیا جا رہا ہے جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی سچائی تو اب بالکل ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن وہ بے چاری ہلا جو دہائی ہونے کے قیدیوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے۔ اس کی محنت تباہ ہو چکی ہے۔ اب تازہ مثال نضر الدین کی ہے اس کو بھی آپ نے اس وجہ سے سزا دی ہے کہ اس کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو چکا ہے اور آپ پر یہ خوف غالب تھا کہ یہ مجھے بدنام کرے گا۔ حالانکہ یہ آپ کا وہم ہی وہم تھا۔ وہ بھی سلسلہ کی بدنامی کے خوف سے ہمیشہ آپ کی پردہ پوشی ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اس وہم کی ہی بناء پر آپ مدت سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے کہ کبھی موقعہ ہاتھ آئے تو اسے جماعت سے نکال دیا جائے تاکہ یہ روٹی سے تنگ آ کر ذلیل ہو کر معافی مانگے تاکہ پھر ساری عمر آپ کی سیاہ کاریوں کے حلق ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکال سکے اور آپ اطمینان سے اپنی عیاشیوں میں مشغول رہیں۔ جیسا کہ آپ پہلے اس طریق سے بعض ایسے آدمیوں کو چپ کرا چکے ہیں۔ خاصی اکمل پر جو ظلم کیا گیا اس کی تہ میں بھی یہی مقصد آپ کا کام کر رہا تھا۔ اس طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جن کو وقت آنے پر پیش کیا جائے گا اور ان تمام مظالم کی داستانیں جو تقدس کے پردہ میں آپ کر رہے ہیں وقت آنے پر کھول کھول کر لوگوں کو بتائی جائیں گی۔ ان تمام مظالم کو ڈھالنے میں آپ کو جرأت ایک تو اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ آپ نے لمبے عرصہ تک مختلف رنگوں میں کوشش کر کے لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کر دی ہے کہ آپ ایک مقدس

انسان ہیں۔ کہیں اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق بنایا ہے کہیں موعود خلیفہ۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ طلسم آپ کا بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ لوگ آپ کے اس طلسم کے نیچے صرف اس وقت تک ہی ہیں جب تک آپ کو ان کے چال چلن کا صحیح علم نہیں ہوتا اور ان کو پتہ نہیں لگتا کہ جس قدر دلائل آپ کو مصلح موعود بنانے کے لئے دیئے گئے ہیں اور سب غلط ہیں اور یہ کہ مصلح موعود کی پیش گوئی کے مصداق آپ ہو ہی نہیں سکتے۔

صبح موعود کا ایک اور خواب ہے جس میں آپ کی اس گندی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کے آپ مصداق ہیں۔ مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق کوئی اور آنے والا ہے۔ یعنی خدا کے فضل سے اس پیش گوئی کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور یقینی دلائل سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ آپ مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ پس ایک طرف تو آپ کو اس وجہ سے جرأت ہے کہ لوگوں کے دلوں میں غلط طور پر آپ کا تقدس بٹھلادیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کی بات کو خدائی بات سمجھ بیٹھے ہیں۔ دوسری طرف آپ کو اپنی طاقت اور اقتدار کا گمنمڈ ہے جو ازل الذاکر وجہ سے آپ نے حاصل کیا ہوا ہے۔ تیسرے اس وجہ سے آپ نے یہ چال چلی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ایک طرف سے ملنے نہ دیا جائے اور منافقوں سے بچو، منافقوں سے بچو، کے شور سے لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا ہے اور ہر ایک کو دوسرے پر بدظن کر دیا ہوا ہے۔ اب ہر شخص ڈرتا ہے کہ میرا مخاطب کہیں۔ میری رپورٹ ہی نہ کر دے اور پھر فوراً مجھ پر منافق کا توئی لگ کر جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جائے گا اور یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا ہوا ہے کہ آپ کی سیاہ کاریوں کا لوگوں کو علم نہ ہو سکے۔ لیکن یہ آپ کا غلط خیال ہے۔ قادیان میں بھی اور باہر بھی ایک بڑی تعداد ہے جو آپ کی سیاہ کاریوں سے واقف ہے اور دن بدن یہ تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب یہ مواد پھوسے گا۔ بہت سے لوگ کسی جرأت کرنے والے کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ انسانی فطرت ہے کہ اکثر لوگ خود جرأت نہیں کر سکتے۔ لیکن جرأت کے ساتھ کسی کو اعتماد دیکھ کر خود اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ آخری بات جو آپ کو ان تمام مظالم پر جرأت دلارہی ہے۔ وہ بائیکاٹ کا حربہ ہے۔ آپ نے قادیان کے انتظام کو ایسے رنگ میں چلا دیا ہوا ہے کہ تمام کی روزی کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس سے انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ بے شک ان باتوں کی وجہ سے جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ آپ یقین رکھتے ہیں میں (آپ) اپنے مد مقابل کا سر ایک آن میں کچل سکتا ہوں اور اب تو آپ فدا نیوں کا گردہ بھی بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بے کس، بے

مال، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوری کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلواریں لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کھلا جاؤں۔ لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سرکچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرے۔ حضرت ابن زبیرؓ حق کی خاطر باطل کی فوجوں کے مقابل میں اکیلے ہی میدان جنگ میں نکلے اور جان دے دی۔ لیکن باطل کے سامنے سر نہیں جھکا یا۔ حضرت امام حسینؓ چند آدمیوں کے ساتھ باطل کی فوجوں کے سامنے صف آراء ہو گئے اور ایک ایک کر کے جان دے دی۔ لیکن باطل کی اطاعت نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتے تھے آخر ثابت ہو کر رہی۔

پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً کوئی پروا نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں؟ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں اور باطل کا سرکچلے ہوئے اگر میں اور میرے اہل و عیال بھی شہید کر دیئے گئے جس کا اقدام بھی اگر کیا گیا تو سخت ناعاقبت اندیشاں ہوگا اور خطرناک نتائج پیدا کرے گا۔ ہم کامیاب مریں گے۔ ناکام نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ! آپ ہمیں اس مقابلہ میں پیٹھ پھیرتے نہیں دیکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری تائید کرے گا اور اگر آج نہیں تو آئندہ لوگ حقیقت سے آگاہ ہو کر رہیں گے اور ان پر سچائی ظاہر ہو کر رہے گی۔ ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی اور آپ کے چال چلن سے واقف ہو کر جماعت خلافت کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہوگی اور آئندہ اپنے انتظام کی بنیاد مستحکم اصولوں پر رکھنے کی اور ان فریب کاریوں سے جن میں آپ نے قوم کو رکھا ہوا ہے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گی۔ کیونکہ دلائل اور حقائق کا مقابلہ آخر لوگ کب تک کریں گے۔ مجھے اس بات کی بھی بڑی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک وحی میں جو اس نے مسیح موعود پر آج سے تیس سال قبل نازل کی مجھے منافقت جیسے گندے الزام سے پاک قرار دیا ہے اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو اس ظلم سے روکا ہے اور بتایا ہے کہ اگر اس ظلم سے باز نہ آئے تو آسمانی تائید تم سے چھن جائے گی۔ آپ اگر چاہیں تو اس کے لئے تذکرہ کے صفحہ ۶۹۲ پر ۹ فروری ۱۹۰۸ء کے دن کے سامنے جو ۱۸ الہامات درج ہیں۔ ان پر غور کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے پانچویں الہام میں متقیوں اور محسنوں کے ساتھ معیت کا ذکر کیا ہے۔

اور پھر چھٹے الہام میں کس طرح منافقوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح قتل

کے مستحق ہیں۔ لیکن ساتویں الہام میں ”لا تَقْتُلُوا زِينَب“ کہہ کر بتایا ہے کہ دیکھنا کہیں زینب کو قتل نہ کر بیٹھنا۔ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں اس کے حلق بھی منافقت کا الزام تراش کر کے اس کے قتل کے بھی درپے ہو جاؤ اور پھر آٹھویں الہام میں بھی ان الفاظ ”اَسَانِ اَبِیْکَ مَضْمُیْ بَہْرَہُ مَیَا“ میں متنبہ کیا گیا ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو یاد رکھو کہ آسانی تاخیر سڑ کر مضمیٰ بھرہ جائے گی۔ سبحان اللہ! خدا کے نوشتے کس طرح پورے ہو کر رہتے ہیں۔ کس طرح آج ان الہامات کے تیس سال بعد ان میں بیان کردہ باتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ کس طرح اب زینب کو قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کس طرح اس کے اور اس کے خاندان کے خلاف منافقت جیسا گندہ الزام تراشا جا رہا ہے۔ پہلے اس کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا اس نے اسے موت کے دروازہ تک پہنچا دیا۔ جس سے بھد مشکل وہ بچ سکی اور پھر اب اس پر مذاق بن کر مذاق کے دواوزے بند کر کے اسے قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میرے لئے تو یہ تمام واقعات ازدیاد ایمان کا موجب بن رہے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔ اسے بھی آج سے کئی سال قبل جب کہ ان باتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس نے ان الفاظ میں بشارت دی ہوئی ہے کہ: ”فَانْ خَفِمْ عِیْلَہُ فَسَوْفَ یَغْنِیْکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہُ“ پس میں خدا تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھنا ہوں کہ اگر مقابلہ کی صورت پیدا ہوگی تو تاخیر الٰہی انشاء اللہ ہمارے ساتھ ہوگی اور آپ جو بے گناہ لوگوں پر ظلم و کما رہے ہیں۔ خصوصاً مجھ جیسے گائے کی مانند بے ضرر انسان (آپ مجھے ایک خلبہ میں گائے سے مشابہت دے چکے ہیں) کو دکھ دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ یقیناً یقیناً تاخیر الٰہی سے محروم رہیں گے۔ کس قدر ظلم ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کو آپ کی بد چلنی کا ظلم ہو گیا ہے۔ اس کے پیچھے جا سوس لگوا دیئے جاتے ہیں اور مقررہ کرنے سے قبل انہیں یقین دلایا جاتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے۔ اس کے خفاق کو روشنی میں لانا ہے۔ اب وہ یہ سمجھ کر کہ غلطی نے بتایا ہے کہ فلاں منافق ہے۔ اگر ہم ایسی رپورٹیں نہ دیں جو اس کے خفاق کی تائید کرتی ہوں۔ تو ہم بالاقب صحیحہ جانیں گے۔ فوراً اس کی ہر حرکت و نقل اس کے ہر لفظ و حرف کو اسی رنگ میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں اور رپورٹوں پر رپورٹیں بھیجتے چلے جاتے ہیں۔ جن سے ایک فائل تیار ہوتا رہتا ہے اور اس غریب کو ظلم بھی نہیں کہ اس کے پکڑنے کے لئے کس کس قسم کے جال بچائے جا رہے ہیں اور وہ اس میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ ایک ذرا سے بہانے پر اس کو پکڑ کر سزا دی جاتی ہے اور گزشتہ تمام رپورٹوں کو بھی دلیل بنا لیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی ساری عمر میں تحقیق کی روشنی تک بھی نہیں دیکھی ہوتی۔ کیا آپ پر جو جماعت کے لئے بطور مصلح ہونے کے مدعی ہیں یہ

فرض نہیں کہ جس شخص کے حلق پبلی ہی رپورٹ آئے یا آپ کے علم میں اس کے خلاف کوئی بات لائی جائے۔ جس میں اصلاح کی ضرورت ہو تو اسے بلا کر سمجھائیں اور اس کو غلطی سے نکال کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ہے اور یقیناً ہے لیکن یہ آپ کا ایسا نہ کرنا تا تا ہے کہ آپ اس شخص کی جس کے خلاف آپ کو رپورٹیں ملتی ہیں اصلاح نہیں چاہتے بلکہ اس کو جانی دہلاکت کے کڑھے میں دھکیلنے کے خواہشمند ہیں اور خیر الدین کے کیس میں کیا بھی کچھ نہیں ہوا۔ کہ اس کے خلاف دو سال سے آپ رپورٹیں جمع کر رہے ہیں۔ لیکن کسی ایک رپورٹ کی بھی تحقیق نہیں مگنی اور اب انہیں موجودہ کیس میں دلیل بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر ابتدائی رپورٹ کی ہی آپ تحقیق کر لیتے تو میرا غالب خیال ہے کہ صفائی ہو جاتی اور آپ کو اسی قدر لمبے عرصہ تک جو تک و دو کرنی پڑی ہے نہ کرنی پڑتی۔ چنانچہ تفصیلی حالات شائع کرنے چکے تو آپ کو علم ہو جائے گا اس میں وہ قصور نہیں بلکہ قصور کسی اور کا ہے۔ جس کا ذکر میں ابھی مناسب نہیں سمجھتا۔

میں آپ کی خدمت میں خدا کا واسطہ ڈال کر اور سلسلہ کی عظمت اور مسیح موعود کی ساری عمر کی محنت کا واسطہ ڈال کر جو آپ نے اس پودہ کو لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں صرف کی ہے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ جانتے کہ سلسلہ کی عظمت اور اس کی نیک نامی پر کوئی دھبہ نہ لگے اور یہ کہ دشمنوں کو غلطی کا موقع نہ ملے تو آپ جلد از جلد اپنی سیاہ کاریوں سے توبہ کریں اور یہ مقام جو آئے دن آپ سے مرز ہوئے رہتے ہیں امید ہے ان کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ میں حیران ہوں کہ آپ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب اس طرح آپ پرانے آدمیوں کو نکالتے چلے جائیں گے تو کیا کبھی بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی اور کبھی بھی ان کو خیال نہیں پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے پرانے اور غلط دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے کے جرم میں جماعت سے الگ کئے جاتے ہیں اور ہر چند سالوں کے بعد کوئی نہ کوئی دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے لگ پڑتا ہے یا دیکھیں یہ بات ضرور ان کی توجہ کو تحقیق کی طرف بھروسے کی اور پھر آپ کی خیر نہیں۔ اس لئے آپ فوراً ان باتوں سے توبہ کر کے اپنے اوپر بھی اور سلسلہ پر بھی رحم کریں اور اس لڑکے کا وہ قول کہ جو اس نے امام ابوحنیفہ کو کہا تھا کہ میں پھسلتا تو اکیلا پھلسوں گا۔ لیکن آپ اپنے پھسلنے کی فکر کریں۔ اگر آپ پھسلے تو کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبیں گے۔ ہمیشہ مد نظر رکھیں۔

میں آپ کو صاف بتا دیتا ہوں کہ خیر الدین کو نکالنے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے اور جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اس کو آپ کے چال چلن کے متعلق بہت سے واقعات معلوم ہیں اور اس نے ان کی اشاعت سے باز نہیں آتا۔ صرف واقعات ہی نہیں بلکہ ان تمام اشخاص کے نام بھی

شائع کرے گا جنہوں نے آپ کی بد چلتی کی نہ صرف شہادتیں دی ہوئی ہیں بلکہ کئی واقعات اپنی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ نہ صرف آپ کو حیران کر دینے والی ہوگی بلکہ دنیا کو بھی حیرت میں ڈال دے گی اور جماعت میں قیامت خیز زلزلہ پیدا کر دے گی۔ پھر ان میں سے ایسے لوگ ہیں جن کو جھٹلانا یا جن کو جماعت سے نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ آخر ان لوگوں کو کئی گواہی دینی پڑے گی۔ خصوصاً جب ان سے تریاق القلوب والی قسم کا مطالبہ کیا جائے گا اگر چہ رہیں تب مشکل۔ اگر جھوٹ بولیں تب مشکل۔ عجب محضہ میں ان کی جان پڑ جائے گی۔ آخر وہ مجبور ہوں گے کہ ان واقعات سے انکار نہیں کر سکیں گے اور اس کے نتیجہ میں جو مشکلات پیدا ہوں گی اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں۔ ابھی تو گھر میں ہی بات ہے۔ ہاں اندر ہی اندر بغیر کسی کو علم دیے دبا لی جاسکتی ہے۔ اگر ایک دفعہ ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس کا دباننا ناممکن ہو جائے گا۔ میں نے آپ کو عین وقت پر بتلادیا ہے۔ ”فقد اعذر من انذو“ پس آپ بہت ہاتھ سے نکلنے سے قبل اصلاح کر لیں اور اپنی غلطی کو واپس لے لیں۔ ورنہ پھر پچھنے کیا ہوت جب چیزیاں چمک گئیں نہایت کی مثل صادق آئے گی اور ہر کفہ افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

ان تمام باتوں کو خدا کے لئے کسی دھمکی پر محمول نہ کریں۔ بلکہ اسے غصہ نہ سمجھیں اور اس رنگ میں اسے پڑھیں۔ نیکے الفاظ میں یہ محض اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ میری غرض محض اصلاح ہے اور سلسلہ کو بدنامی سے بچانا ہے۔ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے نظام کو توڑ دیا جائے یا اس کے نقائص پر ایک میں یا میں لہو دشمنوں کو خوشی ہو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نئے نظام کے قائم کرنے میں کس قدر مشکلات ہوں گی اور اس کو توڑنے میں کس قدر خطرات پیش آئیں گے۔ گو آپ اپنی بد چلتی کی وجہ سے معزول ہونے کے قائل ہیں۔ لیکن چونکہ جماعت آپ کے ہاتھ میں اپنے نظام کی باگ ڈور بے نیکی ہے اس لئے یہ آپ کے ہاتھ میں ہی رہے۔ پس آپ بہت جلد کسی مناسب طریق سے فخر الدین صاحب مالے اعلان کو واپس لے لیں اور سلسلہ کو بدنامی سے بچالیں۔ آپ کی بد چلتی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں ٹھکتی رہتی ہے۔ اس کا ذکر کر دینا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ممکن ہے جس چیز کو ہم زنا سمجھتے ہیں آپ اسے زنا ہی نہ سمجھتے ہوں اور آپ کو چونکہ قرآن شریف کے عارف ہونے کا دعویٰ ہے اس لئے ممکن ہے آپ کی باریک بین نظر نے شریعت سے ان افعال کے متعلق جن کے آپ مرتکب ہیں کوئی جواز کی صورت نکال لی ہو۔ پس اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں۔ اگر میری سمجھ میں آگئی تو میں اپنے سارے اعتراضات واپس لے لوں گا۔

اسی طرح فخر الدین کے متعلق بھی اگر آپ مجھے یہ سمجھا دیں کہ وہ فی الحقیقت پیغمبروں اور احرار یوں سے ملا ہوا ہے تو میں اس سے فوراً قطع تعلق کر لوں گا اور اس سے قطعاً کوئی ہمدردی مجھے نہیں رہے گی۔ کیونکہ سلسلہ مجھے سب تعلقات پر مقدم ہے۔ لیکن اگر آپ اپنی اصلاح بھی نہ کریں اور مجھے بھی نہ سمجھائیں تو پھر میں مجبور ہوں کہ آپ کو ان معنوں میں خلیفہ نہ سمجھوں کہ اب حضرت مسیح موعود کے ان کی روحانیت میں نائب ہیں اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح کا مجھے یقین ہو جائے۔ میں آپ کے ذاتی چال چلن کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے یہ سمجھوں گا کہ میں ایک ایسی ریاست میں رہ رہا ہوں۔ جس کا والی بد چلن ہے۔ لیکن اس کی بد چلنی سے ہمیں کیا تعلق۔ ریاست کے انتظام کے متعلق جو احکام والی کی طرف سے صادر ہوں گے ان کی تعمیل حسب استطاعت کرتے رہیں گے۔ پس ٹھیک اس طرح میں آپ کو جماعت کے نظام کا ہیڈ یعنی افسر بلاا سمجھ کر سلسلہ کی خدمت جو میرے سپرد ہوگی کما حقہ بجالاؤں گا۔

بشرطیکہ آپ کی طرف سے اس میں بھی روکیں نہ ڈالی جائیں۔ جیسا کہ اب آپ ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے میرے شاف کے ممبروں اور میرے طلباء کو میرے اوپر جاسوس مقرر کیا ہوا ہے اور ایسے آدمیوں کو مجھ پر مسلط کیا ہوا ہے۔ جن کو انتظامی طور پر مجھ سے تلخیص پہنچی ہوئی ہیں اور جو دشمن اور انتقام کے جذبات اپنے دلوں میں میرے خلاف رکھتے ہیں اور آپ بھی ان کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ایسی حالت میں قطعاً میرا کوئی رعب شاف پر رہ سکتا ہے نہ طلباء پر۔ اس کام میں نقص لازمی امر ہے اور اس کی ذمہ داری آپ پر ہے نہ مجھ پر۔ پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلسلہ کے اس کام میں جو میرے سپرد ہے۔ نقص پیدا نہ ہو تو جاسوس دور فرمائیں اور میرے Prestige کو دوبارہ قائم کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ میرے کام کو آپ خود عداً خراب کر کے مجھ پر انتظامی رنگ میں گرفت کرنا چاہتے ہیں اور سب کچھ اس لئے کہ اصل سبب لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے اور اس پر پردہ پڑا ہے۔ یہ راہ بھی میں بطور تنزل اختیار کرنے پر راضی ہوں اور وہ بھی محض اس لئے کہ جماعت کو فتنہ سے بچانے کے لئے میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔ میں آپ سے آپ کی ان بد چلنیوں کی وجہ سے الگ ہو سکتا ہوں۔ لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو مسیح موعود کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں دورا ہوں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کرا کے نئے خلیفہ

کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اب یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔ آپ مجھ سے شق اول اختیار کروائیں یا دوسری، اگر آپ کی مرضی مجھ سے دوسری شق اختیار کروانے کی ہو تو اس صورت میں آپ پر یہ فرض ہوگا کہ مجھ پر جو حملے آپ نے کئے ہیں ان کا از الہ بھی خود ہی کسی مناسب طریق سے کریں۔ میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کر دیتا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ مجھے مختلف ذرائع سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ جنبی ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آ جاتے ہیں۔ ہاں اگر کسی موقع پر پڑھنی پڑ جائے تو میں فتنہ نہیں ڈالوں گا۔ اس وقت پڑھ لوں گا۔ لیکن علیحدگی میں جا کر اسے دہرائوں گا۔ میں اخلاقی مجرم ہوں گا۔ اگر اس تحریر کے ختم کرنے سے قبل سردار مصباح الدین کے متعلق آپ کی غلط فہمی دور نہ کر دوں۔ میں سنا ہوں کہ آپ ان سے بھی ناراض ہیں اور ان کے ساتھ بھی فخر الدین والا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں دیانت داری کے ساتھ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ بالکل بے قصور ہیں۔ ان باتوں سے وہ کوسوں دور ہیں۔ وہ مخلص احمدی ہیں۔ سلسلہ کا درد ان کے دل میں ہے اور وہ کام کے آدی ہیں۔ ان سے اگر آپ کام لیں تو وہ آپ کو اخلاص اور دیانت داری کے ساتھ کام دے سکتے ہیں اور بہت مفید کام دے سکتے ہیں۔ اگر ان میں آپ کے نزدیک کوئی نقص ہے تو کون سا آدی ہے جو نقصوں سے خالی ہوتا ہے۔ یہی ایسے مفید اور مخلص انسانوں کی قدر کریں۔ یہی لوگ وقت پر آپ کے کام آئیں گے۔ جو لوگ آج کل آپ کے ارد گرد ہیں اور جو بد قسمتی سے مخلص سمجھ لئے گئے ہیں۔ یہ سخت مفید اور فتنہ ڈالوانے والے لوگ ہیں۔ یہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اخلاص کس بلا کا نام ہے اور جماعت کے اتحاد کی کیا قدر و قیمت ہے۔ ان کو اپنی ذاتی اغراض سے تعلق ہے۔ جب تک وہ پوری ہوتی رہیں گی وہ سلسلہ کے ساتھ ہیں اور اگر ان کے پورا ہونے میں ادنیٰ سا بھی فرق نظر آیا یا دوسری جگہ سے زیادہ دنیادی فوائد مل جائیں تو وہ سلسلہ کو فروخت کر کے اپنی اغراض کو پورا کر لیں گے۔ اس قماش کے لوگ ہیں جو آج کل آپ کے محمد علیہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق تو مجھے شبہ ہے۔ وہ دل میں پیغامی ہیں اور یہاں محض جماعت میں فتنہ ڈالوانے کے لئے رہتے ہیں اور اس مقصد میں وہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے اور جماعت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

اسی طرح فخر الدین کے متعلق میں پھر عرض کروں گا کہ اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ وہ بھی مخلص اور کام کا آدی ہے۔ وہ سلسلہ کا اور آپ کا اور اہل بیت کا دیرینہ خادم ہے۔



ہر شخص اپنی طرز پر خدمت کرتا ہے۔ اس نے بھی اپنی طرز پر کبھی کسی خدمت سے منہ نہیں موڑا۔ اس پر بھی آپ کو غلط طور پر بدعنوان کیا گیا ہے۔ اس کے معاملہ میں عجیب بات یہ ہے کہ عبدالرحمان برادر احسان علی نے دوران مقدمہ میں کہا تھا میں فخر الدین کو جماعت سے لٹکوا کر چھوڑوں گا اور آج وہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ آپ حضرت علیؓ اور طلحہؓ میرٹ کے واقعات کو یاد کریں کہ کس طرح ان کے اندر اتحاد کی کچی تڑپ تھی اور کس طرح انہوں نے عین میدان جنگ میں سمجھوتہ کر لیا تھا۔ لیکن جو لوگ ان کے ارد گرد تھے اور جو اس وقت ان کے معتمد علیہ بنے ہوئے تھے اور بڑے اخلاص کا اظہار کر رہے تھے اور اپنے آپ کو اسلام کے سچے جانثار ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی خیانت فطرت کا ثبوت دیتے ہوئے دونوں کو آ خر لڑا دیا اور اسلامی اتحاد کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ پس اس وقت بھی بھیجیے ایسی ہی حالت سامنے ہے۔ مہربانی فرما کر سوچ سمجھ کر قدم رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک غلط قدم اصل راستہ سے ہزاروں کو جس جماعت کو دور لے جائے اور اس وقت ہوش آئے جب کہ واپس مڑنا سخت مشکل ہو چکا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ آپ کو ٹھنڈے دل سے اس تحریر پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسی راہ پر آپ کو گامزن کرے جس سے جماعت میں فتنوں کا دروازہ نہ کھلے۔ کیونکہ جو دروازہ ایک دفعہ کھلتا ہے وہ بند نہیں ہوا کرتا۔ اے اللہ تو ہمیں فتنوں سے بچا۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ ”اللہم انت خیر حافظاً۔

اللہم انت خیر حافظاً۔ اللہم انت خیر حلفظاً“

میں نے جو کچھ عرض کرنا تھا سچائی اور دیانت داری کے ساتھ سلسلہ کی اور آپ کی بہتری کو مد نظر رکھ کر عرض کر دیا ہے۔ اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی جو قضا ہوگی وہی جاری ہو کر رہے گی۔ ہم راضی ہیں۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرے گا سلسلہ کے لئے بہتر کرے گا۔

”وافوض امری الی اللہ واللہ بصیراً بالعباد۔“ و آخر دعوانا ان

والسلام!

عبدالرحمان مصری

الحمد لله رب العالمین“

۱۰ جون ۱۹۳۷ء

یہ خط ۱۰ کو لکھا گیا اور گیارہ کو بھیجا گیا۔

## نقل خط نمبر ۲:

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحفہ ونصلی علی رسولہ الکریم!  
سیدنا • السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں ایک عریضہ پہلے ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ ابھی تک جناب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں Prestige (وقار) کا خیال اس مخلصانہ اور ہمدردی سے بھری ہوئی نصیحت کو قبول کرنے سے مانع نہ ہو۔ پھر آپ کی خدمت میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور یہ یقین کر لیں کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ سلسلہ اور آپ کی ذات دونوں کو بدنامی سے بچانے کے لئے عرض کیا ہے اور میں دل سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ پبلک میں نہ آئے اور انشاء اللہ ایہ بیضہ رازی رہے گا۔ آپ یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ آپ کے Prestige یعنی وقار کو یا آپ کے مقام کو اس سے کوئی صدمہ پہنچے گا۔ اگر آپ ان باتوں سے توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو آپ ہمیں پہلے سے بھی بڑھ کر غلط پائیں گے۔

یہ بات آپ سے مخفی نہیں رہ سکتی کہ جماعت کا فرض ہے کہ اپنے اس خلیفہ کے اعمال کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست مامور نہیں کیا جاتا۔ نگہداشت رکھے اور اگر اسے شریعت سے منحرف ہوتے دیکھے تو اس کو شریعت کی اطاعت کی طرف لائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے خطبہ کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں: ”انما ان مثلکم انما الی متبع ولست بمبتدع فان استقمتم فتابعونی وان زغمت فقومونی الا وان لی شیطاناً یعتربنی نازاً اتانی فاجتنبونی“

ترجمہ: ”میں صرف تمہاری مانند امت کا ایک فرد ہوں۔ میں تو مقررہ شریعت کی اتباع کرنے والا ہوں۔ میں اس شریعت میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں سیدھا رہوں تو میری تابعداری کرو۔ اگر میں شریعت کے احکام سے منحرف ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ یہ بھی سن لو کہ میرا بھی شیطان ہے جو مجھے آچٹتا ہے۔ پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔“ (زائد عبارت) یہ ترجمہ خط میں نہیں لکھا گیا۔

الفاظ واضح ہیں مجھے آپ کے سامنے کسی قسم کا استدلال کر کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ پس ایسی صورت میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم آپ کے اعمال میں اگر کوئی خلاف شریعت جزو دیکھیں تو اس سے آپ کو روکنے کی اپنی پوری کوشش کریں۔ اب میرے علم میں جب وہ باتیں آچکی ہیں جن کا ذکر میں اپنے پہلے عریضہ میں کر چکا ہوں تو میرا فرض ہے کہ میں اس کی اصلاح کروں اور اس کے دوسری طریق ہو سکتے ہیں۔

اول ..... یہ کہ میں خود بیضہ راز آپ سے عرض کروں اور اس پر میں نے عمل کیا ہے۔

دوم ..... اگر آپ توجہ نہ فرمائیں تو پھر جماعت کے سرکردہ اصحاب کے سامنے تمام واقعات

بائیں رکھ کر ان سے مشورہ کروں اور جو چیز آپ کو ان باتوں کے روکنے کی قرار پائے اس پر عمل کیا جائے اور اگر وہ بھی ڈریں اور توجہ نہ کریں تو پھر ساری جماعت کے سامنے رکھ کر اس کا فیصلہ کراؤں۔ لیکن میری انتہائی کوشش یہی ہوگی کہ دوسروں کو چھوڑ اپنی جماعت کے بھی کسی فرد کو اس کا علم نہ ہو۔ صرف میرے اور آپ کے درمیان ہی یہ بات رہے۔ دوسری دو صورتیں انتہائی مایوسی کی حالت میں عمل میں لائی جائیں تو لائی جائیں۔ ورنہ نہیں۔ لیکن میں نے جیسا کہ پہلے عرضہ میں بھی عرض کیا ہے ان واقعات کا علم صرف مجھ تک ہی محدود نہیں بلکہ بہت لوگوں کو اس کا علم ہے اور انہی میں سے فخر الدین بھی ہیں۔ ان کو جماعت سے الگ کیا گیا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ان کو علیحدہ محض اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ وہ ان واقعات کا علم رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اپنے آپ کو بدنامی سے بچانے کے لئے وہ بھی مجبور ہوں گے کہ پبلک میں کوئی بیان شائع کریں اور مجھے علم ہے کہ ان کا ارادہ تھا اور اسی بناء پر میں نے آپ کو لکھا تھا کہ پبلک میں بات آنے سے قبل آپ ان کی تلافی کر لیں اور کسی مناسب طریقہ سے اس اعلان کو منسوخ کر دیں جس سے آپ کا وقار بھی قائم رہے اور وہ بھی مجبور ہو کر کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس کا واپس لینا پھر مشکل ہو جائے۔ پرسوں اتفاق سے میں بک ڈپو کی طرف گیا اور میں نے دیکھا کہ مظہر اور مولوی فضل دین وہاں بیٹھے ہیں۔ محمد یوسف بن مولوی قطب الدین نے مظہر سے پوچھا کہ تمہارے ابا کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ معافی تو مانگ رہے ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی اور میں نے شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو معافی کی طرف پھیر دیا ہے اور پہلے ارادہ سے وہ باز آ گیا ہے۔ اس کے لئے یہ ایک اچھا موقعہ ہے۔ اب اس سے فائدہ اٹھا لینا چاہئے۔ اب اس سے جناب کے وقار کو بھی صدمہ نہیں پہنچے گا اور معاملہ بھی نہایت جلد ہی سے طے ہو جائے گا۔ پس میں پھر آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور سلسلہ حق کی عزت کا واسطہ ڈال کر عرض کرتا ہوں کہ آپ نزاکت و حق کو بچانے اور سلسلہ کو بدنامی سے بچالیں اور دشمنوں کو ہنسی کا موقع نہ دیں اور فوراً اس کی معافی کا اعلان فرما دیں۔ کیونکہ اب اس نے خود معافی مانگ لی ہے۔ ورنہ بات ہاتھ سے نکل جائے گی اور پھر کچھ نہیں بن سکے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے پاس مواد بہت زیادہ ہے اور اس کو اگر اس نے استعمال کیا تو مشکلات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہمارے سامنے آجائے گا جس کی رو کو روکنا ناممکن ہو جائے گا۔

یہ ایک سچے ناصح کی نصیحت ہے۔ کاش آپ اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو قبول کر کے جماعت کو فتنہ سے بچالیں۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کے دل کو سیدھا راستہ کرنے کی توفیق

### نقل خط نمبر: ۳

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدنا . السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

دو عریضے میں جناب کی خدمت میں قبل ازیں ارسال کر چکا ہوں۔ ان کے بعد حریر  
تحریر کرنے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس معاملہ میں مجھے نرمی نہیں دکھانی چاہئے۔ کیونکہ اس  
معاملہ میں نرمی سلسلہ کے ساتھ اور مسیح موعود کی ذات اور حضور کی اولاد کے ساتھ خیانت ہے۔ مسیح  
موعود کے بے شمار احسانات کے نیچے ہم دبے ہوئے ہیں۔ میرا نفس مجھے بار بار ملامت کر رہا ہے  
کہ کیا ان احسانات کا بھی بدلہ ہے کہ ان کی اولاد کو ایک بدی میں مبتلا دیکھ کر اس میں سے انہیں  
ٹکالنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے۔ سلسلہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور وہ اس لئے کہ سلسلہ  
کے افراد اندر ہی اندر آپ کی یہ حالت دیکھ کر اس میں سے انہیں ٹکالنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی  
جائے۔ سلسلہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور وہ اس لئے کہ سلسلہ کے افراد اندر ہی اندر آپ کی یہ  
حالت دیکھ کر دہریہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہم اعلانیہ ان کو اس سے مدد نہیں سکتے۔ یہ بدی  
ابھی اتنی سرعت کے ساتھ سراپت کر رہی ہے کہ دیکھ کر حیرت (ہوتی ہے) اور حالت یہاں تک پہنچ  
چکی ہے کہ اب اس بدی کو بدی ہی نہیں سمجھا جاتا اس رو کو اس وقت نہرو کا جائے تو خدا جانے کتنی  
نسلوں تک یہ وبا اس طرح پھیلی چلی جاوے گی اور کب اس کا خاتمہ ہوگا۔ اگر ہم علماء خاموش رہیں  
تو یقیناً خدا کے حضور جواب دہ ہوں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ”أخفنته القریۃ بالاثم“ کی  
حالت آپ پر نہ آئے۔ آپ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں اور گناہ سے توبہ کرنے میں عزت  
ہے۔ بے عزتی نہیں۔ پس اگر آپ توبہ کے لئے تیار ہوں تو توبہ کی جو اہم شرائط تمام صوفیاء نے  
لکھی ہیں اس پر عمل شروع ہو جانا چاہئے اور وہ یہ کہ اس بدی کا ماحول بدلا جائے اور اس کو عملی جامہ  
پہنانے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل ضروری ہے۔

۱..... آپ کے پاس محرم عورتوں کے سوائے بالعموم عورتیں نہ جائیں۔

۲..... تمام غیر محرم عورتیں آپ سے پردہ کریں اور یہ آپ ان سے حکماً کروائیں۔ یہ ایک  
شریعت کا حکم ہے۔ جس کی بدروی کو بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے اور قطع نظر اس کے اس حالت کے  
ویسے بھی آپ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے یہ فرض ہے کہ آپ شریعت کے احکام کو نافذ کریں۔

۳..... تمام وہ لوگ خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں جو اس کام میں آپ کے معاون بنے ہوئے ہیں۔ ان کو اب رخصت کیا جاوے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ فوراً ایسا کریں۔ بے شک حکمت عملی سے کام لے کر کچھ عرصہ تک انہیں اپنے سے علیحدہ کر دیں۔

۴..... جو سختیاں آپ نے محض اپنے اس عیب کو چھپانے کے لئے بعض صحابہ مسیح موعود پر کی ہوئی ہیں۔ ان کی تلافی کی جائے۔ یہ میرے جائز اور واجبی چار مطالبات ہیں جو تقویٰ، دیانت اور انصاف تقاضا کرتا ہے کہ آپ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور دل کی خوشی کے ساتھ انہیں پورا کریں۔ ہاں! اگر انہیں یا ان کے پورا کرنے کی طرز اور حکمت میں کوئی ترمیم وغیرہ کرنا چاہیں تو مجھ سے زبانی گفتگو کر سکتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمن مصری

۲۳ جون ۱۹۳۷ء

### نمبر ۴..... چند تاریخی تحریرات

جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل اور ایک غلط بیانی کی تردید جب سے میں نے خلیفہ آس الثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں جن کی بالتفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے۔ آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ ہاں اگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں اور مجھے یقین دلاویں کہ آئندہ پھر یہ نقائص پیدا نہیں ہوں گے تو میں اپنی فتح بیعت کا اعلان نہیں کروں گا اور آپ کا خادم رہوں گا اور جس کو انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے خود جماعت سے خارج کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار ہی نہیں۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جاوے گی۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہجمن اور اضطراب پھیلا ہوا ہے اور لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ اس فتح بیعت کی کیا وجہ ہے؟ خاکسار جسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص و محبت اور حضرت صاحب کو خاکسار سے اتنا تعلق و محبت اور خاکسار کے خاندان کو ان کے خاندان سے اور ان کے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے۔ آج وہ ان کی بیعت سے الگ ہوا ہے اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی۔ اس کے ضائع ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں جب کہ بظاہر اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں

آسکتا۔ خطرہ میں ڈال دیا ہے اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ جب کہ یہ دیکھا جاوے کہ چندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے۔ دو بچے کالج میں بھی تعلیم پا رہے ہیں۔ پس مال و عزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ لوگوں کے اس استعجاب و حیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی جھوٹا و مکررہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ گویا میں نے اپنی لڑکی حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی اور حضرت صاحب نے اس کو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا اور اس ناراضگی کے غصہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اس پروپیگنڈہ کو دیر سے سن رہا ہوں۔ لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن اب جب کہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مجھے خیال پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو طبعی خواہش ہے وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے اور وہ اس سے تسلی پا کر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے اسے دریافت کرنے سے رک جائیں۔ میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس غلط بیانی کی اب اعلانیہ تردید کروں۔ قادیان میں تو ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے کہ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں بھی مولوی غلام رسول راجیکی نے بیان کیا کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں کہ مولوی غلام رسول راجیکی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کے کہہ دی ہو۔ لیکن بہر حال چونکہ اس کا چرچا عام ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ ان سے بھی دریافت کر لیتے جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا۔ یعنی خود حضرت صاحب یا اس خاکسار سے۔ میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہب اور اخلاق دونوں لحاظ سے فرض تھا۔ پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے اپنے ایک بھائی کے احساسات کو ناوا جب طور پر مجروح کیا ہے اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اس پر جتنی بھی نفیر اس کی جاوے کم ہے۔ یعنی ایک ادنیٰ سی دنیوی خواہش کے پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اس ذہنیت پر میں سوائے ”ان اللہ وانا الیہ راجعون“ کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے اس

قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبانوں کو روک لیں گے.....

میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ پیش نہیں کیا۔ نہ تحریر نہ تقریر نہ اشارۃً نہ کنایۃً نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ کسی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو خود حضرت صاحب سے براہ راست دریافت کر لے۔ مجھے چند ماہ قبل ایک معزز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے معزز دوست نے بتلایا کہ حضرت صاحب نے کہا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ شیخ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کہا مجھے بھی یہ افواہ پہنچی ہے۔ مگر نہ معلوم شخص نے اسے پھیلا دیا ہے۔ پس دوستو! یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریر کی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح پراگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا دنیوی مفاد کے ساتھ ہو۔ میری طرف منسوب کی جاوے تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں اور میرے مفصل بیان کا انتظار کریں۔ جس میں اس اقدام کی اصل وجہ بیان کروں گا۔ اس مفصل بیان کو شائع کرنے کے لئے سرعت میں متروک ہوں۔ کیونکہ جماعت کے شیرازہ کے بکھر جانے کا غم میرے دل کو کھائے جا رہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ معاملہ بغیر پبلک میں آئے۔ اندر ہی اندر طے ہو جائے۔ لیکن میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور اس کی بھی اصل وجہ میرے مفصل بیان میں آجائے گی۔ اگر وہ شائع ہوا۔ لیکن اس کے شائع کرنے سے قبل میں جماعت کے تمام ذمہ دار دوستوں کی خدمت میں پرزور اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ بہتر صورت یہی ہے کہ اس نازک معاملہ کو باہمی طور پر سلجھالیں۔ مجھ پہ گالیوں اور گند اچھالنے اور کمینگی دکھانے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ میں ان دوستوں کے سامنے اپنی تینوں چٹھیاں رکھ دوں گا اور تمام اپنے شکوے پیش کر دوں گا اور اگر ضرورت ہوگی تو ان کے درست ہونے کے ثبوت بھی بتلا دوں گا۔ جن کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں گے کہ آیا میری تحریروں میں کسی قسم کی گالی ہے۔ میں نے جو قدم اٹھایا ہے محض خدا کے لئے اٹھایا ہے اور جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو ہریت کی طرف لے جا چکا ہے اور بہتوں کو لے جانے والا ہے۔ اس کی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے بلکہ اس کو ضروری جان کر اٹھایا ہے اور اس سے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ ممکن ہے کہ میرے خلاف نفرت کے ریزولیوشن پاس کروائے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جاوے۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میری آواز آج نہیں کل، بلکہ نہیں پرسوں سنی جاوے گی اور ضرور سنی جاوے گی۔ انشاء اللہ

تعالیٰ! کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبا یا نہیں جاسکتا۔ مجھے ناکامی سے ڈرایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل بھی لوگ اٹھے اور ناکام رہے۔ ممکن ہے کہ پہلے اٹھنے والے کسی دنیوی غرض کے ماتحت یا انتقامی جذبہ کے ماتحت اٹھے ہوں۔ اس لئے ناکام رہے ہوں۔ لیکن مجھے اپنی کامیابی پر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے ساتھ پورا یقین ہے۔ کیونکہ میں اس کی ذات پر بھروسہ کر کے اسی کے پیارے مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں جو بگاڑ پیدا ہو کر اسے تباہی کی طرف لے جانے والا ہے اس کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ان کو جماعت پر بڑا اقتدار ہے۔ پھونک مار کر تمہیں اڑا دیں گے۔ میں نے کہا کہ ان کے اقتدار اور اپنی بے بسی کو میں بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن حق کی قوت بڑی زبردست قوت ہے جو باطل کی تمام قوتوں کو مٹا ڈالتی ہے۔ ممکن ہے کہ میں کچلا جاؤں اور جماعت میری طرف توجہ نہ کرے۔ لیکن جو بات میں جماعت کے اندر قائم کرنا چاہتا ہوں اور جس سچائی کی طرف لانا چاہتا ہوں وہ ضرور قائم ہو کر رہے گی اور وہ نقص جو گنہگار کی طرح سلسلہ کی چھتوں کی لکڑی کو کھار ہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ! اس کے ذریعہ دور ہو جائیں گے۔ ”وما علینا الا البلاغ“ پس میں دوستوں کی طرف سے اس درد منداناہی کے جواب کا چند دن تک انتظار کر کے اپنے مفصل بیان کو شائع کرنے کے متعلق فیصلہ کر دوں گا۔ والسلام علی من اتبع الهدی! خاکسار: عبدالرحمن مصری، ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

### نمبر ۵..... جماعت کو خطاب

”ولا یجرمنکم شأن قوم علی الا تعدلوا ۝ یصلوا ۝ اقرب للتقویٰ“  
 ”(اے مومنو) لوگوں کی دشمنی ہمیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دے دو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔“

اے مسیح موعود کی مقدس اور صحابہ کرام کی بروز جماعت! میں آپ کو ارشاد الہی ”ذکر فان الذکر یتنفع المؤمنین“ (الہی ارشادات یاد دلاتا ہوں کیونکہ یہ مومنوں کو نفع دیتا ہے) کے ماتحت آپ کی ایک عظیم الشان غلطی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کا ارتکاب آپ سے نادانستہ اور بغیر سوچے سمجھے ہو گیا ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ اس کا علم پانے پر آپ فوراً اس غلطی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اسے واپس لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے: ”والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا اللہ فاستغفروا والذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا واعلیٰ ما



فعلوا وفہم یعلمون“ یعنی مومن سے اگر کوئی غلطی ہو جائے۔ خواہ بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ تعالیٰ سے فوراً اس کی معافی کا طالب ہوتا ہے اور علم پا کر اس پر کبھی اصرار نہیں کرتا اور پھر فرماتا ہے: ”انما المؤمنون الذی اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتهم ایماناً وعلیٰ ربہم یتوکلون“ یعنی حقیقی مومن صرف وہی ہوتے ہیں جن کے سامنے جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام آ جائے۔ ان کے دل فوراً ڈر جاتے ہیں اور جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں۔ ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں زیادتی شروع ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کو ماسوی اللہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی توکل ہو جاتا ہے۔ میرے عزیزو! میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے بچے سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت، اپنا مال، اپنی سبیل معاش، اپنا آرام، اپنے اہل و عیال کا آرام، اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے محض انتقاء لہر ذات اللہ آپ کی خدمت کے لئے نکلا ہے۔ (مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس قربانی کو ضائع نہیں کرے گا اور ضرور اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا اور میری تمام ضروریات کا بھی وہ خود ہی متکفل ہوگا۔ انشاء اللہ!) دشمن قرار دے کر بغیر کسی قسم کی تحقیق کئے اس کے خلاف نفرت و حقارت کے ریزہ لیون پاس کرتے ہوئے بیٹھا مار گالیوں کا اسے نشانہ بنایا ہے۔

عزیزو! بیشک اس سب و شتم سے آپ نے ایک انسان کو تو خوش کرنے کا سامان کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچ لیتے کہ جزاء و سزا کے دن جس کی شان میں ”لا تزد و زدة و زدر اخری“ وارو ہوا ہے۔ کیا جواب تیار کیا ہے؟ میں نے تو دل سے یہ سب گالیاں آپ کو معاف کر دی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”فیبغوا“، یعنی تحقیق کر لیا کرو اور رسول کریم ﷺ کے فرمان ”المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ“ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذا رسانی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں) کو جو آپ نے توڑا ہے اس لئے مجھ کو ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں آپ گرفت کے نیچے نہ آ جائیں۔ عزیزو! آپ شیخ اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے غور تو کریں کہ کہیں آپ نے ایک مومن بھائی کو منافق بتاتے ہوئے منافق کے متعلق رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ علامتوں میں سے اس علامت کے ماتحت ”اذا خاصم فجر“، یعنی منافق کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ جب اس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے اپنے اندر تو کوئی علامت نفاق پیدا نہیں کر لی؟

میرے پیارے بھائیو! آپ نے اپنے تمام ریزولیوشنز کی بناء اس بات پر رکھی ہے کہ میں نے خلیفہ وقت کے مقابل جماعت میں اپنے اثر و رسوخ کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس اثر و رسوخ سے کام لے کر میں خلیفہ کو گرا دینے کا مدعی ہوں۔ لیکن میں آپ سے نہایت ادب سے یہ دریافت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ریزولیوشنز پاس کرنے سے قبل میرے اس دعویٰ کو میرے خطوط میں خود پڑھ لیا تھا یا میرے وہ الفاظ جن میں میرا یہ دعویٰ صراحتاً مذکور ہو سن لئے تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آپ ہی خدا کے خوف کو مد نظر رکھتے ہوئے بتلائیں کہ اپنے ایک بھائی کے خلاف اتنا خطرناک قدم اٹھانے میں اللہ تعالیٰ اور تمام منصف مزاج لوگوں کے نزدیک آپ کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ کہیں کہ خلیفہ وقت کے اعلان میں اس عاجز کی طرف یہ دعویٰ منسوب کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ لوگوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا تو میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اپنے ایک بھائی کو منافق، مرتد، بد باطن، نیند پرواز، ابلہ، بے شرم وغیرہ کے خطابات عنایت کرنے میں یہ عذر قطعاً قابلِ سماعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلیفہ خدا نہیں آخروہ بھی انسان ہے جس کی طرف گو عموماً غلط بیانی منسوب نہ کی جائے۔ لیکن اس سے غلطی لسان و سہو وغیرہ کے وقوع میں آنے کا تو ہر وقت احتمال موجود ہے۔ پس مذہب اور اصلاح کا یہ فرض تھا کہ آپ مکمل تحقیق کے ذریعہ علی وجہ البصیرت ہونے سے قبل بالکل خاموش رہتے اور میرے اصل الفاظ کے شائع کرنے کا مطالبہ کرتے اور ساتھ ہی مجھ سے بھی حقیقت دریافت کرتے۔ اس کے بعد آپ کا حق تھا کہ اخلاق کی حدود کے اندر رہتے ہوئے جو قدم آپ چاہتے اٹھاتے۔

میرے مومن بھائیو! ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ بھی ثمرہ ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر لینے والا انسان حق گوئی، حق بینی، حق نفی میں کسی شخصیت کے دباؤ کے نیچے نہیں آتا۔ خواہ وہ کتنی عظیم الشان ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ وہ ”لا یخافون لومة لائم“ کا مصداق ہوتا ہے۔ پس آج میں اپنے اس اشتہار کے ذریعہ آپ کی خدمت میں اس ایمان کا واسطہ دے کر جو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آپ لوگوں کو ملا ہے عرض کرتا ہوں کہ میرے اصل الفاظ کو دکھلانے کا مطالبہ کریں۔ جن میں میں نے اثر و رسوخ اور اس کی بناء پر خلیفہ کو گرانے کا دعویٰ کیا ہے اور اگر وہ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہیں دکھا سکیں گے تو آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مجھ پر کس قدر ظلم کیا گیا ہے اور ان تمام گالیوں کی ذمہ داری کس پر آتی ہے جو تمام اکناف عالم سے مجھے دی گئی ہیں یا دی جائیں گی۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ انہیں علم بھی دے دیا گیا ہے کہ اس عاجز کے تینوں خطوط نہ صرف یہ کہ وہ اس دعویٰ سے خالی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ان میں اس حقیقت کا کھلے الفاظ میں اظہار

ہے۔ ”آپ کے اقتدار کی وجہ سے شروع میں جماعت اس عاجز کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں کرے گی اور یہ کہ یہ عاجز بالکل بے بس اور بے کس ہے۔“ باوجود یہ علم پانے کے وہ اب تک خاموش ہیں اور اس کی تردید نہیں کرتے۔ اب میں ذیل میں دوستوں کے علم کے لئے بھی اپنے خط میں سے چند الفاظ نقل کر دیتا ہوں تاکہ احباب کو اصل حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

”بے شک ان باتوں کی وجہ سے کہ جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے اس پر آپ کو ناز ہے اور آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں (آپ) اپنے مد مقابل کا سر ایک آن میں کچل سکتا ہوں اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بے مال، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہاں! میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلواریں لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں پکلا جاؤں لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے۔“

”بس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں۔“

میری مندرجہ بالا عبارتیں اُنکی واضح ہیں کہ ان پر ایک ہر سری نظر ڈالنے والا بھی بآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ ان میں اثر و رسوخ کا دعویٰ تو کجا اثر و رسوخ کی صریح الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ ابتداء میں جماعت توجہ نہیں کرے گی اور میں پکلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا ہے اس کے اٹھانے وقت یہ سب کچھ میرے سامنے تھا جواب وقوع میں آ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے اشتہار دردمندانہ اپیل میں جو ۲۶ جون کو لکھا گیا تھا۔ صاف الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ”ممکن ہے میرے خلاف نفرت کے ریزولیشن پاس کر دیئے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جائے۔ لیکن مجھے اس کی پروا نہیں۔ میری آواز آج نہیں کل، کل نہیں برسوں سنی جائے گی اور ضرور سنی جائے گی۔ انشاء اللہ! کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبایا نہیں جاسکتا۔“

پس یہ ریزولیشنز خدا کے فضل سے میرے دل میں ذرا بھی گھبراہٹ نہیں پیدا کر سکتے اور نہ میری ہمت کو پست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب ناقابل تردید حقیقت سامنے آئے گی اس وقت

ان ریز دیویشنز کو کس نے پوچھا ہے اور اظہار عقیدت کے ان دعوؤں کی کس نے پرواہ کرنی ہے جو روزانہ الفضل میں چھپتے رہتے ہیں۔ یہ جماعت چونکہ مومنوں کی جماعت ہے اور اس کا تعلق خواہ کسی شخص کے ساتھ ہو محض خدا کے لئے ہے۔ اس لئے مجھے اطمینان ہے کہ جب وہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کے احکام کے صریح خلاف چلتے دیکھے گی اور اس پر یہ بات دلائل سے ثابت ہو جائے گی تو وہ اس تعلق کو توڑنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔

میری طرف جو دعویٰ اثر درسوخ منسوب کیا گیا ہے میری طرف سے اس کے ثبوت کے مطالبہ پر میرے خط میں سے ایک عبارت الفضل میں شائع کی گئی ہے۔ گو اس عبارت کا اس دعویٰ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ لیکن یہ خیانت ہوگی۔ اگر میں اس جگہ کا بھی ذکر نہ کروں اور وہ عبارت یہ ہے۔

”کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا یا ان کی لڑکی پر سوت کے لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رو نہیں کر دے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔“

اب قطع نظر اس کے کہ اس عبارت کو پیش کرتے وقت متشابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کے مسلمہ اصول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور قطع نظر اس کے کہ اس سے پہلی اور اس کے بعد کی عبارت کو کاٹ کر اسے پیش کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس عبارت میں سے نہ ہی اثر درسوخ کا لفظ دکھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ بتایا جاسکتا ہے جو اثر درسوخ پر دلالت کرتا ہو۔

گو میری عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ لیکن الفضل میں جن الفاظ سے غلط طور پر ایسا نتیجہ نکالا گیا ہے وہ یہ ہیں: ”بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔“

اب احباب خود ہی غور فرمائیں کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر درسوخ بتائی گئی ہے یا اس کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف نہ تو کوئی دنیوی غرض منسوب کی جاسکتی ہے جیسی کہ مستریوں کی طرف کی گئی تھی اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جاسکتی ہے جو میرے اخلاق کو مشتبہ کر سکے۔ پس جب خود میری عبارت میں اصل وجہ موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری وجہ نکالنے کی کوشش کرنا کیا حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے مترادف نہیں؟ کیا تقویٰ اسی کا نام ہے؟ عزت کے لفظ سے بھی یہ استدلال کیا گیا ہے۔ مگر میں اس استدلال کو سمجھنے سے قاصر

ہوں۔ کیا جماعت میں بہت سے احباب عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے تو کیا عزت کرنے والے زیادہ جن کی عزت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ خیال دل میں لاسکتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ کے مقابل اسے جماعت میں اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اگر انہیں تو پھر میرے اس لفظ کے استعمال سے یہ کیوں سمجھ لیا گیا کہ میں کسی اثر و رسوخ کا مدعی ہوں۔ میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت موجودہ وقت کے ساتھ تعلق ہی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کا تعلق دو سال قبل کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نقص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا اور میں نے اسی وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہو گیا کہ مجھے علم ہو گیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں تو اسی وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پراپیگنڈا شروع کر دیا ہے جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھے گراتا تھا تا کہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جاسکے جیسا کہ اب کہا جا رہا ہے کہ فلاں دنیاوی غرض کا پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے۔ پس میں نے اس عبارت کے قبل یہی بات لکھی ہے کہ میرے خلاف یہ پراپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ ”کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے۔“ چنانچہ ”کیونکہ“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے قبل کوئی بات ہے جس کی علت اور وجہ اب بتائی جانے لگی ہے اور جانتے تھے کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ بات کسی گزشتہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ موجودہ وقت کے ساتھ اگر میں اس نقص کا اظہار اسی وقت کر دیتا۔ جس وقت مجھے اس کا علم ہوا تھا۔ یعنی دو سال قبل تو اس وقت چونکہ میرے خلاف آپ کے ہاتھ میں کوئی بات نہ تھی جس کو پیش کر کے آپ جماعت کو میری بات پر کان دھرنے سے روک سکتے۔ اس لئے جماعت ضرور میری بات پر کان دھرتی، چنانچہ نقل کردہ عبارت کے بعد کی عبارت اس مفہوم کو اچھی طرح سے واضح کر رہی ہے۔ اس لئے آپ نے اس میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پراپیگنڈے کے ذریعہ جماعت سے گرایا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس (نقص) کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کی بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مستریوں یا پیغامیوں یا احرار یوں سے ملے ہوئے ہیں اور ایسے تمام لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے ان (نقص) کا علم ہو جاتا ہے آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک زبردست حربہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے سامنے میں نے کھول کر اس امر کو رکھ دیا ہے کہ میری طرف جو اثر و رسوخ کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے اور جس موہوم اور فرضی دعویٰ کو میری طرف سے جماعت کو چیلنج قرار دے کر جماعت سے میرے خلاف ریزولیوشنز پاس کروائے گئے ہیں وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اللہ اور یانت داری سے کام لیا گیا ہے۔ جماعت کا کام ہے اور جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو ظلم مجھ پر ہوا اس کی تلافی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مبارک ”انصر اخاک ظالماً او مظلوماً“ کی تکمیل میں کرے اور اب یہ جماعت کا کام ہے کہ وہ اپنے فرض کو پچانے یا نہ پچانے میں نے اس کے سامنے حقیقت رکھ دی ہے۔

ایک اور غلط بات جو اعلان میں میری طرف منسوب کر کے جماعت کو بھڑکایا گیا ہے اور اس کو بھی جماعت نے میرے خلاف ریزولیوشنز کی بناء پر ٹھہرایا ہے کہ اعلان میں یہ لکھا گیا ہے۔ اس کے چند گھنٹے بعد آپ کا تیسرا خط ملا کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ میرے کسی خط میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر ہی نہیں بلکہ برعکس اس کے ان خطوط میں جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی ضروری قرار دیئے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارتیں میرے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کر دیں گی۔

”میں آپ سے الگ ہو سکتا ہوں۔ لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو مسیح موعود کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے اس لئے میں دورا ہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کر کر اکر نئے خلیفہ کا انتخاب کر اؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے۔“

”پس اگر آپ توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو مجھے آپ اپنی بیعت سے علیحدہ سمجھ لیں۔ کیونکہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا جو ایسے (افاقس) میں جتلا ہو۔ ہاں! جیسا کہ میں پہلے بھی مفصل عرض کر چکا ہوں۔ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ جماعت سے میں

الگ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بیعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں۔“

”اگر آپ اس توبہ پر راضی ہوں تو میں آپ کا خادم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہوں گا۔ ورنہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کے ساتھ قطعاً نہیں رہ سکتا۔“

مندرجہ بالا عبارتوں میں سے سات باتیں عیاں ہیں:

۱..... میں جماعت سے علیحدگی کو ہلاکت یقین کرتا ہوں۔

۲..... میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔

۳..... موجودہ خلیفہ کے وجود میں بعض اہم نقائص کی وجہ سے میں ان کی بیعت میں نہیں رہ سکتا۔

۴..... وہ نقائص ایسے ہیں جو ان کی معزولی کے متقاضی ہیں۔

۵..... میری بیعت سے علیحدگی بدیں وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو نئے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلا سکوں۔

۶..... میں خلافت کا قائل ہوں (جو لوگ مجھے خلافت کا منکر قرار دے رہے ہیں وہ میری مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں)

۷..... میری انتہائی کوشش ہے کہ اگر موجودہ خلیفہ ہی رجوع کرے تو خلافت کو نہ بدلا جائے۔ اس کی تائید میری مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ ”میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلے کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کے (نقائص) کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں یہ سمجھوں گا۔“

اب ان واضح تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ اعلان میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ لکھا کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ کس قدر جسارت اور جماعت کی عقول اور اس کے اخلاص کے ساتھ کھیلنا ہے۔

میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے۔ کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا یا بیعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے وہ دراصل سلسلہ سے بھی الگ ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابو بکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو کیا کوئی ان

کے متعلق یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے؟ حضرت علیؑ کی بیعت مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے نہیں کی تھی تو کیا وہ سب اسلام سے خارج تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی تو کیا اسلام سے خارج سمجھتے ہو؟ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ نے حضرت علیؑ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے؟

دوستو! یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے۔ ورنہ قرآن کریم، احادیث نبوی، عمل صحابہ کرام میں اس کا نام و نشان نہیں تھا۔

امور مندرجہ اعلان سے میں اس وقت صرف انہی دو امروں کی وضاحت پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ جماعت کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے یہی دو باتیں تراشی گئی ہیں۔ مفصل تنقید اس اعلان پر انشاء اللہ الگ ٹریکٹ میں کروں گا۔ اس وقت احباب کو اور بھی وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ کس عجیب و غریب ڈھنگ سے جماعت کو اصل حقیقت سے تاریکی میں رکھا گیا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خلافت جیسے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہے اور جس کا توکل تمام تر محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔ مجھ جیسے ناچیز اور بے حیثیت انسان سے جماعت کو بدظن کرنے کے لئے ایسا طریق اختیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ (مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں) کہ یقیناً یہ تقویٰ سے کوسوں دور ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے اثر و رسوخ کا دعویٰ دکھلایا جائے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر دکھلایا جائے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمام وہ علماء جو میرے خلاف آج کل لیکچر دینے اور منافرت پھیلانے میں مشغول ہیں۔ اکٹھے ہو کر بھی کوشش کریں۔ تب بھی وہ یہ دو باتیں نہیں دکھلا سکیں گے اور ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔

ہاں! مجھے یاد آیا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ یہ عاجز اپنے خطوط میں عہدہ کا طلب گار ہوا ہے۔ میں اس امر کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیتا ہوں۔

اب احباب ہی مجھے بتائیں کہ ان کھلی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے جن میں نہ صرف یہ کہ اثر و رسوخ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے خلاف عدم اثر و عدم رسوخ کا پر زور الفاظ میں اقرار ہے اور جن میں نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدگی کا اشارہ تک بھی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے جماعت کا



باقاعدہ فرد ہونے پر زور ہے۔ کیوں اعلان میں اس عاجز کی طرف غلط طور پر یہ دونوں باتیں منسوب کی گئی ہیں؟

مہربانی فرما کر مجھے بتلایا جائے کہ کیا یہ فضل خلیفہ کے شایان ہے اور مجھے یہ بھی جماعت بتلائے کہ اگر میں اس طریق کو خلاف تقویٰ طریق کے نام سے موسوم کروں تو میں حق بجانب ہوں یا نہیں؟ کیا خلیفہ کی طرف سے اس قسم کی صریح غلط بیانی کا ارتکاب حیرت میں ڈالنے والا نہیں؟ میرے نزدیک تو ایک غور کرنے والے شخص کے لئے میرے سچا ہونے پر ان کا یہ فعل ہی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ اثر در سوخ کے اذعا کے الفاظ زائد کرنے سے بغیر اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی کہ جماعت یہ دیکھ کر کہ ایک شخص خلیفہ کے مقابل اثر در سوخ کا دعویٰ کرتا ہے۔ فوراً بھڑک اٹھے اور نفرت کا اظہار شروع کر دے۔ چنانچہ اشارہ پر ہی انکشاف نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس اعلان کے بعد الفضل میں یہ اعلان کر کے کہ عبدالرحمان مصری کا جماعتوں کو کھلا چیلنج ہے۔ اب دیکھیں جماعتیں اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہیں۔ اس غرض کی وضاحت کر دی گئی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ غیر مستحسن طریقہ کیوں اختیار کیا گیا اور کیوں جماعت میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو یاد رہے کہ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ سب کارروائی محض اس لئے کی گئی ہے کہ جماعت کی توجہ اس اصل وجہ کی تحقیق سے ہٹ جائے۔ جو میرے بیعت سے علیحدگی کا باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ہر شخص ہآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے خلاف دل نفرت کے جذبات سے بھر جائے اس کی بات خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو اثر نہیں رکھتی۔ پس انہوں نے بھی انسانی فطرت کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کو میرے خلاف مشتعل کر کے احباب کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے تاکہ جس وقت یہ عاجزان مبنی بر حقیقت نقائص کو بیان کر دے تو جماعت کے دل اسے رد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ نقائص سچے نہ ہوتے تو انہیں اس پر فریب Crooked راستہ کو اختیار کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ بلکہ مؤمنانہ سادگی، صاف گوئی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے جرأت اور دلیری کے ساتھ یہ جواب دیتے کہ جو نقائص تم نے میری طرف منسوب کئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ بیشک علانیہ ان کی تحقیق کر لو۔

چاہئے تو یہ تھا کہ فوراً ایک آزاد کمیشن بٹھانے کی رائے کا اظہار کرتے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے تسلی چاہنے والے کے متعلق جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

اے صحابہ کرامؓ کے بروز کھلانے والی جماعت! ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ کا جو طرز عمل ہوا کرتا تھا وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور خلیفہ وقت نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کو توجہ دلاتے تھے اور وہ فوراً خلیفہ وقت کے پاس جاتے اور ان شکایات کو پیش کرتے اور اگر انہیں درست پاتے تو خلیفہ وقت سے ان کی تلافی کراتے اور خلیفہ وقت بھی علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرتا اور اس سے رجوع کا اعلان کرتا۔ پس صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل کو پیش کر کے میں بھی اپنی جماعت سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری شکایت کو سننے کے لئے فوراً ایک آزاد کمیشن مقرر کرے۔ اگر وہ کمیشن میری شکایات کو سن کر میرے ساتھ متفق ہو جائے کہ ان شکایات کی موجودگی میں خلیفہ، خلیفہ نہیں رہ سکتا تو پھر وہ ان شکایات کی تحقیق کرے اور تحقیق میں اگر وہ شکایات صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ اور آئندہ خلیفہ کے متعلق اپنا فیصلہ کر لے۔

میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے میں بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ وہ یقیناً خلیفہ میں موجود ہیں اور ان کے اثبات کے لئے میرے پاس کافی دلائل ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔

پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے۔ ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اس غفلت کی جوابدہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جب کہ ان کے علم میں بات آگئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصور وار بنادے گی۔

پس دوستو! اور خوف کی چادر اتار کر مؤمنانہ دلیری سے کام لیتے ہوئے تحقیق شروع کرو۔ خلیفہ کی اجازت کی اس میں قطعاً ضرورت نہیں۔ خلیفہ اور خاکسار کا مقدمہ جماعت کے سامنے پیش ہے جماعت کا فرض ہے کہ وہ فریقین کے بیانات سن کر انصاف کے ساتھ اپنا فیصلہ دے نہ کہ یک طرفہ بیان سن کر ہی ایک بھائی کے خلاف ڈگری دے دے۔ جیسا کہ اس وقت تک کیا گیا ہے۔ دوست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لے کر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے محدود معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے اور ان کے نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کی تمام ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

اے خدا! تو گواہ رہ کہ میں نے ”وما علینا الا البلاغ“ کے ماتحت اس کے فرض سے آگاہ کر دیا ہے اور اب اگر وہ اپنے فرض کو شناخت نہیں کرتی تو یہ اس کا قصور ہے۔ میں اب بری الذمہ ہوں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد ذکر کی تعمیل میں حسب توفیق و حسب استطاعت پھر بھی یاد کرتا رہوں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب“  
والسلام علی من اتبع الهدی!

خاکسار: عبدالرحمان مصری!

۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود نحمدہ ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم!

نمبر ۶..... کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے؟

خدا تعالیٰ کے حکم اور عدل کا فیصلہ

جب سے میں نے خلیفہ کی بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس وقت سے جماعت کے احباب نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ مجھ پر میری غلطی واضح کرنے کے لئے جو سب سے بڑی دلیل پیش کی ہے وہ یہی ہے کہ خلیفہ خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ اس کے بنانے میں انسانوں کا دخل نہیں اس لئے اس کے معزول کرنے کا بھی ہمیں اختیار نہیں اور اس کے ثبوت میں آیت استخلاف کو پیش کیا ہے۔ عزل خلفاء کے متعلق تو میں نے ایک دوسرے اشتہار میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس اشتہار میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احباب کا یہ خیال کہ ہر قسم کے خلفاء خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ ہرے خیال میں مسیح موعود کی تحریروں کے بالکل خلاف ہے۔ گو اس نیل کی غلطی کو متعدد دلائل سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ مگر اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس اشتہار میں صرف مسیح موعود کی تحریروں سے ہی حجت پکڑوں گا اور ایک احمدی کہلانے والے شخص کی تسلی کے لئے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم و عدل کے فیصلہ سے بڑھ کر اور کزن سا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ میرے نزدیک ان خلفاء میں سے جن کو قوم منتخب کرتی ہے۔ صرف پہلا خلیفہ ہی ایسا ہوتا ہے جس کے متعلق مسیح موعود کا عقیدہ ہے کہ وہ آیت استخلاف کے ماتحت منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آپ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ احباب میں اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں: ”صوفیاء نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے

ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بعید تھا کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہیں کے دل میں ڈالا۔“

(الحکم ج ۱۲ نمبر ۲۷، مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء ص ۲)

اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نبی کی وفات کے بعد جس شخص نے خلیفہ ہونا ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا۔ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دین کو جس طرح اس نے نبی کے ذریعہ سے مستحکم کیا تھا اسی طرح اس خلیفہ کے ذریعہ بھی کرے۔ لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گزر جاتا ہے۔ اس لئے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا اپنے بعد کسی خلیفہ کو خود مقرر نہ کرنے کی آپ نے یہی وجہ بیان فرمائی ہے کہ آنحضور ﷺ کو اس قانون الہی کا خوب علم تھا۔ آنحضور ﷺ خوب جانتے تھے کہ میری وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو ہی کھڑا کرے گا جن کے دل میں وہ خود حق ڈالے گا اور جس کے ذریعہ سے وہ دین کو مستحکم کر دے گا۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی اس قانون الہی کا کہ صرف پہلے خلیفہ کا تقرر ہی خدا تعالیٰ پر چھوڑا جاسکتا ہے۔ خوب علم تھا۔ اسی بناء پر انہوں نے صرف چند صحابہؓ کے مشورے سے حضرت عمرؓ کا تقرر خود فرمادیا۔ بعد میں باقی قوم سے رضامندی حاصل کر لی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی ایک رنگ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کا تقرر کر دیا) مسیح موعود کے اس عقیدے کی تصدیق حضور کی کتاب سر الخلافۃ سے بھی بڑے زور سے ہوتی ہے۔ چنانچہ (سر الخلافۃ ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۳۳۶) پر صاف الفاظ میں مصدق ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ ایسے زمانے میں کسی مؤمن کو خلیفہ بنائے گا اور مؤمنوں کو ان کے خوف کے بعد امن دے گا اور متزلزل دین کو استحکام بخشنے گا۔ (وہ دوست جو دہنم سے مراد خلیفہ کی پالیسی لیتے ہیں۔ غور کریں کہ اس تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ نے دہنم سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین یعنی اسلام مراد لیا ہے۔ یا خلفاء کی پالیسی) اور مفسدوں کو ہلاک کرے گا۔“ سوائے ابو بکرؓ اور آپ کے زمانے کے اور کوئی نہیں۔ بلکہ آپ نے

یہاں تک فرمادیا کہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کے سوا آیات استخلاف کو کسی اور کی خلافت پر محمول نہیں کیا جاسکتا اور ممکن نہیں کہ دوسرے لوگوں میں سے اس کی نظیر پیش کی جاسکے۔ پھر اسی کتاب کے (ص ۱۸، خزائن ج ۸ ص ۳۲۷، ۳۲۸) پر فرماتے ہیں: ”مجھے علم دیا گیا ہے کہ حضرت صدیقؓ کی شان تمام صحابہ سے بڑھ کر اور آپ کا مقام تمام صحابہ سے بلند تھا اور آپ ہی بغیر کسی شک و شبہ کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ ہی کے بارے میں خلافت کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ اے عقل کے دشمنو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابوبکرؓ کے زمانے کے بعد کوئی اور بھی ہے تو اس کے متعلق یقینی خبر پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے تو تم نیکوں کے دشمن مت بنو۔“

پھر اسی کتاب کے (ص ۲۹، خزائن ج ۸ ص ۳۵۲) پر فرماتے ہیں: ”آیت استخلاف کا مصداق ہونے کی اہل صرف حضرت صدیقؓ کی ہی خلافت ہے۔ جیسا کہ اہل تحقیق پر مخفی نہیں۔“ اب احباب ان تینوں حوالوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس صفائی کے ساتھ حضرت اقدس صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو ہی آیت استخلاف کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ نہ صرف مصداق قرار دے رہے ہیں بلکہ دوسروں سے اس بات کو منوانے کے لئے کس قدر زور دے رہے ہیں اور انکار کرنے والوں کو چیلنج کر رہے ہیں کہ اگر حضرت صدیقؓ کے زمانے کے بعد کوئی اور اس آیت کا مصداق ہوا ہے تو اسے پیش کر دو اور پھر اس پر بس نہیں بلکہ تعدی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے انکار کرنے والو تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے۔

اول تو یہی حوالے جو اوپر پیش کئے جا چکے ہیں مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں کے لئے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہیں کہ نبی یا کسی شیخ کی وفات کے بعد تمام خلفاء خدا تعالیٰ ہی نہیں بنایا کرتا بلکہ صرف پہلے خلیفہ کے انتخاب میں ہی اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے۔ دوسرے یا بعد کے خلفاء میں اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں ہرگز دخل نہیں ہوتا۔ لیکن مسیح موعودؑ کی ایک اور تحریر ہے جو اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ تمام خلفاء خدا نہیں بنایا کرتا۔ بلکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کے نزدیک خلیفہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو آیۃ استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے اور وہ تحریر حسب ذیل ہے۔ ”لیکن حضرت علیؓ کی خلافت اس امن کی مصداق نہیں ہے جس کی بشارت رحمان کی طرف سے آیت استخلاف میں دی گئی ہے۔ بلکہ حضرت علی مرتضیٰؓ کو ان کے زمانے کے لوگوں کی طرف

سے سخت تکلیف دی گئی اور آپ کی خلافت مختلف قسم کے فتنوں اور فسادوں کے نیچے روندی گئی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا تھا۔ لیکن آپ کی زندگی غم اور الم میں گزری اور آپ اس بات پر قادر نہ ہوئے کہ دین کی اشاعت کر سکیں اور شیاطین کو شکست دے سکیں۔ جیسا کہ پہلے خلفاء کرتے رہے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ ہم آپ کی خلافت کو آیت استخلاف کی بشارت کا مصداق قرار دے سکیں۔ پس آپ کی خلافت یقیناً فساد، بغاوت اور خسران کے زمانے میں تھی اور اس زمانے میں امن ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ امن کے بعد خوف ظاہر ہوا اور فتنے شروع ہو گئے اور تکالیف اور مصائب بے درپے آ گئے اور اسلام کے نظام میں خلل ظہور پذیر ہو گئے۔ الا خیر الا انہما علیہ السلام کی امت میں اختلاف نمودار ہو گئے اور فتنوں کے دروازے کھل گئے اور کینے اور بغض نے سر نکال لیا اور ہر نئے دن میں نئی قوم کا جھگڑا شروع ہو جاتا تھا اور زمانے کے فتنے کثیر ہو گئے اور امن کے پرندے اڑ گئے۔ مفسد جو شوں پر تھے اور فتنے موجیں مار رہے تھے۔“ (سرا الخلد ص ۳۰، خزائن ج ۸ ص ۳۵۳)

اب یہ بات تو تمام اسلامی دنیا میں مسلم ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ برحق ہیں اور ہمارے احباب بھی انہیں خلیفہ برحق ہی تسلیم کرتے ہیں۔ پس وہ احباب جو خلفاء برحق کی یہ علامت قرار دیتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ان کا دین روئے زمین پر مستحکم ہو جاتا ہے اور خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اس حوالے پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا مسیح موعود حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق بالکل اس کے برعکس نہیں فرما رہے۔ کیا حضرت اقدس نے صریح نہیں فرمایا کہ ان کے زمانے میں دین کی اشاعت نہ ہوئی۔ شیاطین کو بچانہ دکھایا جاسکا اور نہ صرف یہ کہ خوف امن سے نہیں بدلا بلکہ اس کے برعکس امن خوف سے متبدل ہو گیا۔ پس اس حوالے کی روشنی میں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اذیل یا تو حضرت علیؓ کی خلافت کا ہی انکار کر دیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ وہ خلیفہ برحق نہ تھے اور یہ بات مسلمات کے خلاف ہے اور خود حضرت اقدس بھی آپ کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو بے شک تھے۔ لیکن آیت استخلاف کے ماتحت نہ تھے اور یہی صورت صحیح ہے۔ اس حوالہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کے نزدیک خلفاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں اور ایک وہ جو خلیفہ تو ہوتے ہیں لیکن آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ تمام خلفاء اللہ تعالیٰ ہی آیت استخلاف کے ماتحت مقرر کرتا ہے۔ مسیح موعود کی تحریروں سے غلط ثابت ہو گیا اور اس لئے جو نتیجہ عدم عزل خلفاء کا اس سے نکالا گیا تھا وہ خود بخود باطل ہو گیا۔ بعض دوست یہ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کا یہ حوالہ شیعہ

حضرات کے جواب میں ہے۔ لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے مجھے یہ جواب درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جن امور پر مسیح موعود نے اپنے استدلال کی بنا رکھی ہے وہ امور وہ ہیں جن کی تصدیق ہماری اپنی تاریخوں سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر ایسے دوستوں کو اپنے خیال کی صحت پر اصرار ہو تو وہ مسیح موعود کی تحریروں سے اگر دکھادیں کہ حضور نے کسی اور جگہ حضرت علیؑ کو آیت استخفاف کے ماتحت خلیفہ تسلیم کیا ہو تو پھر اس حوالہ پر غور ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس نص کے مقابلہ میں کسی خیالی بات کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ حضرت علیؑ تو کجا مسیح موعود تو صرف حضرت صدیق کو ہی آیت استخفاف کے ماتحت خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر متعدد حوالوں سے ثابت کیا جا چکا ہے اور ان کے سوا کسی اور خلیفہ کو آیت استخفاف کے ماتحت تسلیم نہیں کرتے۔ گو مجرد خلیفہ انہیں ماننے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ انبیاء اور مشائخ کی وفات کے بعد صرف پہلا خلیفہ ہی خدا کی انتخاب سے ہوتا ہے۔ باقی منتخب شدہ خلفاء آیت استخفاف کے ماتحت نہیں آتے اور متنازعہ فیہ خلافت پہلی خلافت نہیں ہے۔ بلکہ دوسری خلافت ہے اور اس لئے یہ آیت استخفاف کے ماتحت نہیں آ سکتی اور جب یہ خلافت آیت استخفاف کے ماتحت نہیں ہوئی تو اس کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا اور احباب کے مسلمات کی رو سے اس کے عزل کے..... امکان کا جو نتیجہ اس بناء پر نکالا گیا وہ درست نہ رہا۔ پس یا تو عدم عزل کی کوئی اور نص پیش کرنی چاہئے اور یا امکان عزل کو تسلیم کر لینا چاہئے۔

پس میں جماعت سے امید نہیں بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ اپنے آقا مسیح موعود کے مندرجہ ذیل ارشاد:

..... ”جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک خیال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تو نخوت پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کا جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔“ پر عمل کرتے ہوئے حضور کے اس فیصلے کو ہی جو حضور اس مسئلہ میں اپنی کتب میں ایک مشعل ہدایت کے طور پر ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ آخری فیصلہ سمجھ گئی اور اس کے مقابل میں ہر اس قول کو جو اس کے مخالف ہو خواہ وہ کتنے ہی بڑے انسان کے منہ سے نکلا ہو ٹھکرا دے گی۔ اے ہمارے ہادی خدا! تو محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو مسیح موعود کے فیصلوں پر ایمان لانے اور

انہیں دل سے قبول کرنے اور ان پر انشراح صدر سے عمل پیدا ہونے کی توفیق عطاء فرما۔ تاہم خود پسندی اور خود اختیاری سے پاک ہو کر تیرے حضور میں حقیقی عزت حاصل کرنے والے بنیں۔

والسلام!

آمین رب العالمین!

قوم کا سچا خادم: خاکسار: شیخ عبدالرحمان مصری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و علیٰ عبده المسیح الموعود نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

### نمبر ۷..... عزل خلفاء

موجودہ خلیفہ کے معزول کرنے کے سوال پر غور کرنے کے لئے جو کمیشن کا مطالبہ میں نے جماعت سے کیا اس کی طرف عدم التفات کی سب سے بڑی دو وجوہات احباب کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ موجودہ خلیفہ صاحب مسیح موعود کی پیش گوئی دربارہ مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ دوئم یہ کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔

وجہ اوّل کے متعلق تو میں کسی دوسرے اشتہار میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ اس اشتہار میں میں صرف دوسری وجہ کے متعلق اپنے خیالات کو احباب کے سامنے رکھ کر ان سے اپنی تسلی چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ مجھے اپنے علم سے مستفید فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

عزل خلیفہ کے عدم امکان پر جو سب سے بڑی دلیل احباب کی طرف سے اس وقت تک پیش کی گئی ہے۔ وہ یہی ہے کہ آیت اختلاف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفے خدا بناتا ہے اور خدا کی بنائی ہوئی چیز کو انسان گرانے کے مجاز نہیں ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی دلیل اس وقت تک میری نظر سے نہیں گزری، لیکن میں نے اپنے اشتہار ”کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے۔“ میں ثابت کر دیا ہے کہ یہ خیال حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ پس جب اصل ہی سراسر غلط ثابت ہو گئی تو وہ مسئلہ جو بطور فرع اس میں سے نکالا گیا ہے کس طرح صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ گواں دلیل کے بعد میرے لئے کسی اور دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن محض اس لئے کہ اس مسئلہ پر مزید روشنی پڑ کر ہمیشہ کے لئے یہ مسئلہ صاف ہو جائے۔ ذیل میں چند معروضات برائے غور احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ان معروضات کے پیش کرنے سے قبل میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میری غرض کوئی مناظرہ یا مباحثہ نہیں اور نہ ہی میں اپنی جماعت کے علماء کو اپنے مد مقابل سمجھتا ہوں۔



میری غرض محض تحقیق حق اور ان سے استفادہ کرنا ہے۔ اس لئے میں ان کا نہایت ہی مشکور ہوں۔ اگر وہ اپنے علم سے مجھے استفادہ کا موقع دیں گے۔ میں ان سے خود مل کر بالمشافہ تبادلہ خیالات کر لینا لیکن بایں کثرت کی دیوار میرے راستے میں حائل ہے۔ اس لئے اشتہار کو ہی تبادلہ خیالات کا ذریعہ بنانے پر مجبور ہوا ہوں۔ بہر حال اس مسئلہ پر میری معروضات جو موقع کے مناسب حال نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

خلیفہ کا عزل ایک ایسی بات ہے جس کے امکان پر قریباً قریباً تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ خود خلفائے اربعہ کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ معزول نہیں کئے جاسکتے۔ چنانچہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ نے کرسی خلافت پر متمکن ہوتے ہی جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں وہ فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو! میں صرف تمہارے جیسا امت کا ایک فرد ہوں۔ میں صرف شریعت کی پیروی کرنے والا ہوں۔ میں اس میں کوئی چیز نئی داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس شریعت پر سیدھا چلتا رہوں تو تم میری اتباع کرنا اور اگر میں اس سے ادھر ادھر ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دیتا۔

پھر فرماتے ہیں: ”جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں۔ تم میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔“

اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا۔

اول..... یہ کہ خلیفہ بالکل آزاد نہیں۔ شریعت کی اطاعت کا جو اس کی گردن پر ہے اور وہ شریعت سے سرمو ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔

دوم..... یہ کہ جس طرح امت کا فرض یہ ہے کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کرے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کرے کہ کہیں وہ شریعت سے منحرف تو نہیں ہو رہا اور اگر اسے شریعت سے منحرف ہوتا دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے اور اس وقت تک اس کی اطاعت نہ کرے جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کر رہا ہے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دے۔ کیونکہ عہدہ پر قائم رکھنا یا اس سے اسے معزول کر دینا اسی جماعت کے ہاتھ میں ہوتا ہے جس کے سامنے وہ جوابدہ ہے۔

اس خطبہ نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا ہے اس کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے کہ افراد امت کے اعمال کی نگرانی کرے اور انتظام و انصرام قائم رکھے اور اسی طرح افراد امت کا بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں اور دیکھتے رہیں کہ وہ احکام شریعت کے خلاف تو نہیں چلتا۔

حضرت ابو بکرؓ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ ہوئے۔ انہوں نے بھی خلیفہ ہوتے ہی جو پہلا خطبہ پڑھا اس میں بھی یہی فرمایا: ”اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی بھی میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے تو اس پر فرض ہے کہ اس کجی کو سیدھا کر دے۔“ ان الفاظ کے فرمانے پر ایک صحابی اٹھا اور اس نے کمال آزادی کے ساتھ حقیقی اسلامی روح سے کام لیتے ہوئے کہا: ”ہم اس کجی کو تلواریں سے سیدھا کر دیں گے۔“ یہ کسی منافق کے الفاظ نہ تھے۔ بلکہ اس شخص کے الفاظ تھے جو شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والا اور تمام مسلمانوں کے خیالات کی صحیح ترجمانی کرنے والا تھا۔ کیونکہ تمام مجمع میں سے کسی مسلمان نے اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ فی الحقیقت ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اس مسئلہ پر صحابہ کرام کا اس طرح اجماع ہو گیا۔ جس طرح وفات مسیح کے مسئلہ پر اجماع ہوا تھا۔

حضرت عمرؓ کے بعد تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنے پہلے خطبہ میں یہی فرمایا: ”میں شریعتِ غزا کی پیروی کرنے والا ہوں اور اس میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا۔ اے مسلمانو! ہوشیار ہو کر سن لو کہ تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کے بعد تین چیزوں کا مطالبہ کر سکتے ہو۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ان لوگوں کی اتباع جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔ ان امور میں جن میں تمہارا اجماع ہو چکا ہے۔“

ان الفاظ میں خلیفہ وقت نے کس وضاحت کے ساتھ اس بات کو ضروری قرار دیا ہے کہ صرف کتاب اللہ اور سنت نبی کریم ﷺ بلکہ مسلمانوں کے اجماع کی اطاعت بھی خلیفہ کے لئے لازمی اور واجب ہے۔ اس کے بعد جو تھے خلیفہ حضرت علیؓ ہوئے ہیں۔ انہوں نے جب مصر پر قیس بن سعید کو گورنر بنا کر بھیجا تو اہل مصر کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں یہ الفاظ تھے: ”تم میری بیعت کرو اور اس بیعت کے بعد تمہارا حق ہے کہ تم دیکھو کہ آیا اللہ تعالیٰ کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرتا ہوں یا نہیں اگر نہیں کرتا تو تم اس کا مجھ سے مطالبہ کرو۔“

پھر قیس بن سعد نے اہل مصر کے سامنے ایک خطبہ پڑھا اور حضرت علیؓ کی بیعت کی

طرف بلائے ہوئے انہیں یہ الفاظ کہے: ”اے لوگو! اٹھو اور حضرت علیؑ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر کرو۔ اگر ہم اس پر عمل نہ کریں تو پھر تمہارے اوپر ہماری کوئی بیعت نہیں۔“

ان تمام حوالوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام خلفاء کرامؓ اور صحابہ عظامؓ کا یہی عقیدہ تھا کہ اگر خلیفہ وقت شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو اوّل اسے پابندی احکام شریعت پر مجبور کرنا چاہئے۔ ورنہ اس کی بیعت فسخ کر دینی چاہئے۔ بعض احباب نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ خلفاء راشدین میں سے (خلفاء راشدین سے غالباً دوستوں کی مراد ان چار پانچ خلفاء سے ہے جو آنحضرت ﷺ کے معابد کے بعد و دیگرے ہوئے ہیں) کسی خلیفہ کی مثال پیش کروں جس کا عزل ہوا ہو۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش ہے کہ اوّل تو میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ میں کوئی ایسی مثال پیش کروں۔ جو چیز میرے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میں امکان عزل ثابت کروں اور جس چیز کا امکان ثابت کرایا جائے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی خاص زمانے میں وقوع میں بھی آئی ہو۔ اس کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ جس زمانے میں بھی اس کی ضرورت پیش آئے۔ وہ وقوع میں لائی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کی اتباع سے حصول نبوت کا امکان تو مذکور ہے۔ لیکن تیرہ سو برس میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں جب اس کی ضرورت پیش آئی تو اس کی مثال مہیا ہوگئی۔ جو دوست مجھ سے مثال کا مطالبہ کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو کیا جواب دیں گے۔ جو احمدیوں کی طرف سے قرآن کریم سے امکان حصول نبوت کے ثابت ہونے پر ان سے مثال کا مطالبہ کیا کرتے ہیں جو جواب وہ ان کو دیتے ہیں وہی جواب میری طرف سے سمجھ لیں تو اس جواب کے بعد میرے لئے کسی اور جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن دوستوں کی تسلی اور اس مسئلے کی وضاحت کے لئے میں اس کے متعلق ذرا تفصیل سے عرض کر دیتا ضروری سمجھتا ہوں۔

سودا صیح ہو کہ سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے خود اس امکان کو اپنے خطبہ میں واضح کر دیا اور مسلمانوں کو یہ فرض قرار دے دیا کہ وہ خلیفہ سے شریعت کی پابندی کرائیں اور خلیفہ کے نہ ماننے کی صورت میں اس کی اطاعت ترک کر دیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ لیکن آپ کے تمام زمانہ خلافت میں آپ سے کوئی ایسی بات سرزد ہی نہیں ہوئی جو مسلمانوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو۔ اس لئے اس اصل پر عمل کرنے کی ضرورت ہی آپ کے عہد مبارک میں پیش نہیں آئی۔

آپ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ ہوئے۔ ان کے خلیفہ ہوتے ہی صحابہؓ نے جو یہ کہا تھا کہ ہم آپ کی کچی کوٹھار سے سیدھا کر دیں گے۔ اس پر ان کو ایک دفعہ عمل کی ضرورت پیش آئی اور انہوں نے محض الفاظ پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مال غنیمت تقسیم ہونے پر ہر مسلمان کے حصے میں ایک ایک چادر آئی۔ لیکن حضرت عمرؓ اس تقسیم کے بعد ایک دفعہ منبر پر تشریف لائے آپ ایک چند پہنے ہوئے تھے جو اس مال غنیمت کی دو چادروں کا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھتے ہی فوراً ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ جب تک آپ ہمیں یہ نہ بتادیں کہ آپ کے حصہ میں تو ایک چادر آئی تھی۔ آپ نے یہ دوسری چادر کہاں سے حاصل کی کہ یہ چند تیار کروالیا۔ حضرت عمرؓ صحابہؓ میں سے کسی نے اس صحابی کو یہ نہیں کہا کہ تم منافق ہو۔ خلیفہ پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ نہ ہی اس کو بٹھلا دینے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ اس کی تسلی کے لئے فوراً حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس کا جواب دو۔ عبداللہؓ اٹھے اور کہا کہ ایک چادر میرے باپ کے حصہ میں آئی تھی اور ایک چادر میرے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اپنی چادر اپنے باپ کو دے دی اور انہوں نے ان دونوں چادروں سے اپنا چند تیار کروالیا۔ اس پر اس صحابی نے کہا اب ہماری تسلی ہو گئی ہے اب فرمائیے ہم سننے کو تیار ہیں۔ حضرت عمرؓ کی زندگی میں یہی ایک واقعہ پیش آیا جس پر مسلمانوں کو گرفت کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اگر حضرت عمرؓ کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ دیا جاتا تو ممکن نہیں بلکہ ضروری تھا کہ عزل کا سوال پیش ہو جاتا اور اگر وہ معزول نہ ہوتے تو کوٹھار چل جاتی۔ لیکن چونکہ انہوں نے مسلمانوں کی تسلی کرا دی۔ اس لئے عزل کے سوال کے پیش آنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ لیکن یہ واقعہ صاف بتاتا ہے کہ مسلمان اپنے خلفاء کے اعمال کی نگرانی کرتے تھے اور ان کو شریعت سے منحرف ہوتے دیکھ کر چھوڑ دینے کے لئے تیار تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب مسلمان رومیوں سے جنگ کر رہے تھے تو اس جنگ کے دوران میں ان کے ایک سردار باہان نامی سے حضرت خالد بن ولیدؓ کی ایک دفعہ گفتگو ہوئی۔ جس کے دوران میں باہان نے فخر سے کہا کہ ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہے۔ مترجمہ ان الفاظ کا پورا ترجمہ نہیں کر چکا تھا کہ خالدؓ نے باہان کو روک دیا اور کہا تمہارا بادشاہ ایسا ہی ہو گا۔ لیکن ہم نے جس کو سردار بنا رکھا ہے اس کو اگر ایک لحظہ کے لئے بادشاہی کا خیال آئے تو ہم فوراً سے معزول کر دیں۔ اگر عزل خلفاء کسی صورت میں جائز ہی نہیں تو خالد بن ولیدؓ جیسے طویل القدر صحابی

کے منہ سے یہ الفاظ کیسے نکلے؟ کیا ان الفاظ سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ کرامؓ شریعت کی ظاہری خلاف ورزی پر ہی نہیں بلکہ اگر ان کو قرآن و غیرہ سے معلوم ہو جائے کہ خلیفہ وقت شریعت کے خلاف خیال رکھتا ہے تو اسی بناء پر ہی وہ خلیفہ کو معزول کرنے کے لئے ہر وقت تیار تھے۔ اسی طرح ایک موقع پر معاذ بن جبل نے جو ایک بہت بڑے عظیم الشان صحابی تھے رومیوں کے دربار میں رومیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

”اے رومیو! تم کو اس پر ناز ہے کہ تم ایسے شہنشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری جان و مال کا اختیار ہے۔ لیکن ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے وہ کسی بات میں بھی اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اس کو درے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو ہاتھ کاٹے جائیں۔ پردے میں نہیں بیٹھتا۔ اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔“

پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک ہی واقعہ ایسا پیش آیا جو ان کے عزل کے سوال کو پیدا کر سکتا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو تسلی دلا دی جس سے یہ سوال پیدا ہونے سے رک گیا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ پہلے دونوں خلفاء کے زمانے میں ان کے عزل کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اور بغیر ضرورت عزل جائز نہیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوئے۔ ان کے زمانہ میں مسلمانوں کو ان کے طرز عمل پر اعتراضات ہوئے اور انہوں نے اپنے حقوق کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں محفوظ نہ سمجھا۔ اس پر انہوں نے مسلمانوں کو تسلی دلانے کے لئے کئی مرتبہ کوشش کی۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے تمام گورنروں کی ایک میٹنگ طلب کی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ ہر ایک گورنر نے اپنا اپنا مشورہ پیش کیا۔ لیکن حضرت عمرو بن عاص جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنا مشورہ ان الفاظ میں دیا۔ ”زغت و زاغوا فسا عتدل او عتزل“ یعنی آپ سے بھی کجی سرزد ہوئی ہے اور آپ کے گورنروں سے بھی کجی سرزد ہوئی ہے۔ پس یا تو سیدھے ہو جائیے یا معزول ہو جائیے۔ حضرت عمرو بن العاص کے یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک خلیفہ کا عزل نہ صرف جائز بلکہ بوقت ضرورت لازمی تھا۔ پھر ایک وقت جب مسلمانوں کی شکایات زور پکڑ گئیں اور حضرت عثمانؓ کے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم مال پر مسلمانوں کے دلوں میں اعتراض پیدا ہوئے اور انہوں نے اس اعتراض کو بڑے زور سے پیش کیا تو حضرت عثمانؓ نے یہ کہا: ”اگر تم اسے غلطی سمجھتے ہو تو اس مال کو واپس لے لو۔ میرا تمہارے امر کے تابع ہے۔“

مسلمانوں نے کہا: ”آپ نے صحیح فرمایا ہے اور بہت اچھی بات کہی ہے۔“ چنانچہ انہوں نے وہ مال واپس لے لیا اور مطمئن ہو گئے اور یہ موقع بھی حضرت عثمانؓ کے مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کر لینے کی وجہ سے نکل گیا اور عزل کا سوال رک گیا۔ اسی طرح پھر ایک دفعہ مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے سامنے آ کر اپنی شکایات پیش کیں اور کہا کہ آپ سے بہت بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جن کے نتیجہ میں آپ عزل کے مستحق ہو گئے ہیں۔ جب آپ سے ان کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو آپ ان سے رجوع کا یقین دلاتے ہیں۔ مگر پھر آپ سے انہیں باتوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس لئے اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک آپ کو معزول نہ کر لیں اور آپ کی جگہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی امر کو خلیفہ نہ بنالیں۔ جس پر اس قسم کی تہمت نہیں لگی۔ جو آپ پر لگ رہی ہے۔ یا اس سے وہ باتیں ظہور میں نہیں آئیں جو آپ سے ظہور میں آئی ہیں۔ پس ہماری خلافت کو واپس کر دیجئے اور ہمارے کام سے معزول ہو جائیے۔ یہ بات ہمارے لئے آپ سے سلامتی کا موجب ہے اور آپ کے لئے بھی ہم سے سلامتی کا موجب یہی بات ہے۔

حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔ ”تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں تو میں اس قمیص کو تو نہیں اتارتا جس کو مجھے اللہ نے پہنایا ہے اور جس کے ساتھ اس نے مجھے عزت دی ہے اور جس کے ساتھ مجھے غیروں پر خاص کیا ہے۔ لیکن میں اپنی غلطیوں سے رجوع کرتا ہوں اور ان کو ترک کر دیتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ میں کوئی ایسی بات نہ کروں گا جس کو مسلمان ناپسند کرتے ہوں۔“

اس حوالہ سے بھی صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمان خلافت کو اپنی دی ہوئی چیز سمجھتے تھے اور اگر ان کے خیال میں کوئی خلیفہ خلافت کے فرائض کو کما حقہ ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اس سے وہ خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرنا اپنا فرض یقین کرتے تھے۔ اس موقع پر بھی حضرت عثمانؓ نے اپنی اصلاح کا وعدہ دے کر عزل کے سوال کو روک دیا۔ لیکن آخری دفعہ جب مسلمانوں کو پھر سے شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس اپنی شکایات کو پیش کیا تو گو حضرت عثمانؓ نے اس شکایت کی تحقیق بذریعہ کمیشن کروانے کو کہا۔ مگر مسلمانوں نے اس دفعہ ان کے عذر کو تسلیم نہیں کیا اور ان سے یہی کہا یا تو آپ خود خلافت سے علیحدہ ہو جائیں یا ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ آخر جب انہوں نے عزل کو منظور نہ کیا تو وہ شہید کر دیئے گئے۔

ان تمام واقعات میں سب سے عجیب بات جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے مطالبہ عزل پر کسی ایک صحابی کا بھی یہ قول منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو کہ اے مسلمانو! تم عزل کا مطالبہ کس طرح کر سکتے ہو۔ جب عزل شرعاً جائز ہی نہیں۔ حضرت عثمان اعتراف کرنے والے مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ دیگر دلائل سے تو سمجھاتے رہے۔ مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل جو سارے جھگڑے کو یک دم ختم کرنے والی تھی۔ کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ عزل کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ پس تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں خلیفہ نے صاف ایسی شکایات پیدا ہوئیں جس سے انہوں نے خلیفہ کے عزل کو ضروری سمجھا اور اس کے عزل پر اصرار کیا۔ یہ الگ امر ہے کہ خلیفہ نے معزول ہونے سے انکار کر دیا۔ گو انہوں نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ عزل کا مطالبہ شرعاً ناجائز ہے۔ صرف ایک حدیث کی بناء پر جو صرف انہی کی ذات سے تعلق رکھتی تھی۔ خلافت کی قیص اتارنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے تو بہر حال ایک رنگ میں معزول کر ہی دیا۔

اب ہم چوتھے خلیفہ کے زمانہ کو لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہاں بھی اوّل تو خود حضرت علیؓ نے ہی اپنے اس خط میں جو اہل مصر کو لکھا جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ خلیفہ سے شریعت کی اطاعت کا مطالبہ کریں اور پھر اس کے بعد قیس بن سعد جیسے جلیل القدر صحابی نے بھی صاف کہہ دیا کہ اگر خلیفہ شریعت کو چھوڑ دے تو اس کی کوئی بیعت نہیں۔ لیکن عزل خلیفہ کے متعلق اس سے بھی واضح تر ثبوت ان کے زمانہ کا مندرجہ ذیل واقعہ ہے۔ جب حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی جنگ ہو رہی تھی تو حضرت معاویہؓ کی فوج نے نیزوں پر قرآن بلند کر دیئے۔ جس پر حضرت علیؓ کی فوج نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیونکہ یہ لوگ اب ہمیں کتاب اللہ کی طرف بلارہے ہیں اس لئے اب جنگ کرنا گناہ ہے۔ پس آپ جنگ بند کر دیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو بہت سمجھایا کہ یہ محض ایک چال اور فریب کاری ہے۔ اس کو تقویٰ اور ایمان داری سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن حضرت علیؓ کی تقریر کا مسلمانوں کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پس ادھر مسلمان اپنی بات پر مصر رہے اور ادھر حضرت علیؓ اپنی بات کو منوانے میں پوری کوشش کرتے رہے۔ لیکن آخر مسلمانوں نے حضرت علیؓ کو صاف کہہ دیا کہ اگر آپ جنگ کو بند نہیں کریں گے تو ہم آپ کو حضرت معاویہؓ کے حوالے کر دیں گے۔ یا آپ کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فوراً ان کے مطالبہ کو مان لیا اور جنگ کو بند کر دیا۔ انہوں نے یہ

نہیں کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ جاؤ تم سب بھی مجھے چھوڑ جاؤ تو میرا خدا مجھے نہیں چھوڑے گا۔ جاؤ میں اکیلا ہی دشمن کے مقابلہ میں لڑوں گا۔ اگر تم سب مجھے چھوڑ جاؤ گے تو خدا مجھے اور جماعت دے گا جو میرے ساتھ ہو کر حق کی خاطر دشمن کا مقابلہ کرے گی۔ نہیں انہوں نے ان میں سے ایک بات بھی نہیں کی بلکہ ایک سچے اسلامی خلیفہ کی طرف مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کر لیا اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کو توڑنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اب اگر حضرت علیؓ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم نہ کرتے تو ان کو عزل کی دھمکی مل ہی چکی تھی۔ پھر اس کے علاوہ ان کے زمانے میں آخر وہ جلیل القدر صحابی یعنی ابوموسیٰ اشعرؓ اور عمر بن العاصؓ بطور حکم مقرر ہوئے تاکہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کریں اور ان دونوں صحابیوں کا متفقہ فیصلہ حضرت علیؓ کے عزل کے متعلق صادر ہوا اور اس فیصلہ پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ کیا خلیفہ کا عزل کسی صورت میں جائز ہی نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے وہم میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی کہ خلیفہ کا عزل شرعاً ممنوع ہے۔ پھر ان چار خلفاء کے بعد امام حسنؓ پانچویں خلیفہ تسلیم کئے جاتے ہیں اور انہوں نے خود خلافت کو چھوڑ کر بتا دیا کہ خلافت ایسی چیز نہیں جس سے نہ آدمی خود معزول ہو سکتا ہے نہ معزول کیا جاسکتا ہے۔

پس ان پانچ خلیفوں کا زمانہ جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں ہمارے سامنے ہے۔ ان میں پہلے خلیفہ کے زمانہ میں بوجہ کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہونے کے عزل کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ دوسرے خلیفہ کے زمانے میں شکایت پیدا ہوئی مگر انہوں نے مسلمانوں کی تسلی کرا دی۔ تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں شکایت پیدا ہوئی لیکن مسلمانوں کو تسلی نہ ہوئی۔ پس مسلمانوں نے خلیفہ کے عزل پر زور دیا اور جب انہوں نے ان کے مطالبہ عزل کو نہ مانا تو انہیں شہید کر دیا تھا۔ چوتھے خلیفہ کے زمانہ میں بھی ان کے عزل کا سوال پیدا ہوا لیکن انہوں نے مسلمانوں کے مطالبہ کو تسلیم کر کے خود کو عزل سے بچا لیا۔ پانچویں خلیفہ نے اپنے آپ کو خود معزول کر دیا۔

ان تمام واقعات سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خلفاء کو معزول کرنا جائز ہے اور یہ کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب وہ کسی خلیفہ سے خلاف شریعت افعال کے ارتکاب کو ملاحظہ کریں تو فوراً اس پر گرفت کریں اور اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں تو اسے خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ چنانچہ بعض علماء نے تو خلیفہ کے متعلق صاف یہ الفاظ لکھے ہیں کہ: ”اذا جائز او فجرا تعزل عن الخلافة“ یعنی جب خلیفہ ظلم کرے یا فحش و فساد کا مرتکب ہو تو وہ فوراً خلافت سے معزول ہو جاتا ہے۔



آخر میں اس کی تائید میں خود اپنے خلیفہ صاحب کا ایک حوالہ دے کر مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کے سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اور وہ حوالہ یہ ہے کہ ہمارے موجودہ خلیفہ تجذد الافہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء کے ص ۸ پر کسی شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”خلیفہ جسمانی میں روحانی بدایاں پائی جاتی ہیں۔ ہاں اگر روحانی خلیفہ بدکار ہو تو اسے فوراً چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے تعلق روحانیت کا ہے۔“

اب وہ دوست جو یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ کا عزل کسی صورت میں ہی جائز نہیں مہربانی فرما کر اس حوالہ پر غور کریں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان کا نظریہ کہاں تک درست ہے؟ جہاں تک میں سمجھتا ہوں خلیفہ کے عزل کے امکان کو گواختصار کے ساتھ مگر واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اب جو احباب عدم امکان کے قائل ہیں وہ بھی شریعت اسلامی سے صریح نصوص پیش کریں تاکہ اگر میں غلطی پر ہوں تو اس کی اصلاح کر سکوں۔ خلافت کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو ہماری جماعت میں محض اس لئے غلط طور پر پھیلی ہوئی ہیں کہ ہماری جماعت کے سامنے خلافت کے متعلق صرف ایک ہی پہلو بار بار لایا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ امت پر خلیفہ کی اطاعت واجب ہے؟ لیکن اس سوال کا دوسرا پہلو کہ خلیفہ کہاں تک اپنے اعمال کے متعلق امت کے سامنے جوابدہ ہے۔ بلکہ تاریکی میں رکھا ہوا ہے۔ مگر طوالت کے خوف سے میں صرف اسی قدر ہی اکتفا کرتا ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں انشاء اللہ اس مسئلہ پر مفصل کتاب میں پوری روشنی ڈالنے اور اس کے تمام پہلو جماعت کے سامنے لانے کی پوری کوشش کروں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وآخردعوانا ان الحمد للہ رب العالمین“

خاکسار: جماعت کا سچا خادم، شیخ عبدالرحمن مصری، مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود!

## نمبر ۸..... بڑا بول

”کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم“

افنی المکرثم! جناب خلیفہ صاحب نے اپنے خطبہ فرمودہ جو ۲۰ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے جو کسی لحاظ سے بھی ان کو زیب نہیں دیتا۔ وہ فرماتے ہیں: ”مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شخص جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود پر ایمان رکھتا ہے وہ نہیں مرے

گا۔ جب تک میری بیعت میں داخل نہ ہوئے۔“ بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ: ”مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ مسیح موعود کو چھوڑتا ہے جو مسیح موعود کو چھوڑتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے اور جو رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔ پس جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔“ انا للہ وانا الیہ راجعون“ کتنی بڑی تعلیٰ ہے۔ کتنا بڑا غلو ہے اور کتنا بڑا بول ہے جو سوائے اس کے کہ ”کبرت کلمۃ تخرج من افواہم“ کا مصداق ہو اور کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا۔“

نہ معلوم جناب خلیفہ نے یہ الفاظ کس حیثیت سے استعمال کئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت ایک خلیفہ ہونے کے ہے اور خلیفہ بھی وہ خلیفہ جو مامور نہیں بلکہ لوگوں کے انتخاب سے خلیفہ بنا ہے اور وہ بھی پہلا خلیفہ نہیں بلکہ دوسرا خلیفہ جو مسیح موعود کے فیصلہ کی رو سے آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آتا۔ پس کیا جناب خلیفہ بتا سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد قوم کی طرف سے منتخب کنندہ خلفاء میں سے کسی خلیفہ نے کبھی ایسا دعویٰ کیا ہو کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہ ہو وہ بچے دل سے نبی پر ایمان لانے والا نہیں اور جو شخص انہیں چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑنے والا ہوتا ہے۔ پس جب محمد رسول اللہ ﷺ یعنی آقا کے خلفاء کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کسی صحابی کے متعلق محض ان کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے یہ فتویٰ دیں کہ اس صحابی کو رسول کریم ﷺ پر سچا ایمان نہیں تو مسیح موعود یعنی غلام کے خلیفہ کو یہ کس طرح حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ مسیح موعود کے ایسے صحابی کے متعلق جسے مسیح موعود کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرنے کا فخر حاصل ہوا اور وہ خلیفہ کی بیعت کئے بغیر فوت ہو جائے۔ یہ فتوے دے کر اسے مسیح موعود پر سچا ایمان نہیں تھا اور یا یہ کہ وہ ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس نے خدا کو چھوڑا تھا اور اسے خدا پر کوئی ایمان نہ تھا۔

میں حیران ہوں کہ خلیفہ کو اتنی بڑی تعلیٰ کی کس طرح جسارت ہوئی ہے۔ جب کہ وہ مانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں ایک جماعت نے بعض خلفاء کی بیعت نہیں کی اور ان میں بعض بڑے جلیل القدر صحابی شامل ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ کا شریکیت حاصل کیا ہوا تھا اور جو عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ یعنی جن کو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر جنت کی بشارت مل چکی تھی اور جو خدا تعالیٰ کی جناب سے اس انعام کے وارث ہو چکے ہوئے تھے کہ ”اعملوا ما شئتم“ یعنی اب جو تم چاہو کرو جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کا ہر قول و فعل اللہ کی رضا کے عین مطابق ہوتا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو نہ صرف یہ کہ بیعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ خلیفہ کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور

بعض ایسے ہیں کہ جو مسلمانوں کے ایک گروہ کے نزدیک خلفاء راشدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت معاویہؓ (ہمارے موجودہ خلیفہ بھی حضرت معاویہؓ کو خلفاء راشدین میں ہی سمجھتے ہیں) پس ہمارے موجودہ خلیفہ صاحب خلیفہ ہونے کی حیثیت سے تو شریعت اسلامی کی رو سے تو ایسا قول کہنے کے مجاز نہیں لیکن اگر ان کی کوئی اور حیثیت ہے جو انہیں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے بڑھ کر تہذیب دے رہی ہے کہ اس کی بناء پر وہ خود کو اتنے بڑے ادعا کا مجاز سمجھتے ہیں تو اسے پیش فرمائیں۔ اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

دسمبر ۱۹۱۵ء میں تو ہمارے موجودہ خلیفہ کا بھی یہ اعتقاد نہ تھا کہ ان کے انکار سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ تہمید الاذہان کے پرچہ بابت دسمبر ۱۹۱۵ء میں ایک شخص کو اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہاں میرے انکار کے متعلق جو آپ نے دریافت کیا ہے میں تو ہار ہاتا چکا ہوں کہ خلیفہ کے انکار سے ایمان نہیں جاتا.....“ اسی طرح دوسرے صحابی حضرت علیؓ یا حضرت عثمانؓ کے وقت میں مگر خلافت نہ تھی۔ بلکہ ایک خلیفہ کے بارے میں جھگڑا تھا یا اس سے چند مطالبات تھے۔ (خاکسار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ خاکسار بھی تو مگر خلافت نہیں بلکہ ایک خلیفہ یعنی آپ سے جھگڑا ہے اور آپ سے چند مطالبات ہیں) لیکن نہ معلوم اب اکیس سال کے بعد ان کے مقام میں کون سی رفعت پیدا ہوئی ہے جس نے انہیں اپنے پہلے عقیدے کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ امید ہے جناب خلیفہ اس مقام رفعت سے خاکسار کو بھی مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

جناب خلیفہ کا یہ یقین ان کے اپنے دل کا یقین ہو تو ہو مگر حقیقت سے کوئی سروکار نہیں۔ شریعت اسلامی ایک تنگی کو ازلے میں اس عقیدے پر ایمان لانے سے روک رہی ہے۔ ان کا یہ یقین نہ صرف یہ کہ شریعت اسلامی کے سراسر خلاف ہے بلکہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ مسیح موعود کے کئی مخلص بغیر خلیفہ کی بیعت میں داخل ہوئے فوت ہو گئے۔ لیکن کسی کو یہ جرات نہیں کہ ان کے متعلق یہ کہہ سکے کہ وہ دہریہ ہونے کی حالت میں فوت ہوئے یا ان کو مسیح موعود پر سچا ایمان نہ تھا۔

دوسروں کے ایمان اور ان کے اخلاص کے متعلق تو مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں اپنے ایمان کے متعلق خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کی جموئی قسم کھانا لعنیوں کا کام ہے یقین دلاتا ہوں کہ میں مسیح موعود پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہوں اور مجھے حضور کی صداقت پر اسی طرح یقین ہے جس طرح ایک اور ایک دو پر یقین ہے۔ حضور کی صداقت میرے لئے ایسی ہی یقینی بات

ہے جس طرح نصف النہار کا چمکتا ہوا سورج اور کیوں نہ ہو۔ جب کہ میں نے حضور کے ذریعہ ہی زندہ خدا کو پایا اور اپنے وجود میں حضور پر نور کی صداقت کے نشانات ملاحظہ کئے۔ ہم بتانا تھے۔ حضور نے (مرزا قادیانی نے) ہی ہمیں بتایا۔ ہم بہرے تھے۔ حضور نے ہی ہمیں شہوا بتایا۔ ہم گو نگے تھے حضور نے ہی ہمیں گویا بتایا۔ ہم اندھروں میں تھے حضور نے ہی ہمیں نور عطاء فرمایا۔ ہمارا رشتہ ہمارے مالک حقیقی سے ٹوٹا ہوا تھا۔ حضور نے ہی آ کر اسے جوڑا۔ ہم اللہ کے راستے سے دور پڑے ہوئے تھے حضور نے ہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں ہمارے محبوب حقیقی کی طرف جانے والے سیدھے راستے پر لا ڈالا۔ الغرض ہم بالکل مردہ تھے۔ حضور نے ہی ہمیں آب حیات پلا کر زندگی کی قرنا ہم میں پھونکی۔ پس ان سب باتوں کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرتے ہوئے میں کس طرح مسیح موعود کی صداقت پر ایک سیکنڈ کے لئے بھی شبہ کر سکتا ہوں؟ پس یہ تو یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا ایمان مسیح موعود کی صداقت پر غیر متزلزل ایمان ہے اور رہے گا۔ ”الا ان یشاء اللہ“

میں خلیفہ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کی بیعت سے علیحدگی کے بعد میری روحانیت میں نہ صرف یہ کہ کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ پہلے سے ترقی ہوئی ہے۔ مجھے عبادت الہی اور دعاؤں میں پہلے سے زیادہ توفیق اور حظ حاصل ہو رہا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے احسانوں سے کامل یقین ہے کہ وہ آپ کے مقابلہ میں میری ضرورت دردمندانے کا اور وہ دن ضرور لائے گا جس میں اس تمام جھوٹے پراپیگنڈے کے پردے چاک کر دے گا۔ جو میرے خلاف کیا جا رہا ہے اور جماعت پر روشن کر دے گا کہ میں جو آپ کے خلاف اٹھا ہوں محض نیک نیتی اور محض خدا تعالیٰ کے لئے اٹھا ہوں نہ کہ کسی دنیوی غرض کے لئے، مجھے بدنام کرنے کے لئے جو پراپیگنڈا احمدیت یا عقائد کو چھوڑ دینے کا جھوٹا الزام کی اشاعت یا دیگر غلط بیانیوں سے جو کام لیا جا رہا ہے ان کی حقیقت جماعت پر آشکارا کر دے گا۔ میرے حق پر ہونے اور آپ کے باطل ہونے پر جو پردے ڈالے جا رہے ہیں ان کو اٹھا کر اصلیت کو عیاں کر کے جماعت کے سامنے لے آئے گا اور جماعت دیکھ لے گی کہ اسے کس قدر دھوکے میں رکھا گیا ہے اور ان سے حقیقت کو چھپانے کے لئے کیا کیا فریب کار ادائیاں کی گئی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ”الحق یعلو ولا یعلیٰ“ وہ دن آئے گا اور انشاء اللہ ضرور آئے گا جب جماعت ”جاء الحق وذهب الباطل“ کہتی ہوئی اس حقیقت پر قائم ہو جائے گی جو شریعت اسلامی نے خلفاء کے مقام اور ان کے اور امت کے اختیارات اور حقوق کے متعلق بتائی ہے اور یہ کہ آپ خلافت کے اہل نہیں اور جس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے کھڑا ہونے کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔

قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور مسیح موعود کی تعلیم کے مطالعہ سے مجھے پہلے بھی یقین تھا کہ انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد جو خلفاء قوم کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان روحانیت کے حصول کا واسطہ نہیں ہوتے بلکہ اس وقت صرف انبیاء علیہم السلام کی روحانیت ہی واسطے کا کام دے رہی ہوتی ہے اور انہیں کا نور دلوں کو منور کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت خلفاء کے تقرر کی کچھ اور ہی غرض ہوتی ہے۔ جس کی تفصیلی بحث میں انشاء اللہ اس کتاب میں کروں گا جو میں خلافت کے متعلق لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اب میں آپ کی بیعت سے علیحدگی کے بعد اس یقین پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔ کیونکہ میں نے اس حقیقت کا اپنے وجود میں مشاہدہ کر لیا ہے کہ میں اس جگہ یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب خلیفہ کا یہ یقین کہ انسان ان کو چھوڑنے سے خدا کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ محض ان لوگوں کے حق میں صحیح سمجھا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے اپنے ایمان کا دار و مدار صرف خلیفہ کے وجود پر ہی رکھا ہوا ہے اور جن کے دل میں حقیقی اور مستقل ایمان ابھی پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا ایمان خلیفہ کے ایمان سے ہی مستعار لیا ہوا ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگ خلیفہ کے وجود میں اپنے ایمان کی بنیاد کو گرتے دیکھ کر اگر اپنے ایمان کی عمارت کو بھی ساتھ ہی گرائیں تو گرائیں۔ لیکن ان لوگوں کے مقابل میں آپ کے اس یقین کی کچھ حقیقت نہیں جو ایمان کے حقیقی نشے سے سرشار ہیں جن کا ایمان کسی کا مستعار ایمان نہیں کہ وہ اس کو ضائع ہوتا دو دیکھ کر اپنے ایمان کو بھی جواب دے بیٹھیں۔ ان کا تعلق خدا سے براہ راست پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو دہریہ ہوتے دیکھ کر بھی اپنے اس زعمہ خدا کا انکار نہیں کر سکتے۔ جس کے زندہ نشانوں کو انہوں نے اپنے وجود میں بارہا مشاہدہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی کی عملی کمزوریاں ان کے ایمان کو ضائع کر سکیں۔

میں خلیفہ کے اس دعویٰ کے ساتھ بھی کہ احیاء اسلام کا کام اور اس کی عظمت کا قیام اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھ پر مقدر کر رکھا ہے۔ اتفاق نہیں کر سکتا۔ احیاء اسلام کا کام مسیح موعود اور حضور کی جماعت اور حضور پر نور کے حقیقی جانشینوں کے ہاتھ پر مقدر ہے اور وہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس نشاء پر پورا ہونے سے روک سکے جو بھی اس میں حائل ہو گا وہ پس دیا جائے گا۔ لیکن خلیفہ مجھے معاف فرمائیں۔ اگر میں یہ عرض کروں کہ میں انہیں مسیح موعود کا حقیقی جانشین تسلیم نہیں کر سکتا اور اس کے لئے میرے پاس ایسے قوی دلائل ہیں جن کی تردید یا تغلیط ان کے لئے محال ہے۔ بلکہ اس کے برعکس میں اس بات پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ جماعت کی بہتری اور ترقی اسی میں ہے کہ جماعت جتنی بھی جلدی ہو سکے۔ موجودہ خلیفہ کو خلافت

سے الگ کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت کی ترقی بہت حد تک ان کے وجود کی وجہ سے رکی ہوئی ہے اور اگر یہ خلیفہ نہ ہوتے تو جماعت اس وقت تک ہزاروں گنا زیادہ ترقی کر چکی ہوتی اور اس ریلج صدی میں جو ان کی خلافت کا زمانہ ہے احمدیت دنیا کے بیشتر حصہ کا مذہب بن چکی ہوتی۔

آخر میں میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسیح موعود پر تو سچا ایمان رکھتا ہوں لیکن میں خلیفہ کے اس دعویٰ کو قطعاً صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ ہر وہ شخص جو مسیح موعود پر سچا ایمان رکھتا ہے۔ وہ آپ کی بیعت میں ضرور داخل ہو گا۔ واقعات جہاں اس بات کو ثابت کر رہے ہیں۔ مسیح موعود پر سچا ایمان رکھنے والوں میں سے ایک حصہ فوت ہو گیا اور آپ کی بیعت میں داخل نہیں ہوا وہاں آپ کے اپنے اقرار کی رو سے واقعات اس کے برعکس یہ ثابت کر رہے ہیں کہ جو احمدی جن میں مسیح موعود کے صحابہ بھی شامل ہیں جن کو مسیح موعود کی صحبت کا کافی عرصہ تک شرف حاصل رہا اور جو براہ راست حضور کے چشمہ معرفت سے سیراب ہوئے اور جن کو حضور پر نور سچے مومن بنا کر اپنے بعد دنیا کے لئے نمونہ چھوڑ گئے۔ وہ آپ کی بیعت میں داخل رہنے کی وجہ سے آپ کے اپنے اقرار کے مطابق منافق بن چکے ہوئے ہیں اور آپ کے اپنے اقرار کے مطابق ان کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔

یہ ہے آپ کے اپنے اقرار کے مطابق آپ کی بیعت کی تاخیر۔ کاش! جماعت اس راز کی تحقیق کی طرف متوجہ ہو اور اس کی اصل وجہ دریافت کرنے کی سعی فرمائے۔ تا اس منافقت کے دریا کے بند میں جو سوراخ نمودار ہو چکا ہے۔ وہ جلد بند کر دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جماعت کی تھوڑی سی غفلت کے نتیجے میں یہ سوراخ اس قدر وسیع ہو جائے کہ منافقت کے دریا کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی بند کو توڑ کر جماعت کی طرف امنڈ آئے اور ساری جماعت کو اپنی آغوش میں لے لے۔

اے خدا تو اپنے فضل و کرم سے اپنی نصرت اور مدد کا ہاتھ ہم عاجزوں کی طرف بڑھا اور جماعت کو اس انجام سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین!

جماعت کا سچا خادم: خاکسار، شیخ عبدالرحمن مصری!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبد المسیح الموعود!

نمبر ۸..... خلیفہ کے دونوں پیش کردہ طریق فیصلہ منظور

بعض دوستوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ خلیفہ نے ان نقائص کے متعلق جو اس

خاکسار نے اپنے ان تین خطوط میں ذکر کئے ہیں جو خلیفہ کی خدمت میں ۱۱ جون و ۱۲ جون ۲۳ء کو لکھے گئے تھے قسم کھائی ہے کہ وہ غلط ہیں۔ اس قسم کے بعد اب اس خاکسار کا کیا خیال ہے؟

سوائے تمام دوستوں پر جو خلیفہ کی اس تحریر سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ خلیفہ نے اس بارے میں کوئی قسم کھائی ہے۔ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں خلیفہ کی تحریر کو سمجھنے میں سخت غلطی لگی ہے۔ جس چیز کو انہوں نے قسم سمجھا ہے وہ قسم نہیں بلکہ درحقیقت ایک مسودہ ہے جو انہوں نے اخبار الفضل میں نقل کر دیا ہے اور چونکہ اس مسودے میں قسم کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے بہت سے لوگوں کو یہ مغالطہ لگ گیا ہے کہ خلیفہ قسم کھا گئے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ اس تحریر میں یہ فرما رہے ہیں کہ جس وقت خاکسار کا تیسرا خط ۲۳ جون کو انہیں ملا (پہلے ۱۱ اور ۱۲ جون والے دو خطوں پر تو خلیفہ بالکل خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا) تو اس کے دوسرے روز انہوں نے چند احباب کو بلایا تا کہ ان کے مشورے سے میرے خطوط کا جواب دیں۔ جب احباب جمع ہوئے تو خلیفہ ان سے مشورہ لینے سے قبل میرے خطوط کے جواب کے لئے ایک مسودہ اپنی طرف سے تیار کر کے احباب کی مجلس میں لے گئے اور انہیں وہ مسودہ سنایا اور کہا کہ میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں۔ لیکن احباب نے وہ جواب بھیجے کا مشورہ نہ دیا اور اس مشورے کو خلیفہ نے قبول کر لیا اور ایک دوسرا جواب ان کے مشورہ سے لکھا گیا اور اسے میری طرف بھیجا گیا اور پھر وہ اخبار الفضل میں بھی شائع کر دیا گیا۔ پس خلیفہ ۲ نومبر کے الفضل میں شائع شدہ تحریر میں اس مسودے کو نقل کرتے ہوئے یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس مسودے کو احباب کی مجلس میں لے گیا تھا۔ مگر احباب نے مجھے یہ جواب بھیجے نہیں دیا اور میں نے دوسرا جواب بھیجا جس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ مسودہ کالعدم ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا مسودہ لکھ کر مجھے بھیجا گیا۔ گویا خلیفہ نے نہ تو ان احباب کے سامنے قسم کھائی جن کو مشورہ کے لئے بلایا تھا اور نہ اب ہی خط کو شائع کرتے وقت قسم کھائی دونوں دفعہ صرف مسودہ کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا۔ لیکن مسودہ کو نقل اس طرز سے الفضل میں شائع ہے جس سے بعض لوگ اس مغالطہ میں پڑ گئے ہیں کہ فی الحقیقت خلیفہ نے قسم کھائی ہے۔ اگر خلیفہ کا نشاء قسم کھانے کا ہوتا تو وہ اس مضمون میں جو ۲۰ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے مسودہ کے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے۔ کیونکہ وہ مسودہ تو منسوخ ہو چکا تھا۔ بلکہ از سر نو قسم کھا لیتے اور معاملہ صاف ہو جاتا۔ خلیفہ کا ۲۰ نومبر والے مضمون میں اس معاملہ میں کسی قسم کی قسم نہ کھانا صاف بتا رہا ہے کہ وہ قسم کھانے

کے لئے ہرگز تیار نہیں اور اگر میں نے ان کے غشاء کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور وہ درحقیقت قسم کھانے پر آمادہ ہیں تو وہ اب قسم کھالیں۔ کیونکہ میری طرف سے ان سے قسم کا مباہلہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا کہ ان کے لئے قسم کھانے میں روک پیدا ہوگئی ہو۔

میں اس جگہ یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قسم کا مباہلہ کا مطالبہ میری طرف سے ہرگز نہیں کیا گیا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ خلیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر قسم کا مباہلہ کا مطالبہ دوسری طرف سے کیا جاوے تو پھر خلیفہ کے نزدیک قسم یا مباہلہ حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس ۲۰ نومبر کے الفضل والی تحریر میں بھی اپنے اس عقیدے پر انہوں نے بڑے زور شور سے قسم کھائی ہے اور میرے نزدیک ان کی اپنے عقیدے پر یہ قسم بے محل اور بے ضرورت ہے۔ کیونکہ میں نے کب کہا ہے کہ ان کے دل میں یہ عقیدہ نہیں اور وہ صرف زبان سے اس کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان کو میری تسلی کے لئے قسم کی ضرورت پیش آئی۔ میں تو مانتا ہوں کہ وہ اپنے اس بیان میں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ایسے معاملہ میں قسم یا مباہلہ کا مطالبہ فریق ثانی کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ سچ سے کام لے رہے ہیں۔ گو میرے نزدیک ان کا یہ عقیدہ درست نہیں اور وہ اس کی صحت کو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ ہمیشہ قسم کی ہی پناہ لیا کرتے ہیں۔ لیکن بہر حال اس جگہ مجھے ان کے عقیدے کے صحیح یا غلط ہونے سے سروکار نہیں اور نہ میں اس وقت اس بحث میں پڑنا چاہتا ہوں۔

میں مان لیتا ہوں کہ فریق ثانی کی طرف سے قسم یا مباہلہ کے مطالبہ پر ان کے لئے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں قسم یا مباہلہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں تو یہ بات ہی نہیں۔ فریق ثانی یعنی خاکسار نے ان سے قسم جو مباہلہ کا قطعاً کوئی مطالبہ ہی نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے اس مسودہ کا شائع کر کے یہ بتا دیا ہے کہ وہ خود خاکسار کے ساتھ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں یہ مضمون جس کا مسودہ انہوں نے اب شائع فرمایا ہے اسی لئے لکھ کر احباب کی مجلس میں لے گیا تھا کہ کہیں شیخ عبدالرحمان مصری مجھ سے مطالبہ کر کے یہ راہ بند نہ کر دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ خاکسار کو مباہلہ کا اہل تو سمجھتے ہیں اور اس پر آمادگی بھی ظاہر کر چکے ہیں۔ بلکہ ایک رنگ میں خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج بھی دے چکے ہیں۔ صرف اگر انتظار ہے تو میری منظوری کا انتظار ہے۔ سو میں اس تحریر کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ مجھے خلیفہ کا چیلنج مباہلہ منظور ہے۔ مگر چونکہ انہوں نے اپنے مسودے میں جو ۲۰ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے جو الفاظ قسم اپنے لئے اور میرے لئے تحریر کئے ہیں وہ اس قدر مجمل ہیں کہ اصل معاملہ پر بالکل کوئی



روشنی نہیں ڈالتے۔ اس لئے میں ان الفاظ میں ترمیم پیش کرنی چاہتا ہوں اور غالباً میری طرف سے الفاظ قسم میں ترمیم کا پیش کیا جانا اس بات کا مترادف نہیں قرار دیا جائے گا کہ میری طرف سے قسم یا مہبلہ کا مطالبہ ہو گیا ہے۔ خلیفہ پر اب آمادگی ظاہر کر چکے ہیں اور ایک رنگ میں مجھے چیلنج دے چکے ہیں۔ اس پر انہیں قائم رہنا چاہئے اور الفاظ کے متعلق مجھ سے فیصلہ کر لینا چاہئے۔ پس اگر وہ اپنی آمادگی پر قائم ہیں تو اس کا اعلان کر دیں۔ میں وہ الفاظ ان کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ جن پر مہبلہ ہونا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے الفاظ ہوں گے جن پر انہیں قطعاً کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکے گا۔ لیکن اگر انہیں میرے الفاظ سے اتفاق نہ ہو تو انہیں حق ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے الفاظ پیش کریں۔ اگر میں ان الفاظ سے اتفاق کر لوں تو انہیں الفاظ پر مہبلہ ہو جائے گا اور اگر ان الفاظ کے متعلق ہمارا باہم سمجھوتہ نہ ہو سکا تو فریقین کے الفاظ جماعت کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اور جماعت جن الفاظ میں کہے گی ان الفاظ میں مہبلہ کر لیا جائے گا۔

میں اس امر کو پھر دہرا دیتا چاہتا ہوں کہ میری طرف سے قطعاً خلیفہ سے قسم یا مہبلہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا کہ اب مہبلہ کرنے میں ان کے لئے کوئی روک ہو۔ مہبلہ پر آمادگی کا اظہار ان کی طرف سے ہوا ہے اور میں نے ان کے چیلنج کو منظور کر کے صرف الفاظ میں ترمیم چاہی ہے اور الفاظ کی ترمیم مہبلہ کا مطالبہ نہیں کہلا سکتی۔

اب باوجود اس کے کہ مہبلہ پر آمادگی کا اظہار خود خلیفہ کی طرف سے ہوا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مہبلہ کے لئے تیار نہ ہوں تو میں ان کی خدمت میں ایک اور طریق پیش کرتا ہوں جو اگر وہ اسے منظور کر لیں تو ہمیشہ کے لئے جھگڑے کا خاتمہ کر دے گا ورنہ یہ ہے کہ خلیفہ کے ان نقائص کے جو میرے لئے خلیفہ سے علیحدگی کا باعث ہوئے ہیں چشم دید گواہ ان نقائص کو صاف الفاظ میں لکھ کر اپنا حلفیہ بیان شائع کر دیں اور اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں خدا تعالیٰ سے آسانی عذاب کا مطالبہ کر دیں جو ایک سال کے اندر اندر ان پر نازل ہوا اور جس عذاب میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ اگر خلیفہ کو یہ صورت منظور ہو تو وہ ساتھ ہی اس بات کا بھی اقرار شائع کر دیں کہ اگر ایسی حلف اٹھانے والے شخص پر ایک سال کے اندر اندر کوئی آسانی عذاب نازل نہ ہوا اور وہ محفوظ رہا تو خلیفہ اسی وقت خلافت سے برطرف ہو جائیں گے اور تمام جماعت کو اپنی بیعت سے آزاد کر دیں گے اور اگر کوئی ان کی بیعت میں رہنا بھی چاہے تب بھی رہنے نہیں دیں گے اور اس طرح جماعت کو فتنہ اور تفرقہ سے محفوظ رکھیں گے۔ پس اگر یہ طریق خلیفہ کو منظور ہو تو میں حلف کے الفاظ آپ کی

خدمت میں بھجوادوں گا اور اگر کوئی معقول ترمیم آپ نے پیش کی تو وہ بھی منظور کر لی جائے گی اور اگر خلیفہ نہ اس آمادگی پر قائم رہیں جو مہالہ کے متعلق انہوں نے ظاہر کی ہے اور نہ میرے اس پیش کردہ طریق فیصلہ کو منظور کریں تو پھر میں اس معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہوں جو خود انہوں نے اپنی ۲۰ نومبر والے الفضل میں شائع شدہ خطبہ میں پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے امور کا فیصلہ گواہوں سے ہوتا ہے۔ پس جماعت کمیشن بٹھلائے اور میں گواہیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اور میرا مطالبہ تو شروع سے یہی ہے۔ ہاں چونکہ اب خلیفہ نے جماعت کے اندر میرے خلاف تعصب پیدا کر دیا ہے اور گواہوں کے حاصل کرنے میں میرے راستے میں بہت روکیں ڈال دی ہیں۔ اس لئے کمیشن کے تقرر کے لئے میں چند شرائط پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جن کی پابندی کمیشن کو لازمی کرنی ہوگی۔ پس اگر جماعت کمیشن کے تقرر پر اپنی منظوری دے دے تو میں ان شرائط کو شائع کر دوں گا اور ان میں کسی معقول ترمیم کے قبول کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

تقرر کمیشن کی منظور سے قبل ان شرائط کا شائع کرنا میں کسی خاص مصلحت کی بناء پر مناسب نہیں سمجھتا۔ ہاں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کمیشن جماعت کے افراد پر ہی مشتمل ہوگا۔ کسی غیر کو اگر جماعت خود ممبر بنانا چاہے تو اس کی مرضی ورنہ میری طرف سے غیر کو اس کمیشن کا ممبر بنانے کا قطعاً کوئی مطالبہ نہیں۔ ساتھ ہی اس مقام پر اس غلط فہمی کو دور کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو بعض احباب کو خلیفہ کے ۱۲ نومبر والے خطبہ میں میرے ایک کمیشن قبول کرنے سے انکار کے ذکر سے پیدا ہوئی ہے۔

احباب کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ کمیشن اس خاص معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے نہیں مقرر کیا گیا تھا۔ بلکہ وہ کمیشن کسی دوسرے معاملہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور وہ معاملہ یہ تھا کہ خاکسار پر جو مظالم کئے جارہے تھے ان کی تحقیق کے لئے میں نے جماعت سے ایک کمیشن کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن چونکہ خلیفہ نے اس کمیشن کے تقرر سے قبل ان کے متعلق اپنا فیصلہ بھی ساتھ ہی سنادیا تھا کہ جو کچھ خاکسار کی طرف سے بیان کیا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے اور یہ کہ وہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لئے یہ کمیشن بٹھلا رہے ہیں۔ اس لئے میں نے کمیشن کا تو انکار نہیں کیا تھا بلکہ ان ممبروں پر اعتراض کیا تھا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا تھا کہ چونکہ خلیفہ اپنا فیصلہ دے چکے ہیں اور اس فیصلہ کی موجودگی میں احمدی ممبران سے یہ توقع مشکل ہے کہ وہ خلیفہ کی تحقیق کو غلط قرار



مدی کا دار و مدار ایک اور پیر ابھی ہے جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے۔ ”موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جدوجہد کر سکوں۔“

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بناء پر کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے جس کے دوران میں اس نے کہا ہے کہ: ”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔ اب اگر پوچھیں کہ جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور عی ہو جائے گا اور میری رائے میں یہ امر قابل اعتراض ہو جاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔ مورچہ ۲۳ جولائی کو خلیفہ نے ایک خطبہ دیا جو بعد میں یکم راگست کے اخبار الفضل میں جو کہ جماعت کا سرکاری پرچہ ہے چھپا۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں مخصوص پر حملے کئے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس *Unfortunate* اور افسوسناک تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخر الدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا۔ جس کے صدر شیخ عبدالرحمن مصری ہیں۔ ان کا جواب لکھا جس میں اس نے یہ کہا: ”اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور محفل درختی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان فحش کا مرکز یا باالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے اپنے دشمنوں اور مخرمین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحش کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیونکہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی مجنوں نے فخر الدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے۔ اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمن مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمن اور سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ جواب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانٹیلین نے کی تھی۔ جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے پیچھے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں۔ فخر الدین ملتانی، میں کانٹیلین کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر سیکرٹری کے الفاظ نہ لکھے تھے۔ ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کا پی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمن پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔ ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمن کے برخلاف جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی کہ وہ مناسب تھی۔ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط: ایف ڈبلیو سکیمپ جج

(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور)

مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء

بالمقابل حلف مؤکد بعد اب قسم کھا کر خلیفہ کی نیک چلنی کی تردید کریں

جناب چوہدری غلام رسول صاحب ایم اے

## غلام رسول ایم اے کا مطالبہ حق

چوہدری صاحب موصوف سرگودھا چک نمبر ۳۵ جنوبی کے رہنے والے ہیں۔ آپ مخلص احمدی ہیں۔ آپ کا بارہا ذکر خلیفہ نے اخبار الفضل میں کیا۔ آپ نے ربوہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جب خلیفہ کی بدکرداری اور سیاہ کاری پر اصلاحی طور پر تنقید کی تو آپ کو ربوہ کالج چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ پھر آپ نے لاہور آکر تعلیم کو جاری رکھا۔ پنجاب یونیورسٹی سے نمایاں طور پر کامیابی حاصل کی اور ساتھ ہی ساتھ بدستور اخباروں اور لیکچروں میں بھی خلیفہ کی بد اعمالیوں کے متعلق بیگانگی دہلا کر رہے۔ آپ کا بیان مندرجہ ذیل ہے:

”میرا خلیفہ کی بیعت سے علیحدگی کا سبب خلیفہ کی بد چلتی، بدکرداری، زنا کاری اور غیر فطرتی افعال کا ارتکاب ہے۔ یہ الزامات خلیفہ ربوہ کی ذات پر متواتر نصف صدی سے لگ رہے ہیں۔ اب خلیفہ اپنی بدکاریوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے جنون کے ابتدائی دور میں سے گزر رہے ہیں اور مفلوج اور پیری کا شکار ہونے کی وجہ سے مضطرب الاعضاء اور مضبوط الحواس ہیں۔ اس وجہ سے الزامات کی تردید کے لئے ان سے مخاطب نہیں ہوتا۔ بلکہ مرزا بشیر احمد ایم اے۔ مرزا شریف احمد (دونوں خلیفہ کے بھائی ہیں) نواب مبارک بیگم، امۃ الحفیظ (دونوں خلیفہ کی ہمشیرگان ہیں) مرزا ناصر احمد ایم اے، مرزا مبارک احمد بی اے، ڈاکٹر مرزا منور احمد ایم بی بی ایس اور دیگر خلیفہ کے صاحبزادگان و صاحبزادیاں اور خلیفہ کی ازواج اور خلیفہ کے مخلص مرید چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں جج عالمی عدالت سید فہیم احمد ابن سید عزیز اللہ شاہ (خلیفہ کے نسبتی بھائی ہیں) مولوی عبدالمنان عمر ایم اے سے کہتا ہوں۔ اگر وہ خلیفہ کو نیک چلن، خدا رسیدہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق سمجھتے ہیں تو خلیفہ پر عائد کردہ الزامات بالمتقابل حلف مؤکد عذاب قسم کھا کر تردید کریں۔

میں قارئین سے کہوں گا کہ یہ لوگ خلیفہ ربوہ کی سیاہ اعمالیوں سے خوب واقف ہیں۔ اس وجہ سے کبھی وہ الزامات کی حلفیہ مؤکد عذاب قسم کھا کر تردید نہیں کریں گے۔ اگر وہ میرے اس بیان کو غلط اور بے بنیاد تصور کریں میں ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ والسلام!

غلام رسول ایم اے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله الذي جعلنا من عباده العبد المذنب  
الذليل الضال الضائع الضائع الضائع الضائع

# کمالات محمودیہ



جناب مظہر الدین ملتانی

## انتساب

ان معصوم روحوں کے نام جو مذہب کے نام پر  
 قادیانی تشدد کا نشانہ بنیں اور جن کی آہوں اور  
 سسکیوں سے بلا خر طوفان آیا۔ جس میں قادیانی  
 نہنگوں کے دشمن نہ دہالا ہو گئے۔ قومی اسمبلی نے  
 ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ میں قادیانیوں کو  
 غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پاکستان کو ان کی ریشہ  
 دوانیوں سے محفوظ کر دیا۔

نیا زمند محمد مظہر الدین ملتانی!



## کمالات محمودیہ

جس میں بد باطل دجال کے دجل و فریب کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق درج کئے گئے ہیں۔ اس کے پڑھنے کے بعد کئی سعید روحوں ہدایت کی نعمت سے فیضیاب ہو سکتی ہیں۔

سعید روحوں کی ہدایت کے لئے یہ کتاب بطور ایک نشان کے پیش کی جا رہی ہے۔ کیونکہ مرزا محمود احمد خلیفہ نے مذہب کے نام پر طویل عرصہ تک نہ صرف بلیک میلنگ کی بلکہ بانی سلسلہ اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے اصولوں سے صریح انحراف کیا۔ مذہب کے نام پر تاروا سکیمیں مرتب کر کے سیاسی جھکندے استعمال کئے۔ اپنی بد کرتوتوں کو چھپانے کے لئے قتل و عارت، جھوٹ، مکر و فریب اور دغا بازی سے کام لیا اور خود کو بھی مقدس ظاہر کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ لیکن خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔ اس نے طویل مہلت کے بعد اس شخص کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ دماغ مآؤف ہوا اور فاج کا شکار رہا۔ کروٹ لینے کے لئے بھی دوسروں کا سہارا لیتا۔ حتیٰ کئی پیشاب بھی چار پائی پر کرتا رہا اور متواتر گیارہ سال بستر مرگ پر پڑا رہا۔ بلاخر سسک سسک کر دم نکلا اور آنجمانی ہو گیا۔ اس طرح اس کی ایک جیتی بیوی مریم تھی اور یہ بھی اس کی بدکاریوں میں برابر کی شریک تھی۔ یہ بھی آتشک جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ اس کا تمام بدن سر سے پیر تک گل سڑ گیا۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود یہ بھی آنجمانی ہو گئی۔ (پوری تفصیل کے لئے کتاب ربوہ کا پو پ دیکھئے)

غرضیکہ اس کی وہی حالت ہو گئی جو کسی زمانہ میں امریکہ کے ڈاکٹر ڈوی کی تھی۔ یہ نشان اپنی آنکھوں سے دیکھئے اور ایسے ناپاک انسان کی پیروی سے نجات حاصل کیجئے۔ اس کتاب میں مذہبی اور دنیاوی طریق سے تمام دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ تاکہ کم از کم جماعت ربوہ کا ہر فرد ایسے بد کردار کا احتساب کر سکے۔ یہ کتاب محض خدمت اور بطور نشان کے اصول پر مرتب کی گئی ہے تاکہ مذہب کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنانے والوں کی صحیح تاریخ دنیا کے سامنے آ جائے۔ اس ناپاک انسان نے مقدس دین کو بازیچہ اطفال بنایا۔ جعلی نبوت اور مصلح ہونے کا ڈھونگ رچا کر اسلامی اصطلاحوں سے اپنے آپ کو بریکٹ کیا۔ اب مرزا محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد، مبارکہ بیگم، امہ الحفیظ (بھائی بہن) تمام کے تمام بد کرداری کے لحاظ سے بے مثل ہیں۔ بختن پاک سے مشابہت دے کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس شخص لعنتی رہنما نے

یہ کہو اس بھی کی ہے کہ کوئی شخص آقائے دو جہاں سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے تمام من گھڑت عقائد جو انگریز کے زیر سایہ جنم لیتے رہے اس کے اپنے بدکرداری کی وجہ سے نہ صرف باطل بلکہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

یہ کتاب اپنی افادیت اور اپنی کیفیت کے لحاظ سے موجودہ مذہبی لٹریچر میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ایک عام شخص کو سمجھنے اور سمجھانے میں بہترین معاون و مددگار ہوگی۔ اس کی خصوصیت سے کئی سعید رو صیں ہدایت کی نعمت سے فیضیاب ہو سکتی ہیں۔

پس ہر صداقت پسند انسان سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس کتاب کا اوّل سے آخر تک بغور مطالعہ کرے تاکہ حق و باطل میں خود بھی فیصلہ کر سکے۔ اس لئے اپنی پہلی فرصت میں منگوا کر فائدہ اٹھائیے؟ تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کیجئے اور ایسے ناپاک نجس رہنما سے خلاصی پا کر ابدی سکون حاصل کیجئے؟

میں اللہ تعالیٰ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے عاجز انسان کو اس بد باطن و جال کا دجل و فریب آشکارا کرنے کے لئے توفیق دی اور ہر آنے والے خطرات کو حرف غلط کی طرح دل و دماغ سے نکال کر خدمت گزاری کی جرأت بخشی ہے۔ بالآخر قارئین سے امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اس کی اشاعت میں ہر ممکن تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔  
خادم ملت: محمد مظہر الدین ملتانی!

(نوٹ:..... اس کتاب کا یہاں پر ”حرف آغاز“ تھا۔ وہی ”تاریخ محمودیت“ میں بھی ہے جو پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس لئے یہاں حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

## چند قابل غور حقائق ..... جنسی انار کی

شفیق مرزا، بی۔ اے!

(نوٹ:..... یہی مضمون ”شہر سدوم“ میں آ رہا ہے اس لئے یہاں سے حذف کر دیا

ہے۔ مرتب!)

امام جماعت احمدیہ کا اعلان ضبط کرنے والا طریق ٹھیک نہیں  
”اسلام کے خلاف بھارت میں شائع شدہ ”مذہبی راہنما“ کے جواب کا صحیح طریق یہ ہے کہ ہم اس کا مدلل رد لکھیں اور اس کی وسیع اشاعت کریں۔“ (الفضل مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۱ء)

پھر حرید فرمایا: ”میں نے اس پر خطبہ پڑھا اور کہا کہ یہ ضبط کرنے والا طریق ٹھیک نہیں۔ تب تو ان لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہو گا کہ ہماری باتوں کا جواب کوئی نہیں۔ واقعہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ایسے ہی ہوں گے۔ تبھی کتاب ضبط کرتے ہیں۔ اس کا جواب نہیں دیتے۔ اصل طریق یہ تھا کہ اس کا جواب دیا جاتا اور امریکہ اور ہندوستان میں شائع کر دیا جاتا۔“  
(افضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء)

نا پسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو بلکہ اصلاح کی کوشش کرو  
(نوٹ..... یہ مضمون پہلے ”تاریخ محمودیت“ میں گزر چکا ہے۔ اس لئے یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

مرزا محمود کی طرف سے کھلی اجازت  
(نوٹ..... یہ مضمون بھی پہلی کتاب میں گزر چکا ہے۔ اس لئے یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور  
لیکن اخبار الفضل میں بارہا ناظر امور عافہ کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے کہ مخالفین یعنی گھر کے بھیدی کا جو لٹریچر بھی احمدیوں کے پاس پہنچے اس کو مت پڑھیں۔ بلکہ وہ مرکز (ربوہ) میں بھیج دیں۔  
(افضل مورخہ ۷ اپریل ۱۹۵۷ء)

پھر اسی الفضل میں اپنے خلف الرشید کو تاکید کی جاتی ہے کہ ستیا رتھ پر کاش جیسی گندی کتاب ضرور پڑھا کرو۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”میرے بچے جوان ہو گئے ہیں۔ میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے علاوہ ستیا رتھ پر کاش اور انجیل وغیرہ بھی پڑھا کرو۔“  
(افضل مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

دس شرائط بیعت  
(نوٹ..... یہ شرائط پہلی کتاب میں موجود ہیں۔ اس لئے یہاں سے حذف کر دی ہیں۔ مرتب!)

۱..... مباہلہ کا مطالبہ جائز ہے..... بانی سلسلہ کا فیصلہ

۲..... کیا زنا کے الزام پر مباہلہ جائز ہے؟

۳..... کھلی چٹھی

- ۴..... ربوہ کے فہمیدہ اصحاب سے
- ۵..... زنا کاری کا الزام بدستور
- ۶..... خلیفہ صاحب کی دورنگی شریعت
- ۷..... اسلام بائیکاٹ و مقاطعہ کی اجازت نہیں دیتا
- ۸..... مباہلہ جائز ہے
- ۹..... خلیفہ کی عیاری
- ۱۰..... میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں
- ۱۱..... چیلنج مباہلہ بنام مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان  
صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق
- ۱۲..... ایک احمدی خاتون کا بیان
- ۱۳..... جناب ملک عطاء الرحمن صاحب راحت
- ۱۴..... مرزا محمود احمد کے نام کھلی چٹھی اور مباہلہ کا چیلنج
- ۱۵..... مکرمہ محترمہ مقبول اختر بیگم صاحب
- (یہ پندرہ عنوانات اور اس کا تمام مواد اور اس کے بعد ۲۸ قادیانی شہادتیں مرزا محمود کی بدکرداری پر پہلے کتاب تاریخ محمودیت میں گزر چکے ہیں۔ یہاں سے حذف کر دیے۔ مرتب!)
- ۱۶..... مقتدر ہستیاں اور ان کی علیحدگی کے اسباب
- (یہ مضمون بھی کتاب میں موجود ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)
- روایت نمبر: ۱..... اب کہاں جائیں
- یان کیا مجھے بیچ تین گواہ کے ثریا بیگم، ناصرہ بیگم کی سہیلی ناصرہ بیگم کے پاس گئی۔ رات کو وہ ایک چارپائی پر سو گئی۔ رات کو مرزا محمود احمد ان کے پاس گئے اور بیٹی کی موجودگی میں ہی اس سے چھیڑ چھاؤ شروع کر دی اور لڑکی نے باقاعدہ مقابلہ کیا۔ مرزا محمود احمد نے یہ بات بتائی کہ میں سمجھا میری بیوی ہے۔ ثریا نے اس کے جواب میں کہا کہ سہیلیاں تو اکٹھی سو جاتی ہیں۔ مگر بیوی جس کی باری چوتھے دن آتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی باری کے دن جا کر اپنی بیٹی کے پاس

سو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مان بھی لیا جائے کہ مرزا محمود احمد کو غلط فہمی ہوئی۔ مگر اس کو اپنی بیٹی ناصرہ کی موجودگی میں چھپڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہئے تھی۔ تریا دختر شیخ عبدالحمید آئیڈیٹر ریلوے نے اپنی والدہ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی وصیت منسوخ کر دی اور قادیان آنا جانا ترک کر دیا۔ تقریباً چار سال بعد پھر آنا جانا شروع کر دیا؟ کسی نے پوچھا شیخ صاحب اب کون سی نئی بات وقوع پذیر ہوئی ہے کہ آپ نے آنا جانا شروع کر دیا۔ شیخ صاحب نے جواب دیا۔ ساری دنیا کو چھوڑ کر ہم یہاں آئے۔ اب کہاں جائیں۔ اپنا مردہ کون خراب کرے اس لئے ظاہر اُمیں نے تعلقات بحال کر لئے ہیں۔

روایت نمبر: ۲..... پانچ سو لڑکیوں سے زنا؟

بیان کیا مجھ سے مرزا محمود احمد نے ایک دفعہ شکایت کی کہ مبالغہ والے کہتے ہیں کہ میں نے پانچ سو لڑکیوں سے زنا کیا۔ جس کے پاس شکایت کی اس نے کہا کہ آپ نے مجھ سے بھی ایسا ہی بیان کیا تھا۔

روایت نمبر: ۳..... عضو مخصوص پکڑ لیا

بیان کیا مجھ سے ۱۹۲۳ء میں مرزا محمود احمد بغرض سیر کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ دریائے جہلم میں تیر رہے تھے۔ ایک نوجوان جس کی عمر ۱۶ سال کی تھی ان کی بیعت میں تھا۔ مرزا محمود احمد نے غوطہ لگا کر اس لڑکے کے عضو تناسل کو پکڑ لیا۔ اس لڑکے نے بھی مرزا محمود احمد کا عضو مخصوص تمام لیا اور دونوں اکٹھے تیرتے رہے۔

روایت نمبر: ۴..... لڑکے میں مزہ زیادہ

بیان کیا مجھ سے مرزا محمود احمد کہا کرتے تھے کہ لڑکے میں عورت کی نسبت زیادہ مزہ آتا ہے۔

روایت نمبر: ۵..... اپنا دل بہلاؤ

بیان کیا مجھ سے کہ گول کرہ (قادیان) کے ملحقہ ایک چھوٹا کرہ ہے۔ مرزا محمود احمد نے اس نوجوان کو کہا کہ اندر ایک لڑکی ہے۔ جاؤ اس سے اپنا دل بہلاؤ اور وہ اندر گیا۔ اس کے پاس لیٹ گیا۔ جب اس نوجوان نے اس عورت کے پستانوں پر ہاتھ ڈالنا چاہا تو اس عورت نے اس کو روکا، روکنے پر دونوں میں چپقلش ہوتی رہی۔ اس کے بعد نوجوان بغیر کچھ کئے اٹھ کر واپس آ گیا۔ مرزا محمود احمد نے نوجوان کو کہا کہ تم بڑے وحشی ہو۔ نوجوان نے جواب دیا کہ جب تک لڑکی

کے پستانوں کو نہ چھیڑا جائے مزہ کیا ہے۔ مرزا محمود احمد نے جواب دیا۔ اس عورت کو خیال ہے کہ اس کے پستان چھوٹے ہیں۔ اس لئے وہ اس کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی۔ نو جوان نے کہا پستانوں کے چھیڑے بغیر اس کام کا مزہ کیا ہے۔ اس فعل سے پہلے مرزا محمود احمد نے فریقین کو تاکید کی تھی کہ ایک دوسرے سے بات نہ کریں۔

روایت نمبر: ۶..... مرزا محمود احمد کی بیوی اور سردار دیوان سنگھ مفتون

بیان کیا مجھ سے کہ ایک دفعہ آپ کی بیگم مریم نے اس نو جوان کو خط لکھا کہ فلاں وقت مسجد مبارک (قادیان) کی چھت کے ملحقہ کمرہ ہے۔ فلاں وقت آ جانا اور دروازہ کو کھٹکانا اور میں تمہیں اندر بلا لوں گی۔ چنانچہ وہ نو جوان گیا۔ بیگم صاحبہ نے اندر بلا لیا۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ بیگم صاحبہ ریشم میں ملبوس سولہ سنگھار کئے کمرہ سجا ہوا موجود تھی۔ اس نو جوان نے کبھی عورت نہ دیکھی تھی۔ چہ جائیکہ سولہ سنگھار کئے ہوئے ایسی خوبصورت عورت وہ مبہوت ہو گیا۔ اس نو جوان نے کہا کہ حضور اجازت ہے۔ انہوں نے جواب دیا ایسی باتیں پوچھ کر کی جاتی ہیں۔ اس وقت نو جوان نے کچھ نہ کیا۔ کیونکہ اس کے جذبات مشتعل ہو چکے تھے۔ اس نے سوچا کہ گردن پکھری میں ہی نہال ہو جائیں گے۔ اس لئے اس وقت کنارہ کرنا ہی بہتر ہے۔ بیگم صاحبہ مذکور نے جو خط اس نو جوان کو لکھا تھا اس خط کو واپس مانگنے کا تقاضا کیا۔ اس نو جوان نے جواب دیا کہ میں نے اس کو تلف کر دیا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد مرزا محمود احمد کا پرائیویٹ سیکرٹری میاں محمد یوسف اس نو جوان کے پاس آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس حضور (مرزا محمود احمد) کی بیوی کے خطوط ہیں اور آپ اس کو چھاپنا چاہتے ہیں۔ اس نو جوان نے جواب دیا۔ بہت افسوس ہے کہ آپ کو بھی اپنی بیوی پر اعتماد ہوگا اور مجھے بھی اپنی بیوی پر اعتماد ہے۔ اگر کسی پر اعتماد نہیں تو وہ حضور کی بیویاں ہیں۔ اس نو جوان نے بیان کیا کہ حضور کی ایک بیوی نے سردار دیوان سنگھ مفتون کو مرزا محمود احمد کی حرکات شنیعہ سے باخبر رکھا۔ جس پر سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست نے اخبار ریاست میں لکھا کہ مرزا محمود احمد کو گدی سے مزور کر دینا چاہئے۔ یہ نو جوان بفضل تعالیٰ بقید حیات ہے اور قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ گواہی دینے کو تیار ہے اور کہتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا غضب مجھ پر ہو۔

روایت نمبر: ۷..... مرزا بشیر احمد کے چال چلن کی داستان طویل کہانی

بیان کیا مجھ سے صوبہ سرحد کے ایک نو جوان جس کا نام غیور احمد ہے۔ خان محمد علی خان

کے بیٹے ہیں۔ یہ نوجوان بے حد خوبصورت تھا۔ مرزا بشیر احمد اس کے ولی مقرر ہوئے۔ میاں صاحب نے اس کے لئے بورڈنگ ہاؤس میں Partition کروا کر الگ کمرہ بنوادیا تھا۔ غیور احمد میٹرک کا امتحان دے کر ٹیالہ سے قادیان آیا۔ رات کے بارہ بجے مرزا بشیر احمد کو معلوم ہوا کہ غیور آ گیا ہے۔ وہ بارش میں بھیگتے ہوئے بورڈنگ ہاؤس میں پہنچ گئے۔ بورڈنگ ہاؤس کا دروازہ بند تھا۔ اس لئے باہر کھڑکی میں کھڑے ہو کر غیور سے باتیں کرتے رہے۔ مرزا بشیر احمد کی خواہش تھی کہ غیور کی شادی حضور کی صاحبزادی ناصرہ بیگم سے ہو جائے اور معاملہ آسان بنانے کے لئے اپنے گھر میں ان دونوں کی ملاقاتوں کا انتظام کرتے رہے۔ مگر حضور (مرزا محمود احمد) نے یہ رشتہ منظور نہ کیا۔ غیور کو نشیات کی عادت تھی۔ انیون اور شراب وغیرہ غیور نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ میں اس دیرینہ محبت کو جو مجھے ناصرہ بیگم سے وفا لڑکی سے تھی ہمیشہ کے لئے بھلا دینا چاہتا ہوں۔ خان دلاور خان ڈپٹی کمشنر صوبہ سرحد نے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ مرزا بشیر احمد نے سفارش کی کہ غیور کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دو۔ انہیں ایام میں ڈاکٹر بشیر احمد ان کے پاس آئے۔ دلاور خان نے مرزا بشیر احمد کی سفارش کا ذکر کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس کو نشیات کی عادت ہے اور بعد میں انہی نشیات کی وجہ سے چل بسا۔ مرزا بشیر احمد کے چال چلن کی داستان ایک طویل کہانی ہے۔ جس کا مفصل ذکر پھر کبھی کیا جائے گا۔

روایت نمبر: ۸..... پان کا پتہ

بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر نذیر احمد ریاض نے بیان کیا کہ مجھے مہر آ پا (بشری) سے خلوت کا موقع ملا اور میں نے دیکھا ان کے زیر ناف بال نہیں ہیں درود بالکل ایسے جیسے پان کا پتہ۔

روایت نمبر: ۹..... بیٹے کا والدہ کے نام عشقیہ خطوط

بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر نذیر احمد ریاض نے حضور (مرزا محمود احمد) کے ایک صاحبزادے (رفیع احمد ونیشیا) کی سوتیلی والدہ سے خط و کتابت تھی۔ سب پوسٹ ماسٹر ربوہ کبھی کبھی دلچسپی کی خاطر بعض خطوط کھول لیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کے صاحبزادے نے اپنی سوتیلی والدہ کو یہ شعر لکھا۔

ایک مدت سے نہ قاصد ہے نہ خط ہے نہ پتہ

اپنے وعدوں کو تو کر یاد مجھے یاد نہ کر

سوتیلی والدہ نے لکھا۔ یہ خبیث بڑھانہ مرتانہ ہمارا چچا چھوڑتا ہے۔

روایت نمبر: ۱۰..... لڑکی بے ہوش ہو گئی

بیان کیا مجھ سے مرزا محمود احمد نے اپنی صاحبزادی جو ابھی بالغ نہیں ہوئی تھی۔ پکڑ کر زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا۔ (فصل شنیعہ کیا) وہ لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ جس پر اس کی ماں نے کہا کہ اتنی جلدی کیا تھی ایک دو سال ٹھہر جاتے۔ یہ کہیں بھاگی جا رہی تھی۔ تمہارے پاس اور کوئی عورت نہ تھی۔

روایت نمبر: ۱۱..... عبرتناک انجام

بیان کیا مجھ سے مریم بیگم اہلیہ مرزا محمود احمد بہت ہی خوبصورت عورت تھی اور مرزا محمود احمد کے افعال مذمومہ میں شاید ہی کسی اور عورت نے اتنا تعاون کیا ہو۔ مگر جیسا عبرتناک انجام اس عورت کا ہوا ہے شاید ہی کسی اور عورت کا ہوا ہو۔ اس کے رحم میں پیپ پڑ گئی تھی۔ اس کا سارا رحم گل سر گیا۔ بالآخر اسی سے اس کی موت ہوئی۔ اس کے جسم سے بو آتی تھی کہ چار دفعہ کفن بدلا گیا۔ پانچویں دفعہ ڈاکٹر حشمت اللہ کورے لٹھے کا کفن لے آئے۔ خادمہ نے کہا ڈاکٹر صاحب یہ عورت تو ہمیشہ ریشم میں ملبوس رہی اور آپ اس کے لئے کورے لٹھے کا کفن لے آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ چپ رہو۔ چار کفن لا چکا ہوں۔ نہ معلوم کتنے اور لانے پڑیں گے۔

روایت نمبر: ۱۳..... ایڈووکیٹ نے مقدمہ واپس کر دیا

بیان کیا مجھ سے ایک دفعہ مرزا محمود احمد رقاصہ مس رونو (انالین) قادیان لے آئے۔ اس پر مولانا ظفر علی خان نے ایک نظم لکھی۔

ہوئل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی

اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قادیاں گئی

اور دیگر اخباروں نے بھی اعتراض کیا جس کے جواب میں مرزا محمود احمد نے خطبہ پڑھا اور بتایا۔ مس رونو کو اپنے بچوں کو انگریزی پڑھانے کے لئے لایا تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ رقاصہ ایڈووکیٹ کے پاس گئی اور کہا مرزا محمود احمد نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے وہ مجھ سے زنا بھی کرتے رہے اور ایک دفعہ زنا کے وقت ان کی بیٹی بھی کمرہ میں موجود تھی۔ اس ایڈووکیٹ نے کہا کہ مس صاحبہ اس بیان کو کون مانے گا میں آپ کا مقدمہ نہیں لے سکتا۔

۱۷..... امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

۱۸..... جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے



۱۹.....بانی سلسلہ کا فیصلہ

۲۰.....انتباہ!

۲۱.....خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد کے دور خلافت

۲۲.....ذلت

۲۳.....خلیفہ کی اپنی شریعت

۲۴.....اطالوی حسینہ اور خلیفہ قادیان

۲۵.....اطالوی حسینہ از نقاش

۲۶.....اطالوی رقا صہ کا الفضل میں اعتراف

۲۷.....اطالوی حسینہ

۲۸.....ہوٹل سسل کی رونق عریاں

۲۹.....اطالوی حسینہ مس رو فو

۳۰.....اہل دانش اور طالبان حق کے لئے

(یہ تمام عنوان اور اس کا مواد پہلی کتاب میں موجود ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا ہے۔)

مرتب!

پنڈت چاند نرائن مجسٹریٹ بٹالہ

اس ضمن میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ۱۹۳۷ء میں پنڈت چاند نرائن مجسٹریٹ بٹالہ کی عدالت میں شیخ عبدالرحمن مصری کی طرف سے مرزا محمود احمد کے خلاف زنا کاری کے الزام میں گواہ پیش ہونے تھے تو اس مقررہ تاریخ پر مخالف پارٹی نے سر توڑ کوشش کی کہ ہر ممکن طریق سے اس کو تبدیل کر کے اس کی ساعت روک دی جائے۔ اس مقررہ تاریخ پر تمام گواہ بھی حاضر عدالت تھے۔ لیکن ان کی سر توڑ کوشش بار آور ثابت ہوئی۔ تقریباً بارہ بجے ڈی جی گورداسپور کا تاریخ پنڈت چاند نرائن مجسٹریٹ بٹالہ کے نام آ گیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ یہ مقدمہ ڈی جی گورداسپور منتقل کر دیا جائے۔ اس طرح اس کی ساعت میں روک پیدا ہو گئی۔

اس مقدمہ کی مشل پر مجسٹریٹ صاحب بٹالہ نے یہ الفاظ تحریر کئے جس کا مفہوم بھی یہ تھا

کہ شیخ عبدالرحمن مصری کی طرف سے مرد اور عورتیں جو گواہ مطلوب تھے حاضر عدالت ہیں۔ چونکہ ڈی بی گورداسپور کی تار ساعت روکنے کی آگئی ہے۔ اس لئے بموجب ان کے حکم کی تعمیل میں یہ کیس ڈی بی گورداسپور منتقل کر رہا ہوں۔

امرد واقعہ یہ ہے کہ مدعی کی انتہائی خواہش تھی کہ مرزا محمود کی بدچلنی کے گواہ بھگت جائیں۔ آخر اصرار پر پنڈت چاند نرائن مجسٹریٹ بٹالہ گواہیاں لینے پر آمادہ ہو گئے تو مرزا محمود کی پارٹی بڑی سٹ پٹائی۔ آخر وہ مقرر دن آ پہنچا۔ عین بارہ بجے کے قریب ڈی بی گورداسپور کی تار مجسٹریٹ صاحب بٹالہ کے نام منتقل مقدمہ آ گئی۔ جس کی وجہ سے ساعت کا مرحلہ ختم ہو گیا اور مخالف پارٹی کی جان میں جان آئی۔ اس مقدمہ کو تبدیل کرنے کا مقصد صرف گواہیوں کو رد کرنا تھا۔ اس طرح ان کی سر توڑ کوشش کامیاب ہو گئی۔

بہر حال ہم نے ان کے ہر مطالبہ کو تسلیم کیا تاکہ ان کو فرار ہونے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ فیصلہ کی آسان سے آسان راہ اختیار کی۔ تاکہ مرزا محمود کی پاکبازی منظر عام پر آ جائے۔ اگر ان کے اپنے کتب فکر سے دیکھا جائے ان کے لئے اپنے والد بزرگوار کی تحریر ہی کافی تھی اور ہے۔ یعنی زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے:

۱..... مبالغہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بناء رکھ کر کسی دوسرے کو مضرتی اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (الحکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲..... یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے چشم خود زنا کرتے دیکھا یا چشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افراد کے لئے مبالغہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ (تلیخ رسالت ج ۳ ص ۴۲، مجموعہ اشہارات ج ۱ ص ۲۱۳)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے۔ پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آ گیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہو گا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار اہلکے لئے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہو گا اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

- ۳۱..... بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا
- ۳۲..... اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا
- ۳۳..... خلیفہ کا ظاہر اور باطن
- ۳۴..... نظارت امور عامہ
- ۳۵..... شہید احمدیت حضرت مولانا فخر الدین صاحب ملتانی کا
- آخری پیغام جماعت احمدیہ کے نام
- ۳۶..... مولوی فخر الدین ملتانی کی روح کی پکار
- (یہاں تک تمام عنوانات پہلی کتاب میں موجود ہیں۔ اس لئے یہاں سے حذف کئے۔ نوٹ: آگے عبدالرحمن مصری کی تحریرات مرزا محمود خط و کتابت بھی بوجہ پہلی کتاب میں ہونے کے یہاں سے حذف کر دی ہے۔ مرتب!)
- ۳۷..... تعارف
- ۳۸..... فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور بہ نگرانی شیخ عبدالرحمن مصری قادیان (یہ مضمون بھی پہلے آگیا ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا۔ مرتب!)
- ۳۹..... پیر باب کی پاکیزگی کے حلف سے مرید بیٹے کا گریز
- ۴۰..... (نوٹ) یہ مستقل رسالہ ہے۔ آگے آ رہا ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

### مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کا راستبازوں پر حملہ

میاں محمود احمد پر ان کے مریدین کے الزامات اور بریت کا نرالا طریق تمام راستبازوں پر حملہ مرزا محمود پر جب بھی ان کے مرید ہا صفا نے الزامات کی بوجھاڑ کی تو انہوں نے بجائے صفائی کے اپنی بریت کے لئے مقدس ہستیوں پر الزام لگانے شروع کر دیے ہیں۔ حالانکہ جن مریدوں نے بھی اس پر بدکرداری اور بد چلنی کے الزام عائد کئے۔ انہوں نے ہر قسم کی سہولت اور تین آسان طریق فیصلہ بھی پیش کئے۔ مثلاً (۱) آزاد کیشن۔ (۲) عدالت۔ (۳) مہابہ۔ لیکن اس کو اس امر کی کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ مذکورہ بالا صحیح طریق سے اپنی بریت کر سکے۔ لیکن برعکس اس کے مقدس ہستیوں پر بہتان تراشی شروع کر دی۔ اس کے جواب میں مولانا محمد علی صاحب

امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک پمفلٹ لکھا تھا۔ جس میں مخفی درمختی حقائق کو احسن طریق سے منظر عام پر لائے گئے۔ بدیہ ناظرین ہے۔

۲ دسمبر ۱۹۳۸ء کے خطبہ میں جو ۸ دسمبر کے ”الفضل“ میں چھپا ہے۔ جناب میاں صاحب نے حسب معمول سورہ فاتحہ کی تفسیر کی جس کا عنوان ہے۔ ”شیخ عبدالرحمن مصری کی نہایت ہی گندی گالیاں اور مولوی محمد علی صاحب“ میرا قصور صرف اس قدر ہے کہ ہائیکورٹ کے ایک مطبوعہ فیصلہ کی بناء پر جس میں میاں صاحب کے خلاف ان کے ایک سابق مرید کے خطرناک الزامات درج تھے۔ خطبہ جمعہ میں میں نے یہ کہا تھا کہ وہ قادیان جس کی شہرت مرزا قادیانی کے زمانے میں راست بازی اور پاکیزگی کی وجہ سے تھی۔ آج اس کی دوسری قسم کی شہرت دنیا میں پھیل رہی ہے۔ جناب میاں صاحب نے اس پر بہت اظہار غیظ فرمایا ہے۔ مگر جو امر بہت قابل افسوس ہے۔ وہ یہ ہے کہ میاں صاحب کی یہ کوشش ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں بھی قادیان کی شہرت نیکی اور راست بازی کی وجہ سے نہ تھی اور اس زمانے میں دشمن تو ایک طرف رہے۔ مرزا قادیانی کے مرید بھی نعوذ باللہ من ذالک مرزا قادیانی پر ایسے ہی الزام لگایا کرتے تھے۔ جیسے آج میاں صاحب کے مرید ان پر لگا رہے ہیں۔ سبحانک هذا بیهتان عظیم! نہیں بلکہ وہ اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو بھی نعوذ باللہ من ذالک! ایسے ہی الزام بات کا مورد ٹھہراتے ہیں۔

میاں صاحب کو اپنی بریت کا اب یہی ایک طریق نظر آتا ہے کہ وہ راست بازوں کو بدنام کریں۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ بعض بد باطن دشمن ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بلا وجہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ لیکن پرانے زمانے کے احمدیوں اور غیر احمدیوں دونوں سے کوئی دریافت کر لے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ قادیان میں لوگ آتے تھے تو وہ مرزا قادیانی کے دشمنوں سے مل کر آپ کے حالات دریافت کرتے تھے اور جب بیعت کرتے تھے جب دشمنوں کو بھی آپ کی نیکی اور راست بازی کا قائل پاتے تھے۔ باوجود عقائد سے مخالفت کے مسلمان اور ہندو سب آپ کی نیکی اور راست بازی کے قائل تھے اور آپ کے کریکٹر پر کبھی کسی دشمن نے بھی حملہ نہیں کیا۔ چہ جائیکہ کوئی مرید ہو کر ایسا الزام لگائے جیسے میاں صاحب پر لگ رہے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اپنی بریت کے لئے میاں صاحب کو ان حقائق کا انکار کرنا پڑا اور وہ

آج اپنے دور افتادہ مریدوں کو یہ یقین دلا رہے ہیں کہ حضرت صاحب کے زمانے میں حضرت صاحب کے چال چلن کے متعلق لوگوں کے ایسے ہی خیالات تھے جیسے ان کے متعلق آج ان کے دشمنوں کے ہی نہیں مریدوں کے ہیں۔ ”فاننا لله وانا اليه راجعون“ میاں صاحب اپنے خطبوں کو جتنا چاہیں لمبا کریں اور الفاظ کی ہیرا پھیریوں میں اصل حقائق کو چھپاتے رہیں۔ لیکن کوئی تاریخ نویس ان دو مولے واقعات کا انکار نہیں کر سکتا کہ قادیان کی آج سے چالیس سال پیشتر کی حالت اور آج کی حالت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ آج سے چالیس سال پیشتر قادیان کا کریمشہ قہاجی سر محمد اقبال نے بطور نمونہ پیش کیا اور جس کو دنیا نیکی اور راست بازی سے تعبیر کرتی تھی اور آج کا کریمشہ ہے جس پر اپنے بھی رو کر خاموش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں ہستی اور بدنامی کا پہلا انتہاء کو پہنچ چکا ہے اور دنیا کے کونے کونے میں یہ باتیں پہنچ رہی ہیں۔

جناب میاں صاحب نے مجھے دھمکی بھی دی ہے اور ”مولوی محمد علی صاحب اور ان کے خاندان“ کی سرخی قائم کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ بھی بدلہ لینے کے لئے ہمیں بدنام کر سکتے ہیں اور کریں گے۔ میری انتہاس ہے کہ اگر میری اور میرے خاندان کی بدنامی سے آپ کی برکت ہو سکتی ہے تو خوشی سے اس نسخہ کو استعمال فرمائیے۔ ہاں! بیشک مجھے جو چاہیں کہہ لیں۔ مگر مسیح موعود کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔ اس خطبہ میں فرماتے ہیں: ”جو باتیں آج مصری صاحب میرے متعلق کہہ رہے ہیں ایسی ہی باتیں ان کی پارٹی کے بعض آدمی مسیح موعود کے متعلق کہا کرتے تھے۔“

استغفر اللہ! ہذا بہتان عظیم! جمعہ کا خطبہ اور مسجد میں کھڑے ہو کر اتنا بڑا جھوٹ اور صرف اپنے..... چھپانے کے لئے مصری صاحب اور ان کی پارٹی کے تو آج اشتہارات مطبوعہ موجود ہیں۔ عدالتوں میں بیانات موجود ہیں اور ایک مصری صاحب پر کیا انحصار ہے۔ یہاں تو مولوی عبدالکریم مہبلہ والے سے شروع کر کے مریدوں کی ایک خاصی فوج ہے جو ایسے الزامات جناب میاں صاحب پر لگاتے ہیں۔ اگر میاں صاحب کے اس بیان میں کہ حضرت مسیح موعود پر بھی آپ کے مریدوں نے ایسے الزامات لگائے تھے ایک ذرہ بھر بھی صداقت موجود ہے تو وہ انھیں اور مرزا قادیانی کے اس مرید کا اعلان یا شہادت شائع کریں۔ جس نے مرزا قادیانی پر ایسا الزام لگایا تھا جیسا میاں صاحب پر لگا ہے۔ میاں نے اس الزام کے الفاظ دہرانے سے پہلے..... نہ کئے تھے۔ مگر اب نقل کر دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ الفاظ میاں صاحب اپنے اخبار الفضل میں خود شائع کرا چکے ہیں اور وہ حضرت مسیح موعود کو ان ناپاک الزامات کا موردِ ظہر اتے ہیں۔

”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکوں اور لڑکیوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“

میاں صاحب! اپنے مریدوں کو جو چاہیں کہہ کر خوش کر لیں۔ مگر اس سیاہ جھوٹ میں ایک رائی کے لاکھوں، اور..... حصہ کے برابر بھی صداقت نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے کسی آدمی نے مسیح موعود پر کبھی..... ایسا الزام لگایا ہے۔ اگر میاں صاحب کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو وہ اسے مرد میدان بن کر پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود کیا، جناب میاں صاحب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نعوذ باللہ تمام راست بازوں کا کریکٹر ایسا ہی گرا ہوا ہوتا ہے اور اسی لئے انہوں نے سرکارِ دو عالم کی ذاتِ قدسی صفات کو بھی ایسے ہی الزامات کا..... ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ اس خطبہ میں آپ فرماتے ہیں: ”شاید وہ سمجھتے ہیں کہ گالیاں ہم کو دی جاتی ہیں اور ہمارے متعلق ہی ایسی باتیں کہی جاتی ہیں۔ کسی اور کے متعلق ایسی باتیں نہیں کہی جاتیں۔ حالانکہ کہنے والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی ہی باتیں کہیں اور وہ ان کے مرید تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی ایسی ہی باتیں کہیں اور وہ ان کے مرید تھے اور رسول کریم ﷺ کے متعلق بھی ایسی ہی باتیں کہیں اور کہنے والے آپ کے مرید کہلاتے تھے۔ پس جب اس قدر عظیم الشان ہستیوں پر ان کے مرید کہلانے والوں نے الزام لگائے تو میری یا اور کسی کی کیا ہستی ہے کہ ہم ایسے الزاموں سے بچ جائیں۔“

العیاذ باللہ! استغفر اللہ! حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو تو رہنے دیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے تمام واقعات تاریخی رنگ میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ آپ کے کس مرید نے ایسا ناپاک الزام لگایا تھا۔ جیسا آپ پر لگا ہے؟ آپ کا ہر ناپاک بات سے بلند ہونا تو ایسا بین امر ہے جس پر دشمنوں کو چیخ دیا گیا۔ ”لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون“ یعنی تم مجھ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے تو کیا مرید لگا سکتے تھے اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا راست بازوں پر حملہ کر کے ان کے مرید بھی ان کو نعوذ باللہ من ذالک! سخت بد چلن سمجھتے تھے۔ جیسے آپ کے مریدوں نے آپ کو سمجھا۔ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلنے والے سمجھتے تھے۔ جیسا آپ کو آپ کے مریدوں نے سمجھا۔ آپ کی بریت ہوگئی؟ اگر یہی طریق بریت ہے تو ہر بدکار اس عذر کو پیش کر کے بری ہو سکتا ہے۔

میاں صاحب کو اپنی بریت کے یہ غلط طریق اس لئے استعمال کرنے پڑے ہیں کہ انہوں نے صحیح طریق کو چھوڑ دیا۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ کسی دوسرے کو ملزم ثابت کر دینے سے ایک شخص کی اپنی بریت ہو جاتی ہے۔ وہ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ مجھے خوشی نہیں بلکہ سخت افسوس ہے کہ میاں صاحب پر ایسے الزام لگے جن سے قادیان کا ضامن مسیح موعود کا نام بدنام ہوا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو جب مولوی عبدالکریم صاحب (مباہلہ والے) نے الزام لگایا تھا اور ان سے حلف کا مطالبہ کیا تھا کہ اگر انہوں نے اس فعل کا ارتکاب نہیں کیا تو وہ قسم کھالیں۔ میں اپنی خاطر نہیں تو قادیان اور مسیح موعود کے نام کی خاطر الزام کو جھوٹا جاننے کی صورت میں فی الفور حلف اٹھا لیتا یہ بریت کا سیدھا طریق تھا۔ جسے میاں صاحب نے اختیار نہ کیا۔ مصری صاحب نے جب ایسا ہی الزام لگایا تو گوان کا مطالبہ اس سے مشکل تھا۔ مگر اس تشہیر اور تذلیل کے مقابل میں جو ہو رہی ہے یہ بھی کوئی بڑا مطالبہ نہ تھا۔ آخر مطالبہ تو اسی قدر تھا کہ ایک آزاد کمیشن کے ذریعہ سے تحقیقات ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس کمیشن میں میاں صاحب کے مرید ہی ہوتے اور ان پر یہ بدگمانی نہ ہو سکتی تھی کہ وہ بغیر کسی شہادت کے پیر کے خلاف غلط فیصلہ دے دیں گے۔ بلکہ ان کا فیصلہ وہی ہوتا جواب بھی ہے کہ اگر ہم میاں صاحب کو کوئی برا کام کرتا دیکھیں تو اپنی آنکھوں کو جھوٹا سمجھیں گے۔ تو یہ سیدھا طریق بریت اختیار کرنے سے گھر کے اندر ایک فیصلہ ہو جاتا اور اس ساری ذلت سے ایک جماعت بچ جاتی۔

میاں صاحب کا یہ کہنا کہ یہ لوگ ان کے مرید نہیں۔ اس لئے کہ خلافت کے مسئلے میں انہیں اختلاف ہے صحیح نہیں۔ اول تو یہ اختلاف خلافت میں صرف اس وجہ سے ہوا کہ ان کو خلیفہ میں سخت نقائص نظر آئے۔ پہلے یہ اختلاف نہ تھا اور دوسرے میاں صاحب کا تو اعلان یہ ہے کہ مجھ سے اختلاف عقیدہ رکھ کر بھی کوئی بیعت کر سکتا ہے۔ ان کے تو وہ بھی مرید ہیں جو ان لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں جن کو میاں صاحب کافر کہتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو ان لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ جنہیں میاں صاحب مسلمان سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ لوگ سالہا سال تک ان کے اندر رہے۔ ان کے خاص الخاص دوست رہے۔ آخر اس کی وجہ تو بتانی چاہئے کہ وہ ایسی باتیں کہنے لگے جو انسان ایک دشمن کے متعلق بھی نہیں کہتا۔

مجھے افسوس ہے کہ مجھے ان باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنا پڑا۔ کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ آج مسلمانوں کی قوت کا بیشتر حصہ ایک دوسرے کی تخریب کے لئے اور نہایت ہی چھوٹے

چھوٹے امور میں جھگڑوں پر ضائع ہو رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان سے دشمن کے مقابلہ کی طاقت سلب ہو رہی ہے۔ اسی لئے میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہماری جماعت کی توجہ زیادہ تر اعدائے اسلام کے لئے وقف رہے اور اب بھی اگر میاں صاحب کی توجہ صرف مجھ تک محدود رہتی تو میں ان باتوں کا جواب کبھی نہ دیتا۔ مگر انہوں نے چونکہ اپنی بریت کے لئے مسیح موعود کو بدنام کرنا چاہا ہے۔ بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات والا صفات پر بھی حملہ کیا ہے۔ اس لئے مجھے مجبوراً قلم اٹھانا پڑا۔ مجھے وہ جو چاہیں کہہ لیں مجھے کوئی دعویٰ معصومیت کا نہیں۔ ایک گنہگار انسان ہوں اور خدا کے رحم کا امیدوار۔

مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء

خاکسار: محمد علی، امیر جماعت احمدیہ لاہور

## قادیانی خلیفہ کا مزید کمال

میاں امیر الدین صاحب کی نشاندہی

میاں امیر الدین قادیان میں سکونت رکھتے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل آپ آسام بغرض کاروباری سلسلہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر ان کا اچھا خاصا کاروبار رہا۔ جیسا کہ ٹیکس کی ادائیگی سے ظاہر ہے۔ چونکہ آپ کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا۔ ان کے اصولوں کے مطابق آپ باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ ان چندوں کے علاوہ جماعت کی طرف سے کسی قسم کی اپیل کی جاتی آپ اس میں بڑھ چڑھ کر نمایاں حصہ لیتے۔ حال ہی میں جب مسجد چندہ لاہور اچلی کی تو آپ نے اس میں بھی ۱۱۰۰ روپے کی کثیر رقم سے معاونت فرمائی۔ آپ نے وصیت بھی کی ہوئی ہے۔ بلکہ اپنی فرم کی کل ملکیت ایک لاکھ روپیہ کی وصیت بالمقطعہ کروا لی اور وصیت اخبار الفضل میں طبع شدہ ہے۔ آپ صاحب حیثیت آدمی تھے اور ہیں۔ آپ کی قادیان میں کافی جائیداد تھی۔ اغلباً چوہدری سرظفر اللہ سے خرید کی تھی۔

اندریں حالات میاں صاحب موصوف قادیانی جماعت کی دھاندلیوں سے اچھی طرح روشناس ہیں۔ آپ نے صمدانی عدالت میں بھی اس جماعت کے بعض رازوں سے پردہ اٹھایا تھا۔ کافی عرصہ سے حکومت پاکستان کو بار بار نشاندہی کر کے توجہ دلا رہے ہیں کہ وہ تاجرانہ اور بوگس کلیموں کی تحقیقات کے لئے سپیشل ٹریبونل مقرر کرے اور میں اس سلسلہ میں حکومت کو دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بلکہ جعلی کلیم داخل کرنے والے قادیانیوں کے



نام اور کلیموں کے ممبر تک مہیا کروں گا۔ اس طرح وہ تمام دھاندلیاں منظر عام پر آ جائیں گی جن کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن باوجود بار بار درخواست کے حکومت پاکستان نے اس طرف سر دست توجہ نہیں فرمائی۔ میرے خیال میں اگر حکومت پاکستان صمیم قلب سے اس نشاندہی پر غور فرمائے تو یقیناً کروڑ ہا روپیہ کی جائیداد نہ صرف واپس لے سکیں گے بلکہ ان کے نامناسب جھکنڈوں سے بخوبی روشناس ہو جائیں گے۔ میاں صاحب موصوف کا اشتہار مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمادیں۔

محترم صدر مملکت، وزیراعظم پاکستان اور آراکین قومی اسمبلی کی خاص توجہ کے لئے گزارش ہے کہ خاکسار امیر الدین تقسیم ملک سے قبل ایک صاحب حیثیت آدمی تھا اور تیرہ ہزار روپے کے قریب سالانہ انکم ٹیکس ادا کرتا تھا۔ تقسیم ملک سے قبل میرا کاروبار آسام میں تھا۔ جب ملک تقسیم ہوا تو میں قادیان آ گیا اور دو سال تک وہاں بطور درویش رہا۔ پھر ۱۹۳۹ء میں پاکستان آ گیا۔

جماعت احمدیہ کا ممبر ہونے کی حیثیت سے میں آپ کی توجہ ان دھاندلیوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جن کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کی جائیداد پر جماعت نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو تقسیم ملک سے قبل آسودہ حال تھے در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور ان یکسوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔

۱..... صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک رجسٹرڈ باڈی ہے۔ تقسیم ملک سے قبل اس کی جائیداد ملک کے مختلف علاقوں میں تھی۔ تقسیم کے بعد ناصر آباد، محمود آباد، شریف آباد، کریم نگر، فارم تھر پار کر سندھ کی زمین پاکستان میں آ گئی۔ ہمارے خلیفہ صاحب نے پاکستان میں ایک نئی انجمن کی داغ بیل ڈالی اور اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر یہ زمین اپنے صاحبزادوں اور اس انجمن کے نام منتقل کروالی اور جو انجمن قادیان میں تھی اس نے وہاں کی تمام جائیداد بھارتی حکومت سے واگذار کروالی۔ موجودہ خلیفہ کے چھوٹے بھائی مرزا وسیم احمد اسی مقصد کے پیش نظر وہاں ٹھہرائے گئے تاکہ دونوں ملکوں کی جائیداد تھپائی جاسکے۔ خاکسار موجودہ خلیفہ کے چچا بشیر احمد ایم اے کے نوٹس میں یہ بات لایا کہ جماعت کے بعض افراد یوگس کلیم دے کر بڑی بڑی جائیدادیں قبضہ میں کر رہے ہیں۔ اس وقت تو وہ خاموش رہے۔ مگر جب حالات ٹھیک ہو گئے تو وہ میرے مخالف

ہو گئے۔ خاکسار گورنمنٹ کو بھی اس سلسلہ میں باقاعدہ باخبر کرتا رہا مگر آج تک ہمارے شنوائی نہیں ہوئی۔ خلیفہ وقت کے حکم سے جماعت نے ہمیں ایک کمرے میں بند کر دیا ہے اور ہم موت کے دن پورے کر رہے ہیں۔

۲..... قادیان میں سکنی زمین صدر انجمن احمدیہ لوگوں کو فروخت کرتی تھی مگر وہ خریداروں کے نام رجسٹر نہیں کروائی جاتی تھی۔ جیسا کہ ربوہ میں رجسٹر نہیں کروائی جاتی۔ سرکاری کاغذات میں یہ زمین اصل مالکان کے نام رہتی ہے۔ حالانکہ وہ اسے فروخت کر کے لاکھوں روپیہ وصول کر کے ہضم کر چکے ہوتے ہیں۔ اس ہوشیاری پر پردہ ڈالنے کے لئے خلیفہ نے مہاجرین قادیان سے کہا کہ آپ لوگ قادیان کی زمین کا کلیم نہ دیں۔ کیونکہ قادیان مقدس سرزمین ہے اور ہم جلد واپس جانے والے ہیں۔ اس طرح ان عقیدت کے ماروں کو دودفعہ لوٹا گیا۔ ایک دفعہ تو پیسے لے لئے اور زمین ان کے نام نہ کروائی اور دوسری دفعہ جب وہ لٹ پٹ کر آئے تو کلیم دینے سے منع کر دیا اور جنہوں نے کلیم داخل کر دیا وہ ان کا بایکٹ کیا گیا اور انسانیت سوز سزائیں دی گئیں اور خلیفہ کے گماشتوں نے کروڑوں روپے کے ناجائز اور بگس کلیم داخل کر دیا کر پیکس مہاجرین کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔

میری حکومت سے درومندانہ اپیل ہے کہ وہ ناجائز اور بگس کلیسوں کی تحقیقات کے لئے پیش ٹریبونل مقرر کرے۔ میں اس سلسلہ میں حکومت کو دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کے لئے تیار ہوں اور کئی جعلی کلیم داخل کرنے والے احمدیوں کے نام اور ان کے کلیسوں کے نمبر تک مہیا کرنے کا پابند ہوں اور اگر میں ان الزامات کو ثابت نہ کر سکوں تو ہر سزا اٹھانے کو تیار ہوں۔

خاکسار نے صمدانی عدالت میں بھی اس فرقہ کے بعض رازوں سے پردہ اٹھایا تھا۔ جس کے بعد مجھے ہر طرح سے دھمکانے کی کوشش کی گئی۔ آخر میں میں اپیل کرتا ہوں کہ جلد از جلد اس سلسلہ میں کارروائی کر کے پیکس مہاجرین کی آبادی کا سامان کیا جائے۔

نوٹ..... یہ حکومت کے اندر ایک ایسی حکومت ہے کہ جس کو گورنمنٹ چیونچ نہیں کر سکتی۔ خلیفہ ربوہ میں بیٹھ کر ہندوؤں کی جائیداد کی الاٹمنٹ کرتے رہے ہیں اور اس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے۔

خاکسار: امیر الدین قادیانی

سابق درویش سینٹ بلڈنگ تھارٹن روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# ربوہ کا پوپ



جناب مظہر الدین ملتانی

## ربوہ کا پوپ

جس میں:

- ☆..... ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے۔
  - ☆..... دینی سیاست کے پردے میں چہرہ دستیاب۔
  - ☆..... حکومتی خاکے، فوجی نظام، حکومت کے خواب، ربوہ سٹیٹ بینک وغیرہ۔
  - ☆..... گشتی مراسم، ربوہ کے جاسوسوں کا کام، حکومت کی پالیسی کے راز چراتا۔
- مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی۔

## سمجھنے کی باتیں

یہ کتاب جو پیش خدمت ہے خدمت کے بہترین اصولوں کے پیش نظر بارودم کافی اضافہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔ ربوائی مظالم کا خونی روز نامہ دیا چہ مرزا محمد شفیق کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس دیا چہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان شستہ اور استدلال بھی انتہائی مخلصانہ ہے۔ آپ نے نہایت عمدہ اور احسن طریق سے ربوہ کے مظالم کی موجودہ حالت کا حیرت انگیز نقشہ کھینچا اور جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے خوب سوچ سمجھ کر، نیز متانت کے ساتھ تمام ذمہ داریوں کا احساس کر کے مرزائی مظالم کے چہرے پر سے نقاب اٹھانے کی سعی فرمائی۔ یہ ہر لحاظ سے قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آئندہ بھی ان کو مظلوم کے حق میں لکھنے کی توفیق دے۔ جزاءہ اللہ واجسن الجزاء!

اس سے قبل بھی حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ اب پھر ان سے درخواست ہے کہ ربوہ کی سرزمین میں سوشل بائیکاٹ، ضروریات زندگی کے تمام راستے مسدود کرنا، روز روشن میں قتل و غارت وغیرہ معمولی افعال ہیں اور اپنے مخالفین کے ساتھ انسانیت سوز سلوک روا رکھنا اس سرزمین میں مہذب فعل اور کارروائیاں ہیں۔ یہاں مذہب کی آڑ میں ان کو علمی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ آخر ان تمام مشکلات کا حل حکومت ہی کر سکتی ہے تاکہ نئی نوع انسان کو امن کی زندگی میسر ہو سکے۔ انگریز کے راج میں جو کچھ قادیان میں ہوتا تھا وہی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے اندر حکومت در حکومت کی صورت میں ربوہ کے اندر ہو رہا ہے۔ ان حالات میں نہ معلوم کب حکومت کو اپنے قانون کی عظمت کا احساس ہوگا۔ اگر اب بھی حکومت پاکستان نے تسامح اور غفلت سے کام لیا تو وہ دن دور نہیں کہ ربوہ کا پوپ جو حکومت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اپنی شاطرانہ چالوں میں

کامیاب ہو جائے اور ملک وقوم مزید پریشانیوں سے دوچار ہو جائے۔  
بہر حال اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ اس کتابچہ میں حکومت کی آسانی کے لئے  
معلومات کا وہ تمام مواد مختلف ابواب کی صورت میں علی الترتیب پیش کیا گیا ہے اور یہ ربوائی پوپ  
کی ذہنیت کی پوری پوری عکس تصور ہے۔

ان تمام واقعات کی روشنی میں یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ربوہ کا پوپ مذہب کے پروے  
میں حکومت پر قبضہ کرنے کا شدت سے خواہشمند ہے۔ ربوہ کا سٹیٹ بینک ان تمام اداروں کو  
چلانے کے لئے خرچ اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں نشانہ بندی کی گئی ہے۔ بینک  
کی مدد سے ملک میں افراتفری اور خون خرابہ کرنے کے لئے بے دریغ روپیہ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس  
پر بس نہیں بلکہ دوسری حکومتوں سے گٹھ جوڑ، حکومت وقت کے خلاف پراپیگنڈہ، گورنمنٹ کے  
خلاف خفیہ مضامین، اخباروں کو روپیہ تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ! شہید گنج کے موقع پر کس طرح خون کی  
ہولی کھیلی گئی اور خصوصاً مسلمانوں میں آپس میں نفاق ڈالنا وغیرہ۔ یہ سب کچھ اس بینک کی  
مرہون منت ہے۔ اس بینک کے طفیل بے شمار کارہائے نمایاں اپنی بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے  
کئے جاتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان حالات میں ربوہ کے سٹیٹ بینک کو جو حکومت کے  
متوازی چل رہا ہے فی الفور اپنے قبضہ میں لے کر حسابات کی پڑتال کرے اور اس طرح تمام  
روپیہ حکومت کی تحویل میں رہے۔ اس سے یقیناً آئے دن کی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

نہ رہے گا ہانس نہ بجے گی ہانسری

مزید برآں جیسا کہ حکومت کے شہتی مراسلہ سے ظاہر ہے کہ خفیہ راز تک چمڑے  
جاتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ Security Press جہاں حکومت کی کرنسی چھپتی  
ہے اس منفعت بخش ادارہ پر ہاتھ صاف نہ کیا ہو۔ قصہ مختصر کہ اس مذہبی جماعت کے پوپ کے  
پاس کروڑوں روپیہ کا سرمایہ کہاں سے آیا اور بیشتر روپیہ بیرونی بینکوں میں منتقل ہوتا رہا ہے۔  
حکومت پاکستان کو اچھی طرح سے چھان چھنگ کرنی چاہئے اور پوری طرح چوکنا اور خبردار رہنے کی  
ضرورت ہے۔

حکومت پاکستان کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ربوہ کے  
پوپ نے اپنی حکمت عملی سے ربوہ کو ایک علیحدہ سٹیٹ کا درجہ دیا ہوا ہے تاکہ وہ ہر قسم کی سازشیں کر  
سکیں اور حکومت کلی طور پر ان کے حال سے بے خبر رہے۔ اسی طرح دہاں کے کینوں کو قانونی تحائف  
میں جکڑ رکھا ہے تاکہ اگر ان کی من مانی کارروائیوں میں عوام خلل ہوئے تو ہم فوراً کینوں سے بے

وخل کر سکیں۔ اسی خوف کی وجہ سے مظلوم باشندوں کی آواز دب جاتی ہے اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنے میں جبراً پابند رہتے ہیں۔

ان حالات میں شہری حقوق کی حفاظت بھی حکومت کے فرائض میں داخل ہے۔ وہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے کر ربوہ کے مکینوں کے حقوق ملکیت کا مناسب انتظام کرے اور قطعی طور پر ان کو حقوق دیئے جائیں تاکہ وہ ربوہ کے ظالموں سے حقیقی نجات حاصل ہو اور وہاں کے لوگ حکومت پاکستان کے شہری کی حیثیت سے آزادانہ زندگی گزار سکیں۔ ہم حکومت پاکستان سے پوری توقع رکھتے ہیں کہ ان تمام کو پیش نظر رکھ کر ٹھنڈے دل سے اس پر سوچ بچار کر کے مظلوم کی وادری کے لئے مناسب اقدام کر کے اور تمام مشکلات کو دور کرے۔ تاکہ ایسی فرعونیت کا خاتمہ ہو سکے۔ جو درپردہ حکومت بنانے کا خواب دیکھ رہی ہے۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی مظلوموں کی حفاظت کر۔ آمین!

سب طاقت اور توفیق اس قادر مقتدر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس ایک ہی سہارے کا امیدوار ہوں۔ میری دعا ہے کہ اس کتابچہ کو جس مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے اس کے مفید نتائج برآمد ہو کر ظلم و ستم کا دور دورہ بند ہو اور صحیح معنوں میں ربوہ میں حکومت پاکستان کا قانون رائج ہو۔

پاکستان پائینڈ ہاؤس!

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خدم ملت: محمد مظہر الدین ملتانی

## ربوائی مظالم کا خونی روزنامہ

مذہب کی تاریخ خاک و خون سے لٹھڑی پڑی ہے۔ اس وقت سے لے کر جب حائیل نے قاتیل کو قتل کیا اس قدر خون بہایا گیا ہے کہ اگر اسے جمع کیا جائے تو ساری دنیا کو گھر گھر کرنے کے لئے کافی ہے۔ گاہے ماہے اس کشت و خون، قتل و غارت اور معصوم جانوں کے اتلاف کو روکنے کے لئے آوازیں اٹھتی ہیں۔ قلم جنبش میں آتے ہیں۔ بے کسوں کی آہیں مظلوموں کی چیخیں مہذب معاشرے کو بیدار کرتی ہیں۔ مگر وہ پھر کروٹ بدل کر سو جاتا ہے۔ گویا یہ بیداری بھی نیم خوابی بلکہ گراں خوابی کی ہی ایک شکل ہے۔ یورپین سوسائٹی میں اگر ”بلیک ہول ڈے“ کا نام لیا جائے تو ہر آدمی شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں ربوہ کی کوکھ سے ہر روز نئے

خونچکاں واقعات جنم لیتے ہیں۔ سینکڑوں آگینے خلافت کے دین بسرے کی شکایت کرتے ہیں ہزاروں افراد کو معاشی و سماجی طور پر قتل کرنے کی داستانیں سامنے آتی ہیں۔ مگر ہمارے حکام بھی عوام کی طرح ایسے گراں گوش ثابت ہوئے ہیں کہ فخر الدین ملتانی، محمد امین پٹھان کا اس نام نہاد مذہب کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا جانا بھی انہیں بیدار نہیں کر سکا۔ یہ فتنہ قادیان میں پھولتا پھلتا رہا اور تھاٹ پولیس کی جاسوسی ہزاروں لوگوں کے بدترین منظم سوکھل بائیکاٹ اور مزید قاتلانہ حملوں پر منتج ہوتی رہی۔ روم جلتا رہا اور پوپ بانسری بجاتا رہا۔ جب جو رو جھا اور ظلم و ستم اپنی انتہاء کو جا پہنچا اور بزدل مرید اپنی اخلاص نمابے وقوفی میں مگن ہو کر مہر بلب ہو گئے تو خدا کا عذاب اس بستی پر نازل ہوا جس کے ایک مظلوم نے جناب باری سے یوں دعا کی تھی۔

اس زمین پر آگ اور پتھر برسنے چاہئیں۔ برق گرنی چاہئے اولے برسنے چاہئیں۔

(مہلبہ)

ملک تقسیم ہوا تو خیال تھا۔ شاید ظلم کا یہ باب بند ہو جائے گا۔ مگر فرعون قوت کے نشے میں سرشار ”ارتز“ نے ربوہ کی ملعون بستی کو آباؤ کر کے اپنے سنگین جرائم کو دود آتش بلکہ سہا تھہ کر دیا اور حکومت کملی آنکھوں سے اس سرزمین بے آئین میں اپنی بے بسی کا تماشا دیکھتی رہی اور خود ربوہ کے مکین یہ کہتے رہے کہ حکومت کا قانون یہاں بے بس اور بے کس ہی نہیں لاوارث اور یتیم ہے۔ آخر خدائی قہر کی دوسری تجلی نازل ہوئی اور آتش بیان سامری گیارہ سال تک ”لایموت فیہا و لایحیی“ کی عبرت تک تصور بنے ہوئے چار پائی پراڈیاں رگڑتا رہا۔ مگر خاندان نبوت کے گداگر افراد و جنہیں چندوں اور نذرانوں کی چاٹ پڑ چکی تھی اس حالت میں بھی اس کی ”نمائش“ سے باز نہ آئے اور حضور کی زیارت کے نام پر نذرانہ کے حصول کے لئے اس کی ناگفتہ بہ حالت لوگوں کو دکھاتے رہے۔

ڈوٹی کی طرح کرسی پر بیٹھا کر ادھر ادھر رکھا جاتا تھا اور اس کی ٹانگیں بید لرزاں کا نظارہ پیش کرتی تھیں۔ آخر اس ڈرامہ کا ڈراپ سین ہوا اور لوگوں کو نقلی بہشتی مقبرہ کے ٹکٹ جاری کرنے والا امیر یہ کہتا تھا جس نے لوگوں کے دلوں سے کعبہ کی عظمت کو گرانے کی کوشش کی تھی۔ ربوہ کی کلر اور شور زمین میں اپنی تمام حسرتوں کو سینے میں لئے دفن ہوا۔ تو باپ کے بعد بیٹا گدی نشین ہوا۔ جسے اس شیخ پر لانے کے لئے کبھی ہوا لٹا کر کھنے کی تلقین کی گئی۔ کبھی اسے نااہل ہونے کے باوجود مختلف تنظیموں کا صدر بنایا گیا۔ شومئی قسمت سے الیکشن کا سوا ٹک رچایا گیا تو بیٹا جی مہاراج چاروں شانے چت کرتے ہوئے نظر آئے تو الیکشن کے نتائج پر خط تنبیخ کھینچ کر اسے اپنے گلے

سے لگایا۔ چھکی دی اور کہا کہ جب تک تمہارا گرو زندہ ہے فکر نہ کرو۔ خلافت کی لکشمی دیوی ضرور تمہارے نکاح میں آئے گی۔ بس پھر کیا تھا پالتو مولوی نغمہ سرائی و قصیدہ خوانی پر مامور ہوئے۔ شاطر سیاست نے اسلامی شوریٰ کو منسوخ کیا کہ اس سے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ اپنے آقا یان ولی نعمت کے خود ساختہ پاپائی طریق انتخاب کو اپنایا۔ اپنے خاندان کے پیدا نشی گدا گروں و وظیفہ خور صحابیوں اور بیرون ملک بھیجے جانے والے کمیشن ایجنٹوں کو ووٹ کا حق دیا گیا۔ مگر ملک میں کام کرنے والے مبلغین ووٹ سے بھی محروم رہے۔ کیونکہ وہ داعظین منبر و محراب کے ایرانی مزاج سے بخوبی واقف تھے۔ اس پر بھی چین نہ آیا تو سماجی و معاشی بائیکاٹ کا ہتھیار آزمایا گیا۔ پہلے ساری دنیا کو کافر کہہ کر اعزہ و اقرباء سے مصاہرت و مناکحت کے رشتے توڑ کر انہیں مسلم معاشرہ سے الگ کیا گیا اور کلیتہً جماعتی بنادیا گیا۔ ان سے چندہ بھی لیا اور انہیں دھمکایا بھی اور اب بائیکاٹ کر کے انہیں اس مخصوص معاشرہ سے علیحدہ کیا تو ان کے لئے عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ لیکن بایں ہمہ وہ مقابل پر ڈٹ گئے۔ اب ”پتا جی ریکارڈورنہ ریک جاد“ پر عمل کرتے ہوئے چپ سادھ بیٹھے اور ایک خواب بنائی کہ ایک نور میرے اندر سے نکل کر پہلے ہاتھ کے اندر پھر منور اور پھر ظفر اللہ خاں کے اندر گھس گیا ہے۔ ظفر اللہ کا ذکر تو برائے وزن بیت تھا کہ اس عرصہ میں راہی ملک عدم ہو جائے گا۔ اصل مقصد لوگوں کی حفاظت تھی۔ کوہستان راولپنڈی نے ادارہ لکھا۔ ”بلی کو چھپھڑوں کے خواب۔“ مگر الفضل نے حسب عادت تردید ضروری خیال کی۔ مگر دشمن کے اندازے دوست اور مریدوں کی تادیلیں غلط ثابت ہوئیں اور مرزا ناصر احمد ۹/۸ نومبر کی درمیانی رات کو یکدم روحانی آدمی بن گیا اور سارے حرام کے بکرے اور فیروز دھوبی کی بددعائیں ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئیں۔ اب پھر خوابوں کا دورہ جماعت کو پڑا اور بشارت ربانیہ کا نزول شروع ہو گیا۔ ظالمود کے رواجی نیل کا کشف آکسن خلیفہ پر صادق آگیا اور کسی مرید نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ یہود تو پہلے مسیح کو وار پر لٹکا چکے ہیں۔ وہ دوسرے کے پوتے کے بارہ میں کسی طرح پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ خلیفہ جی نے دیکھا کہ بیداری کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور ان کے کارورگر کی داستانیں بھی منظر عام پر آرہی ہیں۔ کیا کریں۔ پرانی Conditioning کام آئی۔ جماعت کو سیاسی بالادستی اور تسلط کی خواہیں سنا سنا کر ان سے پیسہ بٹورنا اور ان کا خون نچوڑنا شروع کیا۔ پی، پی، پی کی حمایت کی گئی۔ مگر جہاں خلیفہ نے اپنا مقدس ووٹ ڈالا تھا۔ وہاں پیپلز پارٹی ہار گئی۔



ایک میلہ تو جلسہ کی شکل میں ہوتا ہی تھا۔ ڈربی ریس کے لئے گھوڑے پالنے کی سکیم کا آغاز ہوا اور بے چاری لہنی ہار گئی۔ نوجوانوں کو خسی کرنے کے لئے اور سائیکل کبھی میں اپنے Share مضبوط کرنے کے لئے ایک لاکھ سائیکل خریدنے کی تلقین کی گئی اور بھارت کے ایٹمی دھماکے کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت کو غلیل بنانے کا وعظ شروع ہوا۔

محمد علی مرزا ناصر کے گھر میں خدمت کے جذبہ سے کام کر رہا تھا۔ جب اس نے اپنی آنکھوں سے اس دہکتی دوزخ کے اندرون خانہ میں جھانکا تو قلب و نظر پر وہ بجلیاں گریں کہ وہ ہزار تادیلوں کے باوجود اپنے آپ کو اس مقدس نضام میں Adjust نہ کر سکا۔ دل کی بات زبان پر آگئی تو اسے نودو گیارہ کر دیا گیا۔ قوت لایموت کے لئے اسے سبزی فروش بننا پڑا۔ مگر کار خاص کے نمائندے اس کی تاک میں رہے۔ ایک دن درے کے قریب اسے وحشیانہ طریق پر قتل کیا گیا۔ تاک کان کاٹے گئے۔ نقش کے ٹکڑے کئے گئے اور بوری میں بند کر کے چوہڑوں کی کھنٹی میں پھینک دیا گیا اور اس روحانی ہستی سے ایک بھی گواہ نہ ملا اور معاملہ داخل دفتر ہو گیا۔

لطیف احمد محلہ داریمین ربوہ اور بدر دین معلم وقف جدید مرزا ناصر احمد کی زیر ہدایت وزیر صدارت ہونے والی گھڑ دوڑ کے نیچے آ کر کچلے گئے۔ مگر بارگاہ خلافت سے اعلان ہوا کہ گھڑ دوڑ جاری رہے گی۔ موت و حیات کا سلسلہ تو جاری ہی ہے۔ اگر رائل پارک کے افراد میں سے کوئی آدمی مر جاتا تو آسمان سر پر اٹھایا جاتا۔ گویا کوئی بایزید اصل حق ہو گیا لفضل وحشیانہ قتل کے ان ہر سہ واقعات کو شیر مادر سمجھ کر پی گیا۔ لیکن اس خیال میں گمن نہ رہو کہ تمہاری غنڈہ گروی، قتل و غارت ایسی چیز ہے جسے ربوہ کا آہنی پردہ، سدھائے ہوئے مرید اور کروڑوں روپے کے املاک اور بینک بیلنس پھپھائے رکھیں گے۔ جس طرح تمہارا دین مرا ہے دنیا بھی مرے گی اور شہیدوں کا خون رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔

جو لوگ ربوہ کی انتظامیہ کے طریق کار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں معمولی سے معمولی واقعہ بھی خلیفہ کے اشارے، ایماء یا حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ بعض خالصہ نجی معاملات مثلاً نکاح و طلاق میں بھی خلافت شامی ٹاگ اڑاتی پھرتی ہے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۷ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر بلوائیوں نے اپنی روایات کے مطابق تشدد کا خون ڈرامہ سلج کیا۔ چونکہ اس معاملہ میں تحقیقات معزز عدالت کر رہی ہے اس لئے فی الحال ہم اس کے محرکات اور پروگرام پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ عقائد کی سزا تو انہیں آخرت میں ملے گی۔ لیکن ہم یاد دلاتے ہیں کہ

قتل و غارت، آتشزدگی، سوشل بائیکاٹ کا وہ سلسلہ جو قادیان سے لے کر ربوہ تک پھیلا ہوا ہے اس کا خاتمہ ضرور ہوگا۔ یہ تو زلزلے کا پہلا دھکے ہے۔ ابھی اور بڑے زور آور حملے ہوں گے اور خدا تعالیٰ حق و صداقت کو آشکار کرے گا اور کوسفند ان عالی جناب رہا ہو کر رہیں گی اور مکرو فریب کا جال ٹوٹ کر رہے گا اور یہ ریاست اندر ریاست عجمی اسرائیل اور امت مسلمہ کے سینے کا ناسور ختم ہو کر رہے گا۔

گندم از گندم بروید جو از جو  
از مکافات عمل غافل مشو

شفیق مرزا!

### ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے

کسی جماعت کے لئے زیبا نہیں کہ وہ مذہب کی رد اوڑھ کر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی سعی نامسود کرے۔ کسی مذہبی جماعت کو حکومت کی طرف سے جو حمایت حاصل ہوتی ہے وہ اسی حد تک ہوتی ہے جس حد تک وہ اپنے مشن کو چلا سکے۔ وہ سیاسی امور سے کوسوں دور رہتی ہے۔ اس کا مطمح نظر صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے اندر مذہبی روح پھونکیں۔ لیکن یہ ایک اندوہناک اور تکلیف دہ امر ہے کہ خلیفہ ربوہ نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر حکومت کے خواب دیکھنے شروع کئے اور وہ پاکیزہ مقدس نظام جو اشاعت اسلام کے لئے قائم کیا گیا تھا جس کی غرض و غایت معاشرے کی اصلاح اور مردہ دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کی آگ سلگانا تھا۔ اس نظام کو اپنے ناپاک سیاسی عزائم کے نذر کر دیا اور جماعت کے دلوں سے یہ عہد دین کو دنیا پر مقدم کر دوں گا۔ نسیا منسیا ہو گیا۔ اس نظام میں وقتاً تبدیل سیفید قام آقاؤں کے عین فضاء کے مطابق تھی کہ خلیفہ اور جماعت کے عقول و قلوب کو اصل محور سے ہٹا کر غیر مذہبی امور میں الجھائے رکھے۔ ایک عرصہ سے یہی کیفیت رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ قادیان میں خلیفہ ربوہ بے لگام ہو گیا اور ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ وہاں بھی برطانوی قانون کا لحد سمجھا جانے لگا۔ دن دھاڑے روز روشن میں قتل ہوتے۔ لیکن پولیس تحقیقات میں ناکام رہتی۔ اس سے انگریز حکومت کی غیرت پر ضرب کاری لگی۔ اس نے قادیان کی متوازی حکومت کے خلاف اقدام شروع کر دیا اور اس کا پہلا سراغ مسٹر جی ڈی کھوسلا کے فیصلہ سے ملتا ہے۔ فاضل جج نے اپنے فاضلانہ فیصلہ میں خلیفہ کی ان

تشددانہ اور جارحانہ کاروائیوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے مولوی عبدالکریم مہالہ کے خلاف کی تھیں۔ کس طرح ان کے اشتعال انگیزانہ خطبے کے نتیجے میں مولوی صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ان کا مکان تک جلا دیا گیا۔ لیکن ان کا ایک مددگار محمد حسین قتل ہو گیا۔ جب عدالت کے فیصلہ کے مطابق قاتل پھانسی پا گیا تو اس کی لاش کو بڑے ترک و احتشام کے ساتھ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اس کا فوٹو شائع کیا گیا۔ اس کی موت کو شہادت کا درجہ دیا گیا۔ اس کو ولی اللہ مہم بنایا گیا۔ اس کا چہرہ ہر احمدی کو دکھایا گیا اور اس کے مقدمہ میں جماعت کا ہزار ہا روپیہ بھی صرف کیا گیا۔ (الفضل ۱۹۳۰ء)

### محمد امین پٹھان کا قتل

اس فیصلہ میں محمد امین پٹھان کے قتل کا بھی ذکر ہے۔ جو فتح محمد سیال کے ہاتھوں قتل ہوا۔ لیکن پولیس کارروائی کرنے سے قاصر رہی۔ فیصلہ مذکور میں تحریر ہے۔

### مکان تک جلا دیا گیا

”مرزائی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ کوئی سامنے آ کر سچ بولنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے نکالنے کے بعد اس کا مکان جلا دیا گیا۔ اس کو قادیان کی سال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریقے سے گرانے کی کوشش بھی کی گئی۔ یہ افسوسناک واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ قادیان میں طوائف املو کی تھی۔ جس میں آتش زنی اور قتل تک ہوتے تھے۔“

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکام ایک غیر معمولی درجہ کے فوج کا شکار ہو چکے تھے اور دنیاوی اور دینی معاملات میں مرزا محمود احمد کے حکم کے خلاف کبھی آواز نہ اٹھائی گئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات کی گئیں۔ لیکن کوئی انسداد نہ ہوا۔ مسل پر ایک دواہی شکایات ہیں لیکن ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے اور اس مقدمہ کے لئے یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ قادیان میں ظلم و جور جاری ہونے کے متعلق غیر مشتبہ الزام عائد کئے گئے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی گئی۔“

مزید فیصلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ”مرزا (یعنی مرزا محمود احمد) نے مسلمانوں کو کافر، سورا اور ان کی عورتوں کو کیتوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو مشتعل کر دیا تھا۔“ (فیصلہ مشرعی ڈی کو سلہ سیشن جج گورداسپور)

## قتل کے نتائج سے بچ نکلنا

عدالت کا یہ فیصلہ خلیفہ کی سیاسی عزائم کی عکاسی کرتا ہے کہ قادیان خلیفہ کے لئے قتل کرنا اور قتل کے نتائج سے بچ نکلنا ایک بالکل معمولی امر تھا۔ یہی معاملہ ربوہ میں بدرجہ اتم رونما ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ خالص احمدیوں کی ہستی ہے۔ یہاں ملک کا قانون بھی بے بس اور بے کس ہے اگر حکومت دور بینی سے کام لیتی اور صدر انجمن احمدیہ کو یہ زمین اونے پونے نہ دیتی۔ بلکہ اس جماعت کو دوسری بستیموں اور شہروں میں آباد کرتی تو خلیفہ ایک خطہ میں اپنی من مانی نہ کر سکتے۔ بلکہ ایسا نہ ہوا۔ ان کو ایک ایسا وسیع رقبہ الگ تھلگ دے دیا جہاں خلیفہ کا سکھ رہا ہے۔ کسی کی کیا مجال جو ان کے سامنے دم مار سکے۔ اس مطلق العنانی کی کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاکستان کی منیر ٹریبونل رپورٹ میں مرقوم ہے۔

”۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریرات منکشف ہیں کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔“

(رپورٹ منیر انکوائری کمیٹی ص ۱۹۶)

## سیاست کاری

اب ہم شاطر سیاست خلیفہ کی سیاست کاری اور سیاسی عزائم اور حکومت پر غلبہ حاصل کرنے کے بارہ میں خلیفہ کے خطبات و تقاریر سے اقتباسات درجہ قارئین کرتے ہیں۔ ”پس اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں پھیل نہیں سکتا۔ اس لئے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے۔ پس مسلمانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمہاری ترقی کا راستہ کھول دیا ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء)

## احمدیت کی حکومت قائم کرنا

”اصل تو یہ ہے کہ ہم نہ تو انگریزی حکومت چاہتے ہیں، نہ ہندوؤں کی۔ ہم تو احمدیت کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۲ء)

”اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی، آمدنی زیادہ ہوگی، مال و اموال کی کثرت ہوگی۔ جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی اس وقت اس قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔“

(الفضل مورخہ ۸ جون ۱۹۳۶ء)

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے، تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہر گز دور نہیں ہو سکتے۔“  
(الفضل مورخہ ۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

خلیفہ وقت سے بہتر

”غرض سیاست میں مداخلت کوئی غیر دینی فعل نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک دینی مقاصد میں شامل ہے۔ جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضروریات اور حالات کے مطابق لیڈران قوم کا فرض ہے..... پس قوم کے پیش آمدہ حالات کو مد نظر رکھنا اور اس کی تکالیف کو دور کرنے کی تدابیر کرنا اور ملکی سیاست میں رہنمائی کرنا خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس زمانہ میں گذشتہ ۱۵ سال کے تاریخی واقعات ہمارے اس بیان پر صداقت کی مہر لگا رہے ہیں۔“  
(الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

تمام دنیا پر عمل برتری

”ہم میں سے ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوگی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔ اب یہ خیال ایک منٹ کے لئے بھی کسی سچے احمدی کے دل میں غلامی کی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ اس سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل پونہایت حق عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔“

(الفضل مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

احمدی حکومت قائم کرنا

”میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ انگریزی حکومت چھوڑ، دنیا میں سوائے احمدیوں کے اور کسی کی حکومت نہیں رہے گی۔ پس جب کہ میں اس بات کا قائل ہوں۔ بلکہ اس بات کا خواہشمند ہوں کہ دنیا کی ساری حکومتیں مٹ جائیں اور ان کی جگہ احمدی حکومتیں قائم ہو جائیں تو میرے متعلق یہ خیال کرنا کہ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو انگریزوں کی دائمی غلامی کی تعلیم دیتا ہوں۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۳۱ نومبر ۱۹۳۹ء)

تیار رہنا چاہئے

”ہمیں نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں

(افضل مورخہ ۳ جون ۱۹۴۰ء)

اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔“  
قبضہ کرنا

”انگریز اور فرانسیسی وہ دیواریں ہیں جن کے نیچے احمدیت کی حکومت کا خزانہ مدفون ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے جب تک خزانہ کے مالک جو ان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی اور بالغ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس خزانے پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر اسی وقت یہ دیوار گر جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے لوگ اس پر قبضہ جمالیں گے۔“  
(افضل مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۴۲ء)

حکومت احمدیوں کو ملے گی

ان حوالہ جات سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ ربوہ حصول حکومت کی تمنائیں کس قدر وثوق کے ساتھ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے عزائم اور راہیں حصول حکومت دوسرے مسلمانوں سے کس قدر مختلف ہیں۔ یہ اعلان واضح طور سے کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے حکومت ان کو نہیں بلکہ صرف اور صرف احمدیوں کو ملے گی۔

”اور مسلمان جنہوں نے احمد (مرزا قادیانی) سے اپنا تعلق نہیں جوڑا وہ مرتے ہی جائیں گے اور مرتے مرتے یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے۔ یہودی موسیٰ علیہ السلام کے نائب کا انکار کرنے کی وجہ سے ذلیل ہوئے تھے..... اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان بہت بلند ہے۔ اس لئے آپ کے نائب کا انکار کرنے والوں کی ذلت یہودیوں سے بڑھ کر ہوگی۔“

(افضل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء)

ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے ان کے پروگرام کے مطابق حکومت ان کو میسر نہ ہو سکی اور انگریزی حکومت کی عمارت پیوست خاک ہو چکی ہے۔ جس کے نیچے خلیفہ کی آرزوؤں اور تمنائوں کا خزانہ مدفون ہو چکا ہے۔ اب پاکستان معرض وجود میں آ چکا ہے۔ اس کا قیام و استحکام اور اس کی سالمیت حفاظت انہیں کس طرح گوارا ہو سکتی ہے؟ خصوصاً جب کہ حکومت ان مسلمانوں کو مل گئی ہے جن کو خلیفہ صاحب یہودی قرار دے چکے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جن کے متعلق خلیفہ یوں فرماتے ہیں:

اسلام کی ترقی احمدی سے وابستہ

”اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی

حکومتوں میں نہیں پھیل سکتا۔ اس لئے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے تاکہ اس سلسلہ حقہ کے پھیلنے کے لئے دروازے کھولے جائیں۔“ (افضل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء)

### خلیفہ صاحب اور اکھنڈ ہندوستان

خلیفہ ربوہ تقسیم ہند پر گریہ زاری کرتے ہوئے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ہوں فرماتے ہیں: ”ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوتے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔“ (افضل مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء)

پھر فرمایا: ”بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔“ (افضل مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء)

ان حوالہ جات سے خلیفہ ربوہ کے جذبات کی تصدیق اور ان کی نیت کی عکاسی ہوتی ہے اور وہ اکھنڈ ہندوستان کے حامی ہیں۔ اب جب کہ اپنی تمناؤں اور امیدوں کو پاش پاش ہوتے دیکھا تو پھر شاطریا سیاست سے ایک سیاسی پتھر ابد لا کہ وہ یہ کہ مسلمانوں میں تشمت و افتراق و اختلاف و انتشار کی آگ بھڑکانے کے لئے سیاسی ہتھکنڈے استعمال کئے۔ پس میں حکومت کو اس بات سے آگاہ کر دینا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ ربوہ کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کرے اور اس کے نظام کو سمجھنے کی پوری کوشش کرے۔ خلیفہ نے اپنی جماعت کو دنیا کا چارج سنبھالنے اور حکومت پر قبضہ کرنے اور اپنی ذاتی اغراض پوری کرنے کے لئے جماعت کی باقاعدہ تربیت کی اور اس کو شعوری اور غیر شعوری طور پر ابھارتے رہے۔ چنانچہ خلیفہ فرماتے ہیں: ”اس وقت اسلام کی ترقی خدوند تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو کہ سیاست اور اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام حکومت کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ اور تعلیم کے ذریعہ سے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ہم اسلام کی ساری تعلیموں کو جاری نہیں کر سکتے۔“ (افضل مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

### حکومت اور ملک فتح کرنا

”یہ مت خیال کرو کہ ہمارے لئے حکومتوں اور ملکوں کو فتح کرنا بند کر دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمارے لئے بھی حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔“ (افضل مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۷ء)

### خلیفہ فیلڈ مارشل کے روپ میں

اسی طرح خلیفہ ربوہ کے ہاں جو بھی تنظیم مختلف ناموں سے معرض وجود میں آئی۔ خلیفہ

ربوہ خود ہی اس کے سپہ سالار ہوتے ہیں اور آپ ہی کی زیر ہدایت وہ تنظیم بنتی ہے۔ خود خلیفہ فرماتے ہیں: ”مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ، انتظامیہ ہو یا عدلیہ، فوج ہو یا غیر فوج، خلیفہ کا مقام ہر حال سرداری کا ہے۔“ (الفضل مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

”انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن کے لئے رہنما بھی ہے اور آئین سازی و بحث کی تعین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ جماعت کی فوج کے اگر دو حصے تسلیم کر لئے تو وہ اس کا بھی سردار ہے اور اس کا بھی کمانڈر ہے اور دونوں کے فٹاکس کا وہ ذمہ دار ہے اور دونوں کی اصلاح اس کے ذمہ واجب ہے۔“

(الفضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

**حکومتیں اور قومیں مجھ سے ڈرتی ہیں**

الفرض خلیفہ ربوہ ایک مطلق العنان یا دشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر حکم جماعت کے ممبروں کے نزدیک آخری حرف کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلیفہ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان و مال، عزت و آبرو قربان کر دینا عین سعادت سمجھتے ہیں اور ان کی کمانی کا اکثر حصہ خلیفہ کی آتش حرص کو بجھانے کے کام آتا ہے۔ خلیفہ نے دنیا کے مختلف ممالک میں مبلغ بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ خلیفہ کے بطور سفیر کے ہیں۔

**خلیفہ کی C.I.D**

خلیفہ ربوہ لاکھوں روپے گورنمنٹ کی کرنسی سے حاصل کر کے بیرونی ممالک میں اپنی من مانی کارروائیوں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کبھی مبلغوں کی تنخواہوں کا عذر تراشتے ہیں۔ کبھی عبادت گاہوں کی تعمیر کا ڈھنڈورہ پیٹ کر لاکھوں روپیہ فارن کرنسی سے لئے جاتے ہیں اور خرچ اپنی مرضی سے کیا جاتا ہے۔ بالآخر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے لئے وہ عبادت گاہیں تیار ہوتی ہیں ان کا چندہ کہاں جاتا ہے۔

خلیفہ ربوہ خود کہتے ہیں کہ حکومتیں ملک اور قومیں مجھ سے ڈرتی ہیں۔ خلیفہ اپنے کار خاص یعنی (C.I.D) کے ذریعہ مخفی راز معلوم کرتے ہیں۔ ان کی اپنی عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ، فوج اور پبلک ہے۔ پس حکومت پاکستان کا ریاست ربوہ سے سہل انگاری بریتا ملک و ملت سے غداری کے مترادف ہے۔ ربوہ میں کسی احمدی کو اجازت حاصل کئے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اب جو بھی احمدی ربوہ میں آتا ہے وہ اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ یا امیر کی تصدیق لاتا ہے۔ یہ بات صرف ربوہ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تقسیم ہند سے پہلے یہی حکم قادیان کے متعلق تھا کہ جو



مضافات قادیان میں سکونت اختیار کرنا چاہیں۔ وہ نظارت امور عامہ سے اجازت حاصل کریں۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ فرماتے ہیں: ”مضافات قادیان ننگل، باغباناں، بھینی باگر، خورد و کلاں کھارناواں پنڈ، قائد آباد اور احمد آباد وغیرہ میں سکونت اختیار کرنے کے لئے باہر سے آنے والے احمدی دوستوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پہلے نظارت ہذا سے اجازت حاصل کریں۔“

(الفضل مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۹ء)

پھر ربوہ میں آ کر ۱۹۴۷ء میں خلیفہ اعلان فرماتے ہیں: ”سب تحصیل لالیان میں کوئی احمدی بلا اجازت انجمن زمین نہیں خرید سکتا۔“

ربوہ میں داخل ہونے کے بارہ میں خلیفہ کا حکم امتناعی یوں جاری ہوتا ہے۔ ”ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ آئندہ ایسے لوگوں کہ جن کو یا تو ہم نے جماعت سے نکال دیا ہے یا جنہوں نے خود اعلان کر دیا ہو ہے کہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں۔ آئندہ انہیں ہماری مملوکہ زمینوں میں آ کر ہمارے جلسوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔“ (الفضل مورخہ ۴ فروری ۱۹۵۶ء)

### مملکت در مملکت

اس اعلان کا ہر لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ افراد جن پر خلیفہ ناراض ہیں اور جنہوں نے انجمن سے زمین خریدی ہوئی ہے ان کو ربوہ میں جا کر سکونت اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ربوہ جائیں گے مقامی پولیس کی آڑ لے کر کوئی مقدمہ کھڑا کر دیا جائے گا۔ گویا ان کی زمین ضبط کر لی گئی ہے۔ یہی مملکت در مملکت کا بین ثبوت ہے اور ریاست ربوہ میں کاروبار کرنے کے لئے ہر شخص کو حسب ذیل معاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

### اقرار و معاہدہ

”میں اقرار کرتا ہوں کہ ضروریات جماعت قادیان کا خیال رکھوں گا اور مدیر تجارت جو حکم کسی چیز کے بہم پہنچانے کا دیں گے اس کی تعمیل کروں گا اور جو حکم ناظر امور عامہ دیں گے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کروں گا۔ نیز جو ہدایات و فتاویٰ جاری ہوں گی ان کی پابندی کروں گا اور اگر کسی حکم کی خلاف ورزی کروں گا تو جو جرمانہ تجویز ہوگا ادا کروں گا۔“

”میں عہد کرتا ہوں کہ جو میرا جھگڑا احمدیوں سے ہوگا اس کے لئے امام جماعت احمدیہ کا فیصلہ میرے لئے حجت ہوگا اور ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خرید کروں گا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالف مجالس میں بھی شریک نہ ہوں گا۔“

اس حوالہ سے یہ امر واضح ہے کہ خلیفہ ربوہ کی ریاست میں ہر اس شخص سے معاہدہ لکھایا

جاتا ہے جو وہاں رہے۔ خلیفہ ربوہ کا تصرف اور تسلط نہ صرف لین دین پر بلکہ ہر شخص کی جائیداد پر ان کا تصرف تھا۔ اس ضمن میں ذیل کا اعلان ملاحظہ ہو۔

### اعلان

”قبل ازیں میاں فضل حق موچی سکنتہ محلہ دارالعلوم کے مکان کے نسبت اعلان کیا تھا کہ کوئی دوست نہ خریدیں۔ اب اس میں اس قدر ترمیم کی جاتی ہے کہ اس کے مکان کا سودا رہن و بیع نظامت ہذا کے توسط سے ہو سکتا ہے۔“ (الفضل مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۷ء)

قادیان میں جس شخص کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا تھا اس کے ساتھ لین دین، سلام کلام کے تعلقات بھی منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں خلیفہ کا بتوسط ناظر امور عامہ کا حکم سنئے۔ ”شیخ عبدالرحمن مصری، منشی فخر الدین ملتانی اور حکیم عبدالعزیز جو جماعت سے علیحدہ ہیں ان کے ساتھ تعلقات رکھنے ممنوع ہیں۔ جن دوستوں کا ان کے ساتھ لین دین ہو وہ نظارت ہذا کے توسط سے طے کروائیں۔“ (الفضل مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء)

”مولوی محمد منیر انصاری سکنتہ محلہ دارالبرکات کو ان کی موجودہ فتنہ میں شرکت پائے جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ ہوا جماعت احمدیہ سے خارج کیا جا چکا ہے۔ اب مزید فیصلہ ان کی نسبت یہ کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ مقاطعہ رکھا جائے۔ لہذا احباب ان کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات لین دین و سلام و کلام نہ رکھیں۔“ (الفضل مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۷ء)

### مرزا بشیر احمد کا دجل اور جزوی بائیکاٹ کی عملی تفسیر

مرزا بشیر احمد انجمنی نے یہ عذر لگ تراشا کہ سوشل بائیکاٹ سے مراد جزوی بائیکاٹ ہے۔ یہ سراسر فریب، جھوٹ، دجل، کذب و افتراء، عیاری اور مکاری ہے۔ سوشل بائیکاٹ میں صرف لین دین ہی منع نہیں بلکہ معتبوب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے۔ اس بارہ میں خلیفہ کا یہ اعلان ملاحظہ کریں۔

### باستثناء باپ کے تعلق نہ رکھے

”جناب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چونکہ فضل..... بیوہ عبداللہ ورزی مرحوم کے متعلق ثابت ہے کہ اس کے تعلقات شیخ مصری وغیرہ کے ساتھ ہیں۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء کو جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو باستثناء اس کے والد میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر کے کسی قسم کا تعلق رکھنے کی اجازت نہیں۔“ (الفضل مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء)

”عبدالرب پر عبد اللہ خاں کلرک نظارت بیت المال اور محمد صادق صاحب شہنم دونوں نے حضرت امیر المؤمنین خلیفہ المسیح ایدہ اللہ نصرہ العزیز سے اپنا عہد بیت فتح کر دیا ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ احباب ان دونوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ ان کے ساتھ ملنا جلنا اور بات کرنا اسی طرح منع ہے جس طرح مصری عبدالرحمن وغیرہ مخربین کے ساتھ۔“

(الفضل مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء)

”چونکہ مستری جمال الدین سکنہ سرگودھا نے ایک ایسے شخص کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی باوجود ممانعت کے کر دی ہے جو سلسلہ احمدیہ سے تعلقات منقطع کر چکا ہے۔ لہذا احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انہیں امیر المؤمنین ایدہ اللہ نصرہ العزیز کی منظوری سے جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ جماعت کے دوست کلی مقاطعہ رکھیں۔“

(الفضل مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء)

”میں چوہدری عبداللطیف کو اس شرط پر معاف کرنے کو تیار ہوں کہ آئندہ اس کے مکان واقع نسبت روڈ پر وہ افراد نہ آئیں جن کا نام اخبار میں چھپ چکا ہے..... چوہدری عبداللطیف نے یقین دلایا کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ وہ آئندہ اس جگہ پر نہیں آئیں گے اور میں نے اس کو کہہ دیا ہے کہ جماعت لاہور اس کی نگرانی کرے گی اور اگر اس نے پھر ان لوگوں سے تعلق رکھا یا اپنے مکان پر آنے دیا تو پھر اس کی معافی کو منسوخ کر دیا جائے گا۔“

(الفضل مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۵۶ء)

### بہن کا بہن سے تعلق نہ رکھنا

اس کے بعد خلیفہ نے امتہ السلام اہلیہ ڈاکٹر علی اسلم کا سوشل بائیکاٹ کرتے ہوئے اپنی بہن کو یہ دھمکی دی۔ ”اب اگر تنویر بیگم جو میری بہن ہے۔ الفضل میں یہ اعلان نہ کرے کہ میرا اپنی بہن سے کوئی تعلق نہیں تو میں اس کے متعلق الفضل میں اعلان کرنے پر مجبور ہوں گا کہ لجنہ (قادیانی عورتوں کی انجمن) اس کو کوئی کام سپرد نہ کرے اور میرے خاندان کے وہ افراد جو مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں اس سے تعلق نہ رکھیں۔“

(الفضل مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۷ء)

بعد ازاں تنویر السلام نے خلیفہ کی دھمکی سے خائف ہو کر بہن کے خلاف یہ اعلان الفضل میں شائع کر دیا۔ ”ڈاکٹر سید علی اسلم حال ساکن نیروبی، اور سیدہ امتہ السلام بیگم ڈاکٹر علی اسلم نے جماعت کے نظام کو توڑنے کی وجہ سے میرے رشتہ کو بھی توڑ دیا ہے۔ لہذا آئندہ ان سے میرا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔“

(الفضل مورخہ ۲۵ جون ۱۹۵۷ء)

## بیعت فتح کا اعلان

آغاز فتنہ میں جب محمد یونس خان ملتانی نے خلیفہ ربوہ کی خلافت سے باکمال انشراح صدر بیعت فتح کا اعلان کیا تو خلیفہ نے اپنے خاص ایجنٹ کو صاحب موصوف کے گھر بھیج کر ان کے والدین اور خسر سے مکمل سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرادیا۔ جس پر ملک کے مشہور و معروف جریدہ نوائے وقت نے مملکت در مملکت کے عنوان سے ادارتی نوٹ لکھا تھا۔

## نظارت امور عامہ کی چٹھیاں

جس میں سوشل بائیکاٹ کی پوری تفصیل درج ذیل ہے:

عزیز و اقرباء سے ملنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرم صالح نور صاحب قصور ضلع لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ نے اپنی چٹھی متعلقہ ۲۸ مئی ۱۹۵۷ء میں لکھا ہے کہ آپ کو حضور اقدس نے معاف فرمادیا ہے۔ باوجود حضور کی رضامندی اور خوشنودی کے آپ کو یہ منظور نہیں کہ میں اپنے عزیز و اقرباء سے محض ملنے کی خاطر کسی تقریب وغیرہ پر ربوہ آسکوں گا۔

اس بارہ میں تحریر خدمت ہے کہ تمام جماعتی احکام نظارت ہذا کے ذریعہ جاتے ہیں اور نظارت ہذا کے ریکارڈ میں آپ کو اخراج از ربوہ کی سزا باقی ہے۔ اگر آپ صحیح رنگ میں کوشش کریں گے تو معافی ہو سکتی ہے۔ اگر آپ ربوہ آنا چاہتے ہیں تو پہلے درخواست بھیج کر اجازت حاصل کر لیں یا اپنی آمد کے متعلق نظارت ہذا کو اطلاع کرتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ حسب ہدایت ناظر صاحب امور عامہ تحریر خدمت ہے۔ والسلام!

دستخط، بحروف اردو: برائے ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ربوہ بدر کی تین سزائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم • وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

نظارت مجلس کارپرداز معاصر قبرستان ربوہ جھنگ

خدمت کرم جناب محمد صالح نور صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بجواب آپ کی چٹھی مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء کے جواب میں عرض ہے کہ دفتر امور عامہ کی رپورٹ یہ ہے کہ آپ کو اخراج از ربوہ، اخراج از جماعت اور وقف سے فراغت تین سزائیں دی گئی تھیں اور معافی صرف ایک سزا یعنی اخراج از جماعت کی ہوئی ہے۔ باقی دونوں سزائیں قائم ہیں۔ اس لئے فی الحالہ وصیت کی بحالی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ والسلام!  
دخلاً بحرف اردو: سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ  
نقل خدمت امیر جماعت احمدیہ قصور، بغرض اطلاع مرسل ہو

بغیر اجازت ربوہ جانا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرم صالح نور صاحب قصور ضلع لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۷ء بغیر اجازت ربوہ تشریف آئے اور اپنے آنے کی اطلاع نظارت ہذا کو نہیں دی۔ مطلع فرمادیں کہ آپ نے یہ خلاف درزی کیوں کی۔ کیونکہ نہ آپ کے خلاف اس خلاف ورزی کا بناء پرایکشن لیا جائے۔

دخلاً بحرف انگریزی، ناظر امور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مصافحہ کرنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرمی محترم محمد صالح صاحب نور

..... ۱ بجواب آپ کی چٹھی مورخہ ۷ مئی ۱۹۵۷ء تحریر خدمت ہے کہ اعلان کے متعلق آپ کو پہلے جواب دیا جا چکا ہے کہ وہ محفلہ جات میں کروادیا گیا تھا اور امیر صاحب ضلع لاہور اور صدر صاحب قصور کی خدمت میں اطلاع کر دی تھی۔

..... ۲ وصیت کے متعلق آپ وصیت دفتر سے بات چیت کر لیں۔

۳..... مصافحہ سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ آپ بغیر اجازت ربوہ آئے تھے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ ربوہ آنے سے پہلے اجازت حاصل کرتے۔

دستخط: بحروف انگریزی، ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بیٹے کا باپ سے ملنا بھی جرم

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرمی و محترمی محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محمد صالح نور صاحب کو ربوہ آنے کی اجازت نہیں۔ وہ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۵۷ء کو بغیر اجازت ربوہ آکر آپ کے پاس رہے ہیں۔ مطلع فرمائیں کہ اس کی خلاف ورزی پہ آپ کے خلاف کیوں نڈائیشن لیا جائے۔ دستخط: بحروف انگریزی، ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ والدہ کے خلاف تعزیری کارروائی

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ پاکستان

قادیان دارالامان پنجاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بخدمت مکرمہ حلیمہ بی بی صاحبہ بذریعہ عبد الجبید صاحب آپ کو چٹھی لکھی گئی تھی کہ عبد الجبید کی درخواست معافی پر اس وقت غور کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ پہلے نظارت کے حکم کی تعمیل کی جاوے۔ اگر آپ نظارت کے فیصلہ کی تعمیل اس سے نہ کروائیں گی تو آپ سب کے خلاف حکم عدولی کرنے کی وجہ سے کارروائی کی جائے گی۔ اس چٹھی کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ اگر اس کا جواب مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء تک نہ دیا گیا تو نظارت آپ کے خلاف تعزیری کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔

اللہ بخش ناظر امور عامہ، مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۳۵ء

موت کی دھمکی

میں نے بحوالہ اخبار الفضل سوشل بائیکاٹ کے متعلق چند ایک مثالیں ہدیہ قارئین کی ہیں۔ جن کی بناء پر ملک کے تمام اخبار اور جرائد نے اور اتنی نوٹ لکھے۔ مگر افسوس صد افسوس ان

اخبار اور جرائد کی آواز صد ابھر اٹھت ہوئی۔ کیونکہ ابھی تک گورنمنٹ نے اسی ریاست کے خلاف کوئی واضح اور ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ جس سے یہ کھیل ختم ہو سکے۔ خلیفہ ربوہ صرف سوشل بائیکاٹ کا حربہ ہی اپنی ریاست میں استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ ملک کے قانون کو ہاتھ میں لے کر کسی کی جان لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ ملک اللہ یار خان بلوچ پر قاتلانہ حملہ اس بات پر بین ثبوت ہے کہ جو بھی سوشل بائیکاٹ کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

خلیفہ صاحب کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنے ناقدین کے خلاف اپنے مریدوں کو ابھارتے اور ان کو موت کی دھمکی سے خوفزدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔“ (الفضل مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء)

اسی طرح مولانا فخر الدین ملتانی (مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان) شیخ عبدالرحمن مصری (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ)، حکیم عبدالعزیز دواخانہ رفیق زندگی، محمد صادق شبنم بی۔ اے پریزیڈنٹ نیشنل لیگ کور و مختب جماعت احمدیہ مرزا منیر احمد صاحب، عبدالرب صاحب (کلرک نظارت بیت المال) خلیفہ صاحب کے مشتبہ چال چلن سے بدنظر ہوئے تو انہوں نے ایک مجلس احمدیہ قائم کی، خلیفہ کی طرف سے شمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ ان ممبروں کے گھر پہرے لگائے گئے۔ ضروریات زندگی سے محروم کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔ فخر الدین ملتانی مکان تمام کرایہ داروں سے خالی کرائے گئے۔ حتیٰ کہ شیر خوار بچے کا دودھ بند کیا گیا۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا: ”کہ ہم ان سزاؤں سے بڑھ کر سزا اور ایذا دے سکتے ہیں جو باختیار حکومت دے سکتی ہے۔“

یہ سزائیں کس قدر سنگین اور وحشت ناک ہوتی ہیں۔ اس کا اندازہ فخر الدین ملتانی کے ایک مضمون بعنوان ”پراسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت اور صدائے مظلوم“ سے کریں۔

صدائے مظلوم

”کہتے ہیں کہ اب زمانہ پامن کا ہے، ہوگا۔ مگر ہم جو تازہ تضحہ مشق جو روستم ہیں۔ اپنے تئیں چند صدیاں پیچھے کے زمانہ میں محسوس کر رہے ہیں۔ جب تک ہم قادیان کی مقدس سرزمین میں رہتے اور پھرتے ہیں۔ جب تک ہم یہی تصور کرتے ہیں کہ گویا ہم حضور سرور کائنات کی مکی زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں۔ جونہی ہم اسٹیشن قادیان پر جاتے اور گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو معاہم

اپنے تئیں مدینہ منورہ میں ہا امن اور بر سلامت زندگی کے دور میں پاتے ہیں۔ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری کہ وہ بہستی جو ایک پاک و جود کے تشریف لانے سے عمار الامن والا امن قرار دئی گئی اور ”حسن دخلہ کما امنہ“ کی صداقت ٹھہرائی گئی۔ آج وہی ہمدے لئے دارالحزن و امن بنائی جارہی ہے۔ کیا ہم سے وہی قصور تو سرزد نہیں ہوا جو آج سے تیرہ صدیاں پہلے ایک بے کس، بے زر، بے گھر بے در اور معصوم انسان سے کہہ میں ہوا تھا۔ جس کی پاداش میں اسے بعد حسرت و یاس خمر باد کہہ کر مدینہ کی طرف جانا پڑا۔

خلیفہ مسیح ثانی کئی مرتبہ فرما چکے ہیں کہ ہم ان سزاؤں سے بھی بڑھ کر سزا اور ایذا دے سکتے ہیں جو با اختیار حکومت دے سکتی ہے یا جو پہلے حکومتیں دیا کرتی تھیں۔ بالکل سچ اور حق فرمایا۔ میں اس کے حرف حرف پر ایمان لایا۔ خواہ گورنمنٹ کے ہزار پرہے ہوں، ہزار پابندیاں ہوں، ہزار ہدایتیں اور تنہکھیں ہوں۔ مگر یہاں کسی ایسے وسائل اور ذرائع اور طریق ہیں جن سے ایک بے کس اور بے زبان انسان کو ایذا دی جاسکتی ہے۔ جو قتل اور پھانسی سے بدرجہا زیادہ ہے اور اس کا قانون حکومت میں کوئی علاج نہیں۔

بطور مثال کے تازہ نمونے دیکھیں

۱..... قانون حکومت کی رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے میرے متعلق اعلان یہ کیا گیا کہ فخر الدین ملتانی سے سلام کلام پیام بند۔ بہت اچھا جناب! مگر پھر اس پر عمل کس طرح کرایا گیا۔ وہ بھی ذرا اہل دل انسان اپنے سینوں پر پتھر رکھ کر ملاحظہ فرمادیں۔

سلام کلام پیام بند کے حلقہ میں میری اہلیہ اور معصوم بچوں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص غلطی سے ہمارے شیر خوار بچہ کو کہیں راہ گلی میں پیار کرے یا پیار سے بولے تو اس کی بھی رپورٹ ہو رہی ہے اور دفتر میں پیشیاں پہ پیشیاں بھگت رہے ہیں۔

۳..... ہمارے شیر خواہ اور بیمار بچوں کو دودھ ہم پہنچانا بھی جرم قرار دیا گیا اور جب تک دودھ بند نہیں کیا گیا۔ خدا کی رضا کاروں نے دم نہیں لیا۔ پھر جب دوسرے گاؤں کی غیر احمدی عورت سے دودھ کی باندھ لگائی گئی تو اب اس غیر احمدی عورت کی دودھ کی باندھیں یہاں کے احمدی دکانداروں سے بند کرادیں۔ تاکہ وہ ہمارے شیر خوار بچہ کو دودھ مہیا کرنے سے باز آجائے۔

۴..... میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو نہایت سختی سے اور ڈانٹ ڈپٹ کر روکا گیا کہ خبردار فخر الدین کی معذور بیوی کو ہرگز نہ نہلانا۔ کیونکہ وہ اس لئے مجرم ہے کہ وہ فخر الدین کی بیوی ہے۔



۵..... ہمارے نہایت ہی عزیزوں پیاروں اور ہماری اہلیہ کے ملنے جلنے کی عورتوں کو ہمارے گھروں میں آنے سے قلعہ آروک دیا گیا ہے۔

۶..... میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرادیے گئے۔ کیونکہ سلام، کلام، پیام بند کی روحانی تفسیر یہ بھی ہے کہ کسی طرح سے فخر اللہ بن کو کوئی پائی اپنے مہموم بچوں کی پرورش کے لئے میسر نہ ہوں۔

۷..... میری دکان پر سے ایک بیس سال سے بیٹھنے والے معذور فقیر کو بخش اس لئے اٹھادیا گیا کہ اس کے خیال میں اس کے بیٹھنے سے میری دکان کی نگرانی ہوتی تھی۔

۸..... ہمارے مکان کے ارد گرد چوبیس گھنٹہ میسوں لٹھ بند آدمیوں اور لڑکوں کا چہرہ رکھ کر ہمیں اور ہمارے اہل عیال کو بے جا خوف اور ہیبت کا تختہ مشق بنایا گیا۔

۹..... احمدی دکانداروں کو ہمیں ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا۔ ہماری چیخ و پکار پر منبر پر کھڑے ہو کر ان احکام جلالی کی یہ تشریح کی گئی کہ جو چیز آسانی سے غیر احمدی یا ہندو دکانداروں سے مل سکتی ہیں۔ احمدی دکاندار نہ دیں۔ لیکن باقی چیزیں ضرور دیں۔ مگر جب ہماری طرف سے انہی کے اپنے ذمہ دار افسر کی اس تحریر کو پیش کیا گیا جس میں صاف لفظوں میں فرمایا گیا تھا کہ: ”محمدی دکانداروں کو خرید و فروخت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ تو اگر دوسرے خطبہ میں اپنی پہلی تشریح پر قائم نہ رہتے ہوئے یہ ارشاد گہائی ہوا کہ انہی دکانداروں کو اختیاء دینے کی اس لئے اجازت نہیں کی کہ کل کو ان کو کوئی تکلیف ہو تو یہ کہہ دیں گے کہ ہمیں دکاندار نے کوئی دھرم لٹا دیا ہے۔ گویا دکانداروں کو یہ ایک سبق پڑھایا گیا ہے۔ اس لئے پبلک اندازہ لگا سکتی ہے کہ اگر خدا خواستہ قادیان میں غیر احمدی یا ہندو وغیرہ موجود نہ ہوتے تو پھر ان کے قہری احکام کی تعمیل سوائے اس کے کہ ہم بھوکوں مر کر جلد ختم ہو جاتے یا اپنے مال و متاع چھوڑ کر کسی اور شہر میں جا کر آباد ہوتے اور ہم کیا کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس نئے سبق کے تحت وہ گورنمنٹ برطانیہ کو بھی قائل کر سکتے تھے۔ بلکہ اس میں تو ایک قسم کا یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر ہم اپنے نزدیکی احمدی دکانداروں سے سودا سلف لینے پر مصر بھی ہوئے تو زہر خورانی سے بھی دریغ نہ ہوگا۔“

۱۰..... ہمارے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو نان شبیہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی کوشش کی گئی۔

۱۱..... شیخ مصری صاحب جیسے معزز رکن اور ستائیس سالہ دیانتدار اور باوقار کارکن کو بغیر کسی

قصور و الزام کے ملازمت سے برطرف کرو یا گیا اور ان کے تمام حقوق پراویڈنٹ فنڈ اور فرو کے غصب کر لئے گئے۔ حالانکہ ان کی سینتالیس سالہ ملازمت میں ایک قصور یا الزام بھی ان کے ذمہ نہیں۔

۱۲..... میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۴ جون کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سودیشی چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر قسمت اچھی تھی ہم ہال ہال بچ گئے اور وہ ناکہ توڑنے تک محدود رہے۔ مگر اسی رات سے ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے ہیں اور ہمارے سب دوست، ہمسایہ وغیرہ ہمسایہ اس وقت آرام کی میٹھی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے۔ مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل سرزد ہوا اور اس پر قسم ظریفی یہ کہ اس ناکہ بندی کو ہمارے ستمگار مہربان مکان کے حفاظتی پہرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۳..... ہمارے متعلق منافقت، احراریت، بیضامیت اور باہیت کا مکروہ اور غلط پراپیگنڈہ کر کے عوام احمدیوں کو ہمارے خلاف مشتعل اور مسموم کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ہمارے ڈیفنس اور ہمارے خیالات کی طرف وہ دھیان ہی نہ کریں۔

۱۴..... میرے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا۔ کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

۱۵..... چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو میرے اد پر اور مدرسہ احمدیہ کی ادنیٰ کلاسوں کے لڑکوں کو شیخ مصری پر نگران مقرر کر کے انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر خدا کے ہاں انصاف ہے۔ چاہ کن را چاہ در پیش، ہر فرعونے راموسی کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

۱۶..... میرے اعلان اخراج میں ”نا واجب اتہام“ کے گول مول لفظ لکھ کر جماعت کو مشتعل کیا گیا۔ حالانکہ تحقیقات ہونے پر وہ صحیح ٹھکے ثابت ہوئے۔ اسی طرح مصری صاحب سے متعلق اذعانے اثر و رسوخ گند اور گالیاں اور تکبر وغیرہ کے الفاظ غلط طور پر منسوب کر کے جماعت کو اس بات پر ابھارا گیا کہ وہ جس قدر ممکن ہو ذلیل سے ذلیل الفاظ مصری صاحب کے خلاف ریزو لیوشنوں میں لکھیں۔“

۱۷..... ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح لڑکے لگا رکھے ہیں۔

۱۸..... شیخ مصری کے ہاں مزدوروں اور عورتوں کو گھر کا کام کرنے سے روکا گیا ہے۔ ہمارے بچے بازار میں کوئی چیز لینے جاتے ہیں تو ساتھ ہی خدائی رضا کار جا کر دکاندار کو اشارہ کر دیتے ہیں کہ نہ دینا۔

۱۹..... میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۳ گھنٹہ ایسے قسم کے لڑکوں کو بٹھایا گیا جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی ٹارچ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت میری اہلیہ اور میری لڑکی بھی سامنے کھڑی تھیں۔

۲۰..... میری لڑکی اپنے پاس والے مکان میں پانی لینے گئی تو ان کے سر گرم والٹنیر لوٹے نے اس کا منہ چڑایا اور بھاگ گیا۔

۲۱..... شیخ مصری کے گھر میں دن کے وقت دوسرے قریب مکان کی دیوار پر کھڑے ہو کر دور بین کے ذریعہ جھانکا گیا اور اس طرح ان بچاروں کو تمام دن پریشان رکھا گیا اور گھر کا کام کاج کرنے اور کھانا پکانے سے روک رکھا۔

۲۲..... جس رات بھینٹی میں نفرت کا جلسہ رچایا گیا اس رات نو دس لڑکے جن میں سے بعض لاشیوں اور بعض کلہاڑیوں سے مسلح تھے شیخ مصری کے مکان کو گھرے ہوئے دیکھے گئے۔

۲۳..... اور اب باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے دو آدمی ان کی نقل و حرکت پر نگران مقرر ہیں۔ پھر بھی وہ بدستور جسارت اور دیدہ دلیری سے اپنے طریق کار پر مصر ہیں۔ اسی رات کو کئی مرتبہ شیخ مصری صاحب کے مکان کے قریب کھیتوں، دو، دو، چار، چار لڑکے مع لاشیوں کے لیٹ کر چھپے ہوئے دیکھے اور دیکھائے گئے۔

۲۵..... آج کل غیر معمولی طور پر لاشیوں اور ہاکی سٹکوں کی کثرت سے مظاہرہ شروع کر دیا گیا ہے۔

۲۶..... پولیس میں ہمارے خلاف محض خانہ پری اور اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کے بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ رپورٹیں کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک رات نو بجے کے بعد پولیس میں یہاں کے جنرل پریذیڈنٹ کے ذریعہ رپورٹ کرائی گئی کہ فخر الدین ملتانی کی دکان کھلی ہے۔ اب خطرہ ہے کہ احرار یوں کے ذریعہ اپنی دکان کا نقصان کر کر جماعت احمدیہ کو بدنام کر دیں گے۔ مجھے پریذیڈنٹ صاحب کی لمبی دائرہ اور ان کی مستقیم صورت دیکھ کر سخت رحم آیا کہ ایسے سیدھے سادھے بچارے مومن کو آلہ کار بنا کر خواہ مخواہ نمبر ۱۸۲ دفعہ کا طرم بنانے کی جرأت کی گئی ہے۔

کیونکہ ایسے آئی صاحب نے فوراً سبھی کی تحقیقات کی تو رپورٹ غلط اور جھوٹ تھی۔ نہ معلوم پولیس نے اس غلط رپورٹ پر کوئی نوٹس کیوں نہ لیا جو کہ اس وقت تحقیقات کی رو سے ثابت ہو چکا تھا۔

۲۷..... ہمارے قرضداروں کو ہمیں قرضے ادا کرنے سے روکا گیا اور قرضخواہوں کو مطالبات اور مقدمات کرنے کے لئے اکسایا جا رہا ہے۔ حالانکہ اہر ہمارے ذرائع معاش بند کر دیئے گئے ہیں۔

۳۸..... گھروں پر ڈاکہ ڈالنے کے علاوہ ہماری ڈاک پر بھی ڈاکہ ڈالنے کی کوشش جاری رہی۔

۳۹..... ہماری بچپن کو ہمارے گھر میں انصاف کرنے سے روکا گیا ہے۔

۳۰..... ہمارا اسلام، کلام، پیام ہند کے مظاہر تو یہ کہا کہ گویا ہمیں مزا دی گئی ہے۔ مگر در پردہ یہ غرض ہے کہ کسی طرح اپنا یہ ڈینٹس ادا اصل حقیقت ان کے سود خریدوں پر آشکارا نہ کر دیں اور ان کے خاص دلائل و نقل کا بھلنا چھوڑ دیں۔ جس کے انکشاف کے خوف سے ریفرنڈم ٹھنکنا پڑی کر کے قتل اور مرگ ملوایا گیا جا رہا ہے۔ اب اہل دل اصحاب خواہ وہ کئی مذہب ملت سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے بدعشت انسانیت کے (مسطب سے خود فراموشی کہ مذکورہ بالا مشکلات اور مصائب جو الگ الگ لوگ متحمل ہو رہے ہیں۔ مگر پچھتی خور یہ جس یکہ دہیا انسان پر دہر رہا ہے۔ ہمارے اس کے لئے کس قدر تکلیف اور دکھ کا موجب ہوں گی۔ خدا کی قسم مجھے تو کوششیں بر کا بھی پر دم آتا ہے کہ وہ بے ہماری قانون کی علمداری کس طرح ان بھگتوں کا علاج کر کے ہمیں آگے بڑھنے کی دلائلی ہے۔ ہمارے لئے دلائل ان یا مضامین سے بھی بدترین بین رہا ہے۔ پھر یہ کس قدر ستم علی اور مقدس اسلام کی تشکیک دو ہیں ہے کہ ان ستم آرائیوں اور جفا کاریوں کو عین اسلام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ چنانچہ قادیان کے بڑے موٹے عالم قبلہ میر محمد اسحق فاضل پرو فیسر جامعہ احمدیہ اور ماموں جان خلیفہ المسیح ثانی نے ۷ جولائی کو مسجد دارالفضل کے مہرے مجمع میں فرمایا کہ: ”یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کا مقلعہ کیا گیا۔ ان کی ناکہ بندی کی گئی۔ ان کا دودھ بند کیا گیا اور ان کی بچپن کو کام کرنے سے روکا گیا۔ یہ اعتراض اگر وہ قرآن کریم پر غور کرتے تو کبھی نہ کرے۔ کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جب تین اصحاب ایک غزوہ میں شریک ہونے سے رہ گئے تو ان کا مقلعہ کیا گیا اور ان کی حالت یہ ہو گئی کہ..... ضاقت علیہم الارض بما رجت۔ زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی۔“ سچ ہے کہ۔

محمد حمید حقیقت و ہمیں ملا

کلوط فلان قیام خواہد شد

کہاں ایک رسول اللہ ہے محمدؐ کی نافرمانی اور کہاں ایک غلطی کی ذاتی اور نفسانی حالت پر ناراضی۔ پھر ظاہر پرست میر صاحب نے قرآن کریم کے لطیف پیرا کی کیسی ہنک کی ہے۔ حالانکہ وہاں صاف بات ہے کہ ان کو تو حضرت رسول کریمؐ کی ناراضگی دو پھر معلوم ہو رہی تھی۔ نہ کہ ان کا مقلد ایسا غلامانہ تھا کہ ان کے اہل خیال کا دانہ پانی بھی روکا گیا ہو۔ صرف بول چال بند تھی کھانا دانا سب کیا جاتا تھا۔ پھر حال میر صاحب موصوف نے ان مظالم کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ واقعی ہوتا ہے جس انداز میں ان کی قرآن وانی کی دوسرے جائز ہیں۔ پس خدا ہمارے اہل دخیال اور ننھے ننھے بچوں کے حالی زار پر رحم فرما کہ ان تم بچوں کو کون کے ذلیل حرکات سے محفوظ فرما کہ تیرے سوا ہوا کوئی توقف زار اور پرسان حال نہیں۔ آمین!

فاکسار نجر الدین ملتان، مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

بسم الله الرحمن الرحيم . فصله ونصل علی رسولہ الکریم!

میرے پراسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت اور مکروہ پرائیگنڈ

دوستو! اک نظر خدا کے لئے سید کلیم مصطفیٰ علیہ السلام

میرے اظہار کے اعلان میں چند دیکھا گیا تھا کہ گین دو تک تفصیلی بیان شائع کیا جاوے گا۔ اس لئے میں مطمئن تھا کہ تفصیلی بیان کے لئے پورے دو سو کو میرے ان جرم کا اعجاز ہو جائے گا جن کی پاداش میں میرے لئے بیس سالہ محکوم ہو جائے گا۔ اسی گین دو کی گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے آج دو سو سے زائد گزرتا ہے کسی خاص مصلحت کے تحت تفصیلی بیان شائع نہیں کیا جاسکا۔ مگر اس وقفہ خاموشی میں میرے مختلف طرح طرح کے جموں اور مکروہ پرائیگنڈ کے میرے خلاف خواہ مخواہ منافرت اور خدائت عامہ پھیلائی جا رہی ہے کہ گویا چھپا ہوا احراری یا بیانی یا غیر تھا یا اب ہوں۔ یا ان سے کسی طرح کی سازش، العیاذ باللہ پھر اسی سزا کے دوران جب کہ ۲۳ گھنٹہ میرے گھر کی چاروں طرف سے ناکہ بندی ہوئی ہے اور میری ہر حرکت و سکون پر کڑی نگرانی ہے۔ میرے گھر سفید پوش آدمی آتے ہیں اور میرے گھر کی تانکی توڑی گئی۔ بد قسمتی سے وہ سفید پوش سودیشی چور ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر اس کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا

ہے کہ گویا ہم نے خود تا کی توڑ کر شور ڈال دیا۔ ان دونوں امور کے متعلق مکروہ پراپیگنڈہ کرنے والے احمدی دوستوں کو مسیح موعود کے اصول و معیار و صداقت کے ماتحت چیلنج کرتا ہوں

کہ ان میں سے ایک یا دو یا سب اپنے اپنے اہل و عیال لئے کر میرے مقابل میدان میں نکلیں۔ میں بھی اپنے اہل و عیال لا کر اور اپنے شیر خوار بچہ کو گود میں لئے کر خدا کے حضور میں تریاق القلوب کی قسم کھاتا ہوں اور وہ بھی قسم کھا دیں۔ میں اپنے بیان کی تصدیق میں اور وہ اپنے بیان کی تصدیق میں۔ پھر اس کے نتیجہ کے لئے خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔ اس فیصلہ کن طریق سے جو مسیح موعود کا بیان فرمودہ ہے کسی احمدی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ بیان ہے کہ میں دم تحریر ہذا نہ احرار یوں اور نہ پیغامیوں سے ملا اور نہ احرار یوں سے بذریعہ تقریر و تحریر کسی قسم کی سازش کی۔ حالانکہ بعد اخراج مجھے ان سے ملنے میں کوئی روک نہ تھی۔ اس طرح تا کی توڑنے والے سودیشی سفید پوش آدمی کو میں نے اور میرے لڑکے نے اپنی آنکھوں سے صرف دو تین فٹ کے فاصلہ پر سے دیکھے۔ یعنی کھڑکی کے آر پار کا فاصلہ تھا اور ہم نے نہیں توڑی یا توڑوائی۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو یا اللہ العالمین مجھے ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کی سزا دے۔ اسی طرح بد مقابل بھی دعا کرے اور ہم سب مل کر آمین کہیں۔ اگر اس طریق فاصلہ پر آنے کے لئے کوئی تیار نہ ہو۔ تو پھر دوستو! ایسے مکروہ پراپیگنڈے سے ایمانوں کو ضائع مت کرو۔ کیونکہ اس طریق سے ممکن ہے کہ انسان کو چند روز کے لئے خوش کر لو۔ مگر خدا ناراض ہوگا۔

میرے اخراج کے اعلان میں سزا صرف یہ ظاہر کی گئی تھی کہ کلام، سلام، پیام، فخر الدین سے بند۔ مگر اس سزا کی جو عملاً تشریح کی جا رہی ہے اور یہ ہے کہ:

۱..... میری اہلیہ اور میرے بچوں کا بھی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرے بچے ہیں۔

۲..... میرے شیر خوار اور بیمار بچہ کا دودھ بند کر دیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرا بچہ ہے۔

۳..... میری معذور بیوی کو نہ لانے والی عورت کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

۴..... میرے نہایت ہی عزیزوں، پیاروں کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

۵..... میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرا دیئے گئے ہیں۔

۶..... میری دکان پر سے شمس الدین معذور کو محض اس لئے اٹھا دیا گیا ہے کہ ان کے خیال میں وہ میری دکان کی گھرائی کرتا تھا۔

۷..... میرے مکان کے ارد گرد چوبیس گھنٹہ بیسیوں آدمیوں اور لڑکوں کو پہرہ رکھ کر میرے اہل و عیال کو اور مجھے بے جا تحریف اور ہیبت کا تختہ مشق بنایا گیا ہے۔

۸..... احمدی دکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا ہے۔

۹..... میرے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نان شبینہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی اسکیم بنائی گئی ہے۔

۱۰..... میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۴ کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سودیشی چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر تا کی توڑنے میں وہ یہ دیکھ کر کہ ہم ہوشیار ہیں بھاگ گئے۔ مگر اس دن سے ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کو ٹھٹھے پر جا گتے رہتے ہیں اور ہمارے سب دوست ہمسایہ وغیرہ اس وقت آرام کی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے۔ مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل کیا گیا۔

۱۱..... میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۴ گھنٹہ ایسی قسم کے لڑکوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی نارنج روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری اہلیہ اور لڑکی بھی سامنے کھڑی ہوتی ہیں۔

۱۲..... میرے متعلق منافرت، احراریت، پیغامیت اور باہیت کا کمرودہ اور جھوٹا پراپیگنڈہ کر کے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں خدا کے فضل سے احمدی تھا۔ احمدی ہوں اور انشاء اللہ احمدی مروں گا۔ خواہ مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور دکھ کیوں نہ پہنچائے جائیں۔

احمدیت میری خوراک، احمدیت میری پوشاک، میرا اوڑھنا اور بچھونا احمدیت اور انشاء اللہ احمدیت ہی میرا کفن بنے گی۔ احمدیت خدا کے فضل سے میرے رگ و ریشہ اور روح و جسم میں جز و لا ینک بن چکی ہے۔ یہ جوہر میں نے براہ راست مسیح موعود کے ہاتھوں سے پایا ہے۔

۱۳..... میرے معصوم بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

۱۴..... چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو ہمارے اوپر پہرہ مقرر کر کے ہیں انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۵..... اعلان میں بے جا اتہام کا لفظ لکھ کر اور تفصیلی بیان باوجود وعدہ کرنے کے اب تک شائع نہ کر کے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعی تکمیل جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ حالانکہ

در اصل نہایت معمولی بات ہے۔ اس میں ایمانیات یا اتہام کا کوئی دخل نہیں۔ یعنی اخویم ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کپالہ کے گھر چوری کے واقعہ کے متعلق چند ایک ذاتی شکوے تھے۔ جن کو بہ نیت صفائی قلب صاف صاف بیان کر دیا گیا۔ مگر اس صلف بیانی کو اتہام سے موسوم کر لیا گیا ہے اور اسے اتنی بڑی وسعت اور اہمیت دی گئی ہے۔

۱۶..... ہمارے کہیں احرار اصرار آنے جانے پر سایہ کی طرح آدی اور لڑکے لگا رکھے ہیں۔  
۱۷..... سلام کلام، پیام بذریعہ تقریر و تحریر بند کر کے میرے وینٹس اور اصل حالات اور معاملہ کو جماعت کے لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے اور اپنے ایک طرف بیانات پر یقین کر لینے کے لئے جماعت کو مجبور کیا گیا ہے۔ اب دوست اور وہ دوست جو کبھی احمدیت کی وجہ سے غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کے تحت مشق رہ چکے ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ آیا اس بائیکاٹ کا اور اس بائیکاٹ میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دوستو فکر کرو کہ ان زیادتیوں کی وجہ سے جلد کوئی عذاب آنے والا نہ ہو۔ اگر مجھے صفائی سے یہ کہہ دیا جائے کہ ان حرکات سے ہمارا اختتام یہ ہے کہ تم قادیان سے نکل جاؤ تو خدا کی قسم ایک لمحہ بھی نہ ٹھہروں گا۔ چاہیاں یہاں کے ذمہ دار کے سپرد کر کے فوراً چلا جاؤں گا۔

اس اعلان اخراج کے بعد میں نے حضرت اقدس کے فرمان کے ماتحت کہ سچ ہو کر جموٹوں کی طرح مدلل اختیار کرو۔ ایک خواب کی بناء پر سچے دل سے صفائی مانگی ہے۔ جس کا جواب تا حال خاموشی ہے۔

بیارے دوستو! قادیان کے ہوں یا باہر کے۔ آپ لوگ جانتے ہو کہ میں نے آج تک کسی سے برائی نہیں کی۔ جہاں تک ہو سکا خدمت کی۔ نیکی کی، اور وفا کی، دعا نہیں کی۔ یہ نیت ثواب اور خوشنودی خدا احسان و مروت کی۔ کیوں؟ محض اپنے پیارے مسیح کی تعلیم کے طفیل انہی کے ماتحت اب بھی ان تمام زیادتیوں کو برداشت کرتا رہا ہوں تو بھی محض اپنے پیارے مسیح موعود کی خاطر اس قادیان اور قادیان کے رہنے والوں کی عظمت و محبت میں، ورنہ آپ جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا زیادتیوں میں سے ہر ایک کا جواب زبردست سے زبردست ہو سکتا ہے۔ عملی بھی اور علمی بھی۔ مگر میں ابھی تک ان کے جواب کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہ بدناما ہولی فوراً ختم کر دی جائے اور سلسلہ احمدیہ کی امن پسندی اور سلامت رومی روایت کی عظمت و عزت برقرار رکھی جائے۔ غیر لوگ یہ حالت دیکھ کر اور سن کر سلسلہ احمدیہ کی نیک نام روایت کو افسانہ سمجھنے



لگ گئے ہیں۔ پس سزا کو سزا کے الفاظ تک محدود رکھو۔ ان اللہ لا یحب المعتقدین! خدا سے ڈرو، ذاتی جوش اور کدورتوں اور انتقامی جذبہ سے بچو۔ ورنہ خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔ مراد عا نصیحت بود و کردیم!

میں سمجھ لوں گا کہ دوسرے احمدیوں کو ابتدائے احمدیت میں بیچکنوں کے جوہر و مظالم کا تھوہ مشق بننا پڑا اور مجھے انتہائے احمدیت میں اپنوں کا جوہر و تم کا شکار بننا پڑا۔

پس اے خدائے علیم وخبیر جو دلوں کے خفی بھیدوں کو جاننے والا ہے تو خوب جانتا ہے کہ میں دل و یقین سے اپنی طرف سے قطعی احمدی ہوں۔ گو میں بہت سی عسایان و کفران و لیسان کا مجموعہ ہوں۔ مگر میری محبت اور سچی محبت مسیح موعود سے اور مسیح موعود کے فضیل اور واسطہ سے ان کے خاندان کے افراد سے ہے اور ان کی ہر جائز خدمت کا شوق اور تڑپ ہے اور احمدیت کے لئے تیرے ہی فضل سے میرے اندر خاص جوش اور عزت بخشی گئی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے کہ ہر صورت میں صاف گوئی اور راست گفتاری کو مقدم رکھتا ہوں۔ خواہ دوسرا کتنا ہی براہم کیوں نہ ہو۔ اس راست گفتاری کے باعث میرا خواہ کتنا سے کتنا عزیز اور بزرگ ناراض اور کبیدہ خاطر کیوں نہ ہو۔ میرا دل ہرگز جنبش نہیں کرتا۔ پس اے میرے محافظ حقیقی خدائے کھل اپنے فضل سے اس عاصی پر معافی بندہ کو ابتداء میں بیگانوں کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھ کر دارالامن میں پناہ دی تھی۔ اس طرح اب بھی بیگانوں کی تازہ کرم فرمائیں نے جن کا مختصر سا خاکہ اوپر دے چکا ہوں۔ محفوظ و مامون رکھ کر دارالامن میں سکینت سکونت عطاء فرمایا۔ میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور میری معذور بیوی تنہا محض تجھ کیلئے ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

ہمارے اوپر زمین تنگ کی جارہی ہے۔ لاہور امرتسر یا دوسرا شہر نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے دروازہ پر ہٹلہ گزینی کی درخواست دی جائے۔ قادیان ہے جہاں صرف تیری آسانی گورنمنٹ ہی ہم عاجزوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا خاکہ مصائب سے ظاہر ہے۔ جماعت سے اخراج گویا انسانیت سے اخراج ہے۔ عام انسانیت کا سلوک بھی ہم عاجزوں اور بیکسوں سے روا نہیں رکھا جاسکتا۔ انسانیت چھوڑ دیو انسانیت کے دائرہ سے بھی نکالا جا رہا ہے۔ بھلا شیر خوار بچہ کے لئے دودھ دینے سے روک دینا طوفان، آندھی سے ایک دیوار گر گئی۔ اس کے بنانے کے لئے راج کو منع کر دینا کس مذہب اور کس سوسائٹی میں جائز ہے۔ یا کس قانون اور آئین میں سزا کی قسم ہے؟

اس حالت پر تین ہفتے گزرنے کو ہیں اور معلوم نہیں کہ عرصہ مصائب کتنا لمبا اور وسیع ہوگا۔ دارالامن ودارالامان میں یہ حالت پرندوں کے بصرے کے لئے درخت موجود، جنگل کے پرندوں کے لئے بھٹ موجود، مگر ابن آدم اور اس کے معصوم اور ننھے ننھے بیمار معذور بچوں کے لئے یہ بد امنی کی ندرات چھین سے گزرتی ہے اور زندن کو قمار ملتا ہے۔ ڈنڈ افوج کے ہر وقت کا مظاہرہ میری بیوی اور بچوں کے دلوں میں عجیب ہیبت طاری کر رہا ہے۔ اس جرم کی پاداش کہ میں نے چند ایک شکوے پیش کئے جن کو نا واجب اتہام سے موسوم کر کے تمام احمدی جماعت کو میرے خلاف ابھارا گیا ہے۔

کس قدر انفس کا مقام ہے کہ قادیان جیسے مقدس خطہ جو ایک صلح و آتش و سلامتی کے شہزادہ کی تخت گاہ ہے۔ جہاں سے روحانی علوم کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ جہاں سے تمام دنیا کو سلامتی پہنچانے کا پیغام جاری ہوا ہے۔ وہاں ایسے پر جھٹسم زاکار دانیائیں پھر اس پر روا رکھی جا رہی ہیں جو قادیان اور خدمت گزار احمدی ہے۔ اس کے اوپر یہ ظلم و ستم الہی تیری پناہ۔

جماعت میری آواز سے متفق ہو یا نہ ہو اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں احمدی ہوں۔ محض اپنی نجات کے لئے میرے خدا تیری رضا جوئی کے لئے میں یہ بیان اس لئے نہیں شائع کر رہا کہ جماعت کے لوگ مجھ سے خوش ہو جائیں یا میرا رزق نہ روکیں۔ رزاق ذی القوتۃ العتین تھے وحدہ لا شریک کو سمجھتا ہوں۔ یہ مصائب اور ابتلا آتی ہیں۔ مجھے یہ تسکین قلب حاصل ہے کہ میں حق پر ہوں اور حق پر ہی مرنے کا آرزو مند ہوں۔ میں نے ایمانی جرأت سے کام لے کر جو جو شکوے میرے دل میں تھے صاف صاف عرض کر دیئے تھے۔ اب اگر اس صاف گوئی کا کوئی بزرگ یا خود رو پسند نہیں کرتا تو پرواہ نہیں۔ تو خدا میرا والی میرا رب اس کو ضرور پسند کرتا ہے۔ مسیح موعود کی غلامی سے میں نے یہی ایک جوہر پایا ہے۔ کیا میں اسے ضائع کر کے خسر الدنیا و الاخرۃ کا مصداق بنوں۔ العیاذ باللہ!

اے میرے خدا تو جانتا ہے کہ میں منافق نہیں ہوں۔ میرے سر پر کوئی تلوار نہیں لئے کھڑا کہ میں جھوٹ بول کر اپنے تئیں احمدی ظاہر کروں۔ لیکن میں در پردہ غیروں سے ملا ہوا ہوں۔ کیونکہ تیرے پاس کلام میں منافق کی یہی جامع و مانع تعریف ہے کہ ”اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا و اذا خلوا الى شياطينهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزون“ کہ جب مؤمنوں کو ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب غیروں کے پاس

جاتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر اب تو منافقت کی تعریف کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ بات بات پر اور معمولی سے معمولی ذاتیات پر اچھے بھلے مومن کو منافق کہہ کر اونٹنی اور اعلیٰ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہی ہمیں اس اندر کے پیدا شدہ فتنے سے ہر طرح محفوظ رکھ۔ میرے خدا تو جانتا ہے کہ اس وقت بھی محض ذاتیات کی بناء پر مجھ پر اور میرے اعلیٰ و عیال پر ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور سختی کیا ہوگی کہ ناراضگی مجھ پر ہے۔ مگر دودھ میرے شیر خوار بچہ کا بند کر دیا گیا ہے۔ بھلا اس معصوم بچے نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کی معذور ماں کے پستانوں میں اس کی قسمت کا دودھ نہیں ہے۔ اس کا گھر قصور ہے تو صرف یہ کہ وہ مجھ بد قسمت انسان کا بیٹا کہلاتا ہے۔ اس جرم کی پاداش میں یہ حکم نافذ فرمایا گیا کہ ان کو دودھ دینا بند کر دو۔ کیونکہ یہ ہمارے فلاں مجرم کا لخت جگر ہے۔ حضرت عثمانؓ پر بھی جب باغیوں نے پانی بند کر دیا تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ فعل نہ کافروں کا ہے نہ مومنوں کا۔ مگر یہاں شیر خوار بچہ کا ہر زندگی بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر مومن کے مومن مگر وہ شیر خوار بچہ منافق زادہ ہے۔

بہیں تفاوت راہ از کجاست تابہ کجا

میرے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وطن چھوڑا محض حق کی خاطر۔ عزیز واقارب سے منہ موڑا محض حق کی خاطر، قادیان میں کنبہ چھوڑا محض حق کی خاطر۔ پچھلے رشتے ناطوں کو توڑا محض حق کی خاطر، قادیان میں حق کی خطرہ کر پھر اگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی کے لئے محض ہم اس لئے جرات نہیں کرتے کہ کہیں ہماری دنیوی اغراض ضائع نہ ہوں گی یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا۔ یا بائیکاٹ اور اخراج کا بھوت سر پر سوار ہو جائے گا۔ تو بس پھر ہماری ایمانی ترقی معلوم شد۔ صحابہ کرام سے ہماری روحانی کیفیت نہیں بڑھ سکتی۔ وہ ہمارے لئے نظیر ہے۔ حق کی خاطر کہ فساد و فتنہ کی خاطر اگر ان تکالیف کے لئے ہو تو قبل ان کہ تم تو اپر عمل کر کے طبیعت کو تیار کر لیا جاوے۔ تو پھر بس کوئی ڈر نہیں پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ آمین!

”رب کل شیء..... خدامک رب فالحفظنے فانصرنی وارحمنی“  
ایک مجبور و مقہور خاکسار، فخر الدین ملتانی قادیان!

## خلیفہ قادیان کا بایکٹ کاٹ و مقلعہ

سیکڑی انجمن انصار احمدیہ قادیان کی زبانی سنئے!

جو احمدی بھی خلیفہ یا ان کے پیٹروں کے خلاف شریعت افعال یا مقلعہ کے خلاف آواز اٹھائے تو بجائے اس کی عادی کرنے یا تسلی کرانے کے لئے اس کا سختی سے بایکٹ کر دیا جاتا ہے۔ تمام احمدیوں کو حکم دیا جاتا کہ کوئی اس سے سلام کلام نہ کرے نہ اس کے سلام کا جواب دے۔ نہ اس سے کوئی خریدے نہ اس کے ہاتھ فروخت کرے۔ یہاں تک کہ دکانداروں کو ضروریات زندگی تک دینے سے منع کر دیا جاتا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے پیارے کی پیادہ پری کر سکیں۔ یا مردہ کے کفن و دفن میں شریک ہو سکیں۔

موت کی نگہداشت میں بھی اجازت نہیں

اگر کوئی عورت زندگی و موت کی نگہداشت میں بوقت ولادت اکیلی تڑپ رہی ہو تو اس کی ماں بہن بھائی باپ تک کو ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بلکہ دایہ تک کو بھی آنے سے روک دیا جاتا ہے۔

معصوم بچوں کا دودھ بند کرنا

گراے کے مکان سے اسے نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے مکان ہوں تو کرایہ داروں سے حکما خالی کرادیئے جاتے ہیں۔ موقعہ ملے تو آگ تک بھی لگا دی جاتی ہے۔ شارع عام پر گزرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اس کے ہاں جھگڑاں محدود تک کو کام کرنے سے باز رکھا جاتا ہے۔ اس کے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اس کے ننھے ننھے معصوم بچوں کا دودھ بند کر دیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی قمار کے لوٹنے سے اس پر جاسوس مقرر کئے جاتے ہیں جو ہر وقت اس کے پیچھے لگدے رہتے ہیں۔ اس کے مکان کے گرد لٹھ بند پیرے دار بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب لوگ اسے دیکھیں تو لاجول پڑھ کریں۔ اس کے بیوی بچوں تک کو سلام کلام کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

فرمان خلیفہ الفضل

”اس عرصہ (دوران بایکٹ میں) میں ماں، باپ اور بیوی بچوں اور دوسرے تمام

رشتہ داروں کا فرض ہو گا کہ جس طرح ایک گندہ جیتھڑا اپنے گھر سے باہر پھینک دیا جاتا ہے اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال دے۔ (خواہ بچے گھر سے نکل کر آوارہ ہو جائیں یا اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں) ان سختیوں کے باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کو منافق، مرتد، دشمن سلسلہ قرار دے کر اس کے قتل تک کو جائز بتایا جاتا ہے۔ یہ تمام مظالم اور سختیاں اس لئے روا رکھی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ بھی ظالم کے ظلم کے علی الاعلان اظہار کی اجازت دیتا ہے آواز نہ اٹھا سکے۔

اب اے جماعت احمدیہ خدا کے لئے بتا کہ کیا اس قسم کا حیا سوز سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے نے بھی اپنے معترضین کے ساتھ روا رکھا۔“  
پھر فرماتے ہیں: ”ان دنوں ان کی زندگیوں کی ایک ایک گھڑی میرے احسان کے نیچے ہے۔“  
(افضل مورچہ ۲۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

خلیفہ قادیان کا مریدوں کو ابھارنا اور اس کے نتائج

خلیفہ نے پھر ایک آخری خطبہ ۶ راکست ۱۹۳۷ء جمعہ کے دن دیا۔ جس میں مذکورہ بالا شخصیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے مریدوں اور جانبازوں کو ابھارا گیا۔ اس کے دوسرے ہی دن پھر بروز ہفتہ ۷ راکست تقریباً ساڑھے چار بجے عصر کے وقت مولانا فخر الدین ملتانی، حکیم عبدالعزیز، حافظ بشیر احمد (پیر شیخ عبدالرحمن) تینوں پولیس پوسٹ کی طرف جارہے تھے۔ پولیس پوسٹ سے کم و بیش سو گز کے فاصلے پر ایک تیز دھار آلے سے حملہ کر دیا گیا۔ تیز دھار آلہ فخر الدین ملتانی کی پسلی کو چیرتا ہوا پیچھڑے میں جا نکلا۔ بعد ازاں حکیم عبدالعزیز کو بھی اسی تیز دھار آلہ سے منہ اور گالوں پر شدید ضربات آئیں۔ گورداسپور ہسپتال میں فخر الدین ملتانی ۱۳ راکست ۱۹۳۷ء پانچ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

یاد رہے کہ فخر الدین ملتانی قریباً ۳۲ سال تک اس نام نہاد جماعت کی داسے درے قد سے منجھنے مدد کرتے رہے۔ مگر جب ۷ راکست ۱۹۳۷ء کو ساڑھے چار بجے سر بازار انہیں خون میں نہلا دیا گیا تو ایک ہزار کی لمحہ احمدی آبادی میں سے اس تشدد کے خلاف گواہی دینے والا ایک فرد بھی نہ مل سکا۔ حیف ہے صد حیف ہے اس روحانیت پر۔ ڈاکٹر گور بخش سنگھ، ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی دکان بھی اسی بازار میں تھی۔ انہیں بھی کھٹکتے سکوں اور روپلی چاندی کا لالچ دے کر چمکی گواہی سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر وہ مکر و فریب کے اس جال میں نہ آئے اور حق کی بات کہنے

سے گریز نہ کیا۔ اس وحشیانہ بربریت پر مستزاد یہ کہ جب آپ کی لاش گورداسپور سے قادیان لائی گئی تو پھر مہذب قادیانیوں کا سلوک دیدنی تھا۔ قبر کھودنے والے مزدوروں کو دھمکا کر قبر کھودنے سے روکا گیا۔ اینٹیں دینے سے منع کیا گیا اور نعش کا بکس بنانے والے مستریوں کو حکما روک دیا گیا۔ کیا ایسے انسانیت سوز بایکاٹ کی کوئی مثال دنیا میں کر سکتی ہے۔ بالآخر احرار رضا کاروں نے مذہبی اختلافات کے باوجود تدفین کا فریضہ سرانجام دیا اور انسانیت قادیان کے اس شرمناک رویے پر سر ہلکتی رہ گئی۔

مٹا دیا مٹ جاؤ

خلیفہ ربوہ کا آخری خطبہ جو جمعہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء کو دیا گیا تھا وہ اس قدر اشتعال انگیز تھا کہ ڈی بی گورداسپور نے حکما روک دیا تھا جو آج تک شائع نہیں ہوا۔ اپنے مخالفین کے خلاف اپنے مریدوں کو کس طرح ابھارتے ہیں۔ ان کے مزید اقتباس ملاحظہ ہوں۔

”تم میں سے بعض تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مرجائیں گے مگر سلسلہ کی چمک برواشت نہیں کریں گے۔ مگر جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بھائیو! کچھ روپے ہیں کہ جن سے مقدمہ کر دیا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے..... نے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے۔ بہادر وہ ہے جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے تو مار کر پیچھے ہٹتا ہے اور پکڑا جاتا ہے تو دلیری سے بچ بولتا ہے۔ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق دعویٰ ہوتے ہیں۔“

دشمن کو سزا دینی چاہئے

اگر تم میں راکی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا بیچ بیچ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ گے یا گالیاں دینے والوں کو مٹا دو۔ مگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اسے کہوں گا کہ: ”اے بے شرم تو آگے کیوں نہیں جاتا اور اس منہ کو کیوں نہیں توڑتا۔“

(الفضل مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

”جسمانی ذرائع دعاؤں کے ساتھ وہ تمام تدابیر اور تمام ذرائع کا خواہ وہ روحانی ہوں..... استعمال کریں۔“

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

زندہ جماعت اور قربانی

اس پر بس نہیں..... پھر یوں فرماتے ہیں: ”تو احمدیوں کا خون اس کی (حکومت)

گردن پر ہوگا..... ہم دنیا میں نابود ہونا..... منظور کر لیں گے..... احمدی جماعت ہے..... وہ ہر قربانی پیش کرے گی۔ مظلومیت (قانون نقطہ ملاحظہ ہو) کے رنگ میں عمر قید چھوڑ پھانسی پر بھی لٹکایا جائے تو ہم اسے باعث عزت سمجھیں گے۔“ (افضل مورہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

پھر رو یا کشف کے ذریعہ تشدد پر سدھائی ہوئی۔ جماعت کو بھارا جاتا ہے اور ظلم کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔

### قتل کے لئے الہامی بنیادیں

یوں تو خلیفہ کے خطبے اشتعال انگیزی کا شاہکار ہیں اور انہیں سے مشتعل ہو کر قتل و غارت ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ اور مسٹر بیگ نے اپنے فیصلہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ۶ مارچ کو ساڑھے چار بجے فجر الدین ملتانی پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے اور ایک دن قبل الفضل میں ایک مضمون شائع ہوتا ہے جس کا عنوان ہے: ”مصری اور ملتانی“، ”یہ دو گھر ہی مر گئے“، ملاحظہ فرمادیں کہ کس چابکدستی اور عیاری کے ساتھ قتل و غارت کو الہامی بنیاد مہیا کی گئی ہے تاکہ جماعت اس بات پر مطمئن ہو جائے کہ اس قتل سے الہام پورا ہوا ہے۔ تشدد کی یہی بالواسطہ ترغیب آج تک الفضل کا پیشہ ہے۔ مگر عوام تو درکنار خواص بھی اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

### مصری اور ملتانی ”یہ دو گھر ہی مر گئے“

الہام صبح موعود، تذکرہ ص ۱۶، طبع سوم

### ”الہی سلسلہ اور منافقین“

اللہ تعالیٰ کے پاک کلام مجید سے جو نئی نوع انسان کے لئے آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے یہ امر پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ثابت ہے کہ ہر الہی سلسلہ میں جہاں وہ سعید الفطرت اصحاب داخل ہوتے ہیں جو اپنے اخلاص اپنی محبت اپنی قربانیوں اور اپنی جان نثاریوں اور اپنی محیر العقول فداکاریوں کے لحاظ سے دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں وہاں ایسے بد بخت اور نیک قوم افراد بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جو نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو بظاہر جماعت مؤمنین سے تعلقات رکھتے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مگر در پردہ فتنہ انگیزی میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی ناپاک رشیدہ دونوں سے جماعت کے شیرازہ کو بکھیرنے اور اس کے اجزا کو منتشر کرنے کے منصوبے سوچتے رہتے ہیں۔ ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا چلا جاتا ہے اور منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر آخر ان کی ڈھیل کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے

اور آسمان سے خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوتا اور ان کے خرمین امن و سکون کو جلا کر رکھ کر دیتا ہے۔ تب وہی منافق جو تعجبک اجسامہم کے مطابق لوگوں کی نگاہوں میں معزز سمجھے جاتے ہیں ایسے ذلیل، ایسے رسوا اور ایسے بے حیثیت ہو جاتے ہیں کہ کوئی باعزت شخص انہیں منہ لگانا پسند نہیں کرتا بلکہ ان سے ایسی ہی کراہت کرتا ہے جیسے ایک سڑے گلے مردار سے نفرت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتا ہے: ”وَمَنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَىٰ النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ“ (توبہ)

کہ تمہارے ارد گرد جو جماعتیں ہیں ان میں سے بعض منافق پائے جاتے ہیں۔ بلکہ خود مدینہ میں ایسے منافق موجود ہیں جو اپنی منافقت پر وحدت قائم ہیں اور گو تمہاری نگاہ سے وہ مخفی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے مخفی نہیں۔ وہ انہیں خوب جانتا ہے۔ اگر وہ اپنی ان منافقانہ حرکات سے باز نہ آئے تو خدا ان کے تمام پول کھول کر رکھ دے گا۔

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”لَنْ يَنْسَتَهُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنْ تَضُرِّيَنَّهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا“ (احزاب) ”کہ اگر منافق اور وہ لوگ جو منافق نہیں۔ مگر منافقوں کو اپنے دل کی بیماری کی وجہ سے اچھا سمجھتے اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں یا وہ جھوٹی اور بے بنیاد خبریں اڑا دیا کرتے ہیں اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو ہم تجھے ان کے خلاف کھڑا کروں گے اور پھر وہ مرکز روحانیت میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکیں گے۔ بلکہ انہیں اس جگہ سے نکلتا پڑے گا۔

قرآن کریم کی یہ آیات جہاں اس امر پر قطعہ الدلت ہیں کہ مرکز سلسلہ اور بیرونی جماعتوں کی جگہ منافقین کا کوئی نہ کوئی حصہ موجود رہتا ہے۔ وہاں ان سے یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ منافقوں کا انجام تلخ اور عبرتناک ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آتے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب وہ دیکھے کہ اب ان کی گندگی ان کے سارے جسم میں سرایت کر چکی ہے تو وہ اپنی پاک جماعت کو ایسے اسباب مہیا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں منافقین کی اندرونی سرشت بے نقاب ہو جاتی ہے اور مومن ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر روحانی طور پر انہیں یہ سزا دی جاتی ہے کہ ان کا مرکز سلسلہ سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ گویا جس طرح وہ مرکز وحدت یعنی نبی یا خلیفہ کے وجود سے منقطع ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ انہیں کچھ عرصہ کے بعد مرکز سلسلہ سے بھی منقطع کر دیتا ہے۔



## جماعت احمدیہ اور منافقین

جب یہ سنت اللہ ہے اور اس کے نظار و امثال بھی ہم سابقہ میں موجود ہیں تو کس طرح ممکن تھا کہ جماعت احمدیہ جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس قسم کی فتنہ پردازی اور منافقین کے وجود سے خالی ہوئی۔ سب سے بڑی اور سب سے مقدس جماعت رسول کریم ﷺ کی قائم کردہ جماعت تھی۔ مگر جب اس میں بھی ایسے بد بخت لوگ ہوئے جنہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو شہید کر دیا اور اپنی ریشہ و دانیوں سے عالم اسلامی میں بہت بڑا تفرقہ اور اشتقاق پیدا کر دیا تو کس طرح ممکن تھا کہ جماعت احمدیہ میں جو شل ہے رسول کریم ﷺ کی جسمانی لحاظ سے فتنہ پرداز اور منافق نہ ہوتے۔

پس منافقین کا وجود کسی الٰہی سلسلہ کی علامت نہیں بلکہ اس کی سچائی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اس طرح خداوند تعالیٰ اندرونی اور بیرونی دونوں دشمنوں سے حملہ کر اکر کہتا ہے کہ جاؤ اور مل کر اس جماعت کے استیصال کے لئے کوشش کر لو۔ مگر تم ہمارا اور ہو گے اور یہ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہو گا کہ تم جموعے ہو اور سچا وہی ہے جس نے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کی کبھی ہوئی تلواروں میں اپنے کو ہر مقصود کو حاصل کر لیا۔

## خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ

آؤ! اب اس حقیقت کی روشنی میں موجودہ فتنہ پر نظر ڈالیں کہ یہ فتنہ کیا اسی قسم کا فتنہ نہیں جس قسم کے فتنے پہلے خلفاء کے زمانوں میں اٹھتے رہے ہیں۔ شیخ عبدالرحمان مصری اور فخر الدین ملتانی وہ دو شخص ہیں جنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک نفاق کا پردہ اوڑھ کر اپنے چہروں کی سیاہی چھپائے رکھی۔ لیکن اگر آفتاب محمود کی تجلیات نے ان کی سیاہی ظاہر کر کے رکھ دی اور دونوں ”فاخرج منها فانك رجیم“ کے مصداق بن گئے۔ یہ دونوں آخر کیا مقصد لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ صرف یہ کہ موجودہ خلیفہ یعنی ہمارے جان و دل سے پیارے امام، خلیفہ ربوہ کو خلافت سے معزول کر دیں۔ مگر کیا اس قسم کا فتنہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں نہیں اٹھا اور کیا باغیوں نے ان سے یہی مطالبہ نہیں کیا تھا کہ تم خلافت سے الگ ہو جاؤ۔ مگر حضرت عثمانؓ اس وقت خلافت سے الگ نہیں ہوئے تھے۔ اگر حضرت عثمانؓ کا اس وقت مقابلہ کرنے والے باغی اور طاغی تھے تو یقیناً آج کے وہ معاند جو خلیفہ ربوہ سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ کر رہے ہیں باغی اور طاغی ہیں اور یقیناً وہ اس مطالبہ کے بعد اپنے آپ کو باغیوں کے صف اور خلیفہ ربوہ کو خلفاء کی صف میں اپنے عمل سے شامل کر چکے ہیں۔

## معاندین ناکام رہیں گے

شاید اس مناسبت سے انہیں خیال پیدا ہو کہ جس طرح پہلے مفسد اور باغی خلفاء کو تکالیف پہنچاتے ہیں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ سو انہیں کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ ان کی یہ امید بالکل موہوم ہے۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ فرما چکے ہیں۔

اور اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا تھا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا ہے کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔ اسی طرح پہلے جو آدم آیا تھا وہ جنت سے نکلا تھا۔ مگر اب جو آدم آیا وہ اس لئے آیا کہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے۔ اسی طرح یوسف کو پہلے قید میں ڈالا گیا تھا۔ مگر دوسرا یوسف قید سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ پہلے خلفاء میں سے بعض جسے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو دکھ دیا گیا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اس کا بھی ازالہ کر دے گا اور ان کے خلفاء کے دشمن ناکام رہیں گے۔ کیونکہ یہ وقت بدلہ لینے کا ہے اور خدا چاہتا ہے کہ اس کے پہلے بندے جن کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کے بدلے لئے جائیں۔“ (عرفان الہی ص ۹۳، ۹۴)

”پس انہیں یہ امید اپنے دل سے نکال دینی چاہئے کہ وہ خلافت کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب خدا دشمنوں کو ناکام و نامراد رکھے گا اور ان کا عبرتناک انجام کرے گا۔

غرض موجودہ فتنہ خواہ کتنا بڑا ہو۔ انجام کے لحاظ سے ہمارے لئے ہرگز مضرت نہیں۔ بلکہ یقیناً اس سے احمدیت کی ترقی ہوگی۔ یقیناً اس سے جماعت کے اخلاص میں اضافہ ہوا اور ہوگا اور یقیناً جماعت کا قدم پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ منازل و ارتقاء کو طے کرے گا۔ یہ وہ نوشتہ تقدیر ہے جسے کوئی انسان محو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہی وہ امر مقدر ہے جس کی ہمارے خیال میں مرزا قادیانی کو ان الفاظ میں آج سے تیس سال قبل خبر دی گئی تھی کہ: ”یہ دو گھر ہی مر گئے۔“ (تذکرہ ص ۱۶ طبع سوم)

ان دو گھروں کا اشارہ مصری، ملتانی کے گھروں کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت یہی دو گھر نکلے جنہوں نے بحیثیت گھر اس فتنہ میں شمولیت اختیار کی۔ یعنی ان گھروں کے تمام افراد نے خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے شرارت شروع کی۔ پس یہ دو گھر تھے جو جماعت احمدیہ میں شامل تھے۔ مگر افسوس ان دونوں پر روحانی موت وارد ہو گئی اور وہ خلیفہ وقت کی بیعت سے الگ ہو گئے۔ شاخ جو درخت سے کٹ کر سوکھ جاتی ہے اور جلانے کے کام آتی ہے۔

## روحانی موت

قرآن کریم نے بھی روحانی حیات کے فقدان پر موت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔  
 ”وَمَنْ كَانَ مِيتًا فَاحْيِيتهُ وَجَعَلْنَاهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مِثْلُهُ فِي  
 ظُلُمَاتٍ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا (انعام)“، یعنی غور تو کرو ایک شخص جو پہلے مردہ تھا ہم نے اسے  
 زندہ کیا اور اس کو ایک نور عطاء فرمایا۔ کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھریوں میں بھٹکتا  
 پھرتا ہے۔

یہاں میت کا لفظ روحانی مردہ یعنی ایسے انسان پر بولا گیا ہے جو کفر اور شرک اور بد  
 اعمال کے لحاظ سے مردہ ہو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: ”اَنْكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتِ وَلَا تَسْمَعُ الصَّمِ  
 الدَّعَاءَ اِذَا وَلُوا مَدْبَرِينَ (نمل)“ اے نبی تو ان لوگوں سے اپنی باتیں نہیں منوا سکتا۔ جو  
 روحانی لحاظ سے بالکل مر چکے ہیں اور ان لوگوں کو جو بہرے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کو سننے کے  
 لئے بھی تیار نہیں۔ غرض مردہ قرآنی اصطلاح میں یعنی بعض دفعہ روحانی مردوں کو بھی کہا جاتا ہے۔  
 اسی لئے مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ  
 اِذْ دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (انفال)“

کہ اے مومنو خدا اور اس کے رسول کی بات سنو اور جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے  
 لئے اپنی طرف بلائے۔ پس حقیقی مردہ وہ ہے جو روحانیت کے لحاظ سے مر گیا۔ جس کی روح ابدی  
 ہلاکت کے گڑھے میں گری اور فنا ہو گئی۔ ایسی مناسبت سے الہام الہی میں بتایا کہ ایک وقت دو گھر  
 روحانی لحاظ سے مرجائیں گے۔ سو نوشتہ تقدیر مصری و ملتانی کے ذریعے پورا ہوا۔ ہمیں اس کا افسوس  
 ہے۔ مگر ہمارے لئے سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ ہم کہیں: ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“  
 (افضل مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء)

اللہ کے گھر دیر ضرور ہے، اندھیر نہیں

خلیفہ بذات خود بہ نفس نفیس اس قدر بدکار اور بدچلن تھا جس کا چلن سوائے غلاظتوں  
 کے ڈھیروں کے ڈھیر ہوں اور پھر مذہب کے مقدس لبادہ کی آڑ میں جن بھیا تک بدکاریوں کا  
 ارتکاب کرتا رہا اس نے انسانوں کے دماغ کو بھی مسخ کر دیا۔ یعنی الحفیظ والا مان۔ جب اس پر قانچ  
 کا حملہ ہوا تو متواتر گیارہ سال تک بستر مرگ پر پڑا رہا اور بستر مرگ پر خوش کلمات اور غلیظ مغلطات  
 کو نہایت ہی ارزانی سے بے دریغ استعمال کرتا رہا۔ اس تقدس مآب کی یہ کیفیت ہو گئی کہ سوکھ کر  
 صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔ بلا خر سسک سسک کر دم نکلا اور آنجمانی ہو گیا۔ اس کو ان ظلموں کی

سزا کچھ تو اس جہاں میں مل گئی جو دیکھنے والوں کے لئے ایک زندہ نشان ہے۔

اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ اس کی ایک چیمپی بیوی جس کا نام مریم تھا (ہمشیرہ دلی اللہ شاہ) اپنے وقت کے لحاظ سے حسین و جمیل تھی اور یہ بھی اس کی بدکاریوں میں مستعدی سے برابر کی شریک تھی۔ آتشک جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ اس کا تمام بدن سر سے پیر تک گل سڑ گیا۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود یہ بھی آنچھانی ہو گئی۔ لیکن یاد رہے کہ موت کے بعد بھی گندگی سیلاب کی طرح بہتی رہی اور تقریباً چار پانچ دفعہ گندگی کو روکنے کے لئے کفن پر کفن ڈالا گیا تاکہ گندگی کو روکا جاسکے۔ جنازے کے وقت بھی بدبو اور تعفن کی اس قدر فراوانی تھی کہ خدا کی پناہ۔ اس بدبو کو دور کرنے کے لئے قیمتی سے قیمتی عطر استعمال میں لایا گیا۔ لیکن یہ عطر بھی اس بدبو دار تعفن کو مسخر نہ کر سکا۔ اس طرح اصل حقیقت جس کو پردہ اخفاء میں رکھنے کی کوشش کرتے رہے چھپ نہ سکی۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود منظر عام پر آ گئی اور اس پرستم ظریفی یہ کہ جو اشخاص جنازے کے ہمراہ تھے۔ اس میں سے چند مخصوص لوگوں کے سوا باقی کو عہد ا کافی سے زائد فاصلہ پر رکھا گیا۔ چند ہی منٹ بعد مدرسہ احمدیہ کا گیٹ بند کر کے تمام اشخاص کو روک دیا گیا۔ پھر وہی چند مخصوص اشخاص کا کارواں دفن کرنے لے گیا، دفن کرنے کے بعد گیٹ کھول دیا گیا تاکہ دعا میں شریک ہو سکیں۔

مختصر کیفیت ان لوگوں کے لئے پیش کی گئی جو کہتے ہیں اگر خدا ہے تو ان کو سزا نہیں ملتی۔ اب خدا کے عذاب کا خود آپ ہی اندازہ لگائیے۔ خدا یقیناً ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے گمراہ ضرور ہے اندھیر نہیں۔

یوں سمجھئے اس تقدس مآب کی موت ڈاکٹر ڈوئی سے بھی بدتر حالت میں واقع ہوئی اور میاں بیوی کی عبرت ناک انجام سے ہر احمدی بخوبی واقف ہے۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

ایک علمی مضمون حضرت ملک عزیز الرحمن صاحب برادر خورد ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی مصنفہ احمدیہ پاکٹ بک ریلوہ ہدیہ ناظرین ہے تاکہ علمی طور پر کلب یموت علی کلب کے الہام کے سمجھنے میں آسانی رہے۔

خدا کی بات پھر پوری ہوئی

”کلب یموت علی کلب“ ترجمہ: وہ کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا۔

از: حضرت عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری حقیقت پسند پارٹی، لاہور!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

برادران!

مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کی اپنے حق گو ناصقانوں کے خلاف کہاں یہ تعلقی تھی کہ وہ اس کی زندگی میں ناکام و نامراد میریں گے اور دردر کی ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔ ان کی بیویوں بچے پرانے کپڑوں اور جوتھڑوں میں بھیک مانگتی پھریں گی اور کوئی انہیں بھیک نہ دے گا۔ میں دیکھوں گا کہ ایک سال کے بعد ۳۵ سال کہاں اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ آج جب کہ وہ (مرزا محمود) اس کے اعلان کے بعد گیارہ سالہ ناکام اور بے عملی کی زندگی جو نہایت سخت دکھ کی مار تھی، گزار کر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہو چکا ہے۔ اس کے مزمومہ منافقین مگر خدا تعالیٰ کی نظروں میں حق گو پر انعامات خداوندی کی مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ ان میں جو بے اولاد تھے وہ صاحب اولاد گئے جو بے روزگار تھے۔ برسر روزگار ہو گئے۔ جو غریب تھے اب غنی ہیں۔ جو ناتوان تھے وہ توانا ہو گئے۔ ان کی نظروں میں جو جاہل ان پڑھ تھے وہ پروفیسر بن گئے۔ جو بے نماز تھے وہ نمازی بن گئے۔ جو نمازی تھے وہ تہجد خواں بن گئے۔ جو کلرک تھے وہ اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے مبلغ بن کر بلاذغیر میں جا رہے ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ تمام زندہ اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ الحمد للہ فالحمد للہ! کسی کی آنکھ ہو تو دیکھیے اور کسی کے کان ہوں تو وہ سنے کہ کیا کہیں ایسا ہوا ہے کہ کسی منافق پر رب العزت کی طرف سے یہ نوازشات ہوئی ہوں اور اس کے حریف مقابل اہل اللہ اور اہل حق کو ایسی فاش شکست اور ذلت و رسوائی پہنچی ہو۔ جیسا کہ ہمارے مقابلہ پر خلیفہ ربوہ کو پہنچی ہے۔

### معیار صداقت

ایک طرف مرزا محمود احمد کا اپنی موذی مرض کا اقرار اور بے عملی کی زندگی پر اضطراب ملاحظہ ہو اور دوسری طرف مسیح موعود کا پیش کردہ معیار صداقت ملاحظہ ہو۔ ”صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ نیک انجام انہیں کا ہوتا ہے۔“

مرزا محمود احمد کی اپنی زبانی غبیث اور موذی مرض میں مبتلا ہونے کا اقرار: ”اب میں اڑسٹھ سال کی عمر کا ہوں اور قانع کی بیماری کا شکار ہوں۔“ (الفضل موروثہ ۳ مارچ ۱۹۶۵ء)

اب قانع کی بیماری میں اضطراب اور بے عملی کی زندگی سے فرار بھی میاں صاحب کی اپنی زبانی ملاحظہ ہو: ”میں اس وقت بالکل بے کار ہوں..... تمام دوستوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے بے عملی کی زندگی سے بچائے۔ کیونکہ اگر یہ زندگی بہر حال لمبی ہونی ہے تو نیچے اس زندگی سے موت زیادہ بھلی معلوم ہوگی۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ اسے

میرے خدا جب میرا وجود اس دنیا کے لئے بے کار ہے تو تو مجھے اپنے پاس جگہ دے۔ جہاں میں کام آسکوں۔“

(اشہار مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۵ء)

### خبیث اور موذی مرض

یاد رہے کہ میاں صاحب اس گیارہ سالہ لمبی بیماری سے جو بطور ابتلاء ہی نہ تھی۔ بلکہ بطور عذاب الہی لاحق ہوئی تھی جانیر نہ ہو سکے اور اس بیماری کے سنگین صورت اختیار کرنے کے بعد ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئے۔

حضرات! اب مسیح موعود کی زبانی بھی سن لو کہ ان خبیث اور موذی امراض کے اصل عوامل کیا ہیں۔ نیز یہ بیماریاں خدا تعالیٰ کے محبوبوں کو ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ چہ جائیکہ کوئی سچا مصلح موعود ان کا شکار ہو۔

”بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی خوشحالی کو طلب کرتا ہے کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کو نفسانی عیاشیوں میں اس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھ کر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور آخر کار سکتہ، فالج، ریشہ اور کزاز اور ریاح انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور آٹھ سوزاک کی قابل شرم مرض سے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں۔“

(چشمہ سبکی ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۹)

### فالج اور جذام

معیار صداقت کے سلسلہ میں ایک ثبوت یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ کیا فالج اور جذام وغیرہ واقعی خبیث اور موذی امراض ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے پیاروں کو یہ لاحق نہیں ہوتیں۔ چنانچہ حضرت مجدد وقت کا ارشاد ملاحظہ ہو:

”اے عبدالحکیم! حضرت مسیح موعود کا الہامی نام ہے، خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچائے۔ اندھا ہونے، مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے!..... خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت یہ نہیں چاہتی کہ ایسی بیماریاں میرے لائق حال ہوں۔ کیونکہ اس میں شامت اعداء ہے۔“

(تذکرہ ص ۲۷۶، ۲۷۷، ص ۲۷۸)

”ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دائمی ہو جائے۔ جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا۔ اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عرصہ سے تجھے

محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کر دوں گا۔“ (ضمیر تھکے گا زویہ ص ۲۰، خزائن ج ۱ ص ۶۷ حاشیہ)  
فالج کا حملہ

اس کے بعد مرزا محمود احمد صاحب کا مندرجہ ذیل بیان پھر پڑھے: ”گزشتہ  
۲۶ فروری کو جاہ سے واپسی پر مجھ پر فالج کا حملہ ہوا۔“ (اشہار مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۵ء)

امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی اور میاں محمود احمد میں بصیرت افروز ممالکت

ڈاکٹر ڈوئی نے امریکہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ میاں محمود احمد نے یہاں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ڈوئی اپنے شہر سکیون سے نکالا گیا۔ میاں محمود احمد اپنے شہر قادیان سے نکالے گئے۔ ڈاکٹر ڈوئی لاکھوں کی جائیداد سے بے دخل ہوا۔ ایسا ہی میاں صاحب بھی۔ جس طرح ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ دعویٰ نبوت کے بعد فالج کا شکار ہوا۔ اسی طرح میاں محمود احمد بھی اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو فالج کا شکار ہوئے۔ میاں صاحب اور ڈاکٹر ڈوئی کے نوکران کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھتے اور لئے پھرتے تھے۔ جس طرح ڈاکٹر ڈوئی کو ان کے ڈاکٹروں نے لا علاج قرار دے دیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹروں نے غلیظہ ربوہ کو لا علاج قرار دے دیا تھا۔ جس طرح اس کے ہوش دھواں قائم نہ رہنے کے سبب اس نے اپنا کام نابیوں کے سپرد کر دیا تھا۔ اسی طرح میاں صاحب موصوف نے بھی اپنا کام اپنی زندگی میں ہی ایک نگران بورڈ کے سپرد کر دیا تھا۔ جس طرح ڈاکٹر ڈوئی زمین پر ایک قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ اسی طرح میاں محمود احمد صاحب بھی اپنا قدم زمین پر رکھنے کے قابل نہ رہے تھے۔

اب غور کا مقام ہے کہ اتنی واضح ممالکت قائم ہو جانے اور سچے مدعی کے لئے ۲۲ سالہ مقررہ مدت کو پورا کرنے سے قبل ہی وفات پا جانے کے بعد بھی میاں صاحب کے مفتری ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

خاندانی ڈاکٹر

اگر میاں صاحب کی مذکورہ عبرتناک بیماری جس نے انہیں ساہلہ سال تک عضو معطل بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس کے مفتری ہونے کا ثبوت نہیں تو پھر سچ موعود کی کتاب (حقیقت الوحی ص ۷۶) اور میاں صاحب کی اپنی کتاب ”دعوة الامیر“ میں قائم کردہ معیار کے مطابق ڈاکٹر ڈوئی کا فالج اور دیگر علامات اس کے مفتری ہونے کی دلیل کیوں کر بن سکتی ہیں؟ مقام حیرت ہے کہ جماعت ربوہ

ایک طرف تو دعویٰ کے بعد عذاب کا شکار ہونے والے ایک شخص کے مفتی ہونے کا اس بیماری سے استدلال پیش کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے دوسرے مفتی کو جس کے متعلق ان کے اپنے لڑکے اور خاندانی ڈاکٹر کی یہ رائے ہے کہ:

”ابا حضور! زمین پر قدم نہیں رکھ سکتے اور یہ کہ اب دوائیوں سے آرام کی توقع فضول ہے۔“

خدا کا قائم کردہ خلیفہ اور مصلح موعود سمجھ رہی ہے۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو کچھ تو لوگو خدا سے شرماء  
کب تک جھوٹ سے کرو گے بیمار کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ  
اس جگہ صاحبزادہ مرزا منور احمد کی رائے کا درج کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا تاکہ  
حق اپنی پوری شان کے ساتھ کھل جائے۔ ”لینے رہنے کے باعث ٹانگوں میں کھچاؤ اور اکڑاؤ  
بھی بدستور ہے۔ کوئی ممکن کوشش حضور کو چلانے کی کامیاب نہیں ہو رہی۔ سابقہ ڈاکٹرؤں کے علاوہ  
اس عرصہ میں جرمن کے مشہور ڈاکٹر پروفیسر پیٹے سے مشورہ کر کے بھی ان کا علاج کیا گیا۔ مگر اس  
سے بھی ابھی تک کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا..... یہ حالت عرض کرتے ہوئے خاکسار احباب  
جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دل سے درخواست کرتا ہے کہ حضور کی شفا اب دوائیوں سے  
نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور دست شفا سے ہی انشاء اللہ ہوگی۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۳ء)

## خدائی گرفت

خدائی گرفت کا یہ کتنا بین ثبوت ہے کہ ساری جماعت ربوہ کی دعائیں اور صدقات بھی  
میاں صاحب کو صحت یاب نہ کر سکے۔ در آنحالیکہ حقیقت پسند پارٹی ۱۹۵۶ء میں ہی اسے خدائی قہر  
اور غضب قرار دے چکی تھی اور یہ لکھ چکی تھی کہ: ”کوئی کشتی اب بچا نہیں سکتی اس سیل سے۔“ اور یہ  
کہ جب تک خدائی عذاب کو لازمہ بشری قرار دے کر حقائق کو چھپانے کی ناکام کوشش کی جائے  
گی۔ آپ کی دعائیں بھی اس خدائی وعید کو روک نہیں سکتیں۔

(دیکھو میاں بشیر احمد صاحب کے نام کلی چٹھی مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء)

مرزا محمود کے بارے میں ایک حیرت انگیز خبر

”ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد جہی میں مجھے خبر دی جس کا حاصل یہ  
ہے کہ کلب یسوت علی کلب۔ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا۔ جو ہاؤن سال پر دلالت کر



رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب وہ باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقاء ہوگا۔“ (تذکرہ ص ۱۸۵، ۱۸۶ طبع دوم)

### نام نہاد خلافت

برادران! گورنر محمود احمد کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کی پبلک اور جماعتی زندگی کا آغاز ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو ہوا۔ جب وہ نام نہاد خلافت کی گدی پر بیٹھے اور کھلے بندوں عامۃ المسلمین کو عموماً اور اپنی جماعت کو خصوصاً گمراہ کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مذکورہ بالا دجی میں اسی عمر کی طرف اشارہ کر کے یہ پیش کی گئی کہ ایک خاص شہرت کا آدمی جو اپنے اعمال و کردار کے لحاظ سے اس کا مصداق ہے۔ (کوئی معمولی آدمی ہرگز ہرگز مراد نہیں لیا جاسکتا) وہ باون سال کے اندر قدم دھرنے کے بعد یعنی اس معینہ سال کے اندر اندر ہی راہی ملک بقاء ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ مارچ ۱۹۱۳ء کے بعد مارچ ۱۹۶۵ء میں اکاون سال ہوئے اور سال باون ختم ہونے میں ابھی چار ماہ اور چھ دن باقی تھے کہ میاں صاحب فوت ہو گئے۔ فاعتبرو یا اولی الابصار!

### پوپ ازم

چاہئے تو یہ تھا کہ احباب جماعت ربوہ عموماً اور ان کا خاندان خصوصاً اس سے عبرت حاصل کرتا اور ظانی مافات کے لئے بارگاہ ایزدی میں سر جھکا کر اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوتا۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ یہ لوگ صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور پوپ ازم کے تحفظ اور نام نہاد خلیفہ ثالث کے لئے ایک دفعہ پھر حدیث النفس ”رؤیا کشف“ کا سہارا تلاش کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ مرزا ناصر احمد کے خلیفہ بنائے جانے کی گزشتہ گیارہ سالہ مساعی بلکہ سازش کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ کیونکہ ہم نے ۱۹۵۶ء میں بہانگ دلی یہ اعلان کر دیا تھا کہ مرزا محمود احمد نے فتنہ منافقین کا سارا ڈھونگ اپنے بڑے لڑکے مرزا ناصر احمد کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لئے رچا پایا ہے۔ ورنہ نہ ہم منافق تھے اور نہ ہی حقیقت میں کوئی فتنہ تھا۔ جب فراست مومنانہ کے ذریعہ ہم نے سالہا سال پہلے میاں ناصر احمد کے خلیفہ بنانے کی پیش گوئی کر دی اور آپ نے پوری پیش بندی کر کے انہیں ”بیر صاحب“ بنا دیا تو اب خوابوں کا سہارا چہ معنی دار؟ اس ضمن میں ہمارے ٹیٹک ”حقیقت کا اظہار“، ”جماعت احمدیہ ربوہ کے ہمیدہ اصحاب کے نام“، ”مرزا محمود احمد ہوش میں آؤ“ اور ”دور حاضر کا مذہبی آمر“ وغیرہ کے صفحات ملاحظہ فرمائیں۔ خاص طور پر ٹیٹک ”بوجھوتو جانیں“ پڑھنا ضروری ہے۔

## ربوہ کی دینی حس اور غیرت

تقر خلافت کے اندر سگینوں کے پہرہ میں ۳۸۲ افراد کے انتخابی ادارہ میں سے صرف ۲۰۵ افراد کی موجودگی میں جن میں ۳۵ ووٹروں نے اپنا حق ووٹ ہی استعمال نہیں کیا اور خلافت کے دوسرے امیدوار مرزا رفیع احمد صاحب کا نام جن کا نام تجویز کرنے والوں اور ان کے حمایتیوں کو قبل از وقت خاندان مسیح موعود کے ایک زندہ چیف جس نے کوئی دلچسپی جماعت کے کاموں میں نہیں لی تھی کہ جس کے وقار کا مدار محض عداوت، اس سے قبل از وقت اعتبار بھی کر دیا تھا کہ اگر مرزا ناصر احمد کے خلاف کوئی نام تجویز کیا گیا اور مرزا محمود احمد کے منشاء کے خلاف کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا۔ جس سے فرزند کبیر کو وراثت خلافت سے محروم ہونے کا خیف اندیشہ ہوا تو وہ خاندان کے چیف سارے نظام پر خود قبضہ کریں گے۔ ان حالات و واقعات کے باوجود اہل ربوہ کی دینی حس اور غیرت اس قدر مضبوط ہو چکی ہے کہ نام نہاد خالد بن ولید بھی مرزا ناصر احمد کو خدا کا قائم کردہ خلیفہ کہنے پر مجبور ہیں اور جب انہیں سیدنا حضرت نبی کریم ﷺ اور مسیح موعود کے فرمودات میں کوئی تائیدی کلمہ میسر نہیں آیا تو یہودیوں کی روایات ایک کتاب طالمود کو اپنی تائید میں پیش کرنے کی ناکام جرات پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ”اننا لله وانا الیہ راجعون“

## مرزا ناصر کو چیلنج

ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر واقعی اپنے آپ کو نیک و صالح آیت استخفاف کے تحت خدا کا قائم کردہ خلیفہ سمجھتے ہیں تو حلف مؤکد عذاب کے ذریعہ ایک معینہ مدت کے اندر خدا تعالیٰ سے حق و باطل کا فیصلہ طلب کریں۔ لیکن یہ لوگ ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میاں محمود احمد نے حلف مؤکد عذاب کے تحت جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کا عبرتناک انجام ہوا۔ میاں محمود احمد نے ان الفاظ میں خدائی عذاب کو دستک دی۔ لکھتے ہیں: ”میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں ۱۳ ٹیمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ کے مکان پر یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور تو حید دنیا میں قائم ہوگی۔“

(الفضل مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۳ء)

قادیان سے نکالے گئے

اس حلف مؤکد عذاب کے کھانے اور جھوٹا دعویٰ کرنے کی دیر تھی کہ خدائی عذاب نے

ان کو آگھیرا۔ ان کی ایک چیمٹی بیوی انہی دنوں فوت ہوئی۔ تین سال بعد بمبئی ڈوئی اپنے شہر قادیان سے نکالے گئے اور مرزا قادیانی کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی شروع ہوئی جس میں خدا تعالیٰ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ ”ولا تخاطبونی فی الذین ظلموا فہم مغرورون وعد علینا حق“ اور جس کی تخریج کرتے ہوئے خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے عموم میں حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور دین کی فکر سے لاپرواہ ہیں۔ گویا خدا نے تعالیٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر، ان کی شفاعت مت کر۔ جیسا کہ ان کا دین مر گیا۔ ان کی دنیا بھی مرے گی۔ ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے۔ نہ کہ دشمنوں کے لئے۔ پس اس قرینہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔ ممکن ہے وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو (یعنی قادیان سے نکالے جانے کا واقعہ) مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے جو بظاہر ایسی جماعت میں شامل ہیں۔ مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے خلاف ہے۔“ (بدر مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۵ء، ملفوظات، ص ۱۲۷)

گویا اس الہام کو پورا کرتے ہوئے وہ قادیان سے بھاگ آئے اور یہ عذاب دوسرے لوگوں پر بھی وارد ہوا۔ پھر ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر عبداللطیف جو میاں محمود احمد کے ہم زلف تھے۔ انہوں نے ان پر جنسی بے راہ روی کا الزام لگایا اور جماعت سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۵۳ء میں تحقیقاتی عدالت کے سامنے میاں صاحب اپنے سابقہ خود ساختہ عقائد سے منحرف ہو گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان پر قاتلانہ حملہ ہوا جس کی بدولت خدائی وعدہ قطع و تنیں پورا ہو گیا اور اسی حملہ کے بعد میاں صاحب ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو فاج کا شکار ہوئے اور بقول مرزا قادیانی ایسے عذاب کا شکار ہو گئے۔ جس میں جانبری کے آثار تو کیا ان کی ہلاکت واقع ہو گئی اور بے نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات کو اصل جہنم ہو کر مرزا قادیانی کی اس تحریر کو ثابت کر گئے۔ مرزا قادیانی نے (اربعین ص ۲۳۲) پر لکھی ہے: ”لیکن میری مخالفت کے لئے وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی یا من اللہ ہوں جس سے خدا ہم کو کام ہو کر بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور دعویٰ پر بائیس یا پچیس برس گزر جائیں یعنی وہ میعاد گزر جائے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کی میعاد تھی اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے۔“

## حقیقت سے اعراض

اس تحریر کی رو سے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا ۲۲ سال کے اندر اندر قتل یا فوت ہو جانا ضروری ہے۔ چنانچہ میاں صاحب نے یکم مارچ ۱۹۳۳ء کو دعویٰ مصلح موعود کیا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو ۲۲ سال کی معینہ مدت پوری کرنے سے قبل ہی قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں قریباً ۱۱ سال فالج جس کو مرزا قادیانی نے قہر، غضب الہی، نہایت سخت دکھ کی مار، نہایت سخت بلا اور آفات قرار دیا تھا۔

(حقیقت الوحی ص ۲۳۳، انجام آتھم ص ۶۶، ۶۷)

اس کا شکار ہونے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پس ان حقائق اور واقعات کے ہوتے ہوئے بھی اگر جماعت احمدیہ ربوہ حقیقت سے اغماض کرتی رہی اور میاں صاحب کی اذیت ناک مرض اور اس کے عبرت ناک انجام سے توضیح المرام نہ ہو اور آپ کے وجود الناس بھی ازالہ اوہام نہ کر سکے اور آپ لوگوں نے اپنی حماقت غلطی کے ازالہ کی کوئی سعی نہ کی۔ خدا کے چونکا دینے والے نشان بھی آپ کے لئے تریاق القلوب ثابت نہ ہوئے اور آپ بدستور غشاوۃ بھر و قراڈان اور زلیخ نظر کے عوارض میں مبتلا رہنے کو کشف عطاء پر ترجیح دیتے رہے تو آپ عادا اور محمود کی طرح صفحہ تاریخ سے محو ہو جائیں گے۔

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

(مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء)

اب اس کے بعد آپ کو ایک محرم راز سابق مخلص محمد یوسف نازی کی جھٹی تمبرک کے طور پر پیش خدمت کر رہا ہوں۔ تاکہ مصلح موعود کے ہلکے سے کردار سے بھی روشناس ہو سکیں۔ ہدیہ ناظرین ہے۔

مرزا محمود کے ایک سابق مخلص مرید کی سیر روحانی نمبر ۱

ایک مرتبہ جب کہ میاں صاحب چاقو لگنے کی وجہ سے شدید زخمی ہو گئے تھے۔ اس کے چند دن بعد مجھے ربوہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے سامنے مرزا صاحب کے مریدان باصفا ایک جم غفیر ہے۔ ہر شخص کے چہرے پر اضطراب کی جھلکیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے پیر کے دیدار کی ایک معمولی سی جھلک ان کے دل کو اطمینان بخش دے گی۔

پرائیویٹ سیکرٹری کے حکم کے مطابق کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی تھیں۔ یعنی ہر شخص کی الگ الگ چار جگہوں پر جامہ تلاشی لی جاتی تھی اور اس امر کی تاکید کی جاتی تھی کہ حضرت اقدس

کے قریب پہنچ کر نہایت آسکلی سے السلام علیکم کہا جائے اور پھر یہ کہ اس کے جواب کا منتظر نہ رہا جائے۔ بلکہ فوراً دوسرے دروازے سے نکل کر باہر آ چلیا جائے۔ میں خود ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔ مگر ان بندہ شوں نے کچھ آزدہ سا کمد یا اور میں واپس چلا گیا۔ چنانچہ پھر دو بجے بعد از دوپہر دوبارہ حاضر ہوا۔ شیخ عبدالحق جو ان کے ذاتی دفتر کا ایک رکن ہے اس سے اطلاع کے لئے کہا۔ حضرت اقدس نے خاکسار کو شرف باریابی بخشا۔ اس وقت گنگو جو ایک مرید (میرے) اور ایک پیر (مرزا محمود) کے درمیان تھی۔ ہدیہ تاثرین کرتا ہوں۔

میں نے نہایت بے تکلیف سے کام لیتے ہوئے حضور سے دریافت کیا۔ آج کل تو آپ سے ملنا بھی کاردار ہے۔ فرمایا! وہ کیسے؟

عرض کیا کہ چار چار جگہ جامہ تلاشی لی جاتی ہے۔ تب جا کر آپ تک رسائی ہوتی ہے۔ اس کے جواب میں میرے عضو مخصوص کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جامہ تلاشی کہاں ہوئی کہ جس مخصوص ہتھیار سے تمہیں کام لینا ہے وہ تو تم ان احتیاطی تدابیر کے باوجود اپنے ساتھ اندلے آئے ہو۔ اس حاضر جوابی کا بھلا میرے پاس کیا جواب ہو سکتا تھا۔ میں خاموش ہو گیا۔ ..... ایک بات جو میرے لئے معنہ بن گئی وہ یہ تھی کہ سنا تو یہ کیا تھا کہ چار پائی سے مل نہیں سکتے۔ حتیٰ کہ سلام کا جواب بھی نہیں دے سکتے تھے۔ مگر وہ میرے سامنے اس طرح کھڑے تھے۔ جیسے انہیں قطعی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ میں میاں صاحب کی خدمت میں التماس کر دیا کہ اگر وہ اس بات کو جھٹلانے کی ہمت رکھتے ہیں تو حلف مؤکد بعد اب اٹھائیں اور میں بھی اٹھاتا ہوں۔ ایم یوسف ناز!

رہوہ کا نظام حکومت

اب میں خلیفہ صاحب کی تقاریر اور خطبات کے اقتباسات کی روشنی میں خلافتی حکومت کا تفصیل خاکہ بیان کرتا ہوں۔

حاکم اعلیٰ

ریاست میں حکومت اس نیابتی فرد کا نام ہے جس کو لوگ اپنے مشترکہ حقوق کی نگرانی سپرد کرتے ہیں۔

(افضل مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

خلیفہ کا یہ مذہب ہے کہ کوئی آدمی بھی خواہ وہ حق پر ہو خلیفہ وقت پر سچا اعتراض بھی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ اعتراض کرے تو وہ دوزخی اور ناری ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”جس مقام پر ان کو کھڑا کیا جاتا ہے اس کی عزت کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنے والے ٹھوکر سے بچ نہیں سکتے۔“

(افضل مورخہ ۸ جون ۱۹۳۶ء)

”وہ مجھ پر سچا اعتراض کرنے والا خدا کی لعنت سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرے گا۔“  
(الفضل مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۳۸ء)

مقتضیٰ یعنی مجلس شوریٰ

مقتضیٰ کو خلیفہ ربوہ کے نظام میں مجلس مشاورت کہا جاتا ہے۔ یہ بھی دیگر محکموں کی طرح کلیتہً خلیفہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس مجلس کے فیصلہ جات اس وقت تک جاری نہیں ہوتے جب تک خلیفہ منظوری نہ دے دے اور وہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے واجب التعلیل نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ اپنی ریاست کے ہر محکمہ پر خلیفہ خود نگرانی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا قول ملاحظہ فرمادیں۔

”تمام محکموں پر خلیفہ کی نگرانی ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء)

”اسے یہ حق ہے (یعنی خلیفہ کو) کہ جب چاہے جس امر میں چاہے مشورہ طلب کرے۔ لیکن اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ مشورہ لے کر رد کر دے۔“

(الفضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

خلیفہ کا مجلس شوریٰ پر کلی اختیار

مجلس مشاورت کے ممبروں کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ اس میں دو قسم کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ نمائندے جن کو جماعتیں منتخب کرتی ہیں۔ لیکن ان کی منظور بھی خلیفہ صاحب ہی دیتے ہیں۔ خلیفہ کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ جماعتوں کے چنے ہوئے نمائندے میں جن کو خلیفہ مجلس مشاورت کا ممبر بنا سکتا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس نمائندہ پر کوئی اعتراض کر سکے۔ مجلس مشاورت کے اجلاس میں کوئی شخص بھی خلیفہ کی اجازت کے بغیر تقریر نہیں کر سکتا اور نہ وہ بغیر منظوری حاصل کئے مجلس سے باہر جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں خلیفہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

”پارلیمنٹوں میں تو وزراء کو وہ جھاڑیں پڑتی ہیں جن کی حد نہیں..... یہاں تو میں روکنے والا ہوں..... گالی گلوچ کو سیکر روکتا ہے۔ سخت تنقید کو نہیں۔“  
(الفضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

خلیفہ صاحب کو یہ کلی اختیار ہے کہ جماعتوں کے منتخب شدہ ممبروں کو جسے چاہے بولنے کا موقعہ دیں اور جسے چاہیں ان کے حق سے بالکل محروم کر دیں۔ اس مجلس کا انعقاد سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور تمام آمد سال کی پالیسی کو زیر غور لایا جاتا ہے اور بجٹ کی منظوری کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بجٹ منظور کئے بغیر ہی خلیفہ صاحب یہ فرمادیا کرتے ہیں کہ میں

خود ہی بجٹ پر غور کر کے منظوری دے دوں گا۔ ان امور سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مجلس شوریٰ کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ یہ صرف دکھا دینے کے لئے ڈھانچہ ہے۔

### انتظامیہ

اس کے بعد میں خلیفہ کی انتظامیہ کے متعلق کچھ عرض کروں گا اور یہاں یہی ہے کہ خلیفہ کے حوالہ ہی من وعن نقل کر دیئے جائیں۔ جس میں انتظامیہ کی ضرورت، کیفیت اور مابیت کا تفصیلی نقشہ موجود ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ”تیسری بات اس تنظیم کے لئے یہ ضروری ہوگی کہ اس کے مرکزی کام کو مختلف ڈیپارٹمنٹوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے جس طرح کہ گورنمنٹوں کے محکمے ہوتے ہیں۔ سیکرٹری شپ کا طریق نہ ہو۔ بلکہ وزراء کا طریق ہو۔ ہر ایک صیغہ کا ایک انچارج ہو۔“

اس انتظامیہ کو نظارت کہا جاتا ہے اور ہر وزیر کو ناظر اور ان کی نامزدگی خلیفہ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ”ناظر ہمیشہ میں نامزد کرتا ہوں۔“

(افضل مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء)

### خلیفہ صاحب کا آخری سپریم کورٹ

یہ نظارت اپنے سارے کام خلیفہ کی نیابت میں سرانجام دیتی ہے۔ ہر فیصلہ کی اپیل خلیفہ سنتے ہیں اور انہیں کا آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ اپنے قواعد و ضوابط خلیفہ کی منظوری کے بغیر تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کے فیصلوں کی تمام ذمہ داری خلیفہ پر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ نظارت خلیفہ کی نمائندہ ہوتی ہے۔ خلیفہ خود ہی فرماتے ہیں: ”صدر انجمن جو کچھ کرتی ہے چونکہ وہ خلیفہ کے ماتحت ہے اس لئے خلیفہ بھی اس کا ذمہ دار ہے۔“

(افضل مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

اس نظارت کو بھی خلیفہ کی برائے نام نمائندگی کا حق ہے۔ عملاً خلیفہ کی حیثیت ایک آمر مطلق کی ہے۔ خلیفہ خود ہی فرماتے ہیں: ”ناظر یعنی (وزراء) بعض دفعہ چلا اٹھتے ہیں کہ ہمارے کام میں رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔“

(افضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

### صدر انجمن احمدیہ

ہر صوبہ میں ایک انجمن ہوتی ہے۔ یہ انجمن اضلاع انجمنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ضلع کی انجمن تحصیلوں کی انجمن پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کی حد بندی صدر انجمن متعلقہ انجمنوں کے مشورہ کے بعد کرتی ہے۔

(افضل مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

## اغراض

اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں وہ سب کام شامل ہیں جو خلفاء سلسلہ کی طرف سے سپرد کئے جاتے ہیں یا آئندہ کئے جاویں۔

## اراکین

تمام سینہ جات سلسلہ کے ناظر اور تمام اصحاب جنہیں خلیفہ وقت کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کا زائد ممبر مقرر کیا جائے۔ ناظر سے مراد سلسلہ کے ہر مرکزی سینہ کا وہ افسر اعلیٰ ہے جسے خلیفہ وقت نے ناظر کے نام سے مقرر کیا ہے۔  
تقرر، علیحدگی ممبران صدر انجمن احمدیہ

خلیفہ وقت کے حکم کے ماتحت ممبران صدر انجمن احمدیہ کا تقرر اور علیحدگی عمل میں آتی ہے۔

## ربوہ اسٹیٹ کا اجمالی نقشہ

اس وقت ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کی جو نظارتیں قائم ہیں ان کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے:

## ۱..... ناظر اعلیٰ

ناظر اعلیٰ سے مراد وہ ناظر ہے جس کے سپرد تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہو۔ وہ خلیفہ اور دیگر ناظروں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ عموماً ناظر اعلیٰ اس شخص کو مقرر کرتے ہیں جس میں ذاتی رائے کا مادہ مفقود ہو اور خلیفہ صاحب کے ہر جائز و ناجائز حکم پر سرخ تسلیم کرے اور جو قابلیت اور عیلت کے لحاظ سے بہت ہی کم ہو۔

## نمونہ عکسی فارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

از: دفتر امور عامہ (ہوم سیکرٹری) جماعت احمدیہ قادیان

## ۲..... ناظر امور عامہ (ہوم سیکرٹری)

(وزیر) داخلہ ان کے سپرد مقدمات فوجداری کی سماعت، سزاؤں کی تنفیذ، پولیس اور حکومت سے روابط قائم کرنے کا کام ہے۔



## ۳..... ناظر امور خارجہ

(وزیر خارجہ) کے ماتحت سیاسی کٹہہ جوڑ کر اور اندرون ملک اور بیرون ملک کی کاروائیوں پر کڑی نگاہ رکھنا ہے۔

- ۴..... ناظر نیافت ..... وزیر خوراک۔  
 ۵..... ناظر تجارت ..... وزیر تجارت۔  
 ۶..... ناظر حفاظت مرکز ..... وزیر دفاع (پولیس و فوج کا کنٹرول) اور راولہ قادیان (اٹلیا) کی حفاظت کا بندوبست۔  
 ۷..... ناظر صنعت ..... وزیر صنعت۔  
 ۸..... ناظر تعلیم ..... وزیر تعلیم۔  
 ۹..... ناظر اصلاح و ارشاد ..... وزیر پراپیگنڈہ و مواصلات۔  
 ۱۰..... ناظر بیت المال ..... وزیر مال۔  
 ۱۱..... نظارت قانون ..... وزیر مقانون۔  
 ۱۲..... ناظر زراعت ..... وزیر زراعت۔

## ہر فیصلہ پر خلیفہ کی منظوری، اختیارات و فرائض ناظران

ناظران کے اختیارات و فرائض خلیفہ صاحب کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بھی خلیفہ مقرر کرتے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کے تمام فرائض وہی ہیں جو خلیفہ صاحب کی طرف سے تفویض ہیں۔ جنہیں وہ خلیفہ کی قائم مقامی کے طور پر ادا کرتی ہے۔ بجٹ خلیفہ کی منظوری سے طے اور ان کی منظوری سے ہی جاری ہوتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کے تمام فیصلہ جات خلیفہ کے دستخطوں کا بغیر نافذ نہیں ہو سکتے اور قواعد اساسی اور ان کے متعلق نوٹوں میں تفسیر و تبدل صرف خلیفہ کی منظوری سے ہو سکتا ہے اور خلیفہ کے تجویز کردہ قواعد و ضوابط میں صدر انجمن احمدیہ تبدیلی نہیں کر سکتی۔ صدر انجمن احمدیہ کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ ایسا قاعدہ یا حکم جاری کرے جو خلیفہ کے کسی حکم کے خلاف ہو یا خلیفہ کی مقرر کردہ پالیسی میں کوئی تبدیلی آتی ہو۔ ناظروں کی تقرری و برطرفی خلیفہ کے اختیار میں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کو سلسلہ کی جائیداد وغیرہ منقولہ کی فروخت، ہبہ، رہن، تبدیل کرنے کا بغیر منظوری خلیفہ ربوہ اختیار نہیں اور خلیفہ ہی ناظر اعلیٰ کا قائم مقام مقرر کرتا ہے اور وہ تمام مینوں کے کام کی ہفتہ واری رپورٹ خلیفہ کو پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ناظر اعلیٰ کا فرض ہے کہ خلیفہ کی تحریری و تقریری ہدایت کے علاوہ ان کے تمام خطبات و تقاریروں وغیرہ

میں جو احکام صادر ہوں ان کی تعمیل کروائے۔ اسی طریقے سے یہ خلیفہ کی طرف سے بیرونی جماعتوں کو ہدایت ہے کہ جب کوئی ناظر کسی جماعت میں جائے تو یہ جماعت کا فرض ہے کہ اس کا استقبال کرے اور اس کا مناسب اعزاز کرے۔

مذکورہ بالا تمام کوائف قواعد صدر انجمن احمدیہ طبع شدہ لئے گئے ہیں۔

### تقرر قاضیاں اور فیصلہ جات کی نقول عدلیہ

انتظامیہ کے علاوہ ریاست ربوہ میں عدلیہ بھی قائم ہے۔ خلیفہ خود آخری عدالت ہیں۔ وہی ناظم قضا مقرر کرتے ہیں جب چاہیں اس کو معزول کر سکتے ہیں۔ قضا کے جج، خلیفہ صاحب مقرر کرتے ہیں۔

### خلیفہ صاحب کا اپنا اعلان ملاحظہ ہو

”احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولوی ظفر محمد صاحب کی جگہ مولوی ظہور حسن صاحب کو شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی جگہ صوفی غلام محمد سابق مبلغ ماریش کو اور مزید بابوا کبر علی صاحب کو مرکزی دارالقضاء کا قاضی مقرر فرمایا ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۷ء)

خلیفہ جب چاہیں مقدمہ کی مسئلہ اپنے ملاحظہ کے لئے طلب کر سکتے ہیں۔ جس قاضی کو چاہیں۔ مقدمہ سننے کا نااہل قرار دے کر برطرف کر سکتے ہیں۔ مقدمات میں جو وکیل پیش ہوتے ہیں۔ انہیں ناظم قضا، باقاعدہ اجازت نامہ دیتا ہے۔ اس کے بغیر وہ قاضیوں کے سامنے مقدمہ کی وکالت کے لئے پیش نہیں ہو سکتے۔ فیصلوں کی نقول دی جاتی ہیں اور نقل کی اجرت لی جاتی ہے جس کی آمدنی بیت المال میں جمع کی جاتی ہے۔

ناظم قضا کا ایک خط بغرض حصول نقول مقدمہ ملاحظہ ہو۔

مکرم بابو عبدالرزاق صاحب ٹیلیفون اپریٹر!

السلام علیکم! آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مقدمہ مقبول بیگم صاحب بنام بابو عبدالرزاق صاحب ٹیلیفون اپریٹر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ نقل فیصلہ منگوائیں۔ نقول کے لئے موازی آٹھ آنے کے ٹکٹ ارسال کریں۔  
دستخط: ناظم قضا سلسلہ احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

از: دفتر ناظم احمدیہ دارالقضاء

مکرمی مرزا مظفر احمد صاحب شفا میڈیکل بالمقابل میوہسپتال نسبت روڈ، لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بمطالعہ عبد اللہ خان صاحب از آنکرم..... آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زیر ہدایت نمبر ۶۳ بوجہ عدم حیردی دعویٰ خارج کیا گیا ہے۔ مدعی ایک ماہ تک درخواست منسوخی فیصلہ یکطرفہ دے سکتا ہے۔ نوٹ:

الف..... واضح رہے کہ جس تاریخ کو آپ یہ چٹھی وصول فرمائیں گے۔ اس تاریخ سے اپیل کے دن شمار ہوں گے۔

ب..... دفتر ہذا کے نقل فیصلہ دینے میں جو ایام صرف ہوں وہ میعاد اپیل میں شمار نہ ہوں گے۔

ج..... نقل فیصلہ ۱۱ آنے مع خرچہ جبری ارسال فرما کر آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

موری ۸ ستمبر ۱۹۵۱ء

دستخط: ناظم احمدی دارالقضاء (ربوہ) ضلع جھنگ (پاکستان)

نوٹ

۱..... پتہ پر کسی افسر کا نام نہ لکھیں۔

۲..... جواب دیتے وقت اپنا صحیح پتہ اور اس چٹھی کا نمبر اور تاریخ ضرور لکھیں۔

روانگی ذات دفتر قضا ۱۱۳۸، موری ۱۰ ستمبر ۱۹۵۱ء

نوٹس اور ڈگریوں کا اجراء

محکمہ قضاء نوٹس بھی دیتا ہے۔ ڈگریوں کا اجراء بھی باقاعدہ کیا جاتا ہے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ صاحب اور خلیفہ کا خاندان قضا کے تمام فیصلوں سے بالاتر ہے۔ قضا کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کے خلاف کوئی ڈگری دے کر اس کا اجراء بھی کروا سکیں۔ اگر کوئی بد نصیب احمدی قضا میں اس شاہی خاندان کے خلاف مقدمہ دائر بھی کر دے تو مدعی کے تمام ثبوت بدرجہ اتم واکمل بہم پہنچانے کے باوجود قاضی کو یہ جرأت نہیں کہ ان کے خلاف کسی قسم کا فیصلہ کر سکے۔ اگر فیصلہ کر بھی دے تو قضا کا قانون فیصلہ کے اجراء کے لئے بے بس ہو جاتا ہے اور قاضی مدعی کے دل کو تشفی دینے کے لئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ متاجز ادگان کی مالی حالت بہت خراب ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو یہ فیصلہ غیر معین عرصہ کے لئے التواء میں رکھ دیا جاوے۔ اگر مدعی زیادہ اصرار کرے تو قاضی صاحب یہ فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں کہ مدعا علیہ صاحبزادہ کی مالی حالت دگرگوں ہے۔ اس وجہ سے وہ ایک روپیہ ماہوار مدعی کو دیں گے۔ خواہ مدعی نے ہزاروں روپیہ لینے ہوں۔

## سمن جاری کرنا زیر آؤر نمبر ۶۲

ریاست ربوہ کے ناظم قضاء سمن جاری کرنے کا مجاز ہے اور جو سمن جاری کئے جاتے ہیں اور غیر حاضری کی صورت میں زیر آؤر نمبر ۶۲ یکطرفہ سماعت کی جاسکتی ہے۔ حسب ذیل سمن جاری کردہ ملاحظہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ !

وَعَلٰی عَیْدِهِ، الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ !

از دفتر ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

کمری!

نقل عرضی دعویٰ متجانب..... دعویٰ بابت..... آپ کو برائے جوابدہی بذریعہ رجسٹری ارسال ہے۔ آپ اس دعویٰ کا جواب دفتر ہذا میں..... تک ارسال کریں۔ مقررہ تاریخ تک آپ کی طرف سے تحریری جواب موصول ہونا ضروری امر ہے اور ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء بوقت دس بجے صبح ربوہ راستہ چنیوٹ ضلع جھنگ تشریف لادیں۔ غیر حاضری کی صورت میں زیر آؤر نمبر ۶۲ یکطرفہ سماعت کی جاسکتی ہے۔

ناظم دارالقضاء!

۲۳ جون ۱۹۳۹ء دستخط ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ!

محمد عدلیہ یکطرفہ اور ضابطہ کی کارروائیاں کرنے کا مجاز ہے۔ مثال ملاحظہ ہو۔ نوٹس بنام شیخ منظور احمد، دہلی مستری بدرالدین معمار ساکن ٹھکانہ بنام شیخ منظور احمد ولد شیخ محمد حسین مرحوم، دعویٰ اجرا ڈگری مبلغ خیمہ روپے و ڈا آنے مقدمہ مندرجہ عنوان میں لوکل قضاء ۴ اگست ۱۹۳۳ء کو آپ سے برخلاف یکطرفہ ڈگری ۲۵ روپے آنے کی دی ہے۔ عدلی نے امور عامہ میں اجرائے ڈگری کی درخواست ۴ اگست ۱۹۳۳ء کو دی..... لہذا آپ کو بذریعہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ مندرجہ بالا ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء تک دفتر امور عامہ میں جمع کرا دیں تو بہتر ورنہ آپ کے خلاف ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔ (افضل مورے ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء)

اب مزید سمن کے بارہ میں سنئے۔ ملک عبدالحمید صاحب ولد غلام حسین صاحب محلہ دارالرحمت قادیان کے خلاف چند مقدمات برائے ڈگری دائر ہیں۔ کئی دفعہ ان کے نام علیحدہ علیحدہ مقدمات میں سمن جاری کئے گئے ہیں۔ مگر وہ جیل سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ چنانچہ مورے یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کو ایک سمن اگلے روز کی حاضری کے لئے جاری کیا گیا اور اس پر ملک عبدالحمید نے عذر کیا کہ میں چندہ یوم کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ لہذا مجبور ہوں۔ اسی پر اسی وقت ان کو اطلاع

سمجھی گئی کہ آپ کو اس سن کی اطلاع یا بی کے بعد باہر جانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس سن کی قلیل واجب ہے۔ اگر واقعی آپ کو کوئی اتنا اشد ضروری کام ہے جو رک نہیں سکتا تو آپ کو لازم ہے کہ درخواست پیش کر کے عدم حاضری کی اجازت حاصل کریں۔ لہذا ان کو بذریعہ اخبار اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر وہ اس اعلان کی تاریخ سے دس روز کے اندر اندر دفتر امور عامہ میں حاضر نہ ہوئے تو سخت نوٹس لیا جائے گا۔  
 باہر امور عامہ! (افضل موری ۹ دسمبر ۱۹۳۳ء)

### فیصلہ

فریقین ہرمہ تاریخ پر حاضر نہیں ہوئے۔ اس لئے زیر دفعہ ذریعہ ہدایت نمبر ۶۲ پیج عدم حاضری دعویٰ خارج کیا جاتا ہے۔ ہر ایک ایک ماہ تک درخواست منسوق فیصلہ یکطرفہ دے سکتا ہے۔

موری ۶ ستمبر ۱۹۵۱ء، دستخط: محمد احمد!

تصدیق کیا جاتا ہے کہ قتل بڑا مطابق اصل ہے۔

نمبر ۱۳۵۹ موری ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء، دستخط: الحروف اردو موری ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء

### خالص دینی کلاماتے

افضل لکھتا ہے: ”جماعت احمدیہ خالصتاً ایک غیر سیاسی جماعت ہے اور اس نے حکومت کے صوبائی یا مرکزی رجسٹر میں کسی کوئی دلچسپی نہیں لی اور نہ کسی سیاسی معاملہ میں دخل دیا ہے۔ ظالم شاہ القصبہ اصل جماعت کا جزو آئین ہے کہ قاتلہ باجمہ شیعہ حکومت کے ساتھ نہ صرف وفاداری کی جائے۔ بلکہ ”تعلوخوا علی الیوم والفقوی“ کے قرآنی اصول کے مطابق اس کی حمایت کی جائے۔ جماعت کے اس اصول سے تمام دنیا واقف ہے اور گواہ ہے کہ جماعت ہمیشہ اس کی پابند رہی ہے۔“  
 (افضل موری ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۹ء)

خالص دینی جماعت کے کارناموں کے حلق مختلف سیاسی اغراض پر فریج کی گئی رقبوں، گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ اور غیہ مضامین وغیرہ ان کی تفصیل امور عامہ کے منتسب فریج محمد صادق صاحب شبنم پریزیڈنٹ نیشنل لیگ قادیان و دیگر فریج آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی زبانی سنئے۔

### قبرستان عید گاہ

۱..... چوہدری فتح محمد سیال نے آپ کے ایماء سے مجھے اصرار یوں پر جب کہ وہ شروع شروع میں قبرستان عید گاہ کے حلق چھلانے لگے تھے۔ قاتلانہ حملے کی ترغیب دی جو کہ بالکل ایک

غیر شرعی فعل تھا۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ چوہدری صاحب موصوف نے ایسی ترغیب مجھے دی تھی۔ لیکن مجھے اس کے لئے آمادہ نہ پا کر مزید زور نہ دیا۔ اس وقت میں پیاس کی ذاتی حماقت سمجھتا تھا۔ لیکن آپ کے باقی حلات اور خیالات کا اندازہ کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ممکن نہیں کہ چوہدری صاحب آپ کے مشورہ یا ایملے کے بغیر اس قدر دلیرانہ قدم اٹھاتے۔

۲..... لاہور میں مجھے سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ مقرر کر کے بھیجے وقت آپ نے جو احکام دیئے تھے ان میں سے خاص کر ایک حکم قابل اظہار ہے۔ آپ نے ایک ہزار روپیہ خاص کام کے لئے دیا تھا کہ شیخ بشیر احمد کے حوالہ کردو اور اس کو کہہ دو کہ اس میں سے مبلغ یکھصد روپیہ فی الفور اختر علی آف زمیندار کے سپرد کردیں اور بعد میں ان کو جس قدر رقم کی ضرورت ہو وہ سہ دیا کریں۔ اختر علی اور اس کا باپ سلسلہ اور مسیح موعود کے دشمن ہیں۔ حضور (مرزا قادیانی) کو نعوذ باللہ و جال، عیاش، شراب خور وغیرہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آپ ان کے پراپیگنڈہ کے لئے مومنوں سے حاصل کردہ چندہ میں سے زرِ خطیر عنایت کرتے ہیں۔ یہ سہ آپ کی ایمانی غیرت اور مومنانہ شان؟ اللہ پناہ دے۔

۳..... آپ ہمیشہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے گورنمنٹ کو کبھی دھوکہ نہیں دیا اور نہ ہی گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات کے بارے میں دروغ گوئی کی منافقت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ آپ کا رویہ گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ ہے اور آپ ہمیشہ سے گورنمنٹ کو دفا کے پردے میں نقصان پہنچانے کے کوشاں رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں جو خود میرے مشاہدہ میں آئی ہیں۔

گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ

الف..... نیشنل لیگ کا اجراء ہی آپ نے اس لئے کرایا ہے کہ تاکہ آپ اس طرح گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ مؤثر طریق سے کر سکیں۔ میں نے جب سب سے پہلے قادیان میں نیشنل لیگ کا چارج لیا تو گو آپ نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ نیشنل لیگ کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیں گے۔ لیکن سب سے پہلا جلسہ جو میں نے کیا اس میں ریزولوشن پاس کرانے کے لئے آپ ہی نے یحییٰ خان کے ہاتھ بھجوائے جو کہ ہمیں نقل کردا کر اصلی کاپی آپ کی ہدایت کے مطابق واپس لے گئے۔ کیونکہ آپ کو خطرہ تھا کہ کسی طرح یہ راز افشاء نہ ہو جائے۔ اس کے بعد بھی نیشنل لیگ کی باگ ڈور آپ کے ہی ہاتھ میں رہی۔ نہ پریذیڈنٹ اور نہ سیکرٹری کو اپنے اختیارات استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ آپ جملہ معاملات میں ڈپلومیسی سے کام لیتے رہے۔

## گورنمنٹ کے خلاف اشتہاروں کا طریق

ب..... جب لاہور میں گولی چلی تو جماعت نے احراریوں کے ساتھ گورنمنٹ کے خلاف بھی سخت پراپیگنڈہ شروع کیا۔ چنانچہ بیسیوں اشتہارات لکھوائے گئے جن پر غیر احمدیوں کے دستخط کرا کر اور ان کو اس کا معاوضہ دے کر تمام ہندوستان میں شائع کیا جاتا رہا۔ یہ کام آپ گورنمنٹ کے لئے سیاسی مشکلات پیدا کرنے کی غرض سے کروا رہے تھے۔ ورنہ جن لوگوں کی طرف سے اشتہار شائع کروائے جاتے رہے وہ سلسلہ کے جانی دشمن ہوتے تھے۔

### خفیہ مضامین

ج..... سید ولی اللہ شاہ نے لاہور میں گولی چلنے کے متعلق کئی خلاف واقعہ خفیہ مضمون لکھ کر خفیہ طور پر میرے سامنے شائع کرائے جن میں گورنمنٹ کے خلاف اکسایا جاتا رہا اور ظاہر ہے کہ شاہ صاحب کو آپ ہی نے اس کام کے لئے لاہور میں مامور کیا ہوا تھا۔ بھئی خان خلیفہ کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا۔

### اخبارات کو رقوم دینا

د..... سید ولی اللہ شاہ صاحب نے میرے سامنے سید حبیب آف سیاست، کے بھائی سید عنایت شاہ کو اخبار کی پالیسی خریدنے کے لئے مبلغ ایک سو روپے کا نوٹ پیش کیا دیا تھا۔ حالانکہ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ سیاست نے کئی بار احمدیت کے خلاف شرمناک طور پر قدم اٹھایا۔ سیاست کی پالیسی اسی غرض سے خریدی گئی تھی کہ وہ گورنمنٹ کے لئے شہید گنج کے واقعہ کے موقع پر مشکلات پیدا کرے۔ سید حبیب سیاسی قیدی تھا، گورنمنٹ کا مجرم تھا۔ آپ نے اس کی اعانت کر کے گویا گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ قدم اٹھایا۔

### شہید گنج کے موقع پر گورنمنٹ کے خلاف

ہ..... شہید گنج کے موقع پر ایک طرف تو آپ کے نمائندے لاہور میں پبلک کو گورنمنٹ اور احراریوں کے خلاف جوش دلاتے رہے اور دوسری طرف شیخ بشیر احمد صاحب زرکثیر خرچ کر کے کانگریسی لیڈروں اور اخبار نویسوں کو اپنے مکان پر مدعو کر کے پراپیگنڈہ میں شامل کرتے رہے۔ روپیہ غریب مومنوں اور مفلسوں کا خرچ ہوا اور فائدہ کانگریس کو ہوا۔ آپ نے کانگریس کے نمائندوں کو الوینا کر جواہر لعل نہرو کا استقبال کرایا اور پھر انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خدا نے آپ کو اس شرمناک فعل کا کیسا بدلہ دیا۔

## محسنی مثیلین

..... محسنی کے زمانہ میں مثیلین دیکھنے سے یہ امر مجھ پر اچھی طرح کھل گیا کہ آپ دکھاوے کے طور پر اس طرح کہتے ہیں کہ جماعت میں کسی ایسے معاملے کا فیصلہ نہیں کیا جاتا جس کی قانون اجازت نہ دیتا ہو۔ مسماۃ منشی بنت سلت سنگھ خاکروب نو مسلم کے ساتھ جن دو آدمیوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا اس کی تحقیقات سابق محتسب شیخ محمود احمد عرفانی سے کرائی گئی۔ انہوں نے تحقیقات کے بعد رپورٹ میں یہ وضاحت سے بیان کیا کہ ان دو آدمیوں نے بھی اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس سے جو بچے فلاں فلاں نے اس کے ساتھ ایسا فعل کیا ہے۔ آپ نے ناظر صاحب امور عامہ کو حکم دے کر کہا کہ اس رپورٹ کو دوبارہ لکھوایا جاوے اور اس میں سے زنا کا لفظ کاٹ دیا جائے کہ فلاں فلاں کو منشی کے ساتھ قاتل اعتراض حالت میں دیکھا گیا ہے۔ اس وقت محتسب میں تھا۔ جب ناظر نے مجھے آپ کا حکم سنا دیا تو میں نے کہا جب محل میں زنا کا لفظ بار بار آتا ہے تو محض رپورٹ سے اسے نکالنے کی کیا ضرورت ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب (خلیفہ) نے فرمایا ہے کہ محل کو ہم تلف کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اغوا، چوری، خودکشی کی کوشش وغیرہ کے مقدمات میں امور عامہ میں فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ جن کی تکمیل وقت پر بتادی جاسکے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ضرورت ہوگی۔

## گورنمنٹ سے دھوکہ

ز..... جب احرار نے مہابلہ کا بیچ دیا تھا۔ اس وقت آل انڈیا نیشنل لیگ کو آپ کا حکم ملا تھا کہ قرب و جوار کی جماعتوں کو آدمی بھیجے جائیں اور ان کو تاکید کر دیں کہ فلاں فلاں مضمون کا اعلان جب الفضل میں نکلے تو فوراً قادیان میں خود بخود آ جاؤ تاکہ گورنمنٹ یہ نہ کہہ سکے کہ مرکز نے ان کو بلوایا ہے۔

## افغانستان جرگہ کے ساتھ الحاق

ج..... جب میں آل انڈیا نیشنل لیگ کا سیکرٹری تھا تو مجھے سرحد میں اس لئے بھیجا گیا کہ ایک تو میں پیغام مندرجہ (ز) ان کو سنا دوں تو دوسرے یہ کہ اگر ممکن ہو سکے تو افغان جرگہ اور سرخپوشوں کے ساتھ نیشنل لیگ کا الحاق کرادوں اور ظاہر ہے کہ یہ جماعتیں گورنمنٹ کے خلاف ہیں۔ افغانستان جرگہ خفیہ طور پر اور سرخپوش اعلانیہ۔



## مالی بے اعتدالیوں

تقدیس مآب خلیفہ ربوہ ایک پراسرار شخصیت ہے جس کے چلن کی آلودگی کے بارے میں اس کے اپنے مریدوں کی حلیہ ماکہ بعد اب شہادتیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی مالی بے اعتدالیوں کے متعلق چند نمونہ جات پیش خدمت ہیں کہ خدمت اسلام کا روپیہ کس مقام پر خرچ کیا جاتا ہے۔ پھر خصوصیت سے زکوٰۃ کے روپیہ سے ان عورتوں اور لڑکیوں کی مالی امداد کرتے ہیں جن سے بدکاری کرتے اور کرواتے ہیں۔ یہ پیش کش احمدیہ حقیقت پسند پارٹی مرکزیہ لاہور کی ہے۔ ان کی زبانی سنئے۔

ایک دفعہ ۱۹۲۳ء میں مغرب کو فتح کرنے دوسری دفعہ ۱۹۵۵ء میں اپنے فالج اور بعض دوسری پوشیدہ امراض کا علاج کروانے، ہر دفعہ اپنے ساتھ ہزاروں ہزار روپیہ کا سامان لائے اور کشم سے بچنے کے لئے میسوں حیلے کئے۔ اس سامان میں یورپ کے نوادرات، لندن سے نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے، سوئٹزرلینڈ کے کلاک اور رسٹ واچیں، جرمنی کی استریاں اور سلائی کی مشینیں، ہالینڈ سے لیڈریک اور دیگر مختلف انواع کے چمڑے کے بکس، دمشق سے سونے کے زیورات اور مختلف جگہوں سے مختلف سامان بلکہ موٹریں تک بھی شامل ہیں۔ یہ اس شخص کا حال ہے جس کی متاثر زندگی کا آغاز ۶۰ روپے ماہوار کے وظیفہ سے ہوا۔

## زکوٰۃ کا بے محل استعمال

یہ تو معلوم نہیں کہ خلیفہ صاحب نے خود بھی کبھی زکوٰۃ دی ہے یا نہیں۔ لیکن ایک چیز پر انہیں بڑا اصرار ہے۔ وہ یہ کہ زکوٰۃ کو تمام روپیہ براہ راست ان کی تحویل میں رہے اور وہ اسے جہاں پسند فرمادیں اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کیا کریں اور کوئی شخص حضور سے اس کا حساب نہ پوچھے۔ یہ خاص حق خلافت ہے۔ ذیل کا اعلان پڑھئے۔

”خلیفہ مسیح کے ارشاد کے ماتحت یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کی رقوم محاسب صدر انجمن کے نام نہ بھیجی جایا کریں۔ زکوٰۃ براہ راست خلیفہ وقت کے حضور آئی جائے۔“

(افضل مورخ ۲۵ مئی ۱۹۲۲ء)

یہ صریحاً خلاف شریعت اور خلاف قانون کا ہوا ہے۔ قطعاً خلیفہ صاحب کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ محاسب سے بالا بالا سلسلہ کی بعض رقوم کو وصول کریں۔ اس کے لئے قطعاً کوئی وجہ جواز نہیں۔ سلسلہ کے ایک ایک روپیہ کا حساب ہونا ضروری ہے۔ یہ بددیانتی کی انتہاء ہے کہ ایک شخص اعلان کر دیتا ہے کہ قومی بیت المال سے بالا بالا بعض رقوم جن کے صرف کے متعلق وہ قوم کو

مطمئن کرنے کو تیار بھی نہیں۔ بلکہ مختلف عذرات پیش کر کے ایسا راستہ کھولتا ہے جس میں بددیانتی، غبن اور بعض ناجائز و نادا جب اخراجات کے صریح اور واضح امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ صدر انجمن، محاسب، نظارتیں، وکالتیں، دفاتر سب کیا ہیں؟ ایک نظام کی مختلف کڑیاں اور خلیفہ صاحب کے دست و بازو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے بعض رقوم کو بالابالا منگوانا اور بالابالا صرف کروینا ضروری سمجھا ہے۔ اس چیز نے غبن کا صریح دروازہ ہی نہیں کھولا۔ بلکہ ہم اپنے قطعی اور یقینی علم کی بناء پر جانتے ہیں کہ خلیفہ صاحب کی بہت سی بدکاریوں کا موجب یہ طریق عمل ہوا ہے۔ وہ زکوٰۃ کے روپیہ میں سے ان عورتوں اور لڑکیوں کی مالی امداد کرتے ہیں جن سے بدکاری کرتے اور کرواتے ہیں اور اسی روپیہ کی وجہ سے وہ اپنے بہت سے جرائم پر پردہ ڈالنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

مسح موعود اور خلیفہ المسح اول کا طریق عمل سب کے سامنے ہے۔ انہوں نے زکوٰۃ فنڈ کے متعلق وہ طریق نہیں۔ اختیار کیا جو خلیفہ کر رہے ہیں پچیس سے تیس ہزار روپیہ سالانہ زکوٰۃ ہوتا ہے۔ یہ پوری کی پوری رقم خلیفہ سلسلہ بیت المال کے احتساب سے بالابالا صرف کروچتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس میں معتد بہ رقم ان کی دھاندلیوں، بے راہ رویوں اور بدکاریوں پر خرچ ہو جاتی ہے۔ غریب بے نوا، بے سہارا، چند پیسوں کی خاطر عصمتیں لٹوانے والے کہاں نہیں مل جاتے۔ یہ گروہ خلیفہ صاحب اس رقم کی امداد سے اپنے گرد مہیا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کی رقم کا کثیر حصہ ان داشتادوں کے معاشرے پر صرف ہو جاتا ہے۔ ہم بڑے دردمند دل سے ان کی خدمت میں بھی گزارش کرتے ہیں کہ خدا کے لئے اس طریق کو چھوڑ دیں۔ تا مریض معاصی سنبھل جائے اور تا انہیں اپنی سیاہ کاریوں سے بچنے کے لئے یہ بہت بڑا سہارا مل جائے اور قوم سے بھی کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ صاحب کو اس طرز عمل کے بدلے پر مجبور کرے اور دیکھ لے کہ اس کے زکوٰۃ کے روپیہ کا مصرف کیا ہے۔

خلیفہ ربوہ کی فوجی تنظیم

خلیفہ نے اپنی ریاست کے دفاع کے کام کو تکمیل دینے کے لئے فوجی نظام کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ایک جھوٹی روایا کا سہارا لے کر جماعتوں کو یہ حکم دیا کہ ٹیری ٹوریل فورس (Terri Torial Force) میں احمدیوں کو بھرتی ہونا چاہئے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ کام فوجی نظام آئندہ جماعت کے لئے بہت برکتوں کا موجب ہوگا۔

(الفضل مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

جماعت کے نوجوان طبقہ کو بار بار یہ تحریک کی جاتی ہے: ”احمدی نوجوانوں کو چاہئے کہ ان سے جو بھی شہری ٹیری ٹوریل فورس میں شامل ہو سکتے ہیں ہو کر فوجی تربیت حاصل کریں۔“  
(الفضل مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۳۹ء)

اس کے بعد اپنی مستقل فوجی تنظیم ضروری قرار دی گئی۔ جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء سے قادیان میں فوجی سکھلائی کے لئے ایک کلاس کھولی جائے گی۔ جس میں ہیردنی جماعتوں کے نوجوانوں کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔

”ہندوستان میں حالات جس سرعت کے ساتھ تغیر پذیر ہو رہے ہیں۔ ان کا تقاضا ہے کہ مسلمان جلد سے جلد اپنی فوجی تنظیم کی طرف متوجہ ہوں اور خاص کر جماعت احمدیہ ایک لمحہ کے لئے بھی توقف نہ کرے اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہر مقام کے نوجوان پہلے خود فوجی سکھلائی کریں اور پھر اپنے مقام پر دوسرے نوجوانوں کو سکھلائیں۔ ان کی ایسی تنظیم کریں کہ ضرورت کے وقت مفید ثابت ہو سکیں۔“  
(الفضل مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۲ء)

### احمدیہ کور کی سرپرستی

”صدر انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ انجمن کے تمام کارکن والیفر کور کے ممبر ہوں گے اور مہینہ میں کم سے کم ایک دن اپنے فرائض منصبی کور کی دروی میں ادا کریں گے۔ نیز دہری جماعتوں کے امراء پریذیڈنٹ بحیثیت عہدہ مقامی کور کے افسر اعلیٰ ہوں گے۔ ہر مقام کی احمدی جماعتوں کو اپنے ہاں کور کی بھی بھرتی لازمی ہوگی۔ جہاں کور کے ایک سے تین دستے ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک سات آدمیوں پر مشتمل ہوگا۔ وہاں ہر دستہ کا ایک افسر دستہ مقرر ہوگا اور جہاں چار دستے ہوں گے وہاں ایک پلٹون سمجھی جائے گی۔ جس پر ایک افسر دستہ کے علاوہ ایک افسر پلٹون بھی ہوگا اور ایک نائب افسر پلٹون مقرر کیا جائے گا۔ جہاں چار پلٹونیں ہوں گی۔ وہاں پلٹونوں کے مذکورہ بالا افسروں کے علاوہ ایک افسر کمپنی اور ایک نائب افسر کمپنی بنادیا جائے گا۔ حضرت امیر المؤمنین نے احمدیہ کور کو اپنی سرپرستی کے فخر سے بھی سرفراز کرنا بھی منظور فرمایا ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۲ء)

”حضور کا خطا ارشاد سے اس تحریک کو نہایت باقاعدگی اور عمدگی کے ساتھ چلانے کا

(الفضل مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

تھا۔“

”یکم ستمبر صبح سات بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں احمدیہ کور ٹریننگ کلاس کا

آغاز ریگرنی حضرت صاحبزادہ کمیشن مرزا شریف صاحب ہوا۔“ (الفضل مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

## سربراہ کی اسلامی فوجی طریق سے

یہ فوج علاوہ دوسرے کاموں کے اپنے سربراہ کی اسلامی بھی اتارا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا شریف احمد تاظم احمد یہ کور کو بذریعہ تاریخ موصول ہوئی کہ خلیفہ کا حکم مکتوب ۱۹۳۲ء ص ۱۰ اپنے بچے یا تین بچے ہندو پھر تشریف فرما دارالامان ہوں گے۔ احمد یہ کو ہنگامہ کتان صدائے نغم احمد یہ اور بہت سے دیگر افراد حسب الحکم میاں شریف احمد کو کی وروی میں ملیں ہو کر ہائی سکول کی گراؤڈ میں جمع ہو گئے۔ جہاں سے مارچ کرنا کر پٹالہ والی سڑک پر کھڑے کر دیئے گئے۔ خلیفہ صاحب تشریف لائے۔ فوج نے فوجی طریقہ پر سلامی اتاری۔

”حضور نے ہاتھ کے اشارے سے فوجی سلام کا جواب دیا۔“

(افضل موریہ ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

”اس فوج کا اپنا خاص پرچم تھا جو بزرگ کے کپڑے کا تھا۔ اس پر منارۃ المسبح ہوا، ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف عہد اللہ لکھا ہوا تھا جو اس فوج کا اصلی نام تھا۔ یہی وہ فوج ہے جو کیمپنگ کے لئے دریائے بیاس کے کنارے بھیجی گئی تھی۔“

(افضل موریہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

خلیفہ صاحب کی خاص محفل

دریائے بیاس کے کنارے کا ذکر آنے کے ساتھ ہی خلیفہ کی وہ تمام رنگین محفلوں کی یاد دل میں چٹکیاں لینا شروع کر دیتی ہیں جہاں نامحرم لڑکیوں کے حمرٹ میں خلیفہ صاحب عیش و طرب کی آغوش میں جموے لے جھولا کرتے تھے۔ اگر دریائے بیاس کے کنارے پر خلیفہ صاحب کی ایک منٹ کی خاص محفل کی عظمت و تارکی کو تیرہ سو صدی کے نور پر پھیلا یا جائے تو تمام نور کا نور ہو جائے گا۔

## جبری بھرتی

خلیفہ صاحب نے اس فوج کے لئے جبری بھرتی کا اصول اختیار کیا تھا۔ ”میں ایک دفعہ امور عامہ کو توجہ دلاتا ہوں..... کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے لے کر پچیس سال کی عمر تک کے تمام نوجوانوں کو اس میں جبری طور پر بھرتی کیا جاوے۔“

(افضل موریہ ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

## کمانڈر انچیف اور وزارت

یہی وہ فوج ہے جس کے نوجوانوں نے سر ڈیگلکس بینک کو جو اس وقت پنجاب

ہائیکورٹ کے چیف جسٹس تھے قادیان میں ہاوردی والظفر کور نے سلامی دی تھی۔

(الفضل مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء)

اور اسی طرح لاہور جا کر پنڈت جواہر لال نہرو کو سلامی دی گئی۔ شروع میں ناظر صاحب امور عامہ اس فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔ لیکن جلد ہی خلیفہ نے ان کو برطرف کرتے ہوئے کہا: ”کمانڈر انچیف اور وزارت کا عہدہ کبھی اکٹھا نہیں ہوا۔“ (الفضل مورخہ ۵ اپریل ۱۹۳۳ء)

خلیفہ صاحب کو اپنی اس فوجی تنظیم پر اتنا ناز اور فخر تھا کہ ایک دفعہ الفضل نے یہ لکھا کہ ”حضور نے احمدیہ کوری جو سکیم آج سے تقریباً پانچ سال پہلے تجویز فرمائی تھی۔ اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عام اقوام تو اگ رہیں۔ اس وقت بعض بڑی بڑی حکومتیں بھی اپنی قوت مدافعت میں اضافہ کرنے کے لئے بعض ایسے احکام نافذ کر رہی ہیں کہ جو اس تحریک کے اجراء ہیں۔“

**مطلق العنان بادشاہ کا ہلالی پرچم**

اگر خلیفہ صاحب کا مطمح نظر اور مدعا محض اشاعت اسلام تھا تو اس مقدس و مطہر مقصد کے لئے اشاعتی ادارے قائم ہوتے نہ کہ عسکری تربیت پر روپیہ خرچ کیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کے ذہن میں مطلق العنان بادشاہ کی آرزو میں انگڑائیاں لے رہی تھیں۔ اشاعت اسلام کا نعرہ محض ایک فریب اور دھوکہ تھا۔ یہ تو صرف عوام کا لالچام سے روپیہ وصول کرنے کا طریق تھا۔ اسلام کے مقدس اور پیارے نام پر حاصل کیا ہوا روپیہ آتش ہوس کو بجھانے کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔ یہ عسکری نظام خلیفہ صاحب کے سیاسی عزائم کی ہی عکاسی نہیں کرتا بلکہ ان کی نیت اور ناپاک ارادوں کو بھی طشت ازبام کرتا ہے۔ اپنے فوجی مقاصد کے حصول کے لئے خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا ایک باقاعدہ ہلالی پرچم بنایا گیا۔ اس کے متعلق خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”خدام احمدیہ ہیں داخل ہونا اور اس کے مقررہ قواعد کے ماتحت کام کرنا ایک اسلامی فوج تیار کرتا ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۹ء)

یہ تنظیم مع پرچم اب بھی موجود ہے۔ پھر خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”میں نے انہی مقاصد کے لئے جو خدام الاحمدیہ کے ہیں۔ پیش لیگ کو تیار کرنے کی اجازت دی تھی۔ پھر جس قدر احمدی برادران کسی فوج میں ملازم ہیں خواہ وہ کسی حیثیت میں ہوں ان کی فہرستیں تیار کروائی جائیں۔“

اسی طرح جماعت کو یہ حکم دیا کہ: ”جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہوں وہ

لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلواریں کھنے کی اجازت ہے وہ تلواریں رکھیں۔“

(الفضل مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

### انڈین یونین اور ہمارا مرکز

وہ اشاعت اسلام کی دعویٰ اور جماعت جس نے قادیان میں بھی احمدیہ کو رکی بنیاد ڈالی۔ جس کا ممبر پندرہ سال سے چالیس سال تک کا ہر احمدی ممبر تھا۔ ٹیری ٹوریل فورس میں انگریزی حکومت کی طرف سے فوجی تربیت دیکھے۔ پھر ۸/۱۵ پنجاب رجمنٹ میں خالص احمدی کمپنی کا ہوتا یہ اس بات کا یقین ثبوت ہے کہ خلیفہ صاحب کے عقل و قلب میں بادشاہت کی آرزوئیں لہریں مار رہی تھیں۔ پھر تقسیم ملک کے بعد سیالکوٹ، جموں سرحد پر انہیں احمدیہ کمپنی کے ریلیز شدہ سپاہی منظم طور پر خلیفہ کے حکم کے مطابق پہنچ گئے۔ ان کو دھڑا دھڑا اسلحہ میسر ہونے لگا۔ پھر فرقان فورس جو خالص احمدیوں کی فوج تھی کشمیر میں کھڑی کر دی گئی اور خلیفہ ربوہ نے خود محاذ جنگ پر جا کر اسی فوجی تنظیم کا جائزہ لیا اور سلامی لی۔ اس فوج کو استعمال کرنے کے لئے خلیفہ فرماتے ہیں: ”انڈین یونین کا مقابلہ کوئی آسان بات نہیں۔ مگر انڈین یونین چاہے صلح سے ہمارا مرکز دے چاہے جنگ سے ہم نے وہ مقام لینا ہے اور ضرور لینا ہے۔ اگر جنگ کے ساتھ ہمارے مرکز کی واپسی مقدور ہے۔ تب بھی ضروری ہے کہ آج ہی سے ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے۔“

(الفضل مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

### فوجی تنظیم فرقان فورس

تقسیم ہند کے بعد دوبارہ اکھڑی ہوئی فوجی تنظیم فرقان فورس کی شکل میں جمع ہو گئی تو خلیفہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مرکز ہونا چاہئے جہاں اپنے نوجوانوں کو مزید فوجی تربیت دی جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی بے اعتدالیوں، غمخوئیوں، گندگیوں، ناپاکیوں اور برائیوں پر پردہ ڈالا جاسکے۔ خلیفہ ربوہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔

### بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانا

”یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو تبلیغ مضبوط ہو سکتی ہے۔ بلوچستان کو احمدی بنایا جائے تاکہ ہم کم از کم ایک صوبہ تو اپنا کہہ سکیں۔ میں جانتا ہوں کہ اب یہ صوبہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔“

یہ ہمارا ہی شکار ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ چھین نہیں سکتیں۔“  
(الفضل مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء)

### ڈائناتھ سے مخالفت کا قلعہ اڑادو

یہ واقعہ اخبار میں آچکا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خلیفہ ربوہ کی فوجی نظام کی تجویز بہت پرانی ہے۔ ان کی ہمیشہ سے یہ خواہش چلی آرہی ہے کہ ایک خاص علاقہ احمدیوں سے معمور ہوتا کہ خلیفہ کا حکم آسانی سے چل سکے۔ تقسیم ہند سے پہلے آپ کی نظر ضلع گورداسپور پر تھی۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”گورداسپور کے متعلق میں نے غور کیا ہے کہ اگر ہم پورے زور سے کام کریں تو ایک سال میں ہی فتح کر سکتے ہیں..... اس وقت ڈائناتھ رکھا جا چکا ہے اور قریب ہے کہ مخالفت کا قلعہ اڑادیا جائے۔ اب صرف دیاسلائی دکھانے کی دیر ہے۔ جب دیاسلائی دکھائی گئی۔ قلعہ کی دیوار پھٹ جائے گی اور ہم داخل ہو جائیں گے۔“ (الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء)

پھر ارشاد فرماتے ہیں:

### جبراً کام لینا

”مردم شماری کے دنوں میں گورنمنٹ بھی جبراً لوگوں کو اس کام پر لگا سکتی ہے۔ اگر کوئی انکار کرے تو سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ پس میں بھی ناظروں کو حکم دیتا ہوں کہ جسے چاہیں مدد کے لئے پکڑ لیں۔ مگر کسی کو انکار کا حق نہ ہوگا۔ اگر کوئی انکار کرے تو میرے پاس اس کی رپورٹ کریں۔“ (الفضل مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء)

### مرکز ایسا ہو جہاں غیر نہ ہوں

انہی مقاصد کے پیش نظر قادیان اور ماحول قادیان کا نقشہ بھی تیار کر دیا گیا۔  
”ایک تو جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اور نہیں تو اس ضلع گورداسپور کو تو اپنا ہم خیال بنالیں۔ احمدیوں کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہی ہوں اور دوسروں کا کچھ اثر نہ ہو..... احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکرا بھی نہیں ہے جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنا لو اور جب تک اپنا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں ہوا..... جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو۔ مگر اس میں غیر نہ ہوں جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام مشکل ہے۔“ (الفضل مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء)

## چناب کے اسی پار آہنی پردہ

یہ وہ سیاسی عزم ہے کہ جو غلیفہ کے عقل و قلب پر بری طرح مسلط ہے۔ کیا دینی جماعتوں کو اشاعت اسلام کے لئے ایسے علاقے مطلوب ہیں جو کلیتہً ان کی ہی ملکیت ہوں اور وہاں کوئی اور نہ بستا ہو۔ کیا سید الکونین سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کسی ایسے صدر مقام کی تلاش کی تھی۔ جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ جہاں سے وہ تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھ سکیں۔ بس ان کی یہ دیرینہ آرزو ربوہ میں پوری ہو گئی۔ یہ وہ ریاست ہے جو اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ چناب کے کنارے پر قائم ہو چکی ہے۔ وہاں سوائے محمودیوں کے اور کوئی آباد نہیں۔ پاکستان میں صرف ایک ہی حصہ ہے جس میں ایک ہی فرقہ کے لوگ بستے ہیں۔ یہ وہ آہنی پردہ ہے جہاں ملک کا قانون بے بس اور درماندہ ہے۔ اگر وہاں دن دھاڑے قتل بھی کر دیا جائے تو پولیس قاتلوں کے سراغ لگانے میں ناکام ہو جاتی ہے۔

مسلم لیگی ورکرز

چنانچہ ایک دو سال ہوئے کہ دو مسلمانوں کو سحری کے وقت پکڑ کر اتار دو کوب کیا گیا کہ ان میں سے ایک مشہور مسلم لیگی ورکرز مولوی غلام رسول صاحب لائل پور کا لڑکا جاں بحق ہو گیا۔ لیکن واقعہ یوں بتایا گیا، یہ لوگ مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔

ربوہ کی خانہ ساز پولیس

اس طریقہ سے نعمت اللہ خان ولد محمد عبداللہ خان صاحب جلد ساز کو جب کہ وہ اڑھائی بجے رات کی گاڑی سے اتر تو ربوہ کی خانہ ساز پولیس نے اتنا مارا کہ اس غریب بے چارے کی ہڈیاں توڑ دی گئیں اور تمام زعمی کے لئے ناکارہ کر دیا اور بعد ازاں مقامی پولیس میں پرچہ چوری کا دے دیا۔

جس بے جا

اس کے بعد چوہدری صدر الدین صاحب آف گجرات کے ساتھ ایک المناک واقعہ گزرا۔ چوہدری صاحب موصوف کی شہادت کا دکھ تھا ان کو عبدالعزیز بھامر بمبہ اپنی خانہ ساز پولیس کے دفتر ہشتی مقبرہ میں لے گئے۔ وہاں ان کی چھاتی پر پستول رکھ کر بعض تحریریں لکھوائیں۔ یہ کیس تا دم تحریر پولیس جھگڑی تفتیش ہے۔



## اللہ یار بلوچ

ان اندوہناک واقعات سے ملک اللہ یار بلوچ کا واقعہ کوئی کم المناک اور تکلیف دہ نہیں۔ جب کہ ملک صاحب موصوف کو اس شک و شبہ کی بناء پر پکڑ لیا گیا کہ وہ خلیفہ ربوہ کے غیر مبہم حکم کے مطابق سوشل بائیکاٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مولوی عبدالمنان صاحب عمر ایم۔ اے خلف مولوی نور الدین خلیفہ اول کے گھر اشیاء خوردنی پہنچاتا ہے۔ ان کو اسی قدر زد و کوب کیا گیا کہ ابتدائی ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق پسلیاں ٹوٹی ہوئی ثابت ہوئیں۔ ان کا کیس بھی عدالت میں پیش ہے۔

## ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ یار بلوچ کو دن و ہاڑے مارا گیا۔ لیکن الفضل میں حلیہ شہادتیں درج ہوئیں کہ یہاں کوئی واقعہ رونما ہی نہیں ہوا۔ یہی وہ بات ہے جس کی طرف سے ملک کے اخبارات اور جرائد حکومت کو متواتر آگاہ کر رہے ہیں کہ ربوہ ایک ایسی بستی ہے اگر وہاں سورج کی روشنی میں کوئی آدمی قتل بھی کر دیا جائے تو شہادتیں میسر ہونی ناممکن ہیں۔ اس وجہ سے پریس ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ یعنی اس میں دوسرے لوگ ایک عمرانی منصوبے کے ماتحت بسائے جائیں۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد حکومت اب ربوہ کی ریاست اندر ریاست حیثیت ختم کرنے پر آمادہ ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس امر کا اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جب تک نظارت امور عامہ کو ختم کر کے اس کا ریکارڈ فوری طور پر قبضے میں نہیں لیا جاتا اور وہاں کی تھانٹ پولیس کو ختم کر کے اور عام مسلمان علی الخصوص بہاریوں کو آباؤ نہیں کیا جاتا۔ ان فیکٹریاں لگا کر لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا نہیں کئے جاتے اور لیبر قوانین کے تحت ربوہ کی اقتصادی فضا میں مزدوروں کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا جاتا اور تمام سرکاری ملازمین، سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کو مکمل طور پر تبدیل نہیں کیا جاتا وہاں ہزاروں کوششوں کے باوجود اسی طرح غنڈہ گردی ہوتی رہے گی۔ جیسی قادیان میں کھلا شہر ہونے کے باوجود ہوتی رہی ہے۔

## ربوہ کا سٹیٹ بینک

ربوہ میں ایک غیر منظور شدہ بینک خفیہ کی زیر نگرانی چل رہا ہے جسے امانت فنڈ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس صیغہ کی طرف سے باقاعدہ چیک بک اور پاس بک جاری کی جاتی ہے

جس کا ڈیزائن منظور شدہ بینکوں کی چیک بکوں اور پاس بکوں سے ملتا جلتا ہے۔ ان کو دیکھ کر کوئی شخص گمان نہیں کر سکتا کہ آیا یہ چیک بک یا پاس بک کسی منظور شدہ بینک کی ہے یا کسی جعلی غیر منظور شدہ بینک کی۔ اس بینک کے متعلق بعض اعلانات ملاحظہ ہوں۔

”چالیس سال سے قائم شدہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ اس صیغہ کو خلیفہ المسیح کی بابرکت سرپرستی کے علاوہ بفضل تعالیٰ اس وقت مشہور انگلش بینک سے تربیت یافتہ ٹرینڈ اور مخلص نوجوانوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ کا یہ قومی امانت فنڈ اس وقت خدا کے فضل و رحم سے ملکی بینکوں کے دوش بدوش اپنے حساب داران امانت کی خدمت پورے اخلاص اور محنت سے انجام دے رہا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد اب اس صیغہ نے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے اب آپ کو اپنا فالو روپیہ ہمیشہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ میں ہی جمع کر دانا چاہئے۔“  
(الفضل موروثہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء)

”کیا آپ کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے خزانہ میں احباب اپنی امانت ذاتی کا حساب کھول سکتے ہیں اور جو روپیہ اسی طرح پر جمع ہو وہ حسب ضرورت جس وقت بھی حساب دار چاہے واپس لے سکتا ہے۔“

”جو روپیہ احباب کے پاس بیاہ، شادی، قیصر مکان، بچوں کی تعلیم یا کسی اور ایسی ہی غرض کے لئے جمع ہو اس کو بجائے ڈاکخانہ یا دوسرے بینکوں میں رکھنے کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کر دانا چاہئے۔“  
(الفضل موروثہ ۱۹ فروری ۱۹۳۸ء)

مذکورہ بالا حوالہ واضح طور پر اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ احمدی لوگ ڈاکخانوں اور بینکوں میں اپنا روپیہ جمع نہ کروائیں۔ میرے خیال میں ملک کے کسی بڑے سے بڑے بینک نے یہ جرأت نہیں کی کہ لوگوں کو یہ تلقین کرے کہ ڈاکخانہ میں اپنا روپیہ جمع نہ کروائیں۔ یہ بینک ریاست ربوہ کو بوقت ضرورت روپیہ مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ خود اور ان کے عزیز و اقارب اس بینک سے بھاری رقوم نکال کر اپنی تجارتیں چلا رہے ہیں۔ خلیفہ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر اس بات کا غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیا تھا کہ وہ بیت المال سے اور ڈرافٹ کے ذریعہ روپیہ حاصل کیا تھا۔ اس وقت تک خلیفہ اور ان کا خاندان بینک سے تریا سات لاکھ روپیہ کی ایک خطیر رقم لے چکے ہیں۔ یہ اسی بینک روپے سے سیاسی افادیت حاصل کی جاتی ہے۔ خلیفہ خود فرماتے ہیں:

”اگر دس بارہ سال تک جاری جماعت کے دوست اپنے نفوس پر زور ڈال کر امانت فنڈ میں روپیہ جمع کراتے ہیں..... تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان اور اس کے گرد و نواح میں ہماری جماعت کی مخالفت پچانوے فیصد کم ہو جائے۔“ (افضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

پس کس طرح قادیان اور اس کے گرد و نواح میں ہماری جماعت کی مخالفت کے طوفان کم کرنے کے لئے اس بینک کے ذریعہ سکیمیں مرتب کی گئیں۔ پھر کس طرح احرار کے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طاقت کو کم کیا گیا اور بقول خلیفہ احرار کو شکستیں دی گئیں۔ کیا خلیفہ کے سیاسی عزائم کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ اس بینک کی طاقت سے کسی اور کو بھی شکست دی جائے۔ کیونکہ خلیفہ خود فرماتے ہیں: ”ہم اس روپیہ سے تمام وہ کام کر سکتے ہیں جو حکومتیں کیا کرتی ہیں۔“

(افضل مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۸ء)

اور پھر بالفاظ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”میں اس مد (امانت تحریک) کی تفصیلات کو بیان نہیں کر سکتا۔“

(افضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

خلیفہ صاحب کی الہامی تحریک بھی سنئے: ”اور یہ بھی یاد رکھیے کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔“

(افضل مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۷ء)

### صیغہ امانت

حکومت کے سٹیٹ بینک کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن بینک کی سی کوئی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ اس بینک کا نام خلیفہ نے امانت فنڈ اس وجہ سے رکھا ہے تاکہ ملک کے قانون کی گرفت سے بچ سکیں۔ حالانکہ بینک (امانت فنڈ) وہی کام سرانجام دیتا ہے جیسا کہ منظور شدہ بینک۔

### امانت کی شرائط ملاحظہ فرمائیں

۱..... ہر ایک عاقل، بالغ مبالغہ احمدی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بہ پابندی شرائط ذیل اپنا روپیہ بطور ذاتی امانت جمع کر سکتا ہے۔

۲..... جو امانتیں چیکوں یا ڈرافٹ کی یا کرنسی نوٹ غیر ممالک یا غیر سرکل کی صورت میں وصول ہوں گی ان کے بدلوانے پر جو اخراجات صیغہ کے ہوں گے وہ حساب دار سے جائیں گے اور رقم بینک سے وصول ہونے پر جمع کی جائیں گی۔

۳..... پہلی قسط امانت پانچ روپے سے کم نہ ہوگی اور نہ ہی پہلی دفعہ آنے پائی وصول کئے جائیں گے۔

۴..... والہی امانت بذریعہ رسید یا رقعہ ہوگی۔ یعنی بروقت وصولی رسید تحریر کرنی ہوگی کہ اس قدر رقم امانت سے وصول کی ہے۔ یا افسر امانت کے نام رقعہ تحریر کرنا ہوگا کہ اس قدر رقم امانت سے فلاں شخص کو ادا کر دی جائے۔ یا فلاں مد میں ادا کر دی جائے یا بذریعہ ڈاک مجھے ارسال کر دی جائے۔ جو حساب دار اپنے حسب سے کوئی رقم بذریعہ ڈاک باہر منکوائے یا کسی دوسری جگہ روانہ کرنے کی ہدایت کرے تو یہ خدمت صیغہ امانت حساب دار کی پوری ذمہ داری پر انجام دے گا اور اگر روپیہ ادا کرنے کے بعد راستہ میں کوئی نقصان ہوگا تو صیغہ امانت ذمہ دار نہ ہوگا۔

۵..... مبلغ پانچ روپے سے کم کوئی رقعہ یا رسید ادا نہیں کیا جائے گا۔ البتہ یہ شرط آخری رسید یا رقعہ پر عائد نہیں ہوگی۔ جس کے ذریعے حساب بند ہو رہا ہو۔

۶..... کوئی رسید/رقعہ پوسٹ ڈیٹ یعنی تاریخ مندرجہ سے پہلے ادا نہیں کیا جائے گا۔

۷..... تاریخ تحریر رسید/رقعہ سے ۶۰ دن گزرنے پر وہ رسید/رقعہ منسوخ سمجھا جائے گا۔ مگر ہندوستان سے باہر رہنے والے امانت داروں کے لئے یہ میعاد ۱۵ دن ہوگی۔

۸..... امانت داروں کو اپنے اپنے حساب کو اطلاع ششماہی دی جائے گی۔ بصورت اختلاف حساب داروں کے لئے دفتر متعلقہ کو جلد سے جلد آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اس کی ذمہ داری حساب دار پر ہوگی۔

۹..... حساب داروں کو اپنے دستخطوں کا نمونہ دفتر صیغہ امانت رپوہ میں اپنی درخواست امانت کے ساتھ داخل کرنا ہوگا۔ جو دفتر میں محفوظ رہے گا۔

۱۰..... کسی حساب دار کی/کا کوئی رسید/رقعہ خداخواستہ کم ہو جائے تو اس کی اطلاع بالتفصیل یعنی تاریخ رقم مع نام حساب دار وغیرہ فوراً افسر صیغہ امانت کو بھیجی جائے۔ ورنہ ادائیگی کی ذمہ داری صیغہ امانت پر نہ ہوگی۔

۱۱..... حساب داروں کو چاہئے کہ اپنے اپنے حساب کو وقتاً فوقتاً دفتر صیغہ امانت میں دیکھ کر اپنی تسلی کر لیا کریں۔

۱۲..... اپنی امانت میں سے جس قدر روپیہ کوئی امانت دار منکوائے اس کے بھیجنے کا خرچہ تا اعلان ثانی صیغہ امانت ادا کرے گا۔

۱۳..... تمام امانتوں کا حساب پبلک سے بصیغہ راز رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ البتہ حساب دار اپنا اپنا حساب ہر وقت دیکھ سکتے ہیں۔

۱۴..... اگر کوئی حسب دار سال سے زائد عرصہ کے گزشتہ حساب کی نقل طلب کرے تو اس کی اجرت چار آنہ فی سال کے محاسب سے دفتر صیغہ امانت وصول کرے گا۔ زیادہ پرانے حساب کے لئے زیادہ اجرت لی جائے گی۔

۱۵..... باستثناء یوم جمعہ یا کسی تعطیل کے دفتر کے اوقات میں ہر روز امانت کا روپیہ داخل ہو سکے گا اور واپس مل سکے گا۔

۱۶..... اگر کسی حساب دار کو سہو اس کے بقائے سے زیادہ روپیہ دفتر سے ادا ہو جائے تو حساب دار اس کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۷..... حساب دار کو چاہئے کہ رسید یا رقعہ پر اگر کوئی اندراج قلموں کرے یا کوئی تحریر مشکوک ہو جائے تو اس پر اپنے قلم لپی دستخط کرے۔ کیونکہ کوئی مشکوک رسید یا رقعہ دفتر امانت سے ادا نہ کیا جائے گا۔

۱۸..... اگر باوجود رعایت رکھنے ان تمام اسباب حفاظت کے جو حالات کے ماتحت ممکن ہوں پھر بھی کسی وجہ سے خدانخواستہ نقصان ہو جائے تو حسب احکام شریعت اسلامی اس نقصان کا حصہ امانت دار کو بھی اٹھانا پڑے گا۔

انصر امانت

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

### بینکاری کا سنگین معاملہ

اس بینک میں سرکاری ملازمین کے کھاتے کھلے ہیں۔ محکمہ انکم ٹیکس والوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بنظر عینیت اور سنجیدگی کے ساتھ اس امر کی چھان بین کرے۔ انہیں بڑی بڑی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ وہ تمام لوگ جو محض ٹیکس سے بچنے کے لئے منظور شدہ بینکوں کی بجائے صیغہ امانت میں روپیہ جمع کرواتے ہیں مضر عام پر آجائیں گے۔ بینکاری کا معاملہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ اگر کوئی بینک بعض غیر متوقع حالات کی بناء پر دیوالیہ ہو جائے تو بہت سے لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ پینٹیل بینک دیوالیہ ہوا تھا تو ملک میں ایک شور برپا ہو گیا تھا۔ بینک تو بند ہو گیا۔ لیکن ملک کی فضا میں بیواؤں، یتیموں اور بے بسوں کے رونے کی چیخ و پکار کی گونج اٹھی۔ ہزاروں لکھ پتی غربت و بے بسی کے اڑدھاکا لقمہ بن گئے۔ جن لوگوں کا ربوہ کے جعلی بینک میں روپیہ پڑا ہوا ہے گورنمنٹ نے اس کی حفاظت کا کیا سامان کیا ہے۔ گورنمنٹ کا اولین فرض ہوتا ہے کہ وہ ملک کے شہریوں کی اموال کی حفاظت کا بندوبست کرے۔

## رقم خورد برد

ربوہ کے بینک کی مالی حالت اس قدر دگرگوں اور مخدوش ہے کہ یہ بینک عملاً دیوالیہ ہو چکا ہے۔ کل سرمایہ تقریباً ۳۳ لاکھ روپیہ ہے۔ اٹھارہ لاکھ کی رقم خورد برد کی جا چکی ہے۔ خلیفہ اور جماعت کے بڑھتے ہوئے غیر ضروری اخراجات اس بات کے ضامن ہیں کہ یہ بینک بالکل دیوالیہ ہو جائے گا تو پھر امانت والوں کا کیا حال ہوگا۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ یا تو اس جعلی بینک کو ختم کر دے یا خلیفہ صاحب کو مجبور کرے کہ اسی بینک کو چلانے کے لئے حکومت سے منظوری حاصل کرے۔

## مخفی اخراجات

جس طرح حکومت کو بعض اوقات مخفی طور پر اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں اسی طرح یہاں بھی مخفی اخراجات کے لئے مد موجود ہے۔ خلیفہ صاحب خود فرماتے ہیں۔  
”صرف ایک مد خاص ایسی ہے جس کے اخراجات مخفی ہوتے ہیں۔ مگر میں ان کے متعلق بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان مخفی اخراجات کی مد میں سے جو بعض دفعہ جرنلسٹوں اور ایسے ہی اور اخراجات پر جو ہر شخص کو بتائے نہیں جاسکتے خرچ ہوئے ہیں۔“ (انجمن مورثہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء)  
مد سے خاطر مدارات

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مخفی اخراجات کی حقیقت کو معزز قارئین کے سامنے ظاہر کر دوں۔ مخفی اخراجات وہ اخراجات ہیں جو الیکشنوں، رشوتوں اور سیاسی گٹھ جوڑ پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ قادیان میں اسی خاص مد سے جو بدروی فتح محمد سیال کا الیکشن لڑا گیا۔ تقریباً ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ کیا گیا۔ گردنواح کے بد معاشوں کو شراب اور روپیہ دے کر اپنے ساتھ ملایا گیا۔ یاد رہے کہ شراب پلانے کے لئے جگہ کا انتخاب لنگر خانہ اور مہمان خانہ میں کیا گیا اور ان کی ہر طریق سے خاطر مدارات کر کے ان کی حمایت اور تائید حاصل کی گئی۔ باوجود اس قدر خرچ کرنے کے بھی پہلا الیکشن ہار گئے۔

اسی طرح خلیفہ ربوہ اپنے مخالف حریف کو قتل کرنے کے لئے اسی مد سے بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس قاتل کو بچانے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا دیتے ہیں  
ریاست ربوہ سے در بدر کرنے کی سکیمیں

اسی طرح اس مد سے جس سے مخفی اخراجات چلائے جاتے ہیں کسی ہنگامی وقت میں

اچے مخالفین کو نچا دکھانے کے لئے لوگوں سے جائیدادیں خریدی جاتی ہیں۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ نے خاندان خلیفہ اول مولوی نور الدین پر منافقت کا جھوٹا الزام لگایا اور انہیں ریزولوشن کی بھرمار کی وجہ سے خلیفہ اول کے خاندان کو ریاست ربوہ سے نکالنے کے لئے مختلف سکیمیں مرتب ہونے لگیں۔ ریزولوشن کے فوراً بعد ان کے ارد گرد سایہ کی طرح ان کی تمام نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رہی اور اسی طرح ان کے گھروں پر بھی ۲۴ گھنٹے پہرے دار کھڑے کئے گئے۔ تاکہ دہشت پیدا کی جائے اور خوفزدہ ہو کر یہاں سے بھاگ جائیں اور ساتھ ہی ساتھ ضروریات زندگی کے راستے مسدود کئے گئے اور پھر ہر لمحہ نگ کرنے کی تدبیریں سوچی گئیں۔ مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی عدم موجودگی میں ان کی اہلیہ امت الرحمان بنت مولوی شیر علی کو اپنا ذاتی مکان نمبر ۶۰۲ کے ارد گرد کڑا پہرہ لگا کر (کریو) چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ آخر لاچار ہو کر وہ ستم زدہ عورت عبدالمجید کے مکان پر منتقل ہو گئی۔ مگر پہلے سے کرایہ پر لیا گیا تھا۔ مکان کی ذاتی ملکیت ملاحظہ ہو۔ انگریزی کا ترجمہ اردو حسب ذیل ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسٹر عبدالمنان عمر مکان نمبر ۶۰۲ کے مالک ہیں۔

دستخط: آنریری سیکرٹری میونسپل کمیٹی ربوہ

No.

Certified that Mr. Abdul Mannan Umar is the owner of the House No.602

Sd.

Honrary. Secretary. M,c, Rabwah

مخالفین کو مکان سے بے دخل کرنے کا طریق

عبدالمجید صاحب کے مکان پر منتقل ہونے کے بعد خلیفہ صاحب کے اہماء پر یہ عمارت کم دیش ساڑھے بارہ ہزار روپیہ پر خرید لی گئی۔ جس کی ادائیگی اسی مد سے ہوئی۔ خادم حسین صاحب پکتان جو اس وقت ناظر امور تھے۔ ان کی چٹھی ملاحظہ ہو۔

ربوہ مکرئی و بھٹری عبدالمجید صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء آپ کی جو گفتگو مولوی عبدالعزیز صاحب آف بھامڑی سے ہوئی

ہے اس کے مطابق آپ کے مکان واقعہ محلہ دارالرحمت غربی کا سودا مبلغ ساڑھے بارہ ہزار روپیہ پر

خاکسار کو منظور ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ فوری طور پر اس کو خالی کرا کر ہمارے حوالہ کریں اور خالی کرانے میں جتنی مدت لگے اس کا کرایہ ہمیں ادا ہو۔ اسی خط کی رسیدگی سے مطلع فرمادیں۔  
والسلام!

خاکسار خادم حسین پکتان

اس مکان کی خریداری کے بعد ذاتی ضرورت کا بہانہ بنا کر نوٹس دیا گیا اور ان کو جبراً ریاست ربوہ اسی طرح چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔

جائیداد کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا گیا

خلیفہ نے کس طرح جماعتی چندہ اور جائیداد کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا اس کا اندازہ احمدیہ حقیقت پسند پارٹی کے ان چودہ سوالات پر ہوتا ہے۔ جو خلیفہ محمود کی زندگی میں شائع کئے گئے۔

کیا ”دی سندھ ویچی ٹیمپل آئل اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ“، گوجرہ ہیڈ آفس ربوہ جس میں بڑے حصہ دار صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ اور حضور خود بھی ہیں، نے گوجرہ سے مندرجہ ذیل تفصیل سے۔ ۱۲/۱۵۹/۶ روپے کا ۹۰۰ پوری بٹولہ جو سیز ٹیکس کا حسب ذیل شوقیت دے کر خریدا گیا تھا۔ باقاعدہ کمپنی کے حسابات کی کتب میں خرید بٹولہ کھاتہ میں درج کیا گیا ہے؟ کیا اس بٹولہ کے تیل اور کھل کی فروخت باقاعدہ کتب حساب میں درج کر کے حکومت کا سیز ٹیکس ادا کیا گیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیوں؟ اب آپ ہی بتائیں کہ یہ زودحالی جماعت ملک قوم کی مجرم ہے یا نہیں؟

تاریخ	ریٹ	تعداد پوری	قیمت
۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء	۱۳/۴ روپے	۲۰۰	۲۶۵۰
۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۲ روپے	۱۵۰	۱۹۶۸-۱۲
۷ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۷ روپے	۱۵۰	۲۰۱۵-۱۰
۱۳ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۱۳ روپے	۲۰۰	۲۷۶۲-۸
۱۶ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۱۳ روپے	۱۰۰	۱۳۸۱-۳
۱۷ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۱۳ روپے	۱۰۰	۱۳۸۱-۳
میزان	۹۰۰ پوری	۱۲۱۵۹-۶ روپے	



۲۰۰۰ ہجری بخولہ کی خرید اور اس کا تیل و مکمل کی فروخت کمپنی کی اصل کتب حسابات میں درج کئے بغیر بلیک مارکیٹ میں فروخت کر کے حکومت وقت کا سیلز ٹیکس و انکم ٹیکس بچایا گیا ہے یا نہیں۔ کیا یہ حکومت اور مذہب سے دھوکا ہے یا نہیں؟

کیا اس بلیک مارکیٹنگ کا علم چوہدری غلام مرتضیٰ ہارایٹ لاء میاں عبدالرحیم احمد جو حضور کا داماد ہے اور حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ تحریک جدید کو ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ مندرجہ ذیل سیلز ٹیکس ایکٹ و سرٹیفکیٹ کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ کیا اسی طرح تقریباً ہر سال ہزار ہا روپے کی خرید اور فروخت تیل و مکمل بخولہ کو چھپایا گیا ہے یا نہیں؟ یہاں طوالت کے خوف سے مشتمل نمونہ ازخودارے درج کیا گیا ہے۔

**Certificate for the exemption from payment of the sale tax Rules of the SALES TAX ACT 1951**

We M/s ----- hereby certify that we hold Licence No ----- Date ----- issued by the Sales Tax Officer Lahore. Under section 8 of the Sales Tax Act 1951.

By virtue of the said Lisence, we calaim exemption under clause b/c of section 4 of the said Act in respect of the goods specified below.

Brought from M/s ----- Through ----- cotton seeds ----- Maunds or Bages ----- Rs. ----- per maund or per Bag.

We further certify that the afforeaid goods are to be used and brought into or attached to tax able goods for sale.

امپورٹ لائسنس

۲..... آپ کو (خلیفہ صاحب) اپنی ذاتی تجارتی کمپنی انٹرنیشنل ٹریڈنگ کمپنی جو دعالم ملڈنگ لاہور کے نام پر اغایا سے چھوٹی لاجی، کالی مرچ اور کرپلنہ وغیرہ کا سامان منگوانے کے لئے

جولائی دسمبر ۱۹۵۵ء اور جنوری، جون ۱۹۵۶ء کے درمیان عرصہ میں جو ایمپورٹ لائسنس ملے تھے۔ آپ نے ۲۰۰ اور ۱۹۰ روپے کے اپنے ایک تجارتی ادارہ یعنی وکیل التجارات تحریک جدید جس کے انچارج کریشی عبدالرشید تھے۔ وکیل المال تحریک جدید کو فروخت کئے تھے یا نہیں؟ اگر کئے تھے تو کیوں؟ کیا یہ جرم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کا یہ جواب ہو کہ آپ نے فروخت نہیں کئے تھے بلکہ بطور اپنے مختار و نمائندہ کے ان کے ذریعہ مال منگوایا تھا تو پھر ان دونوں پر منوں کے مال پر مجموعی طور پر جو ۷۰۰۰ روپے کے قریب نقصان ہوا تھا وہ آپ نے خود اپنی جیب خاص سے کیوں برداشت نہ کیا؟ اس کا بار جماعتی چندہ اور قوی امانت پر کیوں ڈالا گیا۔ کیا یہ مذہبی اور روحانی غلیفہ کے لئے جائز ہے۔ جب کہ آپ کا دعویٰ تو حضرت عمرؓ سے بڑھ کر فضل عمر ہونے کا ہے۔ حالانکہ اس عمرؓ نے تو اپنے لڑکے کو بیت المال کے چراغ سے سر پر تیل لگانے پر بھی سزا دی تھی۔ خرید و فروخت اور نقصان کے لئے یونیورسٹی ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی ریوہ کی کتب حسابات اور نفع و نقصان کا گوشوارہ بابت ۵۶-۱۹۵۵ء اور ۵۷-۱۹۵۶ء ملاحظہ ہو۔

۳..... دی سندھ جنگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کمری سندھ میں پریسنگ سیکشن جو ۱۹۴۳ء میں انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے علیحدہ کیا گیا تھا اور ۱۹۵۶ء میں آپ کی خاص ملکیت اور ذاتی جائیداد کے طور پر پروموترز کارپوریشن لمیٹڈ ریوہ کے پاس فروخت یا منتقل ہوا ہے کے ادا شدہ سرمایہ میں ۸۸۰۰۰ روپیہ قرض بیت المال سے حاصل کئے ہوئے قرضہ ۱۳۸۰۹۰ میں سے منتقل ہوا تھا یا نہیں؟ کیا یہ ۸۸۰۰۰ روپے کا قرض آپ کی جیب خاص سے واپسی ادا ہوا ہے؟ یا محض کاغذی اور ہیرا پھیریوں کے ذریعہ جو آپ کے حکم اور ایماء سے ہوتی رہی ہیں۔ ادا شدہ ظاہر کر کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کمری فیکٹری سے حکمایہ یکسٹرنس سٹیفلیٹ لیا گیا تھا کہ اب صدر انجمن اور تحریک جدید کا پریسنگ سیکشن میں کوئی دخل اور واسطہ نہیں۔ آئندہ یہ خالصتاً حضور کی ذاتی ملکیت ہوگا۔ کیا یہ قوم کے روپیہ کا ناجائز اور مجرمانہ مصرف نہیں؟ اور کیا اس قومی جائیداد کو اپنانے کی تھیلا ت کبھی آپ نے جماعت کی نمائندہ مجلس مشاورت میں پیش کی ہیں یا پیش کرنے کی کبھی اجازت دی ہے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۱۹۴۳ء میں جنگ اور پریس سیکشن کی تقسیم محکمہ انکم ٹیکس کی خاطر کی گئی تھی تاکہ جنگ سیکشن کو صدر انجمن اور تحریک جدید کی ملکیت ظاہر کر کے بوجہ خیراتی ادارہ ہونے کے ٹیکس میں بچایا جاسکے اور پریسنگ سیکشن کو فرضی شرکت نامہ سے بھاری ٹیکس سے محفوظ کیا جاسکے؟ پنجابی کی مشہور ضرب اللش:

”اگ لین آئی تے گھر دی بن بیٹھی“

کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ ۲۲۵۰۰ روپے حصہ داروں کا سرمایہ ظاہر کر کے چند سالوں میں لاکھوں روپیہ کی مشینری اور بلڈنگ پر قبضہ کر لیا۔ جس کا چودہ ہزار روپیہ سالانہ واب شاید زیادہ ہو ٹھیکہ حضور وصول کرتے رہے ہیں۔

۳..... بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جو ۱۲۸۰۹۰ روپے قرض دی سندھ جنگ اینڈ پریس فیکٹری کٹری کو دیا تھا۔ اس پر ہر سال ۶۳۰۴ روپے کا چیک حضور کے دستخطوں سے (کیونکہ کٹری فیکٹری کا چیک اکاؤنٹ حضور پر مبنی کرتے تھے) بطور Rent on Loan یعنی سود صدر انجمن کو ملتا رہا ہے یا نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ آمد اور اس قسم کی اور ہزار ہا روپیہ کی آمدنیوں کو کبھی محکمہ انکم ٹیکس کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ نیز کیا اسلام میں سود لینا یا دینا جائز ہے؟ سود کی تعریف آپ اپنی کتاب ”اسلام کا اقتصادی نظام“ میں ملاحظہ فرما کر اس کا جواب عنایت فرمادیں۔

۵..... صدر انجمن اور تحریک جدید ربوہ کے صدر مرکز پاکستان ”ب“ (یہ وہ خاص مد ہے جس میں ربوہ کی زمین فروخت کرنے کا روپیہ جمع ہوتا تھا۔ صرف تین سال کے عرصہ میں یعنی ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۶ء ۱۵۸۹۰۰ روپیہ اس مد میں فروخت زمین کا جمع ہوا۔ حالانکہ ربوہ کی ساری زمین صرف ۱۲۰۰۰ روپیہ میں خریدی گئی تھی۔ لیکن پھر بھی خرید کنندگان کو حقوق ملکیت حاصل نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور بلیک مارکیٹ اور کیا ہو سکتی ہے اس سے روپیہ حاصل کر کے تجارتی مقاصد کے لئے ربوہ میں ڈالیا سینٹ کمپنی کی جو انجمنی لی تھی اس کو ۲۳۳۷ بوری سینٹ فروخت کرنے پر ۳۱ جنوری ۱۹۵۵ء تک ۱۸۹۳۰/۲/۶ روپے منافع ہوا تھا۔ کیا اس انجمنی کا حساب محکمہ انکم ٹیکس کے روبرو پیش کیا گیا ہے۔

۶..... کیا آپ قریشی عبدالرشید وکیل التجارت (حال وکیل المال) اور اس کے عملہ کو جسے پوری تنخواہ و سرخرچ وغیرہ جماعت کے چندے سے ادا ہوتا تھا سے اپنا ذاتی کاروبار (مثلاً بارڈر فریڈ، چٹا کا کاروبار، قاعدہ لیرنا القرآن اور پروفیم مری وغیرہ) کرواتے رہے ہیں یا نہیں۔ جس کا باقاعدہ آپ کو منافع ملتا رہا ہے۔ مثال کے طور پر یونیورسل ربوہ کے دوچ نمبر ۶۲ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء کے مطابق آپ کو ۳۶۹/۱۵ روپے کا چیک بطور تجارتی منافع دیا گیا۔ اسی طرح ہزار ہا روپیہ قریشی عبدالرشید نے جائز و ناجائز طریقہ سے آپ کی نذر کیا اور اسی طرح وہ خود قوم کے محاسب سے بچتا رہا۔ کیا یہی وہ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں جن کا جماعت کو درس دیتے۔ حضور اور

حضور کے تنخواہ دار علماء کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔

..... کیا یہ امر واقع ہے یا نہیں کہ پیر صلاح الدین صاحب اے ڈی ایم منگمری جو آپ کے رشتہ دار ہیں نے اپنے گیارہ حصص مالیتی ۱۱۰۰ روپیہ جو ”دی سندھ و بیجی ٹیبل آئل اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ“ میں تھے فروخت کر کے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن اس وقت کمپنی مذکور چونکہ شدید خسارہ میں تھی اس کے حصص کا کوئی بھی شخص رضا کارانہ طور پر خریدار نہ تھا۔ لیکن آپ نے بحیثیت خلیفہ کے حکم دیا کہ تحریک جدید انجمن احمدیہ یہ حصص خرید کرے اور فوری طور پر ۱۱۰۰ روپے کی رقم پیر صاحب کو ادا کی جائے۔ چنانچہ تحریک جدید نے فوراً بلا جیل و جت ۱۱۰۰ روپے کا ریزولوشن پاس کر کے قوی خزانہ و چندہ سے یہ رقم ادا کر دی۔ یہی فیاضانہ سلوک ان سینکڑوں حصہ داروں سے کیوں نہ کیا گیا۔ جن کی رقوم کمپنی مذکور میں پیر صاحب کی رقم کی طرح ہی خطرہ میں تھیں اور ان میں سے اکثروں نے اپنے حصص فروخت کر کے پیر صاحب کی طرح اپنی رقوم کی واپسی کا مطالبہ بھی کیا ہوا تھا۔ کیا یہ امتیازی سلوک ابن الوقتی اور کتبہ پروری نہیں؟ کیا اس قسم کی جانبداری کسی روحانی خلیفہ کے لئے جائز ہے۔

نوٹ..... ۱۹۵۶ء میں جب اس رقم کی ادائیگی ہوئی تھی اس وقت اس کمپنی کے حصے نصف قیمت پر بھی کوئی لینے کو تیار نہ تھا۔ پانچ لاکھ روپیہ رقوم کا اس کمپنی نے اور لاکھوں روپیہ اسی طرح دوسری کمپنیوں نے ضائع کیا ہے۔ جن کے چیئرمین حضور کے فرزند ارجمند مرزا ناصر احمد، مرزا مبارک احمد، مرزا حفیظ احمد صاحب ہیں۔ لیکن کوئی پوچھنے والا اور محاسبہ کرنے والا نہیں۔ جس نے کبھی جرأت کی وہی جماعت اور مرکز سے باہر نکال پھینکا گیا۔

۸..... کیا آپ نے خود ملک عبدالرحمن صاحب مرحوم آف قصور ٹیجنگ ڈائریکٹر دی ایٹو افریقین کمپنی لمیٹڈ کراچی (ہیڈ آفس دی مال لاہور) کی جگہ کوئی اور آدمی تلاش کرنے کے لئے صوفی محمد رفیق صاحب نائب وکیل المصنعت ڈائریکٹر ایٹو افریقین کمپنی کراچی بھیجا تھا یا نہیں؟ جب آپ کا راز ایک موقع پر رورڈ کی میٹنگ میں جو رومہ میں ہوئی تھی طشت از بام ہوا تو آپ نے صاف انکار کر دیا کہ آپ نے ہرگز کوئی آدمی نہیں بھیجا۔ ملک صاحب نے کہا یہ صوفی محمد رفیق بیٹھا ہے اس سے پوچھئے یہ کیا تھا یا نہیں؟ صوفی صاحب کو ملک صاحب کے صداقت بھرے الفاظ کا انکار کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور منہ سے نکل گیا کہ ہاں گیا تھا۔ اس پر صوفی محمد رفیق کوچ بولنے کی پاداش میں وہاں ہی سچ جس کے بولنے کی آپ ہمیشہ جماعت کو تلقین کرتے رہے ہیں سزا کے طور پر ڈی گریڈ کیا گیا۔ حالانکہ آپ کے انکار کے باوجود آپ کا اقرار حسب ذیل اقرار ہے جو

۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء کو صوفی محمد رفیق صاحب کو کراچی بھجوانے کے بعد یاد کیا تھا۔

CHINIQT-26-11-49

**We have not stated if present Director insists on resign no will run the firm.**

### KHALIFAT-UL-MASEEH

۹..... سیکٹروں و اقصین زندگی جو ایمان و اخلاص سے سرشار کشاں کشاں مرکز سے وابستہ ہوئے تھے آہستہ آہستہ آپ کے دنیاوی اور خود مرض سیاسی نظام کی بے اعتدالیوں، بدعنوانیوں اور دھاندلیوں سے متنفر ہو کر گھروں کو واپس لوٹے ہیں اور بعض ان میں سے احمدیت اور اسلام کو بھی جواب دے چکے ہیں۔ ان میں سے بعض پر تعلیم دلوانے پر ہزار ہا روپیہ جماعت کے چندہ سے خرچ ہو۔ مجموعی طور پر اس سلسلہ میں ایک اندازہ کے مطابق صرف تحریک جدید کے ۳/۳/۲۳۸۶۹ روپے ضائع ہوئے۔ تفصیل کے لئے وکیل الدیوان تحریک جدید کے حسابات ملاحظہ ہوں۔ کیا اس قومی نقصان جو افراد اور روپیہ کے ضیاع سے ہوا کی تمام تر ذمہ داری آپ پر اور آپ کے مقررہ کردہ نااہل افسروں اور حاشیہ برداروں پر عائد نہیں ہوتی۔ جن کے عمل اور بانی سلسلہ احمدیہ کی تعبیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے؟

۱۰..... دفتر دکیل التجارت کے اخراجات دو چہ نمبر ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹ اور آمد کا دو چہ ۱۰۵ مالیتی ۸/۲۳۸۷ روپے دیکھ کر بتائیں کہ کیا آپ کا یہ ٹھگہ سٹہ کا کاروبار کرتا رہا ہے یا نہیں اور بقول الفضل اس جوئے کے کاروبار میں قومی امانت خند تحریک جدید سے قرض لیا ہوا۔ ۲۵۰۰۰ روپیہ ضائع ہوا ہے یا نہیں؟ یہ پچیس ہزار اور اس طرح اور ہزار ہا روپیہ ضائع کرنے والا قریشی عبدالرشید اس محنت بھی بدستور تحریک جدید کا وکیل ہے یا نہیں؟ اور یہ انعام قوم کے اس مجرم کو آپ نے محض اس لئے نہیں دے رکھا کہ سلسلہ کے مال کو مختلف طریقوں اور ذرائعوں سے آپ کی نذر کار ہوتا ہے۔ اگر قریشی عبدالرشید کے جرم میں حضور یا جماعت کے سنجیدہ طبقہ کو کوئی شک ہو تو ازراہ کرم تحریک جدید کے کم از کم مندرجہ ذیل دوریز ولیوش ضرور پڑھ لئے جائیں تاکہ شک و شبہ کی منجائش ہی نہ رہے۔

ارشاد حضور لیکارڈ ہوا

ریز ولیوش نمبر ۷، م، ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء تجارت کا ہر تین ماہ کے بعد بیلنس شیٹ و کالت میں (وکالت علیا) میں پیش ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح ہوتا کوئی خطرو کی بات نہیں رہ جاتی۔ اندمیر

تو یہ ہے کہ سارے اکاؤنٹس ان کے قریبی عبدالرشید وکیل التجارت حال وکیل المال قبضے میں رہنے دیتے ہیں اور لوگ اعتراض کر کے میرا داغ چاٹتے ہیں۔

نوٹ..... اس ریزولوشن سے یہ بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ ریوہ والوں کا یہ دواویلا صحیح نہیں کہ نظام جماعت پر ہمیشہ اور صرف ایسے لوگ اعتراض کرتے ہیں جن کو جماعت سے نکال دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض حق پرست جماعت کے اندر رہتے ہوئے بھی نعرہ حق بلند کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کو فوراً کسی دوسرے فرضی کیس میں الجھا کر مرکز اور جماعت سے علیحدہ یا کم از کم دور کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ کسی وقت ایسے لوگ ڈائریکٹ خلافت مآب پر یہی انگشت نمائی شروع نہ کر دیں۔ اس لئے خلیفہ جب اپنے تحفظ کے لئے ہمیشہ اپنے حواریوں کا تحفظ ضروری خیال کرتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی مجرم نہ ہوں۔

ارشاد حضور ریکارڈ ہوا

ریزولوشن نمبر ۶ ب ۱۸ جون ۱۹۵۶ء:

۱..... آئندہ ہر قسم کی تجارت پر موٹرز کارپوریشن کی نگرانی میں ہوگی۔ کیونکہ اس کے چیئرمین خلیفہ کے فرزند ارجمند مرزا حفیظ احمد ہیں جنہوں نے گزشتہ دونوں لاکھوں روپیہ سٹک کے کاروبار میں کراچی میں ہمارا ہے۔ لائل پور اور کراچی کی دکانیں بھی پر موٹرز کمپنی کے ماتحت کر دی جائیں اور ان کے سرمایہ کے بارے میں بھی پر موٹرز کمپنی سکیم پیش کرے۔ قریبی عبدالرشید کو اس کے علاوہ اور کسی قسم کی تجارت کا اختیار نہ ہوگا۔ جب تک کمپنی کا بورڈ اس کا فیصلہ نہ کرے۔

۲..... تجارت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک Long Term اور ایک Short

Term چار پانچ ہزار کے سرمایہ سے مراد عارضی تجارت ہو۔ جیسا کہ میں نے (خلیفہ صاحب) چٹا کی تجارت کے لئے رقم دی ہے۔ اس طرح اگر تحریک اور انجمن چاہے تو دو یا تین ماہ کے لئے سرمایہ دے سکتی ہے۔ یہ عرصہ گزرنے کے بعد مکمل تجارت کو اصل رقم واپس کرنی ہوگی اور اس طرح نفع یا نقصان دیکھ کر آئندہ ایسی تجارت کے جاری رکھتے یا بند کرنے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

۳..... پر موٹرز کارپورڈ پوری نگرانی کرے کہ خرچ بجٹ کے مطابق ہو اور منظوری کے اندر ہو۔

نوٹ..... چونکہ ان ریزولوشنوں پر عمل نہ ہوا، نہ ہوتا تھا۔ جماعت کا ہزار ہا روپیہ وکیل التجارت کے ذریعہ ضائع ہو گیا اور وکیل التجارت نے باوجود تحریک جدید کے خزانہ سے حضور کو چڑھاوے چڑھانے کے لئے جب اپنے قلمدان وزارت کو چھتے دیکھا تو ڈرامائی انداز میں استعفیٰ پیش کر دیا کہ وہ ان حالات میں کام نہیں کر سکتے۔ لیکن خلیفہ کو ان کا استعفیٰ محسوس کرنے کی جرات اس لئے نہ

ہو سکی کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بہت سے راز ہائے سربستہ کے وکیل التجارت صاحب شاہد ہیں۔ اس لئے حضور نے سابقہ خدمات خصوصی اور کارہائے خفیہ کو ملحوظ رکھ کر انہیں وزارت مال کا قلمدان دوبارہ سپرد کر دیا۔

قارئین کو یاد رہے کہ یہ ریزولوشن ان پیہم اور تابوتوں و حملوں کے جواب کے طور پر تھا۔ جن کا اشارہ جناب خلیفہ نے خود ریزولوشن نمبر ۷۷ م مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء میں کیا ہے۔ ورنہ خلیفہ ان تمام نتائج اور مبادیات سے خوب آگاہ تھے۔ مگر یہ سب کھیل ہیں جو قوم کی گاڑھے پسینے کی کمائی اور چندہ سے کھیلے جا رہے ہیں۔ کاش ہماری بھولی قوم کی آنکھیں اب بھی کھل جائیں۔

۱۱..... آپ سنر یورپ پر ضرورت سے زائد اپنے خاندان اور مشیران خصوصی (جن میں قریشی عبدالرشید صاحب بھی اپنی خدمات جلیلہ جن کا دھندلا سا خاکہ سوال نمبر ۱۰ میں دیا گیا ہے کے عوض شامل تھے) کا ایک بھاری جتھہ ساتھ لے کر گئے۔ جس سے قوم کے خزانے پر لاکھوں روپے کا ناجائز بار پڑا اور واپس آ کر آپ کے ذمہ بطور قرض جو روپہ لکھا تھا اس کو صاف کروانے کے لئے بوس ریزولوشن صدر انجمن اور تحریک جدید سے پاس کروائے گئے۔ صرف تحریک جدید میں ہی تقریباً ۶۱۰۰۰ روپے کا ایک ریزولوشن ہوا تھا کہ یہ رقم حضور سے مل گئی ہے۔ حالانکہ حقیقتاً ایک پیسہ بھی نہ ملا تھا۔ کیا آپ اسی ایک ستر کے اخراجات کی تفصیلی جماعت کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہیں۔

۱۲..... کیا آپ امانت خذ صدر انجمن اور تحریک جدید کی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۸ء دس سال کی بیلنس ٹینس سال وار جلسہ سالانہ پر قوم کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہیں تاکہ نقدی موجودہ تجارتی قرضوں اور اورورڈ رافت لی ہوئی رقم کی تفصیل منظر عام پر آ سکے؟

۱۳..... ۱۹۳۵ء تا جنوری ۱۹۵۶ء تحریک جدید کے دونوں دفاتروں کی کل آمد ۶۲۲،۱۶،۵۰ روپے ہوئی ہے۔ کیا آپ اس کے مقابل اخراجات کی تفصیل جماعت کے کھلے اجلاس میں بتانے کے لئے تیار ہیں؟

۱۴..... مندرجہ ذیل خطوط کی روشنی میں جواب دیں کہ آپ اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کو اخراج از ربوہ، اخراج از جماعت اور سوشل بائیکاٹ یعنی مقلطہ کی سنگین سزائیں جو قرآن اور اسلام کی تعلیم اور بین الاقوامی انسانی حقوق شہریت کے چارٹرڈ کے خلاف ہیں یا نہیں؟ اور کیا بقول مکرم ایڈیٹر صاحب نوائے وقت آپ کو اپنے لئے یہی سلوک پسند اور گوارا ہے۔

آزادی رائے پر پابندی

ریاست ربوہ کا گھناؤنا پہلو یہ ہے کہ وہاں کسی کو آزادی ضمیر حاصل نہیں۔ ہر کس

دناس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اس نفع پر سوچے جو خلیفہ نے تجویز کیا ہے۔ یہ آمرانہ نظام بعید روی نظام کے مشابہ ہے۔ جہاں تمام لوگوں کو ایک ہی راستہ پر سوچنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے ایسا ایک ہی قسم کا لٹریچر پیدا کیا جاتا ہے اور ایسے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں کہ بیرونی دنیا کے خیالات کے اثرات انداز نہ آسکیں۔ ریاست ربوہ میں تمام قسم کے اخبارات نہیں آسکتے۔ ایک ستمبر بورڈ قائم کیا ہوا ہے جو پہلے کتب اور اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے جس اخبار اور کتاب کو اپنی پالیسی کے خلاف نہ پائیں اس کے پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے اور جو اخبارات اور کتب ان کی پالیسی کے خلاف ہوتی ہیں ان کا داخلہ ربوہ میں کلیتہً ممنوع ہے۔

### اخبار فروش کا واقعہ

چنانچہ حال میں ایک واقعہ ربوہ میں رونما ہوا کہ چنیوٹ کا ایک اخبار فروش مبارک علی نامی ربوہ میں اخبار بیچنے گیا تو وہاں کی خانہ ساز پولیس نے اس کو گھیر لیا اور دفتر ناظم امور یعنی (ہوم سیکرٹری) کے پاس لے گیا۔ بد قسمتی سے اس کے پاس نوائے پاکستان کے پرچے بھی تھے۔ وہ اس سے جبراً چھین لئے گئے اور اس کے سامنے ہی ان پرچوں کو پھاڑ کر جلا دیا گیا اور اس اخبار فروش کو مارکٹ کر ربوہ سے باہر نکال دیا گیا۔

اسی طرح اخبار الفضل میں بارہا دفعہ ناظم امور عامہ کی طرف سے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ مخالفین یعنی گھر کے بھیدی کا جو لٹریچر بھی احمدیوں کے پاس پہنچا اس کو مت پڑھیں۔ بلکہ وہ مرکز کو بھیج دیں۔ (الفضل مورخہ مارچ ۱۹۵۷ء)

### ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

مذکورہ بالا اعلان میں آپ کی طور پر منع فرماتے ہیں کہ گھر کے بھیدی کا لٹریچر خواہ وہ کس مودود کا ہی لٹریچر پیش کریں۔ قطعاً نہ پڑھیں اور ستیا رتھ پرکاش جیسی گندی کتاب اپنے خلف الرشید کو پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ فرماتے ہیں: ”میرے بیٹے جو جوان ہو گئے ہیں میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے علاوہ ستیا رتھ پرکاش اور انجیل وغیرہ بھی پڑھا کرو۔“

(الفضل مورخہ ۱۲ رست ۱۹۳۹ء)

### خوف و ہراس

ربوہ میں ایک ایسا حکم ہے جو لوگوں کے افکار و نظریات کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ اگر کسی احمدی کا نظریہ اور رائے خلیفہ کے نظریہ سے مختلف ہو تو اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نظریات



وانکار کو خلیفہ کے نظریات و افکار کے مطابق ڈھالے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو اس کو مختلف طریق سے گزند پہنچانے کی پوری پوری سر توڑ کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ مجبور ہو کر مرکز کو چھوڑ جائے۔ ان مخالف کے باوجود اگر ریاست ربوہ نہ چھوڑنے پر ہند ہوتا تو محکمہ امور عامہ مقامی پولیس سے مل کر اس پر جھوٹا مقدمہ بنا کر خوف و ہراس میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ چند سال ہوئے غلام رسول موسم گرما کی تعطیلات گزارنے ربوہ ریاست میں گئے تو ربوہ کی تھاٹ پولیس نے مجھے ان کو ڈھب کا نہ پایا تو ان پر ایک چوری کا مقدمہ بنا دیا۔ تھانیدار اور سپاہی نے مجھے واشکاف الفاظ میں یہ کہا کہ نظارت امور عامہ آپ کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے بہتر صورت لگتی ہے کہ آپ ربوہ چھوڑ دیں۔

تھاٹ پولیس

جاپان میں بھی دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے شاعری کا ڈاکہ حکومت میں پولیس کا ایک حصہ تھا۔ جس کو تھاٹ پولیس..... کہتے ہیں۔ اس پولیس کا یہ فرض ہوتا تھا کہ ملک میں لوگوں کی گفتار اور افکار کا جائزہ لیتی رہے۔ یہی حال ربوی میکا ڈاکا ہے جو اپنی ریاست میں کسی کو نہ سوچنے دیتا ہے۔ نہ کسی کو آزادی سے تالیف و تصنیف کرنے دیتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ فرماتے ہیں:

”قاعدہ یہ ہے کہ تمام وہ لٹریچر جو احمدی احباب تصنیف فرماویں (مگر وہ کسی موضوع پر ہو) تو محکمہ تالیف و اشاعت میں ردائے فرماویں اور محکمہ مذکورہ بعد از مطالعہ و تحقیق ضروریہ اسے اشاعت کے لئے منظور کرے اور کوئی کتاب یا رسالہ بغیر محکمہ مذکورہ کے پاس کرنے کے احمدیہ لٹریچر میں شائع نہیں ہو سکتا۔“

(الفضل مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۲۲ء)

ربوہ کا پولیس ایکٹ

”اسی طرح مجلس محمد بن صدر انجمن احمدیہ نے بھٹوری خلیفہ مسیح بذریعہ ریزولوشن نمبر ۱۹۲۸ء یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب ٹریکٹ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و اشاعت چھپنے اور شائع ہونے نہ پائے۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو اس کتاب کی اشاعت بند کر دی جائے گی۔“

(الفضل مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

اجازت نہیں

چنانچہ ان تجاویز پر عملی جامہ پہنایا گیا اور المہر نام سے قادیان سے ایک رسالہ نکلا ہے۔ جس کے ایڈیٹر ایک مشہور قادیانی صحافی تھے۔ خلیفہ کے نزدیک بعض نقائص اور عجوب ایسے

تھے کہ ان سے ہوتے ہوئے الہمشر کو مرکز کے سلسلہ سے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔  
(الفضل مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء)

”اسی طرح اعلان کیا گیا کہ کتاب بیان الجہاد (جو مولوی غلام احمد سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ و تعلیم الاسلام کالج) نے شائع کی ہے۔ کوئی صاحب اس وقت تک نہ خریدیں جب تک نظارت و دعوت تبلیغ کی طرف سے اس کی خریداری کا اعلان نہ ہو۔“ (الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ایک ٹریکٹ کے متعلق اعلان کیا گیا کہ: ”اس ٹریکٹ کو ضبط کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ جس صاحب کے پاس یہ ٹریکٹ موجود ہو وہ اسے فوراً تلف کر دیں اور شائع کرنے والے صاحب سے جواب طلب کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ جس قدر کاپیاں اس ٹریکٹ کی ان کے پاس ہوں وہ سب تلف کر دی جائیں۔“ (الفضل مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۳ء)

جب نظارت تالیف و تصنیف کو اسی ٹریکٹ کی اشاعت کا علم ہوا تو اس نے اس کی اشاعت ممنوع قرار دے دی اور اسے بحق جماعت رابطہ کر کے تلفسار کر دینے کا حکم دے دیا۔ نیز ٹریکٹ شائع کرنے والے سے جواب طلب کیا گیا۔  
(الفضل مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۳ء)

غور کیجئے کہ اب ریاست کے مکمل ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ خلیفہ فرماتے ہیں: ”اب تک تین رسالوں کو میں اس جرم میں ضبط کر چکا ہوں۔“ (الفضل مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۶ء)

ربوہ کا روسی نظام

ریاست ربوہ میں کوئی ایسا لٹریچر داخل نہیں ہو سکتا جو اس ریاست کی پالیسی کے خلاف ہو۔ اس طرح ریاست میں روسی نظام کی طرح کوئی آدمی بھی جو ان کے خیال کا ہموار ہو، اس کو آزادی سے کسی سے ملنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کو بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ وارو شدہ آدمی سے کسی قسم کی گفتگو کر سکے۔ چنانچہ غلام محمد صاحب جو خلیفہ کے نظریات اور عقائد کے خلاف ہیں۔ ایک نجی کام کے لئے ربوہ گئے۔ ربوہ کی تھات پولیس نے ربوہ سے نکال دیا تاکہ وہ لوگوں میں اپنے خیالات و افکار کا اثر نہ چھوڑ سکے۔

رشتہ داروں سے ملنا ممنوع

اسی طرح محمد یوسف صاحب ناز (خلیفہ کا محرم راز) اور ان کے ہمراہ عبد المجید صاحب اکبر جو ان کے ماموں ہیں، اپنے قریبی رشتہ داروں کو ملنے کے لئے ربوہ گئے تو ان کی خانہ ساز پولیس نے اپنی کڑی نگرانی میں گھیر کر ناظر امور عامہ کے سامنے پیش کر دیا تو ان کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔ بلکہ ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ریاست ربوہ کو فوراً سے دستبردار چھوڑ دیں۔

ورنہ ان کی زندگی کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔

ان واقعات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ خلیفہ ربوہ کی طرف سے ایک ایسا آہنی نظام قائم ہے کہ ریاست ربوہ کے لوگ نہ تو مخالفین کے خیالات سن سکتے ہیں اور نہ وہ دوسروں کا لٹریچر پڑھ سکتے ہیں۔ میں حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہوں کہ ایک مذہبی، دینی اور تبلیغی جماعت جنہوں نے دوسروں تک اپنی بات پہنچانی ہوتی ہے ان کی طرف سے لائق احترام اور تعزیری اقدام ان کے لئے باعث فخر ہو سکتے ہیں۔ پس گورنمنٹ کا اولین فرض ہے کہ ریاست ربوہ کے لوگوں کو آزادی ضمیر دینے کے لئے مناسب اقدام کرے۔ تاکہ وہ اس مطلق العنان آمر کے آہنی چنگل سے نجات پاسکے۔

### حکومت کے خواب

خلیفہ کے رگ و ریشہ میں سیاست مدہی ہوئی ہے۔ اگر ان کے اعلانات کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہب کے پردہ میں سیاست کا کھیل کھیلتے ہیں اور سیاست کی برکتوں سے بہرہ مند ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کی ابتلاء انگیزیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ خلیفہ اکثر کہا کرتے ہیں۔

### تمام سرکاری احمدیوں کی فہرست تیار رکھو

”ہم قانون کے اندر رہتے ہوئے اس کی روح کو کچل دیں گے۔ ایسے ہی مقاصد کے لئے یہ دفتر امور عامہ ایسے احمدی افسران جو گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ بورڈوں یا فوج یا پولیس، سول، بجلی، جنگلات، تعلیم وغیرہ کے محکموں میں کام کرتے ہیں۔ ان کے مکمل پتے مہیا رکھتا ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

### ہماری سیاست گورنمنٹ سے زیادہ ہے

کبھی وہ واضح کاف الفاظ میں کہہ دیتے ہیں۔

”پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں..... جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں۔ دراصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے..... پس اس سیاست سے مسئلہ کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ

خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جمہوریت کرتا ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۳ اگست ۱۹۲۶ء)

### حکومت کے تعاون سے حکومت پر قبضہ

اس زعم میں بر ملا کہہ جاتے ہیں: ”میرا خیال یہ ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں۔ عدم تعاون سے نہیں..... اگر ہم کالجوں اور سکولوں کے طلباء کے اندر یہ روح پیدا کر دیں تو جوانوں میں سے ملازمت کو ترجیح دیں وہ اس غرض سے ملازمت کریں کہ اپنی قوم اور اپنے ملک کو فائدہ پہنچائیں گے۔ تو یہ لوگ چند ماہ میں ہی حکومت کو اپنی آزاد رائے اور بے دھڑک مشورے سے مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ہندوستانی نقطہ نگاہ کی طرف مائل ہو۔ بیشک ایسے لوگوں کی ملازمت خطرہ میں ہوگی۔ مگر جب کہ یہ لوگ ملازم ہی اس خطرہ کو مد نظر رکھ کر ہوئے ہوں گے۔ ان کے دل میں ان کے دل اس بات سے ڈریں گے نہیں۔ دوسرے کوئی گورنمنٹ ایک وقت میں ہزاروں لاکھوں ملازموں کو اس جرم میں الگ نہیں کر سکتی کہ تم کیوں سچائی سے اصل واقعات پیش کرتے ہو۔ اگر پولیس سے خطرہ پر ہی ایسے جب الوطنی سے سرشار لوگ قبضہ کر لیں تو حکومت ہند میں بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔“  
(الفضل مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۲۵ء)

### مستورات کی چھاتیوں پر خفیہ دستاویزات

جب کبھی بھی خلیفہ ربوہ کے خفیہ ڈاؤن پر حکومت نے چھاپا مارا تو اسلحہ اور کاغذ اب کمال ہوشیاری سے زمین دفن کر دیئے گئے۔ قادیان میں ایک موقع پر یکدم قصر خلافت پر چھاپا پڑا۔ جس کی اطلاع قبل از وقت خلیفہ کو نہ ہو سکی۔ لیکن خلیفہ کی اپنی فراست ان کے کام آئی تو فوراً خفیہ دستاویز کو اپنی مستورات کی چھاتیوں پر باندھ کر اوپر کوٹھی دار السلام قادیان بھجوا دیں اور تمام اسلحہ فوراً زیر زمین دفن کر دیا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات اور پھر مارشل لاء کے اختتام پر جو گورنمنٹ پاکستان نے ربوہ کے دفاتر اور قصر خلافت پر چھاپہ مارنے کا فیصلہ کیا تو یہ خبر دو دن پہلے ہی ربوہ پہنچ گئی۔ کچھ ریکارڈ نذر آتش کر دیا اور کچھ حصہ چناب ایکسپریس پر سندھ روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس اسلحہ کے نشان اب قادیانی اسٹیٹوں میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا بشیر آباوینٹ کے ملازم سے ایک قمری ناٹ تھری کی رائفل اور ایک گرینیڈ برآمد ہوا تھا اور وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ کے ماتحت سزا پا گیا۔

## حکومت وقت سے بغاوت

اسی طرح حال ہی میں اسی اسٹیٹ میں ایک گاویانی ملازم سے قہری ٹاٹ قہری کی راقفل پولیس نے برآمد کی ہے۔ اگر حکومت ربوہ اور گاویان اسٹیٹوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے تو بیشمار لوہور اور بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ ہر اس فرد کو بغاوت کا حق دیتے ہیں جس نے دل سے اور عمل سے حکومت وقت کی اطاعت نہ کی ہو۔ ایک دفعہ کسی نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ جس ملک کے لوگوں کا مقابلہ کرتے رہیں تو ارشاد ہوا۔

”اگر کسی قوم کا ایک فرد بھی ایسا باقی رہتا ہے جس نے اطاعت نہیں کی نہ عمل سے نہ زبان سے تو وہ آزاد ہے اور دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے مقابلہ کر سکتا ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

پھر فرماتے ہیں: ”مگر تلخ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو اس ملک سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔“

(الفضل مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء)

پھر فرمایا: ”شاید کامل کے لئے کسی وقت جہاد کرنا پڑ جائے۔“

(الفضل مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۲۳ء)

”جماعت ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے کہ بعض حکومتیں بھی اسے ڈر کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء)

انتظار پیدا کر کے ملک پر قبضہ کرنا

ان اقتباسات اور حوالہ جات سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ ربوہ اپنی جماعت کے ذہنوں میں ایسی سیاسی جون کی پرورش کر رہے ہیں جہاں کے اپنے ذہن میں سما یا ہوا ہے اور اس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب پاکستان میں افتراق و انتشار کی آگ بجھ کر اور اس سے فائدہ اٹھا کر ملک کے حکمران بن جائیں۔

خلیفہ فرماتے ہیں: ”کمیونٹ کی رو چلانے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۶ء)

ان کا اپنا ارشاد ہے کہ: ”پنجاب جنگی صوبہ کہلاتا ہے۔ شاید اس کے یہ معنی نہیں کہ ہمارے صوبے کے لوگ فوج میں زیادہ داخل ہوتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے صوبے کے لوگ دیل کے محتاج نہیں بلکہ سونے کے محتاج ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۶ء)

## بیرونی حکومتوں سے گٹھ جوڑ

خلیفہ غلامی کی حالت میں بھی بیرونی حکومتوں سے بھی گٹھ جوڑ کرنے کے متنی ہیں اور اس کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ کہتے ہیں: ”کہ کوئی قوم دنیا میں بغیر دوستوں کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے زیادہ مجرم اور کوئی قوم نہیں ہو سکتی۔ جو اپنے لئے دشمن تو بناتی ہے۔ مگر دوست نہیں۔ کیونکہ یہ سیاسی خودکشی ہے۔“

(انضال مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۶ء)

## خلیفہ کی اندرونی تصویر

اس حوالہ سے خلیفہ کی اندرونی تصویر ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کسی وقت بھی اس کے دشمنوں کے حلیف بن سکتے ہیں۔ چاہے اس کی کوئی بھی صحت پیدا ہو جائے۔ مثلاً وہ راز افشاء کر کے پاکستان کے دشمنوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ایک کرل کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہوئے کہا کہ کرل صاحب نے کہا ہے: ”حالات پھر خراب ہو رہے ہیں۔ لیکن اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔“ اس حوالہ سے کئی امور آشکار ہوتے ہیں۔

(انضال مورخہ ۸ مارچ ۱۹۵۷ء)

## حکومت کی مخفی پالیسی کا راز

کرفون میں بعض ایسے افسر بھی ہیں جنہوں نے حکومت کی پالیسی خلیفہ کو بتا دیتے ہیں۔ مثلاً کرل کا یہ کہنا کہ حالات پھر خراب ہو رہے ہیں۔ لیکن اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔ ان الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ حالات مجموعیوں کے لئے خراب ہو جائیں گے۔ لیکن فوج آپ کی امداد نہیں کرے گی۔ اگر واقعی کرل صاحب کا کہنا درست ہے تو یہ الفاظ حکومت کی کسی مخفی پالیسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دوم..... اگر خلیفہ نے یہ بات کرل صاحب کی طرف غلط طور پر منسوب کی ہے اور پاک آرمی کی سادھ پر کاری ضرب ہے۔ کیونکہ خلیفہ کرل صاحب کی زبانی یہ بتا رہے ہیں کہ حالات خراب ہونے پر بھی فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔ یعنی اگر گورنمنٹ فوج کو حالات سدھارنے پر متعین کرے تو وہ انکار کرے گی۔ لیکن تعجب والی بات یہ ہے کہ جب خلیفہ نے خطبہ دیا تو اس وقت نوائے پاکستان کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ وہ خلیفہ کو گرفتار کر کے اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ کون کرل صاحب ہیں جس نے خلیفہ کو پاک فوج کے حعلق یہ کہا تھا۔ اگر خلیفہ، کرل صاحب کا نام بتانے سے قاصر ہوں تو ان کو سزا دی جائے۔ لیکن افسوس! گورنمنٹ

نے نہ معلوم وجوہات کی بناء پر خلیفہ سے باز پرس نہ کی۔ دراصل یہی وہ امور ہیں جب خلیفہ اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ خطبات دیتے ہیں تو حکومت ان پر گرفت نہیں کرتی۔ جس سے وہ بے لگام ہو کر جرأت اور جسارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ خلیفہ کی یہ عادت قدیمہ ہے کہ جب کبھی ان کی تقریر پر کوئی قانونی اعتراض پڑے تو اپنا کام نکل جانے کے بعد، تو وہ کچھ عرصہ کے بعد تقریر دوبارہ اصلاح کے ساتھ شائع کر دیتے ہیں۔ اس دوبارہ شائع کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی حکومت کی طرف سے گرفت ہو تو وہ دجل و فریب سے حقیقت پر پردہ ڈال کر دوسری اشاعت کو پیش کر سکیں اور قانون کی گرفت سے بچ جائیں۔ یہاں بھی اس قسم کے مکر و فریب اور عیاری سے کام لیا گیا ہے۔ جب کہ خطبہ پہلی دفعہ شائع ہوا تو اس کے الفاظ اور تھے۔ جب وہی خطبہ دوسری بار شائع کیا گیا تو قابل اعتراض الفاظ کو حذف کر دیا گیا۔

گشتی مراسلہ

- ☆ ..... ربوہ کے جاسوسوں کا کام؟
- ☆ ..... حکومت کی پالیسی کے راز چرانا۔
- ☆ ..... مجلس تحفظ ختم نبوت اور
- ☆ ..... جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا۔
- ☆ ..... مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی ہے۔

## AHMADIS COLLECTING OFFICIAL INFORMATION

**Govt, asks Departmental Heads to be vigilant**

**The West Pakistan Government has circulated a letter to all the Secretaries, Heads of Departments and Commissioners of Divisions, bringing to their notice the activities Ahmadia, Rabwah, it is reliably learnt.**

**The letter which was circulated some time ago directly the officials concerned to take suitable**

measures to prevent official information from other into the hands of the Ahmadiya intelligence staff in an unauthorised manner.

The letter points out that the Government has reliable information to the effect that the Jamaat-e-Ahmadiya, Rabwa has employed special intelligence staff to collect information which may be of interest to the Ahmadiya sect. The Government has also learnt that Government servants belonging to the Ahmadiya community are being used for securing official information. Another source through which the Ahmadiya intelligence staff collects information are the retired Ahmadiya Government servants who still have influence with their erstwhile colleagues or subordinates.

It has also come to the notice of the Government that some Ahmadies have apparently renounced their faith in order to allay suspicion and to mix freely with the general body of Muslims with object of collection information.

The main topics on which the Ahmadiya intelligence staff gathers information are, a the activities of the dissident Ahmadiya group called the "Haqiqat Pasand Party" activities of the organisation like the "Majlis Tahaffuz-e-Khatm-e-Nabuwat and Jama'at-e-Islami", matters arising in



Government Departments which effect the interests of the Ahmadi activities of the various political parties, any change in Government policy regarding the Ahmadi community and the Shia-Sunni relation.

The Circular letter also points out that the Ahmadi intelligence staff is stationed at Rabwa and Lahore. The Jama'at-e-Ahmadi proposed to set up branches of the Intelligence staff at Rawalpindi and Karachi as well. The operation of the intelligence staff are directed and supervised by Mirza Nasir Ahmad, son of the Head of the Ahmadi community.

(Pakistan Times, Dated: 6th December 1957)

گشتی مراسلہ

حال ہی میں گورنمنٹ پاکستان نے سیکرٹریوں اور حکومت کے سربراہوں کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا ہے جس میں گورنمنٹ کے ذمہ دار افسران کو خلیفہ ربوہ کی خلافتی (C.I.D) سے ہوشیار رہنے کے لئے ہدایت دی ہے۔ اس مراسلہ کا تذکرہ اخبار آزاد، امروز اور پاکستان ٹائمز میں آچکا ہے۔

مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی

یہ مراسلہ کچھ عرصہ ہو ان افسران کو بھیجا گیا ہے اس میں متعلقہ افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسے انتظامات کریں کہ سرکاری اطلاعات نا جائز طور پر احمدیوں خبر رساں عملے کے ہاتھوں نہ پڑنے پائیں۔ اس مراسلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسائی کا ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو ایسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرے گا جو احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں گی۔ حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو احمدیہ فرقہ کے متعلق ہیں ان کے ذریعہ سرکاری اطلاعات مہیا کی جارہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ میں سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسائی کا عملہ سرکاری اطلاعات جمع

کرتا ہے۔ وہ حکومت کے پٹنشن یافتہ احمدیہ ملازم ہیں۔ جن کا ابھی تک اپنے دور کے ساتھیوں اور ماتحتوں پر اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے شک و شبہ جاتا رہے۔ وہ آزادی سے تمام مسلمانوں میں خلط ملط ہو سکیں اور معلومات حاصل کر سکیں۔ حکومت نے بتایا ہے کہ احمدی جماعت کا یہ عملہ عام طور پر جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے ان میں ربوہ کی احمدیہ جماعت کے باغیوں کی جن کا نام حقیقت پسند پارٹی ہے۔ سرگرمیاں مجلس تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا یہ چلانا شروع ہے۔ نیز اس میں احمدیہ فرقہ اور شیعہ کی تعلقات سے متعلق حکومت کی پالیسی میں تبدیلی کی خبر رکھنا بھی شامل ہے۔ حکومت کے اس گشتی مراسلہ میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت کا یہ خبر رسانی کا عمل فی الحال ربوہ اور لاہور میں تعینات ہے اور جماعت احمدیہ کی تجویز ہے کہ اس عملہ کی شاخیں راولپنڈی اور کراچی میں قائم کی جائیں۔ اس عملہ کو ہدایت دینا اور اس کی نگرانی کرنا احمدیہ فرقہ کے امام و خلیفہ کے بیٹے مرزا ناصر احمد کے سپرد ہے۔ (امروز مورخہ ۶ نومبر ۱۹۵۷ء)

اس پر ملک کے مشہور اخباروں نے ادوارتی نوٹ بھی لکھے ہیں جس میں گورنمنٹ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ یہ محکمہ گورنمنٹ کے لئے اتنا ضرر رساں نہیں جتنا کہ ربوہ کا خلافتی نظام۔ چنانچہ روزنامہ آفاق لاہور کا ادوارتی نوٹ ملاحظہ ہو۔

### صوبائی حکومت کا راہ فرار

”کچھ عرصہ پہلے معاصر ”آزاد“ نے صوبائی حکومت کے ایک خفیہ سرکر کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ دے کر یہ انکشاف کیا تھا کہ حکومت نے اپنے محکموں کے سربراہوں کو اور سیکرٹریوں کو ربوہ کے جاسوسوں سے خبردار رہنے کے لئے کہا ہے۔ اب پاکستان ناٹمنٹ نے اس خبر کو دہرایا ہے۔ اس خبر کے مطابق حکومت کے سرکر میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کے خلافتی نظام نے جاسوسی کا ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے۔ جو حکومت کے دفاتر سے اپنے مفید مطلب راز حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ محکموں کے سربراہوں اور سیکرٹریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی سرکاری راز جاسوسوں کے ہاتھوں میں نہ پڑیں۔

صوبائی حکومت کا یہ سرکر ایک اہم مسئلے سے فرار کی مضحکہ خیز کوشش ہے۔ حکومت کو یہ چھوٹا سا بنگلا نظر آ گیا کہ ربوہ کی انجمن نے حکومت کے راز حاصل کرنے کے لئے ایک جاسوسی نظام قائم کر رکھا ہے۔ لیکن یہ بہت بڑا مشہور نظر نہیں آتا کہ ربوہ کی انجمن نے مذہبی تقدس کی آڑ میں ایک خفیہ متوازی حکومت کی صورت اختیار کر لی ہے اور وہ ایسے تمام حربے استعمال کرنے پر

مجبور ہے جو سیاسی طاقت ہاتھ میں لینے کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں حربہ عام قانون کی مشینری کو ناکام بنانے کا ہے۔ حکومت کی پولیس کے سامنے اس بات کے ثبوت اور شواہد موجود ہیں۔ ربوہ میں تشدد اور جرائم کے ایسے واقعات پولیس کے نوٹس میں آچکے ہیں جن کی صداقت کے متعلق پولیس کے افسران اعلیٰ کو شک و شبہ باقی نہ رہا۔ لیکن ان افسروں کا بیان ہے کہ اخفائے جرم کی ایک لمبی چوڑی سازش نے ان کے لئے مجرم کو سزا دلوانا، مظلوم کی داد رسی کرنا ناممکن بنا دیا ہے۔ اchiائے مذہب کے علم بردار راج بات کہنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص آمادہ ہوتا ہے تو اس کو زریا زور کے ذریعے جی گواہی دینے سے روکتے ہیں۔ لہذا ملک کا قانون بے بس ہے۔ اگر اس ملک میں واقعی ایسے حالات پیدا ہو جائیں اور ایک جماعت اپنی تنظیم اور اپنے وسائل کے ذریعے قانون و انصاف کی مشینری کو جب چاہے شل کر دے تو حکومت کو طفلانہ سرگرداں جاری کرنے کے بجائے ان حالات سے عہدہ براء ہونے کی موثر تدبیر سوچنی چاہئے یا بصورت دیگر اقتدار کے عہدہ سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔ اصل یا اہم سوال یہ نہیں ہے کہ نظام ربوہ کے جاسوس حکومت کے راز چرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت کے پاس راز ہی کون سے ہیں جنہیں وہ محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اصل سوال یہ ہے یہ جاسوسی کے علاوہ ربوہ کے خلافتی نظام کے کارکن اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں جو ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے۔“

روزنامہ ”کنیم“ بھی ملاحظہ ہو:

### ربوہ کا جاسوسی نظام

”اخباروں میں حکومت مغربی پاکستان میں ایک شش ماہی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جس میں محکموں کے سربراہوں اور سیکرٹریوں کو ربوہ کے جاسوسوں سے خبردار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ربوہ کے قادیانی خلافتی نظام نے جاسوسوں کا ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے جو حکومت کے وقار سے قادیانی جماعت کے ہارے میں حکومت کے فیصلوں کی اطلاعات قادیانی جاسوس قادیانی سرکاری ملازموں سے حاصل کرتے ہیں یا قادیانی پیش خواروں سے جن کے تعلق اب بھی سرکاری وقار سے ہیں۔

ایک معاصر نے اس پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ حکومت کے نزدیک کون سی شے اہم ہے۔ سرکاری راز معلوم کرنے کا جاسوسی نظام یا وہ خفیہ متوازی حکومت جو قادیانی نظام خلافت نے تقدس کی آڑ میں ربوہ میں قائم کر رکھی ہے۔ اگر پہلی بات ایک جھکا ہے تو دوسری بات محترمہ۔ جاسوسی کا

نظام حقیقت میں اسی خفیہ متوازی حکومت کا ایک قدرتی اختتام ہے۔

اس کے بعد معاصر حکومت کو بتاتا ہے کہ پولیس کے اعلیٰ افسروں کے اعتراف کے مطابق ربوہ میں قانون اور امن کی طاقتیں بے بس ہو جاتی ہیں۔ وہاں کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دی جاتی ہے۔ مگر مجرموں کے خلاف شہادت دینے پر کوئی شخص آمادہ نہیں ہوتا۔ معاصر لکھتا ہے کہ: ”اصل یا اہم سوال یہ نہیں ہے کہ نظام ربوہ کے جاسوس حکومت کے راز چھانے کی کوشش کر رہے ہیں..... اصل سوال یہ ہے کہ جاسوسی کے علاوہ ربوہ کے حلقہ نظام کے کلارکن اور بہت کچھ کر رہے ہیں جو ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے اس کا علاج کیا ہے؟“

ہمیں معاصر کے اس تجربے سے پورا اتفاق ہے۔ افسوس ہے کہ معاصر نے علاج تجویز کرنے کا مسئلہ حکومت پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ کچھ بھی پیچیدہ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت قادیانی جماعت کی اصل حیثیت کو محض کر دے اور پردہ فریب کو چاک کر دے۔ جو اس نے اپنے چہرے پر ڈال رکھا ہے۔ یہ جماعت بالکل اسی طرح ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔ جس طرح کوئی خفیہ سیاسی جماعت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس نے خود کو محض ایک مذہبی جماعت قرار دے رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد پر سرکاری دفاتر کے چوہٹ کھلے ہوئے ہیں اور بڑے سے بڑے عہدے پر وہ فائز ہیں۔

ان کی اصل وقادار یاں پاکستان کے نظام حکومت سے وابستہ نہیں ہیں۔ بلکہ ربوہ کے خلافتی نظام سے وہ خلافت ربوہ کے راز تو سینے میں چھپا سکتے ہیں۔ مگر سرکاری اطلاعات کو عقیدہ چھپا نہیں سکتے۔ اگر چھپائیں تو انہیں نظام خلافت کا باغی قرار دیا جاتا ہے۔ معاصر موصوف نے پولیس اور قانون کی جس بے بسی کا ذکر کیا ہے وہ اسی صورتحال کا نتیجہ ہے اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ قادیانی جماعت کو خفیہ سیاسی جماعت قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ایسی جماعتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کے بغیر یہ عملی ختم نہیں سکتی اور عسکری مراسلے کے اجراء کا کچھ حاصل نہیں۔ بجز اس کے کہ ”چور“ کو آگاہ کر دیا جائے کہ جاگ ہو گئی ہے اور وہ اپنا کام زیادہ ہوشیاری کے ساتھ کرے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ جن افسروں کے نام یہ عسکری مراسلہ جاری کیا گیا ہے ان میں کتنے ہی ہوں گے جو اس فہرست میں آتے ہوں گے جن سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(روزنامہ تنیم لاہور مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۷ء)

داعشاں کیں جلوہ برعراپ و منبری کنند چوں نجلوت می روٹاں کار دگر کی کنند

